



سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب



مباحثات 2004

بدھ 16، جمعرات 17، اتوار 20، پیر 21، منگل 22، بدھ 23۔ جون 2004
(یوم الاربعاء 27، یوم الخمیس 28، جمعہ الہدیٰ یوم الاحد یکم، یوم الثانی 2، یوم الثالث 3، یوم الاربعاء 4، یوم الاول 1425ھ)

چودھویں اسمبلی : سولہواں اجلاس

جلد 16 (حصہ اول) شماره جات 1 تا 6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

سولہواں اجلاس

بدھ 16- جون 2004

جلد 16، شماره 1

صفحہ

مندرجات

نمبر شمار

بدھ 16- جون 2004

جلد 16، شماره 1

- | | | |
|----|-------|--|
| 1 | ----- | 1- اجلاس کی طبی کا اصلاحیہ |
| 3 | ----- | 2- ایجنڈا |
| 5 | ----- | 3- ایوان کے عہد سے دار |
| 11 | ----- | 4- تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ |
| 12 | ----- | 5- تجزیہ بیٹوں کا مینٹل |
| | | پوائنٹ آف آرڈر |
| | | 6- سیالکوٹ کینٹ ایریا میں کنٹونمنٹ بورڈ کا عوام |
| 12 | ----- | کے ساتھ ناروا سلوک |
| 13 | ----- | 7- ڈی۔ پی۔ او لاہور کا خاہدہ کے عوام کے ساتھ غیر خائستہ رویہ |
| 15 | ----- | 8- دانا آپریشن کے بارے میں پنجاب کے عوام میں تشویش |
| | | سوالات (حکمر خوراک) |
| 16 | ----- | 9- نطن زدہ سوالات اور ان کے جوابات |

صفحہ	مندرجات	نمبر شمار
	تعزیت	
	10- محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری رکن اسمبلی کے ماموں	
54	کی ولات پر فائز خوانی	
57	11- قلیل اہمیت سوال اور اُس کا جواب	
61	12- نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	
	تحاریک استحقاق	
	13- گارڈ انچارج سب انسپکٹر محمد لاروق عباسی کی غاتون	
76	رکن سے بدتمیزی (۔۔۔ بحث جاری)	
	14- رکن پنجاب اسمبلی ڈاکٹر نذیر احمد ٹھوڈوگر	
81	کے خلاف حکومتی کارروائی (۔۔۔ بحث جاری)	
	15- ڈی۔ ایس۔ پی (انوسنی گیش) ضلع اوکاڑہ کا رکن اسمبلی	
89	کے ساتھ غیر مہذبانہ رویہ	
	تحاریک التوانے کار	
100	16- سرکاری اہلاک پر قبضہ گروپ کا ناماثر قبضہ (۔۔۔ بحث جاری)	
	17- پنجاب لوکل گورنمنٹ (آکشن اینڈ کولیکشن رائٹس)	
109	کے قاعدہ 3 کی خلاف ورزی (۔۔۔ بحث جاری)	
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)	
	18- مسودہ قانون (ترمیم) (تحتوا میں 'الادئسز اور استحقاقات)	
117	وزراء پنجاب صدرہ 2011	
136	19- نکلہ محنت پر عام بحث	

جمعرات '17- جون 2004

جلد 16، شماره 2

- 20- سالانہ بجٹ 2004-05 اور ضمنی بجٹ
153 ----- 2003-04 پیش کرنے کا اعلان
- 21- ایجنڈا
155 -----
- 22- تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ
157 -----
تعمیریت
- 23- چودھری الطاف حسین ایم۔ پی۔ اے کے والد 'اسلام آباد
جلد آنے کے مرحومین اور ملک عبدالقیوم اعوان سابق وزیر
کے لئے فاتحہ خوانی
158 -----
- سرکاری کارروائی
- 24- وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بات سال 2004-05
158 -----
- 25- سالانہ بجٹ بات سال 2004-05 کا پیش کیا جانا
179 -----
- 26- ضمنی بجٹ بات سال 2003-04 کا پیش کیا جانا
179 -----
- 27- مسودہ قانون مایات پنجاب بات 2004 کا پیش کیا جانا
180 -----

اتوار '20- جون 2004

جلد 16، شماره 3

- 28- ایجنڈا
181 -----
- 29- تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ
183 -----
- پوائنٹ آف آرڈر
- 30- اسمبلی کے سیکورٹی محلے کو لابی سے باہر رخصت کی ہدایت
184 -----

- تغزیت
- 31- کراچی اور وفاق میں شیعہ ہونے والے تمام مسلمانوں کے لئے دماغی مغزت
- 185 -----
- تجاریک استحقاق
- 32- (کوئی تریک پیش نہ ہونی)
- 185 -----
- سرکاری کارروائی
- 33- سالانہ بجٹ 2004-05 پر بحث کا آغاز
- 186 -----

پیر 21- جون 2004

جلد 16، شماره 4

- 34- ایجنڈا
- 291 -----
- 35- تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ
- 293 -----
- پوانٹ آف آرڈر
- 36- زرعی قرضوں پر صدارتی پیکیج کا اعلان
- 294 -----
- تجاریک استحقاق
- 37- سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کی جانب سے وزیر اعلیٰ کے جاری کردہ ڈائریکٹو کے بارے میں تھیک آمیز ریپارٹس
- 295 -----
- 38- ڈاکٹر نذیر احمد مسعودوگر رکن اسمبلی کے خلاف
- 298 -----
- 39- حکومت کی بار بار بلا جواز کارروائی (..... بحث جاری)
- 301 -----
- جناب سیکر کی جانب سے صحافی حضرات کو درست رپورٹنگ کرنے کی ہدایت
- 302 -----
- 40- سالانہ میزانیہ بہت سال 2004-05 پر عام بحث

منگل، 22۔ جون 2004

جلد 16، شماره 5

- 417 ----- 41۔ ایجنڈا
- 419 ----- 42۔ تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ
- تحریک استحقاق
- 420 ----- 43۔ بہاولپور ایئر پورٹ پر انتظامیہ کی عوامی نائنہ گھن سے پہلو کی
- بحث
- 421 ----- 44۔ میزانیہ بات سال 2004-05 پر عام بحث

بدھ، 23۔ جون 2004

جلد 16، شماره 6

- صفحہ
- نمبر شمار
- 585 ----- 45۔ ایجنڈا
- 587 ----- 46۔ تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ
- سرکاری کارروائی
- 591 ----- 47۔ سالانہ میزانیہ بات سال 2004-05 پر عام بحث
- پوانٹ آف آرڈر
- 48۔ معزز ممبران حزب اختلاف کو اسمبلی
- 611 ----- کے اندر آنے میں دشواری کا سامنا
- 612 ----- 49۔ سالانہ میزانیہ بات سال 2004-05 پر عام بحث (۔۔ جاری)
- پوانٹ آف آرڈر
- 50۔ ٹریک پولیس لاہور کا پانڈ اور پانڈا چوک
- 616 ----- میں معزز رکن اسمبلی کو بلا جواز روکنا
- 622 ----- 51۔ سالانہ میزانیہ بات سال 2004-05 پر عام بحث (۔۔ جاری)
- 52۔ انڈکس

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

2004 جون-14

No. PAP-Legis-1(85)/2004/630. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 16th June, 2004 at 3.00 p.m. in the Assembly Chambers Lahore."

Dated Lahore, the
14th June, 2004

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL.
Governor of the Punjab

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 16 - جون 2004

- 1 - سوالات (محکمہ خوراک)
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
- 2 - سرکاری کارروائی
مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)
مسودہ قانون (ترمیم) تنخواہیں الاؤنسز اور استحقاقات
وزراء پنجاب صدرہ 2004
- 3 - محکمہ محنت پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

1 - ایوان کے عہدیدار

- | | | |
|-----------------|-----------------------|-----|
| جناب سپیکر | چودھری محمد افضل سہی | (1) |
| جناب ڈپٹی سپیکر | سردار شوکت حسین مزاری | (2) |
| قائد ایوان | چودھری پرویز الہی | (3) |
| قائد حزب اختلاف | جناب قاسم ضیاء | (4) |

2 - چیئرمینوں کا سینل

- | | | |
|---------------------|--------------|-----|
| رانے اعجاز احمد | بی بی بی-171 | (1) |
| رانے رب نواز | بی بی بی-56 | (2) |
| جناب محمد عظیم کمرن | بی بی بی-131 | (3) |
| رانا آفتاب احمد خان | بی بی بی-63 | (4) |

3 - کابینہ

- | | |
|-------------------------------------|--|
| (1) گروپ کمیشن (ر) مشتاق احمد کیانی | وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ |
| (2) کرنل (ر) شجاع غازادہ | وزیر سی۔ ایم۔ آئی۔ ٹی امپلی منٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن |
| (3) کرنل (ر) ملک محمد انور | وزیر کوآپریٹوز |
| (4) جناب مناظر حسین رانجھا | وزیر کالونیز |
| (5) چودھری عامر سلطان مجیر | وزیر آبپاشی |
| (6) جناب گل حمید خان روکڑی | وزیر ریونیو، ریٹیف اینڈ کنسلیدیشن |
| (7) جناب محمد سبطین خان | وزیر کانگنی و معدنیات |
| (8) جناب سعید اکبر خان | وزیر جیل غلذبات |
| (9) سردار نسیم اللہ خان شہانی | وزیر سپورٹس |
| (10) ڈاکٹر محمد شفیق چودھری | وزیر آبکاری و محصولات |
| (11) چودھری عمیر الدین خان | وزیر مواصلات و تعمیرات |
| (12) سیدہ صفحی امام | وزیر سماجی بہبود |
| (13) ڈاکٹر اشفاق الرحمن | وزیر جنگلات |
| (14) محترمہ آئندہ ریاض نقیاند | وزیر بہبود عواتین و انسانی حقوق |
| (15) رانا شمشاد احمد خان | وزیر ٹرانسپورٹ |
| (16) چودھری محمد اقبال | وزیر غوراک |
| (17) چودھری شوکت علی بھٹی | وزیر ثقافت و امور نوجوانان |
| (18) جناب محمد بشارت راہ | وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی |
| | اصلی چارج قانون و پارلیمانی امور |

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB-II/2-3/2003 مورخہ 16۔ اکتوبر 2003ء وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (16۔ جون 2004ء۔ جون 2004ء) تفویض کئے گئے۔

- (19) میاں عمران مسعود . وزیر تعلیم
- (20) جناب محمد اجمل بیبر . وزیر صنعت
- (21) سید اختر حسین رحوی . وزیر محنت و المرادی قوت
- (22) جناب ارمان سجانی . وزیر قوت
- (23) سید سعید الحسن . وزیر اوقاف و مذہبی امور
- (24) ڈاکٹر طاہر علی جاوید . وزیر صحت
- (25) جناب عبداللطیف خان . وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
- (26) میاں محمد اسلم اقبال . وزیر سیاست
- (27) سردار حسن اختر موکل . وزیر صنعت و پیشہ ورانہ ترقی
- (28) سید رحمان علی گیلانی . وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
- (29) رانا محمد قاسم نون . وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ
- (30) جناب حسین جتانی گریزی . وزیر لٹریسی اینڈ ٹیورسی بنیادی تعلیم
- (31) جناب محمد ارشد خان لودھی . وزیر زراعت
- (32) جناب غلام محی الدین چشتی . وزیر ایٹف و صپ
- (33) سردار حسین بہادر دریشک . وزیر خزانہ
- (34) سید ہارون احمد سلطان بخاری . لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
- (35) میاں غلام حسین ونو . وزیر زکوٰۃ و عشر
- (36) جام محمد ہاشم ظہیر . وزیر مانی پرووری
- (37) جناب محمد اعجاز شعیب . وزیر بیت المال
- (38) مخدوم اشفاق احمد . وزیر تحفظ ماحولیات
- (39) محترمہ نسیم لودھی . وزیر بہبود آبہای
- (40) محترمہ قدسیہ لودھی . وزیر مخصوص تعلیم
- (41) مسز جونز روٹین جویس . وزیر اقلیتی امور

4 - پارلیمانی سیکرٹریز

- | | | | |
|------|--|---|---------------------------------|
| (1) | چودھری محمد کامران علی خان | • | مال |
| (2) | راجہ راشد حفیظ | • | سٹانی حکومت و دیہی ترقی |
| (3) | جناب اعجاز حسین فرحت | • | ہاؤسنگ، شہری ترقی |
| (4) | جناب تنویر اسلم ملک | • | خدمات و انتظام عمومی |
| (5) | کرنل (ر) سلطان سرگرو اعوان* | • | |
| (6) | چودھری نذر حسین گوندل | • | تعلیم |
| (7) | ملک شعیب اعوان | • | الطاعات |
| (8) | ملک محمد آصف بجا | • | بیت المال |
| (9) | جناب محمد وارث کلو | • | کالونیز |
| (10) | ملک رضا شاہد وسیر | • | انفارمیشن ٹیکنالوجی |
| (11) | چودھری خالد محمود | • | لائسوساک اینڈ ذیری ڈویلپمنٹ |
| (12) | جناب محمد قمر حیات کانسٹیا | • | |
| (13) | بریگیڈئر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز) | • | صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی |
| (14) | حاجی مدثر قیوم نہرا | • | ماہی پروری |
| (15) | چودھری خالد اصغر گھرال | • | سپورٹس |
| (16) | چودھری عبداللہ یوسف وزانج | • | قانون |
| (17) | مس حمیدہ وحید الدین | • | عوامدگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم |
| (18) | لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس | • | مواصلات و تعمیرات |
| (19) | جناب اعجاز احمد سیول | • | آبکاری و محصولات |
| (20) | جناب جاوید منظور گل | • | کانگنی و معدنیات |

- (21) آغا علی حیدر . عقافت و امورِ نوجوانان
- (22) ملک احمد سید خان (ایڈووکیٹ) . اشتغال
- (23) ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ) . پارلیمنٹل امور
- (24) دیوان اطلاق احمد . آیاشی و قوت برقی
- (25) جناب محمد عامر اقبال شاہ . محنت و افرادی قوت
- (26) جناب طاہر حسین خان طیزی . خصوصی تعلیم
- (27) ملک محمد اہمل جوئیہ .
- (28) جناب عمور احمد خان ڈالہ . خزانہ
- (29) جناب ولایت شاہ کنگہ . زراعت
- (30) جناب آفتاب احمد خان . ایگریکلچرل مارکیٹنگ
- (31) چودھری وحید اصغر ڈوگر . پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
- (32) جناب جاوید اقبال خان کھی . جنگلات
- (33) سردار میر بلاشاہ خان قیصرانی . صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
- (34) جناب طارق احمد گورملانی . جنگل حیات
- (35) میں امتیاز حلیم قریشی . زکوٰۃ و عشر
- (36) ملک احمد کریم قنور ننگریال . سی۔ ایم۔ آئی۔ ٹی، آئی اینڈ سی
- (37) جناب اللہ وسایا عرف چو خان لغاری . سیاحت و قیام
- (38) سید محمد قائم علی شاہ . مذہبی امور و اوقاف
- (39) ملک اللہ بخش سمیہ . ٹرانسپورٹ
- (40) مہر فضل حسین سٹرا . جیل ملازمت
- (41) جناب محمود احمد . عوراک

- (42) جناب احمد نواز
- (43) سردار محمد دریا خان فیاض
- (44) بیگم زینت خان
- (45) ڈاکٹر فرزانہ نذیر
- (46) محترمہ لبنی طارق
- (47) سیدہ بھرنی نواز گردیزی
- (48) محترمہ شہلا راٹھور
- (49) محترمہ سعیدہ ہمایوں
- (50) محترمہ روبینہ نذر سہری (ایڈووکیٹ) یوٹا (TEVTA)
- (51) محترمہ ظلیہ ماحسن منصوبہ بندی و ترقیت
- (52) محترمہ زاہدہ سرفراز
- (53) مس نگہت سلیم خان ہائر ایجوکیشن
- (54) مس نگہتہ انور ائی کیشن
- (55) جناب پیٹرک جیکب گل اقلیتی امور

5 - ایڈووکیٹ جنرل

سید شہر رحمان صوی

6 - ایوان کے افسران

- (1) قائم مقام سیکرٹری جناب سعید احمد
- (2) ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن) جناب عنایت اللہ گل
- (3) ڈپٹی سیکرٹری (قانون سازی) ملک منظور احمد

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چونہویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

بدھ 16 - جون 2004

(یوم الاربعاء، 27 ربيع الثانی 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی مجیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سیکرٹری چوہدری محمد افضل صاحبی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ مِنَ الْفَيْضِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
السَّلْطَنَةُ الْأَتْقَانُ وَأَلَّا تَحْزَنُوا وَأَبْشُرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلَىٰ بِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُنَّ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ تَزُولُ مِنْ
غُفُورٍ رَّحِيمٍ ۝

سورہ حم السجده آیات 30-32

بن لوگوں نے کہا کہ بتا دو کہ ہمارا ہے یا تمہارا ہے (اس پر) قائم رہے ان پر فرستے آسمان کے (اور کہیں گے) کہ
نہ خوف کرو اور نہ ہمتا ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی منانہ ہم دنیا کی زندگی
میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہیں جس (نعمت) کو تمہارا ہی پہلے
کا تم کو ملے گی اور جو چیز تمہارے لئے موجود ہوگی (یہ) بخشنے والے سربراہ کی طرف سے ملے گی

وما علینا الالبلاغہ

ہے

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ میٹل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے نئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل میٹل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

171	بی بی۔	رائے اجاز احمد	1-
56	بی بی۔	رائے رب نواز مسکھن	2-
131	بی بی۔	جناب محمد عظیم مسکھن	3-
63	بی بی۔	رانا آفتاب احمد خان	4-

شکریہ۔

پوائنٹ آف آرڈر

سیالکوٹ کینٹ ایریا میں کنٹونمنٹ بورڈ کا عوام کے ساتھ ناروا سلوک

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے پچھلے اجلاس میں یعنی 15 ویں اجلاس میں جو ابھی گزرا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر حکومت سے یہ گزارش کی تھی کہ میرا علاقہ سیالکوٹ ہے اور کینٹ کا علاقہ میرے علاقے کے اندر ہے۔ وہاں پر آج صورتحال یہ ہے کہ پہلے انہوں نے وہاں پر تانگوں کو بند کیا پھر پرائیویٹ وہیل بند کی اور آج وہاں پر پیدل گزرنے والوں کا بھی جو مال کنٹونمنٹ بورڈ کر رہا ہے اور ان کا جو حشر کر رہا ہے وہ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ میں نے گورنمنٹ کو یہاں پر کہا

تھا اور ایکشن کمیشن کو بھی لکھا ہے کہ عدارا میرے حلقے سے کینٹ کا ایریا نکال دیا جائے۔ کیونکہ اگر میں اپنے ووٹرز کا وہیں پر تحفظ نہیں کر سکتا، میں انہیں تحفظ نہیں دے سکتا تو وہ حلقے میرے حلقے میں نہیں رہنا چاہتے۔ لہذا میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں، میں خود وہیں کے کور کمانڈر سے ملا ہوں۔ میں کور کمانڈر کو براہ فہامہ کو ملا ہوں اور انہیں request کی ہے اور انہیں کہا ہے کہ ہم شہری ہیں اور اس ملک کے شہری ہیں، آپ ہمیں کم از کم وہ مقام دے دیں جو اس ملک کے کسی شہری کا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب ایک میننگ کے سلسلے میں تشریف لے گئے ہیں۔ وہ مجھے کہہ کر گئے ہیں اور ابھی کوئی آدمے ہونے کھنٹے میں وہ آجاتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب سمیع اللہ خان صاحب!

ڈی۔ پی۔ او لاہور کا شاہدرہ کے عوام کے ساتھ غیر شانستہ رویہ

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں ہم نے مسلسل تین چار روز لاہور اینڈ آرڈر پر بحث کی اور جہاں بہت ساری چیزوں کی نشاندہی کی وہیں پر ہم نے پولیس کے رویے کی بھی بات کی۔ میں یہاں اس ایوان میں اس پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی توجہ ڈی۔ پی۔ او لاہور کے پچھلے 10 دن کے رویے کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو لاہور میں انہوں نے اور خصوصاً میرے حلقے میں اختیار کیا ہوا ہے۔ پچھلے دس دن سے ڈی۔ پی۔ او لاہور خصوصی طور پر براہ راست

خلدہ کے ایس۔ ایچ۔ او کو فون کرتے ہیں اور ان دس دنوں میں ڈی۔ پی۔ او لاہور نے گیارہ گھنٹے پرچہ درج کروانے ہیں۔ کل کی بات ہے کہ وہاں کے ایک بندے کو ایک ناظم نے اپنے ذریعے پر بلایا اور اسے وہاں پر بے عزت کیا۔ وہ اپنی درخواست لے کر ایس۔ ایچ۔ او کے پاس گیا۔ جناب سیکرٹری، سمیع اللہ خان صاحب! آپ لہ منٹر کو ان کے چیمبر میں مل لیں کیونکہ وہ ابھی تشریف بھی نہیں رکھتے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکرٹری میں آپ کی وسالت سے صرف گورنمنٹ کے علم میں یہ بات لا رہا ہوں۔

جناب سیکرٹری، میں آپ سے یہی کہ رہا ہوں کہ آپ بیڑاں سے مل لیں۔ سمیع اللہ صاحب! تشریف رکھیں۔ کارروائی چلتے دیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکرٹری میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات کر لوں گا۔ بجانے اس کے کہ اس بندے ملک جہاد کی دادرسی ہوتی، وہ ناظم ڈی۔ پی۔ او کے پاس چلا گیا تو ڈی۔ پی۔ او نے ایس۔ ایچ۔ او خلدہ کو فون کر کے ملک جہاد کی دادرسی کروانے کی بجانے اٹھا اس کے خلاف پرہ درج کرایا ہے میں آپ کی وسالت سے یہ کیوں گا کہ خلدہ لاہور کا گینٹ وے ہے اور وہاں بہت بے چینی ہے میں وہ وقت دیکھ رہا ہوں کہ جب ہزاروں لوگ اس سڑک پر آئیں گے اور ڈی۔ پی۔ او کے رویے کے خلاف وہ سڑک بند ہو سکتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں ہزاروں لوگ جی ٹی روڈ بند کر دیں اور کوئی ناٹو کھوار واقعہ پیش آجانے حکومت اس پر نوٹس لے۔

جناب سیکرٹری، شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ خوراک سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دینے جائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

وانا آپریشن کے بارے میں پنجاب کے عوام میں تشویش

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سیکرٹری گزارش یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کا یہ مختصر ایوان ہے اور پورے اہلیان پنجاب کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس وقت وانا کے اندر جو آپریشن ہو رہا ہے اس کے حوالے سے پورے پنجاب کے اندر بڑی تشویش پائی جاتی ہے کہ وہاں کے جن لوگوں کو آئی۔ ایس۔ آئی اور سی۔ آئی۔ اے نے مجاہدین بنا کر روس کے خلاف لڑایا، آج آپسی کو دہشت گرد قرار دے کر ان پر بمباری ہو رہی ہے، مگر مسلا ہو رہے ہیں اور یہ بارود بھی ہمارا ہے اور جن پر برس رہا ہے وہ بھی ہمارے ہیں۔ یہ بہت ہی قابل مذمت ہے اور مشرف صاحب کو اس حد تک امریکہ کی خوشنودی کے اندر نہیں جانا چاہیے۔ ہمارے اس ایوان کو کسی قرارداد کے ذریعے اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہیے۔

جناب سیکرٹری، شکریہ۔ اس سے پہلے کہ محکمہ خوراک کے سوالات میں محترمہ حمینہ جدون صاحبہ کا ایک قلیل اہمیت سوال محکمہ صحت کے بارے میں ہے جو وزیر صحت کی عدم موجودگی سے گزشتہ اجلاس کے دوران pending ہوا تھا اس کو take up کرتے ہیں۔ جی، محترمہ حمینہ جدون صاحبہ! محترمہ حمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب سیکرٹری میرا سوال نمبر 33 ہے۔ پیمپلی دفعہ منسٹر ہیلتھ اور پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ موجود نہیں تھے جس کی وجہ سے یہ pending ہوا تھا اور آج بھی وہی صورت حال ہے۔

جناب سیکرٹری، منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود نہیں ہیں تو پھر محترمہ اسے pending کر لیں۔

محترمہ حمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب سیکرٹری آج کے لئے اسے pending کر لیں۔ تھوڑی دیر تک وہ آجاتے ہیں تو پھر کر لیں گے۔

جناب سیکرٹری، پتا نہیں وہ آتے ہیں یا نہیں آتے؟

محترمہ حمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، وہ آتے ہیں لیکن تھوڑا لٹ آتے ہیں۔

جناب سیکرٹری، پلو، تھوڑی دیر کے لئے اسے pending کر لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی 'رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہم نے بہت دفعہ آپ سے request بھی کی ہے اور ہم اس

پر بڑے شرمندہ بھی ہیں کہ آج ایک نیا بل آ جانا ہے کہ وزیروں کی مراعات بڑھادی جائیں اور

انہیں کھلی معافی دے دی جانے کہ یہ بے شک ایک کروڑ روپیہ اپنے گھروں پر لگائیں مگر آپ

دیکھیں کہ جن کے لئے آپ یہ کر رہے ہیں ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ کسی کے سوال کا

جواب دے دیں۔ You are the custodian of the House. آپ اس پر serious notice

لیں۔ You should take a very serious notice of it. اور جو نہیں آتے ہیں ان میں سے

15/20 نکال دیں اور باقی بہت سارے انتظار کی لائن میں ہیں ان کو نکالیں۔

سوالات (محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، مہربانی۔ جناب سید احسان اللہ وقاص۔ شاہ صاحب! آپ question کا نمبر پکاریں
گے۔

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 874۔

نظامت خوراک پنجاب کے اہلکاران کے کوائف اور کارکردگی

*874، سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نظامت خوراک پنجاب کے سینئر ٹھکر شاہ ایوب ہاشمی کے زیر

استعمال سرکاری گاڑی نمبر LH-9451 سوزوکی جیپ ہے، وہ یہ گاڑی کس اتھارٹی سے

استعمال کرتے ہیں اور انہیں یہ گاڑی کیوں دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سینئر کلرک شاہد ایوب عرصہ دراز سے بغیر کوئی سرکاری ذیوئی کے تنخواہ باقاعدگی سے وصول کرتا ہے جبکہ وہ ذیوئی نانم میں بھی اپنی گاڑی کی دکان پر پایا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نظامت خوراک پنجاب میں تعینات کینز فیکر عبدالغیوم بٹ کے خلاف تین مقدمات درج ہونے تھے، ان کا کیا بنا، آڈٹ اعتراضات میں کروڑوں روپے کی خورد برد کی نشان دہی کا کیا بنا، کیا کوئی ریکوری ہوئی، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خوراک،

(الف) یہ درست ہے کہ گاڑی نمبری LHK-9451 سوزوکی جیب ملازمین کی ملاح و سہود کے لئے مخصوص کی ہوئی ہے جو کہ شاہد ایوب ہاشمی / صدر یونین کے پارچ میں ہے جبکہ سوال میں گاڑی نمبر LHE-9451 غلط درج ہے۔ LHE کی کوئی گاڑی نہ ہے۔ گاڑی کی مرمت اور پٹرول اسی کے ذمے ہے۔ یہ گاڑی حکام بالانے صدر یونین کو تفویض کی ہوئی ہے۔

(ب) شاہد ایوب سینئر کلرک کو شماریات برانچ میں تعینات کیا گیا ہے۔ برانچ انچارج کے مطابق باقاعدگی سے دفتر حاضری دے رہا ہے۔ البتہ یونین کا صدر ہونے کے باعث ملازمین کی ملاح کے لئے آفس سے باہر بھی جانا پڑتا ہے۔

جہاں تک گاڑی کی دکان کا تعلق ہے۔ بہت پہلے دفتری اوقات کے بعد شام کو مذکورہ اہلکار دکان پر بیٹھتا تھا مگر کافی عرصے سے اس نے گاڑی کی دکان بند کی ہوئی ہے۔

(ج) عبدالغیوم بٹ سابق کینز فیکر کے خلاف صرف دو مقدمات تھے اور ایک جواب طلبی تھی۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ گاڑی نمبری LOE-3878 کی مرمت کا کل بل مبلغ 5710 روپے پیش کیا گیا جس کی کوٹیشنز بوگیس تصور کرتے ہوئے جواب طلبی، بحوالہ پنل نمبری EO-CT(LOE-3878) مورخہ 23-5-2002 کی گئی۔ مجاز اتھارٹی نے اہلکار کی وضاحت کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے اس جواب طلبی کو داخل دفتر کر دیا۔

2&3۔ اہلکار کے خلاف گاڑی نمبر LHV-5437 سوزوکی کار اور گاڑی نمبر DGA-7979 راکی جیپ مجاز اتھارٹی کی اجازت کے بغیر ورکشاپ میں پارک کرنے کے الزام میں شوکاڑ نوٹس جاری ہوا۔ دونوں گاڑیاں مرمت کے بغیر واپس وصول ہو گئیں۔ اس کے علاوہ گاڑی نمبر LHV-5437 سوزوکی کار کی مرمت کا زائد بل چارج کرنے کے الزام پر شوکاڑ نوٹس جاری ہوا۔ مجاز اتھارٹی نے نرم رویہ اپناتے ہوئے ایک سالانہ ترقی روک دی ہے۔

جس تک آڈٹ اعتراضات کا تعلق ہے تو وہ معمول کی بات ہے۔ ان کا تعلق کسی مخصوص اہلکار کے بارے میں نہ ہے۔ بلکہ محکمہ کے بارے میں ہوتے ہیں جن کا مناسب جواب آڈٹ کے شعبہ کو دیا جانا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ فرمایا گیا ہے کہ شہد ایوب ہاشمی صاحب صدر یونین کے چارج میں ایک گاڑی ہے۔ اس کے حوالے سے ہی میں نے سوال کیا تھا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ جس یونین کے صدر ہیں، کیا وہ سی۔بی۔اے یونین ہے اور باقاعدہ ملازمین کے ووٹ کے ذریعے سے اس یونین کا انتخاب ہوا تھا اور میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس یونین کے پاس اور کتنی سرکاری گاڑیاں زیر استعمال ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! ان کے سوال کا پہلا حصہ یہ ہے کہ یہ یونین کس قسم کی ہے؟ یہ محکمے کے ملازمین کی یونین ہے۔ اس طرح کی یونین نہیں ہے جس طرح کی یونین کا جناب احسان اللہ وقاص صاحب ذکر کر رہے ہیں۔

دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کے پاس اور کتنی گاڑیاں ہیں؟ یہ ایک گاڑی بھی مخصوص اس کے لئے نہیں تھی۔ یہ گاڑی low paid ملازمین کی نلچ و بہود کے لئے ہے۔ ان کو کوئی ایمر جنسی ضرورت پڑ جاتی ہے یا کسی کا بچہ بیمار ہو جاتا ہے، ان کے پاس تو گاڑیاں ویسے ہی نہیں ہوتیں۔ افسروں کے پاس تو اپنی اپنی گاڑی ہوتی ہے۔ اس حصہ کے لئے مخصوص گاڑی محکمے

کے اندر رکھتے ہیں کہ اگر کسی کو ضرورت پڑ جائے تو لے جائے۔ چونکہ یہ ان کا صدر تھا اس لئے زیادہ یہی اس کاڑی کو استعمال کرتا رہا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کا نام یہاں پر لیا ہے۔
جناب سپیکر، شکریہ جی۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! ایک تو ہمارے ساؤنڈ سسٹم کا نظام ایسا ہے کہ کسی بات کی سمجھ نہیں آتی ہے۔

جناب سپیکر، ساؤنڈ سسٹم ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کو جواب دہرا دیتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا تھا کہ یہ کس قسم کی یونین ہے؟ سرکاری ملازمین اپنے ٹککے کے اندر اپنی ایک یونین بناتے ہیں۔ جیسے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی علیحدہ ہوتی ہے اور باقی محکموں کی علیحدہ یونین ہوتی ہے۔ ملازمین اپنی تلاح و بہبود کے لئے ایک یونین بناتے ہیں۔ یہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا تھا کہ ایک یونین کے صدر کو یہ کاڑی فراہم کر دی گئی ہے کہ یہ جہاں مرضی لے جائے اور جتنی مرضی استعمال کرے۔ کیا یہ باقاعدہ منتخب یونین ہے؟ کیونکہ بعض محکموں میں انہوں نے اپنے کام نکلوانے کے لئے پانٹ یونین بنائی ہوتی ہوتی ہے؟ یہ اس طرح کی یونین ہے یا باقاعدہ منتخب یونین ہے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! ہمارے ٹککے کے اندر جو یونین ہے اسے باقاعدہ ملازمین منتخب کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں ان سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے ہر ضلع میں ہر یونین کے صدر کو اس طرح کاڑی فراہم کی ہوتی ہے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں ارشد بگو صاحب کو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس اتنی کاڑیاں نہیں ہوتیں کہ ہر ضلع میں ایک کاڑی اسی کام کے لئے مخصوص کر دی جائے۔ چونکہ ہمارے ہینڈ کوارٹر میں بہت زیادہ چھوٹے ملازمین ہیں۔ ایک ہلدا ہیڈ آفس ہے، سیکرٹری صاحب کا۔

آئس ہے، ڈائریکٹر صاحب کا آئس ہے تو ان کے لئے ہم نے ایک گاڑی رکھی ہوئی ہے۔ وہ بھی ایک معمولی سی سوزی جیب ہے۔ وہ بھی صرف ایک آدمی کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ سب کے لئے ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، سوال نمبر 1613 ہے۔

شوگر سیس کی رقم کمیٹی کے ارکان اور استعمال کی تفصیل

*1613، سید احسان اللہ وقاص، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔۔
(الف) شوگر سیس کی رقم کے استعمال کے لئے شوگر سیس کمیٹی کی تقرری کا اختیار کس کو ہے، اس کے ممبران کی تقرری کا کیا میاں ہے، کیا اس کے ممبران میں ارکان قومی و صوبائی اسمبلی بھی شامل ہیں۔

(ب) شوگر سیس فنڈ کی رقم کیا ضلعی خزانہ میں جمع کی جاتی ہے یا کسی بینک میں رکھی جاتی ہے۔ اگر بینک میں جمع کروانی جاتی ہے تو اس کے نکلوانے اور خرچ کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے۔

(ج) گزشتہ دو سال میں پورے صوبہ کی ہر شوگر مل سے شوگر سیس فنڈ میں کتنی رقم جمع ہوئی، کتنی خرچ ہوئی اور زیادہ تر کن ترقیاتی کاموں میں خرچ کی گئی اور اس وقت کتنی رقم بچا ہے کیا اس رقم کے استعمال کا آڈٹ بھی کروایا جاتا ہے اور اس سے ہونے والے ترقیاتی کاموں کے میاں کی جانچ پڑتال کا کیا نظام ہے؟

وزیر خوراک،

(الف) مطابق رول نمبر 9 شوگر کمیشن سیس ڈویٹمنٹ فنڈز رولز 1964، شوگر سیس کی رقم کے استعمال کے لئے شوگر سیس کمیٹی کی تقرری کا اختیار حکومت پنجاب کو ہے۔ ممبران کی تقرری کے میاں کے لئے ملاحظہ ہو منسکہ (الف) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

موجودہ قواعد کے مطابق ممبران قومی و صوبائی اسمبلی مذکورہ کمیٹی کے ارکان نہ ہیں تاہم اس ضمن میں ایک سمری بروئے چٹھی نمبری CC.G(10)-2/03 مورخہ 06-01-2003 محکمہ خوراک نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی ہے۔

(ب) شوگر کین سیس فنڈ کی رقم حکومت کے خزانہ میں جمع ہوتی ہے اور بنک میں جمع نہ ہوتی ہے۔ مالی سال کے ختم ہونے پر جمع شدہ رقم کی ضلع وارتقسیم کی تفصیل تیار کر کے محکمہ خوراک، فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھجواتا ہے جس پر دو فیصد کنوٹی کر کے محکمہ فنانس شوگر کین سیس کی رقم متعلقہ اضلاع کے D.C.O کو جاری کر دیتا ہے۔ منسکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

مطابق رول نمبر 8 شوگر کین سیس فنڈ سے رقم نکلوانے کا اختیار ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کو ہے۔ اس فنڈ کے استعمال کے لئے حکومت ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی کا تقرر کرتی ہے جس کی منظور شدہ سکیموں پر اس فنڈ کی رقم خرچ کی جاتی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) وصول شدہ شوگر سیس فنڈ کی رقم کی تفصیل (منسکہ "ج" اور "ڈ") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ زیادہ تر رقم سڑکوں کی تعمیر کے لئے خرچ کی گئی بتایا رقم کی تفصیل (منسکہ "ہ") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ شوگر کین سیس فیکٹریز رولز کنٹرول ایکٹ 1964 اور شوگر کین سیس رولز 1950 میں سیس فنڈ کے استعمال کی آڈٹ کی کوئی حق نہ ہے تاہم زیر قاعدہ 7 شوگر کین سیس کی وصولی کی بابت ملوں کا آڈٹ ہوتا ہے۔ منسکہ (و) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ ترقیاتی کاموں کے میاں کی پڑتال شوگر کین کمیٹی اور اس میں شامل ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ور کس اینڈ سروسز) کرتا ہے۔

جناب سپیکر، جی، وقاص صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! مجھے بتایا گیا ہے کہ جواب کی تفصیل یہاں رکھ دی گئی ہے، میں وہ نہیں دیکھ سکا۔ اس میں 'میں' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شوگر سیس کا کیا میاں ہے، اس کا تعین کیسے کیا جاتا ہے اور یہ شکایات ہیں کہ شوگر مل کے مالکان اور ان کے ساتھ deal کرنے والے محکمے

مل بینہ کر طے کر لیں کہ اگر اس شوگر مل پر ٹیکس مجال کے طور پر سو روپیہ بنتا ہے تو یہ مل بینہ کر آپس میں طے کر لیتے ہیں کہ ہم آپ سے ٹیکس 50 روپے لیں گے اور 50 روپے ہم آپس میں بانٹ لیتے ہیں تو اس کا پھر کیا مل ہو گا؟ اس طرح کی عامیوں کے سہارا کے لئے کیا سہاویہ اختیار کی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر، جی، فوڈ منسٹر

وزیر خوراک، جناب سپیکر! یہ اس طرح سے نہیں ہوتا۔ اس میں ہماری پوری ایک کمیٹی ہے تو وہ سارے بینہ کر یہ منصوبہ جات جاتی ہے اور شوگر سبس کی سکیموں پر پورا عملدرآمد کراتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس میں تمہوڑا سا تفصیل سے عرض کر دیتا ہوں۔ اس میں ڈی۔سی۔ او ہوتا ہے، اس میں شوگر مل کا نمائندہ ہوتا ہے 'ای۔ڈی۔ او' اور کس ہوتا ہے 'اس میں ای۔ڈی۔ او' ایک ریگولر ہوتا ہے 'ڈی۔ڈی۔ فوڈ ہوتا ہے 'ڈی۔ایف۔سی فوڈ اور دو نمائندے ہمارے بھی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ای۔ڈی۔ او فنانس اور ضلع ناظم کا بھی ایک نمائندہ ہوتا ہے۔ اس میں پی اینڈ ڈی کا نمائندہ ہوتا ہے اور پھر ایک ٹیکنیکل ممبر ہوتا ہے۔ یہ ساری کمیٹی بینہ کر طے کرتی ہے کہ شوگر سبس کے لئے جو سکیمیں آئی ہوتی ہیں ان کی priority کس طرح طے کرنی ہے، ان پر اثرات کیسے کرنے ہیں اور ان کو کنٹرول کیسے کرنا ہے؟ اس کے مطابق یہ سارا سسٹم چلتا ہے۔

جناب سپیکر، جی، شکر۔ رانا آفتاب احمد خان

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ج (ج) میں یہ لکھا ہے کہ شوگر کین سبس فیکٹریز رولز کنٹرول ایکٹ 1964 اور شوگر کین سبس رولز 1950 میں سبس فنڈ کے استعمال کی آڈٹ کی کوئی حق نہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ زمیندار جو اپنے شوگر کین پر سبس دیتا ہے، پہلے تو اس کی نمائندگی ہو گئی ہے۔ جس ایریا کا شوگر کین سبس لیا جاتا ہے کیا ان کی ترجیح کے

مطابق ہوتا ہے اور دوسرا یہ جو پیسا پنجاب گورنمنٹ دے دیتی ہے اس پر اگر آڈٹ نہیں ہے تو پھر ان کا اس پر کیا چیک ہے؟

جناب سپیکر، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اس طرح نہیں ہے جس طرح میرے کاضل دوست فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ وہاں پر باقاعدہ مل والوں کے بھی نمائندے ہوتے ہیں اور کاشتکاروں کے نمائندے بھی ہوتے ہیں جو شوگر سیس دیتے ہیں ان کی موجودگی میں یہ سارے فیصلے ہوتے ہیں۔ اس طرح نہیں کہ کسی کی کوئی monopoly ہے کہ مل والا جو چاہے کرے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، اگر یہ آڈٹ نہیں کر سکتے تو ان کا اس پر کیا financial check ہے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ آڈٹ کی کوئی حق نہ ہے۔ جب آپ نے پیسا دیا ہے تو آپ کے پاس آڈٹ کا کنٹرول نہیں ہے تو پھر آپ کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میرے کاضل دوست بہت جلدی میں ہوتے ہیں میں بڑے نمائندے مزاج کا آدمی ہوں یہ میری ساری بات سن لیں تو شاید کچھ سمجھ آجائے۔ میں کہہ رہا تھا کہ مز کا آڈٹ باقاعدہ طور پر ہوتا ہے۔ اس کا پورا اختیار بھی ہے۔ جب مز سے ٹرانسفر ہو کر فنانس ڈیپارٹمنٹ سیس کو جمع کرتا ہے پھر جوں جوں سیکسٹن تنویض ہوتی ہیں اسی طریقہ کار کے مطابق وہ amounts D.C.Os کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جاتی ہیں۔ وہاں سے D.C.O کی نگرانی کرتا ہے اور اس پر سارے ڈیپارٹمنٹ مانیٹر کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جب یہ پیسا Provincial Exchequer میں چلا جاتا ہے اور جو پیسا یہاں سے جانے گا اس کا آڈٹ اسے۔ جی آفس کرے گا اور اس کی رپورٹ بینک اکاؤنٹس کمیٹی میں آنے گی کیا یہ درست ہے؟

وزیر خوراک، ایک دفعہ پھر دہرا دیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ جو پیسا جب Provincial Head میں آجاتا ہے تو اس کے بعد یہ D.C.Os کو بھیج دیتے ہیں۔ جب یہ پیسا D.C.Os کے پاس چلا جاتا ہے، جب یہ پیسا وہاں پر استعمال ہو رہا ہے تو اس کا آڈٹ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے دائرہ اختیار میں آ جاتا ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ ابھی تک اس پر کوئی آڈٹ یا ذرائع پیرا نہیں بن سکا کیونکہ یہ حق موجود ہے۔ یہ پیسا صوبائی فنڈ سے اسے۔ جی آفس کے ذریعے جانے کا تو پھر اس کا آڈٹ ہونا چاہیے اسے۔ جی آفس کے ذریعے جانے کے بعد یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آڈٹ نہ ہو؟

جناب سپیکر، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت سے اپنے فاضل دوست کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کیونکہ یہ شوگر ملز سے سارا پیسا آتا ہے اور شوگر ملز کا باقاعدہ اس سسٹم پر آڈٹ ہوتا ہے کہ نللا شوگر مل نے کتنا سسٹم وصول کیا ہے اور کتنا دیا ہے اور اس کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہی کمیٹی یہ طے کرتی ہے کہ کس کس ضلعے کو کیا کیا سبکیں دینی ہیں تاکہ شوگر سسٹم کا پیسا زمینداروں کی ویٹیفیز پر سبزوں پر لگ سکے۔ جب وہ پیسا تفویض ہو کر D.C.Os کے پاس چلا جاتا ہے تو پھر یہ کمیٹی وہ کام کرواتی ہے اور کام کروانے کے بعد اس کو مانٹر کرتی ہے کہ جو پیسا دیا گیا ہے وہ صحیح جگہ پر لگا ہے یا نہیں۔ اگر نہ لگا ہو تو وہ ایکشن لیتی ہے۔

جناب سپیکر، ان کا یہی سوال ہے کہ جب D.C.O کے پاس پیسا جاتا ہے تو اس کے بعد اس کا کوئی آڈٹ ہوتا ہے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! پھر D.C.O کے اختیار میں ہوتا ہے کہ اس کو مانٹر بھی کرواتا ہے۔ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ اس میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا صاحب! کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ جناب جمائزب امتیاز گل صاحب! جناب جمائزب امتیاز گل، جناب سپیکر! ج (ب) میں انہوں نے لکھا ہے کہ دو فیصد کنوٹی ہوتی ہے۔ میرا سوال ہے کہ یہ کس میں کنوٹی ہوتی ہے اور دوسری بات یہ کہ D.C.O کو جاری کر

دیا جاتا ہے۔ D.C.O ایک Coordination Officer ہوتا ہے اس میں ضلعی حکومت کا role کہاں پر آتا ہے، اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے ان کا نا تو کوئی اکاؤنٹ ہے، یہ role ضلعی حکومت کے پاس ہونا چاہیے اور میرا خیال ہے کہ یہاں پر پھر جو conflict لوکل گورنمنٹ اور صوبائی گورنمنٹ کا سامنے آ رہا ہے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! فاضل دوست کو شاید میری بات کی کچھ نہیں آئی۔ D.C.O باقاعدہ طور پر ضلع ناظم کے under آتا ہے اس لئے ضلعی ناظم لوکل گورنمنٹ کے معاملے میں Head of the District ہے۔ میں نے تو انہیں بتایا تھا کہ یہ ممبرز اس کمیٹی میں ہوتے ہیں۔ اب یہ ضلع ناظم کی بات کرتے ہیں تو ناظم کا ایک نمائندہ اس کمیٹی میں ہوتا ہے جو ساری کمیٹیوں میں از خود شامل ہوتا ہے، وہ طے کرتا ہے اور جاتا ہے، ضلع ناظم خود اس میں ممبر نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ملی سال اہتمام پذیر ہونے کو ہے۔ میں وزیر صاب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حامل گورنمنٹ کے پاس جو گریس میں کتنی رقم ابھی تک چھاپی ہے؟

جناب سپیکر، یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اس وقت exact figures نہیں دے سکتے۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ جو گریس کمیٹی کی سرری ہم نے 06-01-03 کو وزیر اعلیٰ کو بھیجی تھی کہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کو اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ کیا حکومت جلد از جلد اس معاملہ کو طے کرنے کی کوئی تاریخ جاسکتی ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر، اس میں میری بڑی مودبانہ اتناں ہے کہ اس میں جب ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو سری بھیجی تھی تو انہوں نے راجہ بشارت صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی تھی۔ وہ اس معاملے کی جانچ پڑتال کر رہی ہے۔ ابھی تک یہ معاملہ ان کے زیر غور ہے، فیصلہ نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے کہ بہت جلد اس پر وہ فیصلہ کر لیں گے۔

جناب سپیکر، شکر۔ چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق اور، جناب سپیکر! شکر۔ میرا سوال یہ ہے کہ شوگر سیس کا پیسہ جس علاقے میں شوگر مل ہوتی ہے تو ان زمینداروں سے کانا جاتا ہے۔ جس طرح انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ تمام پیسہ D.C.Os کے پاس چلا جاتا ہے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ہاں تحصیل صادق آباد میں دو شوگر ملیں ہیں، ایک یونائیٹڈ شوگر مل ہے اور ایک جمل الدین والی شوگر مل ہے لیکن 2000 سے لے کر آج تک نہ تو کسی میٹنگ کا پتا ہے اور نہ ہی وہ پیسہ پورے ملنے 296 اور 297 میں جو پورا علاقہ گنا سپلائی کرتا ہے وہاں آج تک ایک پانی خرچ نہیں ہونی کیونکہ ہمارے ضلعی ناظم کی شوگر مل ہے اور وہ شوگر مل ان کی اسٹیٹ میں بنی ہوئی ہے۔ آپ کوئی کمیٹی بنا دیں وہاں جا کر چیک کر لیں کہ کیا شوگر سیس کا پیسہ سوانے اس کی اس اسٹیٹ کے علاوہ کسی اور جگہ پر بھی خرچ ہوا ہو؟ میری درخواست ہے کیونکہ تمام لوگ گنا سپلائی کرتے ہیں زمینداروں کا حق بنتا ہے کہ ان علاقوں میں بھی پیسہ خرچ کیا جانے جہاں سے وہ شوگر سیس کاتے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ کوئی کمیٹی اس کو چیک کرنے والی نہیں ہے، ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے، ان کا آڈٹ کرنے والا کوئی نہیں ہے تو کون ان کے بارے میں پوچھے گا؟

جناب سپیکر، شکر۔ چودھری صاحب! آپ اپنے طور پر چیک کروالیں کہ معزز رکن جو کہہ رہے ہیں وہ کس حد تک درست ہے؟ اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کا سوال ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد شیخ تنویر احمد صاحب کا سوال ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ تمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ!

محترمہ تمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میرا شروع میں ایک قلیل اہمیت سوال تھا۔ آج وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بھی آگئی ہیں اس لئے میری درخواست ہے کہ یہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ نشاط افراء، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ نشاط افراء، جناب سپیکر! جو سوال و جواب ہو رہے ہیں مجھے یہ بات کچھ نہیں آری۔ میں آپ کی وسالت سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وزراء کی طرف سے ہمیں جو جواب دینے جا رہے ہیں ان کا کوئی سر ہے اور نہ کوئی پیڑ ہے۔ ہمیں صحیح جواب ملنا چاہیے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے اور وہ کیا کر رہے ہیں؟ یہ بالکل تشنہ سا جواب دے کر اپنے آپ کو سرخرو کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، جن دوستوں نے سوال کئے ہیں ان کو وزیر صاحب نے مطمئن کر دیا ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! محترمہ اپنے بارے میں کہہ رہی ہیں یا وزراء کے بارے میں کہہ رہی ہیں؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد اقبال چتر صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چتر، سوال نمبر 3636۔

صوبہ میں شوگر ملز، شوگر سبیس کی رقم

اور اس سے مکمل شدہ منصوبہ جات کی تفصیل

*3636۔ ملک محمد اقبال چتر، کیا وزیر خوراک اذراہ نوازش مین فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں ضلع وار شوگر مز کی تفصیل نیز ہر شوگر مز کے ذمہ اس وقت کتنا شوگر سیس ہے؟

(ب) بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں واقع شوگر مز اور ان کے ملاکن کے نام کی تفصیل نیز ہر مل کے ذمہ اس وقت کتنی رقم شوگر سیس کی واجب الادا ہے؟

(ج) یکم جنوری 2001 سے آج تک ضلع بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر کی ملوں سے جو شوگر سیس کی رقم وصول ہوئی اس سے ضلع وار کتنے کون کون سے منصوبے کتنی لاگت سے مکمل ہوئے ہیں؟

(د) اس وقت ان تینوں اضلاع میں واقع شوگر مز کے ذمہ شوگر سیس کی رقم وصول کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

(ہ) آئندہ اور جاری ملی سال کے دوران ضلع بہاولپور میں جو منصوبے شوگر سیس کی رقم سے مکمل کئے جائیں گے ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک،

(الف) اس وقت صوبہ میں کل 39 شوگر مز کام کر رہی ہیں جن کی ضلع وار تفصیلات واجب الادا اور جمع شدہ شوگر کین سیس ضمیرہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں واقع شوگر مز اور ان کے ملاکن کے نام کی تفصیل اور ان کے ذمہ شوگر کین سیس کی واجب الادا رقم ضمیرہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر رحیم یار خان اور بہاولپور کی رپورٹ کے مطابق شوگر کین سیس کی رقم سے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل ضمیرہ (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر بہاولنگر کے جواب کا انتظار ہے۔

(د) بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں واقع شوگر ملوں کے ذمہ کرھنگ سیزن 2002-03 کا تمام واجب الادا سیس سرکاری خزانے میں جمع ہو چکا ہے۔ جمال دین والی اور آدم شوگر مز کے ذمہ سابقہ سالوں کے کچھ واجبات باقی ہیں جو پنجاب کابینہ کے فیصلہ مورخہ 21-01-02

کی ملانہ اقساط میں باقاعدگی سے سرکاری خزانہ میں جمع ہو رہے ہیں۔ تاخیر سے سبسبس جمع کروانے پر کہیں کمشنر پنجاب نے قانون کے مطابق تمام قصور وار شوگر ملز پر جرمانے عائد کر دیئے ہیں۔

(ہ) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر بہاولپور کی رپورٹ کے مطابق ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل ضمیر (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملک محمد اقبال چٹڑ، جناب سیکرٹری اس کا جواب نامکمل ہے۔ انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ جواب نامکمل ہے ابھی تک بہاولنگر سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ میری درخواست یہ ہے کہ اسے اگلے اجلاس تک پیسنڈنگ کر دیا جائے۔

جناب سیکرٹری، جواب تو مکمل ہے۔ کیا وزیر صاحب جواب پڑھ دیں؟

ملک محمد اقبال چٹڑ، جناب سیکرٹری میں عرض کرتا ہوں۔ ج (ج) میں ہے کہ ”ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر بہاولنگر کے جواب کا انتظار ہے۔“ ابھی تک میرے سوال کا جواب نامکمل ہے۔ جب تک اس سوال کا جواب مکمل نہیں ہو گا اس وقت تک اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سیکرٹری، آپ کونسا سوال پڑھ رہے ہیں؟ ج (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ ”ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر رحیم یار خان اور بہاولپور کی رپورٹ کے مطابق شوگر کہیں سبسبس کی رقم سے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل ضمیر (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر بہاولنگر کے جواب کا انتظار ہے۔“

وزیر خوراک، جناب سیکرٹری اس وقت جب یہ جواب اسمبلی کو پیش کیا گیا تھا ان کا جواب نہیں آیا تھا۔ اب جواب آچکا ہے۔

جناب سیکرٹری، ابھی آچکا ہے؟

وزیر خوراک، جی، آچکا ہے وہ کہتے ہیں تو میں ان کو دکھا دیتا ہوں۔

جناب سیکرٹری، کاپی بھجوا دیں۔ جی، چٹڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چٹرا، جناب سیکرٹری، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شوگر سس کے اس وقت کتنے فٹز ہیں، کس کے اکاؤنٹ میں ہیں اور کس بینک میں جمع ہیں، شوگر مل سے انہوں نے کل کتنا شوگر سس کاٹا ہے اور کتنی رقم اس وقت بینک میں جمع ہے؟

جناب سیکرٹری، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سیکرٹری میں نے عرض کیا ہے کہ یہ شوگر سس کی رقم فنانس ڈیپارٹمنٹ کو directly جمع ہوتی ہے۔ اس کے بعد پھر ڈی۔ سی۔ اوز کو ٹرانسفر ہوتی ہے۔ یہ میں نے ساری صورت حال ان کو عرض کی ہے۔ اگر کوئی اور ضمنی سوال ہے تو کریں؟

رانا مناء اللہ خان، ضمنی سوال؟

جناب سیکرٹری، جی، رانا مناء اللہ خان صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکرٹری سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ "بلائیوڈ، بلائیوڈ اور ایم یار خان میں واقع شوگر ملز اور ان کے ملاکن کے نام کی تفصیل نیز ہر ملاک کے ذمہ اس وقت کتنی رقم شوگر سس واجب الادا ہے؟ جہاں تک میری information ہے کہ جہاں تک سب سے زیادہ صاحب غالباً ہمارے چیف منسٹر صاحب کے ایڈوائزر ہیں، یہاں نام جناب جہانگیر خان ترین کا ہے اور ان کے ذمے کوئی تقریباً دو کروڑ ایکس لاکھ تین ہزار چار سو انترو روپے کی رقم ہے۔ میں منسٹر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جب ان کے اپنے کینٹ کے لوگ جو چیف منسٹر کے ایڈوائزر ہیں تو ان کے ذمے غریب کسانوں کی اتنی بڑی رقم ہے تو ان سے جب یہ ریکوری نہیں کر پارہے اور وہ ریکوری نہیں دے رہے تو باقی لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ اس سلسلے میں یہ جانیں۔

جناب سیکرٹری، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سیکرٹری ایسی کوئی صورت حال نہیں ہے کہ ہم کسی سے ریکوری نہیں کرتے۔ جہاں تک ریکوری کا تعلق ہے تو کسانوں کی ریکوری پورے پاکستان میں سب سے بہتر صوبہ پنجاب کی ہے۔ پچھلی دفعہ رانا صاحب نے اس پر بات کی تھی تو growers کو سب سے زیادہ ریکوری باقی صوبوں کی نسبت پنجاب میں مل رہی ہے۔ اسی طرح اس شوگر سس میں جتایا جاتا ہے۔ میں یہ نہیں

کہتا کہ نہیں ہیں، بہت سارے بتایا جات ہیں لیکن شوگر سب میں ہماری efficiency باقی صوبوں سے بہتر ہے۔ انہوں نے جو محل دی ہے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کو تو ہم ذاتی درخواست بھی کر سکتے ہیں۔ بلکہ میں ان کو ذاتی درخواست کروں گا کہ آپ کے ذمے تو بالکل کوئی بتایا جات نہیں ہونے چاہئیں۔ میں رانا صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ بات واضح کی ہے۔ میں ان کو ذاتی طور پر request کروں گا کہ بتایا جات میں آپ کا نام نہیں آنا چاہیے۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سیکرٹری میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ defaulter کو request کریں گے کہ وہ defaulter ہے۔ اگر اس نے کروڑوں روپے لوگوں کا دینا ہے تو پاسیے تو یہ کہ اس کو اس کے منصب سے برطرف کیا جانے اور یہ کہ رہے ہیں کہ میں انہیں request کروں گا۔ یہ request کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ بتائیں کہ اس defaulter کے خلاف یہ کونسا penal ایکشن لیں گے؟

رانا آفتاب احمد خان، جناب سیکرٹری کیا ایک defaulter پبلک آفس hold کر سکتا ہے؟
جناب سیکرٹری، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سیکرٹری میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ریکوری کا طریقہ شریٹنڈ اور بہتر وہی ہوتا ہے جو میں نے پیش کیا ہے۔ جس طرح یہ فرما رہے ہیں یہ ریکوری کا طریقہ نہیں ہوتا اس طرح پیسے نہیں ملتے۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سیکرٹری اگر ریکوری کا شریٹنڈ طریقہ یہ ہے کہ یہ ان سے request کریں گے تو ان ہزاروں اور لاکھوں کسانوں کا کیا قصور ہے جن کو یہ پکڑ کر حوالت میں بند کرتے ہیں؟ یہ بد معاشی صرف غریبوں کے ساتھ کر سکتے ہیں اور امیر لوگوں کے پاس جا کر ان کے پاؤں پکڑتے ہیں۔ یہ شریٹنڈ طریقہ صرف ایڈوانٹرز کے لئے اور مل ملاکن کے لئے ہے اور غریب کسان کے لئے دوسرا طریقہ کار بد معاشی کا ہے۔

جناب سیکرٹری، شکر۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سٹیپیکر! یہ سوالات سے ہٹ کر اجازت ہونی چاہیے جو انہوں نے اعتراض کیا ہے۔ یہ جس پارٹی میں پہلے رہے ہیں وہ پارٹی بھی اقدار میں رہی ہے۔ اس کے بعد جس پارٹی میں رہے ہیں وہ بھی اقدار میں رہی ہے۔ کسی پارٹی کو یہ توفیق حاصل نہیں ہونی جو ہماری پارٹی کو ہونی ہے اور پہلی دفعہ پاکستان لیگ نے کی ہے۔ انہوں نے پچھلے دنوں اعلان کیا ہے کہ ریکوری کے لئے پنجاب بنک، اکیگر بیگم بنک یا کوئی بنک کسی آدمی کو گرفتار نہیں کرے گا۔ یہ بھی ہماری حکومت کو توفیق حاصل ہونی ہے ان کو ایسی کوئی توفیق نہیں ہے۔

رانا منام اللہ خان، جناب سٹیپیکر! میرا ضمنی سوال یہ نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ جو گورنمنٹ کی رقم لوگوں کے ذمے due ہوتی ہے اسے recover کرنے کے لئے جو منسٹر، ایڈوائزر یا جو مل مالکان ہیں ان کے لئے تو انہوں نے شریطانہ طریقہ کار رکھا ہوا ہے۔ دوسرا طریقہ کار ان کے بقول کہ وہ شریطانہ نہیں ہے تو وہ غریب کسانوں کے لئے ہے۔ یہ بتائیں کہ یہ کروڑوں روپے کی رقم جو ایک ایڈوائزر کے ذمہ ہے انہیں چاہیے کہ یہ چیف منسٹر سے request کریں کہ اسے Advisory ship سے فارغ کریں اور یہ بتائیں کہ یہ ان کے خلاف کونسا penal ایکشن لیں گے؟ یہ on the floor of the House یقین دہانی کروائیں کہ ان کے خلاف یہ in accordance with law انتظامی کارروائی کریں گے؟

رانا آفتاب احمد خان، ضمنی سوال؟

جناب سٹیپیکر، جی، رانا آفتاب احمد صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سٹیپیکر! بڑی relevant بات ہے۔ under the law کیا ایک بنک

defaulter یا گورنمنٹ کا defaulter پبلک آفس hold کر سکتا ہے؟

جناب سٹیپیکر، اس سوال کا یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سٹیپیکر! میرا بڑا relevant سوال ہے۔ That man is a defaulter of

the social security پیچاس لاکھ کا بھی defaulter ہے۔ کیا ایک آدمی جو گورنمنٹ کا defaulter

ہے وہ پبلک آفس کو hold کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر، جی 'وزیر خوراک'

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جو کہ سب سے پہلے کے بارے میں باقاعدہ ایک فیصد ہو گیا تھا۔ خاص طور پر میرے کیس کے ساتھ جانتے ہیں کہ جو کہ سب سے پہلے کے ہجرت کے لئے جناب وزیر اعلیٰ اور کیس نے ایک فیصد فرما دیا تھا کہ یہ اقساط میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس کی قطعاً ادائیگی ہو رہی ہے اور سارے کے سارے لوگ دے رہے ہیں۔ ریکوری میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اس لئے اب defaulter کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب ارشد محمود بگو، ضمنی سوال؟

جناب سپیکر، شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب! اب کالی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! لا منسٹر کے آنے تک اس کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کا جو سوال تھا کہ چیف منسٹر کو request کریں 'وہ تو فرما رہے ہیں کہ چیف منسٹر کو بھی request کی تھی اور متعلقہ آدمی کو بھی request کریں گے۔

رانا مناء اللہ خان، چیف منسٹر کو تو یہ request کریں گے اور متعلقہ آدمی کے خلاف جو انضامی کارروائی in accordance with law ہے یہ اس کی یقین دہانی کروائیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے۔

جناب سپیکر، جی 'وزیر خوراک'

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میرے بھائی ذرا سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ فیصد ہو گیا ہے کہ ان کو قطعاً دینے کی اجازت ہے اور وہ قطعاً ادائیگی کر رہے ہیں تو اس میں defaulter ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، کیا قطعاً ادائیگی ہو رہی ہے؟

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ کچھ پر جرمانے عائد کئے ہیں۔ یہ جلدی کہ جناب جمائیکر ترین شرکا سے یہ کتنے عرصے میں پیسے وصول کر لیں گے؟

جناب سپیکر، وزیر خوراک! یہ قطیں کتنے عرصے تک مکمل ہو جائیں گی؟
وزیر خوراک، جناب سپیکر! انہیں قسطوں کا نام دے دیا گیا ہے اور اگر وہ ایک قسط بھی default
کریں گے تو میں پوری ذمہ داری سے ایوان میں کہتا ہوں کہ ہم ان کو ایک قسط بھی default نہیں
کرنے دیں گے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف غلط statement دے رہے ہیں۔ انہوں نے جو جواب
میں کیا ہے اس میں کسی قسط کا ذکر نہیں ہے: نہ ادائیگی ہونے کا ذکر ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی
شیڈول ہے جس کے مطابق اقساط کی گئی ہیں وہ شیڈول پیش کریں اور بتائیں کہ جو اقساط due
تھیں ان میں سے کتنی ادائیگی ہو گئی ہے؟
جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ ساری تفصیل جواب میں تو نہیں آ سکتی۔ جو آپ ضمنی سوال کر رہے
ہیں۔ ان کا جواب تو انہوں نے خود اپنے پاس سے ہی دینا ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ہمارے وزراء صاحبان ٹنگ بندی سے
جواب دیتے ہیں۔ جیسے ایک دفعہ ایک منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ قائد اعظم نے فیصل آباد میں جا کر یہ
فرمایا۔ یہ ٹنگ بندی ایوان میں نہیں ہونی چاہیے۔ حقیقی بات ہونی چاہیے۔ مجھے پورا یقین اور اعتماد ہے
کہ اس کی کوئی installment نہیں ہونی اور کسی قسط کی ادائیگی نہیں ہونی۔ اگر ان کے پاس
شیڈول ہے تو یہ پیش کریں۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ recovery کریں گے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں on the floor of the House کوئی غلط statement دے
سکتا ہوں؟ آپ مجھے 1985 سے جانتے ہیں۔ اگر ان کو تفصیل چاہیے تو میں ان کو تفصیل جا رہا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ غلط جواب کیوں دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر، کافی ہو گئی ہے۔ وزیر صاحب on the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ

recovery ہو رہی ہے۔

رانا منار اللہ خان، جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں کہ وزیر موصوف کے ساتھ کافی ہوگئی ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن ہمارا مقصد کافی کرنا نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصد تو جواب لینا ہے۔
جناب سپیکر، اگلا سوال رائے اعجاز احمد صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، on his behalf سوال نمبر 3769 (معزز رکن نے رائے اعجاز احمد کے ایام پر طبع شدہ سوال نمبر 3769 دریافت کیا) جناب سپیکر! وزیر صاحب سوال کا جز (ج) پڑھ دیں۔

ضلع شیخوپورہ۔ شوگر سبسی کی رقم

اور ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

- *3769، رائے اعجاز احمد، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بین فرمائیں گے کہ۔
- (الف) ضلع شیخوپورہ میں یکم جنوری 2001 سے آج تک شوگر سبسی کی رقم کتنی رقم کن کن ملوں سے وصول ہوئی؟
- (ب) اس وقت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ شیخوپورہ کے پاس شوگر سبسی کی رقم کتنی رقم کن کن کے کس کھاتے میں جمع ہے؟
- (ج) اس وقت ضلع شیخوپورہ کی کس کس شوگر مل سے حکومت نے کتنا کتنا شوگر سبسی وصول کرنا ہے؟ اس کی تفصیل مل وار فراہم کی جائے۔
- (د) حسیب وقاص شوگر مل نکانہ صاحب کے ذمہ اس وقت کتنا شوگر سبسی بٹنا ہے اور یہ کب تک وصول کر لیا جائے گا؟
- (ه) یکم جنوری 2001 سے آج تک ضلع شیخوپورہ میں شوگر سبسی کی رقم سے کون کون سے ترقیاتی کام، کس کس جگہ، کتنی لاگت سے مکمل کئے گئے ہیں؟ نیز ان ترقیاتی کاموں کی منظوری دینے والی اتھارٹی کا نام اور عمدہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔
- (و) شوگر سبسی ضلع شیخوپورہ میں شامل ممبران کے نام اور عمدہ کی تفصیل فراہم کی جائے نیز یہ کمیٹی کس نے کب تشکیل دی ہے؟

(ز) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ناظم شیخوپورہ نے شوگر سبس کی مد سے سوائے تین کروڑ روپے نکال کر صرف اپنی رہائشی تحصیل ننگہ صاحب کی مختلف ترقیاتی سکیموں پر خرچ کر دیئے ہیں؟ ان سکیموں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل نیز کیا حکومت مذکورہ زیادتی پر ضلعی ناظم شیخوپورہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک،

(الف) ضلع شیخوپورہ میں واقع فوجی اور حبیب وقاص شوگر مزرے کرشنگ سیزن 2001-02 اور

2002-03 میں شوگر کین (ڈولیمینٹ) سبس فنڈ کی مد میں مندرجہ ذیل رقم وصول ہوئیں۔

نمبر شمار	سال	شوگر مزرے	رقم (روپے)
1-	2001-02	فوجی	7085267/-
2-	ایضاً۔	حبیب وقاص	7757182/-
3-	2002-03	فوجی	5951758/-
4-	ایضاً۔	حبیب وقاص	11959396/-
			میزان
			32753553/-

(ب) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ شیخوپورہ کے جواب کے مطابق اس وقت شوگر کین سبس کی مد میں

مبلغ -/1214095 روپے P.L./V.D.C.O/SKP ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس میں موجود ہیں۔

(ج) شوگر کین (ڈولیمینٹ) سبس فنڈ کی مد میں ضلع شیخوپورہ کی حبیب وقاص شوگر مل کے ذمہ

سابھ سالوں کے بتایا جات مبلغ -/5,08,77,123 روپے واجب الادا ہیں۔

(د) حبیب وقاص شوگر مل کے ذمہ اس وقت مبلغ -/5,08,77,123 روپے واجب الادا ہیں۔

مقدمہ سول عدالت لاہور میں زیر سماعت ہے۔ عدالتی فیصلے کے مطابق recovery کے

یے کارروائی عمل میں لائی جانے گی۔

(ہ) محکمہ ورکس اینڈ سروسز شیخوپورہ کی رپورٹ بات ترقیاتی کام (الف) ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے۔

- (و) شوکر سس کمیٹی ضلع شیخوپورہ کے مطابق گورنمنٹ پنجاب محکمہ خوراک کے نوٹیفکیشن مورخہ 18-06-02 کی تشکیل ہونی تھی جس میں تبدیلی مطابق نوٹیفکیشن (ب) مورخہ 30-12-03 ہوئی۔ تفصیل (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (ز) ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن شیخوپورہ کے جواب کے مطابق شوکر کین (ڈومینٹ) سس فنڈ کے تحت شوکر کین ایریا میں سکیموں کی نشاندہی ان کی مقامی ضرورت کے مطابق ان کی ترجیحات کے تعین کی منظوری کے لیے حکومت نے ایک الگ کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں متعلقہ ترجیحات پر حکومت نے ایک الگ کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں متعلقہ علاقے کے عوامی نمائندے اور حکومتی اداروں کے نمائندگان اور متعلقہ شوکر ملوں کی انتظامیہ شامل ہیں۔ شیخوپورہ میں اس وقت صرف فوجی شوکر مل سانکھ ہل اور حبیب وقاص شوکر مل ننگانہ صاحب کام کر رہی ہیں۔ اس وقت جو پروگرام زیر تکمیل ہے اور جن سکیموں کو نینڈرنگ کے process سے گزارا جا رہا ہے وہ ان مزا انتظامیہ اور ضلعی کمیٹی میں موجود کسانوں اور عوامی نمائندوں پر مشتمل کمیٹی نے باہمی مشاورت سے تشکیل دیا ہے۔ ضلعی انتظامیہ کی رپورٹ کے مطابق جن سکیموں کی نینڈرنگ ہو رہی ہے ان میں 19,256 ملین مالیت کی سکیمیں تحصیل صدر آباد اور 20,016 ملین مالیت کی سکیمیں تحصیل ننگانہ میں شامل ہیں۔ سکیموں کی تفصیل (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر اس پر سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ ضلع ناظم شیخوپورہ نے شوکر سس کی مد سے سواتین کروڑ روپے نکال کر صرف اپنی رہائشی تحصیل ننگانہ صاحب کی مختلف ترقیاتی سکیموں پر خرچ کر دیئے ہیں؟" جس ایریا اور جس علاقے سے شوکر مل کا پیسا اکٹھا ہوتا ہے یہ وہیں پر خرچ ہونا چاہیے مگر وہاں پر یہ ہوا ہے کہ ضلعی ناظم نے سواتین کروڑ روپے نکلا کر اپنی کمیٹی بنانے کے بعد جس علاقے سے گنا لیا تھا وہاں پر صرف نہیں ہوا۔ کیا وزیر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ according to the rules یہ پیسا وہاں پر خرچ کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں نے پورا جواب تو پڑھا ہے مگر رانا صاحب نے اس کو سمجھا نہیں ہے۔ رائے اعجاز صاحب کا یہ اعتراض تھا کہ ان کی تحصیل نکلنا صاحب ہے اور وہاں سے ان کے جتنے ایم۔ این۔ اے ہیں ان کے علاوہ کسی کو کوئی فنڈز نہیں دیا گیا۔ جواب میں بڑا واضح ہے کہ صدر آباد کی تحصیل میں بھی 20 ملین روپے ہیں جو کہ ان کی تحصیل نکلنا صاحب سے ایک ملین کا فرق ہے۔ 19 ملین روپے کی ادھر ہے اور 20 ملین روپے کی ادھر ہے۔ یہ بڑا واضح جواب ہے اس میں کوئی ابہام نہ ہے۔

محترمہ صفیرہ اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! جو سوال ہے جواب اس سے بالکل الٹ دیا گیا ہے۔ سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ آیا ناظم نے اتنے کروڑ روپے نکال کر اپنے ذاتی استعمال میں لائے ہیں؟ بات یہ ہے کہ ہمارا ضلعی ناظم ماشاء اللہ ہمیں سے ہی کروڑوں روپے نہیں نکلاتے بلکہ تمام فنڈز کا زیادہ حصہ ان کے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ جتنے بھی فنڈ آتے ہیں زیادہ فنڈز ان کے ہاتھ میں جاتا ہے باقی فنڈز باقی سطحوں کو ملتا ہے۔ کیا ان کے خلاف اس سلسلے میں کوئی انکوائری ہوئی ہے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میری ذمہ داری بڑی محدود سی ہے۔ میری ذمہ داری جو کہ ملوں، جو کہ سیس اور فلور ملوں تک ہے۔ ناظم کو یا overall سارا سسٹم چیک کرنے میں میری ذمہ داری نہیں بنتی۔ اگر محترمہ کو کوئی اعتراض ہے تو وزیر لوکل باڈیز یا وزیر اعلیٰ صاحب سے مل لیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وزیر صاحب نے کہا ہے کہ میری ذمہ داری بڑی محدود سی ہے ان کا محکمہ devolve نہیں ہوا ہے مگر یہ لوکل گورنمنٹ کا کام ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر!۔۔۔

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, let me finish my words. Don't interrupt me.

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، میرا سوال یہ ہے کہ جناب وہاں پر چار تحصیلیں ہیں۔ یہ چار تحصیلوں میں شامل کیوں نہیں کرتے؟ یہ دو تحصیلوں کو شامل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میرے معمولی بھائی کو انگریزی بولنے کا بڑا شوق ہے اور ماشاء اللہ انگریزی میں رعب ڈالنے کا بڑا شوق ہے۔ میرے خیال میں ان کو انگلینڈ بھیج دیا جائے تو بہتر ہے۔ یہاں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ جو سوال میں اعتراض تھا وہ یہ تھا کہ ضلع ناظم نے ایک ہی تحصیل ننگنہ جہاں سے ان کا بھتیجا ایم۔ این۔ اے ہے اس کے علاقے میں سارا فنڈ خرچ کر لیا ہے۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ تصدیر آباد تحصیل اور ننگنہ تحصیل میں ایک ملین روپے کا فرق ہے۔ 19 لاکھ روپے کی سیکمیں ادھر ہیں اور 20 لاکھ روپے کی سیکمیں ادھر ہیں۔ یہ بڑا واضح جواب ہے۔ اس کے بعد محترم نے جو بات کی تھی میں نے اس کا جواب دیا تھا کہ ضلع کا فنڈ ہے وہ سارے کا سارا ادھر لگا رہے ہیں، صرف جو کمرل کا نہیں لگا رہے ہیں بلکہ باقی کا بھی لگا رہے ہیں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ وہ میری ذمہ داری نہیں ہے۔

جناب سپیکر، شکر ہے۔ اگلا سوال نمبر 3934 جو دھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں

رکھتے لہذا سوال dispose of ہوتا ہے۔

محترمہ صفیرہ اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! جو جواب ان کو لکھ کر دے دیا جاتا ہے وہ یہ یہاں پر پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ وزیر صاحب کبھی ان سوالوں کی انکوائری ذاتی طور پر کیا کریں کہ وہاں پر کیا پوربازاری شروع ہوئی ہے؟

وزیر خواک، جناب سپیکر، میری گزارش ہے کہ شوگر سبسڈی کے بارے میں اگر محترمہ کوئی سوال کریں تو بتائیں میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نمبر 3974 فیصل حیات جہانہ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال نمبر 4088 بیگم رحمانہ جمیل صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال 4156 ملک محمد اقبال چتر صاحبہ کا ہے۔۔۔ اس تو لکھا ہوا ہے کہ "جواب موصول نہیں ہوا۔"

وزیر خوراک، جناب سپیکر! حقیقت تو یہ ہے کہ سیکرٹریٹ کو اس کا جواب موصول نہیں ہوا تھا اور اس وقت مجھے جواب موصول ہو گیا ہے لیکن یہ fair نہیں ہو گا اور اگر میں ان کو جواب پڑھ کر سنائوں تو وہ سوال نہیں کر سکیں گے لہذا اگر آپ اس کو pending کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محمد آجاسم شریف کا ہے۔
جناب محمد آجاسم شریف، جناب سپیکر! وزیر صاحب جواب کا جز (الف) پڑھ دیں۔

گندم کی قیمت میں اضافے اور کنٹرول کے لئے

حکومتی اقدامات کی تفصیل

*4256، جناب محمد آجاسم شریف، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے آنے کی قیمت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے روٹی کی قیمت تین روپے ہو چکی ہے اور طرب عوام روٹی خریدنے سے بھی عاجز ہیں؟

(ب) کیا حکومت کوئی ایسی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جس سے آنے کی قیمت میں اضافہ نہ ہو اور روٹی کی قیمت تین روپے سے کم ہو کر دو روپے ہو جائے؟

وزیر خوراک

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ اس سال وفاقی حکومت کی ہدایت پر گندم اجراء پر Cascading Price کارمولا کا اطلاق کیا گیا جس کے مطابق گندم کی قیمت اجراء میں ہر دو ماہ بعد اضافہ کیا جانا مقصود تھا۔ حکومت پنجاب نے گندم کا اجراء 330 روپے فی 40 کلوگرام سے شروع کیا جو بالترتیب 335 روپے، 340 روپے اور 350 روپے کیا گیا۔ گندم کی قیمت اجراء میں اضافہ کی بدولت آنا کی قیمتوں میں اسی حساب سے اضافہ کیا گیا۔ حکومت پنجاب نے آنے کی فروخت کو مقررہ قیمت پر یقینی بنانے کے لئے ٹھوس اقدامات کئے ہیں اور مقررہ قیمتوں سے زائد نرخوں پر آنا فروخت کرنے والی ٹھوں، ڈیلروں اور دکانداروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔

یہ درست نہ ہے کہ اس وقت مارکیٹ میں روٹی تین روپے کی ہو گئی ہے۔ عام روٹی مارکیٹ میں دو روپے کے حساب سے فروخت ہو رہی ہے۔ حکومت نے روٹی کی قیمت میں استحکام پیدا کرنے اور دو روپے سے زائد قیمت پر روٹی فروخت کرنے والے دکانداروں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں۔

(ب) وفاقی حکومت نے اس سال گندم کی سرکاری قیمت 350 روپے فی 40 کلوگرام مقرر کی ہے تاکہ کاشتکاروں کو مناسب معاوضہ مل سکے اور گندم کی پیداوار میں اضافہ ہو۔ حکومت کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کو مناسب قیمت پر آنا فراہم کرنا چاہتی ہے تاکہ روٹی کی قیمت میں اضافہ نہ ہو۔ موجودہ صورت حال میں روٹی کی قیمت دو روپے مقرر ہے۔ انشاء اللہ روٹی کی اسی قیمت میں استحکام پیدا کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! جواب میں ہم نے لکھا تو یہ ہے کہ روٹی دو روپے کی ہے مگر یہ مان لینا چاہیے کہ کہیں ازحالیٰ روپے ہی ہے اور میرے فاضل ممبر کا جو اعتراض ہے کہ کہیں تین روپے کی بھی فروخت ہو رہی ہے تو یہ ان کی شکایت غلط نہیں ہے۔ ہم اس کو کنٹرول کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں اور جس حساب سے آنے کی قیمت بڑھی ہے اس حساب سے ہم انہیں کہتے ہیں کہ آپ اضافہ کر سکتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں کر سکتے۔ اس کو ہم کنٹرول کرنے کے لیے پوری حکومتی مشینری

استعمال کرتے ہیں۔ اس پر D.C.Os ہوتے ہیں ان کو بلاتے ہیں، ضلعی ناظمین کو درخواست کرتے ہیں کہ یہ قیمتیں زیادہ اوپر نہیں جانی چاہئیں۔ پنجاب level پر پرائس کنٹرول کمیٹی بنی ہوئی ہے جو پہلے ہر روز ہفتی ہفتی اس کے بعد ہفتے میں ایک دن ہفتی ہفتی اور اب دو ہفتے کے بعد منگل کے روز ان کمیٹنگ ہوتی ہے، اس میں ہم یہ سارے معاملات include کرتے ہیں۔ میں اپنے کاغذ دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو جتنا بھی کنٹرول کر سکے، کریں گے۔ آپ دیکھیں کہ ایک طرف تو کس کا خیال کرنا پڑتا ہے کہ اس کو گندم کی کتنی قیمت ملنی چاہیے؟ مثلاً 300 روپے فی من سے 350 روپے فی من کر دی گئی ہے۔ اس حساب سے ہی آٹے میں اضافہ ہو گا اور اس سے زیادہ ہم نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سیکرٹری، شکریہ

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکرٹری ضمنی سوال۔

جناب سیکرٹری، جی، رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکرٹری وزیر موصوف نے جو تحریری جواب دیا ہے یہ درست نہ ہے لیکن verbally انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ روٹی دو کی بجائے تین روپے کی فروخت ہو رہی ہے۔ اب انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم قیمتوں میں استحکام لانے اور روٹی دو روپے کی کرنے کے لئے کارروائی یا انتظامات کر رہے ہیں تو یہ ذرا فرمائیں کہ ان کا حکمہ فوڈ قیمتوں میں استحکام لانے کے لئے اور روٹی کو سستے داموں فروخت کروانے کے لئے کیا کارروائی کر رہا ہے یا اس کے پاس کیا اختیارات ہیں؟

جناب سیکرٹری، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سیکرٹری ہمارے پاس اختیارات یہ ہیں کہ ہم ایک تو آلے کی قیمت ایکس مل ریٹ مقرر کرتے ہیں کہ اتنے ریٹ پر مل سے آٹا ملے گا اور ریٹ مقرر کرتے ہونے ہم یہ بھی منظر رکھتے ہیں کہ گندم کس قیمت پر ملی ہے اور اس کی milling پر کیا charges آئے ہیں تو ان سب چیزوں کو منظر رکھ کر ہم ایکس مل ریٹ مقرر کرتے ہیں۔ مثلاً پچھلے دور میں جب گندم کی قیمت فی 40 کلوگرام 300 روپے مقرر تھی تو ہم نے آنے کا 20 کلوگرام کا تھیلا 208 روپے کا مقرر کیا تھا اور

اس قیمت میں retailer کا مارجن بھی رکھتے ہیں کہ جو آدمی مل سے لے کر دکان پر لے کر جاتا ہے تو اس کا کتنا خرچہ ہوتا ہے اور ہم اسے دس روپے کی رعایت دیتے ہیں کہ وہ 208 روپے میں خرید کر 218 یا 220 روپے تک بیچ سکتا ہے۔ اس حساب سے ہم calculate کر کے کنٹرول کرتے ہیں اور جو فلور مل ایکس مل رینٹ پر عمل نہیں کرتی تو اس مل کو ہمیں بند کرنے کا اختیار ہے، اس کا پالان کرنے کا اختیار ہے اور اس کے خلاف ایکشن لینے کا ہمیں پورا اختیار ہے۔ اس کے بعد میں نے کہا ہے کہ اگر retailer کوئی غرابی کرتا ہے تو اسے فوڈ زیوارمنٹ چیک کرتا ہے اور ڈی۔سی۔او کو بھی اختیار ہے اور میں نے جیسے پہلے کہا کہ ہر ضلع میں مانیٹرنگ کمیٹی جو کہ پرائس کنٹرول کمیٹی ہوتی ہے اور پنجاب کی سطح پر بھی پرائس کنٹرول کمیٹی ہے جو کہ سارے measures لیتی ہے کہ اس کا تفاوت گندم کی قیمت کے ساتھ ساتھ چلنا چاہیے اس سے زیادہ نہیں چلنا چاہیے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکرٹری میں نے specific ضمنی سوال کیا تھا کہ قیمتوں میں استحکام لانے کی جو بات وزیر موصوف نے کی ہے تو ان کے ٹکے کے پاس قیمتوں میں استحکام لانے کے کون سے اختیارات ہیں؟ میرا version یہ ہے کہ ان کے ٹکے کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اور گراؤنڈ reality یہ ہے کہ devolve ہونے کے بعد جب سے مجسٹریسی نظام ختم کیا گیا اور اسے کسی اور نظام نے succeed نہیں کیا۔ پرائس کنٹرولنگ کی اقدانی یا تو کسی کے پاس ہے نہیں اور اگر ہے تو کسی کو معلوم نہیں کہ کس کے پاس ہے اور اسی لئے مقامی سطح پر گرانی ہو رہی ہے اور جسکا جو دل کرتا ہے وہ دو روپے charge کرے، انصافی روپے charge کرے یا تین روپے charge کرے تو ان کے ٹکے کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ انہوں نے جو بات کی ہے وہ ان کے internal زیوارمنٹ کی dealing ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں ہانسنے کہ وہ on behalf of the Government اس بات کو تسلیم کریں اور اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ اس گرانی کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سیکرٹری، جی، وزیر خوراک

وزیر خوراک، جناب سیکرٹری پہلی بات تو یہ ہے کہ میرا محکمہ خوراک devolve محکموں میں آتا ہی نہیں ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ devolve نہیں ہوا جو ان کا پہلا اعتراض ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو چیزیں ہمارے محکمے کی دسترس میں نہیں آتیں ان پر پرائس کنٹرول کمیٹی کو پورا اختیار ہے اور ایسی کوئی بات نہیں کہ انہیں اختیار نہیں ہے۔ اب لاہور کی مثال دیکھیں کہ ڈی۔سی۔ او نے کتنے چالان کئے ہیں، کتنے لوگوں کو سزائیں ہوئیں اور کتنے لوگوں کو جرمانے ہونے؟ ایسی کوئی بات نہیں کہ وہ مادر پدر آزاد ہیں اور جتنی مرضی قیمت لگائیں۔ اس طرح کے حالات نہیں ہیں۔ میں اپنے فاضل دوست کو پھر بھی یقین دلاتا ہوں کہ جو میرے محکمے کی دسترس میں آتا ہے وہ بھی اور جو overall پنجاب حکومت کے under آتا ہے تو ہم اس سلسلے میں اپنی پوری کاوشیں بروئے کار لاتے ہوئے قیمتوں کو کنٹرول کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

جناب محمد آجاسم شریف، جناب سیکرٹری ضمنی سوال ہے۔

جناب سیکرٹری، جی، آجاسم شریف صاحب!

جناب محمد آجاسم شریف، جناب سیکرٹری میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آنے کی 40 کلوگرام کی 330 روپے قیمت نکالی پھر 335 روپے اور 340 روپے اور 350 روپے تو کیا اسی حساب سے ان لوگوں کی جو ہمارے محکموں میں کام کرتے ہیں، تنخواہ بھی ایسے ہی ہر ہفتے بڑھانی جاتی ہے جیسے کہ آنے کی قیمت بڑھ رہی ہے کیونکہ تنخواہیں وہی ہیں اور آنے کی قیمتیں ہم اوپر لے کر جا رہے ہیں اور تین کی بجائے چار روپے کی روٹی بک رہی ہے، مہمونا گوشت 120 روپے سے 250 تک بکنے لگا ہے اور بڑا گوشت 70 روپے کی بجائے 160 روپے بکنے لگا ہے۔

جناب سیکرٹری جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم نے شادیوں پر پابندی لگا دی ہے

تو شادیوں پر ویسے ہی کھانا کھلایا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سیکرٹری، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد آجاسم شریف، جناب سیکرٹری ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بھی ساتھ ہی کہنا تھا کہ شادیوں کے اوپر بھی کوئی پابندی لگائیں جو قانون ہے اسے اچھے طریقے سے نافذ کریں، کیونکہ طریقہ عوام

اس میں بہت زیادہ ہنس رہی ہے اور 350 روپے جو ریٹ مقرر کیا ہے تو میرا خیال ہے اب یہ ریٹ 450 کے قریب چلا گیا ہے تو غریب عوام کہاں سے دو روپے یا تین روپے کی روٹی کھانے گی؟ یہ روٹی تو آسے آپ کو پانچ روپے میں نہیں ملتی۔ اس پر وزیر موصوف بتائیں کہ ان کے منگنے نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے حید یہ سوال سمجھا نہیں ہے۔ یہ قیمت جو پڑھ رہے ہیں میں نے یہ گندم کی قیمت بتائی ہے، آلے کی نہیں۔ اس پر فلور ملوں کے charges بھی آنے ہیں۔ میں نے یہ اقدامات پچھلے سال کے جتنے ہیں۔ اب تو ویسے ہی گندم کی سپورٹ پرائس 350 روپے ہے تو یہ پچھلے سال کی cascading policy میں نے بیان کی تھی۔ اس میں ہم بہت کمزور سا اضافہ کرتے ہیں جس میں پانچ یا دس روپے ہوتے ہیں۔ اس وقت جب ہم 330 روپے گندم دے رہے تھے تو گندم کا مارکیٹ میں ریٹ 380 روپے تھا۔ اب درمیان میں فوڈ فیئرمنٹ buffer role ادا کرتا ہے کہ 330,340,350 تک گندم اسی لئے سپلائی کرتا ہے کہ آلے کی قیمت بہت زیادہ اور نہ جانے۔ ہم ان کو چار کھنٹے یا چھ کھنٹے کی سپلائی کرتے ہیں اور باقی انہوں نے اپنی مارکیٹ سے خریدنی ہوتی ہے۔ اس وقت مارکیٹ میں گندم کا ریٹ 380 روپے تک ہوتا ہے اس لئے انہیں سستی گندم دینے کا مطلب یہی ہے کہ آلے کی قیمت کو کنٹرول میں رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! چودھری صاحب نے رانا صاحب کے سوال کے جواب کے سلسلے میں بڑی تفصیل سے بات کی ہے کہ ہم نے اتنے چالان کئے، اتنے لوگوں کو سزائیں دیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک آپ نے پنجاب میں کتنے لوگوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی اور کتنے لوگوں کو سزائیں دیں؟

جناب سپیکر، جی وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! بعض چالان ڈی۔سی۔او کے آرڈر کے تحت ہوتے ہیں اور بعض ہم اپنی طرف سے کرتے ہیں کہ فلور مل بند کر دیتے ہیں تو ایسے میں پورے پنجاب کے لوگوں کی تعداد بتانا ممکن نہیں ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم، بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ cascading price یا فارمولے کے تحت یہ فرما رہے ہیں کہ 330 یا 335 روپے فی 40 کلوگرام گندم کی قیمت 350 روپے تک گئی ہے جبکہ بازار میں 40 کلوگرام کے تھیلے کی قیمت تقریباً 600 روپے تک گئی۔ یہ جو گندم کی پرائس میں increase جا رہے ہیں یہ 7 فیصد ہے جبکہ جو مارکیٹ میں increase ہوئی that was more than 50% تو کیا وزیر موصوف اس کی وجوہات بیان فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، جی وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! ایک تو یہ رینٹ جو جا رہے ہیں اس پر مجھے بڑا اعتراض ہے کیونکہ یہ figure صحیح نہیں ہے کیونکہ 600 روپے آنے کی قیمت پورے پنجاب کے اندر کہیں بھی نہیں ہے۔ میں بھی ہر روز دیکھتا ہوں۔ دوسرا میں نے بڑی وضاحت سے عرض کیا ہے کہ جس طرح ہم cascading policy کے تحت گندم کا رینٹ پانچ روپے یا دس روپے بڑھاتے ہیں تو اسی حساب سے 20 کلوگرام آنے پر قیمت بڑھانے کی انہیں اجازت ہے اور اگر اس سے زیادہ کوئی بڑھانے تو ہم اس کے خلاف ایکشن لیتے ہیں۔

محترمہ نشاط اقرا، جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ فرمائیے!

محترمہ نشاط افزا، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اسی انہوں نے فرمایا کہ ہماری کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں، فائل یہاں جاتی ہے، فائل وہاں آتی ہے اور پھر وہاں سے آتی ہے تو پھر یہاں جاتی ہے اور اسی سفر میں ہونے دو سال گزر گئے ہیں کہ قیمتیں کم کرنے کے لئے ان کو ہونے دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر جو قیمتیں تھیں وہ وہیں کی وہیں رہیں۔ وہ کم نہیں ہونیں بلکہ بڑھتی ہی گئیں۔

جناب سپیکر، محترمہ! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ نشاط افزا، میں ان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ۔

مگر دراز مانگ کر لانے تھے پھر دن

دو آرزو میں کن گئے دو انتظار میں

(نعرہ ہانے تحسین)

آپ کی حکومت ختم ہو جانے گی لیکن قانون کے آنے جانے کا یہ سلسلہ کاربہ کا اور کچھ نہیں ہوگا۔ وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے فائل کا کوئی نام نہیں کیا اور آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میں بھی شعر میں جواب دینا چاہتا ہوں کہ۔

بھول کی جتنی سے کن سکتا ہے ہیرے کا جگر

مرد نلاں پر کلام نرم و نازک بے اثر

(نعرہ ہانے تحسین)

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! روٹی کی قیمت تو دو روپے مقرر کر دی لیکن بہت سارے ہونٹوں میں میزے کی quantity کم کر دیتے ہیں جس کے نتیجے میں بہت ہی کم وزن کی روٹی سپلائی ہوتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میزے کے وزن کو ensure کرنے کے لئے محکمہ کے

پاس مانیٹرنگ کا کیا نظام ہے؟

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! یہ میٹروں ویزوں والا کام ہم نہیں کرتے۔ یہ کام فوڈ ڈیپارٹمنٹ نہیں کرتا لیکن میرے بھائی کی بات میں بہت وزن ہے کہ طے شدہ وزن کی روٹی ہونی چاہیے۔ اگر اس وزن سے کم روٹی یک رہی ہو تو ضلعی حکومتیں اس پر ایکشن لیتی ہیں، ڈی۔سی۔ او ایکشن لیتا ہے اور اس کے مادے ٹائمنڈے ایکشن لیتے ہیں اگر ہمیں بھی assist کرنا ہو تو کرتے ہیں۔ اس کو کنٹرول کرنے کی تو بھرپور کوشش ہوتی ہے لیکن میٹروں والا معاملہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ deal نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، شکریہ، اگلا سوال میں مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب ارشد محمود بگو، سوال نمبر 4260 (معزز رکن نے میں مجتبیٰ شجاع الرحمن کے ایام پر طبع شدہ سوال نمبر 4260 دریافت کیا)

جناب سپیکر، کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈائریکٹر و ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ لائبریری کے بھرتی کردہ افراد کی تفصیل

*4260 میں مجتبیٰ شجاع الرحمن، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بین فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ لائبریری اور ڈائریکٹر فوڈ کے ماتحت کتنے افراد کو

بھرتی کیا گیا؟

(ب) ان افراد کی تفصیلی قابلیت کیا تھی اگر ان کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ فراہم

کی جائے؟

(ج) اگر ان افراد کو بھرتی کرنے سے پہلے اجابات میں اشتہارات دینے گئے تو ان اجابات کے

نام سے تاریخ بتائی جائے؟

(د) اگر ان افراد کو میرٹ کے بغیر بھرتی کیا گیا تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر خوراک،

(الف) ذہنی ڈائریکٹرز لاہور ڈویژن کے ماتحت کوئی فرد بھرتی نہ کیا گیا ہے۔ ڈائریکٹرز لاہور کے زیر اہتمام یکم جنوری 2002 سے آج تک چھ افراد کو بھرتی کیا گیا ہے۔

(ب) ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ذمی سائل، پتاجات، ولدیت اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل اور میرٹ لسٹ (ضمیمہ الف) ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔

(ج) روزنامہ خبریں مورخہ 13 دسمبر 2002

(د) کسی بھی فرد کو بغیر میرٹ بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

جناب سیکرٹری، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو، جناب سیکرٹری انہوں نے ڈائریکٹرز لاہور کے متعلق کہا ہے کہ ان کے ماتحت چھ افراد کو بھرتی کیا گیا ہے اور میرٹ پر کیا گیا ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرٹ کا criteria کیا ہے؟

جناب سیکرٹری، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سیکرٹری اس میں بہت low گریڈ کے چھ افراد بھرتی ہونے تھے جس میں سے دو sweepers ہیں۔ اب ان کا میرٹ تو یہی ہو سکتا تھا کہ ان سے جھاڑو پھروا کر دیکھ لیا جانے جو ابھی جھاڑو پھیرتا تھا اس کو ہم نے رکھ لیا اس میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس میں نائب قاصد اور وائس مین ہیں جو بہت low grade کے آدمی ہیں اس میں کسی قسم کی بے ضابطگی نہیں ہوئی۔ میں نے ساری قائل پڑھی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سیکرٹری انہوں نے مذاق کے انداز میں دو sweepers کی بات کر دی ہے۔ چلیں دو sweeper ہیں اور اس کے علاوہ جو پارلوگ بھرتی ہوئے ہیں ان کا criteria کیا تھا؟

جناب سیکرٹری، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سیکرٹری اس میں دو نائب قاصد ہونے ہیں جو سب سے اچھے تھے ان کو رکھ لیا گیا اور اس میں میرٹ کے حوالے سے کوئی بے ضابطگی ہونے کا امکان نہیں ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ! اگلا سوال میں مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب کا ہے۔ وہ تعریف نہیں رکھتے۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ میرا سوال نمبر 4261 ہے۔ (معزز رکن نے میں مجتبیٰ شجاع الرحمن کے ایام پر طبع شدہ سوال نمبر 4261 دریافت کیا) جناب سپیکر، کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟
ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ خوراک کے زیر انتظام گندم ذخیرہ کرنے کے گوداموں

لاگت اور گنجائش کی تفصیل

- *4261 میں مجتبیٰ شجاع الرحمن، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔
- (الف) محکمہ خوراک کے لاہور میں گندم ذخیرہ کرنے کے کتنے گودام کس کس جگہ پر ہیں؟
- (ب) یہ گودام کب اور کتنی لاگت سے تعمیر کئے گئے، ہر گودام میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش کیا ہے اور لاہور شہر میں سالانہ کتنی گندم استعمال ہوتی ہے؟
- (ج) ان گوداموں میں سے کتنے خسہ مات میں ہیں اور کتنے قابل استعمال ہیں؟
- (د) اس وقت ان گوداموں میں کس قدر گندم سٹور کی گئی ہے اور کیا لاہور شہر کی آبادی کے لحاظ سے حکومت گندم سٹور کرنے کے گودام قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک،

(الف) محکمہ خوراک کے لاہور میں چھ عدد گودام ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام گودام	تعداد گودام	گنجائش ذخیرہ
مہر گ	18	9000 میٹر ک ٹن
مشہورہ	43	52000 میٹر ک ٹن
رکھ جمیل	15	22500 میٹر ک ٹن

4500 میٹرک ٹن	6	رانے ونڈ
1500 میٹرک ٹن	دو (ہاؤس ٹائپ)	بادامی باغ (I)
9625 میٹرک ٹن	Bins 275=5x55	(II)
13000 میٹرک ٹن	9	سگنل ٹائپ

(ب) گبرگ گودام 1965 اور مغل پورہ گودام 1976 میں تعمیر ہونے۔ لاگت کا اندازہ نہیں ہے اور گبرگ میں ذخیرہ گنجائش 9000 میٹرک ٹن جبکہ مٹھورہ میں 52000 میٹرک ٹن ہے۔ راکھ مھبیل سنٹر پر 10 گودام 1981 تا 1986 میں تعمیر ہونے جن پر 7980000 روپے لاگت آئی۔ رانے ونڈ سنٹر 1955 میں تعمیر ہوا۔ بادامی باغ سنٹر 1950 میں تعمیر ہوا۔ سگنل ٹائپ سنٹر ریلوے سے کرانے پر لیا گیا ہے۔ مذکورہ گوداموں کی گنجائش ذخیرہ ج (الف) میں ہے۔ لاہور میں تقریباً 227235 میٹرک ٹن سالانہ گندم استعمال ہوتی ہے۔

(ج) لاہور میں تمام سنٹر قابل استعمال ہیں ماسوائے بادامی باغ سنٹر کے یہ Bins تقریباً ناقابل ذخیرہ گندم ہے جن کی مرمت مطلوب ہے۔

(د) اس وقت لاہور کے گوداموں میں 16-03-04 تک 29903 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ ہے۔ محکمہ خوراک کے 10 عدد گودام بمطابق 500 میٹرک ٹن ذخیرہ گنجائش کے گودام محکمہ صحت کے قبضہ میں ہیں۔ اگر محکمہ صحت ان گوداموں کو واپس کر دے تو مزید گودام تعمیر کرنے کی ضرورت نہ ہے۔ راکھ مھبیل سنٹر پر غلطی جگہ ہونے کی بنا پر محکمہ کو مزید گودام تعمیر کرنے کے لیے ریفرنس بھیجا گیا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف اس کی تفصیل دے سکتے ہیں کہ ضلع لاہور میں کتنے گودام کرانے پر ہیں اور ان کا سالانہ کرایہ کتنا جاتا ہے؟

جناب سپیکر، جی 'وزیر خوراک'

وزیر خوراک، جناب سپیکر! جز (الف) میں نے بڑی تفصیل سے عرض کر دیا ہے کہ محکمہ خوراک کے لاہور میں چھ عدد گودام ہیں جن کی تفصیل جز (الف) میں دے دی گئی ہے اس میں نام گودام، تعداد گودام اور گنجائش ذخیرہ بھی تفصیل سے لکھ دی گئی ہے۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! اس کا کرایہ کتنا ہے؟

جناب سپیکر، یہ اس کا کرایہ پوچھ رہے ہیں 'اگر آپ کو اس کا کوئی اندازہ ہے تو بتادیں۔ وزیر خوراک، جناب سپیکر! یہ گودام ہمارے اپنے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے ہیں لہذا ان کے کرانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب لالہ شکیل الرحمن کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ سوال نمبر 4556 (موزر رکن نے

لالہ شکیل الرحمن کے ایما پر طبع شدہ سوال نمبر 4556 دریافت کیا)

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری زاہد پرویز، جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع گوجرانوالہ فلور ملز سے متعلقہ معلومات

*4556، لالہ شکیل الرحمن، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں قائم فلور ملز اور ان کے مالکان کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک مذکورہ فلور ملز کو جتنی گندم فراہم کی گئی ہے اس کی

تفصیل فلور مل وار فراہم کی جائے؟

(ج) ہر فلور مل کا گندم کا کتنا سالانہ ماہانہ کونا ہے؟ تفصیل فلور مل وار فراہم کی جائے۔

(د) مذکورہ عرصہ میں کن کن فلور ملوں کو ان کے کون سے زیادہ گندم فراہم کی گئی؟

(۵) کتنی فلور مزگندم چوری ایک میں فروخت کرتے ہوئے پکڑی گئیں ان کے نام اور ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی؟

وزیر خوراک،

(الف) مطلوبہ تفصیل پر ہم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل پر ہم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مطلوبہ تفصیل پر ہم (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی مز کو بھی کوٹا سے زائد گندم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(۵) صرف نور فلور مز کوٹا فروخت کرتے ہوئے پکڑی گئی جناب نائب ناظم خوراک نے 15 دن کے لئے مز کوٹا کور کا کوٹا بند کر دیا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

لاہ کلئیل الرحمان (ایڈووکیٹ)، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو پرائیویٹ سٹاکس گورنور انوار کی مدد تک ہیں جنہوں نے گندم سٹاک کی ہے اب تک کتنے لوگ پکڑے گئے ہیں کیونکہ گورنٹ نے قیمت -350 روپے مقرر کی ہے لیکن مارکیٹ میں -450 اور -460 روپے تک رہی ہے تو وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کتنے پرائیویٹ سٹاکس پکڑے گئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، وزیر خوراک؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر انہوں نے یہ سوال کیا ہے اس کا اس سوال سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی یہ ضمنی سوال بنتا ہے لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی پرائیویٹ سٹاکس ہیں ان کے خلاف ہم نے کریک ڈاؤن شروع کیا ہوا ہے اور بہت ساروں کو ہم نے پکڑ کر اندر کیا ہے، بہت ساروں سے ہم نے گندم لی ہے اور بہت ساروں کے چالان بھی کئے ہیں۔ یہ process ابھی بھی چل رہا ہے اس میں ہم کسی کو معاف نہیں کریں گے، ان سے پوری گندم بھی نکلوائیں گے اور ان کے خلاف ایکشن بھی لیں گے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمن صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر، پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ملک اصغر علی قیصر صاحب پوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جواب دیا کہ ہمارے محکمہ خوراک کے گودام ہیں حالانکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 'سنگل ٹاپ سنٹر ریٹوے سے کرانے پر لیا گیا ہے۔' اس ایوان میں on the floor غلط بیانی کی گئی ہے۔ وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے اس کے متعلق ذرا وضاحت فرمادیں ان کو یہ بھی علم نہیں ہے کہ ضلع لاہور میں کوئی گودام کرانے پر ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، ملک صاحب! یہ سوال گزر گیا ہے اور اب ہم دوسرے سوال پر آگئے ہیں براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ اگلا سوال ٹینڈ جیون صاحب کا ہے 'یہ ہم take up کرتے ہیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دئے جائیں؟

جناب سپیکر، نہیں ابھی ایک سوال رہتا ہے شاید باری آجائے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ!

تعزیت

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری رکن اسمبلی کے ماموں

کی وفات پر فاتحہ خوانی

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! ہماری ایک ساتھی عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کے ماموں کل قضائے الہی سے وفات پانگے ہیں تو میری گزارش ہے کہ سدا ایوان ان کے لئے فاتحہ خوانی کرے۔

جناب سپیکر، دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ علمی زاہد بخاری کے ماموں کی وفات پر فاتحہ خوانی کی گئی)

ملک محمد اقبال چتر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ملک محمد اقبال چتر صاحب!

ملک محمد اقبال چتر، جناب سپیکر! آج سے پانچ سال قبل بہاولپور میں ایک فوڈ فراڈ ہوا تھا جس میں حکومت کا کروڑوں روپے کا نقصان ہوا تھا۔ اس میں چند ملازمین کے چالان ہونے، عدالت نے ان کو fine بھی کیا، کچھ جیل چلے گئے اور کچھ ابھی تک مفروز ہیں کیا یہ محکمہ انہیں گرفتار کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر، آپ کس محکمے کی بات کر رہے ہیں؟

ملک محمد اقبال چتر، جناب سپیکر! میں محکمہ خوراک کی بات کر رہا ہوں یہاں وزیر خوراک صاحب

بھی تشریف رکھتے ہیں بہاولپور میں ایک بہت بڑا دس بارہ کروڑ روپے کا فراڈ ہوا تھا۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ جی محترمہ سینڈر دون صاحبہ!

جناب پرویز رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! میں اس ایوان کا ممبر ہونے کے ناطے حکومت پنجاب کا ایک

جاری کردہ circulation پڑھ رہا ہوں اس پر مجھے آپ کی رونگ چاہیے۔

Nomination for Minority Members in District Bait-ul-Maal Committees Punjab. I am desired to refer to the above subject and to state that the Chief Minister has invited nominations from the Minority Legislators for Minority Members in District Bait-ul-Maal Committees Punjab.

یہ فخر جیمہ ذہنی سیکرٹری اور جنہوں نے لکھا ہے وہ ہیں مسٹر اکرم مسیح گل ایم۔ این۔ اے۔

چودھری ہارون قیسر ایم۔ این۔ اے، مسٹر گیان چانگ ایم۔ این۔ اے، مسٹر ایم۔ پی۔ اے بمنذارہ ایم۔ این۔ اے، پروفیسر مشتاق و کٹر ایم۔ این۔ اے، انجینئر شہزاد الہی ایم۔ پی۔ اے، مسٹر جوئیل عامر سوترا ایم۔ پی۔ اے، مسٹر پیٹر جیک گل ایم۔ پی۔ اے، مسز جوائس روئن جولیس Minister for Minority اور مسٹر جوزف ماکم دین ایم۔ پی۔ اے۔ ایک تو میں آپ کی رونگ یہ چاہوں گا کہ پنجاب کی کمیٹیاں بننی ہیں۔ پہلے ہی پاکستان بیت المال کمیٹی ہے، کیا پنجاب بیت المال کمیٹی ضلع کے لحاظ سے بنائی جائے؟

جناب سپیکر، میری رونگ یہ ہے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ حمینہ جدون صاحبہ!

محترمہ حمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، شکر۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 33 ہے۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔ آپ اس پر رونگ دیں۔

جناب سپیکر، پرویز رفیق صاحب! رونگ پر discussion نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں آپ ہماری بات سنیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، آپ ممبر ہیں لیکن آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو floor نہیں دے رہا ہوں۔ اس ایوان میں بات کرنے کا کوئی طریقہ کار ہوتا ہے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! میرا point اس سے concern ہے۔

جناب سپیکر، یہ کس طرح concern ہے؟ اس وقت وقفہ سوالات ہے اور محکمہ خوراک اور محکمہ صحت کے سوالات ہو رہے ہیں اور آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے کیا وہ ان محکموں سے متعلقہ ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 33 ہے۔ وزیر صاحب اگر پڑھ کر اس کا جواب

مجھے بتادیں تو بہتر ہو گا۔

قلیل المہلت سوال اور اس کا جواب

T.H.Q ہسپتال بھلوال اور B.H.U بمبیرہ میں لیڈی ڈاکٹرز کی تعیناتی 33- محترمہ تمیز جردون (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ B.H.U بمبیرہ ضلع سرگودھا میں کوئی ایم۔بی۔بی۔ ایس لیڈی ڈاکٹر موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ T.H.Q ہسپتال بھلوال ضلع سرگودھا میں بھی کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایم۔بی۔بی۔ ایس لیڈی ڈاکٹر بھلوال اور بمبیرہ میں نہ ہونے کی وجہ سے دوران زندگی اور زمانہ امراض کی مریضوں کو علاج مناسب کے لئے سرگودھا میں دو کھلنے کا سفر طے کر کے پرائیویٹ ہسپتالوں لڈاکٹروں کی بھاری بھر کم فیس دینا پڑتی ہے اور اکثر مریض عورتیں دوران زندگی سفر کی مسافت طے کرتے ہوئے طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے راستے میں ہی فوت ہو جاتی ہے؟

(د) اگر جڑ ہانے والا کا جواب اجابت میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ B.H.U بمبیرہ اور بھلوال میں لیڈی ڈاکٹرز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر صحت،

(الف) یہ غلط ہے۔ رورل ہیلتھ سٹر بمبیرہ میں ایم۔بی۔بی۔ ایس لیڈی ڈاکٹر کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعینات ہے اور کام کر رہی ہے۔

(ب) یہ بھی غلط ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھلوال میں دو ایم۔بی۔بی۔ ایس لیڈی ڈاکٹرز اور ایک کانسٹی کالاجسٹ بھی تعینات ہیں اور کام کر رہی ہیں۔

(ج) یہ بھی غلط ہے۔ عوام کی طرف سے دوران زندگی اموات ہونے کی کوئی حکایت اب تک موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) اس کا جواب جڑ (الف) اور (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی، ٹکریہ

محترمہ شہینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ "بی۔ ایچ۔ یو۔ بحیرہ ضلع سرگودھا میں کوئی ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ایڈی ڈاکٹر موجود نہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے۔ رورل ہیلتھ سنٹر بحیرہ میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ایڈی ڈاکٹر کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعینات ہے اور کام کر رہی ہے۔"

جناب سپیکر! رورل ہیلتھ سنٹر اور بی۔ ایچ۔ یو میں بہت بڑا فرق ہے۔ بی۔ ایچ۔ یو تقریباً بیس سے پچیس ہزار کی آبادی پر بنایا جاتا ہے۔ بحیرہ شہر جو ہے اگر یہاں سے ضلع سرگودھا کے کوئی لوگ بیٹھے ہیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ وہ دو یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ اس کی آبادی پچاس سے ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔ رورل ہیلتھ سنٹر لاکھوں کی آبادی پر بنایا گیا ہے۔ وہاں بھی ایک ایڈی ڈاکٹر ہے۔ جب کسی عاتون کا کوئی murder ہوتا ہے تو وہ وہاں پر لائی جاتی ہے۔ وزیر صحت اس معاملے میں بہت محنت کر رہے ہیں لیکن یہ ہم خود highlight کر رہے ہیں کہ کچھ ایسے علاقے ہیں کہ جہاں پر بنیادی صحت کی سہولیت فراہم نہیں کی گئیں۔ ان سے میری پہلے بھی بات ہوئی تھی اگر یہ اسی عاتون کو پاندہ کر دیں کہ وہ رورل ہیلتھ سنٹر سے ہفتہ میں دو یا تین دفعہ ان B.H.U.s میں بھی بیٹھا کرے تو اس سے وہاں کے لوگوں کو بھی سہولت مل سکے گی۔ یہ جو دیسی علاقے ہیں وہاں پر کوئی ڈاکٹر جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ میں آج اس ایوان کے توسط سے ان ڈاکٹروں سے کہنا چاہتی ہوں کہ وہ جب پڑھنے کے لئے میڈیکل کالجوں میں آتے ہیں تو وہ اس وقت یہی کہتے ہیں کہ ہم دکھی انسانیت کی خدمت کریں گے تو میں ان سے کہتی ہوں کہ ان کاؤں میں جا کر دیکھو، ان پھاندہ علاقوں میں جا کر دیکھو کہ لوگ حیوانوں کی طرح زندہ کی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

محترمہ شہینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے یہ کہ اگر وہاں پر کوئی ایڈی ڈاکٹر تعینات کی جانے یا اسی عاتون کو پاندہ کر دیا جائے کیونکہ اگر کوئی عاتون وہاں آنے کے لئے تیار نہیں ہے، اگر آج کسی بھی ایڈی ڈاکٹر سے نہیں کہ آپ کو امریکہ بھیجواتے ہیں تو وہ اڈی اڈی جانے گی لیکن یہاں پر نہیں آتی ہیں۔ میری آپ کی وسالت سے وزیر

صحت سے یہ گزارش ہے کہ وہاں پر کوئی لیڈی ڈاکٹر تعینات کریں اور نہ صرف وہاں پر ہی بلکہ باقی گاؤں کا بھی حوالہ دیں اور وہاں پر visit کریں اور وہاں کے حالات کو صحت کے حوالے سے دیکھیں۔

جناب سیکر، جی، وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سیکر رورل ہیلتھ سٹر، بحیرہ بر قل ناٹم لیڈی ڈاکٹر موجود ہے۔ بی۔ ایچ۔ یو میں نہیں ہے۔ بی۔ ایچ۔ یو میں لیڈی ڈاکٹر یا مرد ڈاکٹر دونوں میں سے ایک appoint کیا جاتا ہے۔ مرد ڈاکٹر بھی ہو سکتا ہے یا لیڈی ڈاکٹر بھی ہو سکتی ہے لیکن آر۔ ایچ۔ سی میں لیڈی ڈاکٹر جن کا نام ڈاکٹر سکینہ اقبال ہے وہاں پر وہ ڈیوٹی انجام دے رہی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو B.H.U.s ہیں یا رورل ہیلتھ سٹرز ہیں وہاں پر ڈاکٹر جانا پسند نہیں کرتے۔ ہم ان کے لئے in hand packages اور مختلف تجربات کر رہے ہیں بلکہ رحیم یار خان میں جو پراجیکٹ ہے، یہ سارا ایوان اس سے بخوبی آشنا ہے، ہم نے clusters بنا دیئے ہیں۔ امی وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک اصولی فیصلہ کیا ہے کہ B.H.U.s میں یا تحصیل ہیڈ کوارٹریا R.H.C میں ڈاکٹرز جب کام کریں گے تو ان کی تنخواہ مزید بڑھادی جائے گی تو انشاء اللہ تعلق اس سے ڈاکٹر دیسی علاقوں میں جانا شروع کر دیں گے۔

جناب سیکر، جی، شکریہ۔ مقررہ آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز، جناب سیکر، میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ T.H.Q ہسپتال بھلوال، ضلع سرگودھا میں کون کون سی لیڈی ڈاکٹرز کام کر رہی ہیں، ان کے نام کیا ہیں، ان کی qualifications کیا ہیں؟

جناب سیکر، جی، وزیر صحت!

وزیر صحت، بحیرہ میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر ہے اور تحصیل ہیڈ کوارٹریاں جو ہیں انہوں نے کاناکلاؤسٹ میں ڈپلومہ کیا ہوا ہے۔

جناب سیکر، جی، شکریہ۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز، جناب سیکر، میرا ضمنی سوال ہے کہ T.H.Q ہسپتال میں اس وقت تین کی

بچائے دو لیڈی ڈاکٹر کام کر رہی ہیں اور ان میں سے بھی جو گائنا کالوجسٹ ہے وہ ہفتہ میں ایک یا دو مرتبہ وہاں جا کر visit کرتی ہیں اور جو دوسری لیڈی ڈاکٹر ہیں انہوں نے آج تک کبھی وہاں کام کیا ہے اور نہ انہوں نے کرنا ہے تو ہسپتال ہے کہ وہاں پر ایک ہسپتال کنگ لیڈی ڈاکٹر کو appoint کریں تاکہ بحیرہ اور بھلوال کی بھی سنی جاسے۔ یہ حقیقت ہے کہ تمہیں بدون صاحبہ نہ جو یہاں پر بت کی ہے کہ مریضوں کو وہاں پر لیڈی ڈاکٹر میسر نہیں ہے یہ بالکل حقیقت ہے۔ بحیرہ اور بھلوال میں اگر آپ visit کریں تو وہاں پر جو T.H.Q. ہسپتال اور R.H.C. سنٹرز کی حالت ہے وہ دیکھ کر رونے کو دل کرتا ہے لیکن وہاں پر پرائیویٹ ہسپتال میں وہاں پر بھی کوئی ایسی لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں ہے جو کہ caesarean section کر سکے اور caesarean section کروانے کے لئے ان مریضوں کو ضلع سرگودھا میں آنا پڑتا ہے وہ جتنا دو یا تین گھنٹے کا سفر کر کے آتی ہیں اس دوران یا تو مریضہ کے بچے کی موت واقع ہو جاتی ہے یا مریضہ کی حالت نہایت تشویشناک ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر، جی! شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! اہمگی تجویز ہے۔ اس پر ذرا غور کر لینا۔ جی! جناب بھرتہ صاحب!

ڈاکٹر مختار احمد بھرتہ، جناب سپیکر! بحیرہ میرے ضلع میں ہے اور یہ ایک رورل ہیلتھ سنٹر ہے جو وزیر صحت نے اہمگی بتایا ہے کہ وہاں پر لیڈی ڈاکٹر موجود ہے حالانکہ وہاں پر کوئی بھی لیڈی ڈاکٹر ڈیوٹی سرانجام نہیں دے رہی۔ وہاں پر ایک N.G.O کے تحت اہمگی ایک ہسپتال بنا ہے جس کو مسلم لوگوں نے لیز پر بنایا ہے اور وہی جو یہ گائنی کی تموزی بہت سوت ہے وہ فراہم کر رہی ہے۔ باقی جو انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر ڈاکٹرز ہیں۔ ان کو سراسر غلط information دی گئی ہے۔ بھلوال کے اندر اس وقت تحصیل ہیڈ کوارٹر کے لئے صرف ایک گائنا کالوجسٹ ڈاکٹر موجود ہے۔ میری E.D.O ہیلتھ سے اس سلسلے میں تین چار دفعہ بات ہوئی ہے۔ ان کی یقین دہانی کے باوجود وہاں لیڈی ڈاکٹر ریگولر نہیں ہو رہی اور نہ وہ آکر ڈیوٹی دے رہی ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ اس چیز کا ہمیں on the floor of the House یقین دلائیں کہ بحیرہ کے اندر بھی ایک لیڈی ڈاکٹر تعینات کر دی جاسے گی اور بھلوال میں موجود لیڈی ڈاکٹر کو ریگولر کیا جاسے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ جی، وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب سپیکر! انھوں نے جو ویسے ہی point raise کیا ہے میں اس کی مکمل انکوائری کروں گا۔ اگر وہ ڈاکٹر اپنی ذیوقی صحیح طریقے سے سرانجام نہیں دے رہی تو اس کے خلاف سخت ایکشن دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ جی، محترم!

ڈاکٹر نادیا عزیز، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے ساتھ اس سوال سے توڑا سا ہٹ کر بھی بات کرنا چاہوں گی کہ میں نے پچھلے اجلاس میں ان کی توجہ ڈرنگ کی جو misuse اور mishandling ہو رہی ہے کی طرف توجہ دلائی تھی اور انھوں نے اس کا مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ آج صحت کا سوال نہیں ہے اور آج صحت کے بارے میں کوئی discussion نہیں ہو رہی۔ اب تو صحت کے بارے میں discussion ہو رہی ہے۔ اب تو وہ مجھے اس کا جواب دے دیں کہ آپ نے اس کے بارے میں کیا انکوائری کی ہے؟ وہ انجیکشنز یا وہ ڈرہیں کھلے بے نکلیں، کھلے مچھیں اور کیسے بکیں اور آپ نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ کیا انکوائری کی ہے؟ آپ یہ ایوان میں بتادیں کہ کیا انکوائری کی ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر مستنک ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

دیپالپور میں گندم کے خریداری کے مراکز کا قیام

*1817، محترمہ زیب النساء قریشی، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل دیپالپور میں گندم کے خریداری مراکز قائم کئے گئے تھے جو اب تعداد میں کم کر دینے گئے ہیں جس سے تحصیل دیپالپور کے زمینداروں کو گندم کی فروخت کے لئے پریشان کامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت دیپالپور جرحہ شاہ مقیم کے علاقہ میں گندم کی خریداری کے مراکز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہت بیان کی جائیں؟

وزیر خوارک،

(الف) ۱۰ اسیل محکمہ خوراک نے پچھلے سال کی خریداری پالیسی کو اپنایا اس طرح جن مشروں پر پچھلے سال خریداری ہوئی ان ہی مشروں پر اس سال بھی خریداری جاری رکھی گئی ہے یوں تحصیل دیپالپور میں خریداری مشروں کی تعداد کم نہ کی گئی ہے۔

(ب) گندم کی خریداری کے لئے تحصیل دیپالپور میں آٹھ خریداری مراکز قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مشروں کے نام
1-	دیپالپور
2-	بیسر پور
3-	جوشی
4-	شیر گڑھ I-
5-	شیر گڑھ II-
6-	بیز سلیانگی
7-	راجوال
8-	منڈی احمد آباد

صوبہ میں رجسٹرڈ فلور ملوں کی تعداد

اور متعلقہ دیگر معلومات

*2808، محترمہ زیب النساء قریشی، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں رجسٹرڈ فلور ملوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) صوبہ میں فلور ملوں کو گندم کی سپلائی کا طریقہ کار کیا ہے؟

(ج) سال 2002-03 کے دوران ملوں کو کس قدر گندم سپلائی کی گئی؟ ہر مل کا مقررہ جہہ کتنا

کتنا ہے اور محکمہ نے اس عرصہ میں کتنا کتنا مہیا کیا؟ تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے۔

وزیر خوراک،

(الف) صوبہ پنجاب میں فلور ملوں کی کل تعداد 515 ہے جن میں سے 374 ملیں سال 1996 تک

enlisted تھیں۔ دوران عرصہ 1997 سے اب تک کل 14 ملوں کا مزید اضافہ ہو چکا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب / محکمہ خوراک پنجاب ہر سال گندم کا اجراء کرنے سے پہلے پالیسی جاری

کرتی ہے۔ اس پالیسی کے مطابق ملوں کو گندم فراہم کی جاتی ہے۔ گندم کا اجراء حاضر

سٹاک کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ فاضل ذخائر ہونے کی صورت میں آزادانہ پالیسی کے

تحت گندم کا اجراء مل میں لیا جاتا ہے۔ جبکہ محدود ذخائر کی صورت میں ہر ضلع کا اجراء

اس کی شہری آبادی یا پہلے پانچ سالوں کے اوسط اجراء (جو کم ہو) کی بنیاد پر گندم ملوں کو

فراہم کی جاتی ہے۔

(ج) ہر ضلع میں گندم کا اجراء دوران سال 2002-03 میں جاری ہوا۔ اس کی تفصیل ضمیمہ 'B' A

'C' 'D' 'E' 'F' 'G' اور II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں گنے اور چینی کی سالانہ پیداوار

اور سالانہ ضروریات کی تفصیل

- *3599 شیخ تنویر احمد، کیا وزیر خوراک ازراہ نوٹس بیان فرمائیں گے کہ:-
- (الف) صوبہ میں مجموعی طور پر سالانہ گنے کی پیداوار کتنی ہے؟
- (ب) اس وقت صوبہ میں کتنی اور کس کس جگہ شوگر ملز کام کر رہی ہیں، ان کے نام اور ملکان کے نام اور ان کی چینی پیدا کرنے کی capacity کتنی ہے؟
- (ج) کیا یہ تمام ملیں اس وقت چالو حالت میں ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟
- (د) مجموعی طور پر صوبہ میں سالانہ کتنی چینی درکار ہے اور ان ملوں سے کتنی چینی پیدا ہوتی ہے؟
- (ه) اگر صوبہ میں قائم شوگر ملیں صوبہ کی ضروریات سے کم چینی پیدا کرتی ہیں تو کیا حکومت صوبہ میں مزید شوگر ملیں لگانے کے لئے اجازت نامہ دینے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک،

- (الف) محکمہ زراعت کے second estimate کے مطابق اس سال 2003-04 میں گنے کی پیداوار کا تخمینہ 33.297 ملین ٹن ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
- (ب) اس وقت صوبہ پنجاب میں کل 39 شوگر ملیں کام کر رہی ہیں جن کے نام، ملکان کے نام اور دیگر تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔
- (ج) جی ہاں۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں تمام شوگر ملیں چالو حالت میں ہیں۔
- (د) صوبہ پنجاب میں چینی کی مجموعی ضرورت تقریباً 19 لاکھ ٹن سالانہ ہے جس کے مقابلہ میں شوگر مل سالانہ 22 تا 24 لاکھ ٹن چینی پیدا کر رہی ہیں۔
- (ه) اس وقت صوبہ پنجاب میں موجود شوگر ملیں صوبہ کی ضرورت سے کہیں زیادہ چینی پیدا کر رہی ہیں لہذا مزید شوگر ملیں لگانے کی ضرورت نہ ہے۔

اکتوبر 2003 میں فلور ملوں کو جاری کوٹا کی تفصیل

*3934 چودھری جاوید احمد، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بین فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں فلور میں کو گندم کی فراہمی کے لئے ماہ اکتوبر 2003 میں کتنا کوٹا فراہم کیا گیا؟

(ب) 2003 میں پرنٹل کے دوران کن کن طوں کو کوٹا دیا گیا ہے؟

(ج) ضلع رحیم یار خان میں کتنی فلور میں واقع ہیں، ان کا کتنا کتنا کوٹا ہے۔ ان میں کس کس مل کو پرنٹل کے دوران کتنا کتنا کوٹا دیا گیا ہے؟

وزیر خوراک،

(الف) پنجاب میں ماہ اکتوبر 2003 میں فلور ملوں کو 2,46,451 میٹرک ٹن کوٹا گندم جاری کیا گیا تھا۔

(ب) پرنٹل کے دوران 501 فلور ملوں میں سے چالو حالت میں پائی گئیں۔ کل 456 فلور ملوں کو گندم کا کوٹا فراہم کیا گیا۔

(ج) ضلع رحیم یار خان میں کل 19 فلور ملوں ہیں۔ جن میں سے پرنٹل کے دوران چالو حالت میں پائی گئیں 16 فلور ملوں کو گندم کا کوٹا جاری کیا گیا۔ ضلع رحیم یار خان کا روزانہ کوٹا گندم 448 میٹرک ٹن ہے۔

مرکز اٹھارہ ہزاری، جھنگ۔ شوگر سیس فنڈ

اور استعمال کی تفصیل

*3974 جناب فیصل حیات جو آنے، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بین فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرکز اٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ پورے ضلع میں سب سے زیادہ گنا پیدا کرنے والا مرکز ہے؟

(ب) مرکز اٹھارہ ہزاری کا شوگر سیس فنڈ کتنا ہے؟

- (ج) کیا حکومت مرکز اضلاع ہزاری کا پورا شوگر سس فڈ مرکز اضلاع ہزاری پر ہی خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟
- (د) اگر جواب اجابت میں ہے تو مذکورہ مرکز کے کون کون سے منصوبہ جات مکمل کئے جائیں گے؟

وزیر خوراک،

(الف) درست نہیں ہے۔

(ب) سس فڈ ہر سال کے گنا کی خریداری پر منحصر ہے جو کہ خرید کردہ مل اور ضلع کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

(ج) مرکز اضلاع ہزاری سے خرید کردہ گنا مختلف سزکت سے گزر کر ملوں تک پہنچتا ہے اور سس فڈ مطابق پروگرام ضلعی شوگر سس کمیٹی میں تجویز ہونے کے بعد منظور ہو کر استعمال کیا جاتا ہے۔

(د) ضلع ہذا میں شوگر سس فڈ سے مرکز اضلاع ہزاری میں درج ذیل منصوبے زیر تعمیر ہیں۔

- 1- زیر تعمیر سزک از موضع جو آئے تا بندہ رشید لہائی 5.29 کلو میٹر تخمینہ رقم 77 لاکھ ہے۔
- 2- زیر تعمیر سزک از گورنٹ گرز ڈل سکول رشید پور تا باباں والی پل لہائی 1.13 کلو میٹر تخمینہ رقم 19 لاکھ روپے۔

ضلع لاہور۔ فلور ملوں کی تعداد، نام مالکان

اور گندم بلیک کرنے پر مقدمات کی تفصیلات

*4088 بیگم رحمانہ جمیل، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع لاہور میں فلور ملوں کی تعداد نام مالک کا نام مل کے قیام کی منظوری دینے والی

اقدالی کا نام بیان فرمائیں؟

(ب) جن فلورٹوں پر یکم جنوری 2001 سے آج تک گندم بلیک کرنے کے پرچے درج ہونے
 ان کے نام، مالک کا نام، تاریخ، F.I.R. نمبر، تھانے کا نام، F.I.R. کلٹے والے آفیسر کا نام
 اور ٹھکانہ یا قانونی جو کارروائی کی گئی، اس کی تفصیل اور pending کارروائی کب تک مکمل
 ہو گی؟

وزیر خوراک،

(الف) لاہور میں فلورٹوں کی تعداد اڑتیس (38) ہے۔

نام ملز	نام مالک	نام ملز	نام مالک
شیخ برادر	میں اکبر	بادامی باغ	عاجی محمد امین
سنی	عاجی محمد عبداللہ	ماڈرن	چودھری شجاعت
طارق	شیخ عبدالرحمن	حیات	صوفی بلال
فیروز	میں عبدالجبار	عوامی	ملک طاہر
عوامی	ملک طاہر	گھنٹان	میں سلیمان، میں عبدالجبار
انور	میں محمد ایوب	شعب	چودھری صلاح الدین
عظیم	شیرانگن	الرامی	میں ندیم
سرتاج	میں اطلاق احمد	قیصر	قیصر رشید
بھٹی	عبدالرحید بھٹی	اے بی ٹوڈ	میں نسیم
سلیم	میں رفاقت	یتومیہ	محمد اشرف
فردوس	ملک عبدالجبار، میں شجاع	ناصر	عاصم رضا
راوی	میں احمد	سیریم	محمد طلیق ارشد
کرمانوڈ	محمد افضل	افضل برادرز	میں سراج
لاہور	احمد کے حق، مجاہد غورحید	ہینہ	جلد کیشین
رحمت 11-1	مختیاب بابری	گڑک	عبدالستار
سابد	سابد عبداللہ	ذیشان	ارشد علی چودھری

صدر	صدر	میاں خالد	پریسینئر
عارف	پاکستان	حاجی عاشق علی	فائوسلار
حاجی نواز علی	ایف اے	میں لیاقت علی	داتا
		خواجہ ضیاء اللہ	کارنر

بہت پہلے مز کے قیام کی منظوری کے لئے محکمہ صنعت N.O.C جاری کرتا تھا بعد ازاں حکومت پاکستان نے صنعتی فروغ کے لئے پابندی ختم کر دی تھی۔

(ب) جنوری 2001 سے لے کر آج تک ضلع لاہور کی دو عدد فلور مز کے خلاف گندم بلیک کرنے کے سلسلہ میں پرچہ درج ہونے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پریسینئر فلور مل 'میں خالد' شاہدہ تھانہ مورخہ 19-01-2004 F.I.R-51/2004 نمبر 51/2004 ساتھی محمد A.S.I نے درج کی ہے۔ گندم کی سپرداری ساجد ترمذی مجسٹریٹ فیروز والا نے دی ہے۔ مقدمہ مسٹر پیر محمد اینڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں زیر سماعت ہے اور تاریخ سماعت 09-03-2004 مقرر ہے۔

فائوسلار فلور مل 'حاجی عاشق' اسلام پورہ تھانہ مورخہ 21-01-2004 F.I.R-64/2004 نمبر 64/2004 محمد جمیل اے۔ ایس۔ آئی نے درج کی ہے۔ گندم کی سپرداری علاقہ مجسٹریٹ مہین کوکھر تحصیل لاہور صدر نے دی ہے۔ چالان زیر تکمیل ہے۔ مذکورہ مقدمات کی پیروی مسلسل کی جا رہی ہے۔ لاہور 1۔ میں فلور ملوں کی تعداد اٹھارہ (18) ہے۔

بہت پہلے مز کے قیام کی منظوری کے لئے محکمہ صنعت N.O.C جاری کرتا تھا بعد ازاں حکومت پاکستان نے صنعتی فروغ کے لئے یہ پابندی ختم کر دی تھی۔

نام ملز	نام مالک	نام ملز	نام مالک
شیخ برادر	میاں اکبر	بلدای بلوچ	حاجی محمد امین
سنی	حاجی محمد عبداللہ	ماڈرن	چودھری شجاعت
طارق	شیخ عبدالرحمن	حیات	صوفی بلال

فیروز	میں عبد الجبید	عوامی	ملک طاہر
گلستان	میں سحان، میں عبد الجبید		
انور	میں محمد ایوب	شعب	چودھری صلح الدین
عظیم	شیرانگن	الراہی	میں ندیم
سرتاج	میں اعلاق احمد	قیصر	قیصر رشید
بھٹی	عبد الرشید بھٹی	اے بی فوڈ	میں نسیم
سلیم	میں رفاقت		

جنوری 2001 سے لے کر آج تک ضلع ہذا کی کسی فلور مل کے خلاف گندم بلیک کرنے کے سلسلے میں کوئی پروچہ درج نہ ہوا ہے۔

لاہور II میں فلور ملوں کی تعداد بیس (20) ہے۔

بت پہلے ملز کے قیام کی منظوری کے لئے محکمہ صنعت N.O.C جاری کرتا تھا بعد ازاں حکومت پاکستان نے صنعتی فروغ کے لئے پابندی ختم کر دی تھی۔ ضلع لاہور II میں 20 فلور ملز ہیں اور مالکن کے نام درج ذیل ہیں۔

نام ملز	نام مالک	نام ملز	نام مالک
یعقوبیہ	محمد اشرف	فردوس	ہنگ عبد الجبید۔ میں شجاع
ناصر	عاصم رضا	راوی	میں احمد
سپریم	محمد ظلیق ارشد	کرناولہ	محمد افضل
افضل برادرز	میں سراج	لاہور	احمد کے حق، مجاہد خورشید
ہینہ	شاہد کیشین		
رحمت II-1	بختیاب باہر علی	کڈلک	عبد الستار
ساجد	ساجد عبد اللہ	ڈیشن	ارشد علی چودھری
پریسٹین	میں غلام	صدر	صدر علی بخاری
کائیوسٹار	عابدی حاتق علی	پاکستان	مداف علی

دا ۳۱ میں لیاقت علی ایف اے حاجی نواز علی
کارن خواجہ عیاد اللہ

جنوری 2001 سے لے کر آج تک 2 حد پرچے درج ہونے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔
پریمیئر فلور مل، میان غلام شاہدرہ تھانہ 04-01-19 ایف۔ آئی۔ آر نمبر 427420 ساتھی
محمد A.S.I عدالت میں زیر سماعت ہے۔

ثانی سدا فلور مل، حاجی عاشق، اسلام پورہ تھانہ 04-01-21 ایف۔ آئی۔ آر نمبر 88542 محمد
بمیل، A.S.I عدالت میں زیر سماعت ہے۔

گوجرانوالہ اور حافظ آباد، شوگر ملز سے متعلقہ معلومات

*4557، لہ کلیل الرحمان (ایڈووکیٹ)، کیا وزیر خوراک ازراہ نواز میں فرمائیں گے کہ۔
(الف) گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں قائم شوگر ملز اور ان کے ملکان کے نام کی تفصیل فراہم کی
جائے۔

(ب) یکم جنوری 2002 سے آج تک ان شوگر ملز کے ذمہ کتنی رقم شوگر سس کی بنتی ہے؟
تفصیل شوگر مل وار فراہم کی جائے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران ہر مل سے وصول شدہ شوگر سس کی رقم اور بجایا رقم کی تفصیل
فراہم کی جائے۔

(د) بجایا رقم کی وصولی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر خوراک،

(الف) کوئی شوگر ملز نہیں ہے۔

(ب) درج بالا کی روشنی میں کوئی تفصیل نہیں ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

صوبہ میں گندم کی پیداوار، گوداموں

اور گنجائش کی تفصیلات

*4612، محترمہ کنول نسیم، کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ۔

- (الف) صوبہ پنجاب میں گزشتہ سالوں کے دوران گندم کی پیداوار کیا رہی اور ضروریات کیا تھیں؟
- (ب) عکمہ کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش ہے؟ ضلع وار تفصیلات دی جائیں اور کتنی گندم پرائیوٹ گوداموں میں ذخیرہ کی جاتی ہے گزشتہ تین سالوں کی تفصیلات مہیا کریں۔
- (ج) کیا حکومت صوبہ کی ضروریات کے تناسب سے گندم ذخیرہ کر لیتی ہے؟ اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں۔
- (د) حکومت آٹے کے بحران کے حل اور آئندہ کے لئے کون کون سے منصوبہ جات شروع کئے ہیں اور کتنے منصوبہ جات زیر غور ہیں؟ تفصیلات مہیا کی جائیں۔
- (ه) حکومت آٹے کے بحران کے حل اور آئندہ کے لئے ایسے بحرانوں پر قابو پانے کے لئے کون سے ضوس اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر خوراک،

(الف) صوبہ پنجاب میں گزشتہ تین سالوں کے دوران گندم کی پیداوار درج ذیل رہی۔

نمبر شمار	سال	پیداوار
1-	2001-02	15.42 ملین
2-	2002-03	14.72 ملین
3-	2003-04	15.40 ملین

عکمہ خوراک صرف شہری علاقوں اور راولپنڈی ڈویژن کے غیر پیداواری علاقے کی ضروریات آنا پوری کرنے کے لئے ہر سال ستمبر اکتوبر سے شروع کر کے اپریل تک گندم جاری کرتا ہے جو کہ اوسطاً ضروریات تقریباً 26.50 لاکھ ٹن سالانہ بنتی ہیں۔

(ب) محکمہ خوراک پنجاب کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کی 25,32,830 میٹرک ٹن گنجائش موجود ہے جس کی ضلع وار تفصیل پریم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور یہ گنجائش پچھلے تین سالوں سے چلی آ رہی ہے۔

اس کے علاوہ پرائیویٹ گوداموں میں 25,100 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش موجود ہے ضلع وار تفصیل پریم (اب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ خوراک ہر سال ضروریات کے مطابق بلکہ زائد از ضرورت گندم ذخیرہ کرنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ پچھلے پانچ سالوں سے حکومت پنجاب نے درآمدی گندم حاصل نہ کی ہے۔

(د) نظامت خوراک پنجاب لاہور نے متعدد منصوبہ جات برائے تعمیر گودام و رہائشی سکیم برائے انچارج گودام متعلقہ صاف جن کی گنجائش 5000 میٹرک ٹن تا 20,000 میٹرک ٹن ہے تجویز کئے ہیں جو کہ ابھی زیر غور ہیں ان کی تفصیل پریم (ج) (ح) (خ) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ خوراک پنجاب نے ان منصوبہ جات کو برائے منظوری تخمینہ کل اخراجات پلاننگ اینڈ ڈیٹیلڈ ڈیپارٹمنٹ کو ارسال کئے ہیں مگر تاہل ان منصوبہ جات کی منظوری موصول نہ ہوئی ہے۔ منصوبہ جات کی منظوری ہونے تک گندم کو پرائیویٹ گودام کرایہ پر حاصل کر کے سٹور کی جلتی ہے تاکہ گندم خراب نہ ہو۔

علاوہ ازیں گندم کو گنٹیوں کی فصل میں ذخیرہ کرنے کی بجائے محکمہ خوراک پنجاب کے ہاں سالکوز کی تعمیر کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

(ہ) درحقیقت صوبہ پنجاب میں گندم اور آلے کی کسی قسم کی بھی کوئی کمی نہ تھی۔ دوسرے صوبوں خاص طور پر صوبہ سندھ کے بحران کی وجہ سے بعض صوبوں اور ذخیرہ اندوز عناصر نے پنجاب میں بحران کی صورت حال پیدا کرنے کی کوشش کی جس پر حکومت پنجاب نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے گندم کی کوئی گوداموں سے سپلائی بڑھا کر اور ضلعی حکومتوں کے تعاون سے آلے کی قیمت پر کنٹرول کیا اور ان کے مذموم حزام کو ناکام

بنادیا۔ مزید برآں پنجاب حکومت نے مستحق افراد کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی سمجھا
آنا سکیم کے تحت رعایتی نرخوں پر 170 روپے فی تھیلا آٹا فراہم کیا جا رہا ہے۔ اس
کے علاوہ ہمہ اور اتوار بازاروں میں بھی EX-MILLS ریش پر کثیر تعداد میں تھیلا
فراہم کئے جاتے رہے ہیں۔ آئندہ بھی حکومت ایسی حکمت عملی بنا رہی ہے کہ زیادہ
سے زیادہ سٹاک گندم خرید کر اپنے ریزرو میں اضافہ کرے تاکہ ناجائز منافع خوری کا
بروقت سدھارک کیا جاسکے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری، جی ڈاکٹر نادیہ عزیز!

ڈاکٹر نادیہ عزیز، جناب سیکریٹری! آپ پچھلے اجلاس میں موجود تھے جب میں نے یہاں پر حکمہ
صحت کی drugs جو دکانوں پر بک رہی ہیں ان کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے کہا تھا
کہ آج صحت کے بارے میں کوئی سوال نہیں ہو رہا۔ آج صحت کے بارے میں کوئی
discussion نہیں ہو رہی۔ آپ اس کو پھر دوبارہ کہنے کا۔ میں نے وہ دو انٹیں بھی وزیر
موصوف کو پیش کی تھیں کہ وہ دیکھ لیں۔ ان کے اوپر حکمہ صحت حکومت پنجاب کی سرنگی
ہونی تھی۔ آج چونکہ صحت کا سوال آ رہا ہے تو میں اس کے بارے میں وزیر موصوف سے آپ
کے آنے سے پہلے بھی سوال کیا تھا۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، اس کے اوپر انہوں
نے کوئی ایسی چیز show کرنے کی بھی ضرورت نہیں کی کہ یہ سنجیدہ معاملہ ہے یا نہیں ہے
یا ان کو اس بات کا کوئی اثر ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ اب میں آپ کے توسط سے، آپ اس دن
میں یہاں بیٹھے ہونے سے اور مجھے یقین دہانی کرائی تھی کہ وزیر موصوف اس کے بارے میں
انکوٹری کر کے مجھے بتائیں گے، میں اب ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے اس بارے
میں کیا انکوٹری کی تھی جو میں نے دو انٹیں ان کو پیش کی تھیں اس کے بارے میں انہوں
نے کیا انکوٹری کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے بالکل صحیح بات کی ہے۔ اس دن صحت کے بارے میں کوئی سوال نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے دوائیاں پیش کی تھیں جس میں انہوں نے کہا تھا کہ یہ دوائیاں صحت میں تو اس پر میں نے کہاں تھا کہ وزیر صحت اس کا ضرور جواب دیں گے۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! ویسے جو سوال تھا وہ صینہ بدوں نے بحیرہ اور بھلوال میں کانٹا کالوسٹ کے متعلق کیا تھا۔ وہ جو انہوں نے sample دینے تھے وہ صحت نہیں تھے۔ وہ حکومت پنجاب کی دوائیاں تھیں اور وہ یہ کسی طرح سے اٹھالائی تھیں۔ اس کے بعد مجھ سے پوچھا گیا کہ یہ دوائیاں ان کے ہاتھ میں کیسے آئیں؟ میں خود تحقیق کر رہا ہوں کہ وہ دوائی ان کے ہاتھ میں کیسے پہنچی؟ میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ بھلوال چلی جائیں، جیسے ہی بجٹ اجلاس ختم ہوتا ہے یہ میرے ساتھ چلیں، ہم اپنے ساتھ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کو بھی لے جائیں گے۔ ہم خود جا کر اس معاملے کی تحقیق کر لیتے ہیں۔ بجٹ اجلاس کے فوراً بعد چلے جاتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ دوائی ان کے ہاتھ میں کیسے پہنچی؟

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ میں ایک practising ڈاکٹر ہوں۔ میں اس وقت سرگودھا میں دو بڑے ہسپتال چلا رہی ہوں۔ میرے پاس یہ ادویات مریض لے کر آئے اور وہ ان ادویات کو میڈیکل سنور سے خرید کر لائے تھے۔ محکمہ صحت کے لئے اس سے زیادہ حشرم کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ ان کی ادویات میڈیکل سنورز پر فروخت ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی اوزیر صحت نے کہا ہے کہ وہ ذاتی طور پر آپ کے حلقے کا visit کریں گے ان کے ساتھ ڈاکٹر فرزانہ نذیر بھی جائیں گی۔ وہ اس معاملے کی انکوائری کریں گے۔ آپ نے جو بات point out کی ہے یہ لامحالہ بڑی اہم بات ہے۔ They are taking it seriously اور انشاء اللہ اس بات مکمل تحقیق کی جانے گی۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میں صرف وزیر صاحب سے اس بات کی یقین دہانی چاہتی ہوں کہ آیا وہ اس بات کوئی serious step اٹھائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں! وہ ضرور کارروائی کریں گے۔ آپ وزیر صاحب کے ساتھ پروگرام بنا لیں وہ بحث اجلاس کے بعد وہاں جانے کے لئے تیار ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کاغذ ممبر خود ایک ڈاکٹر ہیں۔ مریض کو انجکشن سنجے کے لئے نہیں دینے جاتے بلکہ مریض خود درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں، کرایہ نہیں ہے کہ ہم روز روز ہسپتال آسکیں اس لئے ہمیں تین دن کی دوائی دے دی جائے۔ لہذا انہیں تین دن کی دوائی دے دی جاتی ہے اور وہ گھر جا کر انجکشن لگوا لیتے ہیں۔ اگر وہ ان کے پاس انجکشن لگوانے کے لئے آگئے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ دوائی فروخت ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! کبھی کسی ڈاکٹر نے مریض کو انجکشن اور ڈرپ نہیں دی کہ آپ یہ گھر لے جائیں اور وہاں یہ لگوا لیں۔ ہمیشہ گھر کے لئے oral medicines دی جاتی ہیں۔ انجکشن اور ڈرپ گھر کے لئے نہیں دی جاتیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ڈاکٹر صاحب نے کہاں سے تعلیم حاصل کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے point کا وزیر صحت نے جواب دے دیا ہے۔ وہ موقع پر جائیں گے

اور انشاء اللہ He will look into it

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا دیا ہے کہ مریض وہ انجکشن لے گئے ہیں۔ injection is the only medicine جو کہ آپ کو outdoor میں نہیں مل سکتی۔ آپ ابھی اسمبلی کی ڈیسنری میں چلے جائیں اور انہیں کہیں کہ مجھے pain انجکشن دے دیں تو وہ نہیں دیں گے۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی job کیا ہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتی کہ outdoor میں یہ انجکشن نہیں دینے جاسکتے۔ ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے کہ آپ کی ادویات بازار میں فروخت ہو رہی ہیں۔ انہوں نے تو آپ

کو ایک ثبوت فراہم کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ انہیں appreciate کریں آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ غلط کہہ رہی ہیں۔

تحرار یک استحقاق

جناب ذہنی سپیکر: وزیر صحت صاحب نے وضاحت کر دی ہے کہ وہ خود visit کریں گے اور اس بات تحقیق کریں گے تو یہ معاملہ ختم ہوا۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور تحار یک استحقاق take up کی جاتی ہیں۔ I am not going to allow any further question on that۔ یہ بات اب ختم ہو چکی ہے۔ I will not allow any further question on that Now question hour is over.

(قطع کلامیں)

آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ بی بی اینٹھ جائیں۔ شاہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ محترمہ فرزانہ راجہ کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ move ہو چکی ہے۔ وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔

گارد انچارج سب انسپکٹر کی خاتون رکن سے بدتمیزی

(..... بحث جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جہاں تک محترمہ کا یہ فرمانا ہے کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا پولیس نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے تو میں اس پر ہر گز اپنی کوئی رائے دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ مجھے محترمہ سے مکمل ہمدردی ہے لیکن اس تحریک استحقاق میں دو چیزیں قابل اعتراض ہیں۔ انہوں نے اس میں یہ کہا ہے کہ سیاسی انتقام کے طور پر ان کے شوہر کو گرفتار کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہا ہے کہ ایک بے بنیاد ریفرنس بنایا گیا ہے۔ یہ دونوں معاملات عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ چنانچہ جو معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہو اس بات

تحریک استحقاق یا تحریک التواضع کار میں اس طرح کی opinion لکھیں گے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ دوسرا اسی سلسلے میں محترمہ نے راولپنڈی ہائیکورٹ میں ایک رٹ نمبر 765/2004 دائر کی ہوئی ہے لہذا میری یہ استدعا ہے کہ چونکہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ جب تک عدالت کی طرف سے اس رٹ کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس تحریک کو pending کر لیا جائے۔ جب رٹ کا فیصلہ ہو جانے کا تو اس کے بعد آپ بے شک اسے take up کر لیں۔ ویسے on merit میں اسے oppose نہیں کرتا لیکن contents اور subjudice ہونے کے حوالے سے میں آپ کی خدمت میں استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو وقتی طور پر pending فرمائیں۔

رانا حمناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایوان سے باہر بھی وزیر قانون صاحب سے اس بات بات ہوئی تھی۔ اس میں تھوڑی سی confusion یہ ہے کہ محترمہ فرزانہ راجہ نے جو رٹ کی ہوئی ہے اس میں جو subject matter یہ ہے کہ نیب کا تھانہ اور نیب کے کیسوں کو زائل کرنے والی عدالت کی عمارتیں علیحدہ علیحدہ ہونی چاہئیں۔ یعنی رٹ میں subject matter is entirely different ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ reference جو ہے وہ politically motivated ہے یا وہ غلط بنایا گیا ہے اس کا فیصلہ تو عدالت ہی کرے گی۔ اس سے ممبر کے استحقاق کا کوئی concern نہیں ہے۔ ممبر کا استحقاق یہ ہے کہ وہاں پر جو لوگ حفاظت کے نقطہ نظر سے اپنی ذیولٹی سرانجام دے رہے ہیں وہاں موجود گارڈز نے particularly اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ یہ ممبر ہے ان کے ساتھ اُس کا رویہ humiliated تھا۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ نے صرف اس معاملے کو اس تحریک استحقاق میں take up کیا ہے۔ جیسا کہ راجہ صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ اس حد تک تو انہیں بھی اعتراض نہیں ہے اور نہ ہی انہیں اس حد تک oppose کرنا پڑے۔ باقی جو subject matter رٹ میں pending ہے یا جو reference کے political motivative ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ہے اس سے اس تحریک استحقاق کا کوئی concern نہیں ہے اور نہ ہی استحقاق کینٹی کا کوئی concern ہو گا لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو oppose نہ کیا جائے اور نہ ہی without any reason اتنے لمبے عرصے کے لئے pending کیا جائے۔ اس معاملے کو استحقاق کینٹی میں thrash out کر لیا جائے۔ اگر ان کا

استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کا کوئی سدھارک ہو جانے کا اور جو معاملات عدالتوں میں pending ہیں ان کا مدانتیں ہی فیصد کریں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں تو breach of privilege کی بات ہی نہیں کر رہا۔ میں تو contents کی بات کر رہا ہوں۔ اگر محترم یہاں پر یہ statement دیتی ہیں کہ ہائیکورٹ کے زیر سماعت writ petition استحقاق کے مسئلے سے متعلق نہیں ہے، میرا concern صرف یہ ہے کہ اگر محترم یہ statement دے دیتی ہیں کہ زیر سماعت writ میں یہ issue زیر غور یا زیر سماعت نہیں ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لہذا اس سلسلے میں وہ categorically statement دے دیں۔

محترم فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں کہنا نہیں چاہ رہی تھی کہ مجھے پچھلے اجلاس سے لے کر آج تک pressurize کیا جا رہا ہے کہ میں اپنی writ petition واپس لے لوں۔ یہ بڑی قابل افسوس بات ہے۔ میں نے اس writ petition میں چیئر مین نیب، جنرل حفیظ منیر کو پارٹی بنایا ہے۔ اسی لئے مجھ پر یہ پریشر ڈالا جا رہا ہے کہ آپ اس writ petition کو واپس لے لیں تو ہم آپ کی تحریک کو منظور کر لیں گے۔ یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ میں نے جو writ petition دائر کی ہے اس میں صاف لکھا ہوا ہے، میں نے وہاں پر یہ استدعا کی ہے کہ نیب کورٹس اور نیب اتھارٹیز ایک ہی premises کے اندر ہیں اور جب میں وہاں پر گئی اور مجھے روکا گیا تو اس کی وجہ یہی صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس طرح انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو پاتے کیونکہ نیب اتھارٹیز نیب کورٹس پر حاوی ہو جاتی ہیں اور وہاں جو صاف بیٹھا ہوا ہے چاہے وہ کرنل ہے یا میجر وہ پولیس اہلکار جو گینٹ پر کھڑے ہیں ان پر influence کرتے ہیں اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ کن لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی جائے اور کن کو نہ دی جائے جبکہ ہائیکورٹ کے آرڈرز کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ،

N.A.B courts are the open courts and every citizen has full rights to enter the N.A.B court premises. Nobody can stop anybody to enter the court premises.

جب ایک بات اتنی clear ہے تو اس کے بعد چاہے ایس۔ ایچ۔ او روکتا ہے چاہے کوئی میجر روکتا

ہے یا کوئی سپاہی روکتا ہے nobody has right یہ ایک clear سی بات ہے کہ وہ الگ چیز ہے اور یہ الگ بات ہے۔ اس ایوان میں میری یہ گزارش تھی کہ میرا جو استحقاق مجروح ہوا ہے اس سے related میری تحریک استحقاق کو accept کریں اور اسے مجلس استحقاق کے پاس بھیج دیں۔ اس میں جو بھی investigation ہو گی وہ انصاف کے مطابق کریں گے اور پھر اس کا جو بھی رزلٹ نکلے گا وہ ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب ذمٹی سیکرٹری، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری، مجھے بڑا افسوس ہوا ہے۔ میں نے تو بڑی سیدھی سی بات کی تھی لیکن محترم نے اس بات کو ضبط انداز میں لیا ہے۔ میں نے آج تک قطعی طور پر محترم کو یہ نہیں کہا کہ آپ اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں یا اپنی رٹ پٹیشن واپس لے لیں۔ میں نے تو اس سلسلے میں بات ہی نہیں کی۔ میں نے تو صرف اتنی گزارش کی تھی کہ آپ صرف اتنی statement دے دیں کہ ہائیکورٹ میں آپ کی جو رٹ پٹیشن pending ہے وہ آپ کی اس تحریک استحقاق سے متعلقہ نہیں ہے۔ اگر محترم اتنی بات فرمادیتے تو یہ بات ختم ہو جاتی۔ محترم نے تو بلاوجہ تقریر شروع کر دی اور اس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ عدالت نخواستہ حکومت کی طرف سے ان کو pressurize کیا جا رہا ہے۔ آج تک تو کسی نے ان کو pressurize کیا ہے نہ آئندہ کریں گے لیکن یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ یہ جن references کو بے بنیاد کہتی ہیں وہ تو 35 کروڑ روپے کا ایک اور reference داخل ہو چکا ہے۔ تو میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ آپ سے میری صرف یہ استدعا ہے کہ جو یہ فرماتی ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، اگر اس writ میں وہ عدالت میں زیر سماعت نہیں ہے تو آپ بے شک اسے منظور کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

محترم فرزانہ راجہ، جناب سیکرٹری، میں نے جو writ ہائیکورٹ میں کی ہے وہ میرا آئینی حق ہے اور جو میرا استحقاق مجروح ہوا ہے یہ اسمبلی میں بطور ممبر میرا حق ہے۔ یہ دو الگ چیزیں ہیں۔ مجھے یہ کبھی نہیں آ رہی کہ ان دونوں کو آپس میں جوڑا کیوں جا رہا ہے؟ کوئی بھی شہری اپنی کورٹ میں جا کر جتا

لکھا ہے کہ میرے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ صرف ایک چیز نہیں کہ مجھے کورٹ میں داخل نہیں ہونے دیا گیا لہذا مجھے انصاف دیا جائے بلکہ اس میں جو man request تھی وہ میں پہلے ہی عرض کر چکی ہوں۔ یہاں پر تو میں نے صرف as a member کی بات کی ہے۔ میرے خیال میں اگر آج لاہ منسٹر صاحب تھوڑی سی وسعت نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑا دل کر کے یہ فیصلہ دے دیں کہ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے تو اس میں کوئی معاند نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، لاہ منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں پھر اپنی بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر محترمہ کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اسے مجلس استحقاقات کے پاس جانا چاہیے۔ میں تو پہلے ہی یہ کہہ رہا ہوں لیکن محترمہ میری بات کو understand نہیں کر رہیں۔ میں ان سے صرف یہ یقین دہانی کرانا چاہتا تھا کہ کیا یہ معاملہ عدالت عالیہ کے زیر غور تو نہیں؟ اگر انھوں نے categorically فرما دیا ہے کہ یہ عدالت کے زیر غور نہیں ہے تو بے شک یہ مجلس استحقاقات میں چلی جائے، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! راجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ مسئلہ عدالت میں زیر سماعت

ہے اس لیے subjudice ہے۔ That is another thing That is a constitutional right اور انھوں نے اس کو کیا ہے لیکن اس وقت تو محترمہ regarding the breach of privilege بات کر رہی ہیں۔ The remedy over there is different اور لاہر House کی that is a different interlink کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! لاہ منسٹر صاحب نے یہی کہا ہے کہ That is a separate

breach of writ میں issue. breach of privilege کا breach of privilege ہو اسے صحیحہ کریں۔ اگر writ میں breach of privilege کو take up نہیں کیا گیا تو پھر انھیں اعتراض نہیں ہے لیکن اگر وہاں breach of privilege کو take up کیا گیا ہے and it is within the court then it is a

separate issue تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے writ میں اس matter کو take up نہیں کیا۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر اجی نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ نے اس کی وضاحت کر دی کہ It has nothing to do with the writ petition so I send it to the Privilege Committee اور رولز کے مطابق ایک مہینے کے اندر کمیٹی اس کی رپورٹ دے گی۔

رکن پنجاب اسمبلی ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر

کے خلاف حکومتی کارروائی

(...بحث جاری)

رانا منشا اللہ خان، جناب سپیکر اجی میں نے معزز رکن ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر صاحب کی گرفتاری کے متعلق تحریک استحقاق پیش کی تھی لیکن چونکہ اس دن وزیر قانون صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ اسے اگلے سیشن تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، آپ نے یہ تحریک استحقاق out of turn take up کی تھی اور لاہ منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اسے pending کیا جائے۔ جی، لاہ منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر اجی رانا منشا اللہ خان صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں انہوں نے یہ فرمایا کہ ایک ممبر موصوف کو گرفتار کیا گیا ہے لیکن اس کی بروقت اطلاع اس معزز ایوان کو نہیں دی گئی۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ اس ممبر مذکور کو بلا جواز استقامی کارروائی کا نشانہ بناتے ہوئے گرفتار کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ last time جب یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی تو اس دن میں موجود نہیں تھا اور میں نے رانا صاحب سے درخواست کی تھی کہ اس کو pending کروالیں تاکہ میں اس کا تفصیلی جواب دے سکوں۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ میں نے کل متعلقہ ڈی۔ پی۔ او اور باقی متعلقہ اہلکاروں کو بھی بلایا تھا اور ان کے ساتھ

میری بڑی تفصیل کے ساتھ بات ہوتی ہے۔ محکمے کی طرف سے مجھے جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق ممبر مذکور کو 6 تاریخ کو گرفتار کیا گیا اور 7 تاریخ کو اس کی گرفتاری کی اطلاع اس معزز ایوان کو دی گئی۔ اس کے علاوہ جس مقدمے میں انھیں گرفتار کیا گیا ہے وہ 302 اور دیگر دفعات کے تحت درج ہے۔ اس کے علاوہ چار مقدمات ضلع وہاڑی سے متعلق ہیں اور باقی دو مقدمات دیگر اضلاع سے متعلق ہیں جن میں وہ عدالت کے absoconder تھے وہاں سے بھی ان کے وارنٹ جاری ہونے تھے تو ان کو گرفتار کیا گیا۔ آج جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی تھی تو جناب سپیکر کے سامنے رانا صاحب اور میں نے اس سلسلے میں بات کی تھی اور ہمارا اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ ہمیں جتنا ریکارڈ موصول ہوا ہے یہ اور اس کے علاوہ متعلقہ ڈی۔ پی۔ او کو بلا کر انشاء اللہ تعالیٰ اتوار کو سپیکر صاحب کے جمیبر میں یہ سارا ریکارڈ دیکھیں گے۔ جہاں تک اس معزز ایوان کو اطلاع دینے کی بات ہے تو ایک اس کا تعین کرنا ہے کہ کیا بروقت اطلاع دی گئی تھی یا نہیں؟ دوسرا جو محکمے کی طرف سے مجھے 44 مقدمات کی فہرست دی گئی ہے تو ہم ان پر بھی تفصیل سے بات کر لیں گے۔ رانا صاحب کا یہ فرمانا تھا کہ ان میں سے بے شمار مقدمات ڈیپارج ہو چکے ہیں۔ بہر حال یہ arguments کی بات تھی اس لئے ہم نے اس سلسلے میں آپس میں بحث نہیں کی بلکہ طے یہ ہوا ہے کہ اگر آپ اس کو اتوار تک pending فرما دیں تو ہم انشاء اللہ اتوار کی صبح بیٹھ کر اس کو sort out کر لیں گے۔ اگر اس بات پر ہمارا اتفاق رائے ہو جاتا ہے کہ معزز رکن کو غلط طور پر یا بدینتی کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا ہے تو پھر آپ اسے مجلس استحقاق کے سپرد کریں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن میں اپنے بھائیوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ چونکہ یہ ایک معزز رکن کے استحقاق کا معاملہ ہے اس لئے میں قفسی طور پر اسے oppose نہیں کروں گا لیکن جیسے طے ہوا ہے تو ہم ان contents کو دیکھ لیں اور ریکارڈ کو ملاحظہ کر لیں اس لئے آپ اسے اتوار تک کے لئے pending فرمادیں۔

رانا منام اللہ خان، جناب سپیکر راج صاحب نے جو موقف ایوان میں پیش کیا ہے میں اسے appreciate کرتا ہوں۔ ٹھیک ہے اگر فیصلہ ہونے سے پہلے یہ بیٹھ کر اس معاملے کو thoroughly دیکھنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں آپ سے اور راج

صاحب سے بھی ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ اب انہیں جس مقدمے میں گرفتار کیا گیا ہے اس کا نمبر 324 ہے۔ یہ مقدمہ 24-12-03 کو درج ہوا تھا یعنی آج سے تقریباً چھ سات ماہ قبل۔ یہ مقدمہ ذکیٹی اور قتل کا ہے۔ اب اس میں بیان یہ کیا گیا ہے کہ جب یہ ذکیٹی کی واردات ہو رہی تھی تو مدعی کا بیان ہے کہ ایک ڈاکو کا نصاب اتر گیا۔ مذکورہ محمد اسلم ولد صلح سکند چک نمبر 14/11 تھانہ صدر چچہ وطنی کا ہے جس کو میں پہلے سے جانتا ہوں، شناخت کر لیا۔ میں نے لٹکارا اور وہ کہتا ہے کہ اتنے میں دوسرے آدمی بھی آگئے اور ہم ڈاکوؤں کے ساتھ کتھم کتھا ہو گئے اور اس دوران تمام ڈاکوؤں کے نصاب اتر گئے۔ ان میں سے دلاور عرف پلو سکند چک نمبر 223 اور اسی طرح مقصود وغیرہ یہ تمام ڈاکو شناخت ہو گئے۔ اب اس بات سے اندازہ کریں کہ ایک مقدمہ آج سے سات ماہ پہلے درج ہوا ہے اور اس میں جن لوگوں نے ذکیٹی کی واردات کی، جنہوں نے وہاں پر قتل کیا اس میں سے پہلے ایک آدمی کا نصاب اترنا اسے انہوں نے پہچان لیا۔ اس کے بعد باقی سب کے نصاب اتر گئے۔ ان سب کو انہوں نے پہچان لیا ایک ڈاکو کو پکڑ لیا۔ اسے پھڑوانے کے لئے دوسرے ساتھیوں نے فائزنگ کر کے اس مدعی کو یا اس کا جو بھائی تھا اس کو ہلاک کر دیا۔ اب آپ اندازہ کریں کہ اس مقدمے میں on the spot at the time of occurrence جو لوگ پہچانے گئے اس میں چھ ماہ تک ان کو پتا نہیں چلا کہ اس واردات میں ڈاکٹر نذیر بھی شامل تھا۔ اب سات ماہ بعد انہیں ابھام ہوا ہے کہ ان میں ڈاکٹر نذیر بھی شامل تھا۔ اسی قسم کا ریکارڈ مقامی انتظامیہ نے ممبر کے خلاف مرتب کیا ہوا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ ان کی جو political commitment ہے اس پر ان کو victimise کرنا ہے یا House میں جو کردار ادا کر رہے ہیں اس سے انہیں روکنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی severe breach of privilege ہے۔ راجہ صاحب نے جو اتوار کے دن کا نام رکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ یکطرفہ طور پر ہوا ہے۔ میں تو ان documents کو پڑھ کر ہی بات کر سکتا ہوں۔ یکطرفہ طور پر کوئی بات جو ہے جس مہمرائی یا سچائی تک راجہ صاحب پہنچنا چاہتے ہوں تو شاید وہ ممکن نہ ہو۔ اگر اس میں آپ آرڈر فرمادیں اور میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب بھی خود قانونی طور پر competent ہیں، ڈاکٹر نذیر صاحب ہمارے معزز رکن ہیں اور ویسے بھی ان کا استحقاق ہے اور رول 6 کے تحت production order کے تحت ان کو طلب کیا جاسکتا

ہے۔ اگر وہ بھی اس دن یہاں پر آجائیں، آئے سائے بیٹھ کر بات ہو جائے اور اگر واقعی وہ guilty ثابت ہوں کہ واقعی انہوں نے اس ڈاکے میں حصہ لیا ہے تو شاید ہم پھر اس تحریک استحقاق کو withdraw کر لیں۔ اگر یہ ثابت ہو کہ یہ victimisation ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر نہ صرف استحقاق کہنی کو بلکہ گورنمنٹ کو بھی اپنے طور پر کارروائی کرنی چاہیے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب والا! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب ذہنی سپیکر، وہ اس کا جواب دے لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں میرٹ پر بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن رانا صاحب نے پھر تھوڑی سی تفصیل بتائی ہے لیکن میں یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب کی اطلاعات درست نہیں ہیں۔ اسی لئے میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اتوار کے روز بیٹھ کر ہم یہ بات کر لیتے ہیں۔ یہ اتنا پرانا مقدمہ نہیں ہے بلکہ 20-5-04 کو writ 2004 پیش نمبر 22,24 لاہور ہائیکورٹ ملتان پنج ملتان میں دائر کی گئی جو کہ بذریعہ احمد عرف مضمو ڈوگر اور حنیق الرحمن وغیرہ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے لئے دی اور اس میں ملتان ہائیکورٹ نے یہ آرڈر دیا تھا کہ سیکشن 154 ضابطہ فوجداری کے تحت مقدمہ درج کیوں نہیں کیا گیا؟ یہ ایک لمبا معاملہ ہے تو یہ سارا ریکارڈ میں رانا صاحب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی گزارش کی ہے کہ اسے اتوار تک pending فرمائیں۔ اگر میرٹ پر بات کرنا چاہیں گے تو پھر یا تو مجھے بھی اجازت دیں، میں بھی 40 مقدموں کی جو تفصیل ہے وہ بھی ایوان کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ پانچ چھ صفحات کی جو رپورٹ ہے وہ بھی ایوان کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ گرفتاری کے سارے واقعات بھی رکھ دیتا ہوں۔ چونکہ ایک معزز رکن کے استحقاق کا معاملہ ہے تو میں یہ پہلے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں قفسی طور پر اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنے اس ممبر بھائی کا استحقاق عزیز ہے۔ اس لئے اگر یہ بحث کریں گے یہ غلط ہے، یہ بد نتیجی ہے تو پھر اس سے بہتر ہے کہ ہم میرٹ پر بات کر لیں لیکن جب اتوار کے لئے انہوں نے طے کیا ہے تو میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اتوار تک کے لئے اس کو pending فرمائیں۔

رانا منہا اللہ خان، میری گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ ہائیکورٹ میں writ ہوتی تھی، وہ writ اسی مقدمہ سے متعلق تھی اور اسی مقدمہ میں جب مخامی انتظامیہ نے چاہا کہ اس مقدمے میں انہیں ملوث کیا جائے۔ safe side کرنے کے لئے انہوں نے مدعی سے کہا کہ آپ ہائیکورٹ میں writ کریں کہ اس مقدمے میں خلائ آدمی کو بھی گرفتار کیا جائے۔ وہ writ کروادی اور writ کا بھی فیصلہ نہیں ہوا لیکن اس سے پہلے ہی انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ بات یہ ہے کہ یہ matter of record and facts ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس دن جب ایک فریق نے آنا ہے، مخامی انتظامیہ جو victimisation کر رہی ہے وہ with record تیار ہو کر آنے گی تو دوسری طرف سے جو آدمی victimise ہو رہا ہے، میری تو صرف اتنی استدعا ہے کہ اس میں ڈاکٹر نذیر کو بھی طلب کر لیا جائے اور کمپنی کے سامنے وہ اپنا موقف بیان کریں اور اس کے بعد فیصلہ ہو جانے کا کہ آیا کرائم برانچ سے انکوائری کی ضرورت ہے، کسی ایماہار آفیسر سے انکوائری کی ضرورت ہے یا ہو سکتا ہے یہ معاملات راجہ صاحب کی سمجھ میں آجائیں کہ یہ زیادتی ہو رہی ہے اور اس کا کوئی حل نکل آئے۔ بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹیشن نے 44 مقدمات کے ریکارڈ کے ساتھ آنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ موثر جواب اور حقیقت کو سامنے لانے کے لئے دوسرا فریق جو ڈاکٹر نذیر ہے اس کو بھی ساتھ ہی طلب فرمائیں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ ان کی ضمانت ہو جائے یا وہ رہا ہو جائیں۔ وہ in custody آجائیں۔ ان کی بھی بات سن لیں ان کی بھی بات سن لیں اور اس کے بعد فیصلہ ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری میں پھر یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس پر ہمیں بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ متعلقہ پولیس یہاں پر ممنوعہ ڈوگر سے بحث مباحثے کے لئے نہیں آ رہی۔ یہاں پر جو رانا منہا اللہ خان کی طرف سے تحریک استحقاق آئی ہے میں ان کی تسلی کروانا چاہتا ہوں کہ وہ سارا ریکارڈ دیکھ لیں۔ جہاں تک معزز رکن کا تعلق ہے۔ تو وہ اتنی کھلی ہیں ان کے خلاف 44 مقدمات ہیں وہ عدالت میں اپنا دفاع کریں گے۔ یہاں پر ہم نے ان کا موقف سننے کے بعد اس بات کا فیصلہ نہیں کرنا کہ ان کے خلاف مقدمات جمونے ہیں یا سچے ہیں۔ اس سلسلے میں میں مزید یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں، رانا صاحب جب اس سارے ریکارڈ کو دیکھیں

حے تو یہ خود انہیں احساس ہو گا کہ ہماری موجودہ حکومت کے دور میں ایک مقدمہ بھی حکومت کی طرف سے ان کے خلاف درج نہیں ہوا۔ یہ سارے مقدمات سابقہ حکومتوں کے وقت کے ہیں۔ 44 مقدمات میں سے کم از کم 40 مقدمات ایسے ہیں جو سابقہ حکومت کے ادوار کے ہیں۔ ہم نے تو ان کے خلاف کوئی مقدمہ درج نہیں کیا سارے private complainant ہیں۔ گورنمنٹ تو کسی میں مدعی ہے ہی نہیں تو اس لئے بہتر ہو گا کہ ریکارڈ کے ملاحظہ کے لئے جیسا کہ میں نے استدعا کی ہے اتوار کا نام رکھ لیں، اگر نہیں تو میرٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں تو میں میرٹ پر بات کر لیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا میں عرض کروں گا۔

جناب ذہنی سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اس میں ملوث نہیں ہے۔ جس طرح سے راجہ صاحب نے بھی حالات بدلنے ہیں، یہ مقامی سطح کا ہی معاملہ ہو سکتا ہے، وہاں پر جو صورتحال ہے۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب ذہنی سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ایک معزز رکن کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ یہ تو کسی عام آدمی کو بھی حق دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی بے گناہی کو ثابت کرے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ڈاکٹر نذیر ڈوگر استحقاق کمیٹی کے سامنے آجاتے ہیں یا جو میٹنگ ہوتی ہے اس میں وہ آجاتے ہیں اور ان کے سامنے انتظامیہ بھی سارے cases لے کر آتی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک honour ہے۔ اگر ہم ایک عام آدمی کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ اپنی بے گناہی ثابت کرے اور ہم یہ نہیں کہتے کہ حکومت پنجاب یہ ڈرامہ اور یہ سارا کچھ کر رہی ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر مقامی سطح پر ہمارے کسی فاضل ممبر پر کوئی زیادتی ہوئی ہے تو جلد از جلد اس کا کوئی تصفیہ ہونا چاہیے تو میں جناب لاہ منسٹر سے یہ درخواست کروں گا کہ انہیں یہاں پر پولیس custody میں لانے میں اور اس کمیٹی یا اس میٹنگ میں پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے بعد اگر یہ مناسب سمجھیں کہ ان کے خلاف یہ کیس approve ہوتے ہیں تو یہ گورنمنٹ جو مرضی

پا ہے ان کے خلاف کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری، جناب سیکرٹری، یہ میرے معزز بھائی باہل اس طرح بات کر رہے ہیں کہ ان کے production orders جاری کر دینے جائیں تو بڑی آسان سی بات ہے اور کل انہیں یہاں پر لے لیا جائے۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ دو منٹ کے لئے فرض کر لیتے ہیں کہ میں اس تحریک استحقاق کو oppose نہیں کرتا۔ آپ اسے استحقاق کمیٹی میں بھیج دیں۔ پھر معزز رکن کہاں سے آنے کا میں اسے oppose نہیں کرتا، آپ اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب سیکرٹری انٹیک ہے آپ اسے Privilege Committee کو بھیج دیں۔ جناب ڈپٹی سیکرٹری، رانا صاحب! میرا خیال ہے آپ کی رائے اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن میری رائے اس میں یہ ہے کہ جیسے پہلے آپ دونوں کے درمیان یہ طے ہوا تھا اس میٹنگ میں، میں بھی موجود تھا اور آپ نے طے کیا تھا کہ یہ discuss کیا جائے۔ اگر اس میں آپ مطمئن ہوتے ہیں، آپ اور لاہ منسٹر صاحب دونوں کے درمیان یہ بات طے ہو جاتی ہے اور آپ مطمئن ہو جاتے ہیں کہ جتنے بھی الزامات ہیں، یہ صحیح ہیں یا غلط ہیں، اگر صحیح ہیں تو آپ اسے press نہیں کریں گے اور اگر غلط ہیں تو لا محالہ Law Minister has no objection on that. بجائے استحقاق کمیٹی میں بھیجنے

کے آپ Sunday کے chance کو avail کریں And then after that we will see it.

رانا منشاء اللہ خان، جناب سیکرٹری! میں آپ کی بات سے متعلق ہوں۔ راجہ صاحب شاید میری بات سے یہ سمجھے ہیں کہ میں اس بات کے لئے زور دے رہا ہوں کہ production order جاری کئے جائیں۔ نہیں، میں production order جاری کرنے کی بات نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے بحیثیت لاہ منسٹر صوبے میں کرائم کنٹرول کمیٹی بنائی ہے اور اس میں یہ پولیس کے excesses کو چیک کرتے ہیں۔ ذاتی طور پر میرے علم میں ہے کہ اس میں انہوں نے متعدد بار Investigation Officers کو بلا یا 'مزنان کو بلا یا' مدعی فریق کو بلا یا اور ان کو سنا۔ میں ان کی ہی صوابدیدیہ محمود تاجوں کے Sunday کی میٹنگ کے حوالے سے ہمارا ان سے یہ version ہے کہ یہ اس میں فاضل ممبر کو اپنا موقف پیش کرنے کے لئے بھی اپنے طور پر طلب کریں، As Law

Minister, as Government نے production order جاری کرنے کی بات نہیں کی ہے اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یکطرفہ طور پر معاملات کو دیکھ لیں تو چلو ٹھیک ہے اس دن یہ دیکھ لیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں آپ پہلے Sunday کو میٹنگ کر لیں۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سپیکر! اگر یہ سمجھیں کہ دونوں فریقوں کا موقف سامنے آنا چاہیے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس کا موقع دینا چاہیے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Rana sahib, I think you can advocate better than the M.P.A concerned

آپ اس کو زیادہ بہتر طریقے سے take up کر لیں گے تو اس کو Sunday تک کے لئے

pending کر لیتے ہیں So, it is kept pending till Sunday

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں اسی مسئلے پر add کرنا چاہتا ہوں There is a

precedent in this House کہ 1996 میں سمندری میں ایک واقعہ ہوا تھا جس میں 9 آدمی قتل ہو گئے تھے۔ چیف منسٹر نے یہاں کہا تھا کہ اس مزم کو یہاں لایا جانے کیونکہ یہ غلط ہے درج ہوا

ہے تاکہ مزم اپنی صفائی پیش کر سکے۔ ایک کمیٹی form ہونی تھی۔ موکل صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ بھی اس کمیٹی میں تھے۔ اس مزم کو یہاں لایا گیا تھا۔ کمیٹی نے ان کی بات سنی تھی اور

Investigation Officer بھی موجود تھے۔ جیسے ایک فاضل رکن کی بات ہو رہی ہے تو آپ اسے یہ حق دے دیں کہ وہ اپنی بات سنا سکے کیونکہ Until and unless he proves guilty, you

cannot call him accused اسے صفائی کا ایک موقع دیں۔ اس طرح تو اسے موقع نہیں ملے گا۔ اگر دوسرے لوگوں کو اسمبلی میں بلا کر سنا گیا ہے تو وہ ایک honourable Member

ہے لہذا اسے یہاں بلا کر سنا جانے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! ہم نے اس سے deny نہیں کیا۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ پہلے
 لاہ منسٹر صاحب اور رانا منہا اللہ صاحب کی میٹنگ ہو جائے۔ اس کے بعد Next step can be
 looked into that So, it is kept pending till Sunday. اگلی تحریک استحقاق نمبر 16
 چودھری محمد اشرف کبوتر صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی تھی اور لاہ منسٹر صاحب نے اس کا جواب
 دینا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا! اگر آپ اسے Sunday
 تک کے لئے pending فرمائیں تو میں Sunday کو جواب دے دوں گا۔
 جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے Sunday تک pending
 کر لیتے ہیں۔ کوئی بات نہیں دو تین دن اور دیکھ لیں۔ اگلی تحریک لپٹی ٹک صاحبہ کی ہے۔ انہوں
 نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے کیونکہ انہیں جواب مل چکا ہے۔ She does not want to
 proceed تو اب آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز عصر کی ادائیگی کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے

ایوان کی کارروائی منٹوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر نماز عصر کے وقفہ کے بعد

بج کر 16 منٹ پر کرسی صدارت پر منتقل ہونے)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک استحقاق نمبر 41 ہے جو چودھری افتخار حسین پیمپھر کی طرف سے ہے۔

ڈی۔ ایس۔ پی (انٹرمیڈیٹ گیشن) ضلع اوکاڑہ کارکن اسمبلی

کے ساتھ غیر مہذبانہ رویہ

چودھری افتخار حسین پیمپھر، میں مال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت
 کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دہل اندازی
 کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 14۔ جون 2004 بوقت ڈیڑھ بجے دن عوامی محلہ کے حوالے سے

کچھ ضروری کام لے کر ملک حامد محمود ڈی۔ ایس۔ پی (انوسنی گیشن) ضلع اوکاڑہ کے پاس گیا اور اسے اپنا مسند بیان کرنا چاہا تو اس نے میری بات سننا گوارا نہ کی اور مجھ سے نہایت کدورت اور ہتک آمیز لہجے میں بات کی اور اپنے سٹاف سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہ M.P.As چند ووٹ لے کر آجاتے ہیں اور ہم پر مفت کاروبار ہمارے ہیں اور طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیں اور کہنے لگا کہ ایم۔ پی۔ ایز بددیانت ہیں اور سب کو بددیانت سمجھتے ہیں۔ آپ کے اسمبلی کے floor پر بولنے سے ہماری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور ساتھ ہی مجھے کہا میرے دفتر سے نکل جاؤ اور دوبارہ آنے کی برأت مت کرنا۔ اس مذکورہ D.S.P نے اپنی وردی کے تمام بن کمول رکھے تھے اور غیر مکذب طریقے سے دفتر میں بیٹھا تھا۔ مذکورہ D.S.P کے اس رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استخفاف مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جانے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جانے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ short statement دینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ اس کی کاپی مجھے ابھی موصول ہونی ہے پہلے اس کا جواب آجانے پھر معزز رکن اپنی short statement دے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جس طرح ایک معزز رکن نے اس کو explain کیا ہے تو کیا اب بھی جواب آنے کی ضرورت ہے؟ اس نے تمام ایم۔ پی۔ ایز کو بددیانت کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ چند ووٹ لے کر آجاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے جذبات کو کٹرول میں رکھا ہے this is breach of privilege اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جانے آخر کمیٹی کس مقصد کے لئے بنائی گئی کیا کمیٹیوں نے رضائیاں اڑھنی ہیں ان کو کام دیا جانے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن جب ایک طرف سے تحریک پیش کی جاتی ہے تو دوسری پارٹی کو بھی تھوڑا سا موقع دیا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ یہ تو دیکھیں کہ اس نے پورے ایوان کو کہا ہے کہ ایم۔ پی۔ ایز بددیانت ہوتے ہیں اور چند ووٹ لے کر آجاتے ہیں۔ معزز ممبر نے on the floor of the House کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کو ignore نہیں کر رہا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ جس طریقے سے وہ بن کھول کر بیٹھا ہے اس کے اندر تو فرعونیت ہے۔ آپ اس کو کمپنی کے سپرد کریں۔

جناب ارشد محمود بگوا، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ارشد محمود بگوا صاحب!

جناب ارشد محمود بگوا، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں اگر کوئی معزز رکن تحریک استحقاق لے کر آتا ہے تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا۔ یہ صرف اس کے خلاف ہے بلکہ اس معزز رکن کی میں سمجھتا ہوں کہ توہین کے مترادف ہے اور یہ جو جواب آتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے معزز رکن کی زبان پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ پھر استحقاق کمپنی اس لئے بنی ہے کہ وہ thrash out کرے۔ وہاں بھی یہ مسند thrash out ہونا ہے اور اس کو بلوایا جاتا ہے۔ دونوں طرف سے بات سننے کے بعد نتیجہ مرتب ہونا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس پر کسی جواب کی ضرورت ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ فاضل ممبر کی اس تحریک کو استحقاق کمپنی کے سپرد کیا جانے تاکہ وہ اسے thrash out کر کے جو بھی نتیجہ اس میں مثبت یا منفی آتا ہے وہ ایوان کے سامنے پیش کر دے۔

وزیر کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس میں short statement بھی تو آئی چاہیے۔

انہوں نے اپنی تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اب وہ مسئلے short statement دے لیں۔ اس کے بعد منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے یا جو بھی ہو گا۔ پھر آپ کو اختیار ہے کہ آپ جو مرضی

فیصلہ دیں۔

جناب ذہنی سیکرٹری میں نے تو short statement کا ان کو کہا تھا۔

وزیر کالونیز، وہ طریقہ کار تو پورا کرنے دیں ناں۔

میاں افتخار حسین مہمچھر، جناب سیکرٹری میں 14 تاریخ کو جب ڈی۔ ایس۔ پی موصوف کے دفتر میں گیا تو اس کے بیٹھنے کی حالت کچھ اس طرح سے تھی کہ اس کی قمیض کے سارے بن کھلے ہوئے تھے۔ اس نے یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اپنے پاؤں اٹھا کر سامنے ٹیبل پر رکھے ہوئے تھے۔ میں اور میرے ساتھ کچھ ساتھی تھے۔ میں جب گیا تو میں نے اپنا کارڈ جو نکل پٹلے اندر بھیج دیا تھا۔ پھر میں نے خود بھی اس کو اپنا تعارف کروایا کہ میں پی۔ پی۔ 188 سے ایم۔ پی۔ ایسے ہوں اور افتخار حسین مہمچھر میرا نام ہے لیکن نام سنا تھا یا پتا نہیں اس کے ساتھ پٹلے ہی کیا دقود ہو چکا تھا۔ وہ اتھلانی کرخت لہجے میں بولا کہ ہاں، جی، فرمائیں! آپ کا کیا حکم ہے؟ میں نے اس کو بتایا کہ جناب ایہ کچھ معاملات ہیں۔ ان میں جو بھی میرٹ پر ہو جانے وہ آپ مہربانی کریں۔ ہماری ڈیمانڈ صرف میرٹ کی ہے۔ اس نے اور کوئی بات نہیں کی، صرف مجھے اس نے straightforwardly کہا کہ یار آپ خود ایم۔ پی۔ ایز بے ایان ہیں۔ آپ دوسروں کو بھی بے ایان سمجھتے ہیں۔ یہ straightaway کہا جس پر میں نے اس کو کہا کہ ڈی۔ ایس۔ پی صاحب آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ آپ میرا بھی استحقاق مجروح کر رہے ہیں اور مقدس ایوان کا بھی استحقاق مجروح کر رہے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف، حیم حیم۔

میاں افتخار حسین مہمچھر، میر ڈی۔ ایس۔ پی صاحب نے مجھے کہا کہ جناب! آپ اگر on the floor of the House بولیں گے تو اس سے میرا کچھ نہیں ہو گا۔ میں نے اس کو کہا کہ ڈی۔ ایس۔ پی صاحب یہ تو انشاء اللہ on the floor of the House میں دیکھوں گا کہ آپ کے ساتھ کچھ ہوتا ہے یا نہیں ہوتا! اس کے بعد پھر میں نے یہ تحریک استحقاق دی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف، حیم حیم۔

جناب ذہنی سیکرٹری، جی، لاہ سنٹر صاحب!

میں افتخار حسین چیمبر، جناب سیکرٹری اس میں یہ گزارش ہے کہ میرے ڈسٹرکٹ اوکازہ کے جتنے بھی معزز ممبران یہاں پر موجود ہیں وہ فرداً فرداً آپ کو بتا بھی سکتے ہیں کہ ان سب کے ساتھ یہ ممبران کسی سے بھی اچھے طریقے سے پیش آیا ہو۔ اس میں رائے اختر صاحب بھی شامل ہیں۔ یہاں پر جاوید علاؤ الدین صاحب بھی ہیں۔ وہ ڈی۔ ایس۔ پی انتہائی کرپٹ اور بد تمیز انسان ہے۔ بد تمیزی کرنے میں وہ فخر محسوس کرتا ہے۔ میرے ساتھ جو بد تمیزی ہوئی ہے وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے اس مقدس ایوان کے سامنے پیش کر دی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سیکرٹری یہاں پر کوئی ممبر نہیں چاہتا کہ اس کی تعویک ہو یا اس کے ساتھ کسی اور معزز کی ہو۔ انھوں نے بڑی جرات کا مظاہرہ کیا ہے کہ ایک کرپٹ افسر کی یہاں پر نشانہ دہی کی ہے اور سارا واقعہ سنایا ہے۔ پانچ دن تک یہاں امن عامہ پر بحث ہوتی رہی ہے لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ہماری آپ سے یہ موڈ بانڈ گزارش ہے کہ یہ اس طرح ایک فریڈمی ممبر کے ساتھ سلوک ہوا ہے 'اپوزیشن کو آپ بھجوز دیں۔ آپ اس منصب پر بیٹھے ہیں۔ میری اپوزیشن کی طرف سے آپ سے یہ ذاتی request ہے کہ make this a test case کیونکہ یہ ممبر وہاں پر کمیٹی میں پیش ہوں گے اور I will assure کہ پھر یہ تحریک واپس نہ لیں۔ Let it be a test case تاکہ اس پولیس آفیسر کو ایک مقام تک پہنچا کر اس سے فارغ ہوں۔ اب جس طرح انھوں نے بتایا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس نے سب ایم۔ پی۔ ایز کو بددیانت کہا ہے۔ پورے ایوان کو بددیانت کہا ہے 'مطلب ہے کہ دیکھیں! یہ بہت بڑی breach ہے۔ اس کو لاء منسٹر صاحب تو oppose نہیں کریں گے کیونکہ ان کو پتا ہے۔ ان کی خاموشی بتا رہی ہے کہ He is considerate تو آپ اس کو باضابطہ قرار دے کر کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری جی۔ لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، شکرپور۔ جناب سیکرٹری اس میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معزز ایوان اس بات کا شاہد ہے کہ اگر کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہو تو میں نے کبھی اس کو oppose نہیں کیا لیکن اس سلسلے میں میری صرف دو گزارشات ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ as a matter

sub rule of right جن کے تحت تحریک استحقاق پیش کی جاتی ہے اسی rule کی اگر آپ reply clause (3) دیکھیں تو منشر کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ reply کرے اور منشر تو اسی وقت concerned department کی طرف سے اسے جواب آجائے۔ ایک طریقہ کار ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے اور ویسے بھی انصاف کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی فریق کو بغیر سنے اسے ہمیں condemn نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آج ہی آپ نے دیکھا کہ اس سے پہلے ایک تحریک معززہ لبنی ملک صاحبہ کی تھی، انھوں نے بھی exactly یہی فرمایا تھا کہ ایک پولیس آفیسر سے ان کا جھگڑا ہوا اور اس نے پورے اس معزز ایوان کے متعلق کہہ دیا کہ میں کسی کو بھی کچھ نہیں سمجھتا۔ بات ہوتی ہے ایک معزز رکن کے ساتھ جس کا احترام ہم پر لازم ہے اور میری اس معاملے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ معزز رکن کا احترام ہمیں نہیں ہے۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں لیکن میری معزز اراکین سے اپوزیشن کے اراکین سے بھی اور ٹریڈری بنجز کے اراکین سے بھی یہ گزارش ہو گی کہ وہ اپنے استحقاق کی بات یہاں کریں نہ کہ پورے House کو آپ ملوث کر لیں کہ انھوں نے تمام ایم۔ پی۔ ایز کو کہہ دیا کہ بددیانت ہیں، تمام کو کہہ دیا کہ پاگل ہیں، تمام کو کہہ دیا کہ یہ سارے اسی قسم کے ہیں۔ آج سے چند دن پہلے جب استحقاق کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی تھی تو میں نے وہاں پر بھی یہ گزارش کی تھی کہ تھوڑا سا۔۔۔

میاں عطا محمد خان مانیکا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

میاں عطا محمد خان مانیکا، جناب سپیکر! مجھے اتھارٹی افسوس ہے کہ معزز وزیر قانون جب کھڑے ہو کر تعین فرما رہے ہیں کہ اپوزیشن کے اراکین ہوں یا سرکاری بنجوں سے ہوں انھیں پاسیے کہ اگر سڑک پر بھی کوئی سرکاری اہلکار بے عزتی کر دے تو وہ اپنا کیس پیش کریں، ایوان کو ملوث نہ کریں۔ یہ مت کہا کریں کہ اس نے کہا کہ میں سارے ممبروں کو یوں سمجھتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ محترم وزیر قانون کی نظر میں ہمارے معزز رکن

کی جو statement ہے وہ منکوک ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

MIAN ATTA MUIHAMMAD KHAN MANEKA: The words of an honourable member of this House against the words of anybody outside the House should be given due weightage

جاننے اس کے کہ وہ یہ فرماتے کہ معزز رکن کی جو بات ہے اس کو ہم سب نے سن لیا ہے۔ کون عزت دار آدمی ہے جو یہاں کھڑا ہو کر اپنی بے عزتی کی داستان گڑھ کر سنانے گا۔ اس نے لینا دینا کیا ہے؟ میں آج آپ کو یہ کہہ دیتا ہوں کہ اس ایوان کی پچھل 70 سال کی تاریخ دیکھ لیں، آج تک کسی اہل کار کو کسی تحریک استحقاق پر سزا نہیں ہوئی اور مجھے لگتا ہے کہ نہ آئندہ ہو گی۔ لیکن اس ایوان کی استحقاق کمیٹی میں جب کسی ممبر کے استحقاق مجروح ہونے کے سلسلے میں کسی کو بلایا جاتا ہے تو اکثر کم از کم اتنا ضرور ہوا ہے کہ اس نے اس ممبر سے اور اس ممبر کے ذریعے ایوان سے اپنے رویے کی معذرت کر لی۔ یہی کچھ ہونا ہے لیکن اس پر یہ کہنا کہ ممبر صاحبان اپنے کیس کی بات کریں ایوان کو ملوث نہ کریں۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ معزز وزیر قانون آج ہی اس بیان کو منکوک قرار دے رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! اسی سے متعلق بات ہے اور یہ ایک ہی دفعہ اس کا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلیں، آپ بات کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ایک تو اس میں یہ جو افسوس نے کہا ہے کہ اس کا جواب آنا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ رول 75 ہے جس میں یہ clean لکھا ہے کہ سپیکر competent ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دے۔ دوسرا میرا خیال ہے کہ راہ صاحب تمہوڑا سا اگر غور سے سنتے تو جو افتخار صاحب نے یہاں پر statement دی ہے ان کی statement یہ

تھی کہ جب میں اندر گیا تو اس کے بٹن کھلے ہوئے تھے اور وہ موصوف easy حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ میرٹ پر فیصد کر دیں۔ میں اس پر کوئی سٹارٹ نہیں کرنا چاہتا اور انہوں نے یہ فقرہ کہا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ صرف ایم۔ پی۔ اے ہی ایماندار ہوتے ہیں، ایم۔ پی۔ اے بے ایلان نہیں ہوتے۔ آپ مجھ سے یہ توقع رکھتے ہیں۔ ان کا کہنے کا مطلب یہ تھا۔ یہ نہیں تھا کہ بھئی وہ اس ایوان کی یا ایم۔ پی۔ ایز کی کوئی توہین کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جب کوئی فاضل ممبر اپنی کوئی تحریک استحقاق لے کر آتا ہے تو پھر ہمیں آنکھیں بند کر کے اسے کمیٹی کے سپرد کر دینا چاہیے۔ کمیٹیاں کس نے بنائی گئی ہیں، جس طرح ایسی میرے ایک فاضل دوست نے فرمایا ہے، میں بھی اس بات کا گواہ ہوں کہ 70 سالہ تاریخ میں کسی استحقاق کمیٹی نے کبھی کسی افسر کو سزا نہیں دی۔ لہذا اگر یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو جانے کا تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ ایک طرف فاضل ممبر بیٹھے ہوں گے اور دوسری طرف وہ آدمی کھڑا ہو گا تو اسے معلوم ہو سکے گا کہ ایک فاضل ممبر کی کیا حیثیت ہے؟ اس کی عزت اور مقام کیا ہے؟ چنانچہ debate جانے کی بجائے اس پر مزید بحث کرنے کی بجائے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ یہ آپ کا استحقاق ہے کہ آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ بہت بہت شکریہ۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! جس طرح فاضل ممبر نے اپنی تحریک میں یہ کہا ہے کہ اس افسر نے یہ کہا کہ "ایم۔ پی۔ ایز بد دیانت ہیں اور وہ باقی سب کو بھی بد دیانت سمجھتے ہیں۔" فاضل ممبر کی اس statement کے بعد میں یہ گزارش کروں کہ مہربانی کر کے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کو صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی ایسی ہمارے فاضل دوست رانا آفتاب صاحب جوش خطابت میں ممبران استحقاق کمیٹی کے

بارے میں فرمائے ہیں۔ انھوں نے پنجابی میں کہا ہے کہ یہ جو فاضل ممبران ہیں ان پر رضائیاں لادنی ہیں یہ الفاظ بڑے غیر مناسب ہیں اس کمیٹی میں ایڈیشن اور حکومتی پارٹی کے ممبران شامل ہیں۔ لہذا یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سیکرٹری میں نے یہ کہا ہے کہ اسی کام کے لئے ہی استحقاق کمیٹی بنی ہے۔ میں نے اسی لئے کہا ہے کہ "کیا ان پر رضائیاں لادنی ہیں" یہ کون سی میں نے derogatory بات کی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری! ابھی ارشد بگو صاحب نے فرمایا ہے کہ rules میں ایسی کوئی بات درج نہیں ہے۔ تو میں ان سے عرض کروں گا کہ آپ Rule 71(3) پڑھ لیں کہ

71. Mode of raising a question of privilege.-

(3) A Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply.

تو ہم اسی صورت میں reply دے سکتے ہیں کہ جب concern حکم کی طرف سے جواب آجانے گا۔ میں نے پہلے ہی یہ کہہ دیا ہے کہ میں قطعی طور پر اس کو oppose نہیں کرتا۔ ابھی ایک معزز رکن نے فرمایا ہے کہ میں نے آدمی تحریک کو تو پہلے سے ہی غلط تسلیم کر لیا ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ آج ہی آپ کی موجودگی میں محترمہ لبتی ملک صاحبہ نے ایک تحریک استحقاق پیش کی اور اس میں انھوں نے یہ فرمایا کہ "وہ بہ تمیزی پر اُتر آیا اور کہا کہ تم ایم۔ پی۔ اے خواہ مخواہ پریشان کرتے ہو، میں کسی ایم۔ پی۔ اے وٹیرہ کو نہیں جانتا۔ جاؤ جو کچھ میرا کرنا ہے کر لو" لیکن اس کے باوجود یہ تحریک withdraw ہو چکی ہے۔ اگر genuinely ایک معزز ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو پھر اسے withdraw کیوں کیا گیا ہے؟ میں تو اس تحریک کو accept کرنے کے لئے تیار تھا۔ میں تو اس موجودہ تحریک کو بھی accept کر رہا ہوں لیکن کم از کم ہمیں اپنے استحقاق کے معاملے میں کہیں پر کھڑا تو ہونا چاہیے۔ جب مرضی چاہے تحریک withdraw کر لی جاتی ہے اور جب مرضی چاہے آگے لے کر چل پڑتے ہیں یہ زیادتی ہے۔ میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا تھا اگر یہ پورا ایوان consensus کے ساتھ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ایک معزز رکن کے ساتھ زیادتی ہونی

ہے تو میں اس کو بالکل oppose نہیں کر رہا۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ میں اسے oppose نہیں کر رہا لیکن اگر کوئی معزز رکن اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو پھر ہمیں اسے withdraw نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں یہ بات کسی گئی ہے کہ آج تک کسی کے خلاف بھی استحقاق کمیٹی نے کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ رانا منہا اللہ صاحب اور استحقاق کمیٹی کے دوسرے ممبران گواہ ہیں کہ پرموں 'آج سے دو دن پہلے ایک تحریک استحقاق کے بارے میں کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا۔ میں اتھارٹی وٹوک کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ment پر وہ تحریک استحقاق نہیں بنتی تھی اور تمام ممبران کمیٹی ذہنی طور پر اس بات پر متفق تھے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی لیکن جب اس پولیس افسر جس کے خلاف یہ تحریک تھی کا رویہ ہم نے کمیٹی کے سامنے دیکھا تو اسے suspend کر کے کمیٹی سے باہر نکالا گیا تو آپ کیسے تصور کر لیتے ہیں کہ معزز اراکین کا استحقاق ہمیں عزیز نہیں ہے۔ ہمیں ممبر کا استحقاق بہت عزیز ہے۔ میں نے تو ایک طریق کار کی بات کی تھی۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اپنا right استعمال کریں، اسے کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو بے شک بھیج دیں مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن پھر بھی ہمیں اس بات کی احتیاط کرنی چاہیے کہ جو بھی بات ہو وہ ہم حقائق کے مطابق ایوان میں پیش کریں اور پھر پورے ایوان کو اس میں لوٹ نہ کریں۔ کہا جاتا ہے کہ تمام ایوان کو گالیاں دی گئی ہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جھگڑا ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور ہمیں بلاوجہ کھرٹھٹھے بھاننے کا لیل مل جاتی ہے۔ میں بھی اس معزز ایوان کا رکن ہوں۔ مجھے کوئی کیوں کھلی دے گا، اسی طرح میرے اپوزیشن کے دوست جو کہ وہاں پر موجود نہیں ہیں انہیں کوئی کیوں کھلی دے گا، تو اگر آپ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ دونوں اطراف سے بات سنی جا چکی ہے اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ معزز رکن سے DSP صاحب نے زیادتی کی ہے اس لئے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ یہاں میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کا جو point of view ہے اس کا ایک مقصد تھا اور آج ایوان میں یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ وزیر قانون صاحب جو رائے دیتے ہیں

وہ biased نہیں ہوتی۔ انھوں نے ہمیشہ ایسی رائے دی کہ جس سے ایوان کی عزت اور وقار بلند ہوا ہے۔ انھوں نے یہ کبھی نہیں دیکھا کہ زیادتی اپوزیشن کے ممبر سے ہوتی ہے یا حکومتی ممبر کے ممبر سے ہوتی ہے۔ اس وقت حکومتی رکن کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور اپوزیشن کے اراکین ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس افسر کو ایک موقع دینا چاہتے تھے تاکہ وہ بھی اپنا point of view پیش کر سکیں۔ انھوں نے یہ تحریک رد نہیں کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب کے point of view میں بھی وزن تھا۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب والا! وزیر قانون صاحب نے جو باتیں کی ہیں میں ان سب کو رد نہیں کرتا مگر ایک بات جو کہ انھوں نے بار بار دہرائی وہ یہ تھی کہ صرف ایک ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور وہ سارے ایوان کا نام کیوں لیتا ہے؟ میری یہ گزارش ہے کہ اگر ایک ممبر کو گالی دی گئی تو پھر سارے ایوان کو گالی دی گئی ہے۔ ہمیں یہی sense سنانے رکھنے چاہیے۔ آج یہاں پر ایوان کا جو ماحول بنا ہوا ہے یہ ایسے ہی قائم رہنا چاہیے۔ خواہ کسی side کے ممبر کے ساتھ زیادتی ہو سارے ایوان کو اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ شکریہ

محترمہ عالیہ جاوید : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، محترمہ فرمائیے!

محترمہ عالیہ جاوید : جناب سپیکر! میں یہاں یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ تمام پاکستانیوں کے استحقاق کو محفوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ صرف معزز ارکان اسمبلی کو ہی اہمیت نہ دی جائے بلکہ تمام پاکستانیوں کو اہم سمجھا جائے۔ یہ ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بی بی! آپ عوام کی نمائندہ ہیں اور جس علاقے کے لوگوں نے آپ کو منتخب کیا ہے ان تمام کی representation آپ کے ذمہ ہے۔ جب استحقاق کی بات ہوتی ہے تو پھر ساتھ غریب عوام کی بھی بات ہوتی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! یہ سوچتے کچھ ہیں اور کہتے کچھ ہیں۔ ان کے دل میں کچھ ہے اور عمل کچھ، ان کی زبان کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ اراکین کو بھی دیکھیں کہ وہ کیا کیا کر رہے ہیں؟ ان کی گرفت کے لئے کون سا قانون ہے؟ ہمارے وزراء کی گرفت کے لئے کون سا قانون ہے؟ ہمارے اراکین اور وزراء جو کہتے ہیں عمل اس کے برعکس ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے سب لوگوں کے کردار اور اخلاق کو سوارنے کے لئے ہمیں اقدامات اٹھانے چاہئیں۔

جناب ذہنی سپیکر: بی بی! ٹھیک ہے۔ بی بی! شکر یہ اب آپ بیٹھ جائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: ہماری منزل کیا ہے اور ہم عوام کو کس طرف لے کر جا رہے ہیں؟ جناب ذہنی سپیکر، محترمہ! وہ مسئلہ تو حل ہو گیا ہے۔ اب آپ کس بات پر بحث کر رہی ہیں؟ وہ بات ہو چکی ہے۔ اب آگے چلنے دیں جو نیکہ مغرب کی نماز کا قائم ہونے والا ہے۔ اب تو کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب مجھے بات کرنے دی جائے۔

تحاریک التوائے کار

سرکاری املاک پر قبضہ گروپ کا ناجائز قبضہ

(... بحث جاری)

جناب ذہنی سپیکر، بی بی آپ کی بات ہو گئی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 223/04 منجانب رانا منہ اللہ خان اور رانا آفتاب احمد خان تحریک التوائے کار نمبر 224/04 منجانب رانے اعجاز احمد تحریک التوائے کار نمبر 226/04 منجانب جناب ارشد محمود بلو تحریک التوائے کار نمبر 383/04 منجانب شیخ اعجاز احمد گزشتہ اجلاس میں پیش ہوئی تھیں لیکن جناب مناظر علی رانجھا وزیر کالونیز نے مہر کہیں

سے میٹنگ کے بعد جواب کے لئے وقت مانگا تھا اس لئے مندرجہ بالا تحریک التوا نے کار اس اجلاس تک کے لئے pending کر دی گئی تھیں۔ لہذا اب وزیر کالونیز سے درخواست ہے کہ وہ ان تحریک کے بارے میں اپنا موقف پیش کریں۔

وزیر کالونیز، شکریہ جناب سپیکر آپ کے حکم اور اپنے معزز ساتھیوں کی خواہش کے مطابق میں نے ڈی۔ او۔ آر شیخوپورہ، ای۔ ڈی۔ او (آر) ڈی۔ او (آر) اور ڈی۔ ڈی۔ او (آر) فیصل آباد کو اپنے دفتر میں بلایا اور یہ دوست رانا مناء اللہ صاحب، بگو صاحب اور رانا آفتاب صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ہم نے دونوں تحریک التوا کے کار پر سیر حاصل بحث کی۔ انھوں نے تحریک التوا کے کار میں جو معاملہ اٹھایا تھا وہ درست تھا۔ چونکہ ان لوگوں نے سپریم کورٹ کے ذریعے سے انتہائی درجہ کروایا ہے تو اس سلسلے میں جو قانونی طریقہ کار ہے وہ ہم نے رپورٹ بنائی ہے جسے اسپیکر کے اندر بھی submit کر دیں گے اور چونکہ اس معاملے کے لئے revision میں سپریم کورٹ میں جانا پڑے گا۔ بورڈ آف ریویو میں سینٹمنٹ کے کثیر قانونی طور پر اسے move کریں گے اور کوشش کریں گے کہ وہ جو کرزوں روپے کی پراپرٹی ہے اسے واپس لیا جائے۔ یہ معاملہ درست اور قانونی تھا لہذا ہم انتظام اللہ قانون اور procedure کے مطابق بات کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر I am really grateful اور میں نے اس دن اپنی تقریر میں بھی کہا تھا کہ منسٹر صاحب کا رویہ بڑا positive تھا۔ ہمارا موقف یہ تھا کہ یہ بڑی expensive state land ہے

Sale by private treaty which is violation of the Section 230 of the Colony Manual

کے تحت ہو رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ پانچ لاکھ روپے فی مرد دی گئی ہے تو میں نے کہا کہ جناب میں اس کا دس لاکھ روپے فی مرد کا buyer ہوں تو انھوں نے کہا کہ آپ application دیں تو میں نے کہا کہ میں آپ کو اس amount کی بنک کارٹھی دے دوں گا تو آپ پانچ لاکھ کی

بجائے دس لاکھ روپے فی مرد لیں I have already sent the application to the

honourable Minister سیرا موقف یہ ہے کہ میرے پاس 52 sale by private treaties

کی لسٹ ہے جو already فیصل آباد میں مل رہی ہے۔ تین پر فیصد ہو چکا ہے لیکن باقی 49 are

sale by private still in the pipeline. میری گزارش ہے کہ سینٹ لینڈ بچانے کے لئے

treaty بند کر دیں۔ اگر حکومت زمین بیچنا چاہتی ہے تو open auction میں بیچے جس سے

you will get good money اور آپ کے resource mobilize ہوں گے اور money بھی

generate کریں گے۔ آپ سنے اور اس معزز ایوان کے توسط سے وزیر صاحب نے مجھے یقین دہانی

بھی کرائی تھی کہ you have to give a specific reason for relaxation of rules آپ

rules relax نہ کریں کیونکہ یہ precedent بن جانے کا Tomorrow there is going to

'be accountability' مکافات عمل نے چلنا ہے۔۔۔ It is better you stop now اور آپ نے

جو کیا ہے اس پر revision کر کے اسے ختم کر دیں۔ اگر auction پر دینا چاہیں تو that is

I stand better درنہ I stand کہ انھوں نے جو پانچ لاکھ روپے فی مرلہ دیا ہے 10 lac

rupees per marla. میری گزارش ہے کہ جو باقی 49 ہیں انھیں stop کر لیں ورنہ یہ کروڑوں

بلکہ اربوں روپے کی زمین چلی جانے گی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر امیں سب سے پہلے تو جناب مناظر علی رانجھا صاحب کا بڑا مشکور

ہوں کہ فیصل آباد سے حوالے سے رانا مناء اللہ صاحب، رانا آفتاب صاحب اور سیالکوٹ کے حوالے سے

میری تحریک اتوانے کار تھی۔ اس کو انھوں نے جس خوبصورتی اور ذمہ داری کے ساتھ tackle کیا

اور اس پر فوری action کیا، جتنے بھی ڈی۔ ڈی۔ او (آر) یا ای۔ ڈی۔ او (آر) تھے انھیں اپنے آئس میں

غلب کر لیا اور انھیں یسٹ دے کر ہدایت جاری کر دیں میں اس بات پر ان کو خراج تحسین پیش

کرتا ہوں کہ سیالکوٹ میں ایک قبضہ گروپ نے سکول کی پانچ کنال پر قبضہ کر لیا تھا لیکن جو نہی یہ

بات ان کے نوٹس میں آئی تو مجھے تھوڑا سا نظر آ رہا ہے کہ انشاء اللہ وہ جگہ بھی واگزار ہوگی۔ تمام وزرا

ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ ہمارے دوست اور بزرگ ہیں۔ میں ان کے لئے مناظر حسین رانجھا

صاحب کی مجال پیش کروں گا کہ جس طرح انھوں نے ہمیں کھانا کھلایا اور ہمیں accommodate

کیا اور بڑی خوبصورتی اور بڑے درد دل کے ساتھ اس مسئلے کو حل کیا۔ لہذا میں اپنی اس تحریک

اتوانے کار پر بڑا مطمئن ہوں لیکن واپس اس لئے نہیں لے رہا کہ چونکہ وزیر صاحب کا حکم ہے کہ

جب یہ معاملہ finalize ہو جانے کا تو اس کے بعد اس پر final کر لیں گے۔ شکر یہ رانا منہا اللہ خان، جناب سپیکر! جو یہ معاملات ہیں ان میں سے ایک کا حوالہ تو رانا آفتاب صاحب نے دیا کہ فیصل آباد میں سٹیٹ لینڈ کی تین کنال کی جگہ ٹرولر پمپ کے لئے ایک پارٹی کو 5 لاکھ روپے فی مردہ دی گئی اور اس کے بعد اسی پارٹی نے چند دنوں کے بعد وہ جگہ 15 لاکھ روپے فی مردہ بیچ بھی دی۔ اس کے علاوہ فیصل آباد میں تقریباً دو ارب روپے مالیت کی پراپرٹی مختلف سیلوں بہانوں سے لوگوں کو جعلی کمیوں کی صورت میں الاٹ کی گئی ہے۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ پہلے کوئی جعلی claim تیار کیا جاتا ہے اس کے بعد اس کی رٹ کی جاتی ہے۔ پھر رٹ میں وہاں کے ڈی۔ او (آر) یا کالونی اسسٹنٹ آتے ہیں اور عدالت میں ایک مہم سی statement دیتے ہیں پھر عدالت سے وہ معاملہ positive observation کے ساتھ واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے چھ ماہ بعد contempt of court کرتے ہیں پھر انھیں بلایا جاتا ہے کہ ان کا احتلال درج کرو۔ اس طرح اس میں یہ تینوں یعنی ایگزیکٹو سائڈ، قبضہ مافیا اور جوڈیشل سائڈ سے یہ معاملہ چلتا ہے۔ اس کے بعد یہ قیمتی اراضی لوگ ہزپ کر رہے ہیں۔

جناب والا! اس میں ضرورت اس امر کی ہے کہ جیسے پہلے بات ہوئی ہے کہ سٹیٹ لینڈ کی فروخت through private treaty بند ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب مناظر حسین رانجھا صاحب یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کریں گے تو اس پر بھرپور بحث ہونی چاہیے جس سے اس ایوان میں یہ consensus build ہو گا کہ private treaty کے ذریعے سٹیٹ لینڈ فروخت نہیں ہونی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ سے فیصلے ہو جاتے ہیں اور قبضہ مافیا وہاں پر لاکھوں روپے رشوت بھی دینا ہے اور وہ بہت اچھے وکلاء بھی hire کر لیتا ہے لیکن محکمے نے تو تین یا پانچ ہزار میں وکیل کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بھی بڑا ضروری ہے کہ قبضہ مافیا جو اس طرح سے سٹیٹ لینڈ ہزپ کر رہا ہے اس سے متعلقہ وہ آفیسرز جنہوں نے مختلف اوقات میں جا کر عدالتوں میں ایسے بیان دینے جو بعد میں confessional statement کے طور پر لئے گئے اور قیمتی اراضی قبضہ مافیا کے حق میں دی گئی۔ ان آفیسروں کے خلاف بھی انکوائری کر کے action ہونا چاہیے تاکہ آئندہ سے یہ سلسلہ بند ہو جائے۔ میں اس بات پر مناظر حسین رانجھا صاحب کو

appreciate کرتا ہوں کہ انھوں نے اس معاملے پر نوٹس لیا، ہمارے ساتھ میٹنگ کی اور متعلقہ اکیسٹرز کو بھی بلوایا۔ اس معاملے میں ملوث جو اگیڈریٹڈ اکیسٹرز ہیں وہ بھی identify ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ جو قبضہ مافیا نے اس طرح سے مختلف عدالتوں سے پراپرٹی حاصل کی ہے وہ بھی identify ہو چکی ہے لیکن جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ رپورٹ ابھی تیار ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بڑی محنت ہوئی ہے اور انھوں نے بڑی courage کا ثبوت دیا ہے۔ اس لئے وہ رپورٹ اس ایوان میں آئی جیسے اور اس پر بحث ہونے کے بعد جو guideline حکومت کو جانے تو اس پر قانون سازی ہونا ضروری ہے ورنہ جس طرح قبضہ مافیا شروع ہوا ہے اور قیمتی اراضی بڑپ کرتا جا رہا ہے اس طرح سے آنے والے وقتوں میں سنیت کو بہت زیادہ نقصان ہونے کا احتمال ہے تو میں یہی عرض کروں گا کہ مناظر علی رانجھا صاحب کی کمیٹی کی جو رپورٹ ہے اسے اس ایوان میں آنے تک یہ تجار یک اتوانے کار pending کی جائیں اور اس رپورٹ آنے پر ایوان میں اس پر سیر حاصل بحث ہو اور اس کے مطابق جو قانون سازی advise ہو یا conclude ہو اس کے مطابق اس ایوان کو عمل کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ منجانب بھر کی اور لوگوں کی کیونکہ سرکاری پراپرٹی موام کی پراپرٹی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ کوئی خدمت ہم نہیں کر سکتے۔ شکریہ۔

وزیر کالونیز، جناب والا میرے معزز دوستوں کی طرف سے چار تجار یک اتوانے کار تھیں۔ ایک تھریک اتوانے کار رانے امجاز صاحب کی تھی، ڈسٹرکٹ شیو پورہ کی تھی، ایک رانا محمد اللہ کی ڈسٹرکٹ فیصل آباد کی تھی۔ وہ دونوں میرے متعلقہ نہیں تھیں وہ محکمہ settlement سے متعلقہ تھیں لیکن بہر حال آپ کا حکم تھا اور ہمارے دوستوں کی بھی خواہش تھی وہ ذمہ داری بھی میں نے اپنے اوپر اٹھالی کہ میں اس معاملے کو بھی settle کرواؤں گا۔ اس میں problem یہ ہے کہ وہ دونوں جو تجار یک اتوانے کار اس موضوع کے حوالے سے تھیں اس میں سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا ہوا ہے۔ دونوں کیسوں میں سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے۔ اس میں ہمارے پاس remedy یہ ہے کہ ہم اس سلسلے میں سپریم کورٹ میں revision میں جائیں۔ میں اپنے دوستوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس میں ہمارا جو Settlement Department ہے یا Board of Revenue ہے وہ اس پر جو بھی قانونی ایکشن ہے وہ ضرور لے گا۔ کروڑوں روپے کی جو زمین لوگوں نے ہتھیائی ہے اس کو ہم

انشاء اللہ تعالیٰ واپس لائیں گے اور واپس یہ زمین حکومت پنجاب کو ملے گی۔ تیسری جو تحریک اتوانے کا تھی وہ ارشد بگو صاحب کی تھی۔ ان کو جو یہ حدشہ تھا کہ سیالکوٹ میں گورنمنٹ کی جو زمین ہے وہ قبضہ گروپ ہتھیار رہا ہے تو میں نے وہاں کے ڈی۔ او (آر) کو بلایا تھا۔ ان کی اور ان کی بالمشافہ گفتگو بھی ہوئی تھی اس نے ان کو یقین دلایا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حلیہ اپنی تحریک کو اب press نہ کریں کیونکہ کوئی ایسی چیز جایا نہیں رہ گئی تھی جو قابل discussion ہو۔ چوتھی جو تحریک اتوانے کا تھی وہ رانا آفتاب احمد خان کی تھی جس طرح وہ فرما رہے ہیں کہ 15 لاکھ والی زمین 5 لاکھ روپے میں فروخت کر دی گئی تھی۔ ان کی وہ بات درست ہے لیکن یہ دو تین سال پہلے کی بات ہے اس وقت قیمت یہی تھی۔ وہ زمین وزیر اعلیٰ صاحب سے سری منظور ہونے کے بعد through private treaty ان کو دی گئی تھی اور اس کے باوجود میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی کہ اگر آپ یہ پیشکش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی جو زمین ہے وہ پندرہ لاکھ یا سورتھ لاکھ روپے فی مرلہ پر اگر کوئی پارٹی خریدنے کے لئے تیار ہے تو آپ ہمیں solid پیشکش کریں، جیسا پنجاب گورنمنٹ کے پاس رکھوائیں۔ ہم آپ کی پیشکش کو قبول کرتے ہوئے دوبارہ سری وزیر اعلیٰ کو پیش کریں گے تاکہ پنجاب گورنمنٹ کا جو نقصان نہ ہو، میں اس پیشکش کو آج پھر دہراتا ہوں۔ اگر آپ solid قسم کی بات کریں تو انشاء اللہ اس پر ہم move کریں گے۔ سری دوبارہ وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کریں گے۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی solid بات نہیں آئی کہ ہم کیش گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کراتے ہیں، اس کو سیکورٹی دیں گے اور undertaking دیں گے کہ جو بات ہم کر رہے ہیں اس کی پوری ذمہ داری بھی اٹھائیں گے۔ آخر میں، میں اپنے دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے بارے میں چند الفاظ کہے۔ میں پریس کے دوستوں سے بھی یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ کسی وزیر سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو اظہارات میں اس کی بڑی بڑی سرخیاں آ جاتی ہیں۔ ہمارا اب کسی کی تعریف رانا حماد اللہ خان کی زبان سے نکل جانے تو اس کو آپ بھی تسلیم کر لیں۔ (نمبر ہانے تحسین)

کم از کم کل کے اعداد میں یہ بات تو آئی چاہیے کیونکہ رانا صاحب کے منہ سے نکلی ہوئی تعریف جو نئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ یہاں پر تعریف نہیں یہاں پر تنقید ہوتی ہے۔ بہر حال میں اپنے

دوستوں اور تمام ساتھیوں کا ممنون ہوں جنہوں نے میری اس معمولی سی خدمت کو سراہا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کی سربراہی میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جو بھی مسئلہ ہو گا ہم کوشش کریں گے نیک نیتی اور ایمانداری کے ساتھ اس مسئلے کو حل کیا جائے اور پنجاب گورنمنٹ کے interest کو watch کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنی تقریر میں 'میرا بھی ذکر کیا ہے حالانکہ میں نے اپنے opening remarks میں کہا تھا کہ He is very positive یہ وہی یہ وضاحت ہے کہ ابوبکر عزیز صاحب کو جو زمین دی گئی ہے یہ 16-مارچ 2004 کو دی گئی ہے۔ یہ within two months process ہوتی ہے۔ یہ غلط بات ہے کہ یہ تین سال پہلے کی بات ہے۔

نمبر 2۔ دو الائنمنٹس انہوں نے اور بھی کی ہیں ایک محمد صوفی خالد اور دوسرے مفقود احمد اور یہ

52 میں سے 49 پہلے ہی under process ہیں۔ میں نے کوئی vague بات نہیں کی۔ on the floor of the House میں نے بات کی ہے کہ ٹی۔سی۔ ایس کے ذریعے میں نے وزیر موصوف کو offer بھیج دی ہے۔ جب میری offer کو یہ entertain کریں گے تو میں تب تک کارروائی دوں گا۔

یہ مجھے لکھیں کہ آپ تک کارروائی دیں تو میں process کروں گا کیونکہ اس میں 6 کروڑ روپے involve ہیں۔ میں 6 کروڑ روپے جمع کروا دوں 'میرا پیسا تو بلاک ہو جائے گا۔ یہ مجھے assurance دیں کہ یہ جو handsome price ہے اس پر یہ negotiate کریں گے تو میں تک کارروائی دینے کے لئے بھی تیار ہوں۔ دوسری ہماری ان کو یہ request ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی کہیں کہ یہ sale by private treaty بند کر دیں۔ یہ تو کہہ سکتے ہیں کیونکہ

ultimately Board of Revenue will be responsible تو ہم ان کو appreciate کریں گے۔ لیکن یہ جو معاملہ ہے یہ 16-مارچ کو ہوا ہے اور within two months, process

اور میں نے یہ اس وقت بھی کہا تھا کہ یہ کیسے ہوا ہے؟ If you want I can explain کرنا

اسلم بیہر وغیرہ نے جس طرح سے کیا ہے ان کے son-in-law کو دی گئی ہے۔ He is a personal friend of Tariq Aziz. یہ ان کا رشتہ دار ہے۔ اس طرح سے یہ زمین گئی ہے۔ اگر

اسی طرح آپ نے زمین دینی ہے تو پھر سارے ایوان کو آپ پانچ لاکھ روپے مرد کے حساب سے

دے سکتے ہیں۔ میری ان سے یہی گزارش ہے کہ اس میں بھی اگر آپ نے پیسہ لینا ہے تو آپ آج اس کو open auction کر دیں۔ You may get much more than I am offering. اگر یہ میرے سے offer لیں گے تو ان کی جو price ہے I will double that price more than that تو اگر یہ sale by private treaty کا سلسلہ جاری رہا تو یہ آپ کے صوبے کے لئے بہت نقصان دہ ہو گا اور This will be a gateway for corruption.

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر کالونیز

وزیر کالونیز، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا، جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ جس وقت تمہارا وہ ایک قدم آگے بڑھیں گے میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی طرف دو قدم آگے بڑھوں گا۔ جب تک وہ کوئی solid قسم کی چیز سلتے نہیں لاتے اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے لیکن میں انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ ایک قدم آگے بڑھیں، ہم دو قدم نہیں بلکہ چار قدم آگے بڑھیں گے۔ باقی رہ گئی private treaty کی بات تو میں انشاء اللہ تعالیٰ فیصل آباد کی جو بھی proposals ہمارے دفتر میں موجود ہیں ان کو stop کروا دیتے ہیں اور جو قانون اور ضابطے کے مطابق نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل درآمد نہیں ہو گا۔ اگر کوئی ایمر جنسی ہو گی، جیسے کوئی خیراتی ادارہ ہے اس پر عمل درآمد ہو گا جو صرف commercial point of view سے ہو گا تو اس پر انشاء اللہ عمل درآمد کوادیں گے۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب والا! جب تک رپورٹ ایوان میں نہیں آجاتی اسے موخر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کب تک رپورٹ آجانے گی؟

وزیر کالونیز، جناب والا! ہم تو کل تک پیش کر دیں گے لیکن کل چونکہ بجٹ پیش ہونا ہے اس لئے رپورٹ پیش نہیں ہو سکے گی۔ next working day پر انشاء اللہ پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے پھر اسے next working day تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

وزیر کالونیز، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ تحریک next working day تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

ڈاکٹر اسد معظم، جناب والا! وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ solid offer ہو۔ یہ سوموار کا دن رکھیں ان کو دس لاکھ روپے کے حساب سے payment ہو جائے گی۔ 10 لاکھ روپے کی offer آپ کے پاس آچکی ہے۔ (قطع کلامیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں! یہاں ریٹ کی بات تو نہیں ہو رہی لیکن negotiation ہو سکتی ہے۔

وزیر کالونیز، جناب والا! رانا صاحب اور میرے معزز دوست ڈاکٹر اسد معظم میرے پاس تشریف لے آئیں۔ ہم بیٹھ کر بات کر لیں گے اور جو انہوں نے فرمایا ہے اس کے مطابق عمل ہو گا۔ شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب جو next working day ہو گا، بجٹ اجلاس کے دوران یہ take up نہیں ہو گا کیونکہ بجٹ اجلاس کے دوران تحریک اتوانے کا take up نہیں ہو گی۔

رانا مناء اللہ خان، ٹھیک ہے next working day جو بھی ہو گا۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلی تحریک اتوانے کا رانا مناء اللہ خان صاحب کی ہے اور اس کا نمبر 258/04 ہے۔ یہ 26 تاریخ کو move ہو چکی ہے اور یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending تھی۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! شکریہ۔ پچھلے اجلاس میں اس ایوان میں ایک سنگین قسم کا مسئلہ

اٹھایا گیا تھا۔ نجف سیال صاحب نے وزیر ایکسٹرنز۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ That is closed.

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، راجہ صاحب! وہ بات ختم ہو چکی ہے۔ اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! اس پر آپ نے کمیٹی بنانی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ That question is closed. اگلی تحریک اتوانے کا نمبر 258

رانا منار اللہ خان صاحب کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

آف

پنجاب لوکل گورنمنٹ (آکشن لیبٹیل) کو لیکشن رائٹس) رولز 2003

کے قاعدہ 3 کی خلاف ورزی

(۔۔۔ بحث جاری)

رانا منار اللہ خان، جناب سپیکر! یہ move ہو چکی تھی اور اس پر لا، منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ اس پر کمیٹی بنا کر انکوائری رپورٹ پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لا، منسٹر صاحب! 258 کے بارے میں فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے جیسا کہ تحریک اتوانے

کا میں فرمایا گیا ہے اس کے مطابق ضلعی حکومت فیصل آباد نے حکومت کی منظوری اور گزٹ

نوٹیفیکیشن کے بغیر نول ٹیکس اور لائسنس فیس کا نفاذ کر دیا ہے۔ جب یہ بات حکومت کے علم میں

آئی تو حکومت نے بذریعہ پنچھی نمبری SO/TAX/LG/4102 مورخہ 22/03/04 ضلعی حکومت کو

ان دو ٹیکسوں کو فی الفور روک دینے کا کہا لہذا ضلعی حکومت فیصل آباد نے بذریعہ پنچھی نمبری

DO/FNB 7011200304 مورخہ 24/03/04 ان دو ٹیکسوں کی وصولی کو مہطل کر دیا ہے لہذا

تحریک التوائے کار کا جواز نہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ تو جواب آیا ہے لیکن اس سلسلے میں 'میں نے ڈی۔ جی انسپکشن کے ذریعے انکوآزی کروائی۔ انکوآزی رپورٹ آچکی ہے اور آج سے کوئی تقریباً چار یا پانچ دن پہلے ضلعی ناظم صاحب کو بھی ہم نے لوکل گورنمنٹ کی میٹنگ میں بلایا تھا اور ان سے بھی ہم نے ان کا موقف سنا ہے تو بادی النظر میں یہ ٹیکس غلط طور پر لگانے گئے تھے اور غلط طور پر لگانے کی وجہ سے ہی ان ٹیکسوں کو واپس لے لیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ دو تین چیزیں جو interconnected ہیں وہ یہ ہیں کہ اس دوران ٹیکس کی جو recovery ہوئی اس کا کیا بنتا ہے اور گورنمنٹ کی instructions کے بغیر جو ٹیکس لگایا گیا تھا ہم ان issue پر کام کر رہے ہیں 'جیسے ہی ڈی۔ جی انسپکشن کی انکوآزی final ہو جاتی ہے 'جو بھی متعلقہ اہلکار یا ذمہ دار افراد ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی کی جانے گی اور مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے کہ میں نے اسی معزز ایوان میں یہ commit کیا تھا کہ جو بھی انکوآزی رپورٹ ہو گی اسے معزز ایوان میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے چار پانچ دن میں ہم اسے مکمل کر کے اس ایوان میں پیش کر دیں گے۔ انکوآزی مکمل ہو چکی ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! next working day تک آپ اسے pending فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اسے بے شک آپ dispose of دیں کیونکہ اس پر ہم ایکشن لے چکے ہیں 'انکوآزی کر چکے ہیں' انکوآزی کی findings آچکی ہیں' اب ہم نے رپورٹ submit کرنی ہے اور معزز رکن کا جو موقف تھا وہ تقریباً درست ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ٹیکس غلط طور پر لگانے گئے تھے اور انہوں نے withdraw بھی کرتے ہیں۔ ان کے grievances تو دور ہو چکے ہیں لیکن اب ہم نے ان لوگوں کے خلاف کارروائی کرنی ہے جنہوں نے یہ غلط اقدام کیا ہے تو یہ pending رہے گی تو اس کا قاعدہ کوئی نہیں ہے اور اگر pending کر لیتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ ہم نے تو آپ کو اور اس معزز ایوان کو رپورٹ دینی

ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر ا لاء منسٹر صاحب نے درست فرمایا کہ جو points raise کئے گئے تھے وہ درست ثابت ہوئے۔ اس کے اوپر انہوں نے انکوائری کروائی اور اس انکوائری میں کچھ معاملات ایسے ہیں اس میں ایک معاملہ تو یہ ہے کہ ایک تو اس ٹھیکیدار نے اتنے دن ٹیکس وصول کیا۔ اس کے بعد اسے 54 لاکھ روپے کا refund دے دیا گیا۔ یہ ساری چیزیں جب انکوائری کے نتیجے میں سامنے آئیں گی اور ان کے اوپر جب پھر proper action ہو گا تو grievance تو پھر دور ہوگا۔ صرف انکوائری initiate کرنے سے تو grievance دور نہیں ہوگا۔ اگر انہوں نے انکوائری مکمل کر لی ہے تو اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں۔ ٹھیک ہے اس پر ہم دیکھ لیتے ہیں کہ ایکشن مناسب ہے، اگر نہیں ہے تو میں یہاں پر اپنا موقف عرض کر دوں گا لیکن ابھی تک تو صرف انکوائری initiate ہوئی ہے۔ ابھی اس میں مزید کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو till that time انہوں نے چار پانچ دن کا فرمایا۔ آپ next working day تک اس کو pend فرما لیں اور میرا خیال ہے کہ اس وقت تک یہ معاملہ complete ہو چکا ہوگا۔

جناب ذہنی سپیکر، اصل میں لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ آپ کی بات ثابت تو ہو چکی ہے لیکن جن اہلکاروں نے یہ حرکت کی ہے ان کی انکوائری رپورٹ آتی ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر ان کے خلاف تو ایکشن ہونا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر ا ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں اور تحریک اتوانے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ کوئی ایک issue حکومت کے نوٹس میں لاتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں حکومت نے اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے؟ ہم نے کارروائی کی انکوائری کروائی، انکوائری درست ثابت ہوئی، معزز رکن کا موقف درست ثابت ہوا۔ وہاں پر جو قصور وار ٹھہرانے جائیں گے خواہ وہ سرکاری ملازم ہیں یا جو لوگ بھی ہیں ہم ان کے خلاف کارروائی بھی کریں گے۔ اس لئے میری یہ استدعا تھی کہ اسے dispose of کر دیا جائے لیکن اگر آپ رپورٹ آنے تک اس کو pending کرتے ہیں تو اس پر بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ Adjournment

Motion کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کوئی معاملہ گورنمنٹ کے نوٹس میں لایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ

مصلحت سے متعلق وہ کہہ رہے ہیں کہ کارروائی ہم کریں گے۔ باقی تو سارا کچھ ہو چکا ہے، انکوآڑی

میں لے آئے ہیں۔ ہم نے اس پر انکوآڑی کی ہے، وہ بات صحیح ثابت ہو گئی ہے لیکن

کارروائی سے متعلق وہ کہہ رہے ہیں کہ کارروائی ہم کریں گے۔ باقی تو سارا کچھ ہو چکا ہے، انکوآڑی

میں لے آئے ہیں۔ ہم نے اس پر انکوآڑی کی ہے، وہ بات صحیح ثابت ہو گئی ہے لیکن ان کے خلاف

کارروائی ہمیں نہیں ہونی۔ کارروائی ہمیں کریں گے تو اس لئے میں کہہ رہا ہوں کیونکہ یہ future

مصلحت سے متعلق یہاں پر بات ہونے کے بعد اس میں جو ذمہ داران پانے جاتیں ان کے خلاف

کارروائی ہو۔ اگر ابھی کارروائی ہونی ہے تو ٹھیک ہے یہ کارروائی کر لیں اور پھر inform کر دیں اور

اگر انہوں نے کی ہے تو بتادیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں اور ہمیشہ

Adjournment Motions پر یقین دہانی ہوتی ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی ذمہ دار المراد ہیں

ان کے خلاف کارروائی کی جانے گی اور جو کارروائی کی جانے گی اس کی رپورٹ معزز ایوان میں پیش

کی جانے گی۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! جہاں تک یقین دہانی کا تعلق ہے، اس معاملے ڈیڑھ سال میں، میں

یہاں کے ریکارڈ سے ان کی کم از کم ایک ہزار یقین دہانیاں نکال کر دکھا سکتا ہوں کہ جن پر عمل

نہیں ہوا، یقین دہانی پر عمل والی بات کوئی نہیں ہے۔ یہ بتادیں کہ انہوں نے انکوآڑی کے نتیجے میں

جن لوگوں نے غلطی کی ہے انہیں identify کر لیا ہے اور ان کے خلاف کارروائی کرنے والے ہیں

تو یہ فرمادیں، ابھی تک یہ بات incomplete ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! Adjournment Motions پر طریقہ کار یہ ہوتا ہے

کہ حکومت کے نوٹس میں ایک بات لائی گئی۔ ہم نے کارروائی کی اور انکوآڑی ہونی رزلٹ سامنے آیا۔

اب قانون اور ضابطے کے مطابق ہم نے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنی ہے لیکن اگر آپ یہاں کہیں کہ میں یہ کھڑے کھڑے کہ دوں کہ ظلم کو suspend کر دیا جانے کا اور ظلم کو گرفتار کر لیا جانے کا تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ یہ فورم ہے اور نہ ہی تحریک اتوائے کار کے ذریعے یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے ایک بات point out کی 'میں نے categorically اس پر ایک positive جواب دیا' انکو انری بھی ہو چکی ہے اور ایکشن بھی لے رہے ہیں۔ اس سے آگے میں یہاں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کل میں انہیں گرفتار کر لوں گا۔ میں یہاں یہ commitment دے رہا ہوں کہ وہاں پر embezzlement ہوتی ہے 'قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے' وہ عبادت ہو چکی ہے تو ظاہری بات ہے حکومت نے کارروائی کرنی ہے لیکن اگر معزز رکن اس کارروائی سے مطمئن نہیں ہوں گے تو پھر یہ اس فورم کو استعمال کر سکتے ہیں۔ یہ جو بھی کہیں گے اس کے مطابق ہم میں دیکھ لیں گے لیکن یہ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی طریقہ کار نہیں کہ Adjournment Motion کو اس لئے pending کر دیا جانے کہ جب تک اس بات کا فیصلہ نہیں ہو جاتا کہ کیا کارروائی کی گئی ہے 'میں وہ بھی کہہ رہا ہوں کہ ہم اس معزز ایوان میں پیش کر دیں گے لیکن Adjournment Motion کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ ہمیں اس طریقہ کار کے مطابق ہی چلنا چاہیے۔ اسی تصویبی دیر پہلے جو بات ہو رہی تھی 'میں اس لئے خاموش تھا کہ اس میں سے بعض کیس ایسے ہیں کہ جو سپریم کورٹ تک جانے والے ہیں تو لاہ کے قانونی طریقہ کار کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ پھر ہم کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ یہاں پر بلاوجہ یہ کہہ دینا کہ کل میں یہ کرنے والا ہوں وہ مناسب نہیں ہو گا۔ انکو انری افسر جو بھی سزا تجویز کرے گا ہم ان افراد کو وی سزا دیں گے۔ میں اس معزز ایوان میں commit کر رہا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کی رپورٹ بھی ایوان میں پیش کریں گے۔

رانا منام اللہ خان، جناب سپیکر انٹیک ہے۔ لاہ منسٹر صاحب نے فرمایا کہ embezzlement ہوتی ہے اور ہم اس پر ایکشن لیں گے اور اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں گے۔ یہ نام فرمادیں کہ within one week, two weeks, one month or fifteen days اس کے دوران یہ ایکشن بھی لے لیں اور اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں اگر ہم اس سے مطمئن ہونے تو ٹھیک ہے ورنہ اس معاملے کو دوبارہ take up کر لیا جائے گا۔ یہ اس کا نام فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے ویسے تو ضرورت نہیں ہے جب commitment آگئی ہے۔

* وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنے لگا ہوں کہ تحریک اتوانے کار پر یہ بالکل طریقہ کار نہیں ہے کہ آپ اس طرح پابند کر دیں۔ جب میں یہاں پر یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے ان کے خلاف کارروائی کرنی ہے اور جو کارروائی کریں گے اس سے اس معزز ایوان کو آگاہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے لا منٹر کی word of honour ہوتی ہے۔ I think that is

enough.

رانا مناء اللہ خان، میں اس بات پر یقین کر رہا ہوں کہ ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جہاں آپ اتنا یقین کر رہے ہیں وہاں آپ اس بات پر بھی یقین کریں کہ وہ ایکشن لیں گے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! as soon as possible کی کوئی limit بھی ہوگی۔ میں on

the floor of the House کہتا ہوں کہ آخر اس ایوان کا ایک تھرس ہے۔ اس ایوان کی اس

صوبے کے معاملات کو چلانے میں ایک اتھارٹی ہے۔ جب اس ایوان میں کھڑے ہو کر وزیر قانون

on the floor of the House کہیں گے embezzlement ہوتی ہے تو اس کے بعد تو فوری

ایکشن ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وہ جلد ہی اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

فرض کریں کہ ہم بالکل قواعد و ضوابط کے مطابق چلتے ہیں۔ انھوں نے ایک مسئلے کی نشاندہی کی

حکومت کا موقف سامنے آیا یہ اس سے اتفاق نہیں کرتے، فیصلہ آپ کا ہے۔ آپ نے اس کو

dispose of کرنا ہے یا admit کرنا ہے admit کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس پر دو گھنٹے

بحث ہوگی اور بحث کے بعد معاملہ ختم ہو جائے گا اس لئے معزز رکن کو اس بات کا احساس کرنا

چاہیے کہ جب بار بار میں یہ یقین دلا رہا ہوں کہ ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے لیکن میں اس

بات پر اس لئے بند ہوں اور میں اپنے آپ کو confine نہیں کر رہا کہ تحریک اتوانے کار کا یہ طریقہ کار نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی جانب سے ہمیشہ صرف اور صرف تحریک اتوانے کار کی حد تک یقین دہانی ہوتی ہے۔ میں نے یقین دہانی کروا دی ہے 'کارروائی کریں گے اور رپورٹ بھی پیش کریں گے لیکن اگر یہ کہا جانے کہ کل ہی میں اس کو گرفتار کروا کر یہاں رپورٹ پیش کروں گا تو یہ نہ تو تحریک اتوانے کار کے تحت ہوتا ہے اور نہ کبھی پہلے ہوا ہے اور نہ ہی میرے خیال میں آئندہ ہوگا۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! مجھے وزیر قانون صاحب کی اس بات پر سخت اعتراض ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہاں پر تحریک اتوانے کار admit ہوگی اور اس کے بعد بحث ہوگی تو پھر معاملہ کیا ہو گا یا یہ معاملہ تحریک اتوانے کار کے ذریعے سے ایوان کے نوٹس میں آ گیا، گورنمنٹ کے نوٹس میں آ گیا۔ Constitution میرے پاس ہے۔ اس میں جو متعلقہ articles ہیں یہ گورنمنٹ اس ایوان کو جواہدہ ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے اور ان کی بات سے یہ تاثر ابھرنا ہے کہ یہ اسمبلی ایک debating House ہے اور یہاں پر صرف تحریک اتوانے کار ہوں، سوالات ہوں تو یہاں پر صرف debate ہونی ہوتی ہے۔ میں ان کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ آرٹیکل 130 اور اس کی سب کلاز 4 ہے کہ۔

The Cabinet shall be collectively responsible to the Provincial Assembly.

ہر منسٹر individually اور Cabinet collectively بھی اور چیف منسٹر بھی جواہدہ ہے۔ وہ اس ایوان کو جواہدہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے جو point اٹھانے ہیں وزیر قانون اس کا جواب دے رہے ہیں اور آپ کو جواب دے چکے ہیں اور انھوں نے آپ کی تمام باتوں کو تسلیم بھی کیا ہے۔ وہ صرف یہ کہہ رہے ہیں اور undertaking دے رہے ہیں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! جو معاملہ ان کی performance اور ان کی governance سے متعلقہ اس ایوان میں اٹھایا جانے کا تو اس کا آئین کی رو سے اس ایوان کو وہ جواب دینے کے پابند ہیں یا نہیں ہیں کہ یہاں پر صرف debate ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ آپ کے تمام اعتراضات صحیح محبت ہونے ہیں، ان ملازمین کے خلاف ایکشن ہو گا جنہوں نے یہ حرکت کی ہے۔ ان کے خلاف وہ ایکشن لیں گے۔ اس کی undertaking انہوں نے دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے اس جواب کے بعد کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ جب on the floor of the House معزز وزیر قانون undertaking دے رہے ہیں۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اسے press نہیں کرنا چاہیے۔

I think it is a valid thing to be disposed of. I dispose of this.

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! جب انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ وہاں پر embezzlement ہوئی ہے اور انکوائری کے نتیجے میں اب وہ ایکشن لیں گے تو میں نے یہی کہا تھا کہ وہ ایکشن لے کر اس ایوان کو آگاہ کرنے کی جو بات کر رہے ہیں 'within such time' اس میں ایک ہفتہ ہو سکتا ہے، ایک مہینہ ہو سکتا ہے۔ اس میں انہوں نے کہا کہ یہاں پر تو صرف debate ہونی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ سمجھیں کہ delay ہو رہی ہے تو You can take up this again in the House ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ تو آپ کو اس چیز کی اجازت دے رہے ہیں۔

رانا مناء اللہ خان، ٹھیک ہے۔ اگر اگلے اجلاس تک اس کا جواب ایوان میں یہ نہیں دیتے تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی تو میں نے اس کو 'dispose of' کر دیا ہے لیکن You can take up again this issue نے پہلے ہی اجازت دے دی ہے۔

رانا مناء اللہ خان، ان کی جس commitment پر آپ نے dispose of کیا ہے اگر وہ commitment اگلے اجلاس تک یہ پوری نہیں کرتے تو پھر دوبارہ اس معاملے کو take up کر لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک اتوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب ناز مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ ناز کے بعد ہم بل take up کریں گے۔ اس نے اب میں آدمے کھنڈے کے لئے وقف ناز کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ناز مغرب کی ادائیگی کے لئے معزز ایوان

کی کارروائی آدمے کھنڈے کے لئے متوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر ناز مغرب کے وقفے کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 7 بج کر 54 منٹ

پر کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

جناب ڈپٹی سپیکر، ایوان کا وقت آدمے کھنڈے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ جی وزیر قانون بل پیش کریں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں، الاؤنسز اور استحقاقات)

وزراء پنجاب مصدرہ 2004

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Thank you, Mr. Speaker. Sir, I introduce the Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004 has been introduced in the House under Rule 91 (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs to report within one month.

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف، شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو میں آپ کی وساطت سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اب یہ اجنڈا مل رہا ہے۔ اس میں 15 تاریخ ہے۔ یہ کم از کم یہ دو دن پہلے ملنا چاہیے تھا تاکہ ہم تیاری کر سکیں۔ دوسری بات یہ ہے جو بل اسی وزیر قانون نے پیش کیا ہے مجھے پتہ ہے کہ یہ میری بات پر کہیں گے کہ جب یہ کمیٹی کے پاس جانے کا اس وقت آپ اپنی ترامیم دے دیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے صوبے میں ہر روز تقریباً۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمنٹری امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر قانون!

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمنٹری امور، جناب سپیکر! میں معمولی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے دوست اور اپوزیشن لیڈر سے معذرت چاہتا ہوں۔ ہم نے اس ایوان کو کسی قواعد و ضوابط اور طریقہ کار کے مطابق چلانا ہوتا ہے۔ گورنمنٹ نے ایک بل introduce کیا ہے جو کہ کمیٹی کو refer ہوا، کمیٹی نے اس پر deliberations کرنی ہیں، recommendations بھیجی ہیں، اس کے بعد پھر ایوان میں آنے کا پھر ایوان میں amendments بھی آئیں گی اور discussions بھی ہوں گی لیکن جب بل introduce ہو رہا ہو اور اس کے متعلق بات شروع کر دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف، جناب سیکرٹری میں نے پوائنٹ آف آرڈر اسی وقت raise کیا تھا جب آپ نے اس بل کو پڑھا بھی نہیں تھا۔ میں آپ سے کچھ بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ amendments تو ہم اس وقت دیں گے جب ہم اس بل کو amend کرنا یا اس کی favour کرنا چاہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بل آج متعارف کرایا گیا ہے آپ اخبارات اٹھا کر دیکھیں اس صوبے میں جہاں ہر روز پندرہ سے بیس لوگ ہمیں سلامی دیتے ہیں، کس بات کی سلامی؟ خود کشیوں کی بے روزگاری اور منگانی کی؟ آج اس ایوان میں مجھے شرم آتی ہے کہ حکومت کی طرف سے ایک بل آنے جس میں اس پر اس نے بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کو بھی سمجھتا ہوں کہ آپ اس پنجاب اور اس ایوان کے custodian ہیں جس کو ہم سب ممبران کو-----

جناب ڈپٹی سیکرٹری، قاسم ضیاء صاحب یہ open debate نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف، جناب سیکرٹری میں جانتا ہوں کہ یہ open debate نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج اس بل میں وزراء کو ان کے گھر کی آرائش کے لئے لامحدود فنڈز دینا چاہتے ہیں۔ پہلے آپ غریبوں کو کھانا دیں اور ان کو روزگار دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل پیش ہی نہیں ہونا چاہیے۔ اگر آپ ان وزراء کو کچھ دینا چاہتے ہیں تو ان کو ان کے اختیارات دیں ان کو دفتر دیں۔ آپ ہر روز اجازت میں جبر تو لگوا دیتے ہیں کہ ہم پندرہ وزراء کو نکال دیں گے، یہیں وزراء کو نکال دیں گے ان کو اختیارات دیں۔ کم از کم ان کو ان کے سیکرٹریوں کے سامنے ذلیل نہ کریں بلکہ ان سیکرٹریوں کو ان کے تابع کریں۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر اسی وقت raise کیا تھا جب آپ نے اس بل کو پڑھا بھی نہیں تھا، میں چاہوں گا کہ آپ اس بل کو واپس لیں اور اسے کمیٹی کی طرف نہ بھیجیں، اس کو کمیٹی میں بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم آٹھ کروڑ عوام کی توہین کریں گے جن لوگوں کو ہم کوئی مراعات نہیں دے سکتے، کوئی روزگار نہیں دے سکتے۔ جب قومی بھت آتا ہے تو وہ امیروں کے لئے ہوتا ہے۔ ہم غریبوں کو کچھ دے نہیں سکتے لیکن ان وزراء کے لئے لامحدود فنڈز ہے۔ اگر آپ وزراء کو کھلے عام یہ مراعات دیں گے کہ جتنے مرضی پیسے اپنے گھروں کی آرائش پر لگائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک پر حکومتی وسائل پر اور حکومتی زیر نری پر ذکیٹی ڈالنے کے

مترادف ہو گا۔ ان کے لئے تو پہلے ہی گھروں کی آرائش کے لئے ایک لاکھ روپیہ مختص ہے اور وزیر اعلیٰ کے لئے پانچ لاکھ روپے تو کیا ضرورت ہے۔ ہم کھلے عام انہیں کہتے ہیں کہ جتنے پیسے چاہئیں نکالیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان وزیروں کے دل کی بھی یہی آواز ہو گی کہ ان کو اختیارات دینے جائیں۔ آپ اس بل کو واپس لیں، اس بل کو آنا ہی نہیں چاہیے۔ اس بل کو ہمیں ختم کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے وزراء، بھائی بھی اس بات پر اتفاق کریں گے کہ یہ مراعات عوام کے لئے ہمیں دینی چاہئیں۔ ہمیں منتخب کر کے لوگوں نے اس لئے بھیجا ہے کہ ہم ان کے دکھ درد کا مداوا کریں نہ کہ اپنے لئے مراعات لیں۔ غریب کو ہم اضافی مسکن الاؤنس 15 فیصد دیتے ہیں اور وزراء کے لئے ہم اس بل میں 75 فیصد اضافہ لانا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہے۔ اگر آپ یہ بل کمیٹی کے حوالے کریں گے تو ہم اس ایوان سے واک آؤٹ کریں گے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ بھی اس کا part and parcel ہوں گے جو اس ایوان میں بھانے غریب عوام کے حقوق کا تحفظ کرنے کے ان کو کوئی مراعات دینے کے آپ یہاں وزراء میں یہ بندر بانٹ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک طرف تو آپ کی طرف سے یہ suggestion آئی ہے کہ،

Every thing should go to the Standing Committees. Now when I sent it to the said Standing Committee.

اس پر آپ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو مت بھیجیں۔ دیکھیں! اجماعی بل پیش ہوا ہے اور وہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جا رہا ہے۔ اس میں آپ کو پورا موقع دیا جائے گا۔ آپ اس پر بحث کریں۔ اس کے بعد

It will come back to the floor of the House. You will have an open debate on that and after that when an open discussion will take place.

اس میں اگر کوئی پیچیدگیں ہیں یا کوئی کمی بیشیاں ہیں تو اس پر فوراً غور کیا جاسکتا ہے۔

At this stage I think it is premature to say something.

رانا منار اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں ہم suggestion والی بات نہیں کر رہے۔ یہ جو بل ہے یہ جب آج آپ نے اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیا ہے۔ اس کی کاپی پورے ایوان میں

تقسیم ہو گئی ہے۔ یہ پریس گیری میں بھی چلی گئی ہے۔ کل صح اخبارات کی سرخیاں یہاں سے شروع ہوں گی کہ منسٹر کو پہلے اپنا گھر furnish کرنے کے لئے ایک لاکھ روپے تک allow تھا۔ اب یہ unlimited ہو گیا ہے 'چاہے وہ پانچ لاکھ پچھوڑ کر ایک کروڑ روپے میں ہو' وہ اپنا گھر furnish کروانے۔ اس کے بعد اس میں rent ہے 'rent جو تھا وہ پہلے 20 ہزار تھا اب اس 20 ہزار کو 35 ہزار کر دیا گیا ہے۔

جناب سیکرٹری! یہ جو بل ہے یہ اس ملک کے 'اس صوبے کے غریب عوام کے منہ پر طمانچہ ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس ایوان کے خلاف بھی سازش ہے۔ یعنی ان اداروں کو اور ان منتخب ممبران کو یہ بدنام کرنے کی کوشش ہے اور ان کے ساتھ بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے۔ اس ایوان میں ہر آدمی کے ساتھ جو یہاں پر منتخب حیثیت میں بیٹھا ہے اس کے ساتھ زیادتی ہے کہ کے ساتھ یہ بات منسوب ہو گی کہ اپنے لئے تو یہ 'یہ کر رہے ہیں' اپنے لئے تو یہ لاکھ روپیہ بھی کم ہے unlimited چاہتے ہیں۔ اپنے لئے 20 ہزار کرایہ بھی کم سمجھتے ہیں اور 20 ہزار میں اس وقت کم از کم چار خانہ انوں کا چرما جلتا ہے۔ اپنے لئے کہتے ہیں کہ 20 ہزار کرایہ کم ہے 'یہ 35 ہزار ہونا چاہیے۔ اس طرح یہ جس ایوان کی بڑی بدنامی ہو گی۔ محسوریت کی اور ان وزراء کی بھی بدنامی ہو گی 'یہ جو وزراء کی فوج ظفر موج ہے وہ بھی بدنام ہو گی اور ان کو لوگ سڑکوں پر گھیر لیں گے۔ اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ بدنامی نہ ہو۔ اس سازش کو ناکام بنایا جائے اور وزیر موصوف اس ایوان کے consensus سے چلیں۔ آپ اس ایوان سے consensus کروالیں اور اس بل کو یہ سرے سے پیش ہی نہ کریں۔ ہماری یہ گزارش ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پروانٹ آف آرڈر۔ جناب سیکرٹری! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایسی رانا صاحب نے کہا کہ یہ بل عوام کے منہ پر طمانچہ ہے۔ اس وقت میں انتہائی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ایوزیشن کے اراکین کا رویہ ہے 'قواعد و ضوابط کے حوالے سے وہ اس پورے ایوان کے منہ پر طمانچہ ہے۔ جہاں ہم اصول کی بات کرتے ہیں 'قانون کی بات کرتے ہیں 'قواعد و ضوابط کی بات کرتے ہیں تو میں رانا صاحب سے اور اپنے تمام معزز اراکین حزب اختلاف سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ Rules of Procedure کی کتاب اٹھائیں اور اس

میں سے کہیں سے یہ نکال کر دے دیں کہ کیا گورنمنٹ کو اس بات سے روکا جاسکتا ہے کہ وہ کوئی بل پیش نہ کرے؟ ہم نے بل پیش کیا۔ وہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جانے کا۔ سٹینڈنگ کمیٹی اس کو consider کرے گی۔ اس میں اپوزیشن کے اراکین بھی ہیں، حکومتی اراکین بھی ہیں۔ پھر اس معزز ایوان میں آنے گا۔ آپ اس میں ترمیم دیں یا آپ سرے سے اس کو رد کرنے کے لئے ترمیم دیں۔ پھر اس معزز ایوان میں ہر معزز رکن کو اس بات کا اختیار ہو گا کہ وہ اپنی رائے دے لیکن یہاں جو قانون کے طہر دار بنتے ہیں 'Rules of Procedure' کی بات کرتے ہیں کیا گورنمنٹ کو بل پیش کرنے سے روکا جاسکتا ہے؟ کیا سپیکر جب اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دے سپیکر کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس بل کو آپ withdraw کر لیں؟ اپنے decision کو withdraw کر لیں؛ خدا کے لئے اس معزز ایوان کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلنے دیں۔ آپ کا جو موقف ہے آپ وہ مناسب وقت پر پیش کریں اور اس رویے کو ترک کریں کہ جب بھی آپ جو بات چاہیں وہ آپ کی مرضی کے مطابق ہونی شروع ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کی یہ معزز ایوان اجازت نہیں دے سکتا۔

جناب ذمہ سپیکر، one at a time ایک بات کرے، جو بات کرنا چاہے۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذمہ سپیکر، بگو صاحب! بات کریں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب اس معاملے میں بڑے مدبر ہیں، بڑے صلح کن ہیں، بڑے سنجیدہ طبع آدمی ہیں اور جب یہ گفتگو کرتے ہیں تو وہ سنجیدگی پر مبنی ہوتی ہے۔ یہ آپ کو، چیز کو، روز لکھا رہے تھے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی تو ہیں ہے کہ چیز کو یہ کہا جائے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے چیز کو مخاطب ہو کر کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب ذمہ سپیکر، انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انہوں نے چیئر کو یہ کہا ہے کہ انہوں نے یہ بل پیش کیا ہے۔ ہم پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔ ہم بل پر principally discussion نہیں کر رہے۔ ہم اس کی جو شقیں ہیں یا اس کی جو ترامیم ہیں ان پر discussion نہیں کر رہے۔ آپ یہ روز نکال لیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہم بات کر سکتے ہیں۔

یہ منسٹر ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے بزرگ ہیں۔ ہمیں ان کی بے عزتی یا ان کو کوئی ایسی صورت حال میں مبتلا کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ یہ message جو آپ لوگوں کو دیں گے جو صبح امدادات کی زینت بنے گا وہ کوئی ایسا message نہیں ہو گا۔ (قطع کلامیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سننے دیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ اس بل پر آپ مہربانی کریں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ سینیڈنگ کمیٹی کے پاس جانے کا۔ سینیڈنگ کمیٹی اس پر غور و غوض کرے گی۔ میں پوچھتا ہوں کہ کتنے بل ہیں جو اسمبلی میں پیش ہونے ہیں اور سینیڈنگ کمیٹی نے اس پر غور و غوض کیا ہے اور غور و غوض کرنے کے بعد پھر ایک مہینے کے بعد یہاں پر آگئے؟ یہ بل تو آج سینیڈنگ کمیٹی کے پاس جانے کا۔ دوسرے دن یہ اسمبلی میں لے آئیں گے۔ یہ بزدوز بھی کریں گے۔ ہم کہتے ہیں ہم ان سے request بھی کرتے ہیں 'یہ ہمارے بزرگ ہیں' ہمارے بھائی ہیں۔ دیکھیں! یہ قانون کے اندر ایک لاکھ روپیہ ہے! اگر یہ کہتے کہ جی! اس کو بڑھا کر تھوڑا سا زیادہ کر دیا جائے تو یہ کوئی مناسب بات تھی لیکن یہ ان کا کہنا کہ گھر کو furnish کرنے کے لئے ان کو لامحدود وسائل دے دیئے جائیں تو آپ اس ہادی برحق کے متعلق تاریخ اٹھائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دنیا سے رخصت ہونے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں دیا جانے کے لئے تیل بھی نہیں تھا۔ یہ جتنے تاریخ میں بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں ان کی خواہشات یہ نہیں ہوتیں کہ ان کو furnish گھر دینے جائیں! ان کو بڑے بڑے پلازے اور بڑی بڑی کونویں دی جائیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ کی عزت اور آپ کا احترام جو ہے وہ اس لئے نہیں ہے کہ آپ نے جو furnish گھر میں بیٹھنا ہے۔ آپ میں سے اکثریت میں منسٹرز جو ہیں وہ ایسے ہیں کہ جو

الحمد للہ سارا کچھ اپنے وسائل سے کر سکتے ہیں۔ ہم آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے وسائل سے یہ سب کچھ کریں۔ اس کو میں کتابوں کے بیٹھ کر اس کو اپنے طریقے سے کریں۔ جناب سپیکر ان کا مفاد دیکھیں کہ آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔ سپیکر کے گھر کو furnish کرنے کے لئے انہوں نے اس بل کے اندر کچھ نہیں رکھا۔ پارلیمانی سیکریٹریوں کے لئے انہوں نے کچھ نہیں رکھا۔ انہوں نے ان کے الاؤنسز نہیں بڑھانے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بل جو پنجاب کے لوگوں کو ایک غلط message دے گا اور کل ہم جہاں سے گزریں گے اور یہ ہمارے دوست یہ ہمارے بزرگ جہاں سے گزریں گے لوگ ان پر پھینکیں گے، ہم ان سے درخواست کرتے ہیں، گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ بل واپس لے لیں۔ حدار اس بل کو واپس لے لیں اس لئے کہ یہ ان کی طرف سے تمام پنجاب کے لوگوں کے لئے یا تمام پاکستان کے لوگوں کے لئے بہت اچھا message ہو گا۔

قائد حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست، میرے بھائی راجہ بطرات صاحب بھی ہمیں روز آف بزنس کی، قانون کی، آئین کی گفتیں کر رہے تھے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آئین پاکستان کی کتاب یہاں پڑی ہے اس میں کہیں لکھا ہے کہ اس ملک کا ماکم ایک جرنیل ہو گا؟ اس میں کہاں لکھا ہے کہ اس ایوان میں کسی جرنیل کی وردی پر ہم قرارداد پیش اور پاس کریں گے؟ کیا انہوں نے خود کبھی آئین اور قانون کے مطابق بات کی ہے؟ میں راجہ صاحب سے وہی بات کہنا چاہتا ہوں جو کہ اچھی ارشد بلو صاحب نے بھی کی ہے کہ اس بل سے صوبہ پنجاب کی عوام کو ایک بڑا غلط پیغام جانے کا ہذا ہم اس کا حصہ نہیں بننا چاہتے۔ میری آپ سے پھر استدعا ہے کہ آپ اس بل کو کمیٹی کے حوالے نہ کریں، اپنے حکومتی بیجز کے دوستوں سے بھی استدعا ہے کہ وہ اس بل کو واپس لے لیں۔ اگر پھر بھی آپ اس بل کو کمیٹی کے پاس بھجوانا چاہتے ہیں تو کم از کم اپوزیشن اس کا حصہ نہیں بنے گی، ہم اس کی مذمت کریں گے۔ عوام کے پاس

باتیں ہے، انہیں باتیں ہے کہ یہ حکومت آپ کے لئے تو کچھ نہیں کر سکتی۔ ہاں البتہ حکومتی خزانے پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے لاکھوں ڈالروں کے رقم و کرم پر جموڑے جا رہے ہیں۔ شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مشتاق کیانی صاحب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! بت چل نکلی ہے تو اب باتیں کھل کر ہوں گی۔ معزز قائد حزب اختلاف نے جو کچھ فرمایا اس بات انہیں اپنا کریاں بھی دیکھنا چاہیے۔ جب آپ لوگوں کی حکومت تھی تو اس وقت آپ کے حکمران کیا کیا کچھ نہیں کرتے رہے ہیں، انہوں نے کیسے کیسے سیکرٹریٹ بنانے، 'look at the Prime Minister House' آپ دیکھیں کہ آج سے تیس سال پہلے گریڈ سترہ کے افسر کی تنخواہ ایک ہزار یا نو سو روپے ہوتی تھی، اس وقت سونے کی قیمت 70/80 روپے تھی۔ کیا آپ اپنے لوگوں کو فخر بنانا چاہتے ہیں؟ Let me tell you... Let us be realistic. کل آپ کی حکومت بھی ہو گی۔ میں آپ کو ایمانداری سے کہہ رہا ہوں کہ یہاں سب وزراء امیر نہیں ہیں۔

رانا مناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، let him talk first. آپ انہیں بات مکمل کرنے دیں۔ cross talk ہونی چاہیے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: میری بات سنیں۔ ہنگامی کے ساتھ تنخواہیں بڑھتی رہتی ہیں۔ وزیر کے نام سے آپ لوگوں کو اتنی جڑ کیوں ہے؟ جب میں کینیڈا چھوڑا تھا تو آپ کے قائد حزب اختلاف کے دفتر میں استعمال ہونے والے ٹیلیفون کو ہم نے unlimited سولت دی جبکہ آج یہ ہمیں بل پیش کرنے سے بھی روک رہے ہیں۔ For God's sake, have a heart;

tomorrow you will be Ministers. میں ہزار روپے میں کہاں کہاں ملتا ہے؟ کیا یہ ہمیں اسٹیبل میں ڈالنا چاہتے ہیں؟ یہ جب بھی کھڑے ہوتے ہیں تو ہمارے ساتھ تو ہیں آمیز باتیں کرتے ہیں لیکن ہم نے آج تک ان کو کچھ نہیں کہا۔ ہڈا کی قسم ہم اس سے زیادہ بد تمیزی کر سکتے ہیں۔ یہ

بالکل غلط بات ہے۔ یہ وزیروں کی insult کر رہے ہیں۔ میں پریس والے بھائیوں سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان کی باتوں میں مت آئیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

رانا منہا اللہ خان: جناب سپیکر! اس بل میں جس ratio سے انہوں نے اپنے allowances بڑھانے ہیں، ملازمین کی تنخواہیں بھی اسی ratio سے بڑھادیں تو ہمیں یہ قبول ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم وزیروں کو فٹیر نہیں دیکھنا چاہتے تو پھر یہ صوبے کے باقی فٹیروں کا بھی مال بدلیں۔ اسی ratio سے سب ملازمین کی تنخواہیں بھی بڑھادیں تو ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔ (قطع کلامیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ One at a time. جی شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس کا درمیانی راستہ یہ ہے کہ آج یہ اینا بل واپس لے لیں، کل بجٹ ہے، بجٹ میں غریبوں کو کوئی relief نہیں دے رہے جبکہ اپنے وزراء کے لئے اتنی زیادہ مراعات کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اس سے عوام کو بہت غلط پیغام جانے گا لہذا میں وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ اسے واپس لے لیں اور اگر ایوان کی رائے لینی ہے تو آپ تمام وزراء کو باہر نکال دیں تو پھر حکومتی منجز والے سارے ایم۔ پی۔ ایز بھی ہمارے اس موقف کی تائید کریں گے کہ یہ بل واپس لیا جائے۔

(قطع کلامیں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order please, Order please

One at a time. Maintain the order of the House and then one by one you can speak. I am not stopping you but please maintain the order. One at a time.

آپ سب حضرات بیٹھ جائیں، پلیز! تشریف رکھیں۔

This is no way. You sit down. I will give the floor to everybody. I will give the floor one by one. Please sit down.

مٹے آپ سب لوگ بیٹھیں پھر میں بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ Not like that رانا صاحب !
پہلے ارشد لودھی صاحب بات کریں گے پھر آپ کو موقع ملے گا۔ جی ارشد لودھی صاحب !

وزیر زراعت، جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف، ہمارے رانا صاحب اور ارشد بگو صاحب نے کیا کہا میں اس پر نہیں جا رہا۔ میں صرف آپ سے بڑے ادب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب قائد حزب اختلاف اور رانا صاحب اٹھے تو وہ کون سے پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھے تھے؟ یہ رولز آف پروسیجر کتاب کیا کہتی ہے؟ میں رولز کی بات کر رہا ہوں۔

رانا منشاء اللہ خان: جناب سپیکر! Chair کو question نہیں کیا جاسکتا یہ کس رولز کے تحت ایسا کر رہے ہیں؟ chair کے conduct کو تو discuss ہی نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ہمیں بتادیں کہ کس رولز کے تحت ایسا کر رہے ہیں؟ مجھے یہ اس متعلقہ رول کا حوالہ دے دیں؟
وزیر زراعت: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں۔

رانا منشاء اللہ خان: NO، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کے conduct کو discuss نہیں کر سکتے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ جب کبھی اس procedural

rules کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو then honourable member is entitled to raise a point of order. میں پوچھتا ہوں کہ کون سی خلاف ورزی ہو رہی تھی کہ قائد حزب اختلاف اور رانا صاحب نے اٹھ کر point out کیا ہے کہ اس بل کو پیش ہی نہ کیا جائے؟ ابھی تو یہ بل کابینہ کو جانے گا۔ وہاں discuss ہونے کے بعد دوبارہ ایوان میں آنے گا۔ اس وقت آپ اس بات discussion کریں، اپنی ترامیم دیں، نکتہ چینی کریں لیکن اجابات کی زینت بننے کے لئے رولز کی خلاف ورزی نہ کریں۔ میں اس بات آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔ مجھے رانا صاحب یا قائد حزب اختلاف بتادیں کہ کون سے رولز کی خلاف ورزی ہوئی تھی کہ جس پر انہوں نے point of order raise کیا۔

رانا منشاء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ارشد لودھی صاحب سے گزارش کروں گا کہ "Nip the evil in the bud" ہم اس اصول کے تحت بات کر رہے تھے کہ اس برائی کو اسی وقت دفن کر دیا

بلنے۔ یہ بہت بڑی برائیاں ہیں جو کہ 1985 سے چلی آرہی ہیں۔ یہ ختم ہونے کو نہیں آرہیں۔
جناب ذہنی سپیکر: ارشد لودھی صاحب بڑے تجربہ کار سینئر وزیر ہیں۔ وہ جو بات کرتے ہیں اس
میں وزن ہوتا ہے۔ جی رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہاں پر مشتاق کیانی صاحب نے فرمایا ہے کہ قائم حزب
اختلاف کو لیٹیوں کی unlimited سہولت دے دی گئی ہے۔ Under the Rules and the
Privileges Act قائم حزب اختلاف وہ مددے rights رکھتے ہیں جو کہ ایک وزیر کے ہیں۔ مگر
ایسا نہیں کیا گیا، اس کو کٹ دیا گیا تھا۔ ان کے لیٹیوں کی entitlement ابھی تک unlimited
نہیں ہوئی۔ یہ ذرا اسی درستی کر لیں۔ you are the custodian of the House لیکن آپ
کے پاس تو 84 ماڈل گاڑی ہے [*****]

وزیر پبلک، ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر ایوانٹ آف آرڈر۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب ان سے کہیں کہ پہلے میری بات سنیں۔

جناب ذہنی سپیکر: آپ ٹھنیں ' Let him say and then you reply. I will give the
floor to you.

وزیر پبلک، ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! we are not فوج ظفر موج۔

جناب ذہنی سپیکر: نہیں نہیں، ' It has been expunged. [*****] you are not the

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہم اس بل کی اس لئے مخالفت کر رہے ہیں کہ جب پہلے
furnishing ہوتی تھی تو اس کی ایک limit تھی اگر آپ اس کو unlimited کر دیں گے تو
lets say اور could be five millions or it could be ten millions
ہے اور اگر آپ اس کو furnish کر دیں گے Who is going to answer for that? میں

* حکم جناب سپیکر ایوانٹ آف آرڈر سے حذف کئے گئے۔

کسی وزیر کا نام نہیں لیتا۔ جب یہ اپنے گاؤں یا گھروں کو جاتے ہیں تو یہ اسے official visit declare کرتے ہیں۔ Which is against the basic principle یہ لکھتے ہیں کہ،

"Four to so, having a meeting with Mr. so and so which is wrong."

میں ان کے T.A/D.A کی بات نہیں کرتا۔ ان کو بجلی فری سٹے می، گیس فری ہو می، گھر دفتری ہو می۔ آپ دیکھیں گے کہ بجٹ میں ان کے گھروں کی furnishing پر کتنے کروڑوں روپے کے

اخراجات آ جائیں گے اور کل کو They will have to go again like Mian Manzoor

Wattoo to answer in the Accountability Court. ہم اسی لئے اس کی مخالفت کر

رہے ہیں۔ ہم اخراجات کی زینت کے لئے نہیں کر رہے بلکہ اجلوں نے تو یہ لکھا ہے کہ اسمبلی نے

اپنے وزراء کے لئے یہ بل پاس کر لیا ہے۔ مدارا اس صوبے کے Exchequer کو بچانے کے لئے

اس پر good governance کے لئے آپ اسے نہیں kill کر دیں۔ They all can afford

good residences یہ رہ سکتے ہیں، یہ وزیر سٹے سے پہلے بھی رہتے تھے۔ یہ حکومت پر بوجھ نہ

ہیں۔ آپ Just look country around India کہ وہیں وزیراعظم کا کیا گھر ہے؟ آپ

austerity پر جائیں، آپ غریبوں کی بات کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ بجٹ میں کھانے پینے کی

چیزیں منگنی کر دی ہیں، تیل پر ڈیوٹی لگا دی ہے، آٹا منگا ہوا گیا ہے، بجلی منگنی ہو گئی ہے۔ میری

گزارش ہے کہ آپ اس طرف توجہ دیں۔ بچانے اس کے کہ ہماری لٹیشن ہو، آگے پیچھے پولیس اور

گازیاں ہوں۔ You have all the things رولز بھی ہیں لیکن مدارا رولز پر مت جائیں بلکہ اس

کی spirit دیکھیں۔ جیسے رانا صاحب اور بگو صاحب نے کہا کہ یہ تو basic qualification ہے کہ

پارلیمانی سیکرٹری بھی ایم۔ پی۔ اے اور آپ بھی ایم۔ پی۔ اے ہیں But it is a matter of pick

and choose کسی کی سفارش نہ گئی، کسی کا ابو ایم۔ این۔ اے تھا وہ بن گیا اور کسی کا چاچا

ایم۔ این۔ اے تھا وہ بن گیا۔ یہاں کوئی امتحان دے کر نہیں ہونے۔ اسی طرح this will bring

You will have bad results bad feeling ہو گا اور

جناب محمد وقاص، پروانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب already بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، لا، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین اپوزیشن نے اپنے خیالات کا اظہار پوانٹ آف آرڈر پر کر دیا ہے حالانکہ قواعد و ضوابط کے مطابق آپ نے جو فیصلہ فرمایا وہ درست تھا۔ حکومت نے بل introduce کیا اور آپ نے اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ میں یہاں خاص طور پر معزز اراکین اپوزیشن سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً گزشتہ چھ سات ماہ سے اس معزز ایوان میں بڑی اہمی روایات قائم ہوئی ہیں۔ ہم نے قانون سازی کے حوالے سے ایک نئی روایت قائم کی ہے کہ ہم اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور ان کی جو بہتر بات ہوتی ہے، جو ان کی اصولی بات ہوتی ہے ہم اس پر concede کرتے ہیں اور ہم ان کی ترامیم consensus کے ساتھ ایوان میں لے آتے ہیں۔ اس معزز ایوان میں یہ ایک اہمی روایت قائم ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ارشد گوباب نے بالکل درست فرمایا کہ حکومت نے ایک بل پیش کیا ہے اور اگر اس پر ہمارے دوستوں کی reservations ہیں تو ان کو پورا موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کریں لیکن ایک طریقہ کار کے مطابق وہ طریقہ کار ان کے پاس available ہے۔ یہ اس بل پر اپنے اختلاف کا حق ختم نہیں کر چکے بلکہ وہ اختیار ان کے پاس موجود ہے لیکن ان سے میری یہ استدعا ہے کہ اس حق کو یہ مناسب وقت پر استعمال کریں۔

جناب والا دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے کچھ اہمی روایات قائم کی ہیں۔ میں آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ یہ بل سینیٹنگ کمیٹی کے پاس چلا گیا ہے۔ آپ وہاں اسے consider ہونے دیجئے۔ اس کے بعد یہ ایوان میں آنے کا تو آپ اس پر ترامیم دیجئے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے اور ہم اس کو consensus کے ساتھ لے کر آئیں گے۔ اگر تمام معزز ایوان یہ بات چاہے گا کہ اس بل کو نہیں آنا چاہیے تو شاید ہم نہ لائیں لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جو بھی فیصلہ ہو گا وہ consensus کے ساتھ ہو گا۔

ہم آپ کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ آپ کی طرف سے جو ترامیم آئیں گی ہم ان کو اکثریت کے بل بوتے پر رد نہیں کریں گے بلکہ ان کو وزن دیں گے لیکن عدا کے لئے کوئی طریقہ کار اختیار کیجئے اور اس کے مطابق چلیں۔ جب ہم آپ کے ساتھ ایک فیصد کرپکے ہیں اور عملی طور پر اس پر عملدرآمد کر کے بھی دکھائے ہیں کہ آپ کی طرف سے ترامیم آتی ہیں تو ہم ان کو وزن دیتے ہیں۔ ہم ان کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کو adopt بھی کرتے ہیں اور اس حد تک کرتے ہیں کہ ہم اسے move بھی اپوزیشن کے ممبر کی طرف سے کرواتے ہیں۔ اپوزیشن اور حکومتی شیڈ کے درمیان قانون سازی کے حوالے سے جو اعتماد کی ضما قائم ہونی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسے ختم نہیں کرنا چاہیے اور آپ کو یہ بات بالکل ذہن میں رکھنی چاہیے کہ آج ہماری حکومت بھی عوام کی منتخب حکومت ہے۔ عوام کے آگے آپ سے زیادہ ہم جوابدہ ہیں۔ ہمیں آپ سے بہتر اس بات کا احساس ہے کہ کل ہم نے جا کر عوام کو کیا جواب دینا ہے؟ کیونکہ ہم گورنمنٹ میں ہیں اور آپ اپوزیشن میں ہیں۔ ہمیں اس بات کا آپ سے بہتر احساس ہے کہ عوام کے مفاد میں کیا ہے اور عوام کے مفاد میں کیا نہیں ہے؟

آپ نے یہاں پر تنخواہوں کی بات کی۔ میں کہتا ہوں کہ تھوڑا سا صبر کیجئے، وقت آنے دیجئے کل بجٹ پیش ہو گا اور دیکھنے کہ کیا تنخواہوں میں اضافہ ہوتا ہے یا نہیں؟ وفاق میں اضافہ ہو چکا ہے یا نہیں؟ لیکن یہ ساری باتیں وقت پر کرنی چاہئیں اس لئے آپ سے میری استدعا ہے کہ تھوڑا سا صبر سے کام لیجئے۔ یہ سینڈنگ کمپنی کے پاس چلا گیا ہے۔ اسے وہاں consider ہونے دیجئے۔ آپ اپنی ترامیم دیجئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی ترامیم کو وزن دیا جانے کا اور کوئی بھی ایسا فیصلہ نہیں کیا جانے گا جو عوام کے وسیع تر مفاد میں نہ ہو۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سیکرٹری گزارش ہے کہ یہاں پر جتنی بحث ہو رہی ہے اس پر اگر ہر معزز رکن دل پر ہاتھ رکھ کر یہ بات کہے اور اس پر سوچے تو اس کے دل میں ضرور یہ بات ہے کہ اس موقع پر جو یہ چیز پیش کی گئی ہے یہ ظریب مزدوروں کے ساتھ، ظریب عوام کے ساتھ بڑا سنگین مذاقی ہے۔ یہ پیسا جو لیکسوں کے ذریعے خزانے میں آتا ہے یہ کسی کے باپ دادا کی جاگیر نہیں ہے بلکہ یہ ظریب عوام کا پیسا ہے لیکن اس کی اس طرح بندر بانٹ کرنا اٹھانی زیادتی ہے۔ میں اس میں یہ

عرض کروں گا کہ اگر۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری یقین دہانی کے بعد یہ ممبر بندر بانٹ کی بات کر رہے ہیں۔ حکومت عوام کے حقوق کی custodian ہے اور ہم بستر جاتے ہیں کہ حکومت نے اپنے وسائل عوام پر کس طرح استعمال کرنے ہیں۔

رانا منیا اللہ خان، جناب سپیکر! وفاق میں پوری عوام کو پندرہ فیصد مسکنی الاؤنس دیا گیا ہے۔ یہ یہاں بھی پندرہ فیصد ہی دیں گے؟ اگر یہ یقین دہانی کروادیں کہ یہ پندرہ فیصد سے زیادہ اضافہ نہیں کریں گے تو ہم اسے consider کر لیتے ہیں۔ یہ بجٹ میں لوگوں کو جتنے فیصد ریٹیف دیں گے یہ وزراء کو بھی اتنے فیصد ہی دیں۔ یہاں پر تو اضافہ 75 فیصد ہے اور وہاں پر 15 فیصد ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! بجٹ سے پہلے یقین دہانی کیسے کروائی جاسکتی ہے؟

جناب ذمہ سپیکر، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے اس بات پر اعتراض کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم consensus سے اس بل کو take up کریں گے۔ اگر ضروری ہو تو اسے take up کریں گے۔ اگر ضروری نہ ہو تو اسے take up نہیں کریں گے۔

It has gone to the Standing Committee. Let the Standing Committee discuss, let the House discuss, and after that the decision will be taken.

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ منسٹر صاحب نے سابقہ روایات کا حوالہ دیا کہ ہم باہمی افہام و تفہیم سے آپس میں بات کر کے بل اسمبلی میں لائے ہیں اور انہوں نے یہ بالکل ٹھیک بات فرمائی ہے کہ اپوزیشن نے بعض بل واپس لئے ہیں اور بیٹھ کر consensus کے ساتھ بات کی ہے لیکن یہ ایک بالکل متنازع بل ہے۔ اس لئے ہماری اتناں ہے کہ یہ اس بل کو واپس لیں۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور بیٹھ کر بات کرتے ہیں اس کے بعد اگر کوئی consensus آتا ہے تو یہ ایوان میں پیش کریں ورنہ براہ مہربانی یہ سارے ایوان کو عوام میں ذلیل و خوار نہ کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے جو بات کی ہے already لاہ منسٹر صاحب نے اسی بات پر کہہ دیا ہے

کہ After it comes back from the Standing Committee to the House اس میں

consensus کیا جائے گا۔

رانا منامہ اللہ خان، جناب سپیکر! consensus کے بعد یہ بل سینڈنگ کمیٹی کو چلا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، وہ تو سینڈنگ کمیٹی کو چلا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو already چلا گیا ہے۔

رانا منامہ اللہ خان، جناب سپیکر! ایوان کے پاس withdraw کرنے کی power ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن already میں نے ایک decision لے لیا ہے۔ I You know that

never take back my decisions. وہ آپ کے حق میں ہو، چاہے غلاف ہو۔ اب ایک

فیصد ہو چکا ہے لیکن مجھے لاہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ آپ کی رائے کا وزن ہے، احترام ہے اور

آپ نے جو point of view دیا ہے وہ واضح ہے۔

The message has gone to the treasury benches and the treasury benches have also given their own opinion.

انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ بل اس ایوان میں آنے کا تو اس میں آپ کی رائے کو اہمیت دی جائے گی اور

consensus کے ساتھ اسے منظور کیا جائے گا یا withdraw کیا جائے گا۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! withdraw نہیں کیا جائے گا۔ ہم نے اسے روز کے تحت put کیا

ہے اور یہ روز کے تحت سینڈنگ کمیٹی کو جانے کا اور روز کے تحت ہی اس پر بحث کریں گے

اور اسے take up کریں گے۔

رانا منامہ اللہ خان، جناب سپیکر! اگر یہ بات ہے تو میرا اس کا حصہ نہیں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کی وضاحت اپنی جگہ پر لیکن لاہ منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے انہوں

نے یہی کہا ہے کہ

After taking into consideration from both the sides and after the Committee

ایوان میں آنے کا پھر اس پر بحث ہو گی اور ان کی رائے کو بھی اہمیت دی جائے گی۔ اس کے

This is what I am saying بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ اس کے بارے میں کیا کیا جائے؟

قائم حزب اختلاف، جناب سپیکر! راجہ صاحب نے ابھی کہا کہ ہمیشہ اپوزیشن سے consensus کر کے ہم نے بل پاس کئے ہیں۔ اس بات کا ہم اعتراف کرتے ہیں کہ جو چیز مصلحتاً ہمیں ہو گی عوام کے مصلحتاً ہو گی، ہم بالکل ان کے ساتھ consensus کر کے اس ایوان میں اس کو پاس کریں گے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو بل پیش کیا گیا ہے یہ عوام کے ساتھ مذاق ہے۔ ہم اس بل کو پیش کرنے میں یا اسمبلی کی کسی کمیٹی کو بھیجنے کے بھی حق میں نہیں ہیں اس لئے ہم اس کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر تحفظ ماحولیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحولیات، اس وقت جو ایم۔ پی۔ ایز صاحبان یہاں بیٹھے ہیں یا وزراء صاحبان بیٹھے ہیں یہ لاکھوں کروڑوں عوام کے نمائندے ہیں۔ اگر وزیر کی کارٹونی مہموتی ہو، اگر وزیر کا گھر نونا پھونا ہو تو عوام کیا کہتی ہے کہ اچھا وزیر ہے اس کی تو کار بھی نونی مہموتی ہے۔ اس کے پاس تو گھر بھی صحیح نہیں ہے۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں۔ ہمارے حلقے کے عوام آتے ہیں، وہ آ کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان کا وزیر عزت سے رہ رہا ہے۔

پارلیمانی سپیکر نری برانے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

پارلیمانی سپیکر نری برانے پارلیمانی امور، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس ایوان کا بنیادی مقصد قانون سازی ہے۔ اس کے ایک ایک نکتے کے اندر قانون کی پاسداری موجود ہے۔

The Bill was tabled by the Government. There are no details whether the Bill was right or wrong? You sent that Bill to the Committee. The Bill has been referred. Each and single word said here should be expunged from the proceedings. That has no merit here.

جتنے بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے گئے ہیں ان کی قانون کی کتاب کے اندر کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اس ایوان کو حاسطے کے مطابق چلائے ہونے ان الفاظ کو expunge کر دیا جائے۔

جناب ذمہ سیکر، یہ ایوان روز کے مطابق چلے گا۔ اگر کوئی چیز روز کے against ہے That will be expunged.

محترمہ انبساط خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذمہ سیکر، جی بی بی!

محترمہ انبساط خان، جناب سیکر! میں یہاں بڑی دیر سے بحث سن رہی ہوں۔

جناب ذمہ سیکر، اس سے پہلے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں آج کے اجنڈے کی اعلیٰ آئٹم محکمہ محنت پر عام بحث ہے۔ اس پر بحث کا آغاز وزیر محنت کی تقریر سے ہو گا۔ تاہم دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹنیں مجھے بھجوا دیں۔ اب آپ فرمائیں!

محترمہ انبساط خان، جناب سیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ مایوسیوں کے بدلے ایوزیشن کو بری طرح سے گھیرے ہونے ہیں اور یہ ہم سمجھتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ حکومت میں کبھی آئیں گے اور مذہبی کبھی وزیر بنیں گے۔ میں آپ کے توسط سے ایوزیشن لیڈر جناب قاسم حیات سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ کروڑوں لوگ جو پاکستان پیپلز پارٹی میں طریت کے اندھیروں میں دفن ہیں انہوں نے 1993 یا 1988 میں ان کے لئے کیا کیا؟ کیا انہیں وہ وقت یاد نہیں جب یہ لوگ اپنی انر کنڈیشنڈ کاریوں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہی ہیں؟
آوازیں، بات کرنے دیں۔

MS EMBESAT KHAN: Don't they have a dictatorial policy in their own Jamhuri Party? Is anybody allowed to speak there?

اور آج اگر یہ ایک بل پیش ہوا ہے اور اس کو پیش کیا گیا ہے اور ان کی اس میں reservation موجود ہیں۔ Can't they sit with the Government? every man سے ہر بندہ

out of them جب یہ ایل۔ایف۔او سے agree نہیں کرتے، جب یہ جنرل پرویز مشرف سے agree نہیں کرتے تو یہ پنجاب اسمبلی سے اپنی salary ہر مہینے کیوں لیتے ہیں؟ یہ اپنی ایک مہینے کی salary give up کر کے دکھائیں ہم ان کو ایڈر مائیں گے۔ جتنے استحقاقات ان کو پنجاب حکومت کی طرف سے بطور ایم۔پی۔اے ملتے ہیں اور پنجاب اسمبلی کی طرف سے ملتے ہیں۔ Don't

they utilise them in their best public interest. روزانہ یہاں پر حکومتی نیچوں کی تذلیل کرتے ہیں۔ ان کو اپنا وقت بھول گیا ہے جب ان کے motor garage پر مٹی گازیوں پر مٹی ہوتے تھے۔۔۔

محکمہ محنت پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ اب لیبر ڈیپارٹمنٹ پر عام بحث شروع ہوتی ہے اور وزیر محنت کو بات کرنے دیں۔

I will ask the one of the Honourable Ministers to request the opposition to come in. One Honourable Minister may go to request the Opposition.

(اس مرحلہ پر وزیر زراعت جناب محمد ارشد خان لودھی معزز ممبران حزب اختلاف

کو ایوان میں واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر محنت و افرادی قوت، بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب سیکرٹری آج محکمہ محنت پر عام بحث کا دن ہے۔ میرا خیال تھا کہ شاید پہلے کچھ دوست اس پر بات کریں گے۔ جب ان کی طرف سے اجمعی تجاویز اور آراء آئیں گی تو پھر میں اس پر بات کروں گا لیکن جناب نے حکم دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب پہلے مجھے ہی اس پر بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آپ نے پہلے اپنے محکمے سے متعلق پالیسی statement دینی ہے اس لئے پہلے آپ نے ہی تقریر کرنی ہوتی ہے۔

وزیر محنت و افرادی قوت، جناب سیکرٹری! میرے محکمے کا نام ہی محنت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مزدور کی مزدوری اس کا پینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محنت میں ہی عظمت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ روزی وہ رزق سب سے بہتر ہے جو ہاتھوں کی محنت سے مزدوری کر کے کمایا جائے۔ اس کی مختلف مثالیں ہتی ہیں۔ حضرت علی کریم اللہ وجہ نے ایک یہودی کے باغ میں چند کمجوروں کے محض مزدوری کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جو تاغودسی یا کرتے تھے وہ اپنی قمیص میں خود پیوند لگایا کرتے تھے۔ حضرت نوح اور حضرت اویس وہ زرہ بگتر اور بڑھنی کا کام کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ مل کر ٹنڈی کھودی اور یہ ثابت کر دیا کہ محنت میں ہی عظمت ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جس وقت سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے بحیثیت وزیر اعلیٰ اس صوبہ کا چارج سنبھالا انہوں نے صوبے میں اصلاحات کا اعلان کیا اور ہر شعبے میں اصلاحات کیں۔ جس طرح کہ تعلیم میں 'زراعت میں' آبپاشی میں 'صحت میں انہوں نے اچھے اقدامات کئے اور اصلاحات کیں۔ اسی طرح جب انہوں نے چارج سنبھالا تھا تو انہوں نے ایک اعلان فرمایا تھا کہ میں اس صوبے کی لیبر پالیسی اور اس صوبے کی صنعتی پالیسی میں انقلابی اقدامات لے کر آؤں گا اور آپ نے دیکھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2003 کی صنعتی پالیسی کا جو اعلان کیا صنعتی پالیسی اور لیبر پالیسی آپس میں connected ہیں۔ چونکہ صنعت جب ہوگی تب ہی مزدور بھی ہوگا، جب مزدور ہوگا تو تب ہی

صنعت ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی صنعتی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے یہ بات کہی تھی کہ وہ صنعت کار کو بہترین صنعتی ماحول provide کرنا چاہتے ہیں۔ وہ صنعتکار کو بہترین صنعتی ماحول اس لئے دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنے انداز میں اپنی صنعت کو چلا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ کسی بھی ملک میں صنعت نے اس وقت تک ترقی نہیں کی جب تک کہ اس میں سے حکومتی اہلکاروں کی مداخلت ختم نہیں کی گئی۔ آپ انھارویں صدی میں دیکھ لیں یورپ میں جو ترقی ہوئی ہو سکتا ہے اس میں کافی factors ہیں لیکن وہاں صنعتی ترقی کا main factors حکومتی اہلکاروں کی عدم مداخلت تھا۔ بیسویں صدی میں امریکہ میں جو صنعتی انقلاب برپا ہوا، تاریخ شاہد ہے اور تمام دنیا جانتی ہے کہ اس انقلاب میں بھی بہت سے factors ہو سکتے ہیں لیکن main factor یہی تھا کہ حکومتی اہلکاروں کی مداخلت کو کم کیا جائے۔ اسی طرح پاکستان میں 1960 کی دہائی میں جو ترقی ہوئی اس سے بھی ہم سب واقف ہیں کہ وہ بھی اسی صورت میں ہوئی کہ حکومتی اہلکاروں کی مداخلت کو کم کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی طرف سے اور صنعتکاروں کی طرف سے یہ دیرینہ مطالبہ تھا کہ حکومتی اہلکاروں کی مداخلت کو کم سے کم کیا جائے، تبھی صنعت ترقی کرے گی۔ کیونکہ جب صنعت ترقی کرتی ہے تبھی ملک ترقی کرتا ہے، تبھی صوبہ ترقی کرتا ہے۔ میں آج یہ بات لڑ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس نکلے میں سے صنعتکار کو بہترین صنعتی ماحول دینے کے لئے لبر انسپیکٹر اور سوشل سیکیورٹی آفیسر کی کارخانوں میں مداخلت قلعی طور پر بند کر دی اور آج تمام کارخانہ دار اس بات پر خوش ہیں، تمام مزدور اس بات پر خوش ہیں کہ اب کسی اہلکار کی جرات نہیں ہے کہ وہ کسی کارخانے کے اندر جا کر کارخانہ دار کو تنگ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں وزیر اعلیٰ پنجاب نے صنعتکار کو اتنا بہترین صنعتی ماحول provide کیا اور یہ جیہ صاحب کے لئے بھی بڑی خوشی کی بات ہے کیونکہ وہ وزیر صنعت ہیں اور بات سن رہے ہیں کہ جہاں وزیر اعلیٰ صاحب نے کارخانہ دار کو بہترین صنعتی ماحول دیا وہاں انہوں نے مزدور کے لئے بھی بہترین پیکیج کا اعلان کیا۔ جہاں وزیر اعلیٰ صنعت کو بہتر انداز میں چلانا دیکھنا چاہتے ہیں وہاں وزیر اعلیٰ پنجاب مزدور کے چہرے پر بھی سرخی دیکھنا چاہتے ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے ان کی پالیسی نے مزدور کو خوش حال بنایا اور اس کی

غوشیوں کو دوبلا کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان کیا تھا تو اس وقت انہوں نے اس بات کا بھی اعلان کیا تھا کہ دو سالوں میں مزدوروں کی بہتری کے لئے پانچ ارب روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ وہ پانچ ارب روپیہ دو سالوں میں مزدور کی صحت کو بہتر بنانے کے لئے ہسپتالوں پر خرچ ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انسان کی صحت بہتر ہوتی ہے تو اس کا دماغ بہتر ہوتا ہے اور بہتر دماغ صحت مند معاشرے کو جنم دیتے ہیں اور جب معاشرہ صحت مند ہوتا ہے تو وہاں سے برائی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی ہے۔ آج میں اس بات کا اعلان کرتے ہوئے غوشی محسوس کر رہا ہوں کہ اس وقت چودہ سو بستروں پر سوشل سکیورٹی کے ہسپتال موجود ہیں جہاں مزدور کے لئے علاج معالجہ کی تمام سہولتیں موجود ہیں تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ اعلان کیا ہے کہ یہ چودہ بستروں سے بڑھا کر ہم اب بیستیس سو بستروں تک لے جائیں گے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

چند دنوں تک وزیر اعلیٰ پنجاب شاہدہ میں سو بستروں کے ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھیں گے جس کے مینڈر منظور ہو چکے ہیں اور اس کے لئے نو کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ اسی طرح سیالکوٹ میں سو بستر کا ہسپتال اور جناب سپیکر آپ کے ہی علاقہ مظفر گڑھ میں بھی سو بستر کا ہسپتال بن رہا ہے۔ اسی طرح جھوپورہ اور سندر (لاہور) میں بھی سو بستروں کے ہسپتال بن رہے ہیں اور ہا کے فضل و کرم سے صوبہ کے مزدور کے لئے بہتری کا سامان مہیا کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ہمارے محکمہ صحت میں ورکرز ویلفئر بورڈ دن رات محنت کر رہا ہے۔ ورکرز ویلفئر بورڈ کا کام یہ ہے کہ مزدور کے بچے کو تعلیم دینا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب انسان علم حاصل کرتا ہے، جب انسان علم کی روشنی سے روشناس ہوتا ہے تو وہ ہا کے قریب ہو جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں جب انسان ہا کے قریب ہوتا ہے تو جہات خود بخود اس سے دور ہو جاتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشن ہی یہی ہے کہ صوبہ سے جہات دور ہو، اس صوبہ سے اگلاں دور ہو، اس صوبہ سے غربت دور ہو تو ورکرز ویلفئر بورڈ کے تحت 22 سکول مزدوروں کے بچوں کے لئے کام کر رہے ہیں جس میں سو ہزار بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ورکرز ویلفئر بورڈ کے سکولوں کا سینڈرز ڈیپن ہاؤس سکولوں کے برابر ہے۔ وہاں انکس میڈیم کی تعلیم دی جاتی ہے اور وہاں یونیفارم سے لے کر کتابوں تک فری ہیں اور کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

(اذانِ عشاء)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں معزز منسٹر سے باہر درخواست کروں گا کہ ایوزیشن کے پاس جائیں اور انہیں لائیں۔

آوازیں، گئے ہونے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر انہیں اگر غریبوں کا احساس ہو تا یا مزدوروں کی کوئی بات کرنی ہوتی تو وہ ایوان میں بیٹھے ہوتے۔ انہیں کوئی احساس نہیں ہے۔ آپ بس دعا کریں اور ہمیں اجازت دیں کہ ہم گھر جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجھا صاحب آپ مہربانی کر کے ایوزیشن کو واپس لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر جناب مناظر حسین راجھا وزیر کالونیز معزز ممبران حزب اختلاف

کو ایوان میں واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

محترمہ لبنی طارق، یوانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بی بی ا

محترمہ لبنی طارق، جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے اپنے ایوزیشن کے بھائیوں سے یہ سنا ہا ہوں گی کہ جو ایچی واک آؤٹ کر کے باہر چلے گئے ہیں۔ وہ نعرہ تو ساری عمر رولی کپڑے اور کھان کا لگاتے رہے ہیں۔ آج جب "بیر" پر بحث شروع ہوئی ہے تو وہ لوگ باہر جا بیٹھے ہیں۔ یہ جو غریبوں کی آواز اٹھاتے ہیں تو یہ کیا سارا تھا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہ صاحب ا

وزیر محنت و افرادی قوت، جناب سپیکر میں عرض کر رہا تھا کہ محکمہ محنت کا ورکرز ویلنیر بورڈ مزدور کے بچوں کے لئے تعلیم کا کسی طرح بندوبست کر رہا ہے۔ ہم نے ان سکولوں میں تعلیم کے لئے جو 70 فیصد مزدوروں کے بچے اور 49 فیصد عام بچے بھی داخل ہو

سکتے ہیں لیکن جہاں مزدور کے بچے زیادہ ہوں تو ہم اس تناسب کو بڑھا بھی سکتے ہیں۔ اسی طرح ورکرز ویلفیئر بورڈ کا دوسرا کام مزدور کے لئے بھرت مہیا کرنا ہے۔ اس کے لئے سیالکوٹ میں 570 ملٹی سنوری ٹھیک بنانے گئے ہیں جن پر 39 کروڑ روپے لاگت آئی ہے۔ اسی طرح رانا ناؤن فیز 2 میں 780 کمر مکمل ہو گئے ہیں جو کہ چند دنوں تک مزدوروں کو دے دینے جائیں گے ان پر بھی 22 کروڑ روپے کے قریب اخراجات آنے ہیں۔ ہمارا حکمہ جہاں مزدور کو تعلیم سکول اور رہائش کے لئے کالونیاں اور کمر بنا کر دیتا ہے وہاں مزدور کو cash benefit بھی دینے جاتے ہیں۔ اگر کوئی مزدور طبی موت مر جاتا ہے تو اسے پہلے ایک لاکھ روپے کی گرانٹ دی جاتی تھی لیکن اب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر ہم اسے ڈیڑھ لاکھ روپے کی گرانٹ دیتے ہیں اور ہم نے اس میں 38 کروڑ روپے اس سال مزدوروں میں تقسیم کیا ہے۔ اسی طرح سٹیلٹ غریب مزدور کی دو بیٹیوں کی شادی پر ہم تیس تیس ہزار روپے فی مزدور دیتے تھے لیکن اب یہ فیصلہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کیا ہے کہ اگر کسی مزدور کی چوبی بیٹیاں بھی ہوں تو اسے تیس تیس ہزار روپے دینے جائیں۔ اسی طرح اگر مزدور کے بچے جو میرٹ پر کسی میڈیکل کالج میں یا کسی انجینئرنگ یونیورسٹی میں یا کسی اور کالج میں داخلہ لیں گے تو ان کا وظیفہ آٹھ سو روپے سے بڑھا کر اٹھائیس سو روپے کر دیا گیا ہے اور ان کے ہاسٹل کا خرچہ بھی بالکل مفت کر دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

اسی طرح COMSIT Institute جس میں طیم صاحب کا حکمہ بھی involve ہے تو اس میں ہم نے 30 فیصد مزدور کے بچوں کے لئے سیٹیں مختص کر دی ہیں۔ اس میں تمام تعلیم بالکل مفت ہے اور وہ بالکل مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اسی طرح میں یہ عرض کرتا چلوں کہ مزدور کی بہتری کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں جب اس صوبے کا جہاں کسان ترقی کرے گا وہاں مزدور بھی ترقی کرے گا اور یہ صوبہ خوشحال کی طرف رواں دواں رہے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سیکرٹری، مسز روہین جولیس

وزیر اقلیتی امور جناب سیکرٹری، شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ وزیر محنت کی تقریر سن کر بڑا حوصلہ ہوا کہ چودھری پرویز الہی صاحب نے بہت سے انقلابی اقدامات مزدوروں کے لئے کئے ہیں۔

میں یہاں پر آپ کی وساطت سے وزیر محنت سے درخواست کر رہی ہوں اور اپنے سینئری ورکرز کی طرف ان کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے بہت سے مسیحی لوگ۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئر مین چودھری محمد عظیم مگھمن

کرسی صدارت پر مستکن ہوئے)

وزیر جیل خانہ جات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین، جی

وزیر جیل خانہ جات، جناب چیئر مین! ہمیشہ عام بحث جس بھی نکلے پر ہوتی ہے تو اس میں

اکثریت اپوزیشن کی طرف سے حصہ لیتی ہے۔ ہم ممبران جو یہاں پر بیٹھے ہیں ہماری طرف سے

ہمارے وزیر نے بڑی تفصیل سے گورنمنٹ پالیسی کو discuss کیا ہے اس لئے میری یہ درخواست

ہے کہ ہم گورنمنٹ بیچوں پر بیٹنے لوگ بیٹھے ہیں ہمارے وزیر نے یہاں جو بھی statement دی

ہے یا انھوں نے جو discussion کی ہے تو ہم گورنمنٹ کے اس کام سے پوری طرح مطمئن

ہیں۔ اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ اگر اپوزیشن یہاں تشریف نہیں لاتی تو ہماری کوشش ہوگی

کہ ہم ان کو کل یہاں اس ایوان میں لے آئیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس ایوان کو

adjourn کر دیا جائے۔

ہمارے دوست اس لئے اس میں interested نہیں ہیں کیونکہ گورنمنٹ کا point of

view تو on the floor of the House آ گیا ہے۔ آپ اس ایوان کی کارروائی اب ختم کریں

کیونکہ اس میں عام بحث اپوزیشن کے لئے ہوتی ہے۔ ہمارے وزیر نے تفصیل سے discuss کر

لیا ہے۔ اب ہمیں تو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اس کو مزید discuss کریں اس لئے میری یہ

درخواست ہے کہ آپ ایوان کو adjourn کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین، جی جناب کو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب چیئر مین ۱ میں اس concept کو dispel کرنا چاہتا ہوں۔ یہ عام بحث ہے، یہ پالیسی statement نہیں تھی اور اس میں ہم بھی بہتر تجاویز دے سکتے ہیں۔ مزدور اور محنت ایک اہم issue ہے۔ اگر آج ایوان کو adjourn کرتے ہیں تو پھر اس کو pend کرنا پڑے گا لہذا میں یہ تجویز دوں گا کہ وہ دوست آئیں یا نہ آئیں ہماری طرف سے لوگ مکمل participate کریں اور کارروائی چلنی چاہیے۔ شکریہ

جناب چیئر مین، محترم روٹین جو لیس صاحبہ اپنی تقریر مکمل کر لیں۔

وزیر اقلیتی امور، شکریہ۔ جناب چیئر مین ۱ میں اس فلور سے اپنے سینٹری ورکرز کی آواز آپ تک پہنچانا چاہتی ہوں کہ کارپوریشن کے اندر جتنے بھی مسیحی سوشل ورکرز یا سینٹری ورکرز ہیں۔ یہ لوگ بہت زیادہ مسائل سے دوچار ہیں۔ سب سے پہلے تو ان کی daily wages کا مسئلہ ہے۔ ایسا کوئی حکمہ نہیں ہے کہ جو تین مہینے کے لئے کبھی بھی کسی مزدور کو رکھنا ہے۔ لیکن ہمارے سینٹری ورکرز جو سارا دن صبح سے شام تک صفائی کا کام کرتے ہیں انھیں تین مہینے کے لئے رکھا جاتا ہے اور پھر انھیں برخواست کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دوبارہ ان کی نئی appointment ہوتی ہے پھر وہ بھی تین مہینے کے لئے ہوتی ہے جس سے ان لوگوں کے اندر بالکل تسلی نہیں ہوتی اور ان میں اطمینان نہیں پایا جاتا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر محنت سے ایک درخواست کرتی ہوں کہ سینٹری ورکرز کا بہت بڑا مسئلہ ہے کہ آپ نے جہاں سوشل سیورٹی کے سکولوں کا ذکر کیا ہے، جہاں یہ آپ نے ان کے سپنالوں کا ذکر کیا ہے لیکن ہمارے سینٹری ورکرز کے لئے کسی قسم کی کوئی کالونی نہیں ہے، ان کے سکول نہیں ہیں، کچھ ریگولر ہو گئے ہیں ان کے علاوہ ان کا پنشن نہیں ہے، ان کے لئے بے اہم مسائل ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ daily wages والوں کے لئے تنخواہ بڑھانی جائے۔

جناب چیئر مین، اجلاس کا وقت مزید 15 منٹ تک بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر اقلیتی امور، اب ان لوگوں کو صرف 108 روپے تنخواہ مل رہی ہے۔ بہت تموزے سے ایسے

شہر ہیں جہاں پر ان کی تنخواہیں کچھ زیادہ ہیں۔ اب ایک انسان جو صبح سے شام تک آپ کا گند اٹھاتا ہے، صفائی کا ماحول مہیا کرتا ہے۔ اسے آپ صرف 108 روپے دے رہے ہیں۔ نہ ان کے بچوں کے لئے کوئی وظیفہ ہیں، نہ کالونیاں ہیں اور نہ ہی کوئی سکولز ہیں۔ وہ بھی یہاں کے باشندے ہیں، یہاں کے ہی لوگ ہیں۔ آپ ان کے لئے بھی کچھ اقدامات کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین، اب میں جناب وارث کلو صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب چیئرمین! میرے سارے دوست میرے بھائی ہیں لیکن چلو میں مختصر سی تقریر کروں گا۔ کہتے ہیں کہ،

ہیں تیغ بہت بندہ مزدور کے اوقات

اس وقت ملک میں جو صورتحال ہے۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر مستکن ہوئے)

جناب سپیکر، جی، کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، میں شعر عرض کر رہا تھا کہ۔

ہیں تیغ بہت بندہ مزدور کے اوقات

جناب سپیکر! آج محنت پر بحث ہو رہی ہے اس سلسلے میں میں یہ بتانا چاہوں گا کہ محنت

اور صنعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ہمارے ملک میں پچھلے کم از کم بیس چھیس سال سے جو

صنعتی زوال آیا ہے اور پچھلے تیس سال کی حکومتوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے نیشنلائزیشن جو

ہوئی، 1975-76 سے زوال شروع ہوا اور اس کے بعد لگاتار صنعتوں پر زوال آتا گیا اور ہمارے ملک

کی اکانومی بری طرح تباہ ہوئی۔ اس سے سب سے زیادہ جو badly effect ہوا وہ ہمارا مزدور effect

ہوا۔ کیونکہ جب صنعت ختم ہوتی ہے تو مزدور پر اس کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے اور اسی حالت میں

فیض احمد فیض نے کہا تھا کہ

مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ

(قطع کلامیں)

جناب سیکر، آرڈر پلیر۔ آرڈر پلیر۔ جی، کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب سیکر! میں یہاں تجویز کروں گا کہ مزدور کے بارے میں جب ہم سوچتے ہیں تو اس وقت میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے پاکستان میں 57 فیصد لوگ ایسے ہیں جو اٹھارہ سو روپے ماہوار کا رہتے ہیں۔ اٹھارہ سو below poverty line ہے تو اب اپنے مزدور کو اس کی ماہانہ انکم uplift کرنے کے لئے میں یہاں یہ تجویز دوں گا کہ جیسے بھی کوئی قوانین ہوں جیسے وزیر محنت صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کئی incentives دینے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مزدور کی ماہانہ تنخواہ کم از کم پانچ ہزار ہونی چاہیے۔

دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تنخواہ اور یہ ماحول مزدور کے لئے اس وقت سازگار ہو گا جب ہماری صنعتیں بڑھیں گی اور صنعتوں کے لئے صنعتی پالیسی ہماری حکومت بنا رہی ہے۔ جب ہماری صنعتی پالیسی ملک میں پوری طرح enforce ہو جائے گی جو کہ پچھلے تیس سال سے صنعتوں کا برا حال ہوا تھا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت مزدور کی حالت بہتر ہو گی۔ ابھی ہمارے وزیر محنت نے مزدوروں کے لئے سکولوں اور ہسپتال کی بات کی ہے تو اس سلسلے میں، میں یہ تجویز دوں گا کہ مزدوروں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اس حساب سے سکول ابھی کم ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ مزدوروں کے بچوں کے لئے سکولوں کی تعداد بڑھانی جانی چاہیے۔ اسی طرح ان کے لئے جو مخصوص ہسپتال ہیں ان ہسپتالوں کو بھی تحصیل یول تک پہنچانا چاہیے تاکہ اس کے قرابت صحیح طور پر مزدور تک پہنچ سکیں اور ادویات بھی وہاں پر مفت فراہم ہونی چاہئیں۔ کیونکہ مزدور ہی ہمیشہ کی ریزرو کی ہڈی کا کام دیتے ہیں۔ اگر آپ کا مزدور صحت مند نہیں ہو گا، تو انہیں ہو گا تو وہ کام نہیں کرے گا اور آپ کی پوری مصیبت نہیں چل سکے گی۔ اس سلسلے میں، میں ایک اور تجویز دوں گا کہ ہمارے ملک میں مزدور کو ہنر مند کرنے کے لئے پوری طرح equip نہیں کیا جاتا تو میں وزیر محنت صاحب سے عرض کروں گا کہ مزدور کو تیار کرنے کے لئے، مختلف ہنر سکھانے کے لئے بھی کوئی نہ کوئی بندوبست ہونا چاہیے تاکہ وہ پوری طرح equip ہو سکے اس کے پاس ہنر پورا ہونا چاہیے۔

میری ایک اور تجویز ہے کہ ہماری 70 فیصد آبادی دیہاتوں میں ہے اور زراعت سے directly relate کرتی ہے۔ ہمارا یہ شبہ محکمہ محنت صرف صنعتی مزدور کی ویلفیئر کے لئے کام کرتا ہے اور ابھی تک جو زرعی مزدور ہے اس کی خلق و بہبود کے لئے اور اس کو اس حد تک مزدور کی کوریج میں نہیں لیا جاتا۔ میں یہاں تجویز کروں گا کہ ہمارے دیہاتوں میں جو مزارع ہیں دیہاتوں میں کھیتوں میں کام کرنے والے جو مزدور ہیں ان کو بھی وہ سولیات ملنی چاہئیں جو کہ صنعتی مزدور کو مل رہی ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگے سپیکر محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ اگے سپیکر ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ ہیں۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے معزز ممبران بڑی اچھی اچھی تقاریر کر چکے ہیں اور انہوں نے مزدوروں کے لئے بڑی مراعات کا اعلان بھی کیا ہے اور اپنی recommendations بھی دیں۔ لیکن میں اس موقع پر انہیں صرف ایک پیغام دینا چاہوں گی تاکہ غواتین کی طرف سے ذرا different recommendations ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ محنت میں ہی عظمت ہے اور اسلام کا بنیادی فلسفہ ہی محنت کے ارد گرد گھومتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ محنت کریں یہاں تک کہ آپ اپنی زندگی کا مقصد عظیم حاصل کریں اور مزدور کے لئے یہ ہے کہ آپ مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی ادا کر دیں۔ جب مسلمانوں نے محنت کی تو ان کی سلطنت کا سورج غروب ہی نہیں ہوتا تھا۔ جب محنت سے ہی چرایا تو ہم سب متعبد ہو کر رہ گئے۔ قائد اعظم نے فرمایا کہ "ناکامی وہ لفظ ہے جسے میں جانتا ہی نہیں"۔ یہ صرف ان کی محنت ہی کا نتیجہ تھا کہ قیام پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔ چونکہ ہم سب مزدور ہیں اور ہم سب محنت کرتے ہیں۔ قائد اعظم نے فرمایا تھا کہ "جاؤ اتھک محنت کی اتھاہ گھرائیوں میں ڈوب جاؤ" اور جب تم ابرو تو تمہارا تاجناک مستقبل تمہارے سامنے خواہوں کی تعبیر بن جائے۔

شکریہ

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! اب آپ نے wind up کرنا ہے، آپ کو کتنا غام چاہیے۔ کیونکہ پھر ناٹم بڑھانا پڑے گا۔ صرف پانچ منٹ بھایا ہیں۔

وزیر محنت و افرادی قوت، میں انہی پانچ منٹوں میں wind up کر لوں گا۔

جناب سپیکر، اب میں جناب اختر حسین رضوی صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی 'ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! میں نے بھی نام بھجوا دیا تھا۔

جناب سپیکر، آپ کے نام کی ادھر چٹ نہیں ہے۔ چلو پہلے ڈاکٹر صاحب کو موقع دیتے ہیں۔ جی

ڈاکٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات، جناب سپیکر! جناب محترم سید اختر حسین رضوی صاحب نے جس

تفصیل کے ساتھ حکومت کی پالیسی بیان کی اور جس میں تنخواہ، صحت، تعلیم اور رہائش کا ذکر کیا۔

چونکہ میرا بنیادی تعلق شعبہ صحت سے ہے تو میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت شعبہ

صحت میں محکمہ محنت جو کام کر رہا ہے اس کی ایک مٹی مثال باطل ایسے ہی ہے جیسے موزوں سے

پولیس کا مقابلہ آپ پنجاب پولیس سے کر سکتے ہیں۔ اس کے مدد و مال جس سے میں متاثر ہوا ہوں

وہ یہ کہ ان کا محکمہ 8 بڑے ہسپتال run کر رہا ہے۔ 6 چھوٹے ہسپتال run کر رہا ہے۔ 88 امبرینسی

سنٹرز ہیں، 133 سوشل سیکیورٹی ڈسپنسریاں ہیں۔ 4 پولیس میڈیکل سنٹرز ہیں 140 سپیشلسٹ، 109

میڈیکل آفیسرز اور 412 نرسیں ہیں اور اسی طرح سے 2674 پیرامیڈیکل سٹاف ہے۔ سب سے بڑی

بات یہ ہے کہ پچھلے سال انہوں نے دس لاکھ مریضوں کا outdoor علاج کیا ہے، 53 ہزار مریضوں کا

indoor علاج کیا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس احسن طریقے سے کارڈیک سرجری تک

کے آپریشن مریضوں کے کروا رہے ہیں اور سینک اور مصنوعی اعضاء تک یہ فراہم کر رہے ہیں۔

غاندانوں کی کفالت تو ان کے ذمہ ہے ہی لیکن والدین کے اثراہات کی reimbursement تک

دیتے ہیں اور دوسرے صوبوں میں معتمد افراد کی بھی یہ کفالت کرتے ہیں حتیٰ کہ بیرون ملک علاج

بھی کرواتے ہیں۔ بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی میں ان کی خدمت میں چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آئندہ پالیسی مرتب کرتے ہوئے جہاں پر یہ اتنے احسن اقدامات کر رہے ہیں وہاں مزدوروں کے لئے لیبر میڈیکل کلج کا قیام عمل میں لائیں۔ لیبر انجینئرنگ کلج قائم کریں جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں کی تعداد بڑھانی جائیں اور اسی طرح سے لیبر کونزیننگ دینے کے لئے جو شخص بھی لیبر نریننگ سنٹر قائم کرنا چاہے اس کو قرضے بھی دینے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مزدوروں کی صحت کا جو راز ہے وہ سب سے پہلے جیسے Prevention is better than cure. ان کی سپورٹس activities کے لئے سپورٹس کیمپس بھی بنانے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ مائیکرو کریڈٹ کے ذریعے سال اندہ سٹری قائم کرنے کے لئے چھوٹے مسٹریوں کو قرضے بھی دینے جائیں۔ آخر میں میری استدعا یوری اسمبلی کے ساتھ ہے کہ صنعت اس وقت پہلے گی جب بجلی ہوگی۔ پائنا میں صنعت جو فروغ پا رہی ہے اور ان کا دس فیصد جی۔ ڈی۔ پی جس طرح سے ترقی کر رہا ہے اس کا راز یہ ہے کہ وہاں پر بجلی مفت ہے۔ ہمارے ہاں بجلی کی حیثیت raw material کی نہیں ہے بلکہ utility کی بن چکی ہے یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب کالا باغ ڈیم اور جھانڈیم بنیں گے اور اس کے لئے ہمیں پھر سے مرکزی حکومت کو یاد دہانی کرانی پڑے تاکہ ہم بجلی سستی سے سستی کر سکیں۔

جناب سپیکر، ایوان کا وقت مزید دس منٹ تک بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری طالب حسین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

چودھری طالب حسین، جناب سپیکر! میں نے بھی اپنے نام کی چٹ بھجوائی ہے، میں نے بھی تقریر کرنی ہے۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

چودھری طالب حسین، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! تعمیر پاکستان میں آج مزدور جو اپنا کردار ادا کر رہا ہے اس کی اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ہم سڑکوں پر مزدور محنت کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، ہم پلازوں پر مزدوروں کو کام کرتے دیکھتے ہیں، ہم فیکٹریوں میں دیکھتے ہیں، ہم کھیتوں میں دیکھتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں جو پاکستان کی شان اور آن اور اس کی تعمیر میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کا تحفظ مجھے یقین ہے کہ حکومت پنجاب چودھری پرویز اہلی ہر قیمت پر اور جرات مندانہ طریقے سے کر رہے ہیں۔ انہوں نے سوشل سیکیورٹی کے حوالے سے مزدوروں کے لئے ہسپتال، ان کے بچوں کے لئے سکول اور اعلیٰ تعلیم کے لئے ان کے بچوں کو بیرون ملک بھجوانا یہ چودھری پرویز اہلی کی قیادت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج ان کے وزیر محنت نے ان مراعات کا اعلان کیا ہے۔

جناب سپیکر! آج ہم بین الاقوامی ملکوں کے ساتھ ان کی برابری میں شامل ہیں اور ہم 11.0 کے بنائے ہوئے قوانین کے پابند ہیں اور ہمیں اپنے مزدوروں کا تحفظ بڑے احسن طریقے سے کرنا ہے۔ میرے ذہن میں کچھ تجاویز ہیں جو میں وزیر محنت کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کیونکہ میرا رابطہ اکثر مزدوروں کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ مزدور جو صبح سویرے محنت مزدوری کے لئے شہر کی طرف آتے ہیں اور مختلف جگہوں میں کھڑے ہوتے ہیں کہ کوئی آجر آنے اور ہمیں لے جانے اور ہمیں مزدوری دے کو خام کرواہیں بھیجے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان مزدوروں کے لئے کوئی ایسی جگہ مخصوص کرنی چاہیے جہاں پر یہ بارش، دھوپ اور سردی سے بچیں اور وہاں سے آجر کو چھتے مزدوروں کی ضرورت ہو وہ لے جا سکیں۔ مزدور یونین کو بھی فعال کرنا چاہیے۔ یہ ایک ایسی یونین ہے جو آجر اور مزدور کے درمیان اہم کردار ادا کر سکتی ہے جس سے آجر اور مزدور میں فطرتاً ہی پیدا نہیں ہو سکتیں، تاکہ ہماری صنعت چلتی رہے، ہمارے کاروبار چلتے رہیں، ہماری زراعت چلتی رہے۔ آجر اور مزدور کا بہتر تعلق قائم رکھنے کے لئے کوئی ادارہ ہونا چاہیے اور اس کے لئے مزدوروں کی یونین کو فعال ہونا چاہیے اور اس کی سرپرستی بھی کرنی چاہیے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری طالب حسین، جناب سیکرٹری اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ محنت میں محنت ہے اور جو لوگ محنت کرتے ہیں وہ قابل عزت ہیں اور قابل احترام ہیں اور عظیم لوگ ہیں اسی کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سیکرٹری، اب میں وزیر محنت جناب اختر حسین رضوی صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

وزیر محنت و افرادی قوت، جناب سیکرٹری شکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کا یہاں سے جانا یہ ان کی اپنی مرضی ہے کیونکہ انہوں نے کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر جانا تھا وہ چلے گئے ہیں بہر حال میری خواہش تھی کہ ان کی طرف سے بھی تجاویز آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس حکمہ پر بحث رکھی جاتی ہے اس کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ اہم باتوں کی نشاندہی کی جانے تاکہ حکمہ میں اگر کوئی کمی ہو تو اس میں بہتری لائی جاسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکمہ محنت اتنے اچھے انداز میں چل رہا ہے کہ ڈیڑھ سال کے دوران اس کے خلاف ایک بھی Privilege Motion نہیں آئی۔ (نعرہ ہانے حسین)

یہ اس لئے نہیں آئی کہ میں نے اپنے حکمے کے افسران سے یہ بات کسی ہونی ہے کہ ممبران کی عزت و احترام سب سے پہلے ہے اور ممبران کی عزت و احترام ہر صورت کرنی ہے۔ اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ ڈیڑھ سال کے دوران میرے حکمہ کے خلاف کوئی Privilege Motion نہیں آئی۔ ایک تحریک استغاثی آئی تھی جس کا میں نے اس دن جواب دے دیا تھا۔

جناب سیکرٹری میں سمجھتا ہوں کہ جو کو صاحب نے فرمایا ہے ان کی تجویز پر انشاء اللہ غور کیا جانے گا۔ اس کے علاوہ وزیر صاحب نے سینٹری ورکرز کی بات کی ہے۔ سینٹری ورکرز کا تعلق لیبر ڈیپارٹمنٹ سے نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق TMA سے ہے اور وزیر بلدیات صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں وہ اس پر جو مناسب احکامات سمجھیں گے وہ فرمائیں گے اور محترمہ کے مسائل کو حل کریں گے۔ اسی طرح ڈاکٹر شفیق صاحب نے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی اہم تقریر کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اور میں ایک ہی کمرے میں بیٹھتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بھی بڑی مثبت باتیں کی ہیں اور اصلاحی باتیں کی ہیں۔ کیونکہ ان کا غود بھی میڈیکل سے تعلق ہے اور وہ غود پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں اس لئے انہوں نے بڑی اہم تجاویز دی ہیں۔ انہوں نے لیبر کے

لئے میڈیکل کالج کی جو تجویز دی ہے میں انشاء اللہ وزیر اعلیٰ پرویز اہمی کے گوش گزار کروں گا اور مجھے امید ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب شفقت فرماتے ہوئے یہ منظور فرمائیں گے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جن دوستوں نے اس بحث میں حصہ لیا میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کل مورخہ 17-جون 11:30 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سالانہ بجٹ 2004-05 اور ضمنی بجٹ

2003-04 پیش کرنے کا اعلامیہ

14-جون 2004

No. PAP-Legis-1(85)/2004/630. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Rules 134 and 147 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, 1, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool, Governor of the Punjab, hereby appoint 11:30 a.m. on 17th June, 2004 as time and date for the presentation of the Annual Budget 2004-05 and Supplementary Budget for the year 2003-04

Dated Lahore, the
14th June, 2004

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL.
Governor of the Punjab"

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 17 - جون 2004

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سرکاری کارروائی

(i) سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05

(ii) ضمنی میزانیہ بابت سال 2003-04

(iii) مسودہ قانون ہلاکت، پنجاب بابت سال 2004

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

جمعرات 17- جون 2004

(یوم الخمیس 28- رجب الثانی 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 46

منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل سہیل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ تھری سید الرحمن نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفَيْطَلِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَقْرَبُ يَوْمٍ تَأْتُرُونَ ﴿١﴾ اَنْتُمْ

تَزْعُمُونَ اَمْ عَنْ الزَّارِعُونَ ﴿٢﴾ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا

فَقُلْتُمْ تَقَالِبُوهُمْ ﴿٣﴾ اِنَّا لَمَعْرُومُونَ ﴿٤﴾ نَيْلٌ عَنْ مَحْرُومُونَ ﴿٥﴾

اَقْرَبُ يَوْمٍ تَأْتُرُونَ ﴿٦﴾ اَنْتُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ اَنْتُمْ

الْمَزْنِ اَمْ عَنْ الْمُنْزِلُونَ ﴿٧﴾ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ اَجَااجًا فَاكُولًا

تَشْكُونَ ﴿٨﴾ اَقْرَبُ يَوْمٍ تَأْتُرُونَ ﴿٩﴾ اَنْتُمْ اَنْتُمْ

اَنْتُمْ اَنْتُمْ سَجَرَتِهَا اَرْضُهَا الْمُنْتَشُونَ ﴿١٠﴾ هُنَّ جَعَلْنَاهَا تَدْكُورًا

وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ﴿١١﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿١٢﴾

سورة الواقعة آیات 63 تا 74

لہا میری بھی تلاوت کرتی جو کہ ہوتے ہوئے اسے تم ہی آگتے ہو یا ہم آگتے والے ہیں ۱۰ اگر ہم جہاں تو اسے روزہ روزہ کر ڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ ہاتھ بناتے ہی رہ جاؤ، کرم ہو تو ہلاوں ہی بڑا کیا، بدکم ہاں ہلاں ہلاں ہی رہ گئے ۱۱ لہا یہ جاذ کہ جس پانی کو تم چیتے ہو اسے ہلاوں سے بھی تم ہی اترتے ہو یا ہم اترتے ہیں ۱۲ اگر ہماری نظر ہو تو ہم اسے کڑوا زہر کر دیں پھر تم ہماری فکر گزاری کیوں نہیں کرتے ۱۳ لہا ذرا یہ بھی جاذ کہ جو آگ تم سلاتے ہو اس کے درخت کو تم نے ہی پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں ۱۴ ہم نے اسے سب نصبت اور مسافروں کے سامنے کی چیز بنایا ہے ۱۵

وما علینا الا البلاغ

میں اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تسبیح کیا کروں

تعزیت

چودھری الطاف حسین ایم۔ پی۔ اے کے والد اسلام آباد
حادثے کے مرحومین اور ملک عبدالقیوم اعوان سابق وزیر
کے لئے فاتحہ خوانی

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ایوان کے ایک
ممبر ایم۔ پی۔ اے چودھری الطاف حسین کے والد صاحب وقات یا گئے ہیں ان کے لئے فاتحہ
خوانی کر لی جائے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سیکرٹری اسلام آباد کے
ملائے میں جو جانی نھان ہوا ہے ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

ملک اصغر علی قیصر : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سیکرٹری ملک عبدالقیوم اعوان صاحب اس ایوان
کے سابق ممبر و صوبائی وزیر کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

محترمہ عابدہ جاوید : جناب سیکرٹری سب کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سیکرٹری : ستر ہے سب کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

سرکاری کارروائی

وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بابت سال 2004-05

جناب سیکرٹری : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا دن جناب گورنر
پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ (1) 134 کے تحت بجٹ
پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ لہذا میں وزیر خزانہ سردار حسنین بہادر دریشک کو دعوت دیتا

ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔

وزیر خزانہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر!

میرے لئے باعث اعزاز ہے کہ میں آج اس ایوان میں پنجاب حکومت کا میزایہ برائے سال 2004-05 پیش کر رہا ہوں۔ ایک سال قبل میں نے اسی ایوان میں کہا تھا کہ جمہوری حکومت میں بجٹ کی دستاویز اس کے سماجی، اقتصادی اور سیاسی تصور کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ اس تصور کے پیش نظر ہم نے ایک تین سالہ پروگرام ترتیب دیا جس میں بجٹ سال 2003-04 پہلی کڑی تھی۔ ہماری حکمت عملی میں غربت کا بندرتج فاتحہ سر فہرست تھا اور ہماری منصوبہ بندی میں غربت کی مختلف اشکال یعنی بنیادی سہولتوں سے محرومی اور معاشی تنگدستی کو دور کرنا تھا۔ ترجیحات میں امن عامر کا فروغ، انصاف کی فراہمی، تعلیمی اور طبی سہولتوں تک رسائی، صاف پانی کی دستیابی اور دیگر بہت سی سہولتیں مہیا کرنا شامل تھا۔ معاشی تنگدستی کو کم کرنے کے لئے براہ راست اقدامات بھی کئے گئے جن کی تفصیل آگے چل کر بیان کروں گا۔

جناب سپیکر!

میں ترقی کے عمل میں ملای وسائل کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا تاہم یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آج ہمیں اپنے ارد گرد رنگا رنگ ایجادات اور سہولتوں سے مزین جو دنیا نظر آ رہی ہے اس کی تمام تر رعنائیاں دراصل انسان کی تخلیقی اور اختراعی صلاحیتوں ہی کی مرہون منت ہیں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی نے دو روز قبل قومی پریس کے سامنے پنجاب کا ویرن 2020 پیش کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اس موقع پر اپنے خطاب کے دوران بجا طور پر پنجاب کے Human Resources یعنی انسانی سرمائے کو اس کا اصلی اہم قرار دیا ہے اور ہم اسی سرمائے کو اس کی بہترین صلاحیتوں کے مطابق بروئے کار لانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس

مصلحت کے حصول کے لئے ہم اپنی افرادی قوت کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لئے ریسرچ، ٹریننگ اور اعلیٰ تعلیم کا راستہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کی حقیقت پسندانہ اور دُور رس سوچ جہاں پنجاب کے عوام کے لئے ایک بہتر مستقبل کی ضمانت ہے وہاں یہ سوچ عوامی علاج کے پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہم سب پر جمادی ذمہ داری بھی عائد کرتی ہے۔ 2004-05 کا بجٹ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کے اسی تصور کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے سلسلے میں ایک اہم قدم کی حیثیت رکھتا ہے۔

جناب سپیکر

پنجاب کی حکومت نے ایک ایسی معاشی حکمت عملی وضع کی ہے جس میں جی۔ڈی۔پی کے Growth Rate یعنی شرح نمو میں 8 فیصد سالانہ اضافہ اور 2020 تک فی کس آمدنی کا ہدف 2000 ڈالر کے برابر مقرر کیا گیا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

ان اہداف کو حاصل کرنے کے لئے پنجاب کی معیشت کے چار بنیادی ستونوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے یعنی زراعت، صنعت، معدنیات اور سروسز۔ اس حکمت عملی کا ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ پنجاب کی معاشی ترقی میں نجی اور سرکاری دونوں شعبوں کو بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔ نجی شعبہ اقتصادی ترقی میں پیش قدمی کرے گا اور سرکاری شعبہ اس ترقی میں معاون کا کردار ادا کرے گا۔ لیکن جہاں انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ کی ضرورت ہوگی وہ ذمہ داری سرکاری شعبہ سرانجام دے گا۔ یہاں یہ ذکر بھی بے جا نہ ہو گا کہ اس اقتصادی تصور کے تحت پنجاب میں ہر سال روزگار کے دس لاکھ نئے مواقع پیدا کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

اضافی روزگار کے مواقع کا پندرہ فیصد سرکاری شعبہ میں براہ راست بھرتی اور ترقیاتی پروگرام سے پورا کیا جانے کا جبکہ روزگار کے بیچاسی فیصد نئے مواقع نجی شعبہ میں پیدا ہوں گے۔ نجی اور سرکاری شعبے کی یہی شراکت وزیر اعلیٰ کے اقتصادی اور سماجی تصور کی حقیقی روح ہے۔

جناب عالی!

نجی اور سرکاری شعبے کی شراکت کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم نے اس بجٹ کے کیپیٹل اکاؤنٹ میں 9-ارب سے زائد رقم مختص کی ہے۔ اس رقم کو نجی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی اور سرکاری و نجی پارٹنرشپ کو فروغ دینے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ یعنی جتنی رقم سرکاری شعبہ مختص کرے گا نجی شعبہ اس سے تین گنا زیادہ رقم کی سرمایہ کاری کرے گا۔ اس مشترکہ سرمایہ کاری سے لاہور رنگ روڈ، نیو مری، جلو تقسیم پارک اور اس طرح کے دیگر منصوبوں کی تکمیل ہوگی۔ علاوہ ازیں نجی شعبے کو پبلک سیکٹرز کے اداروں کی انتظامی باگ ڈور بھی سونپی جا رہی ہے تاکہ نجی شعبے کی انتظامی صلاحیتوں کا فائدہ اٹھایا جاسکے۔ اس ضمن میں پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی (P.I.E.D.M.C) اور پنجاب سوشل سکیورٹی ہیلتھ مینجمنٹ کمپنی (P.S.S.H.M.C) کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ نجی شعبے کی قیادت میں جہاں نئی انڈسٹریل اسٹیش قائم ہوں گی وہیں مزدوروں کی صحت اور علاج و بہبود کا نظام بھی موثر طریقے سے سرانجام دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے B.O.T کے نظام کو فروغ دینے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔ لاہور فیصل آباد روڈ کی تعمیر کے لئے یہی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ انفراسٹرکچر کے یہ منصوبے جہاں اقتصادی ترقی میں معاون ہوں گے وہیں روزگار کے نئے مواقع بھی پیدا کریں گے۔ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے اس تصور سے ہم نے صحت اور تعلیم سمیت زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی استفادہ کرنے کی کوشش کی ہے اس پالیسی کو ہم آئندہ برسوں میں بھی جاری رکھیں گے۔

جناب سیکرٹری!

2004-05 کے بجٹ کا حجم 180-ارب روپے سے زائد ہے جو میزائیر 2003-04 کے

149-ارب روپے کے مقابلے میں تقریباً 21 فیصد زائد ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

اگلے مالی سال کے جاری اثراہات تقریباً 141۔ ارب 88 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں جو رواں مالی سال کے 129۔ ارب 19۔ کروڑ روپے کے مقابلے میں صرف 10 فیصد زائد ہیں۔ اگلے مالی سال کی ریونیو کی مد میں فاضل رقم 38۔ ارب 13۔ کروڑ روپے سے زائد ہوگی جو رواں مالی سال کے میزانیہ کی فاضل رقم سے 89 فیصد زیادہ ہے۔ دیگر تمام اثراہات کو منہا کر کے net فاضل رقم 34۔ ارب 65۔ کروڑ سے زائد ہوگی جو ہمارے ترقیاتی پروگرام کے لئے استعمال ہوگی۔

اگلے مالی سال کا ترقیاتی بجٹ 43۔ ارب 44۔ کروڑ روپے تجویز کیا گیا ہے جو منجانب کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے۔ یاد رہے کہ مالی سال 2002-03 کا ترقیاتی بجٹ صرف 21۔ ارب 59۔ کروڑ روپے تھا جسے ہماری حکومت نے رواں مالی سال میں 30۔ ارب 50۔ کروڑ روپے تک پہنچایا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

اس طرح دو سال کے قلیل عرصے میں ہماری حکومت نے ترقیاتی سرگرمیوں کو 100 فیصد بڑھا دیا ہے۔ میں یہ بھی جانتا چلوں کہ 2002-03 میں ترقیاتی اثراہات کی نسبت جاری اثراہات یعنی current expenditures کے مقابلے میں 18.4 فیصد تھی جسے رواں مالی سال میں 23.6 فیصد تک پہنچایا گیا اور اگلے مالی سال میں یہ بڑھ کر 30.6 فیصد ہو جائے گی۔ ہماری حکومت کی بھرپور کوشش ہوگی کہ تین سال کی درمیانی مدت میں ترقیاتی بجٹ کے عم میں مزید اضافہ کریں تاکہ صوبے کے عوام کو وہ تمام سہولتیں میسر آسکیں جن سے وہ ماضی میں محروم رہے ہیں۔

جناب سیکرٹری

میں یہاں یہ بھی ذکر کرنا چاہوں گا کہ ریونیو محاصل میں اضافہ حکومت پاکستان کے بہترین مالی انتظام و انصرام کی بدولت ممکن ہوا جس کے ثمرات صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی اقتصادی پالیسیوں کے نتیجے میں آج تمام قوم کو مل رہے ہیں۔

وفاقی حاصل میں خاطر خواہ اضافہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ پاکستان کی معیشت بحالی کی طرف گامزن ہے اور اب وقت آ پہنچا ہے کہ حکومت اپنی اس ذمہ داری سے عمدہ برآ ہو سکے جس میں عوام کو بہترین بنیادی سولتیں فراہم کرنا سرفہرست ہے۔ حکومت پنجاب بھی وفاقی مالیاتی اصلاحات میں بھرپور کردار ادا کرتی ہے۔ رواں مالی سال میں صوبائی ٹیکس وصولیوں میں 24 فیصد اضافہ ہوا جبکہ دیگر صوبائی حاصل میں اضافہ 47 فیصد رہا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

مجموعی طور پر صوبائی حاصل میں 9-ارب روپے زائد taxes وصول ہونے۔ یہی وہ اعلیٰ وسائل تھے جن کی بدولت ہم رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام پر نظر ثانی کرنے اور اس کے لئے زیادہ رقم مختص کرنے کے قابل ہوئے۔

جناب سپیکر!

رواں مالی سال کے دوران حکومت پنجاب نے ترقیاتی منصوبوں کے لئے اعلیٰ وسائل مہیا کرنے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ اپنے اخراجات میں تخفیف کے لئے Debt Management Strategy کے تحت ہینگے قرضوں کی واپسی کے انقلابی پروگرام کا آغاز بھی کیا۔ صوبے کی معیشت کے مختلف پہلوؤں پر نظر رکھنے والے اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ دوسرے صوبوں کی طرح حکومت پنجاب نے بھی اپنی ترقیاتی ضروریات پوری کرنے کے لئے وفاقی حکومت سے Cash Development Loans کے تحت اتھارٹی ہینگے نرووں پر قرضے لے رکھے تھے۔ 15 فیصد بلکہ بعض صورتوں میں اس سے بھی زائد مارک اپ کی شرح والے ان قرضوں کی ادائیگی صوبے پر ایک ایسے بوجھ کی حیثیت رکھتی تھی جو اس کی معیشت کے لئے روز بروز ناقابل برداشت ہوتا جا رہا تھا۔ ہم ہر برس اپنے ترقیاتی منصوبوں کے حجم کو کم کر کے ان قرضوں کے مارک اپ کے طور پر بھاری رقم کی ادائیگیاں کرنے پر مجبور تھے۔ بھاری حکومت نے Debt Management کی اس نتیجہ خیز حکمت عملی کے تحت جس کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے ان ہینگے قرضوں کو واپس کر کے برائے نام مارک اپ والے آسان اور سستے

قرضے حاصل کرنے کا قدم اٹھایا ہے۔ میں اس ایوان کو طومخبری سنانا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب قرضوں کے اس Swap کے ذریعے اب ہر برس تقریباً 2۔ ارب روپے کی خطیر رقم کی بچت کرنے کے قابل ہو گئی ہے۔ ہم مہنگے قرضے واپس کر کے ان کی جگہ سستے قرضے حاصل کرنے کی اس حکمت عملی کو مستقبل میں بھی بلا تھقل ہماری رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمارے اندازے کے مطابق حکومت پنجاب اضی اس پالیسی کی بدولت آئندہ تین سال بعد تقریباً 10۔ ارب روپے سالانہ بچانے کے قابل ہو سکے گی۔ اس حکمت عملی کے تحت حاصل ہونے والے تمام تر وسائل صوبے کے ترقیاتی منصوبہ جات پر صرف ہوں گے۔ (نمرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

اقتصادی ترقی میں امن و امان کو ہمیدی حیثیت حاصل ہے۔ پُر امن ماحول شہریوں کے بلان و مال اور ترقیاتی عمل کے تحفظ کی ضمانت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مدیہ پولیس اور جیل خانہ جات کے نظام کو بہتر بنانے پر بھرپور توجہ دے رہے ہیں۔ آئندہ بجٹ میں اس مہد کے لئے تقریباً 20۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہاں میں یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس برس جولائی میں پنجاب میں 178 نئی پولیس سٹیشنوں کا افتتاح شروع کر دیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ ان پوسٹوں کے قیام سے نہ صرف ہماری شہرات مختلف طرح کے جرائم سے محفوظ ہوں گی بلکہ ہمارا یہ اقدام گھجر کے غاتمہ کا نخط آغاز ثابت ہو گا۔

جناب مالی!

اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے Inter-independent Processing Service کے لئے رقم مختص کی ہیں۔ علاوہ انہیں Consumer Protection Tribunals کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے اور تمام District Governments کو Public Safety Commission کے لئے بھی رقم مختص کی جا چکی ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر خزانہ صاحب کہاں سے بڑھ رہے ہیں! ہمارے پاس تو یہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر Budget speech سے ہٹ کر بھی کوئی ہمہ کردیا گیا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! ہمارے پاس تو یہ پورا صفحہ ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ صفحہ اس میں نہیں ہے۔ Budget speech ہو رہی ہے اگر وزیر خزانہ اس کلمی ہوئی تقریر کے علاوہ بھی کوئی بات کرتے ہیں 'figures quote کرتے ہیں تو آپ انہیں سنیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں نے اس 20۔ ارب روپے کے ٹرپے کی یہ ایک اعلیٰ information دی ہے۔

جناب سپیکر!

پچھلے سال بجٹ پیش کرتے وقت میں نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ ہمارا جاریہ بجٹ 'ترقیاتی سرگرمیوں کی معاونت کرے گا۔ سکولوں کی عمارت تعمیر کرنے کے بعد 'نصابی کتب اور ہمدردی سازو سامان کی فراہمی بھی یکساں اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں کی تعمیر کے بعد ان میں ڈاکٹروں اور معاون عملہ کی تعیناتی کے ذریعے ہی ترقیاتی منصوبوں کے اہداف کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ آپ مجھ سے اتعلق کریں گے کہ سڑکوں، عمارتوں اور آبپاشی کے انفراسٹرکچر کی دیکھ بھال پر لٹنے والے اخراجات سے ان امانتوں کی مدت کار میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ زیادہ دیر تک عوام کے لئے کارآمد رہتے ہیں اس لئے یہ گنہگارست ہو گا کہ اخراجات جاریہ اکثر صورتوں میں ترقیاتی عمل کو آگے بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!

ہمارے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 2004-05 کی امتیازی خصوصیات یہ ہیں،

- 1- کم و بیش ہر شعبہ میں پہلے سے زیادہ رقم رکھی گئی ہیں۔
- 2- ایسی سرمایہ کاری تجویز کی گئی ہے جس سے غریب طبقہ کو فائدہ پہنچے۔
- 3- جاری سکیموں کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم رکھی گئی ہیں تاکہ ان کی بروقت تکمیل ہو سکے اور تعمیراتی اخراجات بڑھنے پائیں۔
- 4- بیرونی امداد کے حامل منصوبوں میں حکومت پنجاب کی جانب سے بھی مناسب رقم مختص کی گئی ہیں۔
- 5- نسبتاً کم ترقی یافتہ علاقوں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر!

تعلیم کے شعبہ کے بیشتر فرائض ضلعی حکومتوں کو سونپے گئے ہیں تاہم اس شعبہ کے ترقیاتی عمل میں صوبائی حکومت کا بھرپور تعاون جاری ہے۔ ختم ہونے والے مالی سال میں حکومت نے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریلام پروگرام کے تحت ابتدائی تعلیم کے لئے 7-ارب 20- کروڑ روپے سے زائد رقم مختص نہیں کی جس میں سے 76 فیصد رقم ضلعی حکومتوں کو فراہم کی گئی۔ اگلے مالی سال میں یہ اضافی رقم 8-ارب 30- کروڑ تک بڑھانی جارہی ہے۔
(نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سپیکر!

رواں مالی سال میں 36911 سرکاری سکولوں کو بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لئے 5-ارب روپے مہیا کئے گئے ہیں۔ آئندہ مالی سال میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ،

- 1- سال رواں میں کچی سے پانچویں جماعت تک کے 7 لاکھ 25 ہزار طلباء کو مفت کتابیں فراہم کی گئیں اور جیسا کہ وزیر اعلیٰ اعلان کر چکے ہیں کہ اگلے سال اس سوت کا دائرہ آٹھویں جماعت تک بڑھایا جا رہا ہے
- 2- سال رواں میں ذل سکولوں میں زیر تعلیم ایک لاکھ 75 ہزار طلبات کو وظائف دینے لگے۔ آئندہ ملی سال میں اس میں پہلے سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب والا!

یہ ان انقلابی اقدامات کا نتیجہ ہے کہ پرائمری سکولوں میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد میں 7 فیصد اور ذل سکولوں میں 6 فیصد اضافہ ہو چکا ہے اور مجموعی طور پر سال رواں کے دوران ان سکولوں میں داخلہ لینے والے بچوں کی تعداد میں 5 لاکھ 25 ہزار طلباء کا اضافہ ہوا ہے۔

تعلیم کے شعبہ میں ہمارا ایک اور اہم قدم تعلیمی اداروں کا درجہ بڑھانا ہے۔ آئندہ ملی سال میں پرائمری سکولوں کو ذل اور ذل سکولوں کو پائی سکولوں کا درجہ دینے کے لئے بجٹ میں 2 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آئندہ تین سال کی مدت میں ہم صوبے کے تمام ذل سکولوں کو میٹرک کا درجہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سیکریٹری!

ذہنی اور جسمانی طور پر معذور بچے ہمارے معاشرے کے لئے ایک چیلنج ہیں۔ انہیں محض سپیشل بچے کہہ دینا ان کے دکھوں کا مداوا نہیں۔ ہماری حکومت سے پہلے یہ شعبہ نظر انداز کیا جاتا رہا۔ یہ باعث افسوس ہے کہ تقریباً چھ لاکھ سپیشل بچوں کے لئے صوبہ بھر میں صرف 49 ادارے تھے اور ان میں صرف 4200 بچے زیر تعلیم تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے الگ ڈیپارٹمنٹ آف سپیشل ایجوکیشن قائم کیا اور سپیشل بچوں کی تعلیم اور دیگر سہولتوں کے لئے 40 کروڑ روپے کی خطیر رقم فراہم کی۔ انہیں تعلیم دینے والے اساتذہ

کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کی تنخواہیں ڈگنا کر دیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے اعلان کے مطابق سپیشل بچوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے سکول جانے والے ہر سپیشل بچے کو 200 روپے ملنا وظیفہ دیا جا رہا ہے۔ حکومت نے فیصد کیا ہے کہ ان بچوں کے لئے صوبے کی ہر تحصیل میں ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے گا۔ اسی طرح حکومت نے سپیشل بچوں کی تعلیم کے لئے نجی شعبہ میں قائم کئے جانے والے اداروں کے لئے ہر ممکن وسائل فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگلے مالی سال میں بھی اس شعبہ کے لئے 40 کروڑ روپے کی گرانٹ تجویز کی گئی ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر!

اگرچہ شعبہ صحت کی بیشتر ذمہ داریاں صحتی حکومتوں کو منتقل ہو چکی ہیں تاہم شہریوں کی صحت حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ چنانچہ حکومت نے اہتمام پذیر سال کے دوران طبی سہولتوں کے لئے 3۔ ارب 50۔ کروڑ روپے کی اضافی گرانٹ فراہم کی تھی اور اگلے مالی سال کے دوران اس ضمن میں 5۔ ارب 50۔ کروڑ روپے کی اضافی گرانٹ تجویز کی جا رہی ہے۔ حکومت بہبود آبادی پروگرام سے متعلق اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے۔ اس کے لئے نہ صرف فنڈز کی موجودہ فراہمی جاری رہے گی بلکہ پروگرام کی ضروریات کے پیش نظر اس میں اضافہ بھی کیا جائے گا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر!

فراہمی و نکاسی آب تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریٹرز کی ذمہ داری قرار دی جا چکی ہے تاہم حکومت پنجاب کو عام آدمی کی زندگی میں اس شعبہ کی اہمیت کا مکمل احساس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے صوبہ بھر کی تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریٹرز کے لئے آئندہ مالی سال میں 3۔ ارب روپے مختص کئے ہیں جس سے مزید 10 لاکھ 25 ہزار افراد کو فراہمی و نکاسی آب کی سہولت ملے گی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب عالی!

اب میں معاشرے کے اس طبقہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جسے بد قسمتی سے زندگی بسر کرنے کے لئے آمدنی کا کوئی وسیعہ میسر نہیں ہے۔ یہ وہ محروم معیشت لوگ ہیں جن کے شب و روز کی تنگیوں پر صاحب درد انسان کے لئے لڑکھری کی حیثیت رکھتی ہیں۔

جناب والا!

اپنے ان بھائیوں کے کندھوں پر زندگی کے بوجھ کو سہل جانے کا فریضہ بھاری اور آپ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ حکومت ایسے مستحق افراد کو زکوٰۃ اور بیت المال کے ذریعے مناسب رقم، گزارہ الاؤنس، طبی سہولتیں اور مستحق طالب علموں کو ووکیشنل ٹریننگ مہیا کر کے اپنی اس ذمہ داری سے عمدہ برآ ہونے کی کوشش کر رہی ہے۔ زکوٰۃ، بیت المال اور پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کے ذریعے دوران سال 3-ارب 40- کروڑ روپے ان افراد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ اگلے سالوں میں ان رقموں میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ صوبے کے 7 ہزار بے زمین خزانہ میں ساڑھے 12 ایکڑ فی فائدہ ان کے حساب سے سرکاری زمین کی تقسیم کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح دیہی علاقوں میں بے گھر افراد میں پانچ مرد کے ایک لاکھ 20 ہزار پلاٹ مفت تقسیم کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

شہروں کی مصروف سڑکوں اور پرہجوم چوراہوں پر ہر گزرنے والے شخص کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے مصوم بچے ہمارے روزمرہ کے مناظر کا حصہ ہیں۔ ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جنہوں نے ان بچوں کی محرومیوں کا دکھ اپنے سینوں میں محسوس کیا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس سنگین سماجی مسئلے کو مستقل بنیادوں پر حل کرنے کے لئے ان بچوں کو سرکاری طور پر رہائش، تعلیم، خوراک، تحفظ اور ووکیشنل ٹریننگ کی سہولتیں فراہم کرنے کے منصوبہ کا آغاز کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس معزز ایوان کو یہ افتخار حاصل ہے کہ اس نے حال ہی میں Punjab Destitute & Neglected Children Act 2004 کے عنوان سے ان بچوں کی معاشرتی بحالی کا قانون منظور کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت کا یہ اقدام کسٹن بچوں میں گمراہی کے رجحان کے سدباب اور انہیں معاشرے کا کارآمد حصہ بنانے میں مددگار ثابت ہوگا اس منصوبے پر اٹھنے والے تمام اضرابات مہیا کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر

مختلف طبقوں میں عورتوں کے حقوق اور ان سے مساوی سلوک کی تمام تر گتھوں کے باوجود یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے میں عورت کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جس کی وہ مستحق ہے۔ ہماری حکومت کو ملک بھر میں سب سے پہلے Gender Reform Action Programme منظور کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کے سدباب اور معاشرے میں ان کی ترقی کے یکساں مواقع کو یقینی بنانا ہے۔ آپ کو یہ جان کر مسرت ہوگی کہ حکومت پنجاب نے اس پروگرام کے لئے 20 کروڑ روپے کی ابتدائی گرانٹ منظور کی ہے۔ ہماری حکومت کو اقلیتوں کا ترقیاتی فنڈ بحال کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا ہے۔ (نمرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر

شعبہ زراعت کی ترقی کے لئے آئندہ ملی سال میں 2۔ ارب 78 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ (نمرہ ہائے تحسین)

نئی پالیسی کے مطابق زراعت میں تحقیق کے لئے مختص شدہ رقم پہلے کے مقابلے میں اب تین گنا ہوگی۔ مہولوں کی کاشت کے لئے بھی مختص رقم میں تین گنا اضافہ کیا گیا ہے۔ شعبہ زراعت کی اصلاحات کے پروگرام کے تحت مزید رقوم بھی دستیاب ہو سکیں گی۔

لائوساک کا شعبہ اپنے دامن میں ان گنت ترقیاتی امکانات لئے ہونے ہے۔ ہم نے لائوساک کی ترقی کے لئے اگلے سال کے بجٹ میں ایک ارب روپے مختص کئے ہیں۔ اس شعبہ کی ترقی میں نجی شعبہ اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ لاہور میں قائم ادارہ کسٹن اپنی کارکردگی کے اعتبار سے ایک ملاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہماری حکومت نے سال رواں کے دوران مظفرگڑھ میں اس ادارے کی طرز پر ایک نئے ادارے کی بنیاد رکھی ہے جس پر 3- کروڑ 70- لاکھ روپے کی لاگت آئی ہے۔ مجھے اس ایوان میں یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ حکومت پنجاب آئندہ برس کے دوران صوبے کے مختلف اضلاع میں ادارہ کسٹن جیسے مزید ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر!

ہماری زراعت کو درمیش مسائل میں سے سب سے بڑا مسئلہ پانی کی بڑھتی ہوئی قلت ہے۔ حکومت اس مسئلے کی سنگینی سے پوری طرح آگاہ ہے۔ ملی سال 2003-04 میں اس شعبہ کے لئے 3- ارب 70- کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ حکومت نے آئندہ برس کے لئے اس شعبہ میں مخصوص رقوم میں 42 فیصد اضلاع کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ 2004-05 کے دوران آبپاشی کے مقاصد کے لئے 5- ارب 30- کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شعبہ آبپاشی کو وفاقی حکومت کی بھرپور مالی معاونت حاصل ہے۔ وفاقی حکومت کی جانب سے شروع کردہ منصوبے یہ ہیں،

Irrigation System Rehabilitation Project Phase-I

یہ منصوبہ 19- ارب 50- کروڑ روپے کے تخمینے سے منظور ہو چکا ہے۔

Punjab Barrages Rehabilitation and Modernization Project Phase-I

اس منصوبے کے پہلے مرحلہ کے طور پر وفاقی حکومت 74- کروڑ 50- لاکھ روپے مختص کر چکی ہے۔ تو نہ بیراج جو باقی بیراجوں کے مقابلے میں بہت خستہ حالت میں ہے اس کی بحالی کا

کام زیادہ تیزی سے شروع کیا جا چکا ہے۔

Lining of Irrigation Channels (Distributarys/Minors) in Punjab

یہ منصوبہ 31-ارب روپے کی لاگت سے منظور ہو چکا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت 8873 میل لمبی نہروں کی لائننگ کی جانے گی اس منصوبے سے Tail پر موجود کاشتکاروں کو درہش پانی کی قلت کا دیرینہ مسئلہ حل ہو جانے کا۔

Remodelling of L.C.C System under National Drainage Programme

یہ منصوبہ 2-ارب 40- کروڑ روپے کے تخمینہ سے منظور ہو چکا ہے اس منصوبے پر مملد آمد کے نتیجے میں نہروں کے بہاؤ کی گنجائش 12243 کیوسک سے بڑھ کر 15500 کیوسک ہو جانے گی جس کے نتیجے میں 30-لاکھ ایکڑ اراضی کے مالکان کو فائدہ پہنچے گا اور انہیں وارا بندی سے نجات ملے گی۔

National Drainage Programme (N.D.P)

اس منصوبہ میں 87- کروڑ 40-لاکھ روپے کی مجموعی لاگت سے مجموعی طور پر 31 منصوبے شامل ہیں ان میں سے 27 منصوبے جات منظور ہو چکے ہیں جن میں سے تین مکمل ہو چکے ہیں 17 پر مملد آمد جاری ہے اور باقی ابتدائی مراحل میں ہیں۔

جناب سیکرٹری

دریں اثناء صوبائی سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت آبپاشی کے نظام میں بہتری کے

لئے متعدد بڑے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ اس وقت تک،

ایم۔ آر۔ لنک پراجیکٹ 40 کروڑ روپے کی لاگت سے مکمل ہو چکا ہے اس کے نتیجے میں نہری گنجائش 14 ہزار کیوسک سے 22 ہزار کیوسک ہو چکی ہے۔ پانی کی زائد فراہمی کے نتیجے میں بہاولنگر، پاکپتن اور ساہیوال کے اضلاع کے کاشتکاروں کو فائدہ پہنچے گا۔ (نمبر ہائے تحسین)

بی۔ ایس۔ ننگ کی ری ماڈلنگ بھی 40 کروڑ روپے کے تخمینہ سے ہو رہی ہے اس منصوبے کی تکمیل پر نہر کی گنجائش میں 3 ہزار کیوسک کا اضافہ ہو گا اور اس سے بہاؤ نگر اور بہاولپور کی خشک سالی سے ستارہ زمینوں کو کامرہ بچنے کا۔

عبارتہ رباط نہر بھی جاری ہو چکی ہے۔ ابتدائی طور پر اس کا بہاؤ تین ہزار کیوسک ہے اس سے رحیم یار نغان اور بہاولپور کے علاقوں کو آبپاشی کے لئے پانی دستیاب ہو گا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

ضلع انک میں بسال ذیم 3۔ کروڑ روپے کی لاگت سے مکمل ہو چکا ہے ان منصوبہ جات کی تکمیل سے صوبے کے دور افتادہ اور پسماندہ علاقوں کی آبی ضروریات پوری ہو سکیں گی اور وہاں کے بسنے والے عوام کی زندگی میں مثبت تبدیلی عمل میں آنے گی۔

جب سیکرا

ذرمی اور صنعتی ترقی کا کوئی پروگرام اور قومی معیشت کی بحالی کا کوئی منصوبہ سزکوں کے مربوط نظام کے بغیر بنایا نہیں جاسکتا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ کا یہ وژن ہے کہ اجناس کی منڈیوں تک رسائی کے لئے صوبے کا ہر گاؤں کسی نہ کسی رابطہ سزک کے ذریعے قریب ترین بین الاقلامی سزک کے ساتھ منسلک ہو جائے۔ اس خاص مقصد کے لئے ایک جامع پروگرام پر نہایت تیز رفتاری کے ساتھ عمل جاری ہے۔ ابتدائی طور پر اس پروگرام کے لئے 2۔ ارب روپے رکھے گئے۔ مالی سال 2003-04 میں 3۔ ارب 60۔ کروڑ روپے مختص کئے گئے۔ تاہم کام کی تیز رفتاری کو مد نظر رکھتے ہوئے آئندہ مالی سال میں 8۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ بہری حکومت کا عوام سے یہ وعدہ ہے کہ حکومت انہیں سزکوں کا بہترین نیٹ ورک فراہم کرے گی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر!

ہاؤسنگ اینڈ کنسٹرکشن انڈسٹری کو معیشت کا انجن کہا جاتا ہے اس انڈسٹری کی توسیع کے ساتھ 32 مختلف قسم کی صنعتوں کی ترقی اور فروغ وابستہ ہے۔ چنانچہ اس شعبے میں ہونے والی سرمایہ کاری ہنرمند اور غیر ہنرمند افراد کے لئے روزگار کے بے شمار مواقع پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ کنسٹرکشن انڈسٹری کے حوالے سے ہماری حکمت عملی کا آغاز گزشتہ سال ہاؤسنگ کے قرضہ جات پر عالم سٹیپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس میں کمی سے ہوا تھا۔ اگلے مالی سال میں مجوزہ رعایتوں کا ذکر میں فنانس بل کی تفصیلات دیتے ہوئے کروں گا لیکن یہ جانتا ہوں کہ حکومت لینڈ ایکویزیشن لاز، ریٹ کنٹرول لاز، بلڈنگ بلز اور پراپرٹی ٹیکس سے متعلق قوانین پر نظر ثانی کر رہی ہے تاکہ اس شعبے میں حامل رکاوٹوں کو دور کیا جاسکے۔

جناب عالی!

حکومت پنجاب نے ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سرکاری ملازمین کو ان کی ریٹائرمنٹ پر تعمیر شدہ گھر فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مقصد کے لئے پنجاب گورنمنٹ سروسز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے اس فاؤنڈیشن کے تحت صوبے میں گریڈ 1 تا 22 تک ریٹائر ہونے والے تمام سرکاری ملازمین کو گھر مہیا کئے جا رہے ہیں۔ حکومت اس ضمن میں آئندہ دو برسوں کے دوران 10- ارب روپے کی لاگت سے سرکاری ملازمین کے لئے سات ہزار گھر تعمیر کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

حکومت پنجاب سماجی حکومتوں کے نظام پر غیر متوازن یقین رکھتی ہے۔ یہ وہ نظام ہے جس کے ذریعے عوام کو درکار سہولتیں براہ راست ان کی دہلیز پر بہم پہنچائی جاسکتی ہیں۔ ان حکومتوں کے لئے رواں مالی سال کے 64- ارب کے مقابلے میں آئندہ سال 68- ارب روپے تجویز کئے گئے ہیں اس کے علاوہ مزید 2- ارب روپے آئندہ سال کے دوران مختص کئے جائیں گے۔

حکومت اپنی اس پالیسی پر کاربند ہے کہ مقامی حکومتوں کو صوبائی فنانس کمیشن ایوارڈ کے مطابق وسائل کی بروقت منتقلی کی جائے۔ علاوہ ازیں مقامی حکومتوں کو 5- ارب سے زائد کی Tied Grant مہیا کرنے کا سلسلہ جاری رہے گا جس سے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کو مزید تقویت حاصل ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ مقامی حکومتوں کی استعداد کار بڑھانے کے لئے Decentralization Support Programme کے تحت اگلے 3 سالوں میں تقریباً 50 کروڑ روپے مہیا کئے جائیں گے۔ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریٹرز محام کو صاف پانی اور نکاسی آب کی سہولتیں مہیا کرتی ہیں اس پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے تقریباً 6- ارب روپے کا پنجاب میونسپل ڈویلپمنٹ فنڈ قائم ہو چکا ہے جو ان کی ملی ضروریات کو پورا کرے گا۔ علاوہ ازیں Southern Punjab Basic Urban Services Project کے تحت مقامی حکومتوں کو 7- ارب روپے سے زائد کی اضافی امداد مہیا کی جائے گی۔ یہ تمام رقم جیسا کہ منصوبے کے نام سے ظاہر ہے جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے اضلاع کے محام کو زندگی کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے پر صرف کی جائے گی۔ (نمبر ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ پیمائشی مالیاتی ایوارڈ ابھی تک پلین تکمیل تک نہیں پہنچ سکا جس کے نتیجے میں پنجاب سمیت پاکستان کے تمام صوبے ان اضافی وسائل سے استفادہ نہیں کر سکیں گے جو نئے قومی مالیاتی ایوارڈ کی صورت میں انہیں حاصل ہو سکتے تھے۔ اس کے باوجود میں حکومت پنجاب کے تمام ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کا اعلان کرتا ہوں۔ واضح رہے کہ وفاقی حکومت نے پچھلے سال بھی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد کا اضافہ کیا تھا اور اضافی وسائل موجود نہ ہونے کے باوجود اس کی تصدیق آپ کی حکومت نے بھی کی تھی۔ دوسری طرف ہمیں اس ضمن میں وفاقی کی طرف سے بھی کوئی خصوصی گرانٹ نہیں دی گئی تھی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ پچھلے سال کے برعکس وفاقی حکومت ہمیں اس دفتہ مایوس نہیں

کرے گی اور تنخواہوں کے اطلاق کے مساوی ایک خصوصی گرانٹ کا اجرا کرے گی۔ خاص طور پر جبکہ نئے قومی مالیاتی ایوارڈ کے اجرا نہ ہونے کی صورت میں وفاق کو اپنی ضروریات سے کہیں زیادہ وسائل میسر ہیں۔ (نعرہ ہانے تمہیں)

جناب سپیکر!

میں ایوان میں یہ حقیقت بھی پیش کرتا چلوں کہ ہماری حکومت نے قومی مالیاتی ایوارڈ کی تکمیل کے لئے بھرپور کوشش کی، تمام مذاکرات میں تھل اور بردباری کا مظاہرہ کیا لیکن ہمارے لئے اپنے صوبے کے جائز حقوق سے دستبرداری کسی طور ممکن نہ تھی۔

جناب والا! اب میں فنانس بل 2004-05 کے اہم نکات ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ حکومت پنجاب نے اگلے مالی سال کے لئے کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا بلکہ عوام کو موجودہ ٹیکسوں کی شرح میں خاطر خواہ رعایت تجویز کی ہے لیکن یہ بھی مین قرین انصاف ہے کہ تمام شہری اپنی استطاعت کے مطابق ٹیکس ادا کریں چند ایک ایسے محاصل جن کی شرح کا تعین کافی عرصہ پہلے کیا گیا تھا ان میں رد و بدل کرنا ضروری سمجھا گیا۔ محال کے طور پر ڈرائیونگ لائسنس فیس میں 10 روپے کا اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔ نوکن ٹیکس اور دیگر چند مات میں بھی معمولی اضافہ تجویز کیا گیا ہے جن کی تفصیل فنانس بل میں درج ہے۔ (نعرہ ہانے تمہیں)

جناب سپیکر!

ہماری حکومت کی معاشی حکمت عملی اس اصول پر کاربند ہے کہ پہلے معیشت کو مضبوط کیا جائے، عوام کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہو اور پھر ان سے مناسب شرح کے حساب سے ٹیکس وصول کیا جائے۔ ہماری ٹیکس پالیسی بہتر وصولی اور بہتر انتظامی کارکردگی سے منسلک ہے۔ اسی پالیسی کا ایک پہلو آپ پہلے ہی دیکھ چکے ہیں جو ہمارے محاصل میں ریکارڈ اطلاق کی شکل میں سامنے آیا۔ معیشت کی بحالی کو اپنی اولین ترجیح سمجھتے ہوئے ہم نے فنانس بل میں کئی تجاویز پیش کی ہیں۔ ان میں نجی کمپنیوں کے

Association پر رائج سٹیپ ڈیوٹی مکمل طور پر ختم کرنے کی تجویز ہے۔ ہڈسنگ اور کنسٹرکشن انڈسٹری کو فروغ دینے کے لئے شہری جائیداد کی خرید و فروخت پر سٹیپ ڈیوٹی 5 فیصد سے کم کر کے 2 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب والا!

شہری علاقوں میں پراپرٹی کی خرید و فروخت پر ماہہ شدہ ٹیکس میں کمی کو ضروری سمجھا گیا تو یہ پہلو بھی سامنے آیا کہ دیہی اور شہری ماسٹروں میں تفریق کیوں کی جائے۔ چنانچہ اس تفریق کو معائنہ کے لئے ہماری حکومت شہری املاک کی طرح تمام زرعی اراضی اور دیہی جائیداد کی خرید و فروخت پر سٹیپ ڈیوٹی کی شرح 4 فیصد سے کم کر کے 2 فیصد کرنے کی تجویز پیش کر رہی ہے۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

سٹیپ ڈیوٹی میں اس خاطر خواہ کمی سے دیہی و شہری جائیداد کی خرید و فروخت میں مائل ایک بہت بڑی رکاوٹ دور ہو جائے گی اور اس امر گیر فیصلے کے نتیجے میں ایک طرف بے نامی جائیداد کی خرید و فروخت کا رجحان کم ہو گا تو دوسری طرف حکومتی محاصل میں مجموعی طور پر اضافہ ہو گا۔

جناب سیکرٹری!

ٹیکسوں کے نظام کو طبعاتی اور علاقائی تفریق سے مبرا کرنے کے لئے پروڈیشنل ٹیکس کے بارے میں بھی ایک تجویز پیش کی جا رہی ہے اس تجویز کے تحت ڈاکٹر حضرات پر ماہہ پروڈیشنل ٹیکس کی شرح کم کر کے وکلاء حضرات پر ماہہ پروڈیشنل ٹیکس کے مساوی کی جانے کی تجویز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی محسوس کیا گیا کہ سینما انڈسٹری ہمارے عام آدمی کے لئے تفریح کا سامان مہیا کرتی ہے اور حرمہ ذرا سے یہ انڈسٹری دیگر گوں حالات کا شکار ہے اس لئے محام کو کم فروغ اور میڈیا تفریح مہیا کرنے کے لئے سینما گھروں پر ماہہ Entertainment Duty کی موجودہ شرح 30 فیصد سے کم کر کے 15 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سپیکر!

ہمدی حکومت کا نصب العین طریت کا قاعدہ ہے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کی طریت کے خلاف مہم کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ میں پہلے ہی پیش کر چکا ہوں لیکن اب میں اس ایوان میں ایک ایسے اقدام کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کی پذیرائی کم آمدنی والے طبقات ہی کر سکتے ہیں۔ یکم جولائی 2004 سے صوبہ بھر میں رہائشی مفاد کے لئے استعمال ہونے والے پانچ مرد کے مکانات کو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

یہ مجموعہ Category-D to G کے مکانات پر لاگو ہو گی تاکہ کم آمدنی والے طبقات اس رعایت سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب والا! اب اس ایوان میں جو فنانس بل پیش کیا جا رہا ہے اس میں سگریٹ پیچھے والے پریچون فروختوں پر ماہانہ 200 روپے ٹیکس لگانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن آج صبح وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہی کی صدارت میں منعقد ہونے والے کابینہ کے اجلاس میں اس ٹیکس کی توثیق نہیں کی۔ کابینہ کا خیال ہے کہ ہمیں اپنے معمولی دکانداروں پر یہ ٹیکس عائد نہیں کرنا چاہیے چنانچہ اب معمولی دکانداروں پر یہ ٹیکس نہیں لگایا جا رہا۔ اس مفاد کے لئے حکومت خود اسمبلی میں ایک ترمیمی بل لا کر اسے ختم کر رہی ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر!

میں اس امر کا اعلاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمدی حکومت ایک روایتی ٹیکس ٹیکٹر کا کردار ادا کرنے کی بجائے زندگی کے مختلف شعبوں میں معاشی سرگرمیوں کو پھلتے پھولتے دیکھنے کی خواہش ہے۔ یہ وسیع تر معاشی سرگرمیوں میں دراصل حکومت کو درکار حاصل کی فراہمی کو یقینی بنائیں گی اور یہی حاصل عوام کی تفریح و بہبود کے منصوبوں کی شکل میں دوبارہ صوبے کے عوام کے لئے مزید سولیات کا سامان پیدا کریں گے۔ ہمارا بخت عوام دوست اور طریب دوست بخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمانے کہ ہم اس بخت کے اغراض و مقاصد کو عملی جامہ

بہناتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے بطریق احسن عمدہ برآ ہو سکیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)
میں آپ کا اور آپ کی وسالت سے اس ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو (آمین)

پاکستان زندہ باد

(نعرہ ہانے تحسین)

(اس مرحلے پر جناب وزیر اعلیٰ نے وزیر خزانہ کو بجٹ تقریر کرنے پر مہلکہ پیش کی)

سالانہ بجٹ بابت سال 2004-05 کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب میں وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ سالانہ بجٹ بابت سال
2004-05 پیش کریں۔

وزیر خزانہ، میں سالانہ بجٹ بابت سال 2004-05 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، سالانہ بجٹ بابت سال 2004-05 پیش کر دیا گیا۔

ضمنی بجٹ بابت سال 2003-04 کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر، اب میں وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ضمنی بجٹ بابت سال 2003-04
پیش کریں۔

وزیر خزانہ، میں ضمنی بجٹ بابت سال 2003-04 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، ضمنی بجٹ بابت سال 2003-04 پیش کر دیا گیا ہے۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت 2004 کا پیش کیا جانا
جناب سپیکر، اب میں وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ فنانس بل پیش کریں۔

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I introduce the Punjab Finance Bill 2004.

MR SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2004 has been introduced.

آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کی کارروائی مورخہ 20-جون 2004 بروز اتوار 3:00 بجے
سہرہ تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 20 - جون 2004

1 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2 - سرکاری کارروائی

سالانہ میزایہ بابت سال 2004-05 پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

اتوار 20 - جون 2004

(یوم الاحد، یکم جمادی الاول 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 27

منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل سہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ کاہری عبدالماجد نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفَيْطِنِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

مَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً

حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ

لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقِيبًا ۝ وَإِذْ حِينَتُمْ

بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنِ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لِيَجْمَعَكُمْ إِلَى يَوْمِ

الْقِيَامَةِ لَأَرِيبَ فِيهِ وَمَنْ أصدقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝

سورہ النساء آیات 85 تا 87

جو جہان کی سزا کرے گا وہ اس میں سے حصہ پانے گا اور جو برائی کی سزا کرے گا وہ اس میں سے حصہ پانے گا اور اللہ ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے اور جب کوئی احرام کے ساتھ تمہیں سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر طریقے کے ساتھ جواب دو یا کم از کم اسی طرح اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے جس کے سوا کوئی مبود نہیں ہے وہ تم سب کو اس قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی جہ نہیں اور اللہ کی بات سے بڑھ کر بھی بات اور کس کی ہو سکتی ہے ۝
وما علينا الا البلاغ ۝

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی کے سکیورٹی عملے کو لابی سے باہر رهنے کی ہدایت

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ، جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کے custodian ہیں۔ میں آپ کی توجہ

ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ اسمبلی public place نہیں ہے۔

Within precincts of the Assembly آپ دیکھیں کہ اس لابی کے باہر بھی جس طرح

سکیورٹی والی عواتین یا بندے بیٹھتے ہیں۔ ایجنسیز ہیں، آئی۔ ایس۔ آئی ہے، ایم۔ آئی ہے، فیلڈ انٹیلی

جنس ہے، آئی۔ بی ہے۔۔۔

جناب سپیکر، ایم۔ آئی اور آئی۔ بی وغیرہ ادھر نہیں ہیں۔ ہماری اسمبلی کے سکیورٹی والے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ چیک کر لیں They are not supposed to say

اگر آپ۔۔۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس ایوان میں کسی ایجنسی کا کوئی آدمی نہیں ہے سوائے ہماری اپنی

سکیورٹی کے آدمیوں کے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں آپ بے شک اس کو deny

کریں۔ میں سپیکر کی رولنگ کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ جناب! آپ ان کو صرف یہ پیغام دیں کہ اب

اسمبلی کا آٹومیشن سسٹم سب سے بہتر ہے اور یہ ساری کارروائی نیت پر چلی گئی ہے لیکن اگر انہوں

نے ادھر آنا ہی ہے تو انہیں کوئی کرہ دے دیں تاکہ وہ وہاں بیٹھ کر دیکھ لیں لیکن ادھر نہ آئیں۔

جناب سپیکر، میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ اسمبلی کے سیکورٹی عملے کو ہدایت کریں کہ وہ لابی سے باہر چلے جائیں۔

تعزیت

کراچی اور وانا میں شہید ہونے والے تمام مسلمانوں

کے لئے دعائے مغفرت

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! دوسرا بہت اہم واقعہ کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا ایک بہت اہم کارکن جسے کراچی میں شہید کر دیا۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! وانا میں نیک محمد شہید ہوا ہے۔ وہ محب وطن تھا ایک پاکستانی اور مسلمان ہونے کے ناتے اس کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر، جو مسلمان بھی فوت ہونے ہیں سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

تحراریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 37 چودھری محمد اشرف کبہہ کی طرف سے ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! وہ اسی راستے میں ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اسے pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر

38 رانا منا، اللہ خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میری استدعا ہو گی کہ چونکہ ہم تقریباً ایک تہے تک پہنچ چکے ہیں لیکن ابھی فائنل کر رہے تھے کہ اجلاس شروع ہو گیا ہے۔ اگر اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں تو کمپنی کی جو بھی findings ہوں گی ہم انشاء اللہ ایوان میں پیش کر دیں گے۔ جناب سپیکر، رانا صاحب! اسے کل تک کے لئے pending کر دیا جائے؟

رانا منا، اللہ خان، جناب والا ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق

نمبر 42 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا! میری استدعا ہے کہ آج ڈاکٹر صاحب نہیں آئیں گے اس لئے اسے کل یا برسوں تک کے لئے pending کر لیا جائے۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ 2004-05 پر بحث کا آغاز

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اسے برسوں تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم سالانہ بجٹ 2004-05 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں اور بحث کا آغاز اپوزیشن لیڈر جناب قاسم ضیا، صاحب کی تقریر سے ہو گا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

لیکن ان کو دعوت خطاب دینے سے پہلے اراکین اسمبلی سے میری گزارش ہے کہ جو دوست اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام کی چٹیں مجھے یا سیکرٹری اسمبلی کو بجا دیں۔ اب میں دعوت خطاب دیتا ہوں جناب قاسم ضیا، صاحب!

قائد حزب اختلاف، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ایوان میں پنجاب حکومت کے پیش کردہ بجٹ 2004-05 کے بارے میں بحث کا آغاز ہو رہا ہے۔ ویسے تو بہت سارے امور سامنے آنے ہیں جن کی طرف نگاہ ہی کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ کسی بھی ملک، صوبے یا ادارے کی معاشی پلاننگ اور عوام کے لئے اقدامات کے لحاظ سے بجٹ نہایت اہمیت رکھتا ہے اور آئندہ ایک سلسلہ اہداف کا جہاں ذکر کیا جاتا ہے وہاں حکومت کے بجٹ میں ختم ہونے والے مالی سال کے اثرات بھی نظر انداز نہیں کئے جاسکتے۔ بجٹ پر گفتگو کرتے ہوئے میں ابتداء میں چند چیزوں کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کے تناظر میں یہ واضح طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ حکومت کہاں کھڑی ہے، حکومت کا مستقبل کیا ہے، عوام حکومتی اقدامات اور معاشی پلاننگ کو کس نظر سے دیکھ رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبہ بھر کے عوام کے اندر پائی جانے والی بے چینی، غربت کی شرح میں اضافہ، امن و امان کی ناقص صورتحال، بے روزگاری میں اضافہ، لاکھوں اور قتل و غارت صاف بتا رہی ہے کہ حکومت کی performance کیا ہے، قومی بجٹ سے جمع ہونے والی قومی آمدنی کہاں صرف ہو رہی ہے اور پچھلے سال میں اس سے کیا نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ایمانداری سے دیکھا جائے تو لگتا ہے کہ حکومت، جمہوری، آئینی اور قانونی فورم پر مکمل طور پر ناکام اور اسی طرح معاشی میدان میں بھی بری طرح فیل ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! یہ ایوان ایک بڑا۔۔۔

وزیر مال، ریٹیفکیشن و اسٹیمپل اراضی، جہڑی حکومت پاس ہونی اسے اس دا نام بھی لینیو۔

جناب سپیکر، آرڈر میز۔

ایوزیشن کی طرف سے آوازیں، ہم وزیر اعلیٰ کی تقریر میں یہ کام زیادہ بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، آرڈر میز۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! اس ایوان کا ایک تھم ہے۔

جناب سپیکر، جی، میں نے گزارش کر دی ہے۔

قائد حزب اختلاف، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس ایوان میں اس فورم پر جو بھی وعدے کئے جاتے ہیں جو بھی تقاریر کی جاتی ہیں جو بھی بات کی جاتی ہے اس کا ایک تھمس ہوتا ہے اور جو شخص یہاں پر بات کرے، اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اسے پورا کرے لیکن دیکھتے ہیں یہ آیا ہے کہ جو وعدے، جو باتیں، جو نعرے حکومت کی طرف سے آنے ان میں عوام کے ساتھ یوں لگتا ہے کہ جیسے لفاظی کی گئی ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ تین ملد و وزن کا اعلان کرنے والے اور future vision کا نعرہ لگانے والے پنجاب کے حکمرانوں میں پیپلک ویٹینئر کے vision سے لے کر political vision تک کے نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے اور یہ ہر اس خوبی سے محروم ہیں جو عوام کی تعلق کے لئے انھیں کرنی چاہیے لیکن میں یہاں کہنا چاہوں گا کہ جو خود آئین توڑنے والوں کے پیروکار ہوں وہ کیسے اس ملک اور اس مقدس ایوان کے تقدس کا خیال رکھ سکتے ہیں؟ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ عوامی نمائندے جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں ان سے تجاوز یعنی تو ایک طرف خود حکومتی شیوں میں بیٹھے ہونے دوستوں سے، حتیٰ کہ پوری کابینہ سے کوئی مشورہ اس بحث میں نظر نہیں آتا۔ لگتا ہے کہ حکومت پنجاب کے محکمہ فنانس کے ماہرین اور مہر کون کا بجٹ جو وزیر اعلیٰ کو اور وزیر خزانہ کو 17- جون کو صبح 9 بجے دیا گیا کینٹ میں پیش کیا گیا اور اس کے بعد اس ایوان میں اسے پڑھ دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے نمائندوں سے، اس ایوان کے ممبران سے، اس بحث میں کوئی in put لینا حکومت خود شاید یہ دکھانا چاہتی ہے کہ عوام غیر ضروری ہیں۔ عوام کے نمائندوں سے بجٹ کے بارے میں نہ پوچھنا، اس میں ان کا کوئی حصہ نہ ڈالنا اس بات کا مظہر ہے کہ عوام پر اس حکومت کو بھروسہ نہیں ہے۔ آج بھی اس صوبے میں، میں سمجھتا ہوں کہ بیوروکریسی کا راج ہے اور عوام کے نمائندوں کو ملں نہت ڈالا جا رہا ہے۔ اس بحث کو بظاہر نیکس فری اور surplus ظاہر کیا گیا ہے لیکن ترقیاتی منصوبوں پر غیر ترقیاتی اثراہات کو فوقیت دی گئی ہے۔ میں یہاں پر بھی کہنا چاہوں گا کہ محکموں میں allocations تو بڑی بڑی کر

دی گئی ہیں لیکن کاش حکومت کے پاس کوئی ٹھوس منصوبے بھی ہوتے، کاش ایہ ان منصوبوں کے لئے رقم مختص کرتے۔ محکموں کے لئے صرف رقم رکھ دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو vision کی بات کرتے ہیں ان کے پاس vision کوئی نہیں ہے صرف ایک رقم مختص کر دی گئی ہے کل کو چلنے کی یا وزیر اعلیٰ صاحب کی میسج مرضی ہوگی اس کو استعمال کریں گے۔ اگر ان کا vision ہوتا تو کوئی ٹھوس سکیمنیں تو کم از کم لے کر آتے۔ block allocation نہ رکھی جاتیں۔ یہاں ذکر کیا گیا کہ 10 لاکھ لوگوں کو روزگار فراہم کیا جانے گا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا اپنی اس حکومت سے کہ جناب! آپ نے اس میں سے ساڑھے آٹھ لاکھ لوگوں کو پرائیویٹ سیکٹر کی طرف سے روزگار فراہم کرنے کا ذکر کیا ہے تو کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ پچھلے ایک سال میں اس صوبے میں جہاں صنعتی یونٹ بند ہونے سے کوئی نئی سرمایہ کاری نہیں ہوئی اور نہ کوئی نیا یونٹ لگا ہے تو وہاں ایک سال کے بعد کہاں سے یہ ساڑھے آٹھ لاکھ لوگوں کے لئے روزگار expect کرتے ہیں؟ اسی لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس طرح کی باتیں کرنے سے صرف سستی شہرت تو حاصل ہو سکتی ہے لیکن عملی طور پر معاشی استحکام نہیں آ سکتا۔ عملی اقدام نہ کوئی اس حکومت نے کیا ہے سوائے ان باتوں کے یا سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے۔ نہ کوئی ایسا جامع پروگرام انہوں نے دیا ہے کہ جس میں یا جس کی وجہ سے یہ سمجھتے ہوں کہ یہاں سرمایہ کاری ہوگی اس لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ ہمیں جانا پسند کریں گے کہ پچھلے ایک سال کے دور میں جو تین ملد vision تھا جس کا ایک سال ختم ہو چکا ہے اس میں ہمارے ملک میں کتنی سرمایہ کاری ہوئی ہے؟

جناب سپیکر! آج یہ 15 ملد vision کی بات کر رہے ہیں، غربت کے خاتمے کی بات کر رہے ہیں، poverty elimination کی بات کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ خود وزیر موصوف نے post budget پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسے امداد و شمار نہیں ہیں کہ جس سے ہم یہ اندازہ لگا سکیں کہ پنجاب میں غربت بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے یہ میں ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں جو وزیر خزانہ نے اپنی post budget پریس کانفرنس میں کی ہے۔ میں آپ

سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس صوبے میں کوئی اعداد و شمار ہی نہیں ہیں جس کا کوئی data ہی نہیں جسے دیکھ کر ہم یہ بتاسکیں کہ کیا ہماری عوام غربت کی لائن سے اوپر جا رہی ہے یا نیچے جا رہی ہے؟ کیسے یہ عوام کو دھوکا دے کر 'ڈھونگ رپا کر' رہے ہیں کہ آئندہ 15 سالوں میں ہماری economy rise ہوگی اور ہم poverty eliminate کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

جناب سیکرٹری انہوں نے ایک فیصد جی۔ ڈی۔ پی۔ اے کے 15 سالوں میں بڑھانے کی بات کی ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ دنیا میں کونسی معیشت ہے، کون سا ایسا ملک ہے کہ جہاں پر معیشت کا گراف ہمیشہ اوپر ہی جاتا ہے اور اس میں کبھی dip نہیں آتی؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف عوام کو سہانے خواب دکھانے کے مترادف ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آج اس بحث میں یہ سستی شہرت کے ڈھونگ رپانے اگر بند کریں اور حقیقت میں لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ ان کے لئے کیا کام یہ حکومت کرے گی تو وہ بہتر ہوگا؟

جناب سیکرٹری میں یہاں پر چند figure quote کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر 2003-04 کا جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کا حجم 36 ارب 89 کروڑ روپے بتایا گیا ہے جس میں اسلام آباد اور مری کے پنجاب ہاؤسز کی آرائش پر ایک کروڑ سے زائد خرچ کئے گئے، 78 کروڑ کی مائیت کا ہتھی کلینر ہے اور 19 کروڑ روپے قیمتی کاریوں کی خریداری پر ظاہر کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر ملکی مہانوں کو تحائف پیش کرنے کے لئے 70 لاکھ روپے دکھانے گئے ہیں اور یہ فنڈز کا شانہ انداز دکھایا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قانونی ضابطوں کے مطابق سختی سے عمل نہیں ہو رہا۔ اس کے برعکس اگر یہ بات کریں کہ ہم نے تعلیم کی مہم میں فنڈز increase کئے ہیں۔ تو میں حکومت سے پوچھنا چاہوں گا کہ جناب تعلیم کے لئے فنڈز تو بڑھا دینے گئے تو کیا میٹر تعلیم بھی بند ہوا؟ اور آپ نے پچھلے سال جو 3 ارب روپے مختص کئے تھے اس میں سے ابھی تک آپ ایک ارب روپیہ بھی تعلیم پر خرچ نہیں کر سکے۔ تو کیا یہ حکومت کی نااہلی نہیں کہ جو آپ نے فنڈز ایک ٹککے کے لئے مختص کئے تھے اس کو بھی آپ استعمال نہیں کر سکے؟ آج بھی اس لاہور شہر میں، جمونے شہروں یا دیہی علاقوں کی بھی میں بت نہیں کرتا آج اس لاہور شہر میں بھی کئی سکول

ایسے ہیں جہاں بجلی بھی میسر نہیں ہے، جہاں دیوار نہیں ہے، جہاں پینے کا پانی نہیں ہے اور جہاں بیٹھنے کے لئے کرسی اور میز تک نہیں ہے۔ یہ دو سو روپے جن طلباء کو دینا چاہتے ہیں ان طلباء کو جب بنیادی سہولتیں ہی میسر نہیں ہوں گی تو وہ 200 روپے بھی ضائع چلا جائے گا۔ ہم نے پہلے ہی کہا تھا اور آج بھی کہتے ہیں کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر صرف پرائمری کی ایجوکیشن کو ہی focus کیا جاتا۔ کم از کم پہلی سے پانچویں تک کی جماعت کو focus کیا جاتا۔ آنے والی نئی نسل کو زیادہ بچھڑ دیا جاتا تاکہ ہم کم از کم ایک سمت تو اختیار کریں۔ اسی طرح پورے سکولوں اور کالجوں کو یک دم کہا کہ ہم پانی کا درجہ دے دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بات نہیں بنے گی۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر وہ اپنا focus ایجوکیشن کے حوالے سے صرف primary units کو دیں اور وہاں پر بہترین میٹر تعلیم جائیں، وہاں پر اچھے اساتذہ لکائیں، وہاں تمام سہولیات دیں، تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے ہماری ایک سمت متعین ہوگی۔ ہمارے وہ بچے جو آج پہلی یا دوسری جماعت میں جائیں گے آنے والے دنوں میں ہم ان کی حالت بدلنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس کے بعد جہاں میرے فاضل دوست نے پچھلے سال 12۔ ارب روپے کے قرضے کا کہا کہ ہم نے بیگے داموں نے تھے ہنگامی شرح پر جو قرضے لے تھے ان کو واپس کر کے سستی شرح پر قرضے حاصل کئے ہیں۔ لیکن پھر on record بات کر رہا ہوں کہ انہوں نے اپنی post budget پریس کانفرنس کی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس سے جو فائدہ ہو رہا تھا اس سے ہمیں مزید قرضے نہ لینے پڑتے لیکن انہوں نے خود کہا کہ آج بھی حکومت کو ڈیڑھ کھرب روپے کے قرضے حکومت کو حکومت چلانے کے لئے زیادہ لینے پڑے ہیں تو پھر وہ واپس کرنے کا فائدہ ہونا چاہیے تھا نہ کہ ہمیں مزید قرضے لینے پڑتے۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم لنگول توڑ رہے ہیں، ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم سارے قرضے واپس کر رہے ہیں دوسری طرف آپ نے چند دنوں میں اشادات میں دیکھا ہوگا کہ لائبریری سسٹم شروع کرنے کی بات ہوئی ہے۔ ایک غریب آدمی کو دو وقت کی توروٹی میسر نہیں ہے۔ اب اس کی جیب سے لائبریری کے نام پر پیسے نکلوانا چاہتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب

مکراؤں کی نظریں اب پنجاب کے عوام کی جیب پر ہیں اور انہیں دو وقت کی روٹی فراہم کرنے کی بجائے ان کے منہ سے نوالا چھیننے کی بات ہو رہی ہے۔ اس سے آگے چل کر اچھی بات کی پانچ مرے پر کم از کم ٹیکس معاف کیا لیکن افسوس کہ وہ بل بھی اپوزیشن کا تھا اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کو لاگو ہونا چاہیے تھا لیکن اس کو کینیگری کے چکر میں ڈال دیا گیا۔ اگر آپ اندازہ لگائیں تو اس پانچ مرد سکیم کا اطلاق صرف اور صرف پورے پنجاب کے 8 کروڑ عوام میں سے 3 لاکھ لوگوں پر ہوگا۔ یہ جو categories بنائی گئی ہیں اس کا مقصد ہی ختم کر دیا گیا ہے اور عوام کو جو سہولت ہم دینا چاہتے تھے وہ سہولت دور کر دی گئی ہے۔ اگر پورے پنجاب میں سے صرف تین لاکھ لوگوں کو یہ مراعات دینی تھیں تو پھر اس کا کیا فائدہ؟ اسی طرح سرکاری ملازمین کے لئے منگنی الاؤنس کا اعلان تو کیا ہے۔ کاش اچھا ہوتا جو پچھلے سال بھی نہیں کیا ہم نے نشانہ ہی کی ہے اس سال بھی نہیں کیا کہ یہ جو صنعتی اور دوسرے مزدور ہیں ان کے لئے کوئی رعایت کی بات نہیں کی گئی۔ آج صنعتی اور دوسرے مزدور ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں ہم سے یہ پوچھتے ہیں کہ ان کا پرمان حال کون ہے؟ آج اگر پنجاب گورنمنٹ ان کی بات نہیں کرے گی تو ان کی بات کون کرے گا؟

جناب سپیکر! یہ ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے کا دعویٰ تو کر رہے ہیں یہ بجٹ no tax تو ہو سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ انہیں no relief budget کا دعویٰ بھی کرنا چاہیے کیونکہ یہ ٹیکس تو نہیں لگا رہے لیکن ساتھ relief بھی کوئی نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر! زکوٰۃ اور بیت المال کا ایک ہی ٹھکے ہے اس سے غریبوں، ناداروں اور معذوروں کو کچھ نہ کچھ سہولت ملتی ہیں لیکن افسوس کہ اس میں بھی کوئی اضافہ نہیں کیا گیا بلکہ یہ کہہ کر انہوں نے کد اگری کے حوالے سے قانون بھی پاس کرایا کہ بیت المال اور زکوٰۃ میں اگلے سالوں میں اضافہ ہوگا لیکن اس سال اسے زکا دیا۔ کد اگری کا قانون پاس کر کے بھی اس کے لئے صرف ایک دفتر کرانے پر لے کر اسے چلانے کی بات کی گئی ہے لیکن اس کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا کہ جس سے ہم سمجھیں کہ اس ملک میں حکومت واقعی serious ہے کہ جن بچوں کو کد اگری کے پیسے میں زبردستی ڈالا جاتا ہے ان کا کوئی ازالہ کیا جائے، انہیں ایجوکیشن دی جاسکے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ حکومت کو چاہیے کہ جتنے گداگر بچے اور بچیوں میں نظر آتے ہیں ان سب کو وہاں سے پکڑیں اور ان کے پیچھے جو لوگ ہیں انہیں بھی پکڑیں۔ جنوں نے بچوں کو مذکور کر کے بمیک منگوانے کا کاروبار بنایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اس کا بھی علاج کرنا چاہیے۔ اس کی بھی قانون سازی کریں ہم ان کا ساتھ دیں گے۔ یہ قانون سازی کریں کہ جو لوگ بچوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں 'پمرا' انہیں مذکور کرتے ہیں اور پمرا گری کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ جب آپ ان بچوں کو پکڑیں گے تو وہ سلنے آجائیں گے کہ وہ لوگ کون ہیں لہذا انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاکہ ہمارے اس معاشرے سے گداگری کی لعنت کو ختم کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال ہماری عواتین کے لئے ایک سٹینڈیم رکھ دیا گیا لیکن اس سال کے بجٹ میں عواتین کے لئے کسی نمونہ سکیم کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس صوبے میں عواتین کی اکثریت ہو اور وہ صوبہ عواتین کو ignore کرے یہ بھی زیادتی کی بات ہے۔

جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کروں گا پولیس کو پچھلے ایک سال میں 3 بلین روپے کا اضافی بجٹ دیا گیا لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا آج ان کے اپنے اعداد و شمار جو ہم نے پولیس اور ہوم ڈیپارٹمنٹ سے لئے ہیں۔ یہ اعداد و شمار میں نے چند دن پہلے اسی ایوان میں آپ کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال جس میں قتل و غارت 'ذکیٹی اور ڈاکا زنی اس کی شرح میں تقریباً 30 more than فیصد اضافہ ہوا ہے۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اپنا ڈویژن ہر دوں No. 1 یا No. 2 پر ہے۔ موصوف وزیر اعلیٰ کے اپنے ضلع میں ایک دن میں 18/18 قتل ہو رہے ہیں اور آج حکومت پولیس کی ہندونگ پوسٹیں قائم کرنے کی بات کر رہی ہے۔ میں آج ایوان سے پوچھتا ہوں کہ اس کی تقریروں کا دعویٰ کرنے والے اور میرٹ کی بات کرنے والے ان کے اپنے حکومتی اراکین آج عدالتوں سے رجوع کر رہے ہیں کہ کیسے میرٹ کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں، 'غربوں' 'تیموں' 'نلاداروں' کے لئے زکوٰۃ فنڈ اور بیت المال تو بڑھایا نہیں کیا لیکن اس دن بھی ہم نے آپ کے سامنے کہا اور آج بھی کہتے ہیں اور میں یہ figures دینا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ اور وزراء کی تنخواہوں پر 16- کروڑ 86 لاکھ روپے سے زائد، صوابدیدی گرانٹ میں ڈیڑھ کروڑ سے زائد،

سیاسی مشیروں کے لئے نصف کروڑ کے قریب، پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے سوا کروڑ کے قریب، جبکہ وزراء کے لئے دیگر مدوں میں بھی کروڑوں روپے کے فنڈ نظر آ رہے ہیں۔ تمام تر صورتحال میں سے ایک بات واضح نظر آ رہی ہے کہ حکمرانوں کا تمام تر focus ذاتی مفادات پر ہے، عوام کے مفادات پر نہیں ہے۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال انہوں نے 3 ہزار سرکاری ملازمین کے لئے 15 کروڑ روپیہ پاؤس بڈنگ فنانس لون رکھا تھا لیکن مجھے شرم سے کہنا پڑتا ہے کہ 15 ہزار سے زائد سی۔ایم صاحب کے اپنے ڈائریکٹرز ٹھکے کے پاس پڑے ہیں جن پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے کیونکہ وہ فنڈ ختم ہو چکا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ صرف ڈائریکٹرز کو issue کرنے سے وہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ سی۔ایم صاحب کو دیکھنا چاہیے تھا کہ کیا فنڈز بھی ہیں یہ تو سرکاری ملازمین کے اس طبقے کے ساتھ زیادتی ہے جو آج اس ملک میں بس رہا ہے اور وزراء کی مراعات بڑھانی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ آج این۔ایف۔سی ایوارڈ کی بات کرنے والے سٹر میں این۔ایف۔سی ایوارڈ تو فائل نہیں ہو سکا لیکن مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا Provincial Finance Commission ایوارڈ بھی ایسی تک interim پر چل رہا ہے۔ انہوں نے اس کو بھی اس لئے فائل نہیں کیا کہ یہ بد نتیجی پر مبنی ہے۔ انہیں پتا ہے کہ اگر ہم نے districts کو تمام پیسہ دے دیا تو کل کو پھر ظل سبحانی وزیر اعلیٰ نہیں بن سکیں گے۔ وہ 2 بلین روپے اپنے پاس رکھتے ہیں، کیوں رکھتے ہیں یہی بات ہم ہر دفعہ کہتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جہاں ضمنی ایکشن ہو، جہاں انہیں اپنی مرضی کا development fund دینا ہو، جہاں ان کا پھیلتا کوئی ناظم بیٹھا ہو، وہاں وہ fund دے دیں۔ یہ بڑی زیادتی ہے کیونکہ یہ جب کوئی ایوارڈ دیتے ہیں تو ایوارڈ میں کم از کم ایک طریقہ کار ہوتا ہے، ایک فارمولا ہوتا ہے، وہ آبادی اور backwardness کے حوالے سے فارمولا لگو کر کے تمام districts کو پیسے دینے جاتے ہیں لیکن انہوں نے جو پیسہ اپنے پاس as block allocation رکھا ہے۔ اگر اسے آپ دیکھنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے کیسے districts میں منصفانہ تقسیم کی ہے، تو دور جانے کی ضرورت نہیں، صرف گجرات اور منڈی بہاؤالدین کا فنڈ جو پچھلے سال ضمنی حکومت کو دیا گیا ہے اگر اس کا موازنہ کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ کافی ہوگا۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ پچھلے سال کے بجٹ میں 80 کروڑ کی سبڈی رکھی گئی تھی۔ وہ سبڈی تو ان ٹیکوں کو دی جاتی ہے جن سے کسی غریب نادار یا کسی ضرورت مند کو اس سبڈی کا فائدہ ہوتا ہے۔ اس سال وہ سبڈی ختم کر کے حکومت نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ یہ عوام کا بجٹ نہیں ہے یہ بھی امیر، وزراء اور امراء کا بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! میں کہنا چاہوں گا کہ پچھلے سال کا ریکارڈ بھی نکال کر دیکھ لیا جائے تو آپ کو چتا چلے گا کہ مختلف شعبوں میں relief دینے کی بجائے عوام کو ان سے محروم کیا گیا ہے۔ جنوں پر غریبوں، مزدوروں، ناداروں کے لئے زکوٰۃ اور بیت المال کو enhance نہیں کیا گیا وہیں میں سمجھتا ہوں کہ متوسط طبقے کو بھی اب ہارگٹ کیا گیا ہے۔ اگر آپ مونٹسائٹل فیکس دیکھیں تو اس کو بھی زیادہ کر دیا گیا ہے۔ پھر اس کی ملکیت کی تبدیلی پر بھی خوفناک حد تک احلا کر دیا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ عوام دوست بجٹ نہیں، عوام دشمن بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے اللہ کے فضل سے پوری تیاری کی ہے۔ ہم cut motions لارہے ہیں اور ان تمام چیزوں پر پوائنٹ نو پوائنٹ بحث کریں گے اور ہم اس حوالے سے چاہیں گے کہ ہم cut motions میں اس حکومت سے یہ مطالبہ کریں اور اپنی باتیں منوانے کی بات کریں۔ آپ ہر ٹکے کو دیکھ لیں اور ان کے بجٹ کا نوٹل عم دیکھیں اور زراعت کے لئے دیکھیں کتنے پیسے رکھے گئے ہیں، livestock کے لئے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں؟ باقی میرے تمام دوست اس کی details figures by figures یہاں نشاندہی کریں گے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہمارا یہ ملک لاقانونیت میں چل رہا ہے، ہمارا یہ ملک قتل و غارت میں چل رہا ہے۔ اس ملک کی کیا حالت ہو گی کہ جس ملک میں سب سے اہم ادارے، ایسے ادارے جو ہمارے ملک کے محافظ ہیں ان کی وردی میں بیٹھا صدر بھی محفوظ نہ ہو، گورنمنڈر محفوظ نہ ہو، سیاسی کارکن محفوظ نہ ہوں، سیاسی لیڈران اور عملہ محفوظ نہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج مؤرخین سروردی جو ہمارا ایک کارکن، ہمارا بھائی کراہی میں قتل کیا گیا ہے اس کا خون بھی وردی پر کرے گا کیونکہ آج جن لوگوں نے اس ملک کو یہ حال بنا کر رکھا ہے، شخصی آمریت قائم

کر رکھی ہے۔ عوام کی بات کرنے نہیں دیتے آج میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتی ہے۔ اپوزیشن کو پتا ہے کہ آج کے اس بجٹ اجلاس کی opening عوام کے مفاد کے لئے ضروری تھی لیکن ہمارا دل اندر سے جل رہا ہے۔ ہمارے کارکن قتل کئے جا رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری یہ کالی پٹیاں آپ کو اس چیز کی نشاندہی کر رہی ہوں گی کہ ہم اس کے سوگ میں برابر کے شریک ہیں، پورا پاکستان ہمارے اس کارکن کے لئے رو رہا ہے۔ ہمارے باہر بھی کارکن کھڑے ہیں۔ ہمیں ہمت کما گیا کہ ہم بائیکاٹ کریں لیکن چونکہ اپوزیشن کو احساس ہے کہ یہ بجٹ عوام کے لئے ہے۔ عوام کو relief دلوانا ہمارا کام ہے۔ گو حکومت امرا اور وزراء کو مراعات دے لیکن ہم اپنا point of view دینا چاہتے تھے اور اسی لئے آج ہم نے اس بجٹ speech کو open کرنے کے بعد اپنی آئینی ذمہ داری پوری کرنے کے بعد ہم اس ایوان سے اس حکومت کی نااہلی کے خلاف اس ملک میں بڑھتی ہوئی lawlessness کے خلاف اس ملک میں بڑھتے ہوئے غیر آئینی اقدامات کے خلاف اس ایوان سے منور حسین سروردی کے لئے واک آؤٹ کرتے ہیں اور یہ ہمارا نوکن واک آؤٹ ہوگا۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن اراکین نوکن واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر، محترمہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

DR SAMIA AMJAD: Thank you, Mr Speaker! for giving me this opportunity to express my views about the budget. It has taken a lot of political tensions, a tug of war between leaders and ex-leaders generally, and if I may add between male and female participants specially who have been the main forces that have played havoc on this Assembly in the past one year. Being part and parcel of it, it makes me think and meditate a lot about what is the way forward now and the only answer is to stop criticising only and to identify and address problems.

Mr Speaker! Sir, it is a source of great encouragement to study the details of the budget 2004-05. I will briefly touch and criticize some problems and try to highlight "the concrete steps" that have been taken by this Government. Needless to say that we are in the second year of "A three year rolling strategic plan" for the development of Punjab. The progress of crops depending upon agriculture industry and services, and the speed of work was in quantum jumps rather than small steps forward. Supported and encouraged by the macro economic stability in the country, the Provinces have taken advantage of the investment climate and aspire to base a G.D.P growth rate of at least 8% per capita per year. In my view the G.D.P would flourish the most in an industrial atmosphere rather than in an agricultural one. It is a fact that Punjab has an agricultural atmosphere rather than an industrial one and this would lead to a G.D.P increase of about 4% only; whereas if an industrial atmosphere is encouraged it will be a much higher percentage. Therefore, I would recommend one more thing and that is to consider tax free industrial zone in the potential pockets of Punjab which may be agro-based industry, modern marketing and micro credit which should be accessible to all the people and it will be very helpful to achieve our goals.

Mr Speaker! Sir, rightly has this Government identified the main problem. The key solution is the education policy. I can confidently praise the major improvements and the steps that our present Government

has taken like education for the girl students, free books, free education, special education, adult education, vocational education, agriculture, I.T and engineering. Each and every aspect has been supported by huge budget and committed strategy of action and I congratulate the Chief Minister, the Education Minister and the M.P.As for taking a keen and personal interest in the participation of distributing and reaching out to the public and giving them the advantages of this new Education Reform Programme. Insha-Allah, the slogan that "Hamara Khawaab Parha Likha Punjab" will be the biggest fact that will be the hallmark of sincerity of this Government. Sir! focus on poverty reduction and unemployment is the biggest challenge of the day that can be done only if we fully exploit our potentials; be it industry, Livestock and Agriculture. The Government is committed to that. The proof is that 10 lac job opportunities are being offered this year and Insha-Allah there will be an increase in these job opportunities for the public in next year.

Mr Speaker! Sir, Government reforms through modern legislation and modifying legislation by this Assembly and not through amendments but through Bills will continue. We are proud that we have not made amendments but we have updated and brought up all sorts of legislation to date. The old and outdated legislation has been revised and worked upon by the Assembly so that we may achieve a modern and a very sound platform to establish a good governance. There will be no

compromise in this respect and this is only good governance that really tells the story of success. Today we are in a position to claim that 'yes' we have definitely taken that step forward towards a good governance.

Mr Speaker! Sir, regarding Health and Population Welfare Department I will openly and wholeheartedly applaud the comprehensive health programmes which include T.B, Hepatitis control, expansion of the E.P.I and Aids Control Programmes.

MR SPEAKER: Please wind up your speech within one minute.

DR SAMIA AMJAD: Sir! Special attention is being paid for providing health facilities in Southern Punjab and for this purpose 43% budget allocation has been made for Institute of Cardiology in Multan, M.R.Is, C.T Scans, Burn Units, Children Hospitals, new Nursing Colleges and upgradation of 44 Nursing schools, D.H.Q Hospitals and social attentions. Sir! the Health Department and the Population Department have done their job and last but not least is the Gender Women Development. The Gender Reforms which have been given the name of the Gender Reform Action Plan (G.R.A.P) is supported by the A.D.P and the Federal Government, and the Provincial Government is the real step forward towards the gender oriented and gender sensitive budget and reforms. The results Insha-Allah will be seen in all aspects whether political, in women employment, or in education, and with that I will wind up my speech with the huge vote of congratulations from the public and the

Government benches that indeed we have done a substantive job, not just sitting back and criticize. Thank you, Mr Speaker.

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب سپیکر! میں آپ کی اہمائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اعداد خیال کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر! ہر جمہوری حکومت کا اپنا منشور ہوتا ہے جسے مہلے جلد پہناتے کے لئے وہ دستیاب وسائل کو بہترین انداز میں استعمال کرتی ہے تاکہ وہ عوامی بھلائی کی ترجیحات کے مطابق اپنے پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے۔

جناب محمد وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص، محترمہ paper reading کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر، وہ پوائنٹس دیکھ رہی ہیں۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اپنے قائد جناب چودھری پرویز الہی وزیر اعلیٰ پنجاب کی ولورہ انگیز قیادت میں مالی سال 2004-05 کا بجٹ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی پالیسی کے صین مطابق غریب عوام پر کسی قسم کا مالی بوجھ نہیں ڈالے گی۔ یہ بجٹ اس لحاظ سے بھی قابل قدر ہے کہ اسے گزشتہ بجٹوں پر ملنے والی اور معاشی لحاظ سے فوقیت حاصل ہے۔ اس کا مجموعی حجم 180-ارب 2 کروڑ روپے ہے جو کہ پچھلے بجٹ کے مقابلے میں 54 20 فیصد زیادہ ہے اور اثراہات جاریہ کا تخمینہ 142-ارب روپے ہے جو پچھلے بجٹ کے مقابلے میں صرف 9.82 فیصد زیادہ ہے۔

جناب محمد وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص، جناب سیکرٹری میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ تقریر محترم وزیر خزانہ کر چکے ہیں۔ انہوں نے اس پر اپنے comments دینے ہیں۔ یہ تو بجٹ تقریر دہرا رہی ہیں۔

جناب سیکرٹری، انہیں بات کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سیکرٹری موجودہ حکومت نے ایک انقلابی اور عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے جس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اب میں بجٹ میں عوامی علاج کے چند ایک اہم نکات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ یہ بجٹ مکمل طور پر فیکس فری ہے اس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا، شہری اور دیہی جائیداد کی ٹرید و فروخت پر سٹیپ ڈیوٹی کی شرح بالترتیب 60 اور 50 فیصد تک کم کر دی گئی ہے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد کا اضافہ کیا مزید یہ کہ حکومت سرکاری ملازمین کی ریٹائرمنٹ پر انہیں تعمیر شدہ گھر مہیا کرے گی۔ غریب عوام پر فیکسوں کا بوجھ کم کرنے کے لئے پانچ مرے کے گھر کو پر اپنی فیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

علاوہ ازیں حکومت نے 43-ارب 44 کروڑ کے کثیر سرمائے سے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 2004-05 کے لئے مختص کیا ہے جو کہ پچھلے سال کی نسبت 42.4 فیصد زیادہ ہے اور ڈاکٹرز پر پروفیشنل فیکس میں خاطر خواہ کمی کر دی گئی ہے۔

جناب سیکرٹری بجٹ 2004-05 کے لئے حکومت کے پیش نظر یہ چیلنج تھا کہ کس طرح عوام کی علاج و بہبود کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل بروئے کار لائے جائیں۔ اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے 180-ارب کے مالیاتی وسائل جو کہ پچھلے بجٹ سے 20.5 فیصد زیادہ کا تخمینہ لگایا ہے۔ جبکہ باری اخراجات برائے سال 2004-05 صرف 9.82 فیصد کے اضافے کے ساتھ 141-

ارب 88 کروڑ ہیں۔ اس موجودہ بجٹ سے 38-ارب 13 کروڑ 69 لاکھ روپے ترقیاتی بجٹ کے لئے ميسر آئے۔ اس جاری بجٹ کے اٹلنے میں پبلک اکاؤنٹ اور کیپیٹل اکاؤنٹ کی مد میں بٹایا شامل کر کے 4-ارب 44 کروڑ کا سرمایہ سالانہ پروگرام کے لئے دستیاب ہوگا۔
جناب سپیکر، محترمہ! ایک منٹ میں وائٹ اپ کر لیں۔

پارلیمنٹری سپیکر ٹری برائے صحت، جناب سپیکر! اب میں قومی اہمیت کے اس شعبے کا ذکر کرنا چاہوں گی جو وزیر اعلیٰ پنجاب جناب چودھری پرویز الہی کا اہم مشن ہے۔ جن کے تحت وہ پنجاب میں تعلیمی شعبہ اور خاص طور پر پرائمری تعلیم کا دائرہ دور دراز علاقوں تک پھیلانا چاہتے ہیں جس کے تحت "پڑھا لکھا پنجاب" ان کی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے۔ اسی مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے موجودہ بجٹ سے 4-ارب 33 کروڑ روپیہ اور ترقیاتی بجٹ سے 8-ارب 23 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ پچھلے سال کے مقابلے میں ریکارڈ اضافہ ہے۔۔۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں صرف آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر بجٹ تقریر یا جو بھی on the floor of the House تقریر کرتے ہیں وہ روز کے مطابق پڑھ کر نہیں کی جا سکتی یہ مسلسل پڑھی جا رہی ہیں۔ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وہ تقریر نہ کریں۔

جناب سپیکر، جو نوٹس یا figures ہیں وہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ نوٹس تو اپوزیشن لیڈر صاحب بھی دیکھ رہے تھے۔

شیخ اعجاز احمد، نوٹس میں لیکن پڑھ کر نہ کریں۔ یہ تو پارلیمنٹری روایت کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ شہد صحت جیسے حکومت کے علاقائی پروگرام کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب چودھری پرویز الہی متعدد بار عوام کے لئے اعلیٰ طبی سہولتوں کی فراہمی اور اس شہد کو جدید خطوط پر استوار کرنا حکومت کی اولین ترجیحات قرار دیتے رہے ہیں۔ رواں سال بجٹ میں اسی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے موجودہ اخراجات میں 8- ارب 41 کروڑ اور ترقیاتی بجٹ میں 2- ارب روپے کی کثیر رقم مختص کی گئی ہے جو کہ پچھلے سال کے مقابلے میں 19.8 اور 132.6 فیصد زیادہ ہے۔ جاری اخراجات میں عوام کو مفت دوائیں اور اسرجنسی شہد کو جدید آلات اور تجربہ کار ڈاکٹرز اور متعلقہ عملہ فراہم کرنا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلے سپیکر جناب شیخ اعجاز احمد صاحب ہیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں نے کل کے لئے request کی تھی۔

جناب سپیکر، آپ نے مجھے سنا تھا کہ آج تقریر کرنی ہے۔ کیا کل کریں گے؟

شیخ اعجاز احمد، جی، کل کروں گا۔

جناب سپیکر، محترمہ روینہ نذر سہری صاحبہ!

محترمہ روینہ نذر سہری (ایڈووکیٹ)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ سب سے پہلے میں جناب چودھری پرویز الہی کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے ایک متوازن، عوام دوست، ہمدرد اور غریب پرور بجٹ پیش کیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کی خوش نصیبی ہے کہ انہیں ایک متوازن بجٹ ملا جس کی وہ امید وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی سے کرتے تھے۔۔۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، منظر اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ پلیر فاموشی اختیار کریں۔ جی! ا

محترم روبینہ نذر سلہری (ایڈووکیٹ)، جناب سیکرٹری اس کے ساتھ ہی میں وزیر خزانہ جناب حسین بہادر درینک صاحب کو مبارک بلا پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کر کے وزیر اعلیٰ کی سوچ اور ان کے انتظامی پروگرام کو پلہ تکمیل تک پہنچایا اور اس ایوان میں پیش کیا۔ تاریخ اس بات کی بھی گواہ رہے گی کہ آپ نے ایوان کے ایک custodian کی حیثیت سے اس ایوان میں اس انتظامی پروگرام کو پیش کرنے کے لئے جس ذمہ داری کا جوت دیا وہ قابل تحسین ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب ان کی ٹیم اور پنجاب کابینہ کے اراکین کو بھی مبارک بلا پیش کرتی ہوں جن کی دن رات کی کاوشوں کے نتیجے میں انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی سوچ اور انتظامی پروگرام کو پلہ تکمیل تک پہنچانے میں مدد کی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سیکرٹری محرتوں کی 33 فیصد فائدہ گی نے محرتوں کے حقوق کو ابا کر کیا ہے اور جناب صدر جنرل پرویز مشرف کا یہ خواب اور یہ سوچ کہ محرتوں کو برابر کی سطح پر لایا جائے۔ اس سوچ کو پورا کرنے کے لئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب پودھری پرویز اہنی نے جو اقدامات کئے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ اس لحاظ سے اگر میں اس بجٹ کو محرتوں کے حقوق کے تحفظ کا بجٹ ہوں تو درست ہوگا۔ محرتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے 20 کروڑ روپے کی مدد جو اس بجٹ میں رکھی گئی ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ وہ اقدامات ہیں جن سے محرتوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کو احساس محرومی سے نجات دلانے کے لئے آمادہ نظر آنے ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سیکرٹری اس کے ساتھ ہی ساتھ اگر میں اس بجٹ کو ٹیکس فری بجٹ ہوں تو یہ درست ہوگا۔ پانچ مرلے کے رہائشی پلاٹوں پر ٹیکس غریب عوام کے لئے ایک بہت بڑا فہم تھا جس کے لئے آج تک کبھی کسی حکومت نے نہ سوجھا اور نہ ہی اپنی ترجیحت میں شامل کیا۔ پنجاب حکومت نے آج پہلی دفعہ ان غریب عوام کے آنسوؤں کو پونجھ ڈالا ہے اور ان کے اوپر ہونے والے فہم کو ختم کیا ہے۔ میں اس لحاظ سے وزیر اعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں ان کی ٹیم اور پنجاب کابینہ کے اراکین کو مبارک بلا پیش کرتی ہوں جنہوں نے غریب عوام کے لئے ایک خوش آمد فیصلہ کیا ہے۔

جناب سیکرٹری اس بجٹ کو اگر مزارعین کا بجٹ بھی کہا جائے تو بہت صحیح ہو گا۔ میں آپ کی وسالت سے ایوزیشن آرگن کی توجہ ان سابقہ ادوار کی طرف دلانا چاہوں گی جب سندھ کے مزارعین نے زمینوں کو تقسیم کرنے کے لئے اور اس میں پنجاب حکومت نے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیں لیکن پنجاب کے بے زمین ہاریوں کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ چولستان کے وہ ریگزار جہاں پر بے زمین ہاریوں نے ایک ایک دانے کو تلاش کرنے کے لئے دن رات ایک کر دیا اور آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر دعائیں کرنے رہے کہ اے خدا! اے رب العزت! ہمارے درمیان بھی ایک ایسے مکران کو بھیج جو ہمارے آنسوؤں کو پونچھے اور ہماری مشکلات کو گھٹے۔ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے آج ہمارے پنجاب کے ان بے زمین ہاریوں کے آنسوؤں کو پونچھ ڈالا ہے اور ان کو وہ زمینیں الٹ کر دی ہیں جن پر وہ دانہ تلاش کرنے کے لئے دن رات ایک کیا کرتے تھے۔

جناب سیکرٹری آرڈر بیگز۔ محترمہ امینز ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ روبینہ نذر سلہری (ایڈووکیٹ)، جناب سیکرٹری ہمارے سرکاری ملازمین جو دن رات اس عوام کی خدمت کرتے تھے اور اس عوام کو ترقی کی منازل تک پہنچانے کے لئے دن رات محنت کرتے تھے۔ کبھی کسی کو ان سرکاری ملازمین کا خیال نہ آیا۔ اس لحاظ سے اگر آج میں اس بجٹ کو سرکاری ملازمین کا بجٹ کہوں تو میرے خیال میں یہ کافی حد تک درست ہے۔ سرکاری ملازمین کو گھروں کی تعمیر اور ہمارے صحافی بھائیوں کے لئے ہاؤسنگ سوسائٹی کا اجراء پنجاب حکومت کا ایک بہت بڑا اقدام ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ سرکاری ملازمین کے لئے جو گھروں کی تعمیر کی جا رہی ہے اور ان کو گھر الٹ کئے جا رہے ہیں یہ وہ اہم اقدام ہے جو تاریخ کا حصہ بن جانے کا۔ ان کی اولادوں اور ان کی آنے والی نسلوں کے لئے ایک گھر کا سلیہ مل جانے کا۔ اس سے نہ صرف پنجاب حکومت بلکہ میں سمجھتی ہوں کہ اس اسمبلی میں بیٹھے ہونے ہر سیاستدان کی ساکھ کو یہ اقدام بحال کر دے گا۔۔۔۔

جناب سیکرٹری محترمہ 1 wind up کریں۔

محترمہ روبینہ نذر سہری (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! پڑھا لکھا پنجاب، پنجاب حکومت کا وہ دیرینہ نواب تھا جس کو آج تک کبھی کسی حکومت نے اپنی ترجیحات میں شامل نہ کیا تھا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی، وزیر تعلیم اور ان کی پوری ٹیم نے پڑھے لکھے پنجاب کا خواب پورا کرنے کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کی ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

آج جب ہم کسی گاؤں، کسی قصبے یا کسی شہر میں جلتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جن کا رجحان کبھی ایجوکیشن کی طرف نہیں گیا تھا آج وہ لوگ بھی جوق در جوق اپنے بچوں کو سکولوں میں داخل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ محترمہ۔ اب میں محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے موجودہ حکومت نے اس بجٹ کی تیاری میں جو بجٹ تقریر تھی یا جو دستاویزات ہمیں پیش کی گئیں ان کی تیاری بڑا عرق ریزی کا کام ہے اور پورے پنجاب کے عوام اس معزز ایوان پر نظریں لگانے ہوئے ہیں اور ہمارے صحافی حضرات بھی گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں پر جو گفتگو ہو گی وہ کل پورے پنجاب میں پورے پاکستان بلکہ پوری دنیا میں جانے گی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ being custodian of the House آپ یہ شفقت ضرور فرمائیں کہ آج یا اسگے دو تین دن جو بجٹ پر بحث چلانی ہے یہ بڑا serious matter ہے۔ یہاں پر ہمارے جو ساتھی وزراء، تشریف رکھتے ہیں ان کا رویہ اور جس کی تعریف ہو رہی ہے وہ خود ڈیک ہیٹ رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کو ہم seriously لے کر ایوان کو اس طریقے سے چلائیں کہ جو تجاویز آئیں اور ان تجاویز سے ہم اس ایوان کو چلا سکیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پرواتن آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ابھی محترم شیخ اعجاز صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بجٹ پر discussion کو اتہائی seriously لینا چاہیے۔ لیکن میں یہاں بیٹھا کافی دیر سے سوچ رہا تھا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے اپنی تقریر سے بجٹ پر بحث کا آغاز کیا اور میں یہاں پر بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ اپوزیشن کا جو طرز عمل تھا میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب نے جیسا کہ فرمایا ہے کہ نہ صرف ہمارے ملک کے لئے ہمارے صوبے کے لئے بلکہ پوری دنیا کے لئے لم فکریہ ہے میں یہاں پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب قائد حزب اختلاف نے تقریر شروع کی اپوزیشن بنیوں سے کسی نے بیخ بجا کر ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی ان کی پوری 35 منٹ کی تقریر میں غلطی سے پیچھے سے ایک دفعہ کسی رکن نے بیخ بجا کیا لیکن اکیلے بیخ بجا یا اور اکیلے بیخ بجا کر وہ خاموش ہو گیا اور جب انہوں نے اپنی تقریر ختم کی اور یقین کچھنے کہ ریکارڈ شاہد ہے اس بات کا 'پریس گیری اس بات کی شاہد ہے کہ کسی اپوزیشن کے رکن نے بیخ بجا کر ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں اور یہ اس بات کی حمای ہے کہ قائد حزب اختلاف اس معزز ایوان کو impress کرنے میں ناکام رہے ہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی الفاظ نہیں تھے کہ وہ حکومت کے اس بجٹ پر ایک تعمیری تنقید کر سکیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

رانا آفتاب احمد خان، پرواتن آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! جیسا کہ شیخ صاحب نے کہا ہے کہ یہ بڑا serious معاملہ ہے اگر تو thumping سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو It is very easy. قائد حزب اختلاف نے بجٹ تقریر کے سلسلے میں جواب دینا تھا۔ باقی facts and figures ہم آپ کو individually department wise دیں گے۔ راجہ صاحب! یہاں پر یہ حوصلہ افزائی کی بات نہیں ہے بلکہ facts

and figures کی بات ہے۔ یہاں پر اگر حوصلہ افزائی کی بات ہو یا --- وہ کا مزہب اختلاف ہیں He knows his job also and he has done very well. آپ نے اس کو negate کرنا ہے تو that's a different issue انشاء اللہ تعالیٰ چار دن بحث ہو گی آپ کو باقاعدہ پورے facts and figures دیں گے اور آپ کی انشاء اللہ تسلی بھی کر دیں گے۔
جناب سپیکر، جی، محترم آپ فرمائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، بسم اللہ الرحمن الرحیم، شکر یہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بجٹ کی باتیں ہمیشہ سے ہوتی رہی ہیں اور یہ 56 سال سے ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ ہمیں جو سب سے پہلے کام کرنا ہے اگر تو ہم پاکستان کے لئے مخلص ہیں، اگر ہم دیانتداری سے چاہتے ہیں کہ اس کی ترقی ہو تو سب سے پہلے اپنے کرداروں میں کھار پیدا کرنا چاہیے۔ آپ لوگ دیکھیں کہ آپ جہاں بھی ہیں کیا آپ دیانتداری سے کام کر رہے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کہیں بھی دیانتداری سے کام نہیں ہو رہا جہاں بھی دیکھیں کورپشن کی انتہا ہے۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ پاکستان کی ترقی یہ چاہتے ہی نہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! اگر تو ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کی حقیقی ترقی ہو تو اس نظام حکومت کو بدلنا ہو گا، نظام عدل کو بدلنا ہو گا، عدلیہ کو آزاد کرنا ہو گا اور اپنے اندر پاکستانیت کا جذبہ اجاگر کرنا ہو گا۔
محترمہ پروین سکندر گل، جناب سپیکر ایوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ پروین سکندر گل، جناب سپیکر! یہاں پر اس وقت بجٹ پر بات ہو رہی ہے یہ بجٹ تقریر ہے اور یہاں پر بجٹ پر بحث ہے۔ یہاں عدلیہ کے انصاف کی بات نہیں ہو رہی اس لئے میری معزز ممبر سے درخواست ہے کہ وہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں وہ آہستہ آہستہ بجٹ کی طرف ہی آ رہی ہیں۔ جی، محترمہ! آپ جاری رکھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، آپ نگرانہ میں پہلے تمہید باندھ رہی ہوں اس کے بعد بحث پر بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ اسی لئے بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہم پاکستان سے محبت کرتے ہیں، ہم اس کی ترقی کے خواہاں ہیں تو ہمیں دینا ہمارا ہونا ہو گا بحث کی کیا بات ہے، منصوبہ بندی کی کیا بات ہے، کیا اس پر عملدرآمد ہو گا اس پر implementation ہو گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پروائٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ بات کرنے دیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! منصوبے لاکھ جاتے جائیں، جتنی مرضی کہانیاں بنانی جائیں کبھی بھی کوئی بات نہیں ہو گی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! میں اب بحث کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پروائٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ تشریف رکھیں۔ چلنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پروائٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گی کہ مجھے لگتا ہے کہ محترمہ نے بحث کو go through ہی نہیں کیا۔ انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ بات کیا کرنی ہے؟ انہوں نے تو مطالعہ ہی نہیں کیا ہے۔ ویسے ان کے قائد حزب اختلاف کو بھی پتا نہیں ہے وہ تو صرف تنگ نظری کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

جناب سپیکر، محترمہ تشریف رکھیں اور بات کرنے دیں۔ جی، محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو متوجہ کرنا چاہتی ہوں کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی کہ جو پاکستان کے خلاف جاری ہو۔ بحث کی بات اس وقت ہو گی جب ہم اندر سے

دیا تدار ہوں، ہم مختص ہوں، ہم اپنے وطن سے محبت کرنا چاہتے ہوں، ہم محبت نہیں کر رہے بلکہ ہم وطن کو تباہی کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ آپ سوچیں کہ جب تک آپ باعل نہیں ہوں گے اور وہ منصوبے جن پر ہم نے منصوبہ بندی کر لی ہے اس پر عملدرآمد نہیں ہو گا تو کیا ہمیں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے، ہم شرح خواندگی کی بات کر رہے ہیں، میرے بھائی قاسم ضیا، صاحب نے بڑی اہمی بات کی ہے کہ ہمیں focus صرف پر انفری تعلیم کو کرنا چاہیے تھا ہمیں پورے پاکستان میں ایک جیسا نظام رائج کرنا چاہیے تھا، ہمیں نصاب ایک جیسا رائج کرنا چاہیے تھا۔ میں نے ایک منٹ کے لئے پنجاب سے نکل کر پاکستان کی بات اس لئے کی ہے کہ پاکستان کی ترقی کی بات ہو رہی ہے اور اس کے بعد میں پنجاب کی بات کر رہی ہوں کہ تمام دیہاتوں میں آپ دیکھیں کہ جو آپ نے کہا ہے کہ ہم کتابیں مفت دیں گے۔ کیا تمام بچوں کو کتابیں ملی ہیں؟ ہر گز نہیں۔ میں بار بار کہتی ہوں کہ جب تک ہم باعل نہیں ہوں گے، ہم دیا تدار نہیں ہوں گے، اپنے وطن سے محبت نہیں کریں گے تو اس وقت تک ہم وہ رزٹ حاصل نہیں کر سکتے۔ غریب غریب تر ہوتے جا رہے ہیں، آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے غربت کے لئے کیا کیا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، امپکنٹ عروج پر ہے۔ وہ لوگ جو دو وقت کی روٹی کھا رہے تھے اب وہ ایک وقت کی روٹی کھا رہے ہیں۔ یہ بات میں اس لئے کرتی ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں اور غریب میرے پاس ہر وقت آتے رہتے ہیں اور میں ان کے دکھ درد کو جانتی ہوں۔ یہاں پر کہانیاں جانی جاتی ہیں، پیٹھے پیٹھے N.G.O's کی باتیں کی جاتی ہیں، میں یہاں پر بت کو بڑھانا چاہتی ہوں کیونکہ میری بہنیں باتیں کرتی ہیں یہ بہت باتیں کرتی ہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے عملی طور پر اپنے علاقے کے غریبوں کے لئے کتنا کام کیا؟ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، محترمہ! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ صفریٰ امام ایوان میں داخل ہوئیں)

تواپوزیشن کے اراکین نے ڈیک۔ سجا کر ان کا خیر مقدم کیا)

رانا مناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سینیٹر، جی، رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، میں پوائنٹ آف آرڈر پر اس بے محنتی، بے وقتی، مغلطہ پرستی اور بے ضمیری کے دور میں محترمہ صفرنی امام کو ضمیر کی آواز پر لیک کئے پر اپنی طرف سے اور تمام ایوزیشن کی طرف سے فوج تحسین پیش کرتا ہوں اور اسی موقع پر میں [*****] یہ کہتا ہوں کہ تپہر جلاگے پمرتے ہو اپنے گھر کی ذرا خبر لو۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سینیٹر، جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سینیٹر! جیسے رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی کا ایک ضمیر ہے، اس کو فیصلے کا حق ہے مگر محترمہ صفرنی امام نے جو بات کی ہے کہ ایک ایک جگہ کے چار چار وزیر ہیں یہ منجانب بخت پر ایک بوجھ ہے اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ کچھ اور وزیر جن کا ضمیر جلاگے کا وہ بھی استعفیٰ دیں گے اور یہ بارش کا پہلا قطرہ بن گئی ہیں۔

جناب سینیٹر، محترمہ زینت خان صاحبہ!

سیگم زینت خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سینیٹر! میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آج بخت پر کچھ کہنے کے لئے آپ نے موقع دیا میرے خیال میں بخت اتنا ٹیکس فری اور اتنا اچھا بخت ہے تو اس سے پہلے بھی میں نے ساڑھ بخت کے موقع پر تقریر کی تھی اور ہم حیران رہ گئے تھے کہ۔

رانا مناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سینیٹر، جی، رانا صاحب!

* حکم جناب سینیٹر ۱۵۵ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر ایچ اے پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میری وہ بات آپ ضرورت سے زیادہ محسوس کرتے ہیں اور اسے ہمیشہ آپ نے حذف کر دیا لیکن میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو پی۔ایم۔ایم۔ایم (ن) کی strength ہے اس میں سے آپ نے ابھی تک strength کو minus نہیں کیا۔ ملک امد صاحب جو ہماری سینیں مختص ہیں ان پر بیٹھنے کے مجاز ہیں۔ آپ ان سے۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر ایچ اے پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میری وہ بات آپ ضرورت سے زیادہ محسوس کرتے ہیں اور اسے ہمیشہ آپ نے حذف کر دیا لیکن میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو پی۔ایم۔ایم۔ایم (ن) کی strength ہے اس میں سے آپ نے ابھی تک strength کو minus نہیں کیا۔ ملک امد صاحب جو ہماری سینیں مختص ہیں ان پر بیٹھنے کے مجاز ہیں۔ آپ ان سے۔۔۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر، رانا صاحب! وہ درخواست دیں گے یا آپ دیں گے تو پھر میں دیکھوں گا۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی خدمت میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یا تو وہ ہماری سینوں پر آ کر بیٹھیں جو آپ نے پی۔ایم۔ایم۔ایم (ن) کے لئے مختص کی ہیں یا پھر انہیں آپ ہماری strength سے ڈراپ کر دیں۔ اتنی سی بات ہے اس کے علاوہ ہمارا کوئی مطالبہ نہیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ رانا صاحب! جی، محترمہ آپ فرمائیں!

محترمہ زینت خان، جناب سپیکر! میں عرض کر رہی تھی کہ پچھلے سال جب ہمارا بجٹ پیش ہوا تھا تو میں نے یہاں کھڑے ہو کر تقریر کی تھی اور اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ یہ ایک بہترین بجٹ ہے لیکن الحمد للہ آج ہماری حکومت کا کامیابی سے ایک سال مکمل ہو گیا ہے اور آج ہم دوسرے بجٹ پر بات کر رہے ہیں وگرنہ تو اس وقت اپوزیشن نے جو اپنی اصلیت دکھائی تھی تو اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ چنانچہ نہیں کیا ہوگا اور کیا نہیں ہوگا؟ ہم اللہ تعالیٰ کے بھی شکر گزار ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب! ان کی تمام ٹیم اور خصوصاً وزیر خزانہ صاحب کے بھی شکر گزار ہیں کہ جو اپنی عمر کے اس لمحے میں اتنی نوجوانی میں اپنی فراست اور دانشمندانہ سوچ کے ساتھ اتنا خوبصورت بجٹ انہوں نے پیش کیا ہے تو اس کے لئے میں انہیں خراج تحسین پیش کروں گی اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی شکر ادا کروں گی کہ سبقت

بحث تقریر میں ہمیں جو سوویت ملی تھیں، جو ریلیف ملا تھا الحمد للہ کہ اب کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں ہم اس سے بڑھ گئے ہیں۔ اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب اور ان کی قائم نم کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! چونکہ یہاں بحث پر بحث ہو رہی ہے تو میں نے اپنے ناضل ممبر اور معزز ایڈیشن لیڈر کی بھی بات سنی۔ انہیں شاید وہ وقت بھول جاتا ہے یا ان کی نوجوانی کا وقت ہو گا انہیں اپنا ماضی یاد نہیں آتا کہ جب یہاں پر تلک سنوارو قرض اتارو سہم چل رہی تھی اور ایک ہزار ارب لاکھ سیور رینل ٹکنٹ کے نام پر کروڑوں روپے سمیٹ رہا تھا تو اس وقت انہیں یہ سب کچھ یاد کیوں نہیں آتا تھا اب یہ کہتے ہیں کہ ملک پر یہ بوجھ ہے اور وہ بوجھ ہے۔ اب تو خدا کا لاکھ شکر ہے کہ ہم نے وہ قرضے جن کی وجہ سے صوبے دباؤ کا شکار ہوتے تھے وہ قرضے بھی اتار چکے ہیں اور اگر ہمیں پیسے کی ضرورت ہے تو ہم نے اہلنی آسٹن اقساط پر اور تھوڑے سے مارک اپ پر حاصل کئے ہیں۔ یہ ان چیزوں کو کیوں نہیں دیکھتے تو یہ بڑے دکھ کی بات ہوتی ہے کہ یہ صرف تنقید برائے تنقید کرتے ہیں۔ کیا یہ پا کستانی نہیں ہیں، کیا یہ اس ملک میں نہیں رہتے، کیا یہ مسائل ان کے مسائل نہیں ہیں؟ مجھے تو یہاں پر اس ایوان میں کوئی کروڑ ہتی رکن نظر نہیں آتا سب ہی متوسط طبقے کے لوگ ہیں جن کی یہ تمام ضروریات ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارا صوبہ قرض جیسی منت سے تو آزاد ہوا اور اس کے بعد ہم دوسرے نمبر پر تعلیمی اصلاحات پر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی شکر ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر تعلیم صاحب کا کہ چونکہ ان کو بھی تعلیمی میدان میں ایک ایسا خاص تجربہ تھا چونکہ وہ پہلے تعلیمی ٹاسک فورس کے چیئرمین بھی تھے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ ابتدائی اور بنیادی طور پر بھی وہ اس ماحول سے اور اس چیز سے آجاتے۔ سب سے مسئلہ ہم کہتے ہیں کہ جب ایک مل پڑھی لکھی ہوتی ہے یا ایک خاندان پڑھا لکھا ہوتا ہے تو معاشرہ بھی سدھر جاتا ہے۔ تعلیم کی یہ اہمیت ہمارے لئے سب سے زیادہ بڑھ کر ہوتی ہے الحمد للہ کچی کلاس سے لے کر ذل تک اور ذل کے بعد آمدہ بحث میں انشاء اللہ یہاں کھڑے ہو کر ہم جانتیں گے کہ میزک تک تعلیم

مفت ہو گئی ہے تو جب ہمارے ملک کا ہر شخص خواندہ ہو گا تو ہمارے مسائل بھی کم ہوں گے اور ہمیں جن مشکلات کا اب سامنا ہے وہ سامنا بھی نہیں رہے گا ہم اپنے مسائل خود حل کرنے میں آزاد ہو جائیں گے۔ میں اس کے ساتھ یہ بھی عرض کروں گی کہ یہ بھی شکر ہے کہ ٹیکس فری بجٹ میں ملازمین کا بھی خیال رکھا ہے۔ ہاؤسنگ کالونیوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ وکلاء کے لئے ہاؤسنگ کالونی، صحافیوں کے لئے اور ریٹائرڈ ملازمین کے لئے ریٹائرمنٹ کے بعد مکانات کی سہولت سب سے بڑھ کر سہولت ہے کیونکہ ریٹائرڈ ہونے کے بعد ایک سرکاری ملازم ہی جاتا ہے کہ اسے کس قسم کے مسائل کا شکار ہونا پڑتا ہے لیکن ہم سے پہلے کی حکومتوں کے جو شرادے یا شہنشاہ تھے ان کو اس چیز کا ادراک نہیں تھا، ان چیزوں کا خیال نہیں تھا وہ سب کچھ وقتی طور پر بجٹ پیش کر کے روانہ ہو جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس عوامی حکومت نے عوام کی ریلیف کا ہر طرح سے خیال رکھا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہی عرض کروں گی کہ ٹیکس فری بجٹ ہے بہت اچھا۔ بجٹ ہے اور اس میں کوئی ٹیکس نہیں لگا اور کوئی سہولت نہیں بڑھی اور نہ ہی لوگوں کو غشی کے دورے پڑے اور نہ ہی لوگ بے ہوش ہونے اور نہ ہی لوگ سڑکوں پر نکلے ہیں۔ الحمد للہ سب نے سکون کے ساتھ اس بجٹ کا انتظار کیا تھا اور بجٹ کو سب نے تسلیم کیا ہے۔ جہاں تک بات ایوزیشن کی ہے تو ان کی یہ عادت ہے کہ 2007 تک اسی طرح چہنچتے رہیں گے اور انشاء اللہ حکومت ترقی کی راہ پر چلتی رہے گی۔

جناب سپیکر، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ، شکر ہے جناب سپیکر! میں آپ سے اس ایوان میں یہ گزارش کروں گی کہ نرہڑی نچوں سے ہماری بسیں یا کچھ لوگ اگر وزیر اعلیٰ صاحب کی تعریفیں کر کے کچھ منسٹریز حاصل کرنا

پا رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس مقصد کے لئے ان کا آفس یا کوئی اور جگہ مناسب ہے۔ بجائے
 بحث پر بات کرنے کے وہ کُن کا رہے ہیں اور تعریفیں کئے جا رہے ہیں تو آپ پلیز as a
 custodian of this House اس بات کا نوٹ لیں اور بحث پر بات کریں۔

جناب سیکرٹری، بحث اگر اچھا ہے تو اس کی تعریف ہی کریں گے۔ بحث اچھا ہو تو میرا اس کی
 تعریف ہی کرنی چاہیے۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب سیکرٹری! کہ آپ نے مجھے نام دیا۔ آج
 ہم بحث 2004-05 پر بحث کرنے کے لئے یہاں اکٹھے ہونے ہیں اور مجھے یہ کہنے میں بالکل کوئی حار
 نہیں ہے کہ یہ بحث پچھلے بجٹ کی طری، مہموت کا پلندا ہے اور اس میں محام کو گمراہ کرنے کے
 علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا لیکن ہماری حکومت اس وقت کیا کر رہی ہے؟ ایک طرف تو وزراء صاحبین
 کے لئے لمبی مراعات اور unlimited sources کا اعلان کرنے کے لئے بل پیش کئے جاتے
 ہیں لیکن مجھے خوشی اس بات کی ہے اور میں پر امید ہوں کہ ابھی کچھ لوگ، کچھ باضمیر لوگ حکومتی
 بجز پر بھی بیٹھے ہیں اور جو سمجھتے ہیں کہ اگر وزراء ہوتے ہونے ان کا کام صرف کاڑیں لینا اور اس پر
 جھنڈے لگوا کر کھر بیٹھ جانا ہے اور وہ اس کو اپنے ضمیر کی آواز کے خلاف سمجھتے ہیں تو میں ان کی
 جرات کو سلام پیش کرنا چاہتی ہوں اور مجھے امید ہے کہ ابھی کچھ اور باضمیر لوگ بھی حکومتی بجز پر
 حلیہ ہمیں نظر آئیں گے جو اس قسم کا قدم اٹھانے کی جرات کر سکیں گے۔

جناب سیکرٹری، محترمہ! اس ایوان کے سبھی ممبران باضمیر بیٹھے ہیں، مہم آپ کے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سیکرٹری! مجھ سے پہلے حکومتی بجز پر بیٹھی ہوئی بہنوں نے اس
 بحث کے بارے میں بہت کُن گانے میں ان سے صرف ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ مجھے بتائیں
 آج خواتین جو اس ایوان میں بیٹھی ہیں ان کا ایوان میں بیٹھنے کا مقصد کیا ہے؟ وہ یہاں کس کی
 representation کرنے آئی ہیں اور ان کو جس طبقے کی representation کرنے کا اعزاز حاصل
 ہے اس کے لئے اس بحث میں کیا رکھا گیا ہے؟ ایک پروگرام G.R.A.P جو بیس کروڑ روپے کے

اعلان سے شروع کیا گیا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ مجھے کوئی ایک قانون یہاں کھڑی ہو کر بتانے کہ کیا کسی ایک قانون سے اس پروگرام شروع کرنے کے بارے میں کوئی راہنمائی یا تجویزی گئی؟ یہ پروگرام ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے پیسے لینے کے لئے اس کو utilize کرنے کے لئے اس کو صرف دکھانے کے لئے اور ہماری صوبے کی عواتین کو گراہ کرنے کے لئے ان کے ساتھ ایک سنگین مذاق کیا گیا ہے۔

ماہاراجہ ترین، جناب سپیکر! عظمیٰ صاحبہ نے فرمایا کہ کیا عواتین کو اس میں شامل کیا گیا ہے یا نہیں؟ تو میں یہاں ان کے علم کے لئے یہ جانا چاہوں گی کہ یہ کوئی آسٹریلیا سے اترا ہوا پراجیکٹ یا پروگرام نہیں ہے Provincial Steering Committee حکومت پنجاب نے دو سال سے بنائی ہوئی تھی جس کی میں بھی ممبر تھی اور وہ Gender Reforms Action Programme کے نام سے کام کر رہی تھی اور وہ 134 اضلاع میں یونٹ کھولنا چاہ رہی ہے۔

جناب سپیکر، عظمیٰ صاحبہ! آپ کا سوال یہ تھا کہ کوئی بھی معزز قانون جاننے تو آپ نے پوچھا تھا اس لئے انہوں نے جواب دیا۔

مترجمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جی ہاں جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے راہنمائی فراہم کی۔ کیا یہ مجھے جانا پسند کریں گی کہ جو پروگرام شروع کیا گیا ہے اس کے salient features کیا ہیں؟ وہ میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ مجھے تو یہ جانتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اس میں پنجاب کی عام قانون کے لئے کوئی direct relief مہیا نہیں کیا گیا۔ اس میں ہے کہ

Political participation of women, institutional reforms, women public sector and employment reforms, Gender Sensitive Budgeting and Planning, Capacity Development

جناب سپیکر! میٹنگز اینڈ کرنے کے علاوہ اگر یہ پروگرام دھیان سے گھر پر بیٹھ کر پڑھ لیں تو انہیں پتا چلے گا کہ اس میں یہ ہے کہ آہمی تو سب کچھ کریں گے ابھی تو ہو گا اب یہ شروع

کب ہوگا 2015 تک کیا ہمارے صوبے کی عوام اور ہمارے صوبے کی خواتین کا یہی مقدر رہ گیا ہے؟
ماہاراجہ ترین، جناب سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، محترمہ! تشریف رکھیں ابھی انہیں بات کرنے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سیکرٹری انہیں بات کرنے کا بہت شوق ہے یہ میری بات کے بعد
جواب دے سکتی ہیں لیکن برائے مہربانی مجھے interrupt نہ کیا جانے میں آپ کی مشکور ہوں گی۔
مجھے بتایا جانے کہ 2015 تک کیا ہمارے صوبہ کی عورتوں کا مقدر صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ انتظار
کریں۔ یہاں پر بیٹھی ہوئی خواتین کو وزیر اعلیٰ صاحب کے گن گانے سے کب فرصت ملے گی کیونکہ
اب بشری کی لائن شروع ہوگئی ہے صغریٰ امام نے resign کر کے ایک نیا کام شروع کرا دیا ہے
[*****]

جناب سیکرٹری، میں یہ الفاظ کارروائی سے کرتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سیکرٹری! کوئی بھی separate fund ہمارے rural areas اور
پسماندہ علاقوں کے لئے نہیں رکھے گئے۔ جیسا کہ قاسم ضیاء صاحب نے بھی ابھی یہاں بات کی اور
انہوں نے وزیر خزانہ کی پریس کانفرنس کا ذکر کیا مجھے یہ بتانے میں خاصی شرمندگی ہو رہی ہے۔۔۔
سیدہ بشری نواز گردیزی، جناب سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، گردیزی صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سیدہ بشری نواز گردیزی، شکر یہ جناب سیکرٹری! میں ان کی اطلاع کے لئے جانا چاہتی ہوں کہ بجٹ
کا 56 فیصد ساڈا تھ پنجاب کے لئے رکھا گیا ہے اور یہ فنڈ rural development کے لئے یعنی
electrification وائر کورسز کی لائنیں اور دیگر سکیموں کے لئے رکھا گیا ہے۔ شکر یہ

* حکم جناب سیکرٹری 55 کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، محترم وزیر خزانہ صاحب پوائنٹ نوٹ کر رہے ہیں جب وہ wind up کریں گے تو پھر اس کا جواب دے دیں گے۔ آپ اس وقت ان کو سنیں۔ جی، محترم عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ! محترم عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہتی ہوں کہ کیا بحث کے دوران اس طرح سے جواب الجواب کا سلسلہ کیا جاسکتا ہے؟ اگر ان کو جواب دینے کا بہت حوق ہے تو یہ میری بات کے بعد جواب دے سکتی ہیں لیکن حوصلہ رکھیں میری پوری بات سن تو لیں کہ میں کتنا کیا چاہ رہی ہوں؟

جناب سپیکر! میں یہاں poverty reduction کی بات کر رہی تھی ہماری federal poverty reduction strategy papers نے indicate کیا ہے کہ پنجاب میں 58 فیصد آبادی below the poverty line ہے اور ہمارے وزیر خزانہ نے پرنس کے سامنے accept کیا ہے کہ پنجاب کے اندر 45 ملین لوگ below the poverty line ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک طرف آپ accept کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، محترم! آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں آپ کا صرف ایک منٹ بھایا ہے۔ محترم عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! آپ نے اتنی ساری عواقین کو وقت دیا۔ جناب سپیکر، میں نے سب کو برابر ہی وقت دیا ہے۔

محترم عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! اگر میں irrelevant بات کر رہی ہوں تو مجھے بتادیں میرا حق ہے میں اس ایوان کی ممبر ہوں میرا حق ہے کہ میں بحث پر بات کروں۔

جناب سپیکر، میری گزارش سن لیں کہ بحث پر بحث کے لئے صرف چار دن ہیں اور 371 معزز اراکین اسمبلی ہیں ان سب کو موقع ملنا چاہیے اس لئے میں نے سب کے لئے پانچ منٹ کا وقت رکھا ہے سوائے پارلیمانی پرنیز کے لیڈر ان کے لئے زیادہ وقت ہے اس کے علاوہ سب کے لئے پانچ منٹ ہیں۔

محترم عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! میرے دو منٹ آپ نے لے لئے وہ آپ مجھے دیں گے۔

poverty reduction کی بات ہو رہی تھی مجھے لگتا ہے کہ اس حکومت کا کام poverty ختم کرنے کی بجائے، غربت ختم کرنے کی بجائے، غریب ختم کرنے کا پروگرام ہے۔ یہ غریب ہی ختم کرنا چاہتے ہیں کہ نہ غریب رہیں گے نہ غربت رہے گی۔ education کی بھی یہاں بہت تعریف کی گئی ہے اور ہمارے وزیر تعلیم کی دانشمندی کی بھی بہت تعریف کی گئی کہ انہوں نے بہت نیک اور اچھے کام کئے ہیں۔ میں ان کے لئے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جو پرائمری تک مفت تعلیم کا ایک جھانہ دیا گیا اور مفت کتابوں کا غلط دعویٰ کیا گیا میں ان کو یہاں پر categorically کہنا چاہتی ہوں کہ سیرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے مجھے ضلع شیخوپورہ کے کسی بھی ایک سکول کا نام بتا دیا جانے جہاں پر مفت کتابیں فراہم کی گئی ہیں اور یہ صرف ایک ضلع شیخوپورہ کی بات نہیں ہے بلکہ کہیں بھی فراہم نہیں کی گئیں انہوں نے اگر گجرات میں کتابیں فراہم کر دی ہیں تو میں ان کو خراج تحسین پیش کروں گی کیونکہ ان کا concentration صرف گجرات پر ہی ہوتا ہے باقی راجن پور، یہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس میں جو رقم مختص کی گئی ہے جو صرف حوام کو گمراہ کرنے کے لئے ایک ذرا لگایا گیا ہے اگر اس پر implement کرایا جاسکتا اور اگر ہماری concentration پرائمری تعلیم پر ہوتی اور مفت کتابیں دینے کا سلسلہ زیادہ اچھے طریقے سے شروع کیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ بجائے اس کے کہ صرف حوام کو دکھانے کے لئے اور پریس میں چھپوانے کے لئے کہ ہم ہائی سکول کا درجہ دے دیں گے اور ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے۔ ہمارا بجٹ کا گے، گی کا ایک ترانہ ہے جس کو سنا کر ہمیں مطمئن کرنے کی کوشش کی گئی لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے حوام باخوش ہیں اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم یہاں پر حوام کی بات کریں، ہم اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ حوام کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے، حوام کو گمراہ کیا جا رہا ہے اور یہ ہم کبھی بھی نہیں کرنے دیں گے۔ میں آخری بات کہنا چاہتی ہوں مجھے بہت زیادہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے مجھے کہا گیا کہ بہبود آبادی کے چکے کے لئے کوئی خاص مخصوص گرانٹ کا اعلان نہیں کیا گیا اس لیے یہ کہا گیا کہ ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے تو مجھے وزیر بہبود آبادی سے بہت دلی ہمدردی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر وہ اپنے چکے کے لئے کچھ کام کرنا چاہتی تھیں تو وزیر اعلیٰ صاحب سے وہ بھی

کوئی گرانٹ لے کر کام کرائیج کیونکہ یہود آبادی کا ٹکڑا اس وقت جتنا sensitive ہے اور اس وقت جو ہماری آبادی کی تعداد ہے اس کے لئے یہ بہت ضروری تھا تو میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ پنجاب حکومت نے پچھلے سال خواتین کے ساتھ سپورٹس سٹڈیم کے نام سے مذاق کیا اس پر بہت شور و واویلا کرنے کے بعد بھی اس کے اوپر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا اور اب جو ایک G.R.A.P پروگرام کے تحت جو ہماری خراب خواتین ہیں جن کا political participation اور establishment institution سے کوئی تعلق نہیں ہے جو ہر وقت دن رات علم میں لیتی ہیں اور علم ہستی ہیں ان کے لئے اگر حکومت کے پاس کوئی Constructive Programme ہوتا یا Constructive Policy ہوتی جو خواتین اس طرف بھیجی ہیں میں کہتی ہوں کہ برائے مہربانی آپ بھی کچھ کام کرنا سیکھیے آپ بھی کوئی پالیسی بنائیے کوئی ایسا پروگرام اپنی حکومت کو بتائیں جو خواتین کی تلاح و بہبود کے لئے بہتر ہو۔ بہت شکریہ

جناب سیکرٹری، شکریہ مہربانی، محترمہ در شوار نیلم صاحبہ!

رانا منام اللہ خان، جناب سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، رانا صاحب!

رانا منام اللہ خان، جناب سیکرٹری

In accordance to your learned observation on the point of order regarding the seat of Mr Ahad Malik.....

میں یہ تحریری جواب آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

جناب سیکرٹری، میں جمیئر میں جاؤں گا تو اس کو دیکھتا ہوں اس وقت بجٹ پر بحث جاری ہے۔ جی،

محترمہ در شوار نیلم صاحبہ!

محترمہ در شوار نیلم، بِنَمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ شکریہ جناب سیکرٹری بجٹ 2004-05 حکومت پنجاب

کی دور اندیشی اور انتھک کاوش کا نتیجہ ہے جنہوں نے جامع، متوازن اور خراب عوام کی تلاح کا بجٹ

پیش کیا ہے جس میں ماضی کے ترقیاتی پروگرام کو رواں رکھنے کے لئے مزید اضافی رقم مہیا کی گئی ہے۔

جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کی دور اندیشی، محام دوست پالیسی نے غریب اور محروم محام کو ایک بہترین مستقبل کی ضمانت دی ہے جو ہمارے وزیر اعلیٰ کی مقبولیت کا مظہر ہے۔

جناب والا! جب حکومت وقت اپنا بجٹ پیش کرتی ہے تو یہ اپوزیشن کا یا حکومتی طبقے کا بجٹ نہیں ہوتا بلکہ یہ اس صوبے کے محام کی معاشی ترقی، سماجی ترقی اور خوشحالی کی طرف بڑھنے کا ایک منصوبہ ہوتا ہے جو ایک جمہوری حکومت کا تختہ ہوتا ہے جس میں تمام منتخب ارکان کو اپنے اپنے ملے میں ترقیاتی کاموں کا موقع ملتا ہے۔

جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب پاکستان کا خوش نصیب ترین صوبہ ہے جس میں ایک باصلاحیت، مہر اور دور اندیش وزیر اعلیٰ پرویز الہی کی سرپرستی میں ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہیں۔ جس کی تازہ مثال اس بجٹ میں ہے کہ پانچ مرلے کے مکلن کو ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا ہے جس کا فائدہ براہ راست نچلے متوسط طبقے کے لوگوں کو پہنچے گا۔ صدر پاکستان پرویز مشرف صاحب نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا ہے کہ خوشحالی کے اثرات غریب آدمی تک نظر آنے چاہئیں۔

جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ ملک میں معاشی ترقی کے لئے تین بنیادی اقدامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذرائع مواصلات، ذرائع آمد و رفت، توانائی کی فراہمی۔ اس بجٹ میں ان تینوں بنیادی وسائل کی طرف بھرپور توجہ مرکوز کی گئی ہے جن کو ہماری حکومت پوری ذمہ داری سے پیہ پیہ تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جناب والا! اب میں خواتین کی ترقی و بہبود کی طرف آتی ہوں۔ اس بجٹ میں خواتین کی بہبود کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ خواتین جن مسائل کا شکار ہیں ان سے مددہ برآ ہونے کے لئے یہ رقم کافی تو ہے لیکن ہر طبقے کی خواتین کو کوئی نہ کوئی مسئلہ درپیش ہے جس کے لئے حکومت کو بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ موجودہ حکومت نے خواتین کی

بہتری کے لئے ماضی میں بھی اصلاحی اقدامات کئے ہیں جن میں بچیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ اور stipend دے رہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی عواتین کے مسائل میں جن پر کافی کام کرنا باقی ہے۔ امید ہے کہ حکومت بھرپور تعاون کرے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ

محترمہ طاہرہ منیر، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ نمبرہ و نصلی اور رسوا لکریم۔ جناب سپیکر! میں یہ کہتی ہوں کہ اس بجٹ میں جو اعداد و شمار اور یہ باتیں جٹائی گئی ہیں ان میں زیادہ تر یہ کوشش کی گئی ہے کہ حقائق کو چھپایا جاسکے۔ مثلاً اب جی۔ ڈی۔ پی کی بات کی جا رہی ہے اور یہ بات تو خیر درست ہے کہ ملک کے تمام اداروں اور افراد کی جو خود کمائی ہے اس کو جی۔ ڈی۔ پی کہتے ہیں لیکن اس میں بات یہ ہے کہ اگر چند لوگوں کی آمدنی میں اربوں کا اضافہ ہو رہا ہو اور باقی کروڑوں لوگوں کی آمدنی میں کچھ بھی اضافہ نہ ہو رہا ہو تو پھر بھی ہم یہی کہیں گے کہ جی۔ ڈی۔ پی کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے اور جی۔ ڈی۔ پی کی شرح میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ کسی ملک کی غربتی بھی کم ہو گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں غربت مسئلے سے بھی زیادہ ہو گئی ہے اور 58 فیصد لوگ غربت کی لکیر کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ اسی طرح زر مبادلہ کے ذخائر کے اضافے سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ ملک معاشی طور پر مستحکم ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں غربت کی اصل وجہ پیداوار اور وسائل میں تقسیم کی وجہ ہے۔ پیداوار اور وسائل کی کمی نہیں ہے بلکہ ان کی تقسیم ہے کہ کچھ لوگوں کو تو یہ بہت زیادہ دے دی جاتی ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ ہنرمند افراد کو مدد فراہم کی جائے۔ جیسے مثال کے طور پر ایجوکیشن سیکٹر میں 5-ارب روپے کا بجٹ دیا گیا تھا اور ہزاروں ٹیچرز کی بھرتی بھی ہوئی تھی لیکن ان کے سر پر کٹریکٹ کی تلوار لٹکتی رہتی ہے۔ انہیں نہیں پتا کہ اگلا کٹریکٹ ہو گا یا نہیں اور وہ چند ہزار روپے ان کو مل رہے ہیں وہ بھی کہیں بند نہ ہو جائیں؟ تو وہ لوگ جو نونمائلن وطن کی تعمیر کر رہے ہیں ان کے لئے تو ہمارے پاس اتنا ہی ہے کہ اگر ان کو دانج دیا بھی گیا ہے تو ایسا

job ہے کہ وہ ٹرانسفر بھی نہیں ہو سکتے۔ اگر تلاوی کے بعد بیوی شوہر کے ساتھ رہنا بھی چاہے تو ایک مشکل کھڑی ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح پچھلے سال وزیر اعلیٰ صاحب کے ایام پر ہمیں بھی کہا گیا تھا، سارے ایم۔ پی۔ ایز کو کہا گیا تھا کہ آپ ٹیکسز لکھ کر بھیجیں تاکہ سکولوں میں missing facilities ہیں وہ provide کی جاسکیں تو ہم سب نے وہ سکیمیں لکھ کر بھیجیں ہیں اور میں نہیں سمجھتی کہ کوئی میری ایک بھی سافٹی یہ جانے کہ میں نے یہ سکیم لکھ کر دی تھی اور وہ وہاں پر مرمت شدہ کام یا جو کوئی missing facility تھی وہ پوری کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح جو ٹیکٹ بک فری دینے کا اعلان ہے یہ آپ سب جانتے ہیں کہ کتنے سکولوں کو ٹیکٹ بک فری دی گئی ہیں۔ دوسرا یہ کہ ہمیں ایسی ٹیکٹ بک کی ضرورت نہیں ہے، ایسے نصاب کی ضرورت نہیں ہے جس میں ہم سے وطن عزیز کی محبت اور ہمارا اصل نظریہ پاکستان "ہم سے پھین لیا جانے اور اسلام کی محبت سے آہستہ آہستہ ہمیں دور کر دیا جانے۔

جناب سپیکر! مہنگائی اور غربت ایک حضرت کی طرح بڑھ رہی ہے۔ اس بحث میں اس کا کیا علاج بتایا گیا ہے؟ آئی۔ ایم۔ ایف سے پھٹکارا پانے کی باتیں تو بہت ہو رہی ہیں لیکن مجھے بتانے کہ کیا باہر کے بنکوں سے ہم قرضہ نہیں لے رہے؟ بہت سے بنک ہیں جن سے ہم قرضہ لے رہے ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کے متعلق کہا جا رہا ہے کہ وہ روزگار مہیا کرے گا۔ ہماری جو منتیں بند پڑی ہوئی ہیں اس ڈیزہ سال کے عرصے میں ان کو بحال نہیں کیا گیا تو یہ کیسے ہو گا کہ پرائیویٹ سیکٹر اتنی ملازمتیں دے دے گا؟

جناب سپیکر، مختصر ما ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ طاہرہ منیر، ہمارے لاکھوں بے روزگار افراد ہیں ان کو کس طرح روزگار مہیا ہو گا؟ اس کے لئے کوئی data نہیں دیا گیا اور اگر کسی پرائیویٹ سیکٹر میں کوئی روزگار ملتا بھی ہے تو وہ بہت کم ہوتا ہے۔ اب ایم۔ اے پاس نوجوانوں کو چار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ملتا۔ وہ کس طرح اپنی دال روٹی کو

پورا کر سکتے ہیں اس کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ میں یہ کہہ کر اپنی گزارشات ختم کرتی ہوں۔ شکر ہے جناب سپیکر، شکر ہے مہربانی۔ محترمہ مباحثات صاحبہ!

محترمہ مباحثات، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بخت پر بات کرنے کا اس معزز ایوان میں موقع دیا۔ میرے بھائی نے بخت پیش کیا اور بڑے پر زور طریقے سے سارے حکومتی ایوان نے اس کے اوپر ڈیک بجا کر ان کو مبارکباد دی۔ بخت اچھا پیش کیا، آپ کا بخت پیش کرنے کا طریقہ بہت اچھا تھا مگر بطور عاتون باقی خواتین کی فائدگی کے حوالے سے اس ایوان میں مجھ پر جو ذمہ داری ڈالی گئی میں آپ کی اجازت کے ساتھ اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہوں گی کہ ہمارا پنجاب آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اس کی آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ ہمارے پاکستان میں بسنے والی خواتین کے ملکی مسائل، سماجی مسائل روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے صرف ایوان میں خواتین کو پہچانا، ان کو وزراء بنانا، ان کو پارلیمانی سیکرٹریز بنانا، ان کو سینیڈنگ کمیٹیوں کا چیئرمین بنانے سے، ان کے نہ تو مسائل کم ہونے ہیں، نہ ان مسائل کو کم کرنے کے لئے تنگ و دو کی گئی ہے اور نہ ہی ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کوئی فارمولا پیش کیا گیا ہے۔ میری یہ تمام باتیں جو اس معزز ایوان میں بیٹھی ہیں اور یہ جو اس وقت ایک چرچا ہے کہ خواتین کے مسائل کو کم کرنے کے لئے ہم بہتر سے بہتر کوشش کی طرف جا رہے ہیں، میری امید تھی معزز فنانس منسٹر سے کہ خواتین کے لئے اتنا اچھا پیکیج آپ دیں گے، وہ خواتین جو بے سہارا ہیں، وہ خواتین جو بیوہ ہیں، وہ خواتین جن کے پاس کوئی روزگار نہیں ہے، وہ خواتین جو معاشرے میں ہماری طرف نظریں اٹھا کر دیکھ رہی ہیں کہ ان ایوانوں میں بیٹھنے والے رکن ہمارے لئے کچھ ایسی قانون سازی کریں، ہمارے لئے روزگار کے ایسے بہتر مواقع پیدا کریں کہ جس سے ہماری مالی حالت سدھر جائے۔

جناب سپیکر! practically وکالت کرتے ہوئے مجھے 12 سال کا عرصہ ہو چکا ہے تو میں نے یہ دیکھا ہے کہ وہ عورت جس کے معاشی مسائل ہیں، خواہ وہ تعلیم یافتہ ہے یا نہیں وہ آج بھی

پہن رہی ہے۔ کمریوں تشدد ہو ' work place پر harassment کی شکل میں یا کسی اور صورت میں وہ مسائل کا شکار ہے۔ میں نے پورا بجٹ بڑے غور سے پڑھا اسے سمجھنے کی کوشش بھی کی یہ کوشش کی کہ کوئی اہم بات ڈھونڈھی جانے تاکہ آپ کو appreciate کر سکیں مگر اس میں صرف یہ کچھ نظر آیا کہ جی ایم نے خواتین کو ایوان کی ممبر بنا دیا، پارلیمانی سیکرٹریز بنا دیا، مجلس قافہ کی چیئر مین بنا دیا۔

علاوہ ازیں خواتین کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کا تذکرہ بھی ملا ہے۔ کیا یہ 20 کروڑ روپے کی رقم محکمہ سوشل ویلفیئر کو 80 کی دہائیوں سے نہیں مل رہی؟ یہ رقم ہر سال محکمہ سوشل ویلفیئر، محکمہ بیت المال و زکوٰۃ میں خواتین کی ترقی، علاج و بہبود کے لئے مختص کی جاتی رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں صحت اور تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ محکمہ تعلیم میں کافی زیادہ upgradation ہو رہی ہے، ترقیوں دی جا رہی ہیں۔ اگر کم پرائمری ہیلتھ اور پرائمری ایجوکیشن کو emphasize کرتے، کوشش کرتے کہ اس پر بجٹ کی specific allocation ہو جاتی تو بہتر ہوتا کیونکہ خواتین کے لئے بنیادی اور ٹیکنیکل تعلیم انتہائی ضروری ہے۔ یہ اس وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ عمران مسعود صاحب، حکومتی ایوان، وزیر خزانہ صاحب اس پر توجہ دیں یا نہ دیں مگر میں بطور ایک نمائندہ خاتون آپ کے گوش گزار کروں گی کہ دیہات میں رہنے والی خواتین کو بنیادی تعلیم، بنیادی صحت plus ٹیکنیکل ایجوکیشن مہیا کرنا بہت ضروری ہے۔ ان کو روزگار کے مواقع مہیا ہونے چاہئیں۔ ہمارا محکمہ لائیو سٹاک خواتین کو مویشی پالنے، مرغی خانہ بنانے، فیش فارم بنانے جیسے خود کار روزگار کے مواقع فراہم کر دے تو جو عورت اپنے خاوند کے ہاتھوں مرتی ہے وہ بچ جانے گی۔ اس کے بچوں کو نہیں چھینا جانے کا اس کو برن یونٹس میں نہیں بھیجا جانے کا اس کے مزہ پر acid ڈال کر نہیں پھینکا جانے کا۔ عورت اگر مرتی ہے تو وہ صرف dependent ہونے کی وجہ سے مرتی ہے۔ اگر عورت کسی پر dependent نہ ہو، معاشی طور پر اپنی زندگی independently گزارے تو پھر نہ وہ باپ، بھائیوں اور شوہر سے مار

کھانے گی نہ ہی وہ بڑھاپے کے عالم میں اپنے سینے سے دھکے کھا کر گھر سے بے آسرا نکلی جائے گی۔ میری آپ اور اپنے حزب اقتدار کی بنوں سے بھی یہی گزارش ہے کہ آپ سب نائندہ خواتین ہیں، ہم سب نے مل جل کر خواتین کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ ہم نے کوشش کرنی ہے کہ وہ عورت جو ہماری طرف دیکھ رہی ہے ہم اس کی امیدیں پوری کر سکیں اس کے لئے آپ کے پاس حکومتی پیجز ہیں۔ آپ کوشش کریں کہ بجٹ میں تظوں کی ہیر پھیر کو ختم کروا کر عملی طور پر ان عورتوں کو ریٹیف دلانے کی کوشش کریں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ بھی ان عورتوں کے لئے کام کرنا چاہتی ہیں اور میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ ان عورتوں کو ریٹیف دیا جائے۔ ان کے مسائل کو کم کرنے کے لئے بجٹ میں مخصوص provisions ہونی چاہیے تھیں جو کہ مجھے کہیں بھی نظر نہیں آئیں۔ عورتوں اور بچوں کے حوالے سے مجھے اس بجٹ میں کوئی خاص غور نظر نہیں آئی۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے معذرت چاہوں گی کہ انھوں نے خواتین کے مسائل کو مد نظر نہیں رکھا۔ ایوان میں بھٹانا ان کی گاڑیوں میں جھنڈے اور ڈنڈے لگوانا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ ہمارا مقصد ان عورتوں کے مسائل کو حل کرنا ہے جو کہ ہیں رہی ہیں خواہ وہ آپ کے مکتے میں بستے ہیں یا وہ ہم تک رسائی رکھتی ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپییکر: مہربانی۔ محترمہ شہلا راٹھور صاحبہ!

رانا مناء اللہ خان: جناب سپییکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپییکر: جی رانا صاحب فرمائیے!

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپییکر: رانا صاحب! آپ نے تو پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر ہی کر دی ہے۔

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر: پنجاب اسمبلی سے ایم۔ کیو۔ ایم کا کیا تعلق ہے؟

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، اگر یہ بات مرکز یا سندھ اسمبلی میں ہوتی تو پھر ٹھیک تھا۔ حالات اگر کوئٹہ کے ٹھیک نہ ہوں تو آپ اس بات کو پھر پنجاب اسمبلی میں کیسے بحث کر سکتے ہیں؟

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر: اب وزیر قانون سندھ اسمبلی کے behalf پر یقین دہانی تو نہیں کروا سکتے۔ اگر کوئی پنجاب کا معاملہ ہوتا تو پھر یقین دہانی کروا سکتے تھے۔

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر: رانا صاحب! سندھ سے متعلقہ معاملات کا یہاں پنجاب حکومت کا کیا تعلق ہے؟ سندھ کی غنڈہ گردی کا پنجاب حکومت سے کیا تعلق ہے؟

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر: مرکز کا تعلق تو بنتا ہے لیکن صوبہ پنجاب کا نہیں بنتا۔

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، بزنس پر تو فرق پڑتا ہے لیکن بات ہو رہی ہے پوائنٹ آف آرڈر کی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بیڑا آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ کی بات ہو گئی ہے؟

رانا مناء اللہ خان، جناب سیکرٹری میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس وقت دنیا گھولیں دینا چاہیے۔ پاکستان ایک اکائی ہے اور کراچی میں ہونے والے واقعات براہ راست پنجاب پر لاہور پر اور ہم پر اثر انداز ہو رہے ہیں اس لئے ہم protest کر رہے ہیں۔

جناب سیکرٹری، جی، ٹھیک ہے تشریف رکھیں۔

رانا مناء اللہ خان، کیونکہ کل کو ہم اس کا شکار ہوں گے۔

جناب سیکرٹری، جناب لاہ منسٹر صاحب! کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔

چوہدری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پہلے ہماری بات سن لی جلتے پھر لاہ منسٹر صاحب جواب دیں۔

جناب سیکرٹری، چلو ٹھیک ہے۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سیکرٹری جب کراچی میں ضمنی الیکشن ہو رہے تھے تو ساری جمہوری جماعتیں جن میں پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی، ایم۔ ایم۔ اے وہاں پر الیکشن میں حصہ لے رہی تھیں۔ ہم نے ڈائریکٹ چیف الیکشن کمشنر، صدر پاکستان اور حکومت کو یہ کہا تھا کہ اس الیکشن میں دھاندلی ہو گی۔ ایم۔ ایم۔ کیو۔ ایم نے ایک پلان بنا رکھا ہے اور وہ اس ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے متعدد بھی کرے گی اور وہاں پر غنڈہ گردی بھی کرے گی۔ الیکشن کے دوران یہ بات حجت ہو گئی کہ جو ہماری بات تھی ہم نے جو بیلی گرانڈ دی تھیں ہم نے جو چیف الیکشن کمشنر آف پاکستان سے بات کی تھی وہ سچ ثابت ہوئی۔ ہندوستان جو انتخاب لگ ہے وہاں پر الیکشن ہوا۔ وہاں پر بھی 12 آدمی نہیں مارے گئے لیکن صرف کراچی میں 12 بندے قتل ہوئے۔ ایم۔ ایم۔ کیو۔ ایم کے غنڈوں نے پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو ذبح کیا۔ پھر ہماری بات کی پھانسی اس سے ثابت ہوئی کہ الیکشن کمشنر نے

باقاعدہ انکوائری کی اور اس انکوائری کی صورت میں وہ ایکٹن set aside ہوا اور انھوں نے کہا کہ یہ ایکٹن دوبارہ ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ٹک ہمارا ہے۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ کراچی اور سندھ کا ہمارے ساتھ کیا تعلق ہے؟ پنجاب بڑا جھانٹی ہے اور یہاں پر ساری جماعتوں کی coordination ہے۔ یہاں پر سٹیبلز پارٹی بیٹھی ہے، قی نیک بیٹھی ہے، ایم۔ ایم۔ اے بیٹھی ہے اور مسلم لیگ (ن) بھی بیٹھی ہے۔ اب ان کی غنڈہ گردی کی یہ حالت ہے کہ اس نے پریس کو open threat کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ اظاف حسین ایجنسیوں کا غنڈہ ہے اور وہ دہشت گرد ہے اور اس نے لندن میں بیٹھ کر دہشت گردی کی ہے؟ اگر کراچی disturb ہے تو ہم بھی disturb ہیں۔ کراچی پاکستان کا دل ہے اگر ہمارا دل کمزور ہے تو پھر ہم بھی کچھ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، جی، ٹکریہ

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر ایم کہتے ہیں کہ لا منتر صاحب اس پر message convey کریں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر اچھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، عباسی صاحب ایم نے اس پر debate نہیں کروائی۔ رانا حماد اللہ نے بھی بات کر لی اور ایم۔ ایم۔ اے کی طرف سے بھی موقف آ گیا ہے۔ جی، وزیر قانون

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر اس کا پنجاب اسمبلی اور پنجاب حکومت سے براہ راست تعلق ہے لہذا اچھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، میں نام نہیں دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر اچھے بھی بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! آپ نے فرمایا کہ اس سے پنجاب اسمبلی کی کیا relevancy ہے تو میں جناب سے گزارش کروں گا کہ---

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ دو پارلیمانی لیڈروں نے بات کر لی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، میں یہ بات کر رہا ہوں کہ پاکستان کے شہری کی حیثیت سے ---

جناب سپیکر، میں آپ کو ہائم نہیں دے رہا۔ پلینز! آپ تعریف رکھیں۔ عباسی صاحب! پلینز تعریف رکھیں میں آپ کو floor نہیں دے رہا۔ جی، جناب! لا، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اتھارٹی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے جو دوست موجود ہیں جب یہ پارلیمانی روایت کے مطابق بات کرتے ہیں---

(اس مرحلے پر ایوان میں عصر کی اذان سنی گئی)

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنے لگا تھا کہ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے دوست جنہوں نے اس مسئلے کو اٹھایا ہے۔ ہم ان سے پارلیمانی روایت کی بھی توقع کرتے ہیں اور یہ معزز ایوان اور پریس ان سے ایک ذمہ دارانہ ردیے کی توقع کرتے ہیں لیکن میں خاص طور پر اس ایوان کی کارروائی کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ جب بھی بیٹھے بیٹھے کسی رکن کے ذہن میں کوئی بات آتی ہے تو وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھ کر اسے point out کر دیتا ہے۔ جب رانا صاحب نے بات کرنے کے لئے آپ سے اجازت مانگی تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ محترمہ مباحثہ صاحبہ جنہوں نے اس وقت تقریر کی تھی شاید انہوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات کی جسے رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر clarify کروانا چاہ

رہے ہیں لیکن یہاں پر ایک ایسے مسئلے کو اٹھایا گیا۔ strictly speaking اگر یہ ان کے نزدیک اتنی ہی اہمیت کا معاملہ تھا تو جب ایوان کا اجلاس شروع ہوا تو اس وقت اسے take up کیوں نہیں کیا گیا؟ جناب والا! دوسرا انہوں نے فرمایا کہ حکومت کی طرف سے ان کو دمکی دی گئی اور اپنی پوری گفتگو کے دوران انہوں نے کہیں بھی یہ point out نہیں کیا کہ صوبائی حکومت کی طرف سے کس نے ان کو دمکی دی؟ قلعی طور پر نہیں۔ انہوں نے تیسری بات یہ کہی کہ ایک چینل کسی صاحب کے انٹرویو کی چودہ دن بات کرتا رہا۔ وہ تو چینل ہے جہاں بے چارے چودہ دن بات کرتے رہے لیکن آپ چودہ مہینے سے ایک بات کر رہے ہیں کہ تشریف لارہے ہیں، تشریف لارہے ہیں۔ اس میں کس کا قصور ہے؟ (نعرہ ہانے حسین)

آپ تو چودہ مہینے سے یہ واویلا کر رہے ہیں کہ کوئی آ رہا ہے کوئی جا رہا ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ نہ تو کسی نے کسی کو دمکی دی ہے اور نہ ہی کوئی اور بات ہے۔

جناب سپیکر! میں چوتھی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے کہنے کی بات نہیں بلکہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پاکستان میں صحافت جتنی آج آزاد ہے۔ حلیہ اس سے پہلے کبھی نہ ہو لیکن اس کے باوجود میں اپنے بھائیوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں کی پارلیمانی روایات ہیں۔ یہ کہاں کی اخلاقیات ہیں؟ یہ کہاں کی قانونی بات ہے کہ ایسا شخص جو اپنے آپ کو اس معزز ایوان میں defend نہ کر سکتا ہو آپ اس پر تنقید شروع کر دیں؟ یہاں پر اظاف حسین کے حوالے سے بات کی گئی تو جن دوستوں نے بات کی ان کے پارلیمانی گروپ صوبائی اسمبلی سندھ میں موجود ہیں، وفاقی حکومت میں موجود ہیں یہ وہاں جائیں اور بات کریں تاکہ ان کے اراکین ان کا منہ توڑ جواب بھی دے سکیں لیکن یہاں پنجاب اسمبلی میں ایک ایسے مسئلے کو اٹھانا جس کا پنجاب اسمبلی سے کوئی تعلق نہیں ہے، جس سے پنجاب حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے اس مسئلے کو پنجاب اسمبلی میں لے کر آنا میں سمجھتا ہوں کہ صرف اور صرف point secure کرنے کے حوالے سے تو بات ہو سکتی ہے لیکن حقائق کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ سے میری صرف یہ استدعا ہو گی کہ ایک پوائنٹ آف آرڈر جو نہیں بنتا تھا اس پر جتنی گفتگو ہوئی ہے روز کا ہفتا یہ ہے کہ آپ اسے کارروائی سے

حذف فرمادیں۔ شکریہ

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر

جناب سپیکر، جی رانا صاحب

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، وردی پر رولز تو permit نہیں کرتے۔ وہ تو وردی کی بات ایسے ہی کرتے ہیں جیسے آپ سندھ کی بات کرتے ہیں۔

رانا مناء اللہ خان [*****]

جناب سپیکر، یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور وزیر قانون کی یہ بات ٹھیک ہے کہ رولز کے مطابق آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، اس بارے میں تمام کارروائی حذف کرتا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، نہیں میں نے اس ایوان کو رولز کے مطابق چلانا ہے اور چلاتا ہوں۔ رانا صاحب میں اس ایوان کو رولز کے مطابق چلانا چاہ رہا ہوں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، نہیں میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، میں آپ کے یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اور جتنی آپ نے تقریر کی ہے میں وہ تمام الفاظ بھی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، یہ کوئی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ اور یہ تمام الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب والا ہمیں یہ افسوس ہے کہ ایک جواب دینے کی بجائے concern show کرنے کی بجائے کارروائی حذف کر رہے ہیں اور آپ بھی ان کی instruction پر عمل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! بحث پر عام بحث ہو رہی ہے کیا جواب دیں؟

رانا مناء اللہ خان، جناب والا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ کوئی بات نہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! بہت مہربانی میں نے صرف اتنی بات کہنی ہے کہ جناب

وزیر قانون نے یہ بات کہی ہے کہ جتنی باتیں رانا مناء اللہ صاحب نے کہی ہیں وہ رولز کے خلاف ہیں

لہذا اس کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ میں صرف آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ

پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کراچی کے اندر پہلی بات تو یہ ہے کہ کراچی کے اندر جب کوئی بات ہوگی

تو ہم اس سے متاثر ضرور ہوں گے۔ پشاور کے اندر کوئی بات ہوگی ہم اس سے متاثر ضرور ہوں گے،

* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اسلام آباد میں کوئی سازش ہوگی ہم اس سے متاثر ضرور ہوں گے۔ یہ ناممکن ہے کہ پورے پاکستان سے پنجاب لا تعلق رہے۔ پاکستان کے اندر جہاں کہیں بھی بات ہوگی پنجاب کا ذکر ضرور آنے کا۔ جناب سپیکر، پنجاب لا تعلق تو نہیں ہے لیکن اس ایوان کے اندر دوسرے صوبوں کی بات نہیں ہو سکتی۔ سندھ کے اندر کیا ہو رہا ہے، بلوچستان کے اندر کیا ہو رہا ہے، سرحد میں کیا ہو رہا ہے؟ پنجاب اس کے لئے جواب دہ نہیں ہے۔

چو دھری اصغر علی گجر، شکر یہ جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ پنجاب اگر اس کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا تو کم از کم پنجاب کے اندر احساسات تو ہیں جن کا اہماد کیا جاسکتا ہے۔ میں جناب آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو الفاظ انہوں نے کارروائی سے حذف کروانے ہیں کیا ایکشن کے اندر جو دھاندلی ہوئی، جو غنڈہ گردی ہوئی ان کے متعلق ایکشن کمشن نے یہ بات ثابت نہیں کر دی کہ واقعی حکومت کے کارندوں نے 'ایم۔ کیو۔ ایم کے آدمیوں نے' ان کے ورکروں نے وہاں پر غنڈہ گردی کی اور دھاندلی کی۔ کیا یہ بات غلط ہے؟ اگر یہ بات غلط ہے تو پھر کارروائی سے حذف کی جانی چاہیے۔

جناب سپیکر، لیکن ادھر تو وہ زیر بحث نہیں آسکتی۔

چو دھری اصغر علی گجر، اگر یہ بات درست ہے تو پھر اس کو اس ایوان کا حصہ رہنا چاہیے۔ آگے بات کرتے ہیں۔ کیا وہاں پر ضمنی ایکشن کے اندر پورے پاکستان کی تاریخ میں ہمیں جو آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ یہ بات یہاں کیوں کرتے ہیں، پورے پاکستان کی تاریخ میں جنرل ایکشن میں بھی کبھی 12 افراد کا قتل ہوا؟ سندھ کے اندر ایک ضمنی ایکشن میں جب 12 افراد قتل ہوئے تو میں یہاں پر ضرور جھنجھوں گا۔ میری جماعت کے آدمی قتل ہو رہے ہیں اور جو قاتل ہیں ان کی اتھلائی جماعت یہاں نہیں ہو تو بت تو پھر ضرور ہوگی۔ کیسے نہیں ہوگی؟ بات تو ہونی ہے۔ یہ احساسات ہیں انسان کے جس کا اہماد ہو رہا ہے۔

جناب سینیٹر، چودھری صاحب! آپ یہ فرمائیں کہ ایم۔ کیو۔ ایم کا کوئی معزز رکن اس ایوان میں بیٹھا ہوا ہے؟

چودھری اصغر علی گجر، نہیں ہے۔

جناب سینیٹر، تو مگر میں بیٹھے ہوئے ہیں وہاں پر آپ بات کریں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا یہ بات درست ہے۔

جناب سینیٹر، اور وہاں پر بات ہوتی ہی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، یہ بات درست ہے کہ ایم۔ کیو۔ ایم کا یہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔

ایم۔ کیو۔ ایم کا کوئی آدمی اس ایوان کے اندر موجود نہیں ہے لیکن ایم۔ کیو۔ ایم کے کندھوں پر بیٹھ کر سواری کرنے والے لوگ تو یہاں پر موجود ہیں۔

قائم حزب اختلاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سینیٹر، جی قاسم ضیاء صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا میں آخری بات کرتا ہوں اور معذرت کے ساتھ عرض کروں گا۔

جناب سینیٹر، فرمائیں!

چودھری اصغر علی گجر، کہ پاکستان کے اندر جب اس ملک کا صدر کوئی بات کرے گا اس ملک کا وزیر اعظم کوئی بات کرے گا تو اس سے اچھے اور بڑے تاثرات ہر آدمی محسوس کرے گا۔ آپ نے دیکھا کہ ہم جب یہاں صدر کی بات کرتے ہیں آپ فوری کہتے ہیں کہ یہ الفاظ کارروائی سے مدف کر دینے جائیں۔

جناب سینیٹر، نہیں ہونے چاہئیں۔ صدر اور وزیر اعظم یہاں discuss نہیں ہو سکتے۔

چودھری اصغر علی گجر، لیکن صدر چونکہ میرے ٹک کا صدر ہے اگر وہ بات کرے گا تو بات ضرور ہوگی۔ ہاں البتہ غیر پارلیمانی الفاظ ہوں تو ضرور کارروائی سے حذف ہونے چاہئیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ غیر پارلیمانی الفاظ میل پر نہیں آنے چاہئیں۔ اسی کل ہی کی بات ہے کہ آپ ہی کے صدر نے ایک میرے امیر جماعت اسلامی کے خلاف ناجائز الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اگر میں بڑی احتیاط سے کام لے رہا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ از خود یا کسی اشارے پر میرے الفاظ کارروائی سے حذف کروادیں گے۔ اس لئے میں بہت محتاط ہوں کہ کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کروں جو کارروائی سے حذف ہو جائے۔ اب جب اس ٹک کا صدر میری جماعت کے امیر کے خلاف کوئی ایسا لفظ استعمال کرنے کا۔۔۔

جناب سینیٹر، قومی اسمبلی میں آپ کے نام سے ہیں وہاں پر بات کی جائے۔

چودھری اصغر علی گجر، تو پھر مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ ان کو پارلیمانی آداب سکھانے جائیں۔ اسحاق میرا حق ہے۔ بہت شکریہ

جناب سینیٹر، جناب قاسم عیاد صاحب!

قائد حزب اختلاف، شکریہ جناب سینیٹر! بیبا کہ رانا محمد اللہ صاحب نے، بطور پر کہا اور آپ نے بھی ٹھیک کہا۔ آپ نے کہا کہ اگر ایم۔ کیو۔ ایم کا یہاں کوئی رکن ہے تو پھر اس کے بارے میں بات کریں۔ جناب وزیر قانون نے کہا کہ وہ جواب دے سکتا ہے۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کوئی وردی والا ہے جس کو ہم پوچھیں جس کے حق میں یہ قرار دادیں پاس کرتے ہیں۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بات چلی ہے ضمنی ایکشن سے۔ ضمنی ایکشن میں قتل و عدالت ہوئی ایم۔ کیو۔ ایم کے خبذوں نے قتل و عدالت کی۔ قتل و عدالت کیوں نہیں روکی گئی؟ ہم تو پہلے دن سے کہتے ہیں جب آپ قانون کی دجیٹل اکھیز کر ایسے لوگوں کو گورنر نکالیں گے کہ جو قتل و عدالت میں مطلوب تھے تو آپ یہی صدیاں گئے اس کو میں آگے جوتے ہونے جناب وزیر موصوف نے پہلے تو میری مدد موجودگی میں جو بات کی میں اس کا تموزا سا جناب راجہ صاحب

کو کھنا چاہوں گا کہ بڑی آسانی سے انہوں نے کہہ دیا کہ جی ہاں، میں یہی تو کہہ رہا تھا کہ جناب ان کو تو بچت بڑھایا ہی نہیں گیا، ان سے تو پوچھا ہی نہیں گیا انہیں کیا چتا میں کیا بات کر رہا تھا، حلہ حلہ ان کو اگر پتا لگ گیا ہوتا تو اس کا جواب دیتے لیکن میں جو بات کر رہا تھا آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ ہمارے اس منجلب میں بھی 3 تاریخ کو چار ضمنی ایکشن ہوں گے۔ لاہور شہر میں بھی ہو رہے ہیں کم از کم منجلب پولیس تو ان کے زمرے میں آتی ہے۔ منجلب پولیس لاہور کا investigation کا جو ایس۔ ایس۔ پی شکایت ہے وہ ہمارے کارکنوں کو ذرا دھمکا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ضمنی ایکشن میں وہ مشورہ ہو جو کراچی میں ہوا ہے۔ ورنہ آپ سندھ کو اور منجلب کو پیچھے نہیں کہہ سکیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ضمنی ایکشن کے زمرے میں یہاں بھی قتل و غارت ہو۔ جو بات رانا صاحب نے کی ہے کہ اے۔ آر۔ وائی کے لوگوں کو جو دھمکیاں مل رہی ہیں جو ایم۔ کیو۔ ایم نے پورے ملک میں دہشت گردی پھیلانی ہوئی ہے اور انہوں نے یہ بھی ٹھیک کہا ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کی آواز دب کر رہ جائے اور جو کارروائی حذف کی گئی ہے ہم آپ کے اس رویے کے خلاف اس ایوان سے اے۔ آر۔ وائی کے حق میں اور تمام ان صحافی بھائیوں کے حق میں جو آج جمہوریت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں نوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز اراکین واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر، اب ایوان عصر کی نماز کے لئے آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر چودھری محمد افضل سامی 6-07)

پر کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

جناب سپیکر، جی، محترمہ شملہ راضور بٹ صاحبہ

محترمہ شملار اٹھور، فکریہ جناب سیکر ایجنٹ کے حوالے سے میں یہ ضرور کہتی ہوں کہ جو اصلاحات کا عمل ہوتا ہے وہ یقیناً مسلسل ہوتا ہے۔ وہ کوئی ایک مخصوص دور کے لئے نہیں ہوتا وہ کوئی مخصوص عرصے کے لئے نہیں ہوتا کیونکہ بہتری کی گنجائش ہر وقت اور ہر دور میں رہتی ہے اور اس نظریے کو سامنے رکھتے ہوئے جب میں اس سال کے نئے بجٹ کو دیکھتی ہوں تو سمجھتی ہوں کہ میرا خیال ہے کہ موجودہ دور میں اس سے اچھا بجٹ کوئی بھی حکومت پیش نہیں کر سکتی کیونکہ پہل پر اتنے اس کے salient features ہیں کہ جنہیں ہم positively دیکھیں تو عوام کی یقیناً بہتری کی ترجیحات سامنے رکھ کر جاننے لگے ہیں جیسے کہ ایجوکیشن سیکٹر میں زبردست انقلابی رفتار فرمیں۔ اس بجٹ میں جو بات مجھے سب سے زیادہ impress کرتی ہے وہ اسپلانٹ کے بارے میں ہے کہ جس میں 10 لاکھ افراد کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے بارے میں صوبے کے عوام کو بہت بڑی خوشخبری دی گئی ہے۔ میں ان دس لاکھ افراد کو نہیں دیکھتی بلکہ میں ان دس لاکھ عائدانوں کو دیکھتی ہوں جو ان افراد سے جڑے ہونے ہوں گے اور یقیناً اس سے غربت ختم کرنے کا ایک عمل شروع ہو جانے کا اور جب اس طرح کے روزگار کے مواقع افراد کو ملیں گے تو میدان زند گی میں بہتری پیدا ہوگی۔

جناب سیکر ایجنٹ اس کے علاوہ ایگریکلچر سیکٹر میں جو کام اس بجٹ کے حوالے سے نیا ہو رہا ہے وہ میں سمجھتی ہوں کہ جو ریسرچ کے لئے خاص طور پر پیسے رکھے گئے ہیں اس بجٹ میں یہ ایک بہت بڑا اور positive element پایا گیا ہے اور definitely ریسرچ کے حوالے سے جو بہتری پیدا ہوگی اور اس سے ہماری ایگریویس اکانومی جو کہ اس ملک اور خاص طور پر اس صوبے کی ہے اس میں بہت زیادہ improvements آئیں گی۔

اس کے علاوہ پانچ مرد گھروں پر جو ٹیکس کی بھونٹ ہے یقیناً یہ ایک بہت بڑا اقدام ہے پہل پر گزشتہ حکومتیں یہ سوچتی ہی آئی ہیں کہ کس طرح عوام کے اوپر نئے ٹیکس لگانے جائیں تو اس حوالے سے میں سمجھتی ہوں کہ ٹیکس withdraw کرنا کسی بھی سیاسی حکومت کے لئے بہت بڑی بات ہے اور گزشتہ دور میں ریونیو collection کا ایک ذریعہ ٹیکس کو بنایا جاتا تھا بلکہ میں سمجھتی

ہوں کہ ایسا کوئی بھی issue نہیں ہوتا تھا کہ جس پر ٹیکس لگ سکتا ہو اور حکومتیں اسے withdraw کریں۔ یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسی حکومت نے کسی ٹیکس کو withdraw کیا ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پانچ مرہ کے گھروں پر پراپرٹی ٹیکس کی مجموعہ ختم کرنا بڑا قابل تحسین عمل ہے۔ ریونیو collection جو already revenues چل رہے ہیں اس کی collection پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بہتر عمل ہے۔

وون ڈوٹینٹ کے حوالے سے جو 20 کروڑ روپے رکھا گیا ہے یہ واقعی پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ کسی بھی حکومت نے خاص طور پر عورتوں کی بہبود کے لئے اتنا بڑا فنڈ provide کیا ہے کیونکہ گزشتہ حکومتوں نے تو عواتین کی بہبود کے لئے 20 روپے بھی نہیں رکھے۔ یہ حکومت وامہ اور پہلی حکومت ہے جس نے 20 کروڑ روپے عواتین کی ڈوٹینٹ کے لئے رکھے ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہماری ایوزیشن کی بہت سی جو ہنسیں ہیں انہیں G.R.A.P کے بارے میں مکمل انفارمیشن نہیں ہے۔ وہ جنرل ریٹائرمنٹ کے سلسلے میں ایک بہت زبردست پروگرام ہے۔ جب ان تک یہ انفارمیشن پہنچیں گی تو definitely وہ بھی اسے appreciate کریں گی۔

اس حوالے سے میں سمجھتی ہوں کہ بجٹ پر تھوڑا سا ٹوکس اس بات پر کروں گی کہ ہمارے بجٹ کے آنے سے کچھ دن پہلے جب صدر مشرف صاحب نے 66۔ ارب روپے کا جو ایگریگیمینٹ اعلان کیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے بجٹ اور اس پیکیج کا ایک ساتھ آنا صوبے کی بہتری کے لئے ایک عمل شروع ہو جانے کا کیونکہ ہمارا صوبہ خاص طور پر ایگریگیمینٹ کے حوالے سے بڑا important ہے اور 66۔ ارب روپے کے پراجیکٹ یا پیکیج کے زیادہ تر حصے سے پنجاب کی سکیمیں ہوں گی یا پراجیکٹ وہ پنجاب کے حصے میں آئیں گے اس لئے میں شکر گزار ہوں صدر مشرف صاحب کی بھی کہ انہوں نے ایگریگیمینٹ کا اتنا بڑا پیکیج دیا ہے اور بہت سی زرعی آلات پر وہ ہولڈنگ ٹیکس اور دوسرے ٹیکس وغیرہ میں جو مجموعہ دی ہیں وہ بھی بڑی appreciable باتیں ہیں۔

اس کے ساتھ میں اس بات کو بجٹ کے حوالے سے میں ایک نیا issue سمجھتی ہوں کہ جو بینک کی بہتری کے لئے دی گئی ہیں تو اس میں سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر گھر دینے کا پیکیج

دیا گیا ہے یہ ایک بڑا زبردست عمل ہے کیونکہ ریازمنٹ کا جو لفظ ہے وہ سرکاری ملازم کے لئے بڑا haunted قسم کا لفظ ہے اور سب سے پہلے اسے یہی insecurity feel ہوتی ہے کہ وہ سرکاری گھر سے نکل کر کہاں جانے کا تو اس حوالے سے پنجاب حکومت نے ہر سال تقریباً 3000 گھروں کا انتظام کرنا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس ٹارگٹ کو ضرور achieve کریں گے۔

جناب سپیکر overall ہمارے بجٹ کا جو view ہے اس حوالے سے تو میں خاص طور پر اپنے متعلق کے حوالے سے کچھ بات کروں گی۔ میرا تعلق ملتان پی پی-128 سے ہے اور میں اپنے متعلق کی کچھ سکیوں کے بارے میں بڑا expect کر رہی تھی کہ اس بجٹ میں یا A.D.P میں ضرور شامل ہوں گی کیونکہ ان میں سے بیشتر پرویز اعلیٰ صاحب کی طرف سے ڈائریکٹو بھی جاری ہونے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں سمجھی گئیں جس پر مجھے انتہائی افسوس ہے اور میرے متعلق کے عوام میں مایوسی پائی جاتی ہے جیسا کہ ایک روڈ جو کہ تحصیل ڈسکہ اور تحصیل پسرور کو آپس میں connect کرتی ہے یہ ادو فتح پل سے سوکن وند روڈ براستہ رتہ جھول بند اور اس کا فاصلہ تقریباً 8 کلومیٹر بنتا ہے اور اس سڑک کے بننے سے ایک طویل راستے طے کر کے دوسری تحصیل میں جانا پڑتا تھا وہ بالکل حادث کٹ بن جاتا ہے۔ تقریباً 40 کلومیٹر سے کٹ کے یہ اگر 8 کلومیٹر کی روڈ بن جائے تو لوگوں کو ٹارم نو مارکیٹ روڈ provide ہو جائے گی اور اس سے متعلق کے عوام کو ڈوٹیمینٹ کے بہت سے مواقع ملی سکتے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اگر اس بات کا تھوڑا سا نوٹس لیتے تو یقیناً میرے متعلق کے عوام کے لئے یہ بہت بہتری کے چانس نظر آتے ہیں۔

اس کے علاوہ میرے ہی گاؤں میں وڈانہ سینٹا سے دھیر و والی روڈ کا فاصلہ 4 کلومیٹر جو کہ ایک مختصر روڈ ہے لیکن اس سے وہاں کے عوام میں ترقی کے جو نئے aspects نہیں گئے وہ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ایک بہت بڑی انقلابی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ میرے اپنے گاؤں میں وڈانہ سینٹا میں بو اتر ہاؤس سیکنڈری سکول approved ہو چکا ہے لیکن مجھے اس بارے میں ابھی تک کچھ inform نہیں کیا گیا کہ 1999 میں یہ A.D.P میں اس کے لئے رقم بھی allocate ہونی جبکہ وزیر اعلیٰ صاحب کا ڈائریکٹو بھی جاری ہو چکا ہے لیکن اسے بھی A.D.P میں دوبارہ شامل

نہیں کیا گیا کیونکہ میرے پورے حلقے میں اس لیول کا کوئی سکول نہیں ہے جو ہواٹزہ سیکنڈری سکول ہو۔ اس کے علاوہ میں نے اسی سکول کے بارے میں تحریک اٹھانے کا بھی پیش کی تھی جو وزیر تعلیم کے پاس pending ہی رہ گئی۔ میرا یہ پُر زور اصرار ہے کہ اسے ضرور A.D.P میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وزیر اعلیٰ صاحب جب سیالکوٹ میں آئے تو انہوں نے گوجرانوالہ ٹالیمرور روڈ کے نئے سوئی گیس کا اعلان کیا تھا تو میں چاہتی ہوں کہ اس اعلان پر بھی فوری اور اس بجٹ میں عملدرآمد ہونا چاہیے تو بہر حال میں یہ سمجھتی ہوں کہ overall بجٹ عوام دوست ہے، بہترین بجٹ ہے اور اس کے ثمرات گراں روٹ لیول تک ضرور جائیں گے اور عوام تک ضرور پہنچیں گے۔

جناب سپیکر، جناب محمد ریاض شاہد!

جناب محمد رضوان، ہوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، لڑ جائیں!

جناب محمد رضوان، بہت شکریہ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ محترمہ تو ماشاء اللہ پورے پنجاب کی ایم۔ پی۔ اے ہیں یہ ایک معمولی سے حلقے کے کی بجائے انہیں تو پورے پنجاب کا ویرن ہونا چاہئے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ چودھری پرویز الہی صاحب نے میرے حلقے میں ایک سڑک منظور کی ہے جو کہ سوہادہ سے حنظلہ سے بھگلی تک اور اس کے علاوہ انہوں نے سیالکوٹ جا کر اعلان کیا تھا کہ وہاں پر سوئی گیس کی فراہمی کا وعدہ کیا تھا جس پر کام ہو رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے حلقے میں۔۔۔۔

جناب سپیکر، شکریہ جی آپ تشریف رکھیں۔ جی، محمد ریاض شاہد صاحب!

جناب محمد ریاض شاہد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے وقت دیا ہے جیسے اس ایوان میں بجٹ پیش کیا گیا ہے تو حسب روایت اس بجٹ کو حکومت کی طرف سے

عوامی بخت کہا گیا ہے، غریبوں کا ہورد کہا گیا ہے اور یہاں تک کہ پنجاب کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا بخت ہے لیکن بہت سی تلخ باتیں ہیں۔ یہ پاکستان جو غریب لوگوں نے قربانیاں دے کر بنایا تھا مگر ان کی حالت پاکستان میں ابھی نہیں ہے ایسے لگتا ہے کہ یہ ملک نہیں بگڑا کوئی کالونی ہے۔ جب آپ نے بخت میں یہ کہا ہے کہ 10 لاکھ لوگوں کو نوکریاں ملیں گی لیکن جو اشتہار آتا ہے تو اس میں کٹریٹ کی بنیاد پر بھرتی ہوتی ہے اور جن لوگوں نے اپنے بچوں کو محنت سے 20، 20 سال تک پڑھایا ہے۔ خود روٹی نہ کھا کر انہیں تعلیم دلوائی ہے ان کے لئے نوکریاں جو کٹریٹ پر آپ نے مہیا کی ہیں۔ جناب ایہ جو پاکستان بنایا گیا تھا یہ پاکستان کے مستقل شہری ہیں جنہوں نے قربانیاں دی تھیں، جنہوں نے اپنے گھر بنا لئے تھے یہ جب پاکستان آئے تو ان کو نوکریاں نہیں ملتی۔ بے روزگاری کا یہ عالم ہے کہ لوگ اپنے یونیٹی بن ادا نہیں کر سکتے لوگوں سے قرضے لے کر لوگوں سے پیسے مانگ کر اپنے جسم کے اعضاء بیچ بیچ کر اپنے گردے بیچ بیچ کر اور صحتیں بیچ بیچ کر تو کیا وطن اسٹے حاصل کیا تھا کہ یہاں پر بموک تنگ ہو گی خط دس بیس زرداروں کے ہاتھوں وطن کا بچہ بچہ تنگ ہو گا۔

نہیں گی صحتیں روٹی کی خاطر
نہیں اس سے بڑھ کر روز محشر

جناب سپیکر! ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ پاکستان اور پنجاب کی قسمت بدل گئی ہے اور جو غلطی کرنے والے ہیں یہ بڑا آسان کام ہے وہ کہتے ہیں کہ۔

سر سر کو صبا، عفت کو صبا، بندے کو ہدا کیا کھنا
دیوار کو در، پتھر کو گوہر، کرگس کو ہما کیا کھنا
اک حشر یا ہے گھر گھر میں دم کھٹنا ہے گنبد بے در میں
اک شخص کے ہاتھوں مت سے رسوا ہے وطن دنیا بھر میں
اے دیدہ وروں اس ذلت کو قسمت کا کھا کیا کھنا
(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر پاکستان کے لوگوں کی حالت یہ ہے اور پنجاب کے لوگوں کی حالت یہ ہے اور پنجاب کے لوگوں کی قسمت یہ ہے کہ ان پر عکرائی کرنے والے دس بیس لوگ سب کچھ کھا جاتے ہیں اور اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ کبھی پنجاب گندم کے مٹے میں ساری دنیا کا پیٹ بھرتا تھا

ساری دنیا کا شتم بھرتا رہا جس کا انداز

دانے دانے کو ترستا ہے وہی پنجاب آج

جب بیس روپے من آنا ہوا تھا تو نظمیں لکھی گئی تھیں آج پانچ سو روپے اور دس روپے کو کے حساب سے یہ آنا فروغ ہوتا ہے اس میں بڑی خوبصورت figures دی گئی ہیں۔ اس میں فراہمی آب کے لئے 3۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں، تعلیم کے لئے 7۔ ارب 20 کروڑ روپے صحت کے لئے 15۔ ارب پچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ ہسپتال اکثر دیکھتے ہوں گے آپ کو وہاں جانے کا موقع ملتا ہو گا ہسپتالوں میں کن کا علاج ہوتا ہے وہاں دو اینٹیں کہیں سے ملتی ہیں، جس بیڈ پر جا کر مریض لیٹتے ہیں وہاں اس کے پیسے لیتے ہیں کسی مریض کو دو اینٹیں نہیں ملتی، مریض مر رہا ہوتا ہے اس کے لواحقین کو پرچیاں دی جاتی ہیں۔ ابھی ایک پرچی باہر نہیں جاتی دوسری پرچی پکڑا دی جاتی ہے۔ وہ بیمار مریض مر جاتا ہے اور دو اینٹیں وہیں رہ جاتی ہیں یہ بے ہسپتالوں کی صورت حال۔ آپ جتنے پیسے رکھتے ہیں اور جتنے آپ فنڈز دیتے ہیں، جتنے آپ allocate کرتے ہیں وہ خرچ نہیں ہوتے، وہ خرچوں پر خرچ نہیں ہوتے۔ آپ نے جتنی بھی figures یہاں دی ہیں کہ ہسپتال کے 3۔ ارب روپے، زراعت کے لئے 2۔ ارب روپے ہیں۔ جن مزدوروں نے اس پاکستان کو بنایا ہے جس ایوان میں بیٹھے ہیں اس کی آسائش اور اس کو بنانے میں مزدوروں کی محنت شامل ہے ان مزدوروں کے لئے آپ نے کیا رکھا ہے؟ جب آپ مزدوروں کے لئے جنہوں نے پاکستان بنایا ہے، جن مزدوروں نے پاکستان کی تخلیق کی ہے، کارخانے چلانے میں، کھیتی باڑی کی ہے، میں چلائی ہیں اور گاڑیاں چلائی ہیں ان مزدوروں کے لئے آپ نے۔ بحث میں کیا رکھا ہے؟ ان کے لئے یہ رکھا ہے کہ آج تک مزدور پالیسی نہیں بنی۔ جمہلی حکومتوں نے مزدوروں کو رعایت دی تھی وہ آہستہ آہستہ سب ختم کر

دی گئی ہیں اور مزدوروں کے لئے یونین سازی کے حق کو بھی پھینک دیا گیا۔

جناب عالی! آپ نے کہا کہ ہم انگریزی سکول بنا رہے ہیں جب لوگوں کو بیس بیس سال پڑھ کر نوکریاں نہیں ملتیں ایم۔ اے اور بی۔ اے کر کے نوکری نہیں ملتی تو آپ چاہے انگریزی سکول بنائیں، چاہے اردو بنائیں، چاہے پنجابی بنائیں اس سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں اتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے امن و امان مسئلے پر اور اس پیسے سے اتنی اسکیمیں تیار ہیں لیتی ہیں، اتنے اخراجات کرتے ہیں لیکن ہر روز کوئی نہ کوئی قتل ہو جاتا ہے، کوئی سیاستدان مارا جاتا ہے، کوئی مالم شہید کر دیا جاتا ہے، کبھی مسجدوں میں بم پھلتے ہیں۔ یہ سارا پیسہ جو خرچ کیا جا رہا ہے جو اتنے آدمیوں کو آپ پیسے دے رہے ہیں اس کا کیا کامدہ ہے؟ یقیناً آپ نے اس کے لئے پیسہ رکھا ہے اور عوامی تعداد میں رکھا ہے۔ میں صرف اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ جن مزدوروں نے اس پاکستان کو اپنا سب کچھ دیا ہے، اپنا گھر بار دیا ہے، اپنی جائیں دی ہیں، اپنی جانوں کا نذرانہ دیا ہے وہ پاکستان آتے آتے شہید ہو گئے۔

جناب سینیٹر، آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب محمد ریاض شاہد، ٹھیک ہے جناب سینیٹر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، ہوائنٹ آف آرڈر جناب سینیٹر!

جناب سینیٹر، جی، محترم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سینیٹر! ریاض صاحب اپنی تقریر دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سینیٹر، محترم! آپ تشریف رکھیں۔ جی، ریاض شاہد صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب محمد ریاض شاہد، جناب سینیٹر! میں یہ تقریر دیکھ کر نہیں پڑھ رہا بلکہ اپنے دماغ سے تقریر کر رہا ہوں۔ اچھی عبد اللہ مراد اسمبلی کے ممبر قتل ہو گئے اب ہمارے منور سہروردی کو بلا کر ذبح کیا گیا

ہے۔

جناب سینیٹر، ریاض شاہد صاحب! اس پر تو کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب محمد ریاض شاہد،

انسان ہوا قتل محبت کا ہوا خون
اس دور میں مت پوچھئے کس کس کا بہا خون
ابھی ہی پڑی لاش صدا دیتی ہے معنی
ہر دور میں بتا چلا آیا ہے مرا خون
اور ٹلید کوئی ہلگے اس فلم کو روکے
سونے ہونے احساس کو دیتا ہے صدا خون
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکر یہ جی جناب سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص، اموذ باللہ من اللطیف الرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بخت پر بات کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ میں سب سے پہلی جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی معاشی صورتحال کے بارے میں جو ہمیں facts and figures economic survey of Pakistan میں دیکھتے ہیں اس میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح economic survey of Pakistan میں پورے پاکستان کے سارے figures مہیا کئے جاتے ہیں اسی طرح پنجاب کے حوالے سے بھی ایک مکمل سروے ہونا چاہیے جس میں ساری figures اور تفصیلات دے دی جائیں تاکہ اس سے ہم اندازہ لگا سکیں کہ یہ جو مختلف دعوے اس بخت میں کئے گئے ہیں اس سروے کے ساتھ جائزہ لے کر موازنہ کر کے ہم اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کی کیا صورتحال ہے اور ان میں سے کتنے figures ٹھیک اور کتنے غلط ہیں؟ میں بخت کے حوالے سے بات کرنے سے پہلے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ N.F.C ایوارڈ کا مسئلہ زیر بحث ہے اور صورتحال یہ ہے کہ مرکز نے development کی مد میں 202۔ ارب روپے رکھے ہیں جبکہ پنجاب نے 44۔ ارب روپے صرف صوبہ سرحد کا بخت announce ہوا اس میں 16۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں اور سندھ میں 18۔ ارب روپے رکھے

گئے ہیں۔ بلوچستان کا ابھی بجٹ نہیں آیا وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔

جناب سینیٹر، ٹائم تھوڑا ہے۔ پنجاب کی حد تک ہی رہیں کیونکہ بلوچستان اور سندھ پر اگر بحث کریں گے تو پھر ٹائم بہت تھوڑا ہے پانچ منٹ ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سینیٹر! یہ چونکہ ہمارا اس کے متعلق معاملہ ہے 'اے۔ ڈی۔ پی کی جو بات اس میں آرہی ہے' میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اتنے تھوڑے وسائل کے ساتھ 'صوبوں کے پاس وسائل اتنے کم ہیں' اتنے محدود ہیں کہ اس وجہ سے صوبوں کے اندر ترقیاتی کام متاثر ہوتا ہے 'وہ ترقیاتی کام نہیں ہوتا ہے اور میں اپنی طرف سے 'اپوزیشن کی طرف سے وزیر خزانہ سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ این۔ ایف۔ سی ایوارڈ پر پورا stand لیں اور صوبہ پنجاب کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل حاصل کریں۔ مرکز کے پاس بہت زیادہ وسائل کا ہونا غیر ضروری ہے۔ صوبوں کے اندر تعلیم اور صحت اصل ٹھکے ہیں لیکن ان کے پاس وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اتھاڈ ویٹنٹ کا کام نہیں ہو پاتا جتنا کہ ہونا چاہیے۔

جناب سینیٹر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سال کے بجٹ میں ضلعی حکومتوں کے لئے بھی اور تعلیم کے لئے بھی بڑی مہداری میں فنڈز میا کئے گئے ہیں۔ میں اس بارے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اے۔ ڈی۔ پی کے متعلق آج ہمیں ایک بہت سینئر اکاؤنٹ نے بتایا کہ پاکستانی اے۔ ڈی۔ پی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اصل میں یہ Annual Dinner Plan ہوتا ہے Annual Development Plan نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وسائل آپ میا کرتے ہیں 'فنڈز میا کرتے ہیں لیکن اس چیز کے لئے کہ وہ وسائل اور فنڈز properly خرچ ہوں۔ اس سال بھی آپ نے تعلیم کے لئے بڑے فنڈز فراہم کئے لیکن ہم اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں کہ جو بلڈنگ چار 'پانچ' چھ لاکھ میں بن سکتی ہے وہ 14 لاکھ '15 لاکھ' 16 لاکھ روپے میں بن رہی ہوتی ہے۔ خدا کے لئے اس ملک کے جو غریب عوام کا پیسا ہے 'اس کے جو فنڈز ہیں' ان کا میا جہ جو ہے اس کو روکنے کی کوشش کی جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے آمدنی کے ذرائع جو ہیں وہ صوبہ پنجاب کے ہیں۔ زرعی ٹیکس، لینڈ ریونیو ٹیکس، سونز و ہیکل ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، جگت اور اریگیشن وغیرہ کے صرف ہمارے پاس یہ وسائل ہیں جن سے ہم اپنے وسائل اکٹھا کرتے ہیں اس بات کی ضرورت ہے کہ اس پروجیکٹ و پھار کی جانے۔ کوئی ایسے شعبے جن کا اثربراہ راست لوگوں پر نہ پڑے گورنمنٹ اپنے فنڈز وہاں سے generate کرے، وسائل وہاں سے حاصل کئے جائیں اور اس میں یہ خصوصاً ہماری جو mining ہے اس کو مزید ترقی دینے کی ضرورت ہے اس کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں اس بات کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمدی جو resolution قومی اپوزیشن نے اس کو پیش کیا، اس کے لئے فریڈریکس نے بھی ہمارا ساتھ دیا کہ پانچ مرے کے گھروں پر جو پراپرٹی ٹیکس ختم کرنا تھا اس کو ختم کیا گیا میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ یہ ایک اہم روایت کا آغاز کیا گیا ہے کہ اگر ایوان کے اندر آپ اپوزیشن کی بات کو بھی سن کر ایک مثبت بات کو اپنے بحث کے اندر شامل کریں گے تو اس سے اہم روایات آسے بڑھیں گی اور یہ بھی میں عرض کروں گا کہ آئندہ بھی اس طرح کی ہمدی اہم تجاویز کو شامل کیا جائے۔ آپ خود دیکھ لیں کہ بحث پیش کرنے کے بعد اگلے دن اخبارات میں پہلے نمبر پر جو سرمنی قومی وہ یہی قومی کہ پانچ مرے کے گھروں پر پراپرٹی ٹیکس ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں پینشن میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ ہمارے جو بزرگ senior citizens ہیں ان کے لئے بھی بڑے مسائل ہیں اور ان کے مسائل کے حل کے لئے ان کی پینشن میں کوئی اضافہ ضرور کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم، ہیلتھ، نورازم، سوشل ویلفیئر کے حلقے ہمدی concurrent list پر بھی آئیں گے اندر شامل ہیں۔ ہمدی صوبائی حکومت اس وقت ایک مضبوط حکومت ہے یہ کوشش کرے کہ ان حلقوں کا وفاق کے پاس رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے، تعلیم کا وہاں ہونے کا کوئی جواز نہیں ہے، ہیلتھ، نورازم، سوشل ویلفیئر یہ سارے کے سارے حلقے

صوبوں کے پاس واپس آنے چاہئیں اور ان کے وسائل بھی صوبوں کو واپس ملنے چاہئیں اور صوبے ان پر خود توجہ دے کر ان کو بہتر کریں۔

جناب سیکرٹری اے ایس ایف بھی سمجھتا ہوں کہ یہاں پر تعلیم کے حوالے سے جو پلان دینے گئے ہیں اس میں وو کیشنل ایجوکیشن کو خصوصاً concentrate کرنا چاہیے۔ میں مہراں صاحب اہلاری طرف بھی آپ توجہ فرمائیں آپ کی زیادہ توجہ کہیں اور رہتی ہے۔۔۔ (قہقہے)

میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وو کیشنل ایجوکیشن کے لئے آپ خصوصی توجہ دیں کیونکہ دنیا بھر میں اس وقت اصل اہمیت وو کیشنل ایجوکیشن کی ہے۔ یہاں پر کبھی industrial base نہیں بنے گی جب تک آپ یہاں پر وو کیشنل ایجوکیشن کا باقاعدہ انتظام نہیں کریں گے۔

جناب سیکرٹری اے ایس ایف بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جلدی زراعت کے اندر جو

main ضلعات ہیں وہ چار اہم ضلعات ہیں۔ گندم، کپاس، پاول اور گنا۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ان کے ساتھ micro crops جو ہیں ان کی ترقی کے لئے بھی فڈز مہیا کریں۔ ان کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ کبھی ایک فصل خراب ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجے میں پورے صوبے کی

economy متاثر ہو جاتی ہے اور پورے ملک کی بھی economy متاثر ہو جاتی ہے اس لئے micro crops کے لئے بھی ہمیں کوئی فڈز مختص کرنے چاہئیں اور ان کو بہتر بنانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔

جناب سیکرٹری اے ایس ایف بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ یہاں پر 10 لاکھ بے روزگار بھرتی کئے جائیں گے اس کی بھی تفصیل آئی چاہیے اس کا بھی بجٹ بنا چاہیے کہ کس ڈیپارٹمنٹ میں کتنے افراد آپ بھرتی کریں گے؟ اس کی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔

جناب سیکرٹری، بیڑا آپ wind up کیجیے۔

سید احسان اللہ و قاص، جی، بالکل آکر میں چند points میں اس کی طرف ہی آ رہا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اسمپلائمنٹ کے حوالے سے بھی ایک باقاعدہ بجٹ بنائیں ایک پالیسی

جائیں جس میں پوری تفصیل موجود ہو کہ آپ کس محلے میں کتنی سیٹیں کس طرح create کریں گے اور اس کے لئے کتنے فنڈز آپ شخص کر رہے ہیں یہ کہہ دینا کہ مثلاً ایک ارب روپے آپ نے اریگیشن میں رکھ دیا تو اس سے دو سو نو کریاں پیدا ہو جائیں گی یہ کوئی جواز نہیں ہے اس کے لئے باقاعدہ اس کی statistical base بنائی جانی چاہیے۔

جناب سینیٹر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے مسکھی بھائیوں کے لئے میں یہ درخواست کروں گا کہ اس بحث میں ان کی عبادت گاہوں کے لئے کچھ نہ کچھ فنڈز مختص کیجئے۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ مسکھی بھائی ہمارے ملک کی اقلیتیں ہماری عزت ہماری شان ہمارے وقار کی نطفی ہیں ہمارے مسکھی بھائی عام طور پر economically کمزور لوگ ہیں ان کی عبادت گاہوں کی بہتری کے لئے ہمیں ایک ایسا gesture دینا چاہیے۔ ان کے لئے ہمیں کچھ نہ کچھ فنڈز مختص کرنے چاہئیں۔

جناب سینیٹر! آخری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ضمنی بحث آپ لوگوں نے پیش کیا ہے۔ ضمنی بحث اب آپ لوگوں نے فرج کر دیا ہوا ہے یہاں پر پیش ہو گا اور اس کے نتیجے میں اس کی اجازت ہو جائے گی لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی بھی کوئی limit ہونی چاہیے کہ ایک خاص limit سے زیادہ کوئی فرج حکومت اسمبلی کی اجازت کے بغیر نہ کر سکے۔ جناب سینیٹر! اس پر ابھی مرعد آنا ہے ضمنی بحث پر بحث ہو گی۔ آپ ابھی سالانہ بحث پر بحث کریں۔

سید احسان اللہ وقاص، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بحث ہونا ہی نہیں چاہیے۔ اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب سینیٹر! وہ تو جب اس کی باری آنے گی تو پھر اس پر بات کریں ابھی تو سالانہ بحث پر آپ بات کریں۔

سید احسان اللہ و قاص، وہ بھی سالانہ بجٹ کا ہی حصہ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ صوبائی حکومت اپنے سرومزر کے نظام کے جو مختلف محکمے ہیں، ہمارے صوبہ پنجاب کا کبھی بڑی اہمی ٹرانسپورٹ کا محکمہ ہوتا تھا جس کا بیزہ خرق ہو گیا اور وہ بالکل ختم ہو گیا لیکن اب بھی اس دور میں فورازم ایک بڑی اہم صنعت کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر ہاؤس کے اندر بھی کئی دفتہ ہمارے ساتھیوں نے مختلف جگہوں کے tourist places کو develop کرنے کے بارے میں تجاویز دی ہیں ان کے مطابق مختلف چھوٹے چھوٹے tourist resorts بنانے چاہئیں تاکہ ان کے ذریعے گورنمنٹ کی آمدنی میں اضافہ ہو سکے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ مہربانی۔ جناب محمد یار مومنکا!

جناب محمد یار مومنکا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے سالانہ بجٹ کی جو تقریر ایوان میں پڑھی وہ سارے ایوان نے بڑے صبر و تحمل سے سنی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اپوزیشن نے بغیر کسی شور کے بجٹ کی تمام تقریر سنی، کوئی disturbance پیدا نہیں کی ہے۔ اس تعاون پر یہ توقع تھی کہ خلید وزیر خزانہ صاحب اپوزیشن کا شکریہ ادا کریں گے لیکن ایسا نہیں کیا گیا لہذا قائد حزب اختلاف نے بالکل صحیح کہا ہے کہ جو کچھ انھیں دیا گیا تھا وہی انہوں نے پڑھ دیا۔

جناب والا! اہر بجٹ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ عوام دوست اور ٹیکس فری ہے۔ ہر حکومت اپنے بجٹ کو سبب بجٹ سے بہتر قرار دیتی ہے۔ یہ بجٹ ایک کھرب 80۔ ارب 2 کروڑ 13 لاکھ اور 31 ہزار روپے پر مبنی ہے۔ اس کے expenditures ایک کھرب 41۔ ارب 88 کروڑ 44 لاکھ اور 25 ہزار روپے کے ظاہر کئے گئے ہیں۔ اگر اخراجات نکال لیں تو آپ کے پاس development کے لئے صرف 34۔ ارب 65 کروڑ 50 لاکھ روپے باقی رہ جاتے ہیں۔ آپ نے بیرونی ممالک یا وفاقی حکومت سے جو وصول کرنے ہیں وہ 8۔ ارب 78 کروڑ 50 لاکھ روپے ہیں۔ اس طرح آپ کے پاس development کے لئے کل رقم تقریباً 43۔ ارب 44 کروڑ روپے بنتی ہے۔ اب اس میں جس میں زیادہ رقم رکھی گئی ہے وہ زراعت کا شعبہ ہے۔ ریونیو، اریگیشن یا زراعت پر ہی

ہمارے ترقیاتی بجٹ کا انحصار ہے۔ اس بجٹ کو ٹیکس فری بجٹ قرار دیا گیا ہے جبکہ ایک سال پہلے 400 فیصد میکسز عوام پر نافذ کر دینے گئے تھے تو اب میرے خیال میں آنے والے مزید چار سالوں میں بھی نئے ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔

جناب سپیکر! آبیانہ اور زرعی ٹیکس پہلے سے لاگو ہیں۔ یہاں on the floor of the House کا نام ایوان نے یہ اعلان کیا تھا کہ آبیانہ صرف کاشتہ رقبہ پر وصول کیا جانے کا لیکن آج تک اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ کلیٹ ریٹ کے حساب سے ہم جو رقبہ کاشت نہیں کرتے اس پر بھی ہم سے آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ ہم دو ضلعوں رنج اور غریب پر آبیانہ ادا کرتے ہیں۔ رنج میں ہمیں 67 فیصد پانی دیا جاتا ہے۔ جب آپ ایک رقبہ کو certain amount پر پانی دیں گے تو پھر جس رقبہ کے لئے آپ پانی مہیا نہیں کر رہے تو اس رقبہ پر آپ کاشتکار سے ٹیکس کیوں وصول کر رہے ہیں؟ اسی طرح غریب کے لئے 37 فیصد پانی دیا جاتا ہے۔ ان سب چیزوں کے بارے میں on the floor of the House اعلان کیا گیا لیکن آج تک اس پر عملدرآمد نہیں کیا جاسکا۔ زرعی ٹیکس کی بابت یہ اعلان کیا گیا کہ سائے بادہ ایکڑ سے کم رقبہ پر زرعی ٹیکس نہیں لیا جانے کا لیکن ہمارے ضلع بہاولنگر میں سائے پانچ ایکڑ رقبہ رکھنے والوں سے بھی زرعی ٹیکس کی وصولی کی جا رہی ہے۔ اس کے باوجود آپ اس بجٹ کو ٹیکس فری قرار دے رہے ہیں۔ اس بجٹ میں کاشتکار، غریب یا مزدور کو کیا ریٹیف دیا گیا ہے؟ بہتر ہوتا اگر آپ کم از کم دیہاتی کاشتکار کو آبیانہ میں ریٹیف دیتے۔ جتنا آپ پانی مہیا کر رہے ہیں اتنا ہی اس سے آبیانہ وصول کیا جاتا۔ اسی طرح دیہاتی مزدور کو کم از کم آپ پینے کا صاف پانی تو مہیا کر دیتے۔ آپ نے اس بجٹ میں واٹر سپلائی کے لئے پیسے تو رکھے ہیں لیکن واٹر سپلائی کا جو elected tariff ہے وہ صنعتی میٹروں کے حساب سے وصول کیا جا رہا ہے جو کہ غریب دیہاتی لوگ ادا نہیں کر سکتے۔ اس حوالے سے وفاقی حکومت کی طرف سے غریب دیہاتی لوگوں کو ریٹیف ضرور ملنا چاہیے تھا۔ میرا مطالبہ ہے کہ دیہاتوں میں جہاں گزوا پانی ہے وہاں پینے کے لئے صاف پانی مفت مہیا کئے جانے کا انتظام کیا جائے۔

جناب والا آپ نے زراعت کی مد میں 'A.D.P' میں ایک ارب 13 کروڑ 10 لاکھ روپے رکھے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لی جانے کہ جو آمدن آئی ہے وہ زراعت کے شعبے سے آئی ہے۔ پنجاب کی 80 فیصد آبادی زراعت کے پیشے سے منسلک ہے۔ شعبہ زراعت میں سب سے زیادہ عوامل پانی کے ہیں۔ گوکہ اریگیشن کے لئے کافی پیسے رکھے گئے ہیں پچھلے سال بھی اس میں اربوں روپے رکھے گئے تھے لیکن اس کا impact پنجاب مخصوص طور پر ساؤتھ پنجاب پر کیا پڑا ہے؛ بلوکی سلیانگی تنک کی re-modelling اور beds کے لئے اربوں روپے اخراجات آنے ہیں لیکن آج تک ہمارے ضلع بہاولنگر اور ساؤتھ پنجاب میں آپ وارا بندی ختم نہیں کر سکے ہیں۔ آپ بے شک مزید زیادہ رقم رکھیں لیکن یہ بھی ضرور دیکھیں کہ پچھلے سال اس حوالے سے جو اخراجات کئے گئے ہیں آیا ان کے کوئی مثبت نتائج بھی سامنے آئے ہیں یا نہیں؛ کیا رقم صحیح مد میں خرچ ہوئی ہے؟

جناب سیکرٹری میں گزارش کروں گا کہ اریگیشن کے شعبے میں رقم مزید بڑھانی جانے اور ہماری نہروں کی lining کو موثر بنایا جانے۔ آپ پانی صرف نہروں کی lining سے بچا سکتے ہیں۔ آج تک کسی نئے ڈیم کے لئے کوئی کاوش کارگر حیات نہیں ہوئی اور نہ ہی مستقبل میں ہوتی نظر آتی ہے۔ کالا باغ ڈیم کی study کے لئے کچھ رقم مختص کی گئی ہے لیکن یہ تو پہلے چار مرتبہ ہو چکی ہے۔ جیسے تو یہ تھا کہ کسی ڈیم کے لئے اس بجٹ میں کوئی رقم مختص کی جاتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اب ہمارے پاس صرف ایک شعبہ زراعت رہ جاتا ہے جس پر توجہ دے کر ہم اپنی معیشت کو بہتر کر سکتے ہیں۔ زراعت کے لئے پانی بچانے کے لئے laser levelling بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے موجودہ بجٹ میں ایک ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس رقم کو تین گنا بڑھایا جائے۔ laser leveller یونین کونسل کی سطح پر میاں کئے جائیں۔ اس سے زمین لیول ہو گی اور پانی کی بچت کی جاسکے گی۔

• جناب والا! جنگلات کی مد میں جو رقم تجویز کی گئی ہے یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ نے بھی بجٹ میں confess کیا ہے کہ ضلع بہاولنگر میں شیشم کے درخت کو ایک ملک بیماری لاحق ہے۔ پچھلے آٹھ سالوں سے پنجاب میں شیشم کے درخت ٹوٹ رہے ہیں۔ پنجاب کے تقریباً سب

جنگلات میں شیشم کے درخت سوک رہے ہیں۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ بہاولنگر میں ایک ایک لاکھ قیمت والے شیشم کے درخت سستے بھاؤ فروخت کئے جا رہے ہیں۔ نہروں کے کنارے جو درخت ہیں وہ محکمہ جنگلات کے تحت آتے ہیں۔ تو ان سوکے ہوئے درختوں کی نیلامی کا نظام بہت زیادہ خراب ہے۔ اس وقت دو فیصد پیسے بھی خزانہ میں نہیں آ رہے تو میں یہ گزارش کروں گا حکومتی بیورو کے معزز رکن مادی طاہر محمود کے زیر نگرانی ایک کمپنی بنا کر بہاولنگر کے درخت نیلام کروانے جائیں۔ آپ مینگے سوڈ پر وفاقی حکومت سے جو قرضہ حاصل کرتے ہیں وہ صرف بہاولنگر کے ان درختوں کی بہتر طریقے سے فروخت سے حاصل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ نے چولستان کے لئے بہت کم رقم مختص کی ہے۔ جناب والا جو ملٹی کے مہینے میں علاقے کے تمام ریورز پنجاب کے مقابلے میں 50 فیصد جانور چولستان کے علاقے میں شہت ہو جاتے ہیں۔ علاوہ انہیں برساتی موسم میں بیماریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں تو جانوروں کے علاج کی خاطر جو رقم مختص کی گئی ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے اس کو بڑھایا جائے۔

ایجوکیشن کی مد میں پچھلے سال بھی ہر ضلع کے لئے 15 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنی رقم فرج ہوئی، کس سمت میں ہوئی ہے، صحیح فرج ہوئی ہے یا غلط اور اس کے کیا results نکلے ہیں؟ آپ سروے کروا کر اس کی رپورٹ لے لیں تو پھر آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ رقم رکھنے سے کچھ نہیں ہو گا جب تک اس کی implementation صحیح نہیں ہو گی۔ جناب سپیکر، پیپرز ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب محمد یار مہموونگا، جناب والا ہمارا علاقہ طیریا فری علاقہ تھا۔ ابھی آپ دیکھیں کہ بیٹا ٹائٹس اور طیریا دوبارہ وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے اور فاس طور پر جنوبی پنجاب میں جہاں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے وہاں لوگ اس ہلکے بیماری میں مبتلا ہو کر مر رہے ہیں لیکن ان کا ڈسٹرکٹ یا ڈویژن کی سطح پر علاج بڑا مشکل ہے۔ آپ نے بریوٹین کو نسل سطح پر جو B11U بنانے ہوئے ہیں ان کے لئے مخصوص رقم مختص کریں اور وہاں ڈاکٹروں کا انتظام کیا جائے۔

جناب والا سڑکوں کی مہ میں بڑے پیسے رکھے گئے ہیں اور رکھے جاتے ہیں لیکن میں اس کی بھی implementation کی بات کروں گا کہ جب آپ دو روئے سڑک جاتے ہوئے ایک سڑک ایسے رخ پر بنائیں گے جس پر تین گاؤں بھی نہیں آتے اور اس کے مقابلے میں 40 گاؤں والی سڑک نہیں بنائیں گے جس کی میں مثال بھی دینا چاہتا ہوں کہ ڈاہر انوار اور ہارون آباد روڈ اور ایک چشتیوں سے براستہ قاضی والا روڈ جاتی تھی جس کا روٹ تبدیل کر کے دونوں سڑکیں ایک میل کے فاصلے پر ہیں وہ ڈبل بن رہی ہیں تو اس طرح آپ کا وہ بیسٹ فضول جا رہا ہے تو ایک ایسی اہم سڑک جو قاضی والا روڈ ہے۔ اسے ignore کیا گیا ہے حالانکہ اس پر 41 گاؤں ہیں جن کا روزگار گندم اور گنا لے جانے سے منسلک تھا۔ یہاں ذکر ہوا کہ وفاقی حکومت نے ٹریکٹروں پر ایک لاکھ روپے کی سبسڈی دی ہے۔ جب آپ قیمت دو لاکھ بڑھا دیں گے تو اس میں ایک لاکھ بھجوز دیں تو کیا اسے عوام کے لئے ریٹیف کہا جائے گا؟ اسی طرح ڈی۔ اے۔ پی کھلا کی بوری پر ایک سو روپیہ کم کیا گیا ہے۔ پچھلے سال دو سو روپے قیمت بڑھائی گئی پھر ایک سو روپے بڑھائی گئی اس طرح تین سو روپے بڑھا کر ایک سو روپیہ کم کر دیں تو کیا آپ اسے عوام کے لئے ریٹیف کہیں گے؟ آپ نے جو ریٹیف دینا ہے وہ کاشتکار اور مزدور کو دیں۔ آپ نے گندم ایکسپورٹ کرنے کے لئے تو پیسے رکھ لئے ہیں لیکن کاشتکار کو support price دینے کے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھے۔ شکر (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، جی، شکر۔ جناب عمور احمد ڈاٹا

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گی کہ ہماری زمینوں کو نمبر ہونے سے بچانے کے لئے کلاباغ ڈیم کے لئے فوری طور پر ریفرنڈم کروایا جائے۔

جناب سپیکر، جی، شکر یہ تشریف رکھیں۔ جناب عمور احمد ڈاٹا

جناب ظہور احمد خان ڈاٹا، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ جناب سیکرٹری میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الہی صاحب اس کے بعد وزیر خزانہ سرد آئین بہادر دریشک صاحب اور ان کے سٹاف کو مبارکبادوں کا کہ انہوں نے ایک بڑا اچھا اور far sighted بجٹ تیار کیا اور اسمبلی میں پیش کیا ہے۔

جناب سیکرٹری آرڈر بیڑا

جناب ظہور احمد خان ڈاٹا، میرے خیال میں

This is an investment growth oriented and give away budget and appears to be land mark in the budget history of the Punjab.

یہ ایک ایسا متوازن بجٹ ہے جو جہاں کم آمدنی والے لوگوں کو ٹیکس اور تنخواہ میں اضافہ جیسے فائدے پہنچانے ہیں وہیں معیشت کے اہم شعبہ جات یعنی زراعت، صنعت، تعلیم اور معدنیات وغیرہ کی طرف بہت توجہ دی گئی ہے اور ان چاروں منصوبوں کی development اور ترقی کے لئے انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ بڑا conscious ہے اور That is at a minimum cost

to the Government پنجاب کی معیشت کا سب سے بڑا حصہ زراعت پر depend کرتا ہے اور زراعت ایک ایسا شعبہ ہے جو صرف زراعت ہی نہیں بلکہ یہ کہا جانے تو درست ہو گا کہ وہ صنعت کا بھی ایک حصہ بن چکا ہے چونکہ زراعت کی اکثر product جو صنعت کے لئے raw-material produce کرتی ہے اور اگر ان دونوں کو ملا لیا جائے تو ہماری تقریباً 80/90 فیصد آبادی directly اس پر depend کرتی ہے اور اس سے مزدوروں کو روزگار بھی ملتا ہے۔ بجٹ میں زراعت کے لئے بہت ساری چیزیں بتائی گئی ہیں جن میں نہروں، کھالوں، اموگوں کی lining اور development وغیرہ ہے اور ان کو اس طریقے سے develop کیا گیا ہے کہ آج پانی tail ends پر پہنچنا شروع ہو گیا اور اس کا فائدہ بھی حکومت کو پہنچنا شروع ہو گیا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب بھوٹ ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ان میں کافی ایسی چیزیں ہیں جن کا پہلے ہی ہمیں فائدہ پہنچ رہا ہے اور پہنچنا

شروع ہو گیا ہے لیکن یہ کل کی بات کرتے ہیں جب آج سچ ہے تو کل کیسے سمون ہو سکتا ہے؟

جناب والا! دیسی علاقوں میں اس طرح سڑکوں کا جال بنھایا جا رہا ہے کہ تقریباً ہر سڑک کا بین الاضامی سڑک کے ساتھ رابطہ ہو گا یعنی ہر سڑک کا کنکشن ہر ضلع کی سڑک کے ساتھ ہو گا اس طرح صرف علاقائی منڈی ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب کی منڈیوں تک کسان کی produce پہنچانے میں یہ سڑکیں اہم کردار ادا کریں گی اور وہ اپنی produce اس منڈی میں لے جانے کا جہاں اسے بہتر قیمت ملے گی۔

جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے کھل مہربانی فرماتے ہوئے بے زمین کاشتکاروں کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین فی کس کے حساب سے لاکھوں ایکڑ زمین دی ہے۔ اس میں کچھ زمینیں غیر آباد بھی ہیں جو آباد ہو کر انتہا اللہ علی پیداوار میں بھی اضافہ کریں گی اور لوگوں کے روزگار میں بھی اضافہ ہو گا۔ اس کے علاوہ جو کسانوں کو قرضہ بات دینے گئے ہیں ان سے ان کو بیج اور زرعی ادویات اور کھادیں خریدنے میں بہت مدد ملے گی۔ یہ قرضے بڑے آسان ہوں گے اور اس میں سب سے بڑا کام یہ ہے کہ تپتے بھی officials ہیں وہ قرضہ وصول کرنے کے لئے They will not be let loose on the innocent farmers. اس لئے ان کے لئے یہ بھی بڑی سہولت ہے کہ انہیں پریٹنٹی نہیں ہو گی۔ وہ بڑے آرام سے قرضے واپس کریں گے اور اپنی ضروریات پوری کریں گے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ جناب ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵۔ بہت شکریہ جناب سپیکر! آج ہم جس موضوع پر بحث کر رہے ہیں وہ ہے 2004-05 کا پنجاب کا سالانہ بجٹ۔ حکومتی بیگز نے اس بجٹ کی تعریف میں زمین و آسمان کے تلابے ملا دیئے مگر میں اسے architectural manipulation کی figures کھوں کا۔ میں اسے کسی صورت میں بھی بجٹ نہیں کہوں گا کیونکہ پچھلے سال بھی وزیر خزانہ صاحب نے اسی طرح بجٹ پیش کیا اس میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے رقم مختص کی گئی اور وہ بھی

ابروں روپے میں تھی۔ مگر آپ مجھے بتائیے کہ کیا یہ رقم مختص کر دینے سے قتل ہونا رک گئے؟ کیا لاء اینڈ آرڈر کی ڈکیتیں رک گئیں؟ کیا لوگوں کو چادر اور ہار دیواری کا تحفظ میرا آسکا؟ کیا ہسپتالوں میں طلح و معالجے کی سہولیت بہتر ہو سکیں؟ کیا تعلیم حاصل کرنے والے بچے جو کہ سکولوں میں جاتے رہے کیا ان کے اساتذہ ان کی تعلیم کا میاں بہتر کر پانے؟ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ یہ اسی طرح کا ایک بجٹ تھا جو کہ پچھلے سال پڑھا گیا اور اس سال بھی پڑھا گیا لیکن اس میں کوئی بھی improvement نہیں آئی۔ اس بجٹ کو عوام دوست کہا گیا۔ اس بجٹ کو غریب پرور کہا گیا لیکن مجھے اس میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی۔ پچھلے سال بھی یہ سب دعوے کئے گئے تھے مگر آپ دیکھیں اور میں یہاں سرکاری سروے کے مطابق quote کرنا چاہوں گا کہ بکرے کا گوشت تقریباً 30 فیصد مہنگا ہوا۔ گندم 30 سے 35 فیصد مہنگی ہوئی اور جب ہم کنسنٹریشن کی انڈسٹری کی بات کرتے ہیں اور خاص طور پر وفاقی وزیر خزانہ نے پاکستان میں بلڈنگ انڈسٹری، کنسنٹریشن انڈسٹری کی بات کی تھی۔ وہاں پر سرے میں سو فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کی قیمتوں میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے اور میں یہاں یہ کہوں گا کہ 30 آئٹیم جن کا سروے کیا گیا ان میں سے 16 آئٹیم جس میں آنا دالیں، چاول، گوشت یعنی کہ خورد و نوش کی ہر چیز شامل تھی۔ اس میں 25 سے 30 فیصد تک قیمتیں بڑھ گئیں۔ وفاقی بجٹ کو بھی عوام دوست کہا گیا اس کو بھی غریب پرور کہا گیا۔ آپ مجھے بتائیے ایک طرف تو آپ تین ہزار سی سی یا 1800 سی سی پر گاڑیوں کی اسپورٹ ڈیوٹی کم کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ سیز فیکس کم کرتے ہیں از کنڈیشن پر سیز فیکس کم کرتے ہیں آپ ریفریجریٹر پر سیز فیکس کم کرتے ہیں آپ ہر چیز پر سیز فیکس کم کرتے ہیں مگر جو گورنمنٹ خوردنی تیل subsidise کرے غریب عوام کو مہیا کر رہی تھی اس پر 15 فیصد سیز فیکس عائد کر رہے ہیں۔ آپ ایسے بجٹ کو عوام دوست بجٹ کیسے کہیں گے؟ یہ بالکل ایسا نہیں ہے یہ سراسر غلط ہے اور اس بجٹ نے غریب کو غریب تر اور امیر کو امیر تر کر دیا ہے۔ اس کی مثال میں یہ دوں گا۔ میں اس میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہوں گا کہ وزیر خزانہ نے بانگ دھل کہا کہ ہم دس لاکھ نوکریاں اس سال میں مہیا کریں گے۔ اگر آپ نوکریوں کی تفصیل میں جائیں تو اس میں سے ایک لاکھ تیس ہزار نوکریاں پنجاب

حکومت اپنے محکموں کے ذریعے اور وفاقی حکومت اپنے محکموں کے ذریعے دے گی اور باقی آٹھ لاکھ اسی ہزار نوکریاں پرائیویٹ سیکٹر کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ آپ مجھے بتانے کہ پاکستان میں جو سب سے زیادہ flourish کیا ہوا پرائیویٹ سیکٹر ہے وہ ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے۔ موجودہ حکومت کی نالائقی کی وجہ سے یورپین یونین نے anti-dumping duty عائد کر دی۔ پاکستان سے تمام ان ایکسپورٹ کو جو کہ یورپ کو ہوتی تھی۔ اس وجہ سے آج پاکستان کی ٹیکسٹائل انڈسٹری recession کا شکار ہے۔ جب کوئی انڈسٹری recession کا شکار ہو گی تو آپ مجھے بتانے کہ وہ کیسے پرائیویٹ سیکٹر میں ملازمتیں فراہم کریں گی؟ آپ کے توسط سے میں اس بات کا بھی جواب وزیر خزانہ سے اور وزیر اعلیٰ سے چاہوں گا کہ جب پرائیویٹ سیکٹر recession کا شکار ہو گا جب ہر روز پٹرول کی قیمتیں بڑھ رہی ہوں گی۔ جب ہر روز آنا دال منگا ہو رہا ہو گا۔ اس صورت میں پرائیویٹ سیکٹر کس طرح سے آٹھ لاکھ اسی ہزار ملازمتیں ایک سال میں create کر کے غریب کو مہیا کر سکے گا؟ یہ سب اعداد و شمار کامیں کہوں گا کہ ایک دھوکہ ہے figure کی manipulation ہے اور اس کے بعد آپ نے کہا کہ ہم نے ترقیاتی بجٹ 30۔ ارب روپے سے بڑھا کر 43۔ ارب کر دیا ہے۔ آپ مجھے بتانے کہ بجٹ میں 33 فیصد increase کیا گیا ہے اور on the contrary جب آپ وہ raw material جو کہ کسی بھی basic facility کو چاہے وہ کنسٹرکشن ہو، چاہے وہ road work ہو، چاہے وہ سیوریج اس میں بنیادی عام مال کے طور سر یا استعمال ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کو figures دکھا سکتا ہوں کہ آج سے دو ماہ پہلے اسی سال کے دوران 60 ہزار روپے فی ٹن کے حساب سے فروخت ہوا۔ یہ increase پچھلے سال کے مقابلے میں سو فیصد زیادہ تھی۔ بجٹ میں 33 فیصد increase کر کے آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس سے عوام کے لئے بہتر results حاصل کر سکتے ہیں؟ میں یہ کہوں گا کہ ترقیاتی کاموں کے لئے بجٹ میں 33 فیصد increase کم ہے کیونکہ اس سے کام پہلے کے مقابلے میں بھی کم ہوں گے۔ سریے کی قیمت بڑھنے سے، بجری کی قیمت بڑھنے سے، سینٹ کی قیمت بڑھنے سے کارخانہ دار تو امیر ہوں گے مگر غریب آدمی غریب تر ہوگا۔ اس طرح امیر اور غریب میں discrimination بڑھتی چلی جانے گی۔ ہمیں اس چیز کو روکنا چاہیے اور اس پر

ہیں کوئی solid قدم اٹھانا چاہیے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سیکرٹری! وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا کہ ہم نے کانوں کے لئے مارک اپ 15 فیصد سے کم کر کے 9 فیصد کر دیا ہے۔ آج مجھے وزیر خزانہ اس بات کا جواب دیں کہ پوری دنیا میں 9 فیصد مارک اپ کہاں ہے؟ 9 فیصد اس وقت پوری دنیا میں کہیں بھی exist نہیں کرتا۔ آپ جب انڈسٹری کے لئے loan لیتے ہیں اور کوئی exporter لیتا ہے تو وہ loan صرف 3 فیصد پر دیا جاتا ہے اور اگر کوئی importer لیتا ہے تو وہ loan ساڑھے چھ فیصد پر دیا جا رہا ہے تو مجھے بتائیے کہ یہ غریب کسان کے ساتھ نا انصافی کیوں اور آپ ان کو یہ احسان کے طور پر جانتے ہیں۔ نہیں! یہ سراسر زیادتی ہے۔ یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے جو کہ ہمارے لئے کندم اگاتے ہیں یہ ان کے ساتھ زیادتی ہے جو کہ ہمارے بچوں کا قن ڈھانپنے کے لئے کائن اگاتے ہیں۔ یہ ان کے ساتھ بھی زیادتی ہے جو ہمارے لئے پاول اور دوسری فصلیں مہیا کرتے ہیں۔ ہم اپوزیشن کے طور پر ان کے لئے آواز اٹھاتے رہیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو ایک دن مجبور کریں گے کہ آپ ان کا بھی mark up اسی لائن میں لائے جیسے ہندوستان اپنے کانوں کو 3 فیصد پر loan دیتا ہے۔ آپ کو یہ کرنا ہو گا اور اس کے لئے ہم آواز اٹھاتے رہیں گے اور آپ کو مجبور کر کے رہیں گے۔

جناب سیکرٹری! وزیر موصوف نے فرمایا کہ ہم لاہور کے قریب انڈسٹریل اسٹیٹ کا اجراء کر رہے ہیں۔ اس وقت پاکستان کو انڈسٹریل اسٹیٹ کی ضرورت نہیں۔ پنجاب کو انڈسٹریل اسٹیٹ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! ہمیں انڈسٹریل اسٹیٹ کی ضرورت ہو سکتی ہے تو وہ حکومتی بچوں کو پھینا جانے کے لئے وہاں پلان پیچھے کے لئے ہو سکتی ہے جبکہ وزیر موصوف کو چاہیے تھا کہ وہ ذکر کرتے کہ اس وقت انڈسٹری کو جس عمران کا سامنا ہے اور وہ عمران ہے affluent water treatment کا۔ انڈسٹری سے جو waste water نکل رہا ہے۔ گو ہم نے environment control centre بنانے ہونے ہیں مگر ان environment control centres نے ابھی تک کہیں کام شروع نہیں کیا۔ ابھی تک affluent water treatment plant نہ تو کوئی لاہور میں ہے البتہ اپنے طور پر انفرادی طور پر کچھ انڈسٹری والوں نے لگانے ہیں مگر گورنمنٹ کی سطح پر ابھی

تک پنجاب میں آپ مجھے بتائیں کہ پنجاب کی سب سے بڑی نیکھائل کی انڈسٹریل اسٹیٹ
کھرڑیاوالہ فیصل آباد میں ہے۔ وہ آپ کا بھی شہر ہے۔ آپ بتائیے کہ وہاں پر کوئی affluent
water treatment plant ہے؟ وہاں پر کوئی water recovery plant ہے؟ نہیں ہے۔ ہم نے
اگر۔۔۔

وزیر تحفظ ماحولیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، مخدوم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ بتائیں تو میں بتانا چاہ رہا ہوں آپ اجازت
دیں۔ (قلعہ کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! یہ دریافت کر رہے ہیں کہ treatment plant ہے یا نہیں ہے
اور کب لگے گا؟

جناب سپیکر، جی، مخدوم صاحب آپ فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب والا! بات یہ ہے کہ پاکستان کے اندر جو انڈسٹری لگی ہے۔ جیسے تو یہ
لوگ سنتے نہیں تھے جگہ جگہ گندگی پھیلا رہے تھے۔ جس سے W.T.O Regim آئی ہے اور اس
کی I.S.O certification 14001 کی requirement آئی ہے تو انڈسٹری والے اپنے اپنے
treatment plant لگا رہے ہیں۔ اگر capacity ہے۔ جگہ ہے تو وہ لگا رہے ہیں۔ جن کے پاس
نہیں ہے۔

To protect industry in Lahore, Faisalabad, Sialkot, and Multan. The
Government of Pakistan and Government of Punjab have planned to set
up common affluent treatment plants with the help of the Ministry for
Commerce.

یہ جو انڈسٹریز والوں کی export پر کوئی ہوتی تھی وہ پیماس جمع ہوا ہے۔

جناب سینیٹر، محترم صاحب! جب وزیر موصوف wind up کریں گے تو اس کا جواب دے دیں گے۔

وزیر تحفظ ماحولیات، میں ان کو جتنا پتا رہا ہوں کہ اس پر کام ہو رہا ہے اور وہ pipe line میں ہے۔

جناب سینیٹر، جی! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب والا! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جناب وزیر ماحولیات کو ماحول کے متعلق اور اس کے متعلق کچھ پتا ہی نہیں ہے۔

جناب سینیٹر، آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب والا! میں جواب دینا چاہوں گا۔

جناب سینیٹر، نہیں جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب والا! W.T.O ورلڈ ٹریڈ آرڈر ہے۔ یہ جو affluent water treatment

plants میں یہ سوئٹل آڈٹ کے تحت آتے ہیں۔ 8000 social audit کے تحت آتے ہیں آپ ان کو پوری طرح information تو سمیٹ کر وادیں۔

جناب سینیٹر، بیڑا! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب والا! affluent treatment کے بعد میں عرض کروں گا کہ آپ نے

فرمایا کہ ہم نے 13 سے 15۔ ارب روپے صحت کے لئے مختص کئے ہیں۔ اس میں سے اگر ایک کام آپ

پنجاب میں کر دیتے یا وفاقی حکومت کو اس کی سہاڑا بیج دیتے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ

صحت کا یہ 15۔ ارب روپیہ شاید medication کے لئے تین گنا زیادہ لوگوں کے لئے کارآمد ہو سکتا۔

وہ یہ تھا کہ آپ دوائیوں کو، جناب والا! میں اس سلسلے میں وزیر صحت کی بھی توجہ چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر، وہ سن رہے ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب والا! دو انیوں کو آپ ان کے trade names کی بجائے generic name سے وقتی حکومت کو عداش کرتے کہ وہ generic name سے دو انیاں بیچتے۔ اس کے متعلق میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کمیشن مافیا کو ایک بہت بڑا دمچکا لگتا۔
جناب ظہور احمد خان ڈالہا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ڈالہا صاحب!

جناب ظہور احمد خان ڈالہا، جناب سپیکر! مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ ممبر صاحب کو بات کرتے ہوئے کم از کم دس منٹ ہو گئے ہیں آپ نے مجھے دو منٹ کے بعد کہا کہ بیٹھیں، کیوں؟
جناب سپیکر، آپ کو بھی پورا نام دیا ہے۔ تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ کے ساتھ یہ بات طے ہوئی تھی کہ If the member is relevant and to the point تو interrupt نہیں ہوگا۔ اس موصوف کو تو خود نہیں چاہتا کہ وہ بول کیا رہے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں! انہوں نے بڑی کھل کر بات کی ہے۔ جی ڈاکٹر صاحب! آپ فرمائیں!
ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! ہم نے کتابوں میں پڑھا تھا۔۔۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، متزمرہ فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! آرائیل ممبر صاحب ہیلتھ کے حوالے سے فرما رہے ہیں۔ کبھی انہوں نے زحمت کی ہے کہ جا کر ہسپتالز کا ملاحظہ فرمائیں۔ یہ جا کر امر جنسی سرورسز

کو دیکھیں کہ کتنا پ گریڈ کیا گیا ہے اور وہاں پر ہر دوایں مل رہی ہے۔

جناب سپیکر، محترم! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! کاغذ رکن نے ایک تجویز دی ہے کہ 15-ارب کی بجائے

45-ارب کی دوئیں آجانی تھیں۔ ان کو جواب دینے کی کیا ضرورت ہے۔ جب یہ speech wind

up کریں گے تو اس کا جواب دے دیں۔ اس طرح تو پھر ہم بھی interrupt کریں گے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے۔ جی ڈاکٹر صاحب! آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! پنجابی میں کہات ہے کہ "تھانہی بولے" 'بچ نہ بولے'۔ ہم کتابوں

میں بھیجنا سے پڑھتے پلے آنے ہیں کہ A healthy mind lives in a healthy body اور

healthy body ہونے کے لئے sports ہماری زندگی کا ایک لازمی جزو ہے۔ میں افسوس کے ساتھ

کہوں گا کہ اس بحث میں وزیر خزانہ صاحب نے sports and extra curricular activities

کہیں کوئی ذکر نہیں کیا اور اس کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کے لئے میں ان سے

درخواست کروں گا کہ وہ اپنی final speech میں ایوان کو اس سے ضرور مطلع کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی، مہربانی۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! میں relevant بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں! relevant تو پھر آپ نے دو کھنڈے تو نہیں بولنا۔ میں نے آپ کو پانچ کی

بجائے دس منٹ دیئے ہیں۔ آپ wind up کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم، جناب سپیکر! میں آخر میں ذکر کرنا چاہوں گا کہ پچھلے ہر بجٹ کے آنے سے

پہلے وفاقی حکومت کہتی ہے کہ ہم 1600 سی سی سے کم second hand and brand new cats

کی ذیولٹی کم کر رہے ہیں۔۔۔۔

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان مطرب کی آواز سنی گئی)

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد منظم، جناب سپیکر! میں گاڑیوں کے سلسلے میں گزارش کر رہا تھا کہ آج قوم کا تقریباً 25 ارب روپیہ تین کار کمپنیوں کے پاس لیز و انسٹالمنٹ کی شکل میں پڑا ہے۔ ہر سال وفاقی حکومت یہ وعدہ کرتی ہے کہ اس سال آنے والے بجٹ میں گاڑیوں کی import پر سے ban اٹھالیں گے مگر پھر کسی ملک کی شکل میں وہ ban اپنی جگہ پر برقرار رہتا ہے اور اس کو ایک سال کے لئے مزید بڑھا دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، شکر یہ جی۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس 20 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

(وقفہ کے بعد، 7 بج کر 37 منٹ پر جناب سپیکر کر سنی صدارت پر مستعمل ہونے)

جناب سپیکر، اب میں محترمہ نگت سلیم خان کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

محترمہ نگت سلیم خان، شکر یہ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہیٰ ان کی کابینہ اور ان کی ولورڈ انگریز قیادت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ پنجاب کے وزیر خزانہ نے 2004-05 کے لئے ایک کھرب 85 ارب 32 کروڑ 44 لاکھ 25 ہزار روپے کا محام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ حکومت پنجاب نے بجٹ میں تعلیم، صحت، سماجی بہبود، مقامی حکومتوں کے اخراجات، زرعی ترقی، صنعت اور ہر شعبے کے لئے پہلے سے زیادہ مالی وسائل کا اہتمام کیا گیا۔ ڈرائیونگ فیس میں 10 روپے کا اضافہ، موٹرسائیکل کی رجسٹریشن میں 200 روپے اور ہزار سی سی گاڑیوں کی ٹرانسفر فیس میں معمولی سا اضافہ مانگنا پر کوئی بڑا بوجھ نہیں ہے۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ پنجاب تعلیم پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں اس سلسلے میں ایک نوجوان وزیر تعلیم کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی۔ چنانچہ پرائمری سکولوں کو ڈل اور ڈل سکولوں کو ہائی کادر جے دینے کے لئے 2 ارب روپے کی رقم رکھی گئی جبکہ پورے تعلیمی شعبے کے لئے 8 ارب 23 کروڑ روپے کی ایک ریکارڈ رقم رکھی گئی ہے جو ماضی میں کسی بھی حکومت نے تعلیمی شعبہ پر اتنی توجہ نہیں دی تھی۔

جناب والا زرعی معیشت کے استحکام اور اس کو درپیش مسائل کے حل کے لئے اور پانی کی قلت کو دور کرنے کے لئے 3- ارب 70 کروڑ روپے سے بڑھا کر 5- ارب 30 کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔ صوبائی بجٹ کا حوصلہ افزاء مہلویہ ہے کہ صوبے میں ترقی کی رفتار کو تیز کرنے اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے فنڈز فراہم کرنے کے لئے خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ عام آدمی پر کوئی بھی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ اسے ریٹیف دینے کی کوشش کی گئی ہے اور امن عامر کے لئے 20- ارب روپے کی رقم رکھنے کا جو ازیہ ہے کہ حکومت شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنانا چاہتی ہے اور پولیس سے کہہ کر عناصر کا خاتمہ کرنا چاہتی ہے۔

جناب والا بجٹ صرف سالانہ آمدنی اور اخراجات کا میزایہ نہیں ہوتا بلکہ حکومت کی اقتصادی اور ملی پالیسیوں کا آئینہ دار اور زندگی کے مختلف شعبوں کی تعمیر و ترقی اور مسائل کے حل کے لئے کئے جانے والے اقدامات کا مظہر ہوتا ہے۔ پنجاب حکومت نے جو اقتصادی اور معاشی پالیسی وضع کی ہے اس سے شرح نمو میں 8 فیصد اور روزگار کے 10 لاکھ مواقعوں کا ہدف رکھا گیا ہے۔

جناب والا عوام پر کسی قسم کا کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ بلکہ شہری اور دیہی جائیداد کی خرید و فروخت پر اسٹامپ paper کی ذیولٹی میں جو کمی کی گئی ہے اس سے اس کا روباہ میں ترقی ہو گی۔ پانچ مرلے کے مکان پر پراپرٹی ٹیکس کے ملنے سے لاکھوں لوگوں کو کاغذ حاصل ہو گا اور حکومت کی آمدنی میں 280 ملین روپے کی کمی ہو گی۔ صوبائی ٹیکسوں کی وصولی میں 24 فیصد اضافہ حکومت کی اہمی کارکردگی کا ثبوت ہے۔ مجموعی طور پر صوبائی محاصل میں 9- ارب روپے کے اضافے سے حکومت کی ملٹی پوزیشن بہتر ہو گی اور قرضوں سے نجات ملے گی اور آئندہ بھی حکومت قرضے نہیں لے گی اور بہتر پوزیشن میں آجائے گی۔

جناب والا سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافے سے ان کو ریٹیف ملے گا لیکن بجٹ میں ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی ہیشنوں میں اضافہ نہیں کیا گیا اور کھیلوں کے فروغ کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ اس کے علاوہ سرکاری ملازمین کے لئے ہاؤس بلڈنگ قرضہ جات پر پابندی اور بجٹ میں اس رقم کا ذکر کھانا توجہ طلب مسئلہ ہے۔

جناب والا خواتین کے لئے حکومت نے جو رقم رکھی ہے وہ بڑا اچھا اقدام ہے اس سے پہلے کسی بھی حکومت نے خواتین کے لئے رقم نہیں رکھی لیکن 51 فیصد آبادی کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم رکھنا اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف ہے۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے اسے مانجے کہ خواتین کے فائدے میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے۔

جناب والا بچوں کے لئے تحصیل کی سطح پر تعلیمی اداروں کا قیام اور سرکاری ملازمین کی ریٹائرمنٹ پر رہائشوں کی فراہمی بہاری حکومت کا سنہری کلاندہ ہے۔ یہ تمام اقدامات وزیر اعلیٰ پنجاب کی عوام دوست پالیسی کا نتیجہ ہے اور پنجاب کے عوام محسوس کر رہے ہیں کہ موجودہ قیادت پنجاب کو ایک خوشحال صوبہ بنانے کی طرف گامزن ہے۔

جناب والا آخر میں میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور ان کی کابینہ اور وزیر خزانہ کو عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر، محترمہ نشاط انصاری صاحبہ۔۔۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب جاوید گجر صاحب

جناب جاوید حسن گجر، جناب سپیکر اس صبح سے بہت سی خوبصورت باتیں ہوئیں، بجٹ کے سلسلے میں بہت سے لوگوں نے خوبصورت اور اہمی باتیں کہیں۔ بجٹ ایک قوم کے لئے آگے بڑھنے کے لئے بہت اچھا کردار ادا کرتا ہے اگر بجٹ اچھا دیا جائے اور ملک و قوم اس وقت ترقی کی جانب بڑھتے ہیں جب اس قوم کو ایک متوازن بجٹ دیا جائے اور اس بجٹ میں یہ دیکھا جائے کہ اس بجٹ میں روزمرہ کے اخراجات، غریب عوام، مزدور اور محنت کش کے لئے بجٹ میں کیا رکھا گیا ہے۔ کہنے کو بہت سی باتیں ہیں، آپ وقت کم دیتے ہیں باتیں زیادہ ہیں، امداد و شمار کے ساتھ بات کریں گے تو ہر مقرر کو کم از کم آدھ آدھ کھنڈ پالسیے لیکن میں یہ مختصر سی بات کہوں گا کہ جہاں پر وزیر خزانہ نے بہت اچھا بجٹ دیا، صحت کے لئے بجٹ دیا، زراعت کے لئے دیا انہوں نے اپنی بجٹ تقریر کے دوران یہ کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے مصیبت کے چار ستون پر discuss کرتے ہوئے اس بجٹ کو مختص کیا ہے۔ ان چار ستونوں کا انہوں نے ذکر کیا نمبر ایک agriculture sector نمبر دو

industry نمبر تین natural resources نمبر چار services لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہوں گا کہ بہت اہم ہوتا کہ پانچواں chapter بھی وہ دیکھ لیتے جو کہ صحت کا chapter ہے۔

جناب والا! جتنی بھی development کی جانے قوم و ملک کے لئے اس وقت تک وہ ناکارہ ہوتی ہے جب تک ایک غریب آدمی کے لئے بنیادی سہولیات نہ ہوں۔ ہم نے ان سڑکوں کو ہم نے ان ring roads کو ہم نے اس نیومری ڈویلپمنٹ کو کیا کرنا ہے کہ جب رات کو ایک مزدور اور محنت کش کا بیٹ غلط ہو اور اس کے بچے جمو کے مر جائیں؟ ہمیں ان ring roads کو کچھ نہیں کرنا۔ ring roads نے اس کے بچوں کو کچھ نہیں دینا۔ میں آپ کی وسالت سے ٹریڈری بنز اور حزب اختلاف کے بنز سے یہ درخواست کروں گا کہ جہاں پر ان لوگوں نے ring roads کو پیسا دینا ہے، نیومری کو پیسا دینا ہے میں یہ کہوں گا کہ کیا خوب ہو گا کہ اگر ہم اس کو کینسل کریں اور اس کو کینسل کرتے ہوئے ہمیں دریائے سندھ پر ایک پل بنا کر دیا جائے جو چارڑاں شریف سے راجن پور اور ڈیرہ غازی خان سے منسلک ہو، ایک پل دیا جائے جو جلال پور پیر والا اور اوج شریف کو منسلک کرے، تیسرا پل دیا جائے جو مکن اور جھنگ کو منسلک کرے تاکہ ملک کے نئے وسائل بنیں اور اس علاقے کی ترقی کے لئے وسائل بنیں اور زرعی اجناس ایک دوسرے شہر میں جاسکیں اور ان کے ریش اپنے مل سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وسالت سے یہ کہوں گا کہ اب بھی وقت ہے کہ یہ جو ring roads کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے یہ مخصوص طبقے کے لئے رکھا گیا ہے جس سے ایک غریب آدمی کو ایک مزدور کو اور محنت کش کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا، دیہاڑی دار کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا میں یہ کہوں گا کہ ring road کو cancel کریں اور نیومری کے حوالے سے میں نے مجلس قائمہ میں اس بل کی مخالفت کی تھی۔ اس لئے کہ جو بجٹ نیومری کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ وہاں پر ایک لاکھ چھیالیس ہزار pines کے درخت کو خالص کر کے نیومری کو develop کیا جا رہا ہے اور pines کے درخت کی maturity age ڈیرہ سو سال ہے اور آپ اس ڈیرہ سو سال کے درخت کا رینٹ بھی دیکھیں کہ کتنا ہے؟

جناب سپیکر! وہ چھ ہزار سے سات ہزار روپے فٹ تک رہا ہے تو آپ اس بات کا موازنہ کریں کہ یہ کتنا قیمتی ہو گا۔ میں یہ کہوں گا کہ جہاں پر نیو مری ڈویلپمنٹ کرنی ہے میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ اس سے آدھے پیسے میں ہمیں آپ فورٹ منرو میں وہ سہولیات دیں۔ فورٹ منرو کو develop کریں جو کہ ڈیرہ غازی خان کے نزدیک ہے۔ جنوبی پنجاب کے لئے 'سندھ کے لئے اور بلوچستان کے لوگوں کے لئے وہاں آنا آسان ہو گا اور مری کا ریش بھی کم ہو گا۔ میں نے جو تین بلوں کا ذکر کیا ہے وہ بھی اس لئے کیا ہے تاکہ ان roads کا بوجھ کم ہو۔

جناب والا! اب میں صحت کے حوالے سے بات کروں گا۔ health کا شعبہ صحت مند قوم اور صحت مند ذہن کے لئے بہت ضروری ہے۔ آج یہ دیکھیں کہ ہم بڑے شہر لاہور، ملتان، گجرات سے دریائے پنجاب گزرنے والا ہے اور ہم نے سیوریج کا پانی ہماری لوکل گورنمنٹ نے سیوریج کا پانی دریاؤں میں پھینک دیا ہے اور اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے کہ ہم جو tail پر بیٹھے ہوتے ہیں اور جو ہم down streams پر بیٹھے ہوتے ہیں ان کے لئے وہی گند اپنی جا رہا ہے اور ہمارے جنوبی پنجاب میں چولستان کے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو ان دریاؤں اور ان نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ جب انڈسٹریوں کا یہ گند اپنی جانے کا تو وہاں پر لوگ صحت مند کیسے نہیں گئے؟ میں آپ سے استدعا کروں گا اور یہاں پر وزیر صحت بھی بیٹھے ہیں میرے دوسرے ساتھی بھی تشریف فرما ہیں، چیئر صاحب بیٹھے ہوتے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ ایک پالیسی بنائیں جو اپنے شہروں میں لوکل گورنمنٹ سے یہ کہیں کہ اپنے فٹریٹین پلانٹ لگائیں اور فٹریٹین پلانٹ filtered پانی دریاؤں میں پھینکیں۔ دیکھیں دریائے پنجند پر جا کر تین ہزار یا چار ہزار کیوسک پانی ملتا ہے۔ ایک ہزار کیوسک ہمارا گندہ پانی مل جانے تو وہاں لوگوں کی صحت کیا بنے گی؟

جناب سپیکر! صحت کی پالیسی تو انہوں نے دے دی اور انہوں نے بجٹ بھی رکھ دیا لیکن انہوں نے یہ واضح نہیں کیا کم از کم یہ واضح کرتے کہ دیہاتوں میں ڈاکٹروں کو incentive دیں تاکہ دیہاتوں میں لوگ جائیں اور وہاں کے لوگوں کے لئے میڈیسن کا سسٹم بہت کمزور ہے۔ عورت شہر میں آتے آتے راستے میں حائل ہو جاتی ہے۔ وہاں پر ہمیں کچھ ایسا بجٹ دیا جانے اور ڈاکٹرز کو

incentive دیا جانے تو وہ دیہاتوں کی طرف رجوع کریں اور وہ اپنا سلسلہ صحیح کر سکیں۔
جناب سیکرٹری اریگیشن کے حوالے سے انہوں نے ایسی جو بات کی اور جو بحث رکھا ہے اس میں ایگریکلچر کا ہمارا جو بڑا سیکٹر ہے جو کہ ایگریکلچر base ہے تو اس سیکٹر کے لئے انہوں نے جو بحث رکھ دیا ہے تو کم از کم ایک معمولی کاشتکار کے لئے اینڈرک سٹی پر اسے یوب ویل چلانے کے لئے سبسڈی دی جانے تاکہ مجموعاً زمیندار اس سے استفادہ کر سکے اور اس کا بوجھ کم ہو سکے۔
in puts کے اوپر بھی سبسڈی دی جانے تاکہ کاشتکار کو کچھ تو سہولت ہو سکے۔

میں آخر میں آپ سے یہی استدعا کروں گا کہ ہم حکومتی بنجر اور اپوزیشن والے آپس میں بیٹھ کر یہ دیکھیں کہ ہمیں ان رنگ روڈز کا کیا فائدہ ہوگا؛ کل یہ نہ ہو کہ ہم پنجاب والے جو رنگ روڈز بنا رہے ہیں نیو مری بنا رہے ہیں اور جلو تقسیم پارک بنا رہے ہیں، کل کو وہی اینسٹ پاکستان والی بات نہ ہو جو ڈھاکہ والے لوگ کہتے تھے کہ ویسٹ پاکستان کے اسلام آباد سے لاہور اور کراچی سے بہت سن کی بو آتی ہے تو کل ہم بھی جنوبی پنجاب والے یہ نہ کہہ سکیں، ہم بھی سندھ والے یہ بات نہ کہہ سکیں کہ رنگ روڈ کے اوپر ہمارے کپاس کے بیٹوں کی بو آ رہی ہے۔ جناب والا اس کو سوچیں اور رنگ روڈ کا جتنا خرچہ ہے وہ ہمارے بلوں پر اور دوسری ڈولپمنٹ، ایجوکیشن اور ہیلتھ پر خرچ کریں تاکہ عوام ترقی کر سکے، قوم ترقی کر سکے۔ ان مہموں سے غریب عوام کا پینٹ نہیں بھرے گا۔ شکر یہ

جناب سیکرٹری، جناب محمد وقاص صاحب

جناب محمد وقاص، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کم راح وکل کم مسئول عن رعیۃ صدق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۰

جناب سیکرٹری میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بحث پر بات کرنے سے پہلے ایک مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں جو یقیناً relevant ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے اور اسے عکس ان بناتا ہے۔ اس پر اپنی رعایا کی ذمہ داری ہوتی ہے اور میں حضرت عمر رضی اللہ

تعلیٰ عنہ کا وہ قول یاد دلانا چاہتا ہوں کہ "اگر فرات کے کنارے ایک پیاسا کتا بھی مر جانے تو اس کے بارے میں عمر سے سوال ہوگا۔ تو مگر ان جو ہوتے ہیں ان سے عوام کے بارے میں ان کی طریت کے بارے میں ان کے مسائل کے بارے میں ان کی بھوک اور احساس کے بارے میں یقیناً سوال ہو گا اور یہ انہیں سوچنا۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پروانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! یہ بحث پر تقریر کرنے کی بجائے غفلتے راہدین کا قول "کوڈ" کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، محترمہ تشریف رکھیں۔ وہ بحث پر ہی بات کر رہے ہیں۔ جی وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص، جناب سپیکر! میں اتنا اصرار کر کے آگے بڑھتا ہوں کہ کسی نے کہا تھا کہ بھوت کی تین قسمیں ہیں جن میں ایک بھوت، ایک سفید بھوت اور ایک بھت تو اصل میں جو بھت کا گور کہ دھندا ہے اس سے عوام کو بے وقوف بنایا جاتا ہے۔ بہر حال ہمارا منہج کا جو بھت ہمیشہ کیا گیا اگر اس کو ناپنے اور جلنے کے پہلے مقرر کئے جائیں تو اس کا سب سے بڑا جو پہلو ہے وہ محترم وزیر اعلیٰ کا ویرن 2020 ہے جو خود انہوں نے بیان کیا اور پریس کے سامنے آنے اور انہوں نے کہا کہ 2020 میں منہج کیسا ہونا چاہئے؟ لیکن اگر دیکھا جائے تو اس 2020 کے ویرن کے لئے کیا ریسرچ ہوئی؟ اس کے لئے کیا مشورے ہوئے؟ کیا thought provoking کا سلسلہ ہوا اور کن think tanks نے کام کیا تو ہمیں نظر آتا ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوا محض وزیر اعلیٰ صاحب نے statement دے دی کہ 2020 میں منہج ایسا ہونا چاہئے۔ گنا ہے کہ وہ ڈاکٹر ہاتیر محمد سے متاثر ہونے جنہوں نے 2020 کے لئے طائفیا کا ایک تصور دیا تھا۔ بہر حال

ذکرہ معز گیا قیامت کا بت جا چکی تیری جوانی نیک

جب ویرین 2020 کی بات کرتے ہیں تو ہر بات ان پالیسیوں تک پہنچنے کی جو دراصل جبرل مشرف نے شروع کی ہیں اور جو پانچ سال سے چل رہی ہیں اور جن کا تسلسل یہ حکومت آگے بڑھا رہی ہے اور خود محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے commit کیا بلکہ مہاراجہ دی کہ جبرل مشرف نے پاکستان کو economically چھایا لہذا ہم یہ ملتے ہیں اور اس بات کو گھننے پر مجبور ہیں کہ پچھلے پانچ سال میں جو کچھ ہوا دراصل یہ بجٹ اسی کا تسلسل ہے۔ اور اگر آپ پچھلے پانچ سال کا جائزہ لیں تو پاکستان میں مشکل بڑھی ہے، پاکستان میں بے روزگاری بڑھی ہے، پاکستان کے اندر معاشی طور پر down fall آیا ہے پاکستان کے اندر بیرونی انویسٹمنٹ کم ہوئی ہے، انڈسٹری بند ہونا شروع ہوئی ہے اور لوگ غربت اور بہت ساری چیزوں کا شکار ہوئے ہیں۔

جناب سیکرٹری اس وقت تعلیم کے میدان میں جو صورتحال ہے میں آپ کے سامنے اس کا مختصر رکھتا ہوں۔ یقیناً سب اس سے واقف بھی ہیں کہ پنجاب کے جو 63 ہزار سکول ہیں ان میں 75 فیصد میں بجلی کی سولت نہیں ہے، 72 فیصد سکولوں میں ٹائلٹ موجود نہیں ہے، 61 فیصد میں پانی نہیں ہے، 60 فیصد سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے اور 16 فیصد سکولوں کی بلڈنگ ہی نہیں ہے۔ یہ وہ figures ہیں کہ جو recently مختلف اداروں نے جاری کئے ہیں حالانکہ پنجاب گورنمنٹ نے 5 ارب روپے ان پر۔۔۔

جناب سیکرٹری، ایوان کا وقت مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد وقاص، جناب علی اسی تعلیم کے سیکٹر سے تقریباً 6 لاکھ افراد وابستہ ہیں اور سکولز کی missing facilities کے لئے تو بہت ساری باتیں کی گئیں اور ان کے لئے گرانٹ رکھی گئی۔ 13 ہزار نئی ہمرتیں بھی کی گئیں لیکن ہمارے پاس جو strength 6 لاکھ سے زیادہ موجود ہے ان کے لئے کوئی خاص منصوبہ نہیں دیا گیا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو نصاب تعلیم پنجاب کے اندر پڑھایا جا رہا ہے اس کے لئے حکومت کے پاس کوئی خاص پلان نہیں ہے اور یہ حکومت پنجاب اور ایجوکیشن منسٹری جانتی ہیں کہ اس نصاب تعلیم پر کتنی ریسرچ ہو رہی ہے اور بیرونی لوگوں نے

ہمارے نصاب پر قبضہ کرنے کی جو کوشش کی تھی اور پنجاب ٹیکٹ بک بورڈ نے تعلیمی نصاب کے اندر تبدیلی کی جو سازش کی تھی اس کے پیچھے کون سی قوتیں کارفرما تھیں؟ اور وہ کیا ایجنڈا حاصل کرنا چاہتے تھے۔

جناب سیکرٹری اورین 2020 میں پنجاب کا بہت خوب صورت نقشہ پیش کیا گیا ہے کہ پنجاب پڑھا لکھا ہوگا، پنجاب کے اندر جو روڈز ہوں گی وہ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کی ہوں گی، اس کے اندر تعلیمی ادارے ہوں گے، اس کی صحت کی facilities بہت اچھی ہوں گی لیکن کون سا پنجاب؟ وہ پنجاب ایک ٹرائی اینگل ہے، 'گوجرانوار'، 'گجرات'، 'لاہور'، 'وزیر آباد' ڈسک۔ یہ پنجاب انہیں نظر آتا ہے اور اس کے لئے انہوں نے انجینئرنگ ٹرائی اینگل بنایا ہوا ہے اور اس کے اندر وہ پبلی ٹیکنیک ادارے بنائیں گے، اس کے اندر وہ روڈز بنائیں گے، اس کے اندر وہ یونیورسٹی قائم کریں گے اور اس کو اجا او نچالے جائیں گے کہ باقی پنجاب کے لوگ جس طرح کہ کوئی مینار پاکستان کے نیچے کھڑے ہو کر جب اس کی height کو دیکھتا ہے تو اس کی ٹوپی گر جاتی ہے تو باقی پنجاب جب اس ٹرائی اینگل کو دیکھے گا تو حسرت و یاس کا شکار ہو گا اور اس کے اندر نفرت پیدا ہوگی اور حسد پیدا ہو گا چونکہ گجرات کا وزیر اعلیٰ تھا تو اس نے اسی کو پنجاب سمجھا ہے اور پنجاب کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اور پنجاب کا ایک بہت بڑا حصہ اس پر تقسیم کر دیا ہے۔

جناب والا! لاہ اینڈ آرڈر کے لئے 20۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں سب کے لئے

بھی مراعات ہیں، ان کے لئے گاڑیاں بھی ہیں، جس میں جیل خانہ جات بھی ہیں، پولیس ریٹائرمنٹ بھی ہیں اور 175 travelling posts بھی قائم کی گئی ہیں لیکن پنجاب کے اندر جو بد امنی کی صورت حال ہے اس کو address کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس نے پنجاب کی ساری خوبصورتی کو خراب کر دیا ہے۔ ٹیکس فری بجٹ کی بات کی جاتی ہے جس طرح میں نے کہا کہ جموں کی تین قسمیں ہوتی ہیں تو یہ بھی جموں ہے کہ محترم وزیر خزانہ نے اپنی speech میں کہا کہ ہم نے دس روپے ٹیکس کا اضافہ کیا ہے یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ سو روپے کے ٹیکس کو 110 کر دیا ہم نے کہا کہ بڑا معمولی ہے لیکن جب تفصیلات میں جائیں تو باقی چیزوں میں ہزار روپے، بارہ سو روپے اور پندرہ سو روپے

تک اضافے کئے گئے ہیں جن کو انہوں نے چھپا دیا تھا جن کو یہ عوام کے سامنے نہیں لانا چاہتے تھے لہذا حقیقت یہ ہے کہ ٹیکس کا ایک بہت بڑا حصہ انہوں نے impose کر دیا ہے۔
جناب سیکریٹری، برائے مہربانی wind up کریں۔

جناب محمد وقاص، جناب والا! میں اس ایوان میں موجود تھا آپ نے بہت سارے لوگوں کو بہت مانگ دیا میں اپنی تقریر ختم کرنے والا ہوں لیکن آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ 181- ارب روپے کے اس بجٹ میں اگر کوئی مجھے اس پورے ایوان میں بتا دے 181- ارب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے لیکن وہ ٹیکس جو اس ملک کی معیشت کے نہیں بلکہ اس کے اخلاق کے بھی ذمہ دار ہیں اس کی تسلیم و تربیت کے بھی ذمہ دار ہیں انہوں نے ایک پیسا بھی اس قوم کی اخلاقی حالت کی بہتری کے لئے رکھا ہو اگر رکھا ہو تو میں معذرت کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن ہاں اس قوم کو بد اخلاقی کی طرف لے جانے کے لئے فحاشی اور عریانی کی طرف لے جانے کے لئے سینا پر 15 فیصد ٹیکس کم کیا گیا تاکہ یہ قوم لوہو و لہب میں پڑے اور اس سے positive activity حاصل نہ کی جائے۔

جناب والا! آخری بات یہ کہہ کر آپ سے اجازت چاہوں گا کہ اگر یہ آسٹن کے تارے بھی توڑ لائیں، سونے کے پہاڑ بھی کھڑے کر دیں، لوگوں کے لئے دودھ اور شہد کی نہریں بھی بہا دیں تو مجھے کیا فائدہ مجھے منتخب ہونے سے سترہ مہینے ہونے ہیں میرے حلقہ انتخاب میں تو انہوں نے ایک بھی ترقیاتی کام نہیں کرایا نہ میرے ذریعے کرایا نہ کسی اور کے ذریعے کرایا اس کو اس نے ہدف کا نشانہ بنا رہے ہیں کہ (ق) لیگ کے امیدوار کو میں شکست دے کر ضمنی انتخاب میں یہاں پر آیا ہوں اور یہ ثابت کیا ہے کہ کروڑوں کی گرانٹیں ایک طرف ہوں لیکن اب عوام کے ضمیر جاگ چکے ہیں وہ اہلیت پر، وہ نظریے پر، نظام پر، یقین رکھتے ہیں اور اسی کو ووٹ دیتے ہیں۔ یہ کروڑوں کی گرانٹیں نکالیں انشاء اللہ آئندہ پنجاب ان کا نہیں بلکہ ہمارا ہے۔ یہ 2020 کا vision دیں لیکن انشاء اللہ 2020 کے اندر پنجاب میں ہم ہوں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر، جی، شکریہ مہربانی۔ محترمہ فائزہ احمد صاحبہ! تشریف نہیں رکھتیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! آج اجلاس تین بجے شروع ہوا ہے ہم لوگ جو دور سے آنے ہیں میں سیالکوٹ سے صبح سحری کے وقت سے نکلا ہوں بہت دور دور سے لوگ آنے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ بحث ابھی تین چار دن اور چلتی ہے اگر ایوان کو کل پر adjourn کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں ابھی تو میں نے ایک کھنڈ بڑھا دیا ہے اور میرے پاس لسٹیں بھی ہیں جنہوں نے تقریر کرنی ہے۔ جی شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ جناب احسان الحق احسن صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ بریگیڈیر محمد حسن صاحب!

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن، الحمد للہ رب العالمین الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم! الحمد للہ من الشیطان الرجیم! بسم اللہ الرحمن الرحیم! جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے نوجوان وزیر خزانہ نے بڑی استحکام محنت کے بعد یہ بحث تیار کیا ہے میں اس کی تعریف بھی کرتا ہوں اور ان کی اس محنت کو appreciate بھی کرتا ہوں یہ صرف ان اکیلے ہی کی محنت نہیں تھی بلکہ ان کے سیکرٹری اور سٹاف نے بھی دن رات ایک کر کے محنت کی اور ایک بڑا futuristic اور intelligently

planned بجٹ پیش کیا۔ ان کی تقریر میں اور جو کالڈز اور کتابیں دیکھ گئی اس میں واضح طور پر عیاں تھا کہ بہت جگہ پر وزیر اعلیٰ صاحب کے ڈائریکٹو اور guidance نظر آتی تھی specially the

Vision 2020 ایک ایسا قدم ہے جس کی میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہم 2020 کو بھی ہم مد نظر رکھیں اور آنے والی نسلوں کے لئے اس سے بھی آگے بڑھ کر ہم سوچیں۔ میں تموز سے کچھ پوائنٹ وضاحت کروں گا اور اس کے بعد میرے پاس تین چار recommendations ہیں جو میں وزیر خزانہ کو پیش کروں گا اگر انہوں نے consider کی تو ان کی نوازش ہوگی۔ میں سب سے پہلے اس چیز کو لینا چاہتا ہوں جس پر وزیر اعلیٰ صاحب سب سے زیادہ

اہمیت دے رہے ہیں اور وہ ہے تعلیم۔ یہ سن کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سب سے زیادہ اہمیت تعلیم پر دے رہے ہیں کیونکہ یہی ہماری جھکاؤیہ ہے۔ ان کا خواب کہ پنجاب پڑھا لکھا ہونا چاہتی ہے ایک بہت اونچا خیال ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف اس زمرے میں اتنی گزارش کروں گا کہ عمر ان مسود صاحب بہت محنت کر رہے ہیں۔ ان کو بہت کچھ محرومیوں ورنے میں ملی ہیں۔ اس وقت میں تعلیم کی ground situation کی پوزیشن کو واضح کروں گا۔ اس وقت حکومت پر انگری سکول کے بچے پر گیارہ سو روپے خرچ کر رہی ہے، بذل سکول کے بچے پر تیرہ سو روپے خرچ کر رہی ہے اور پرائی سکول کے بچے پر سترہ سو روپے خرچ ہو رہا ہے۔ یہ گیارہ سو تیرہ سو اور سترہ سو روپے خرچ کرنے کے بعد بچے کو physically کیا مل رہا ہے؟ وہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور یہ وہ پوزیشن ہے جو میرے ملنے کی پوزیشن ہے جب میں ایم۔ پی۔ اے ہوں تو مجھے امید ہے کہ ان سب ایم۔ پی۔ اے کی پوزیشن بھی ایسی ہی ہوگی تھوڑی کم تھوڑی زیادہ۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ میرے ملنے میں کئی پی۔ اے۔ 4 میں کوئی ایک بھی ایسا سکول نہیں ہے جس کو میں کہوں کہ یہ ایک مکمل سکول ہے۔ یہاں میرے دوستوں نے تعلیم کے متعلق کافی وضاحت کی ہے۔ کسی بچے کے پاس ڈیک نہیں ہے، کرسی نہیں ہے، ٹاٹ نہیں ہے، بیٹھنے کے لئے زمین نہیں ہے، بہت نہیں ہے جس کے نیچے وہ بیٹھے، پانی نہیں ہے، بجلی نہیں ہے، ٹاٹ نہیں ہے یہ حقیقت ہے اس کا ذمہ دار نہ میں وزیر تعلیم کو ٹھہراتا ہوں نہ میں وزیر اعلیٰ کو ٹھہراتا ہوں نہ میں ان سب لوگوں کو ٹھہراتا ہوں یہ گزشتہ 56 سال

Kindly listen to me with patience. These are the factual سے محرومی آ رہی ہے۔

positions. اس وقت آگے بڑھنے کی کوشش ہو رہی ہے کچھ سکولوں کو فرنیچر دیا گیا لیکن ground position پر اس وقت یہ صورتحال ہے۔ چمکھلے دنوں میں وزیر تعلیم کا انٹرویو سن رہا تھا جس میں انہوں نے بجا طور پر فرمایا تھا کہ 66 ہزار سکولوں میں اگر میں دو دو فیچرز ہی دوں تو مجھے ایک لاکھ بیس ہزار فیچر دینا پڑتے ہیں اور ایک لاکھ بیس ہزار کو جب پانچ ہزار سے ضرب دیں گے تو اس کا financial effect کیا ہوگا؟ یہ بڑی واضح بات ہے اور انہوں نے ٹی وی پر بہت اہمیت

کسی لیکن جس وقت ہم بن سب چیزوں کو بڑھا کر آگے لے آتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ سب پر انری کو ڈل سکول کر دو اور ڈل سکولوں کو ہائی سکول کر دو ایک ایسی بات ہم سوچ رہے ہیں جو اس تین سال 'چار سال' پانچ سال' 20 سال تک بھی ایک ناممکنات میں نظر آتی ہے حتیٰ کہ آپ پورے پنجاب کا 181۔ ارب روپے کا بجٹ بھی خرچ کر دیں تو پھر بھی یہ ضرورت پوری نہیں ہوتی میں نے یہ facts and figures لکھے ہونے ہیں میں نے پورے پاکستان کی تعلیمی پالیسی لکھی ہوئی ہے میں اس بنیاد پر آپ سے بات کر رہا ہوں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ گجراتان جس کی تحصیل میں 35 یونین کونسلیں ہیں اس میں ایک ڈگری کالج لڑکوں کا اور ایک ڈگری کالج ہے لڑکیوں کا ہے۔ لڑکیوں کے سکول میں پانچ کمرے ہیں۔ گریجویٹن کا سکول ہے 'جوان ہماری' بچیاں ہیں 'وہ حوا کی بیٹیاں دھوپ میں بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔ سردیوں میں ٹھنڈی ہوتی سردی میں وہ پھر بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔ پورے کالج کے اندر ایک ٹائٹ ہے جس کو ٹیچرز بھی استعمال کرتی ہیں 'لیکچرز بھی استعمال کرتی ہیں اور 2230 بچیاں استعمال کر رہی ہیں۔ جہاں پر 36 لیکچرز ہوتی چاہئیں وہاں پر اس وقت 24 لیکچرز ہیں۔ میں بوائز کالج کی آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ بوائز کالج کے پرنسپل کو میں نے دو تین بچوں کے داخلے کے لئے فون کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس آٹھ سیکشنوں میں 250 بچے داخل ہو چکے ہیں اور یہ 250 بچے ایک کمرے میں کھڑے ہو کر ایک لیکچر سے لیکچر سنتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ عمر بچوں کی وہ تو ایک دوسرے کو دیکھ کر چپ نہیں رستے وہ اس حالت میں کیسے پڑھیں گے؟ تعلیم کہاں سے آنے گی؟

میں اگلے دن ایک پرائمری سکول میں گیا 'وہاں پر دو کمروں کا سکول ہے اور یہ پتا نہیں کہ کس زمانے میں سارے پرائمری سکول دو کمروں میں بنانے گئے۔ وہاں پر 135 بچیاں پڑھ رہی ہیں۔ دو استاتیاں ہیں۔ چار دیواری نہیں ہے۔ ٹائٹ نہیں ہے۔ پانی نہیں ہے۔ بجلی نہیں ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان 135 بچیوں کو دو استاتیاں کیسے دو کمروں میں پڑھائیں گی؟ Meaning thereby

absolutely no education.

ہم آج جس vision پر بات کر رہے ہیں کہ ہم نے پاکستان کو پڑھا لکھا کرنا ہے۔ مجھے یہ

ذرا لکھا ہے کہ جب تک ہم نے اپنے ایجوکیشن کے انسٹیٹیوشن کو مضبوط نہ کیا اس وقت تک یہ نہ ہو کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی اتنی اونچی اور اعلیٰ سوچ کہیں خواب خیال نہ رہ جائے۔ اس وقت میرے ملحقہ پی پی پی۔4 کے اندر 37 یونین کونسلوں میں 9 گرلز ہائی سکول ہیں اور 8 یونین کونسلوں میں گرلز ہائی سکول نہیں ہیں۔ ہم پہلے ان کو ہائی سکول کریں۔ ہر ایک یونین کونسل کو تو ایک ایک گرلز ہائی سکول دیں اور ہمارے enactment میں یہ ہوا ہے کہ پرائمری سکول کے لئے چار کنال زمین ہوگی۔ ڈال سکول کے لئے سات کنال زمین ہوگی اور ہائی سکول کے لئے دس کنال زمین ہوگی۔ اب وہ زمین آپ ان کو دیں تو وہاں پر سکول نہیں۔ لوگ کہاں سے زمین آپ کو دیں کیونکہ آپ کی زمین کی قیمتیں اتنی بڑھی ہوئی ہیں۔ تو آپ جب اس یونین کونسل پر یا اس ملحقہ پر یہ شرط لگاتے ہیں کہ آپ زمین پیدا کریں تو ہم آپ کو سکول دے دیں گے۔ وہ زمین کہاں سے پیدا کریں گے؛ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بدترجی اسباب و وجہ وزیر تعلیم پر نہ ڈالیں کہ وہ اس وجہ کے نیچے بیٹھ کر ختم ہی ہو جائیں۔ ہم بدترجی ان کو فہرزدیں ان کو بڑھائیں ان کو آگے لے جائیں تاکہ آپ کی تعلیم بڑھے۔ تعلیم کے متعلق میں نے یہی بات کرنی تھی۔

اب میں تھوڑی سی بات ایگریکچر کے متعلق کرنا چاہتا ہوں۔ میرا تعلق خط پونھوار سے ہے۔ اب ہمیشہ یہاں جب ایگریکچر کی بات ہوتی ہے تو ہم وسلی پنجاب کی بات کرتے ہیں 'very rightly do that' کیونکہ ہمارا نلن و نقتہ سارا وسلی پنجاب اور جنوبی پنجاب سے آتا ہے۔ اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے لیکن جو انفراسٹرکچر اس وقت existing ہے is already there آپ نے کیا کرنا ہے؛ آپ نے کہاں کی صفائی کرنی ہے۔ آپ نے brick lining کرنی ہے۔ improvement کرنی ہے۔ 'The pity infrastructure is existing' کہ خط پونھوار کے اندر بڑی زرعی زمین ہے اور صرف پانی کی کمی ہونے کی وجہ سے وہاں پر کچھ پیدا نہیں ہو رہا اور اس پانی کی کمی کا میں نے پہلے ہی ایک دفعہ وزیر آبپاشی صاحب کو کہا تھا انھوں نے میرے ساتھ بہت مہربانی کی اور مجھے اسلام آباد بھی بلایا لیکن پھر چتا نہیں کہ کس وجہ کی بنا پر ان سے بات نہ ہو سکی۔ ہمیں وہاں پر خط پونھوار میں کوئی ڈیموں کی ضرورت نہیں ہے۔ mini dams کی ضرورت نہیں

ہے۔ ہمیں اگر وہاں پر ضرورت ہے تو صرف تالابوں کی ضرورت ہے، ہمیں معمولی معمولی ڈیموں کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ایک ڈیم آپ نے سال میں تین کروڑ روپے کا بجایا دیا تو اس کا گوجر نل میں تو کوئی کامہ نہیں ہے۔ اس کا کرنل سلطان کے جلتے کو تو کوئی کامہ نہیں ہے۔ اس کا باقی حصے کو تو کوئی کامہ نہیں ہے۔ ہمیں معمولی معمولی تالابوں اور معمولی معمولی ڈیموں کی ضرورت ہے۔

محترمہ سیدہ انصر باجوہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، محترمہ افرامیں۔

محترمہ سیدہ انصر باجوہ، جناب سیکرٹری میرے بزرگ بھائی کہ رہے تھے کہ ہمارے ایجوکیشن انسٹیٹیوشن میں یہ problems ہیں and I just want to say اگر وہ سمجھیں بلکہ سب سمجھیں تو۔

نہ شکوہ کہ مقدر کا مقدر آجاتا جا

نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سیکرٹری، جی، بریگیڈیر صاحب! --- وقاص صاحب! تشریف رکھیں۔ بریگیڈیر صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب محمد وقاص، شکریہ۔ جناب سیکرٹری اہم معذرتی کو تو رو رہے ہیں کہ ان کے پاس حکومت ہے اور پنجاب کا یہ حال ہے۔

جناب سیکرٹری، شکریہ۔ جی، بریگیڈیر صاحب!

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن، جناب سیکرٹری مجھے بھی کی کوئی زیادہ سمجھ تو نہیں ہے کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بہر حال I will continue whatever was said میں پانی کے متعلق یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہمیں معمولی معمولی بندوں کی ضرورت ہے۔ پانی بہ رہا ہوتا ہے اس کے آگے آپ دو

ٹریڈنگ کر مٹی ڈال دیں۔ تھوڑی سی سائیدوں پر جگہ جادیں۔

جناب سپیکر، بریگیڈیر صاحب ایلیز wind up کریں۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن، ہمارے مسائل تب حل ہوں گے کہ اس کے لئے تھلاب اور بھونے بھونے بندوں کی ہمیں ضرورت ہے، اگر وزیر خزانہ صاحب اس میں حائل کر سکتے ہیں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر! میں نے بے روزگاری کے لحاظ سے ایک اور بات کرنی تھی۔ پورے پاکستان کے اندر اس وقت جو figures ہیں وہ ایک کروڑ کے قریب بندے ہیں جو بے روزگار ہیں۔ میں جانتا ہوں ہر ایک گھر میں اور کوئی ایسا گھرانہ نہیں ہے کہ جس میں دو تین چار جوان بچے بے روزگار بیٹھے ہوتے نہیں ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا علاقہ خطہ پوٹھوہار جس کو ہم مارشل علاقہ کہتے ہیں ان کا مسئلہ ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ وہ بھوکے رہے ہیں اور مارشل ہتھے رہے ہیں۔ آج صورتحال یہ ہے کہ میرے محلے میں دو نفلان حیدر سونے ہونے لگے۔ آج ہر بچہ یہ چاہتا ہے کہ میں فوج میں بھرتی ہو جاؤں۔ فوج والے کہاں تک بھرتی کریں گے؟ وہ تو کر نہیں سکتے ہیں۔ آج وہاں ہر لوگ ان بچوں سے شادیاں کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب تک آپ کا بچہ فوج میں نہیں جلتے گا ہم آپ کو بھیجی نہیں دیں گے۔ ہمارے پاس تو وہ پوزیشن ہے کہ لوگ فوج میں جانا چاہتے ہیں لیکن فوج ان کو accept کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ان کے پاس اتنی اسمیں نہیں ہیں تو وہ بائیں کہاں؟

زرامت کو اب وزیر آبپاشی صاحب پانی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ زرامت کو آپ develop کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور جو اہمی سے اہمی زمین اس وقت فیصل آباد، سیالکوٹ اور جھنگ میں ہے ان کو تو آپ convert کر لیں into the industrial estate اور جو بنجر زمین ہماری بڑی ہوتی ہے اس کو آپ اسی طرح سے چھوڑ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہاں جانا ہے؟ گزارش صرف اتنی ہے کہ کچھ پیسا اگر آپ بخش کریں ہماری مندرہ سے غوثیہ تک جو ریلوے لائن

جاری ہے اس کو develop کریں اور وہاں پر کوئی انڈسٹریل سٹیٹ جائیں تب ہمارے علاقے کی بے روزگاری ختم ہو گی۔ یہ دس لاکھ دلی بات جو ہے یہ بالکل عام خیالی ہے۔ جس وقت وزیر خزانہ صاحب نے یہ figure پڑھا دس لاکھ کا تو میں نے اس کو نے میں بیٹھ کر کہا تھا کہ ناممکن۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ دس لاکھ بھروسہ کر دس ہزار ایک سال کے اندر ملازمتیں پیدا نہیں کر سکتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ انڈسٹریل سٹیٹ جائیں، develop کریں تبھی آپ کی بے روزگاری ختم ہو گی ورنہ ختم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ سید اجازت حسین بخاری صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ next ہیں۔ بابو نفیس احمد انصاری صاحب!

بابو نفیس احمد انصاری، جناب والا! وزیر خزانہ صاحب نے 2004-05 کا جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں میری خوش قسمتی ہے کہ وزیر صنعت بھی تشریف فرما ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ فیصل آباد، ملتان، گوجرانوادر، حافظ آباد اور دوسرے شہروں میں ملک کی سب سے بڑی گھریلو صنعت پارچہ بانی ہے جس میں لاکھوں کی تعداد میں مزدور کام کرتے ہیں اور یہ پاکستان کی سب سے بڑی گھریلو صنعت ہے۔ اس کے لئے حکومت پنجاب نے کوئی ایسی پالیسی وضع نہیں کی۔ مجھے افسوس کے ساتھ وزیر خزانہ کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں بڑی خصوصی توجہ دینی چاہیے تھی کیونکہ پاکستان کے پنجاب میں اور دوسرے بڑے شہروں میں لاکھوں کی تعداد میں پاور لومز لگی ہوئی ہیں اس کے متعلق کوئی ایسی پالیسی وضع نہیں ہوئی۔ اس لئے میری گزارش یہ ہو گی کہ یہ مرکزی حکومت سے گزارش کریں کہ کم از کم انھیں بلوں پر rebate دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی واسا کے بلوں پر بھی انھیں rebate ملنا چاہیے۔ اس کے بعد پراپرٹی ٹیکس والے بھی انھیں تنگ کرتے ہیں، ماحولیات والے بھی ان کو آنے دن نوٹس بھیجتے رہتے ہیں۔ وزیر صنعت سے میری اس کے ساتھ ہی یہ گزارش ہو گی کہ ان کو کم سود پر قرضے فراہم کئے جائیں تاکہ یہ اپنا کام چلائیں اور بیرون ملک میں فیکٹریوں کے متعلق نئی منڈیاں تلاش کرنی چاہئیں تاکہ یہ صنعت دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑی

ہو کیونکہ یہ صنعت ہمارے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

جناب والا! میرا دوسرا مسئلہ یہ ہو گا کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ پانچ مرلے کے گھر پر ہم نے پراپرٹی ٹیکس معاف کر دیا ہے۔ ان کی جو تقریر تھی اس میں یہ تھا کہ ڈی تاجی کیٹیگری کے مکانات پر ٹیکس معاف کئے گئے ہیں تو میری اس میں یہ گزارش ہے کہ categories جو ہیں یہ پراپرٹی ٹیکس سے متعلق اٹھنی ٹائمز نظام ہے۔ categories شہروں میں مؤثر ہی نہیں ہو سکتیں کیونکہ کسی کی مرضی ہے کہ وہ چار مرلے میں خوبصورت گھر بنالے یا کچا رہنے دے۔ انھوں نے جو categories بنائی ہیں اس میں ایسی کوئی قدر نہیں لگائی گئی کہ گھر کچا ہونا چاہیے یا پختہ۔ صرف ایک ہی بات کہ دی گئی ہے کہ category D to G کے علاقوں میں یہ رعایت ہو گی۔ اس سے یہ فرق ضرور پڑا ہے کہ امیر لوگوں، ان لوگوں کے کہ جن کے lantern houses ہیں ان کے پراپرٹی ٹیکس کم ہو گئے ہیں۔ تو یہ فرق ختم ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے مختلف شہروں میں مظاہرے بھی ہوتے رہے ہیں۔ بات تو پراپرٹی ٹیکس کی collection کی ہے۔ اصل میں یہ لوکل کونسل ٹیکس ہے۔ یہ لوکل گورنمنٹ کا ٹیکس ہے۔ جناب والا! پراپرٹی ٹیکس کی بات میری یہ گزارش ہو گی کہ ان categories کو ختم کر دیا جائے کیونکہ یہ بڑا ٹائمز نظام ہے۔ اس کے علاوہ پراپرٹی پر جو کمرشل ٹیکس عائد کئے گئے ہیں، مثلاً اگر کہیں چوک میں جگہ ہے، لائل پور کے کھنڈ گھر کے چوک میں جو جگہ ہے اس پر تو 10 ہزار روپے کرایہ وصول ہوتا ہے لیکن اس سے 200 گز دور جگہ سے صرف ایک ہزار روپے کرایہ وصول ہوتا ہے لیکن ٹیکس کی مدتوں کو ایک ہی شرح سے ٹیکس کی ادائیگی کرنا پڑے گی جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ اس تفریق کو ختم کرنا بے حد ضروری ہے۔

جناب والا! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جنوبی پنجاب کے لئے 7- ارب روپے کی گرانٹ مختص کر دی گئی ہے لیکن اس میں واضح طور پر یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ کن کن پراجیکٹس کے لئے ہو گی۔ پچھلے بجٹ میں 50 لاکھ روپے ملنے میں کارڈیا لوجی سنٹر کے لئے مختص کئے گئے تھے لیکن جناب! یہ پراجیکٹ ایک ارب 20 کروڑ روپے کا ہے۔ اگر اسی طرح صرف پچاس پچاس لاکھ روپے دیتے رہے تو اس کی تکمیل کے لئے تو بہت زیادہ عرصہ درکار ہو گا۔

میری یہ گزارش ہوگی کہ جو میکارپرائیکٹس شروع کئے جائیں ان کے لئے تمام رقم ایک ہی مرتبہ مختص کر دینی چاہیے تاکہ ان کے output نکلنے شروع ہو جائیں اور شہریوں کو اس کا کوئی فائدہ ہو سکے۔

جناب والا! یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ اس وقت ملتان میں کوئی بھی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز

ہسپتال نہیں ہے۔ وزیر صحت صاحب تشریف فرما ہیں 'یہ ملتان visit کے لئے بھی گئے تھے۔ وہیں

ایک سول ہسپتال کو انہوں نے چڈرن کیپیکس کا نام دیا ہے لیکن ابھی تک وہیں پر کوئی ڈسٹرکٹ

ہیڈ کوارٹرز ہسپتال نہیں ہے تو میری گزارش ہوگی کہ ملتان کے لئے ایک ڈسٹرکٹ ہسپتال ضرور بنایا

جانے تاکہ ملتان کی آبادی جو کہ اس وقت 30 لاکھ سے بھی بڑھ چکی ہے کو صحت کی سہولتیں میرا

سکیں۔ آج کل وزارت صحت کی طرف سے بعض ہسپتالوں میں بورڈ آف ڈائریکٹرز جانے جا رہے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے بچت پر ایک بوجھ ہے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے جو ممبرز جانے جا رہے ہیں

انہیں کوئی سلیڈ یا تجربہ نہیں ہے۔ Management Boards ختم کر دینے چاہئیں اور ان کی جگہ

ہمارے منتخب فائندوں 'ایم۔ پی۔ ایز' ایم۔ این۔ ایز صاحبان کو اس میں شامل کیا جائے۔ تاکہ ان کی

نگرانی میں یہ ترقیاتی کام احسن طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں۔

جناب والا! پبلک سینیٹی کمیشن ایک ایسا نظام ہے کہ جس سے آج تک کوئی مفاد حاصل

نہیں ہو سکا۔ اس میں سب ممبرز نامزد ہیں صرف چند ایک لوکل کونسل کی طرف سے منتخب ہو کر

آئے ہیں۔ اس نظام پر لاکھوں روپے کے اثراجات اٹھ رہے ہیں۔ جناب والا! اس نظام کو ختم کر

دینا چاہیے کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب justice of peace کی powers آگئی ہیں

C.R.P.C میں amendments ہو گئی ہیں اور اس کے تحت سیشن جج صاحبان کو یہ اختیارات مل

گئے ہیں کہ وہ رجسٹریشن کے احکامات جاری کر سکتے ہیں تو پھر ایک نئے نظام کی کیا ضرورت ہے؟ ہم

introduce system of dual government کیوں کر وارہے ہیں؟ یہ بھی ختم ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے اگلی گزارش یہ کروں گا کہ ہلدان ملتان ایک اچھا صنعتی شہر ہے۔

فیصل آباد، گوجرانوہ کے بعد ملتان ایک بڑا صنعتی شہر ہے لیکن وہیں پر ٹیکسوں کی بھرمار ہے۔ لوکل

کونسلیں صنعتوں پر جو ٹیکسز لگا رہی ہیں وہ انتہائی ظالمانہ ہیں۔ وزارت قانون اور لوکل گورنمنٹ کو اس

بابت فور کرنا چاہیے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کا چارج بھی راجہ بشارت صاحب کے پاس ہے۔ انہیں چاہیے کہ ان ظالمانہ ٹیکس کو روکیں اور ان کو چیک کرنے کے لئے کوئی نظام بھی وضع کیا جائے تاکہ صنت سے وابستہ لوگوں کی مشکلات میں کمی آسکے۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سیکرٹری ایوان آف آرڈر۔ جناب والا! معزز ممبر ایوان میں disinformation دے رہے ہیں۔ میں ابھی مٹکان کا visit کر کے آئی ہوں۔ سول ہسپتال ہی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کہلاتا ہے۔ یہ خواہ مخواہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں، محوام کو گمراہ کر رہے ہیں لہذا اس کا نوٹس لیا جائے۔

جناب سیکرٹری: ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں۔ شکریہ

جناب بابو نفیس احمد انصاری: جناب سیکرٹری! اگر وزیر صحت صاحب یہ فرمادیں کہ وہاں کوئی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے تو میں مورد الزام ٹھہرتا ہوں۔ بی بی کو تو کچھ علم ہی نہیں ہے۔ انہیں تو بار بار انہی کی عادت ہے۔ جناب والا! میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں۔ انہیں کیا معلوم؟ حضور اس بابت انکو اتنی فرما سکتے ہیں۔ بی بی پہلے فرمایا کرتی تھی کہ رانا محمد اللہ کو بار بار انہی کی عادت ہے لیکن اب یہ خود اسی عادت کو اپنانے ہوئے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ یہ بار بار ماہ امتعت کر رہی ہیں۔ میں تو ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہاں پر ڈسٹرکٹ ہسپتال نہیں ہے۔ نول ہسپتال کو انہوں نے چٹا دن کمپلیکس کا نام دے دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ہسپتال قائمہ جناح تھا جسے انہوں نے اسٹبل بنا دیا ہے۔ 2004 کا سال قائمہ جناح کے نام سے منسوب کیا گیا ہے لیکن مٹکان میں قائمہ جناح ہسپتال کو ور کٹپ یا اسٹبل بنا دیا گیا ہے۔

جناب سیکرٹری: شکریہ انصاری صاحب تشریف رکھیں۔ جناب مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب۔۔۔

مفتی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ بیگم ستارہ فیاض صاحبہ

بیگم ستارہ فیاض: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکرٹری! شکریہ۔ سب سے پہلے میں چودھری

پرویز امی اور اپنے وزیر خزانہ سردار تین بہادر دریشک کو پنجاب دوست بلکہ انسان دوست بخت پیش

کرنے پر مبارک بلا دیتی ہوں۔ جناب سپیکر! پانچ گھنٹے ہو گئے ہیں اور ایوزیشن کے ممبران مسلسل جو بستن تراشیاں کر رہے ہیں۔ ان کو سنتے سنتے کان ٹھک گئے ہیں۔ [*****] آپ یقین کریں میں نے خود جا کر بہاولپور کے اڑھائی سو سکولوں کا visit کیا ہے تاکہ وہاں پر جو سولیت میسر نہ ہوں ان کی بابت حکومت کو آگاہ کیا جاسکے۔ وہاں پر میں نے prep-class یا ٹیڈ class-I کے ایک بچے سے پوچھا کہ ہمارے صوبہ کے وزیر اعلیٰ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ "چودھری پرویز الہی" میں بڑی خوش ہوئی۔ اس کے بعد پھر میں نے پوچھا کہ ہمارے وزیر تعلیم کا کیا نام ہے؟ تو آپ یقین جانتیے کہ اس نے کہا "ممران مسود" ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

[*****] میں آپ کو ایک اور سچی بات بتاؤں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ایوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز صاحب! ایوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی شیخ صاحب فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! محترم نے فرمایا ہے کہ [*****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ

میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔ جی محترم! آپ فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کا نام تو بچے نے جا دیا کہ پرویز الہی ہے۔ جب

انہوں نے پوچھا کہ وزیر تعلیم کا نام؟ تو اس نے جا دیا کہ ممران مسود۔ [*****]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ بھی میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی محترم فرمائیں!

بیگم ستارہ فیاض، جناب سپیکر! وہ ہمارے ملک کے صدر ہیں۔ ملک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ پرویز

مشرف کون ہیں؟

* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، معزماً آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔

بیگم ستارہ فیاض، جناب سپیکر ان کے ہمنوں کا پلندا ایتنا بھاری ہے کہ انہیں خود شرم آتی چلتی ہے۔ میرا کچھ رقبہ احمد پور شرقیہ میں ہے اور احمد پور شرقیہ کی کہاس دنیا میں نمبر 1 پر ہے۔ پچھلی حکومتوں جو ان کی قسمیں یہ لوگ لوٹ کھسوٹ کے اور کھاپی کر چلے گئے اس وقت ہمارے کانوں کو ایک رویہ بھی نہیں ملتا تھا۔ ہمیں مستاجری کے پیسے نہیں ملتے تھے۔

دکھ سے بی فائدہ اور کوئے اندھے کھائیں

ایسے گندے کوڑوں کو ہم کیوں نہ مار بھگائیں

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب سے ہماری حکومت آئی ہے۔۔۔

آوازیں، انڈوں والی بات دہرائیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پلزز۔

بیگم ستارہ فیاض،

دکھ سے بی فائدہ اور کوئے اندھے کھائیں

ایسے گندے کوڑوں کو ہم کیوں نہ مار بھگائیں

جناب سپیکر! جب سے ہماری حکومت آئی اور چودھری پرویز الہی کی قیادت میں جو bold

steps لئے ہیں میں انہیں مبارکباد دیتی ہوں۔ انہوں نے دو دفعہ بہاولپور کا دورہ کیا اور وہاں بہاولپور کے لئے ایک بڑا پیکیج دے کر آئے ہیں جس کے لئے میں ان کی مشکور ہوں۔ پہلے ہمارے بہاولپور کے لوگ اکثر ہر محفل میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

جناب جاوید حسن گجر، بتائیں۔

بیگم ستارہ فیاض، ہاں میں بتا رہی ہوں یہ حقیقت ہے یہ محسوس نہیں ہے۔ یہاں ہمارے بہاولپور کے و سیم اختر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے بہاولپور کے لوگ اکثر یہ پڑھتے تھے۔

کہیں کون ناز اداواں دا
 کہیں کون ناز وکلاواں دا
 اسل پیلے مٹر درختل دے
 ساکوں رہندا، خوف ہواواں دا
 اور میں ان کے جواب میں اکثر شا کر شجاع آبادی کا شعر کہتی تھی۔

توں محنت کر کہ محنت دا صلہ جانے خدا جانے
 توں دیوا ہل کے رکھ پیا، ہوا جانے خدا جانے
 (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ بی بی مہربانی۔ ہمارے اگلے مقرر رانا سر فرار احمد خان صاحب
 رانا سر فرار احمد خان، جناب سپیکر میں نے اپنے نام کی چٹ نہیں بھیجی تھی کسی نے شرارت
 کی ہے۔

جناب سپیکر، اگلی مقرر محترم نسیم لودھی صاحبہ ہیں۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ میرے پاس جو نام
 تھے سب معزز اراکین اسمبلی نے بات کر لی ہے۔ اگر کوئی معزز رکن بات کرنا چاہتا ہے تو اپنے نام
 کی چٹ میرے پاس بھجوادے۔ چونکہ ابھی کوئی معزز رکن بات نہیں کرنا چاہتا۔
 پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، منگ صاحب فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر، شکریہ کہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات
 کرنے کی اجازت دی۔ بحث اپنی اہمیت کے اعتبار سے سب سے important چیز ہے۔ چونکہ ابھی
 آپ آج کے سیشن کو بند کرنے والے ہیں آج الیزیشن لیڈر نے جو روایت قائم کی ہے اس سے
 مجھے ذاتی طور پر افسوس ہوا ہے چونکہ الیزیشن لیڈر کو ایک وژن دینا چاہیے تھا اور اسی وژن اور الیزیشن
 کی جو صحاحات ہوتی ہیں وہ بحث میں They are important issues. حکومتی ممبران نے تو

اپنے اس بجٹ کی اسی طرح تائید کرنی ہے جیسے بنتی ہے اور ہمارے خیال میں گورنمنٹ نے ایجا بجٹ deliver کیا۔ اپوزیشن لیڈر کی پوری تقریر میں نہ تو facts and figures کی تفصیلات تھیں اور نہ ہی کوئی وٹن تھا۔ تو رانا مناء اللہ صاحب سے ہماری درخواست ہے کہ

Opposition is the very important part of this. They have to guide this Government. انہوں نے صحیح کچھ نہ کچھ ضرور ایسا جاتا ہے جس کے اندر کچھ مواد ہو اور یہاں پر اس سات آٹھ گھنٹے کی پریکٹیکل مشقت کا کوئی وجود بھی نکلے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری بزانے پارلیمانی امور، لیکن اپوزیشن لیڈر صاحب نے جو روایت قائم کی ہے ہماری درخواست ہے کہ صحیح رانا مناء اللہ صاحب اور رانا آفتاب صاحب ذرا بہتر کریں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب تیاری کر کے آتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ کی حق رسی کریں گے۔ شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

شیخ اعجاز احمد، شکریہ جناب سپیکر ملک محمد احمد صاحب نے۔۔۔

رانا مناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میں نے شیخ صاحب کو فلور دیا ہوا ہے۔ جی شیخ صاحب ا

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر ملک صاحب نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اپوزیشن کا وٹن آنا پالیسی تو کل جب رانا صاحب ہاؤس open کریں گے۔ اہمی ہمارے دوستوں کی تقاریر رہتی ہیں ہم دیکھ رہے تھے کہ آج پہلے حکومتی ایوانوں سے ان کا اپنا وٹن باہر آجانے۔۔۔

جناب سپیکر، ان کا وٹن تو آ گیا ہے۔ جو بجٹ آپ کے سامنے ہے یہ ان کا ہی وٹن ہے۔

شیخ اعجاز احمد، انشاء اللہ کل جب ہم بات کریں گے تو اس میں ساری چیزیں سمودیں گے۔ پورے طریقے اور سلیقے کے ساتھ اور پورے facts and figures کے ساتھ ساری چیزیں سمودیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی رانا صاحب!

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ جب قائد حزب اختلاف ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ یہ ہر وقت اس بات کا مدعا کرتے ہیں کہ جو آدمی ہاؤس میں نہیں ہے وہ اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتا تو بات نہیں ہونی چاہیے۔ پہلی گزارش تو یہ ہے کہ جب وہ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں اس کے باوجود پہلے لائسنس صاحب نے اور اس کے بعد ملک صاحب نے یہ بات کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی مناسب طریقہ نہیں ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ اپوزیشن نے جو counter vision دینا ہے وہ گورنمنٹ کے ورژن کے اوپر ہی دینا ہے۔ یہ books جو بجٹ کا حصہ ہیں۔ وزیر خزانہ یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اب نہیں بلکہ یہ صبح آ کر مجھے بتائیں کہ اس صوبے کا growth rate کیا ہے؟ پچھلے سال اس صوبے کے لئے مجموعی طور پر 30۔ ارب روپیہ ڈویلپمنٹ پر خرچ کیا اس کے علاوہ تقریباً 149۔ ارب کے لگ بھگ بجٹ تھا اس کے بعد 36۔ ارب ضمنی گرانٹ کی صورت میں اضافہ ہوا۔ یہ بتائیں کہ پچھلے سال جو اس صوبے میں اتنی بڑی رقم خرچ ہوئی ہے اس سے growth rate کی شرح کیا ہوئی ہے؟ اس کے علاوہ یہاں انڈسٹریل منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں انہوں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ ہم چار لاکھ کے قریب لوگوں کو ملازمتیں دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ نے صبح بات کرنی ہے اس وقت کھل کر بات کر لینا آپ کو موقع دیا جانے کا۔ رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! جب آپ نے انہیں موقع دیا ہے کہ وہ اپوزیشن اور اپوزیشن لیڈر کے متعلق بات کر سکیں۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ انہوں نے محل دی ہے۔

رانا منام اللہ خان، میں نے وزیر خزانہ سے اب درخواست کی ہے لیکن یہ اس کا جواب معج دیں۔ یہ انڈسٹریل منسٹر ہیں۔ صوبے میں جو انڈسٹریل growth ہوئی ہے اور اس کے تحت انہوں نے اپنے دعوے کے مطابق پچھلے سال چار لاکھ لوگوں کو job دیا ہے۔ اب انہوں نے دس لاکھ کو job دینا ہے۔ یہ مجھے معج بتادیں کہ اس کا کیا طریقہ ہے؟

جناب سپیکر، جی، شکریہ

رانا منام اللہ خان، جناب والا وزیر زراعت بیٹھے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، جی سب سن رہے ہیں۔ معج آپ کھل کر بات کریں۔

رانا منام اللہ خان، ماسوائے اس کے کہ یہ figures 'خرچ کر دینے' یہ آگے کر دینے اتنے بڑھا دینے اتنے کم کر دینے اور ہے ہی کچھ نہیں تو ملک صاحب مجھے بتادیں کہ پھر اس پر facts and figures کے ساتھ کیا بات ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ آج کا اجلاس انتقام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کل مورخہ 21 جون صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 21 - جون 2004

1 - تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2 - سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بہت سال 2004-05 پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

پیر 21 - جون 2004

(یوم الثمین 2، ہادی الاول 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس 10 بجے صبح 10 بجے صبح 33

منٹ پر زیر صدارت جناب سیکر چودھری محمد افضل سہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری افتخار الدین نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفَيْطِنِ الرَّجِينِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طه ﴿مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى ﴿١﴾ إِلَّا تَذَكَّرًا ﴿٢﴾ لِمَنْ
يُضِلِّي ﴿٣﴾ تَنْزِيلًا مِمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى ﴿٤﴾
الرَّحْمَنِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ﴿٥﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى ﴿٦﴾ وَإِنْ تَجَهَّرَ بِالْقَوْلِ
فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ﴿٧﴾

سورة طه آیات 1-7

طہ ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ یہ تو نصیحت ہے اس کے لئے جو ڈرتا ہو، نازل اس کی طرف سے ہوا ہے جس نے پیدا کیا زمین اور بند آسمانوں کو وہ ہدائے رحمن عرش (حکومت) پر قائم ہے، اسی کی جگہ ہے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں اور ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے بھی سچے ہے اور اگر تو پکار کر بات کہے تو وہ تو پچکے سے کسی ہوتی بات اور اس سے زیادہ بھی ہوتی کو جانتا ہے۔

وما علينا الا البلاغ

یوائنٹ آف آرڈر

زرعی قرضوں پر صدارتی پیکیج کا اعلان

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔
جناب ارشد محمود بگو، یوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی 'ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! پچھلے دنوں صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے زرعی قرضوں سے متعلق ایک صدارتی پیکیج دیا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ 31-12-2000 سے پہلے جنموں نے پانچ لاکھ تک قرضے لئے ہیں ان کا جتنا سود ہے وہ معاف کر دیا جائے گا اور جتنی کل رقم تھی اس کا بھی انھوں نے کہا کہ ان سے نصف لیا جائے گا۔ جنموں نے یہ قرضے 01-01-2001 سے لئے تھے ان کو اس میں کوئی ریٹیف نہیں دیا گیا جبکہ ایک بیسی پوزیشن ہے تو میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گا کہ حکومت اس سلسلے میں بہتر اقدامات اٹھانے اگر ایک فریق کے ساتھ بہتر سلوک ہو رہا ہے تو دوسری لائن میں کمزے ہونے ایسے ہی لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہونا چاہیے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ جن لوگوں نے 01-01-2001 کے بعد قرضے لئے ہیں ان کو کم از کم سود میں رعایت کی جائے۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر، یہ معاملہ تو مرکزی حکومت کا ہے، بہر حال وزیر قانون صاحب نے سن لیا ہے۔
اب تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 22 میں نوید بہانیاں صاحب کی ہے۔ جی 'میں صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کی جانب سے وزیر اعلیٰ
کے جاری کردہ ڈائریکٹو کے بارے میں توضیح آمیز ریمارکس

MIAN NAVEED JAHANIAN: I intend to raise a question of privilege which requires the immediate intervention of the Assembly. The issue is that on 6th March, the undersigned met Mr Sibtain Fazal Halim, Secretary, C & W regarding implementation of a Chief Minister's directive dated 19.02.2004 pertaining to public welfare matter. The Secretary, C & W defiled and disregarded C.M's directive in a humiliating and disrespectful manner saying: "I see these kind of directives daily." He was rude, sarcaste and showed disrespect to the undersigned and the Assembly; and, passed such derogatory remarks which cannot be comprehended in writing. He not only showed incessant disregard to the C.M's directive but also showed disrespect to the undersigned. His behaviour demonstrates undeniable breach of my privilege as a member of the Punjab Assembly.

May I add that the Chief Minister is our Leader having been elected by thumping majority of the Punjab Assembly and a true representative of people of the Punjab. The Secretary, C&W being a public servant in all fairness was bound to honour the directive of the Chief Minister but instead, he showed disrespect to the Chief Minister, the undersigned and the whole Assembly. May I further add that the sole motive behind the said directive was to discourage and eliminate corrupt

elements; and because of that I personally went to see the Secretary C & W. However, he behaved in a humiliating and offending manner. When I made him realize that he had breached the privilege of a member of the Assembly, he replied: "I go to Assembly everyday and have seen such Privilege Motions."

By virtue of the above said submission, I am of the view that without any shadow of doubt my privilege has been breached. I, therefore, request that my Privilege Motion may be declared in order and referred to the Committee on Privilege for investigation and report. Thank you.

جناب سپیکر، جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، وزیر قانون! وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! چونکہ اس کا جواب وزیر مواصلات و تعمیرات نے دینا ہے لیکن وہ ابھی تشریف نہیں رکھتے لہذا میری استدعا ہے کہ اسے کل کے لئے pending فرما دیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پڑھی ہے میں اس میں ایک چیز کی وضاحت چاہوں گا کہ وزیر صاحب یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ وزیر اعلیٰ کے جو ڈائریکٹوز ہوتے ہیں Are they mandatory to be honoured? اگر تین ہزار یا 10 ہزار ڈائریکٹوز ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، وہ تو دیکھ لیں گے، ابھی اس پر فیصلہ کرنا ہے۔ جی، جناب صاحب! پھر اسے

pending کر دیں؟

میں نوید جمانیاں، جناب سیکر ایہ اس کی routine ہے۔

جناب سیکر، جمانیاں صاحب! وزیر مواصلات و تعمیرات تشریف نہیں رکھتے اور ابھی اس کا جواب بھی آنا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ برسوں تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

میں نوید جمانیاں، جناب والا! پہلے بھی اسے بہت pending کیا گیا ہے لہذا گزارش ہے کہ آج اس پر فیصلہ کر دیں اور اسے استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں۔

جناب سیکر، محکمے کی طرف سے کوئی جواب آنے کا تو پھر فیصلہ کریں گے چونکہ آج وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہم نے آپ کے کہنے پر اسے تین دفعہ pending کیا ہے تو آج چونکہ منسٹر صاحب نہیں ہیں اس لئے اسے دو دن اور آگے لے جاتے ہیں۔

میں نوید جمانیاں، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ ان سے جواب لے لیں۔

جناب سیکر، کوئی اتنی اصرار جنسی نہیں ہے۔ محکمے کی طرف سے جواب آنے کا تو پھر ہی پارلیمانی سیکرٹری کچھ کہ سکیں گے۔ لہذا یہ تحریک استحقاق برسوں تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 37 جو دھرمی محمد اشرف کبہہ کی ہے۔ یہ ہمیشہ ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکر! اس سلسلے میں میری معزز رکن سے بات ہوتی ہے اور میں نے انہیں حقائق پر قائل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کا استدلال ہے کہ اسے مجلس استحقاقات کے پاس جانے دیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سیکر، میں اس تحریک استحقاق کو in order قرار دیتا ہوں اور مجلس استحقاقات کے سپرد کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 38، رانا مناء اللہ خان صاحب کی ہے۔ یہ ہمیشہ ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر رکن اسمبلی کے خلاف

حکومت کی بار بار بلا جواز کارروائی

(... بحث جاری)

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! اس سلسلے میں گل لاء منسٹر صاحب نے ایک میٹنگ پر reside کی ہے۔ اس میں ایک تو یہ فیصلہ ہوا ہے کہ جس کیس کے متعلق تنازعہ ہے کہ ان کے ساتھ political victimization ہو رہی ہے اس لئے وہاں سے ان کی تفتیش تبدیل کر کے منجانب کرائم برانچ لاہور کے known integrity کے کسی honest officer سے کرائی جائے۔ اس میں دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کی گرفتاری کی اطلاع اسمبلی سیکرٹریٹ کو یا جناب سپیکر کو دینی تھی۔ اس میں وزیر قانون سے میری درخواست ہے کہ یہ matter of fact ہے۔

جناب سپیکر، معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ پلزا اپنے موبائل فون بند کر دیں۔ ہمارے ساؤنڈ سسٹم میں اور بھی کئی خرابیاں ہیں لیکن major خرابی آپ کے موبائل فون on کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ موبائل فونز کی وجہ سے اس ساؤنڈ سسٹم کی تباہی ہوتی ہے۔ میں کئی بار اس ایوان میں کہہ چکا ہوں کہ خدا را! ایوان کے اندر موبائل فون بند رکھا کریں۔ میں نہیں سمجھتا کہ معزز اراکین اسمبلی کے لئے ایسی کون سی ادھر جہنمی ہے کہ وہ دس منٹ بھی موبائل کے بیئر نہیں رہ سکتے۔ جی رانا مناء اللہ خان!

رانا مناء اللہ خان، جناب والا! ایک تو میں نے عرض کیا ہے کہ ایک معاملے کا فیصلہ ہو گیا کہ اس کی تفتیش کرائم برانچ سے کروائی جائے۔ اس میں دوسری بات یہ ہے کہ معزز رکن کو 6 تاریخ کو گرفتار کیا گیا اور اس کے بعد انہیں اس کی اطلاع فوری طور پر کرنی چاہیے تھی لیکن انہوں نے نہیں کی بلکہ اگلے دن جب برنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے اس میں ہماری بات ہوئی ہے۔ اس وقت تک نہ لاء منسٹر صاحب کو علم تھا اور نہ ہی آپ کو علم تھا۔ میری information یہ ہے کہ اس کے بعد ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا کہ آپ نے ایک معزز رکن کو گرفتار کیا لیکن اس کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ پھر انہوں نے یہاں سے inquire کرنے پر اسمبلی سیکرٹری کو فیکس بھیجی تو اس میں میرا یہ موقف ہے کہ انہوں نے اس میں تجاوز کیا ہے۔ انہوں نے اس ایوان کا استحقاق

مجروح کیا ہے کیونکہ انہیں یہ چاہیے تھا کہ وہ ان کی گرفتاری کی بروقت اطلاع دیتے نہ کہ جب سیکورٹی کی طرف سے پوچھا جاتا پھر اطلاع دیتے۔ ہر حال یہ matter of fact ہے۔ یہ متعلقہ documents، متعلقہ معاملات اور evidence سے ثابت ہونا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں debate سے بات نہیں بنے گی بلکہ اس کا proper طریقہ کار یہی ہے کہ یہ معاملہ مجلس استحقاق کو بجوایا جائے۔ وہاں یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟ لاہر منسٹر صاحب بھی وہاں ہوں گے اور جو حقائق سامنے آئیں گے ان کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ رانا صاحب کا یہ فرمانا بالکل بجا ہے کہ کل اس سلسلے میں ہماری میٹنگ ہوئی تھی اور اس میں نہ صرف رانا صاحب تھے بلکہ ایوزیشن کے اور بھی معزز اراکین تھے۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور پارلیمانی سیکرٹری قانون، متعلقہ افسران اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے محترم رکن جو اس وقت گرفتار ہیں ان کے عزیز بھی اس میٹنگ میں شامل تھے۔ ہم نے وہاں پر بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی اور ریکارڈ کو بھی ملاحظہ کیا گیا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جہاں تک معزز رکن کی گرفتاری کا تعلق ہے تو یہ بات ریکارڈ سے ثابت ہوئی کہ اس مقدمے کے مدعی نے ہائیکورٹ میں رٹ کی اور عدالت عالیہ کے احکامات پر یہ پروجہ درج ہوا اور پھر اس کے نتیجے میں انہیں گرفتار کیا گیا۔ اس سلسلے میں معزز رکن کے جو عزیز تھے انہیں اس بات کا یقین دلایا کہ پولیس کے موقف سے ہٹ کر ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کو انصاف فراہم کریں اور اس کے لئے ہم نے ان سے options لیں کہ آپ اپنی options دیں کہ آپ انصاف کی فراہمی کے لئے حکومت کی طرف سے کیا اقدامات چاہتے ہیں؟ انہوں نے categorically کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس مقدمے کی طیر جانبدارانہ طور پر انکوائری ہوئی چاہیے۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ اس مقدمے کی تفتیش کرائم برانچ لاہور کو کرنی چاہیے تو اس سلسلے میں انہیں احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعلق ہم اس مقدمے کی تفتیش کرائم برانچ لاہور سے کروائیں گے۔

جناب سیکرٹری جنرل دو سرے بات کا تعلق ہے تو یہ ریکارڈ کا معاملہ ہے۔ یہ کوئی زبانی بات نہیں ہے۔ یہاں تقویٰ سے misconception تھی کہ شاید معزز رکن کو 6۔ تاریخ کو گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ 6۔ تاریخ سے پہلے گرفتار کیا گیا ہے لیکن کل ریکارڈ ملاحظہ کرنے کے بعد جو بات سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ معزز رکن کو 6۔ تاریخ کو حرم 7.00 بجے گرفتار کیا گیا تھا اور گرفتار کرنے والے افسر نے رات کھلی دیر بعد ڈی۔ پی۔ او کو اطلاع دی تو ڈی۔ پی۔ او نے اسی رات اسمبلی میں مطلع کرنے کی کوشش کی لیکن اتوار کا دن تھا اس لئے وہ اطلاع نہیں دے سکے۔ دوسرے دن ایک بجے انہوں نے اسمبلی میں فون کیا اور یہاں سے انہیں کہا گیا کہ آپ بذریعہ فون اطلاع نہ دیں بلکہ یہ بات تحریری طور پر لکھ کر ہمیں بھیجیں تو انہوں نے اسمبلی کے متعلقہ افسر کے احکامات کے مطابق تحریری طور پر اسمبلی کو بھیج دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قانون بھی یہی ہے کہ جلد از جلد اسمبلی کو مطلع کرنا چاہیے تو جس قدر ممکن ہو سکا جلد سے جلد اسمبلی کو مطلع کر دیا گیا اور یہ معاملہ تقریباً کل طے ہو چکا تھا اس لئے میری جناب سے یہ استدعا ہو گی کہ ایک تو معزز رکن کے جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے اس پر ہم نے کھل کر بات کی۔ ان کی خواہش کے مطابق اس کو کراٹھ برانچ میں بھی لے گئے۔ اسمبلی کو اطلاع بھی کر دی تھی تو میری رانا صاحب سے استدعا ہو گی کہ ہم نے ان کے حکم کے مطابق اور آپ کی directions کے مطابق کل یہ میٹنگ بھی کی اور سارا متعلقہ ریکارڈ بھی دیکھا متعلقہ لوگوں سے بھی بات کی اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اب اس کی مزید ضرورت نہ ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے dispose of فرمادیں۔ شکریہ

جناب سیکرٹری جنرل، رانا منہا اللہ خان

رانا منہا اللہ خان، جناب سیکرٹری جنرل نے جس طرح سے پہلے کہا ہے کہ انہوں نے یہ اطلاع جب اسمبلی سیکرٹریٹ سے پوچھا گیا تو اس کے بعد دی ہے۔ وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں انہوں نے ایک بجے فون کیا اور یہاں سے کہا گیا کہ فون پر اطلاع نہ کریں، آپ لکھ کر بھیجیں۔ اب ایک بات تو یہ ہے کہ ایک بجے سے لے کر سات بجے تک انہیں لکھ کر بھیجنے میں پانچ گھنٹے لگے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس دن میٹنگ میں سیکرٹری اسمبلی بھی موجود تھے اور آپ نے categorically سیکرٹری اسمبلی سے پوچھا تھا کہ آپ کو کسی قسم کی اطلاع ہے تو انہوں نے جواب

دیا تھا کہ نہیں ہے۔ وزیر قانون اسی بات پر enquire کر لیں اگر انہوں نے ایک بجے اسمبلی سیکرٹریٹ کے کسی آفیسر کو میلی فون کیا ہو تو ٹھیک ہے۔ ہم ان کی اطلاع within time consider کر لیں گے۔

جناب سپیکر، ایسا کرتے ہیں کہ اس کو pending کر لیتے ہیں۔ وزیر قانون اس پر مزید enquire کر لیتے ہیں۔ اگلے اجلاس تک کے لئے اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اب ہم سالانہ بجٹ باہت 2004-05 پر عام بحث شروع کرتے ہیں اور آج بحث کا آغاز کریں گے رانا محمد اللہ خان! محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جناب والا! میں اس ایوان کی طرف سے محترم بے نظیر بھٹو جو ہماری twice elected Prime Minister ہیں ان کی آج سا لگرہ پر پورے ایوان کی طرف سے انہیں مبارک بلا پیش کرتی ہوں اور ان کی درازی عمر کے لئے ہم دعا گو ہیں۔

جناب سپیکر کی جانب سے صحافی حضرات کو درست

رپورٹنگ کرنے کی ہدایت

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا صاحب کو دعوت دینے سے پہلے میں اس ایوان کی گیلری میں بیٹھے ہونے والی حضرات سے گزارش کروں گا کہ صحافت ایک بڑا معزز اور مقدس پیشہ ہے۔ ان سے میری یہ گزارش ہے کہ ہمارا اچلو ہمارا اخیال نہ کریں لیکن اس مقدس پیشے کے تقدس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس ایوان کے اندر صحیح رپورٹنگ کیا کریں۔ کل رانا آفتاب احمد خان صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا تھا کہ اسمبلی کی لابی میں ایجنسیوں کے لوگ آ کر بیٹھتے ہیں۔ انہوں نے نام لے کر کہا کہ ایم۔ آئی کے لوگ، آئی۔ ایس۔ آئی کے لوگ اور آئی۔ بی کے لوگ لابی میں آ کر بیٹھتے ہیں۔ جو معزز اراکین اسمبلی اس وقت یہاں موجود تھے میں نے categorically یہ کہا کہ کسی ایجنسی کا کوئی اہلکار آئی۔ ایس۔ آئی کا اور نہ ہی آئی۔ بی کا اس اسمبلی میں آتا ہے۔ ہماری اپنی اسمبلی کی جو سکیورٹی

- ہے اس کے ابکار اس اسمبلی میں ہوتے ہیں اور سیکرٹری اسمبلی کو میں نے کہا کہ اگر ہمارے اپنے ابکاروں میں سے بھی اگر کوئی لابی میں آتا ہے تو اسے بھی منع کریں کہ وہ لابی میں نہ آیا کریں لیکن روزنامہ "خبریں" میں جو رپورٹنگ کی گئی وہ بالکل ہی اس کے برعکس کی گئی۔ بہر حال میں نے اپنے صحاف آفیسر سے کہا اس نے جبروں سے متعلق ان کا نامزدہ جو ہے ان کو شاید ریکارڈنگ بھی سٹائی اور اس نے میرے چیئر میں تسلیم کیا کہ یہ واقعی رپورٹنگ غلط ہوئی ہے تو آئندہ کے لئے تمام اخبارات سے میری یہ گزارش ہے کہ ایوان کے اندر جو بات ہوتی ہے بے شک وہ لکھیں ان کے فرائض میں یہ شامل ہے لیکن اپنے پاس سے ایک بے بنیاد قسم کی خبر بنا کر quote نہ کیا کریں۔
- اس سے مجھے اپنے سکول کا زلمہ بھی یاد آ گیا کہ جب میں ہائی سکول سالار والا میں پڑھا کرتا تھا تو ہمارے جو استاد تھے انہوں نے کسی بچے سے کوئی سوال کیا تو اس نے بالکل ہی بے بنیاد قسم کا جواب دیا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ جو جواب کتاب میں لکھا ہوا ہے وہ بھی آپ نہیں جانتے جو میں نے پڑھایا ہے وہ بھی نہیں جانتے۔ یہ خود ساختہ جواب آپ کہاں سے لے آئے؟ مصلحت یہ ہے کہ ادھر جو بات ہوتی ہے اس سے ہٹ کر خود ہی جالیٹے ہیں کہ جی فلاں فلاں بات ہے۔ گل کی کارروائی کے بارے میں کئی اخبارات نے لکھا کہ پوری پوری تقریر لکھی ہوئی پڑھی گئی تھی کہ ایوزیشن لیڈر کے بارے میں بھی لکھا گیا تھا کہ انہوں نے پوری تقریر لکھی ہوئی پڑھی ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ یہ صرف میرا مسند نہیں ہے کوئی بھی معزز رکن جب اس ایوان میں on the floor of the House کوئی بات کرتا ہے تو اسے من و عن quote کریں۔ میں یہ بھی نہیں چاہوں گا کہ کسی کی favour کر دی جانے اور کسی کی مخالفت کر دی جائے۔ بہر حال جو بات اس ایوان کے اندر ہو وہی صحیح طریقے سے quote کی جانے، شکر ہے۔ رانا مناء اللہ خان صاحب ا

سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05 پر عام بحث

رانا مناء اللہ خان، شکر ہے۔ جناب سیکرٹری بجٹ کی دستاویز جو ہے وہ کسی بھی صوبے یا ملک میں معاشی استحکام لانے کے لئے مرتب کی جاتی ہے اور اس میں پورے سال کے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کا حساب ہوتا ہے۔ آج صوبے کے بجٹ پر بات کرتے ہوئے اگر میں یہ بات نہ کہوں تو

میں سمجھتا ہوں کہ یہ نا اعلیٰ ہو گی کہ دنیا میں کسی جگہ پر معاشی استحکام اس وقت تک نہیں آیا جب تک وہاں پر سیاسی استحکام نہیں آیا۔ سیاسی استحکام کسی بھی معاشرے، کسی ملک، کسی منیت میں معاشی استحکام کے لئے ایک pre-requisite ہے۔ میرے صوبے میں، میرے ملک میں انتظام اللہ تعالیٰ معاشی استحکام آنے کا لیکن اس سے پہلے سیاسی استحکام ہی آنے کا اور وہ آنا بھی ضروری ہے۔ آج اس ملک میں سیاسی عدم استحکام کی انتہا ہے کہ ملک کا جو چیف ایگزیکٹو ہے، جو 14 کروڑ عوام کے منتخب نمائندوں کا منتخب نمائندہ ہے وہ اس حد تک عدم استحکام کا شکار ہے، اس حد تک اس ملک میں سیاسی عدم استحکام ہے کہ اسے روز صبح اٹھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ میں ابھی ہوں۔ ابھی میرے پاس دو چار دن ہیں۔ پہلے انوائس تھیں کہ یہ بجٹ سے پہلے فارغ ہو جائیں گے اس کے بعد اب انوائس آ رہی ہیں کہ بجٹ کے بعد فارغ ہو جائیں گے اور حالت یہ ہے کہ وزیراعظم جلی نے یہاں تک کہ اسے boss کہہ دیا۔ وہی بات کہ اس نے تو اسے ناخدا کہا لیکن وہ اس کا ناخدا بننے کو تیار نہیں۔ میں اس کا بندہ ہوا، وہ میرا خاندان ہوا۔ جلی صاحب کے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے کہ وہ boss بھی کہتے ہیں، ہر طرح کی تہجداری بھی کرتے ہیں اور ہر طرح کی یقین دہانی بھی کرواتے ہیں۔ یعنی چیف ایگزیکٹو اس ملک کے وہ ہیں لیکن قرضوں سے متعلقہ پالیسی جبرل مشرف بیان کر رہا ہے۔ خارج پالیسی jurisdiction اس کی ہے، بات چیت وہ کر رہے ہیں۔ جب یہ صورت حال ہو کہ وہ ادارے جو ملک میں سیاسی استحکام لانے کے ذمہ دار ہیں ان اداروں کو فارغ کر کے پورے ملک کے اوپر ایک فرد واحد کو اس طرح سے مسلط کر دیا جانے کہ کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر سانس بھی نہ لے سکے تو پھر اس ملک میں سیاسی عدم استحکام رہے گا اور جب سیاسی عدم استحکام رہے گا تو پھر معاشی استحکام نہیں آئے گا۔ ہم اس ملک کے لئے اس ملک کے عوام کے لئے، کروڑوں لوگوں کے لئے، غریبوں کے لئے، محنت کشوں کے لئے اس ملک میں جو سیاسی استحکام کی لائی لازمی ہے وہ صرف اور صرف اس لئے لازمی ہے کہ ملک میں معاشی استحکام آئے۔ اس ملک میں بے روزگاری نہ ہو، اس ملک میں غربت نہ ہو، اس ملک میں مسکینی نہ ہو، اس ملک کا کسان خوشحال ہو، اس ملک کا مزدور خوشحال ہو لیکن وہ تب ہی ہو گا جب اس ملک میں معاشی استحکام ہو گا اور معاشی استحکام تب ہو گا جب سیاسی استحکام ہو گا۔ ہم یہ لائی لازمی ہے اور میں آج آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں

دوسری طرف بیٹھنے والے تمام بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ سیاسی استحکام صرف اسی صورت میں آسکتا ہے کہ آپ جمہوریت 'rule of law اور ان اداروں پر ایمان لے آئیں۔ آپ فرد واحد کی غلطہ کرنا محموز دیں، آپ فرد واحد کو خوش کرنے کے لئے اس کے حق میں قراردادیں پاس کرنی محموز دیں۔ آپ ان اداروں کو مضبوط کریں۔ آپ ان اداروں میں بیٹھنے والے لوگوں کو مضبوط کریں۔ آپ ان لوگوں کو مضبوط کریں جو ان اداروں کے نتیجے میں اس ملک کے عکس انصاف ہیں، نہ کہ آپ ایک فرد واحد کی غلطہ کریں۔ آج حالت یہ ہے کہ آپ پنجاب اسمبلی لے لیں، قومی اسمبلی لے لیں، جو بات ہوتی ہے وہ جبرل مشرف سے شروع ہوتی ہے، جو حراج تحسین پیش کرتا ہے وہ جبرل مشرف کو پیش کرنا ہے یعنی اس بے چارے کا نام ہی کہیں نہیں ہے جو اس ملک کا چیف ایگزیکٹو ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کرنل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان، گل کی بات ہے کہ جب بھی بحث سے ہٹ کر کوئی بات ہوتی تھی تو He is to point out categorically. کہ بحث سے concerned بات کریں۔ میں ان کے ایک نکتے پر اتفاق ضرور کرتا ہوں کہ جو اٹو اٹو ہیں کہ یہ تبدیلی آرہی ہے وہ تبدیلی آرہی ہے۔ ان کا غامض ہونا چاہیے I agree to that issue on that aspect. لیکن جہاں تک بات بحث کی آتی ہے تو چاہے وہ پریذیڈنٹ ہو یا کوئی اور کسی سے مشورہ لینا، کسی سے guidance لینا، یہ کہاں پر کھا ہوا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی تین سال سے تجربہ کار ہے، انہوں نے ایک direction دی ہے، کام کیا ہے، ریسرچ کی ہے، محنت کی ہے تو اس سے رہنمائی لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ رانا صاحب، بحث کی طرف ہی آرہے ہیں۔ جی رانا صاحب!

رانا منام اللہ خان، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو فرمایا ہے کہ جو بحث صاحب ہیں ان کو یہ پتا نہیں کہ وہ صاحب کچھ نہیں کر سکیں گے۔ جناب جب تک وہ صاحب اسے کرنے کچھ نہیں دیں گے یہ اتنی صاحب کی ساری کرامتیں ہیں کہ بحث صاحب بھی گھیرے میں آنے ہونے ہیں اور

وزیراعظم صاحب کو بھی علم ہے کہ اس ملک میں اس وقت کتنا سیاسی عدم استحکام ہے اور یہ سیاسی عدم استحکام اس ملک کے معاشی استحکام کی راہ میں بری طرح سے حامل ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کا پچھلے سال کا سالانہ بجٹ 149-ارب تھا۔ اس کے بعد دوران سال اس میں 36-ارب 83 کروڑ 92 لاکھ 10 ہزار روپے کا اضافہ کیا گیا جسے آپ سلیمنٹری بجٹ کہتے ہیں اور یہ بات انتہائی تکلیف اور دکھ کا باعث ہے کہ یہ عطیہ اخلاہ خرچ کس پر کیا گیا یعنی تمام چیزیں non-developmental ہیں۔ میں نے اس میں سے صرف main figures بتائے ہیں، باقی اسی طرح سے ہیں 'purchase of durable goods, purchase of ' کھلی چیز ' purchase of کھلی چیز۔ اس میں 38 کروڑ روپے کا ایک ہتیلی کلنٹریا گیا ہے۔ یہ باعث شرم بات ہے کہ جس صوبے میں غریبوں کا یہ حال ہو کہ ہر سال ایک سرورے رپورٹ کے مطابق 15 ملین افراد خط غربت کو کراس کر رہے ہیں اس میں 38 کروڑ روپے کا ایک ہتیلی کلنٹریا گیا ہے، وزراء صاحبان کے لئے 19 کروڑ روپے کی نئی گاڑیاں خریدی گئی ہیں اور 70 لاکھ روپے کے یہاں پر آنے والے غیر ملکی لوگوں کو گھٹ دینے گئے ہیں۔ یہ نوٹل کوئی 186-ارب 17 کروڑ 92 لاکھ 10 ہزار روپے بنتے ہیں۔ اگر تو اس 186-ارب 17 کروڑ 92 لاکھ 10 ہزار روپے سے اس صوبے میں غربت میں کوئی کمی ہو گئی ہے، اگر مسکلی دور ہو گئی ہے، اگر لوگوں کو ایشیائے خورد و نوش سستے داموں ملنے لگے ہیں، اگر عام آدمی کی انکم میں اضافہ ہو گیا ہے، اگر کس کو بیج اور کھلا سستے داموں ملنے لگے ہیں، اگر کس کی فی ایکڑ میداوار میں اضافہ ہو گیا ہے، اگر اسے پانی وافر فراہم ہونے لگا ہے، اگر گاؤں میں مید تعلیم بڑھ گیا ہے تو پھر تو میں بالکل اس تمام facts and figures سے اتفاق کرتا ہوں اور جیسے کل کچھ دوستوں نے اعتراض کیا کہ facts and figures کے حوالے سے بات ہونی چاہیے تو پھر میں واقعی اس سال کے facts and figures پر آؤں اور میں پیچیدہ پیچیدہ کر کے یہ کوشش کروں، تجویز کروں یا یہ امید کروں کہ آئندہ آنے والے سال میں ان figures میں جو بہتری پہلے آئی ہے وہ اگر 50 فیصد ہے تو اب باقی 50 فیصد بھی آہانے گی اور لوگ آسودہ حال ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! انہوں نے پمھلا سال 186-ارب میں مکمل کیا ہے۔ ہتیلی کلنٹریا سے ہیں، گاڑیاں خریدی ہیں، فرنیچر خریدے ہیں، اسلے تلے اور میاشیاں کی ہیں اور اس سال یہ 185-ارب کا بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ یہ پچھلے سال اس صوبے کی حالت 186-ارب میں بہتر نہیں کر سکے اور

جیسا کہ میں نے تقریباً 8/10 چیزوں کا ذکر کیا ہے کہ ان میں سے کسی ایک چیز میں کوئی وزیر، کوئی فریڈری ممبر اٹھے اور یہ بتانے کہ جناب! اخیانے خوردونوش میں غللی غللی چیز کی قیمتوں میں پچھلے ایک سال میں اتنی کمی آگئی ہے۔ کسان کو بیج اور مکلا اتنا سستا ملنا شروع ہو گیا ہے۔ پانی وافر ملنا شروع ہو گیا ہے تو پھر تو میں تسلیم کر لوں کہ انہوں نے 186-ارب روپے میں اتنے اچھے کام کئے ہیں تو لازمی بات ہے کہ اب یہ ایک ارب روپے خرچ بھی کم کریں گے لیکن بہت اچھے کام کریں گے جبکہ پچھلے سال کوئی فرق نہیں پڑا تو آئندہ سال میں بھی ان facts and figures سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔

جناب سیکرٹری میں اس طرف آتا ہوں کہ اس دفعہ انہوں نے دو تین چیزوں کا بڑا اوپلا کیا ہے۔ ایک تو انہوں نے کہا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے 15 فیصد سرکٹنگ الاؤنس کا اضافہ کیا ہے ہم بھی وہ اضافہ دے رہے ہیں۔ میں ان کی books سے یہ ثابت کروں گا کہ سو فرد اس صوبے کے حکمران ہیں انہوں نے اپنی تمام ضروریات، وہ ٹیلی فون کی ہوں، وہ رینٹ کی ہوں یا وہ تنخواہوں کی ہوں، اس میں انہوں نے 50 فیصد سے لے کر 100 فیصد اضافہ کیا ہے۔ یہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ ہے اور ان کا Organ of State Ministers میں اس میں ایک چیف منسٹر، 41 منسٹر، 5 ایڈوائزر، 5 سپیشل اسسٹنٹ اور 48 پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ انہوں نے پچھلے سال salary کی مد میں 2,46,48,000/- روپے لے، جبکہ اس سال یہ اسی مد میں 3,31,080,000/- روپے لیں گے۔ اب یہ خود اس کی ratio نکال لیں کہ یہ اضافہ 15 فیصد ہے یا اس سے زیادہ ہے؟ ہاؤس رینٹ الاؤنس پچھلے سال انہوں نے 1,32,000,000/- روپے لیا ہے لیکن اس سال یہ 2,11,20,000,000/- روپے لیں گے۔ اس میں بھی اضافہ 15 فیصد سے زیادہ ہے۔ اسی طرح سے باقی تمام معاملات ہیں۔ آگے ٹیلی فون الاؤنسر ہیں، وہ 2,48,00,000/- روپے سے اب یہ 4,32,00,000/- روپے لیں گے۔ اسی طرح سے یہ ٹیلی فون اور ٹرنک کالز میں 3,20,00,000/- روپے خرچ کریں گے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ اخراجات بھی پڑھتے ہیں اور پچھلے سال انہوں نے 8 لاکھ روپے کے اخراجات پڑھے ہیں اور اس سال یہ 8.5 لاکھ روپے کے اخراجات پڑھیں گے تو اسی طرح اس سال یہ کوئی تقریباً تین کروڑ روپے ایک مد میں ہیں اور ایک کروڑ 23 لاکھ روپے ایک مد میں ہیں۔ یہ ان کی discretion ہے کہ یہ جس کو چاہیں دے دیں۔ ان کروڑوں روپے کے بارے میں کوئی آدمی ان سے پوچھنے والا نہیں ہے کہ انہوں نے اسے کہا،

شرح کیا اور کہیں ان کو اس کی ضرورت تھی؟

جناب سیکرٹری انصاف نے اپنے معاملات میں تو سو فیصد ٹیک اور کسی جگہ پر ساٹھ فیصد، پچاس فیصد اور چالیس فیصد اضافہ کیا ہے جبکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس ملک کے ملازمین کو صرف پندرہ فیصد اضافہ ملنا چاہیے۔ اس میں گریڈ 1 کو صرف 281 روپے کا فرق پڑا ہے اور گریڈ 22 بے ضرورت ہی نہیں ہے اس کو کوئی 2600/- روپے کا فرق پڑا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری یہ تجویز ہے کہ کم از کم مسکٹنی الاؤنس ان منسٹرز کے الاؤنسز اور جو تنخواہیں بڑھی ہیں کے برابر کیا جانے اور اس میں پچاس فیصد اضافہ کیا جانے اور گریڈ 1 سے لے کر 17 تک پچاس فیصد اضافہ کیا جانے اور پینشن لوگوں کو ویسے اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بے شک یہ واپس لے لیں اور اس سے جو بچت ہوتی ہے وہ نیچے ملازمین کو دے دیں۔

جناب سیکرٹری انصاف نے دوسری جس بات کا بہت واویلا کیا ہے کہ ہم نے Vision 2020 جس پر انصاف نے باقاعدہ ایک booklet بھی چھاپی ہے اور پریس کانفرنس بھی کی ہے۔

جناب سیکرٹری انصاف کو اردو میں تصور کتے ہیں یعنی خوشحالی کا ترقی کا جو خواب ہے اسے Vision کہا جاتا ہے۔ اگر یہ facts and figures پر مبنی ہو تو پھر یہ vision ہے پھر تو یہ واقعی خوشحالی کا تصور ہے لیکن اگر اس میں کوئی facts and figures نہ ہو اور صرف ڈینگیں ماری ہوں تو پھر یہ ایک دیوانے کا خواب ہے۔ انصاف نے Vision 2020 کی جو دستاویز ہمیں دی ہے اور اس پر انصاف نے جو دھری پرویز الہی لکھا ہے۔ یہ ایک دیوانے کا خواب ہے یہ Vision 2020 نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب سیکرٹری میں آپ کی وسالت سے عرض کروں گی کہ continuous degrading دیوانے کے خواب اگلے تھے قسم کے الفاظ سے پرہیز کیا جانے۔ میں نے نہیں سنا

کہ کبھی اونٹ پر بیٹھ کر کوئی پنجاب کے دوزے کر سکے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ پچھلے زمانے میں یہ چیزیں 'یہ انٹارمیشن ٹیکنالوجی یا امدادات پڑھنے سے communication with public نہ ہوتی ہو۔ ازراہ کرم ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر، محترم وزیر خزانہ خود بتادیں گے۔ آپ رانا صاحب کو بات کرنے دیں۔ جی رانا صاحب!

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! اس دستاویز میں جو facts and figures کا فقدان ہے میں نے اس حوالے سے یہ عرض کیا ہے کہ [*****]

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا منشاء اللہ خان، جناب سپیکر! میری بات پوری تو ہو لینے دیں۔ میں تو بات ہی اور کرنے والا تھا۔ اس پر میں نے کہا ہے کہ یہ دیوانے کا خواب ہے اور اس کے اوپر جو دھری پرویز اہنی کا نام لکھ دیا گیا ہے 'دیوانہ کوئی اور ہے جس نے اس کو مرتب کیا ہے۔ جو دھری پرویز اہنی نے اسے بڑھا بھی نہیں ہے۔ ان کے ساتھ زیادتی یہ ہوتی ہے کہ ان کا نام اس کے اوپر لکھ دیا گیا ہے۔ اس نے ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ آپ ان الفاظ کو حذف کرانے کی زحمت نہ کریں۔

جناب سپیکر! دیوانے کا خواب جو Vision 2020 ہے اس میں دو جگہ ایسے ہیں جن پر ان کا بھی بہت زور ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتھارٹیٹی کے حامل ہیں۔ پہلے تعلیم لیتے ہیں۔ انہوں نے کل تعلیم کی بڑی تعریف کی اور وزیر تعلیم کی بھی بڑی تعریف کی تھی۔ وہ کل شلوار قمیض پہنے ہوئے تھے آج اسی نے سون میں آگئے ہیں۔

جناب سپیکر! اب اس بات کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر ہم نے 2020 کا Vision اس صوبے کے حوام کو دینا ہے تو پھر ہمیں یہ بنانا پڑے گا کہ اس وقت ہمارے سکول جانے والے بچوں کی تعداد کتنی ہے؟ ہمارے پرائمری سکولوں کی requirements کتنی ہیں؟ ذیل

* محکم جناب سپیکر 501 کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سکولوں کی کتنی ہے؟ میٹرک تک کے اداروں کی کتنی ہیں اور اس کے بعد میں کتنے مزید کالج اور یونیورسٹیاں چاہئیں؟ پھر اس کے بعد طلباء کی تعداد میں آنے والے پانچ سال میں اتنا اضافہ ہو گا؟ ان اداروں میں ہمیں اس طرح اضافہ کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد تعلیم کوئی ایسا موضوع نہیں ہے کہ اگر لاہور میں دس کی بجائے بیس کالج کھول دیئے جائیں، ایک یونیورسٹی کی بجائے پانچ یونیورسٹیاں کھول دی جائیں تو سارا پنجاب اس سے مستفید ہو گا۔ اگر لاہور شہر میں پرائمری سکول سو کی بجائے پانچ سو کر دیئے جائیں تو راجن پور میں پڑھنے والے بچے کو اس تعداد کے بڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ پرائمری اور ذل کی سطح پر ان اداروں کا معاملہ تو اس تحصیل یا اس ٹاؤن کی سطح پر ہونا ہے۔ جہاں سے بچوں نے تعلیم حاصل کرنی ہے۔

جناب سیکریٹری وزیر تعلیم یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ انھوں نے جو Vision دیا ہے اس کا صفحہ 22 ہے، جہاں سے یہ شروع ہوتا ہے اور صفحہ 24 پر یہ ختم ہو جاتا ہے۔ ان کے پاس کاپی ہو گی۔ یہ مجھے simple بتادیں کہ اس Vision 2020 کے مطابق 2020 میں district-wise ہمیں کتنے پرائمری سکولوں کی ضرورت ہو گی؟ کتنے ذل سکولوں کی ضرورت ہو گی؟ کتنے کالجوں اور کتنی یونیورسٹیوں کی ضرورت ہو گی اور ان سو سالوں میں مجھے یہ بتادیں کہ انھوں نے وہ کون سا طریقہ کار اور حکمت عملی اپنائی ہے کہ جس کے مطابق سال بہ سال اس صوبے کے عوام کی ضروریات کے مطابق ان تعلیمی اداروں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا؟ یہ صرف سستی شہرت لینے کے لئے انھوں نے کتابیں مفت تقسیم کرنا شروع کر دیں، انھوں نے کہا کہ تعلیم مفت کر دو۔ یہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ 63 ہزار سکول ایسے ہیں جہاں پر نامناسب، نامکمل اور ناکافی سولتیں ہیں اور ان سولتوں میں کیا ہے کہ پوری کی پوری بڈنگ ہی نہیں ہے؟ اگر کوئی گرا سکول یا کالج ہے تو وہاں پر چار دیواری نہیں ہے۔ اگر یہ چیزیں موجود ہیں تو اساتذہ نہیں ہیں، شہروں میں یہ حالت ہے کہ مضمون اور ہے جبکہ بندہ اور لگا ہوا ہے۔

جناب سیکریٹری! یہ مجھے اس ایک سال کا بتادیں کہ پچھلے سال انھوں نے جو سات ارب روپے اس سیکٹر میں خرچ کئے ہیں، اس سے انھوں نے یہ یہ کیوں پوری کر دی ہیں اور آنے والے سال میں یہ تعلیم کے معیار میں اتنے فیصد اضافہ کریں گے؟ یہاں پر کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ یہاں

نہ کوئی fact ہے اور نہ کوئی figure ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ Vision 2020 ہے حالانکہ وزیر تعلیم صاحب کا اپنا ذاتی Vision کوئی نہیں ہے یعنی وہ Visionless Minister ہیں اور جو تصور یا Vision ان میں ہے وہ بھی اتملانی بے راہ روی کا شکار ہے۔ آپ نے یہ دیکھا ہو گا کہ پچھلے پورے سال میں مجھے یہ کوئی ایک پیمانہ ضلع بنا دیں کہ جہاں یہ گئے ہوں یہ بتائیں کہ راجن پوری کتنی دفعہ گئے ہیں؟ راجن پوری کے کسی دور افتادہ کالج، سکول میں یہ گئے ہوں جہاں جا کر انہوں نے دیکھا ہو کہ جو سہولیت نہیں ہیں وہ کس طرح سے پوری ہو رہی ہیں؟ یہ یہ گئے ہیں یہ بھکر گئے ہیں یہ جب اٹھتے ہیں لاہور میں کسی female کالج میں پلے جاتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب بریگیڈیر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، جناب سپیکر! میرے قاضی دوست نے تعلیم کی بات کی ہے اور ان کا نقطہ وزیر تعلیم ہیں۔ آخر میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ کیا وہ کہیں کسی علاقہ میں گئے ہیں؟ دو چیزیں آپ کی وساطت سے میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی تو یہ ہے کہ منسٹر کی پالیسی جتنی ہے 'قانون چلنا ہے اور اس کے باقی جو رخصت کار ایم۔ پی۔ ایز ہیں وہ اپنے اپنے حلقوں میں تعلیمی اداروں کو چیک کرتے ہیں۔ جیسا کہ پچھلے ایک سال میں انہوں نے فرمایا ہے کہ حلقہ نکل کام کیا گیا ہے میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے 55 سال میں وہ ترقی تعلیمی اداروں میں نہیں ہوئی تھی جو کہ پچھلے ایک سال میں ہوئی ہے۔ چار دیواریاں بنی ہیں، کمرے بنے ہیں، واشنگ رومز بنے ہیں اور missing facilities پوری کی گئی ہیں اور وہ بھی بیورو کریسی کے ذریعے نہیں کی گئیں بلکہ عوامی نمائندوں نے نفاذ ہی کی ہے کہ کس سکول میں کس چیز کی کمی ہے۔ اگر ان کو تنقید برائے تنقید کرنی ہے تو کسی اور subject میں کر لیں۔ خدا را اس میں نہ جائیں۔ (نعرہ ہانے تمہیں)

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکرہ۔ جناب سپیکر! بریگیڈر صاحب نے فرمایا ہے کہ منسٹرز پالیسی دیتے ہیں۔ We don't disagree to it. انہوں نے کہا کہ وہاں پر انکیشن کرنا ہمارا کام ہے۔ ان کو privilege کی ایک کاپی مہیا کریں کہ They can only visit the boys school. یہ entitled نہیں ہیں کہ گرز سکولوں کو بھی دیکھیں۔ یہ کیسے inspect کر سکتے ہیں؟ He should know کہ inform کرنے کے بعد کر سکتے ہیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے پیسہ و رازہ انتظامی ترقی، جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی نے یہ direction پاس کی ہے کہ ایم۔ پی۔ ایگز سکولوں اور ہسپتالوں کو visit کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! بریگیڈر صاحب! شکرہ۔ کارروائی کو چلنے دیں۔ جی رانا عطاء اللہ خان صاحب! رانا عطاء اللہ خان، جناب سپیکر! جب تعلیم کی بات ہوگی تو وزیر تعلیم کے متعلقہ ہی بات ہوگی۔ کل جتنی بھی تعلیم کے متعلق باتیں ہوئی ہیں تو ان میں وزیر تعلیم صاحب دیوانوں کی طرح خود ڈیک بجاتے رہے ہیں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، پروٹنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب!

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! اسمبلی میں خواتین بھی بیٹھی ہیں، مذہب زبان استعمال کی جانے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ بار بار انہ کر وہ گری ہوئی زبان استعمال کرتے ہیں۔ یہاں بحث پر بحث ہو رہی ہے یا شخصیات کے dresses پر بحث ہو رہی ہے؟ انہوں نے اپنے دور میں تعلیم میں کیا ترقی کی تھی؟ کیا انہوں نے کبھی سکول جا کر دیکھا بھی ہے؟ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ جی رانا صاحب!

رانا عطاء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ جو Vision 2020 ہے انہوں نے ذیہد مغلے میں یہ vision دیا ہے اور اس Vision میں کوئی facts and figures نہیں ہیں، کوئی طریقہ کار ہی انہوں نے discuss نہیں کیا کہ ہم اس طریقہ کار سے جو اس وقت missing facilities ہیں ان کو پورا کریں گے اور آئندہ پانچ سال میں even stage پر آجائیں گے اور اس کے بعد ہم مستقبل کی

requirements پوری کریں گے اور نہ ہی انہیں اس بارے میں کوئی اعتراض ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کی پالیسی چلتی ہے۔ بالکل ٹھیک ہے پورے پنجاب میں ان کی پالیسی چلتی ہے، انہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا جو لاہور میں female colleges ہیں وہاں پر ان کی پالیسی نہیں چلتی؟ وہاں یہ روز گئے ہوتے ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ ان کا اپنا ویرن بے راہ روی کا شکار ہے اور انہوں نے محکمہ ایجوکیشن کو کوئی ویرن نہیں دیا یہ ایجوکیشن کے حوالے سے بالکل ایک دیوانے کا خواب ہے۔ اس میں قطعاً کسی قسم کا ایجوکیشن پر کوئی ویرن نہیں ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ ہم نے تعلیم مفت کر دی ہے۔ یہ بالکل ایک ڈھونگ اور سیاسی نعرہ ہے، اس سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ سرکاری سکول لاہور شہر میں بھی واقع ہیں، دیگر شہروں میں بھی واقع ہیں، دور افتادہ دیہات میں بھی واقع ہیں۔ اب شہری علاقوں میں جو سرکاری سکول واقع ہیں وہاں پر جو لوگ رہتے ہیں وہ فیس ادا کر سکتے ہیں، انہیں بھی معاف کر دیا۔ جہاں رورل ایریا میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو فیس ادا کر سکتے ہیں اور برداشت کر سکتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوں گے جو نہیں ادا کر سکتے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے جو نظام چل رہا تھا کہ سکول کے ہیڈ کی یا سٹافی لوگوں کی ایک discretion تھی کہ اتنے فیصد لوگوں کی وہ فیس معاف کر سکتے ہیں یا تو وہ جن لوگوں کو غریب سمجھیں ان کو وظیفہ دیں اور ان کی فیس معاف کریں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آپ اسے 100 فیصد کر دیتے۔ میں اب بھی ان کو یہ تجویز دیتا ہوں کہ آپ سرے سے فیس کو معاف کر کے اپنا بھنڈا گانے کی کوشش مت کریں کہ ہم نے تعلیم مفت کر دی۔ آپ ایسا کریں کہ 100 فیصد کر دیں کہ جو لوگ یہ برداشت نہیں کر سکتے ان کو آپ فیس معاف کر دیں لیکن ایسی جگہوں پر جہاں لوگ فیس برداشت کر سکتے ہیں انہیں فیس معاف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح سے انہوں نے کہا کہ ہم نے 200 روپے وظیفہ دینا ہے، وہ بھی ایک کریشن کا ذریعہ ہے۔ پچھلے سال انہوں نے اس سلسلے میں جتنا پیسا خرچ کیا ہے اس سے قفسی طور پر on ground کسی قسم کی بہتری نہیں آئی۔ اس لئے یہ صرف پیسے کا زیاں ہے۔ انہیں چاہیے کہ جو missing facilities ہیں، جہاں پر بلڈنگ نہیں ہے، جہاں پر اساتذہ نہیں ہیں، جہاں پر بجلی نہیں ہے، جہاں پر چار دیواری نہیں ہے وہ مہیا کریں۔

میں ماجد نواز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی 'میں صاحب!

میں ماجد نواز، جناب سپیکر! میں فاضل دست سے پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے کس طرح سے اندازہ لگایا کہ اس locality میں غریب بچہ نہیں ہے، سارے امیر ہیں۔ یہ اس چیز کا تو احساس کریں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی 'رانا صاحب!

راناثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انہوں نے نہیں سمجھا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ہر locality میں نہ سارے امیر ہوتے ہیں نہ سارے غریب ہوتے ہیں کچھ امیر ہوتے ہیں اور کچھ غریب ہوتے ہیں کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ سرکاری سکول کی فیس برداشت کرنے کے لئے زیادہ امیر ہونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ ان سکولوں میں تعلیم مہیا کریں۔ سرکاری سکولوں میں تعلیم نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ وہاں پر نہ اساتذہ ہیں نہ بلڈنگ ہے نہ بجلی ہے نہ چار دیواری ہے۔ سب سے پہلے missing facilities پوری کریں وہاں پر تعلیم دیں اس کے بعد اسے میٹری کریں اور اس کے بعد اس کو سستا کریں۔

دوسرا اہم حکمہ زراعت کا ہے۔ اب وزیر زراعت لودھی صاحب ہیں تو ان کے متعلق تو یہی

کہا جاسکتا ہے کہ

ہونے تم وزیر جس کے دشمن اس کا آسوں کیوں ہو

جناب سپیکر! ایگریکلچر میں یہ جو Vision ہے میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب نے خود بھی

نہیں پڑھا ہو گا۔ اب اس منسٹر ایوان کو یہ علم ہے کہ اس ملک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں انتہائی زر خیز زمین دی ہے، بہترین افرادی قوت اور محنتی لوگ دینے ہیں۔ پانی کے وسائل دینے ہیں لیکن اس کے باوجود ہماری ٹی ایکڑ پیداوار کم ہے۔ دنیا کے باقی ممالک سے بہت کم ہے۔ ہمارے ساتھ جو انڈین پنجاب ہے اس کے ساتھ بھی اگر تقابل کریں تو ہماری ٹی ایکڑ پیداوار ان سے بھی کم ہے۔ اب یہ ویرن 2020 ہے۔ انہوں نے صفحہ نمبر 37 پر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایگریکلچر منسٹر صاحب کے پاس

کتاب بھی نہیں ہے۔ وہ اس کو پڑھ لیں کہ انہوں نے اس میں کسی جگہ اس مسئلے کو touch بھی کیا جو کہ ہمارے ملک میں فی ایکڑ پیداوار کم ہے اس کی یہ وجوہات ہیں اور ان وجوہات کو دور کرنے کے لئے یہ لائحہ عمل اختیار کر رہے ہیں۔ اس میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے کسان کو subsidy نہیں ملی۔ پوری دنیا میں کسان کو اس کے حق کے طور پر subsidy دی جاتی ہے۔ انڈین پنجاب میں کھلا اور بیج پر interest free loan دیا جاتا ہے۔ اب یہ اس بات سے غوش ہو رہے ہیں کہ ہم یہ ریٹ 9 فیصد سے آٹھ فیصد پر لے آئے ہیں جبکہ دنیا میں بیج اور کھلا پر قرض interest free دیا جاتا ہے۔ انڈین پنجاب میں بھی یہی صورت حال ہے وہیں پر زرعی مقاصد کے لئے جو بجلی کا استعمال ہے اسے وہ 50 فیصد پر لے آئے ہیں اور اب وہ سوچ رہے ہیں کہ اسے مفت کر دیا جائے۔ یہاں پر ہمارا قطعاً کسی قسم کا ایسا کوئی فارمولا نہیں ہے۔ اگر فی ایکڑ پیداوار نہیں بڑھے گی اس کے inputs کی قیمتیں نہیں بڑھیں گی یہ تو بڑے شوق سے فرماتے ہیں کہ گندم کی قیمت اڑھائی سو روپے پونے تین سو روپے تھی ہم نے اسے 350 روپے کر دیا لیکن یہ نہیں جانتے کہ کھلا کی پوری کی قیمت جو پہلے 670 روپے تھی اب ہزار روپے فی پوری کر دی گئی ہے جو تین سو روپے تھی وہ چار سو روپے کر دی گئی ہے۔ یہ تو ایک ہاتھ سے ریٹیف دیا اور دوسرے ہاتھ سے واپس لے لیا گیا ہے۔ inputs جو ہیں 'کھلا ہے' بیج ہے pesticides ہیں جب تک آپ ان کو سستا نہیں کریں گے آپ کسان کو کس طرح اس قابل کریں گے کہ وہ زیادہ پیداوار حاصل کرے اور زیادہ زرعی پیداوار سے اس ملک کو خوشحال کرے؟

جناب سپیکر ایہ جو دیوانے کا خواب ہے اس میں agriculture sector میں یہ صفحہ 37 سے 40 تک ہے۔ اس میں کسان کو کسی قسم کا کوئی ریٹیف نہیں دیا گیا اس کی inputs کے بارے میں اس کو interest free loan کے بارے میں اس کو زرعی مقاصد کے لئے بجلی خرچ کرنے کے بارے میں کوئی ایک بات وزیر صاحب مجھے نکال کر دکھادیں تو میں اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار ہوں ورنہ میں اس بات میں حق پنجاب ہوں کہ یہ جو وزیر زراعت ڈیزہ سال سے وزیر زراعت ہیں۔ مجھے ان پر افسوس یہ ہے کہ یہ 1985 سے وزیر پہلے آ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے Vision 2020 میں کسان کے بنیادی مسائل میں سے کسی ایک مسئلے کو بھی touch

نیک نہیں کیا۔ یہ جو بنیادی جھگے ہیں ایجوکیشن کا جس میں ان کا ایجنڈا ہے اور زراعت میں بھی ان کا ایجنڈا ہے ان کے متعلق اس Vision میں نہ اس سال کی figure ہے نہ اس سے اگلے سال کی کوئی figure ہے اور اس پر انہوں نے کلمہ دیا ہے کہ Vision 2020۔ یہ انہوں نے خیالی پلاؤ پکایا ہے کہ جیسے یہ اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بینہ کرا ایک دوسرے کی تقریبن کرتے ہیں لیکن اس سے نہ تو تعلیم کامیاب بہتر ہو گا اور نہ ہی زراعت میں کوئی بہتری آنے گی۔

جناب سپیکر! اب میں اس طرف آؤں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم 10 لاکھ روزگار کے مواقع فراہم کریں گے۔ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب تشریف فرما ہیں ان کے علم میں یہ بات ہو گی۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ 6 فیصد شرح نمو ہو گی اور 10 لاکھ کے حساب سے ہم روزگار کے مواقع پیدا کرتے چلے جائیں گے اور 2030 تک فی کس آمدنی 2 ہزار ڈالر ہونے لگی اور اس طرح پورا پنجاب بے روزگاری سے ہمت کر روزگار کی طرف چلا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک صحیح اندازے کے مطابق انہیں پرائیویٹ سیکٹر میں 540 ارب روپے کی investment چاہیے۔ اب مجھے یہ کارمولاجیوں کہ انہوں نے پرائیویٹ انڈسٹریل سیکٹر میں وہ کون سی سوتیں دی ہیں یا پرائیویٹ سیکٹر کو انہوں نے کس انداز میں back up کیا ہے اس کو آگے لائیں کہ جس کی وجہ سے اتنی بڑی investment اس صوبے میں آنے لگی اور اس کے آنے کی وجہ سے دس لاکھ لوگ برسر روزگار ہو جائیں گے؟ یہ اسما بھوت ہے اور یہ بات اپنی بات کو بڑھانے کے لئے کی گئی ہے۔ ان میں دس لاکھ افراد کو روزگار دینے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ نہ تو پرائیویٹ سیکٹر میں ہے نہ ہی پبلک سیکٹر میں ہے اور نہ ہی دونوں کے اشتراک میں ہے اور یہ بات انہوں نے صرف اور صرف اس لئے کی ہے کہ یہ جت تقریر کو تھوڑا سا بہتر کر لیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے انہوں نے پانچ مرے کے مکانات سے براہری فیکس صاف کر دیا ہے۔ یہ کے معلوم نہیں ہے کہ اس نیک کام کے لئے ایوزیشن کی طرف سے یہاں پر قرارداد پیش کی گئی تھی اور گورنمنٹ نے اسے oppose کیا تھا؟ یہ بات on record ہے کہ ایکسٹرنسٹر نے اس دن اس قرارداد کو oppose کرنے میں پورا زور لگایا تھا لیکن اس معزز ایوان میں پٹھے معزز اراکین نے ان کی بات کو تسلیم نہیں کیا اور اس وجہ سے یہ قرارداد واپس ہو گئی۔ اس کے بعد اس

قرار داد پر تین موقعوں پر بت ہوئی لیکن ہر مرتبہ انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا تو پانچ مرتبے کے مکان پر پراپرٹی ٹیکس کی سٹائی کا کریڈٹ اس ایوان کو جاتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ قرار داد ادھر سے آئی تھی لیکن ہم یہ بار بار کہتے ہیں اور ہماری حکومت بھی یہ کہتی ہے کہ جب بھی اپوزیشن مثبت انداز سے کوئی بات کرے گی تو اس کا جواب ہم انشاء اللہ مثبت انداز سے ہی دیں گے۔ کریڈٹ حکومت اور نرریری پنچر کے اراکین کو جاتا ہے کہ جنہوں نے اپنے وزیر صاحب کو بھی درخواست کی کہ یہ ایک جائز کام ہے اس کو ہونا چاہیے اور ہم نے اس قرار داد کو پاس کروایا کیونکہ اکثریت ہمارے پاس ہے۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! کو صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ نرریری پنچر نے اپنے وزیر صاحب کو درخواست کی اور اس کے بعد اس قرار داد کو پاس کروایا گیا۔ اس معزز ایوان کا ریکارڈ گواہ ہے اور مجھے وہ منظر بھی یاد ہے کہ اس وقت چیز پر ذمہ سپیکر صاحب تشریف فرما تھے اور اس وقت قانون کی کتابیں ایکسٹرنسٹر صاحب نے اپنی بٹل میں لی ہوئیں تھیں۔ وہ ایسے کبھی دائیں اور کبھی بائیں حرکت کر رہے تھے اور راجہ صاحب نے بھی بڑی کوشش کی، یعنی ان تمام لوگوں نے اس کو oppose کرنے کی کوشش کی لیکن میں نرریری پنچر کے دوستوں، معزز اراکین کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کو سلام پیش کرتا ہوں کیونکہ اس قرار داد کو اس ایوان نے پاس کیا اور یہ اس ایوان کا اعزاز ہے کہ اسے بہترین انداز سے پاس کیا گیا اور میں ذمہ سپیکر صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو روٹنگ دی اس کو واپس نہیں لیا۔

جناب سپیکر، آپ وزیر اعلیٰ کو بھی خراج تحسین پیش کر دیں کہ جنہوں نے یہ اعلان کیا۔ جی رانا

صاحب!

رانا مناء اللہ خاں، جناب سپیکر اہم وزیر اعلیٰ پنجاب، کو اس دن ٹراج تحسین عتیدت عیش کریں گے جب وہ اس ایوان کی طرف سے پاس ہونے والے تمام resolutions پر عمل کریں گے۔ ابھی تک وہ تو تمام کے تمام pending پڑے ہیں۔ پانچ مرنے کے مکانات پر یہ جو پراپرٹی ٹیکس معاف ہوا ہے اس کا بلاشبہ کریڈٹ اس معزز ایوان کو جاتا ہے اور بالخصوص ذہنی سپیکر صاحب کو جو اس دن جینرل تشریف فرماتے انہوں نے باوجود اس کے کہ راجہ بھارت صاحب نے جس طرح کلی وہ آپ کو direction دے رہے تھے اس دن بھی بڑی direction دی مگر انہوں نے روٹنگ واپس نہیں لی۔ ورنہ اس دن بھی خطرہ تھا کہ حکومت زبردستی روٹنگ واپس کر والے می اور پھر ٹلیڈ یہ جو اس صوبے کے غریبوں کا بھلا ہوا ہے وہ بھی نہ ہو سکتا۔

جناب سپیکر ایہ ایک اور بڑی بات کرتے ہیں کہ ہم نے ایک اور کمی کی ہے۔ کس بات میں کمی کی ہے؟ کہتے ہیں کہ ہم نے رجسٹریشن فیس میں دو فیصد کمی کر دی ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ پراپرٹی خریدتا کون ہے اور بیچتا کون ہے؟ یہاں پر لوگوں کے پاس دوانی لینے کے لئے پیسے نہیں ہیں، یہاں پر تو لوگ روٹی کھانے کو ترستے ہیں اور آپ یہاں پر پراپرٹی خریدنے اور بیچنے پر ڈیوٹی معاف کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے یہ عام آدمی کا بخت پیش کیا ہے، عام آدمی کو ہم نے ریٹیف دے دیا ہے۔ مجھے یہ جانتیں کہ اس سال میں انہوں نے وہ کون سی ماہ اس بجٹ میں رکھی ہے جس کو بروٹے کار لانے سے اس ملک میں روٹی سستی ہو جانے گی، اس ملک کے غریبوں کو ہسپتالوں میں دوانی منا شروع ہو جانے گی، اس ملک میں دوانی سستی ہو جانے گی، اس ملک میں تھانوں میں انصاف منا شروع ہو جانے گا؟ یہ اس بجٹ میں ایک ارب روپے صرف بیٹی کاپنر اور گاڑیوں پر تو خرچ کر سکتے ہیں کیا یہ ایک ارب روپے اس ملک کے کسانوں کو subsidy نہیں دے سکتے۔ یہ اعلان کریں، میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ کم از کم اس سال دس ارب روپے کی subsidy کسانوں کو دی جائے۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سپیکر ایہ ممکن ہے۔ یہ سلیمنٹری بجٹ ہے جس میں میں آپ کی توجہ اس جانب دلاؤں گا کہ اس میں ڈیمانڈ نمبر 20 ہے جس میں Anticipated Excess Expenditure ہے۔ اس میں انہوں نے 12 ارب 27 کروڑ 13 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں یعنی انہوں نے یہ رقم

سیلفٹری بجٹ میں خرچ کی ہے اور یہ آئٹم نمبر 1 ہے۔ اس میں انہوں نے جو تفصیل یہاں پر دی ہے وہ یہ ہے کہ:

An amount of Rs. 12,27,13,00,000/- is required to meet the anticipated excess expenditure on account of purchase of 10 lac metric ton wheat during the current financial year 2003-04

اگر آپ اس کی رقم فی 40 کلوگرام نکالیں تو وہ اس سے کہیں زیادہ اور ہے جو اس ملک کے کسان سے خریدتے ہیں اور جب یہ 12-ارب روپے اس طرح سے اسرجنسی میں خرچ کر سکتے ہیں اور باہر سے گندم منگوا سکتے ہیں تو اگر یہی اس 12 میں سے 10 ارب روپے اس ملک کے کسانوں کو subsidy میں دیں انہیں inputs سستی کر کے دیں انہیں کھلا سستی مہیا کریں انہیں بیج مہیا کریں پانی دیں بجلی مفت دیں تو یہی 12-ارب روپے انہوں نے جو ادھر خرچ کیا ہے اس سے ملک میں سبز انقلاب آسکتا ہے۔ یہ ملک گندم اور دوسری اجناس میں خود کفیل ہو جانے کا اور یہ بتائیں کہ انہوں نے اس سال ایگریکلچر کے لئے اور دوسرے سیکٹرز میں جو allocations رکھی ہیں ان میں سے کوئی ایک مجھے ذیامند بتائیں کہ اس ذیامند کے خرچ کرنے سے اس ملک کے کسان کو یہ relief پہنچے گا اور اس سے یہاں پر فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر! نہ تو اس بجٹ سے اس ملک سے بے روزگاری ختم ہو گی نہ اس بجٹ سے اس ملک کے محنت کش کی آمدن میں اضافہ ہوگا نہ ہی اس بجٹ سے غریبوں کو مفت دوائی ملنے لگے گی نہ ہی اس بجٹ سے ادویات کی گرانی میں کوئی کمی آنے کی نہ ہی اس ملک کے کسان کو relief ملے گا نہ ہی اسے inputs کی قیمتوں میں کوئی کمی ملے گی نہ ہی اسے کوئی سب سڈی ملے گی تو پھر یہ بجٹ صرف [***] انہوں نے ہمیں جاننے کے لئے facts and figures کا ایک گورکھ دھندا اتار کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

زانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس سے مزید یہ سبیلی کامز میں گئے مزید کاریں میں گئے مزید durable goods اور اسی طرح سے ان القوں تلفوں میں جس میں انہوں نے پچھلے سال

* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

186-ارب روپے اس قوم کی، اس ملک کی، اس صوبے کی، خون پینے کی کھٹی خانقہ کی ہے اسی طرح
 185-ارب روپے بھی خانقہ ہوں گے کیونکہ اس میں کوئی Vision نہیں ہے، کوئی پالیسی نہیں
 ہے، کوئی طریقہ کار نہیں ہے اور ہم اس بات پر بھرپور احتجاج کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس بجٹ
 کو اس طرح سے amend کیا جانے کہ جس سے اس ملک میں مہنگائی دور ہو، جس سے اس ملک کے
 محنت کش کی آمدنی میں اضافہ ہو، جس سے خورد و نوش کی چیزیں سستی ہوں، مہنگائی الاؤنس 15 فیصد
 کی بجائے 50 فیصد ہو اور اس ملک کے کسانوں کو سب سڈی دی جانے تاکہ یہ صوبہ خوشحال ہو سکے ورنہ
 یہ بھر صرف ان کا Vision ہے، یہ وزیر زراعت ہیں اور یہ وزیر تعلیم ہیں باقی اس کے علاوہ اور کوئی
 چیز نہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ رانا صاحب!

وزیر زراعت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، لودھی صاحب!

وزیر زراعت، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں چاہتا تو نہیں تھا کیونکہ اس کا جواب میں اور ایجوکیشن منسٹر
 اپنی باری پر دیں گے کیونکہ I know the rules and regulations of that لیکن ایک بات
 رانا صاحب کی خدمت میں ضرور کروں گا کہ جب یہ statement پڑھا رہے تھے یا بجٹ پر غور کر
 رہے تھے یا Vision کی بات کر رہے تھے تو میرے خیال میں یہ دیوانے کا خواب نہیں ہے۔ رانا
 صاحب خود گہری نیند میں سوتے ہوئے تھے اور ان کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ اس میں کیا لکھا ہے اور
 ہم نے کسانوں کے لئے کیا کیا پیکیج announce کیا ہے؟ صدر مملکت نے کیا ہے، ہم نے کیا ہے
 اور ہم subsidy اس لئے نہیں دے رہے کہ W.T.O coming up ہم اس میں مضبوط پاؤں پر
 جائیں گے، ہم بھیک مانگ کر نہیں جائیں گے۔ ہم انشاء اللہ اپنے کسانوں کو اپنے وسائل میں رہ کر
 best پیکیج دے رہے ہیں اور ہم اپنے کسانوں کو تفصیل سے بتائیں گے کہ ہم نے کیا کیا دیا ہے؟
 جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، چودھری نذر حسین گوندل صاحب!

چودھری نذر حسین گوندل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک کا موازنہ اور
 بڑے عرصے کے بعد ٹیکس فری بجٹ اور ایجا بجٹ پیش کرنے پر حکومت پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب
 چودھری پرویز الہی صاحب، وزیر خزانہ جناب حسین بہار خان دریشک صاحب، بھد کابینہ کے اراکین

اور مختلف محکمہ جات کے سربراہان اور ان کے محلے نے جس تنگ و دو اور محنت سے ایک مہلکی بجٹ پیش کیا ہے اس پر اپنی طرف سے اور اس ایوان کی طرف سے آپ کی وساطت سے ان تمام احباب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا ہر حکومت جو بھی آتی ہے وہ اپنی طرف سے یہ کوشش کرتی ہے کہ اس کا سالانہ میزانیہ بہتر سے بہتر ہو اور وہ زیادہ سے زیادہ عوام کو ریٹیف دے سکے لیکن اصل بات یہ ہوتی ہے کہ جو بھی حکومت بجٹ پیش کر رہی ہے اس کے وسائل کیا ہیں؟ اس کے اخراجات کیا ہیں؟ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کس سمت میں ہیں اور اس کی آمدنی کے کیا ذرائع ہیں؟ اس کے خزانے کی کیا پوزیشن ہے؟ اگر دیکھا جائے تو ساڑھے ادواریں 1980 کی دہائی کے بعد سے لگاتار اس ملک کی اور اس صوبے کی صورت حال جو ہوتی رہی ہے کہ ترقیاتی اخراجات بھی درست طور پر صرف نہ ہونے اور غیر ترقیاتی اخراجات وہ ترقیاتی اخراجات کے مقابلے میں کہیں زیادہ رہے اور اس میں یہی چیز تعین ہوتی گئی کہ حکومت کے مالی وسائل بد سے بدتر ہوتے گئے، حکومت کی بجٹ نہ ہوتی، اخراجات زیادہ ہونے تو جو مزید قرضے لے جاتے تھے انہیں واپس کرنے کے لئے منگنی شرح سود پر قرضے لے گئے اور معیشت بچانے بہتر ہونے کے تنزیلی کی طرف جاتی رہی۔ اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ان سالوں کی صورت حال ملاحظہ فرمائیں کہ سابقہ پانچ سالوں میں 1999 کی اگر آپ صورت حال دیکھیں کہ ملک کی اور صوبے کی کیا صورت حال تھی کہ صرف ملازمین کو تنخواہیں دینے کے لئے کسی سربراہ مملکت کو دوست بیرون ملک جانا پڑتا تھا تاکہ وہاں سے کچھ لایا جائے اور اپنے ملازمین کو تنخواہ دی جائے، جب ملک کی یہ صورت حال ہو تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی مالی صورت حال انتہائی اتر ہے لیکن آج الحمد للہ آپ دیکھیں کہ اس حکومت کی دو سہ کارکردگی اور جناب پرویز مشرف کی پانچ سہ کارکردگی اس نچ پر ہماری معیشت کو لے آئی ہے کہ ہم نے جو قرضے منگے سود پر لے رکھے تھے الحمد للہ وہ آج واپس کر رہے ہیں اور وہ قرضہ جو آپ کو 18 فیصد پر ملتا تھا آج الحمد للہ وہی قرضہ نصف فیصد پر مل رہا ہے۔ اب آپ آئی۔ ایم۔ ایف کے چکر سے نکل چکے ہیں اور الحمد للہ اب آپ کو قرضے سسٹے اور کم شرح سود پر مل رہے ہیں۔ آپ کی معیشت بہتر ہو رہی ہے۔ آپ کے جتنے ہی محکمہ جات ہیں ملاحظہ فرمائیں 'رانا محمد اللہ صاحب نے محکمہ تعلیم کی بات کی' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی فنڈی درست ہے لیکن جو سکولوں کی اتر حالت ہے وہاں بجلی نہیں ہے، پانی نہیں ہے، چار دیواری نہیں ہے تو کیا اس موجودہ حکومت نے سکولوں کی یہ حالت ان دو سالوں میں کی ہے؟ نہیں ان سکولوں کی

یہ حالت ساہجہ اٹھارہ سالوں سے چلی آرہی ہے۔ نہ تعمیرات درست کی گئیں نہ ان کی ضروریات پوری کی گئیں۔ اب الحمد للہ پچھلے سال حکومت پنجاب نے سکولوں کی missing facilities پوری کرنے کے لئے چھ ارب دینے تھے۔ ہر ڈسٹرکٹ کو پندرہ کروڑ روپے ملے تھے اور اس سال الحمد للہ اسی مد میں سات ارب روپے رکھے گئے ہیں اور اس سے ہر سکول کی چار دیواری، بجلی، پانی اور کمرے تعمیر ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حالات اسی طرح چلتے رہے تو انشاء اللہ تعلقہ اگلے چند سالوں میں ہر سکول کی جتنی بھی ابتدائی ضروریات ہیں وہ پوری ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! اب صحت اور زراعت کی طرف آئیں تو اس حکومت نے نہ صرف بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لئے بلکہ ریسرچ کے لئے بھی بہت رقم رکھی ہے۔ جب تک آپ عالمی دنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے طریقوں میں ریسرچ اور جدت پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک آپ بین الاقوامی اقامت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ زرعی ترقیاتی بنک کے interest کی کارکردگی دیکھیں کہ بنکوں کا زمینداروں کے لئے سود 14 سے 8 فیصد آ گیا ہے جبکہ ساہجہ دور میں یہ 9 سے بڑھ کر 14 فیصد تک چلا گیا تھا۔ آج جو یہ تنقید کرتے ہیں کہ 9 فیصد کم ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے دور حکومت میں تو یہ 12 سے 14 فیصد کیوں ہو گیا تھا؟ اس وقت انہوں نے احتجاج کیوں نہیں کیا؟ ہم الحمد للہ دو سالوں میں 14 سے 9 فیصد تک لائے ہیں اور انشاء اللہ تعلقہ باقی تین سال جب پورے ہوں گے تو یہ 9 سے 5 فیصد ہوگا۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ زرعی نظام کو دکھیں کہ حکومت کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ اب جدید طریقوں کے مطابق کھانے بن رہے ہیں، مکتہ ہو رہے ہیں، پانی کی بچت ہو رہی ہے، اس کا استعمال صحیح ہو رہا ہے، جب زمیندار کو پانی وافر مقدار میں ملے گا تو وہ صحیح استعمال کرے گا تو اس طرح صرف ایک زمیندار کا ہی نہیں بلکہ پورے ملک کا فائدہ ہوگا۔ میں اس ضمن میں حکومت پنجاب سے یہ عرض کروں گا کہ جب پانی کی وافر مقدار ہوگی یا جب جدید ذمہ تیار کرنے سے پنجاب کے حصے میں پانی خالصتاً آنے کا تو اس وقت پنجاب کے وہ علاقے جن کی زمین بھی زرخیز ہے لیکن زیر زمین پانی نہیں ہے وہ زیر کاشت آنے گی۔ وہ زمین ملک پاکستان کے لئے بہترین زمین ہے تو اولین ترجیح پر ان علاقوں میں جدید تعمیر کی جائیں تاکہ ان لوگوں کے ساتھ ساتھ پاکستان اور پنجاب کی economy کا فائدہ ہو۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ سب سے اہم علاقہ جلال پور خوشاب کینال کی بجٹ میں تجویز رکھی گئی ہے تو میں اس floor سے حکومت پنجاب کو عرض کروں گا کہ جب کبھی بھی ان کے حصے کا پانی بڑھے تو اس

نہر جلال پور غوثب کینال کو ترجیحی بنیادوں پر تعمیر کیا جائے۔ حکومت کی جس لحاظ سے جو بخت ہوئی ہے اسی لحاظ سے آمدنی بڑھی ہے، آمدنی میں اضافہ ہوا ہے تو اس میں اگر ہم اس شخص کی تعریف نہ کریں جس کی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ پرویز مشرف صاحب بجا طور پر اس تحسین کے حق دار ہیں اور ہم ان کی درست پالیسیوں کی وجہ سے ان کی تعریف کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! میں الیونیشن سے صرف یہ عرض کروں گا کہ اگر انہوں نے بجٹ پڑھا اور دیکھا ہے تو وہ تجویز دیں کہ اس میں رقم کم ہے، اس میں زیادہ ہونی چاہیے اور اس میں رقم زیادہ ہے اسے کم ہونا چاہیے، گھٹنا بڑھا کر اور ترتیب دے کر اس طرح اپنا موقف بیان کریں۔ صرف یہ تنقید نہ کریں کہ تسلیم بھی ٹھیک نہیں ہے، زراعت بھی ٹھیک نہیں ہے اور اس لحاظ سے درست نہیں ہو رہا تو یہ صرف تنقید برائے تنقید ہے۔ اگر ان کی طرف سے درست آراء آتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب ان کی جو بھی اہمی تجویز ہوگی وہ بجٹ میں ضرور شامل کرے گی، ہم ترمیم شامل کریں گے، ان کی درست cut motion کو تسلیم کریں گے لیکن اگر تنقید برائے تنقید ہو تو وہ درست نہیں ہے۔ یہ اگر خود کہتے ہیں کہ یہ دیوانے کا خواب ہے تو میں یہ کہوں گا کہ دیوانوں کو خواب آیا ہی کرتے ہیں، یہ خواب میں نہ رہیں بلکہ حقیقت میں آئیں اور بجٹ کے لئے اصلاحی چیزیں پیش کریں، اس کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد ہو گا۔ بہت مہربانی (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ، مولانا غلام فرید صاحب!

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، بِنِیْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ میں اس بجٹ کے متعلق تنقید برائے تنقید کا اپنے آپ کو شکار نہیں جاؤں گا، اعتراض برائے اعتراض کرنا آسان بات ہے، تنقید برائے تنقید اہمی بات نہیں ہے اس لئے میں اس طرف نہیں جاؤں گا۔ بجٹ میں چند چیزیں یقیناً ایسی موجود ہیں کہ اس سے پہلے ادوار میں کوئی حکومت ان کو پیش نہیں کر سکی اور مجموعی لحاظ سے میں بجٹ کو اچھا تصور کرتا ہوں۔ چاہے یہ بات میرے دوستوں کو اور میری پادری کو اہمی نہ لگے لیکن میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر بیگز۔

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کروں گا کہ بجٹ مجموعی لحاظ

سے اچھا ہے، بعض غامیوں میں موجود ہیں، میں ان کی تفصیل بیان نہیں کرنا چاہتا، میں صرف ایک غامی کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ اس بحث میں یہ بات کسی گنی کہ سینٹا گھروں کے مالکوں سے پہلے تیس فیصد ٹیکس لیا جاتا تھا اب ان کے ٹیکس کو کم کر کے پندرہ فیصد کر دیا گیا ہے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ سینٹا گھر بد معاشی پھیلانے کے مرکز ہیں، فحاشی، عریانی اور بے حیائی پھیلانے کے مرکز ہیں۔ ایسے گندے مراکز کو یہ رعایت دینا کہاں کا انصاف ہے؟ (نعرہ ہانے تمہیں)

قرآن کریم میں عکران کا جو منصب بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے

الَّذِينَ إِمْ كَتَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ۔
 عکران کے چار منصب بیان فرمانے گئے ہیں کہ جن لوگوں کو ہم اقتدار دیں ان کے یہ فرائض ہیں۔ پہلا فرض اقامہ صلوٰۃ کا نظام قائم کرنا، دوسرا فرض و اتوا الزکوٰۃ تیسرا فرض امر بالمعروف اور چوتھا فرض نہی عن المنکر۔ اب یہ بتائیں کہ سینٹا گھانا، سینٹا گلنے کی اجازت دینا، ان کو فروغ دینا اور ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا کیا یہ امر بالمعروف ہے؟ کیا اس کو امر بالمعروف کہا جاسکتا ہے؟ یہ کیا نہی عن المنکر میں شامل ہے؟ ہرگز نہیں، اس لئے میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی اس حق کو واپس لیں۔ اسی وجہ سے کچھ دوست کہہ رہے ہیں کہ یہ بحث غیر اسلامی ہے۔ میں اس بحث کو غیر اسلامی نہیں کہتا کیونکہ میرے نزدیک، میری رائے کے مطابق اس کے اندر اکثر عباراتیں اسلام کے صحن مطابق ہیں لیکن اس ایک وجہ سے جو دوست کہتے ہیں کہ یہ غیر اسلامی ہے کیونکہ ایسا کیا گیا ہے۔ ایسا ہونا تو نہیں چاہیے۔ ایسے لوگوں کو جو کہ برائی کو پھیلاتے ہیں، جو برائی کے اڈے قائم کرتے ہیں، جو برائی کے مرکز قائم کرتے ہیں، ان لوگوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ اب ان کو 15 فیصد ٹیکس میں معمول دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے یا کہ حوصلہ شکنی کی گئی ہے؟ یقیناً وہ ان لوگوں کی حوصلہ افزائی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "من رانی منکم منکر آفلہ یغیرہ بیدہ" جو تم میں سے کسی برائی کو دیکھے وہ اس کو اپنے ہاتھ سے مٹانے، ہاتھ سے مٹانے سے مراد ہے کہ ڈنڈے سے مٹانے طاقت کے زور سے برائی کو مٹانے اور طاقت کس کے پاس ہوتی ہے؟ ڈنڈا کس کے پاس ہے؟ حکومت کے پاس ہے۔ یہ حکومت کا فرض منعی ہے کہ برائیوں کو ملک سے ختم کیا جائے۔ برائی کے اڈوں کو ختم کیا جائے۔ سینٹاؤں کو ختم کیا جائے۔ بد معاشی کے اڈے ختم

کر دینے جائیں۔ دوسرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فان لم يستطع فلسانہ۔ "اگر تم ڈنڈے کے زور سے نہیں مٹا سکتے تو زبان سے مٹاؤ۔" زبان سے مٹانے کا معنی یہ ہے کہ ان کے خلاف تبلیغ کرو، برائی کو مٹانے کے لئے اور نیکی کو پھیلانے کے لئے تبلیغ کرو۔ یہ کام ہے علماء کا اور علماء کر رہے ہیں۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وان لم يستطع فقلبه اگر تم ڈنڈے کے زور سے بھی برائی کو نہیں مٹا سکتے، زبان سے بھی نہیں مٹا سکتے تو پھر کم از کم اپنے دل میں اس برائی اور برے انسان سے نفرت پیدا کریں۔ فذلک اضعف الایمان فرمایا کہ "یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے۔" صرف برائی کو دل میں محسوس کرنا اور کوئی عملی کارروائی اس کے خلاف نہ کرنا یہ کمزور ترین ایمان کی علامت ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت اس ملک کے اندر جس ملک کو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا اس ملک میں ایسی برائی کے مراکز، ایسی برائی کے اڈے قائم کئے جائیں۔ آمدن کو نہ دیکھو کل خدا کو جواب دینا ہے۔ کل خدا کے سامنے جانا ہے۔ وزیراعظم نے بھی جانا ہے، جنرل مشرف نے بھی جانا ہے، وزراء نے بھی جانا ہے، مشیروں نے بھی جانا ہے، سیاستدانوں نے بھی جانا ہے بلکہ ہم سب نے خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ کیا جواب دیں گے؟ اس لئے ضروری ہے کہ برائیوں کو مٹایا جائے۔ ایسے اقدامات کئے جائیں جس سے برائیوں کے مراکز ختم ہو جائیں، برائیاں مٹ جائیں۔ برائیوں کو مٹانا مکرانوں کا فرض ہے اور برائی کے مراکز کو ختم کرنا بھی مکرانوں کا فرض ہے۔

حضرات محترم! ہمارے فقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ اگر ایک جنازہ اٹھایا گیا ہے۔ اس جنازے کے ساتھ نوہ کرنے والی عواتین جاری ہیں۔ اب نوہ ہمارے مذہب کے مطابق حرام ہے، ناجائز ہے لیکن عواتین جنازے کے ساتھ شامل ہو گئی ہیں، وہ کر رہی ہیں کیا کر رہی ہیں؟ نوہ بین کر رہی ہیں، رو رہی ہیں، ماتم کر رہی ہیں تو کیا حکم ہو گا کہ کیا جنازہ پڑھنا، جموڑ دیں؟ جنازے کو لے جانا، جموڑ دیں؟ نہیں، جنازے کو نہیں جموڑا جائے گا۔ جنازہ لے جایا جائے گا۔ اس برائی کو مٹانے کی کوشش کی جائے۔ ملنی ہذا القیاس میں یہ کسوں کا کہ بخت، مجموعی لحاظ سے اچھا ہے، جو عامیں ہیں ان عامیوں کو نکالا جائے۔ ان عامیوں کو ختم کیا جائے۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

جناب سپیکر، شکریہ، ملک جاوید اقبال اموان صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب!

جناب پرویز رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، میں نے شاہ صاحب کو floor دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے معزز رکن کو floor دیا ہے۔

جناب پرویز رفیق، میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر، وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! حضرت مولانا بخت پر جو تقریر فرما رہے تھے ان کے آخری الفاظ جو تھے وہ یہ تھے کہ انہوں نے ایک جنازے کی مثل سنائی تھی۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بخت تقریر میں کیا بخت کو جنازے سے متعلق بتایا ہے؟

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ ہاں جی، پرویز صاحب! اب جائیں۔

مولانا غلام فرید ہزاروی، جناب سپیکر! اجازت ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! مددی حوالے سے پنجاب اسمبلی پاکستان کا سب سے بڑا جمہوری ایوان ہے۔ گل ادھر ارشد بگو صاحب نے نیک محمد کے حوالے سے کاتھ ٹوائی کی بات کی۔ میں اس پر آپ کی رونگ چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، جی، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ میری رونگ یہ ہے کہ آپ کا

پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، ملک جاوید اقبال اموان صاحب۔۔۔

تشریف فرما نہیں ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں محترمہ!

محترمہ فرزانہ راجہ، جی، شکر ہے۔ جناب سیکرٹری، جی، مولانا صاحب نے بہت اہم بات کی ہے۔ میں ان کی تائید کرتی ہوں۔ انہوں نے ایک حدیث کا حوالہ دیا کہ جب آپ کوئی برائی دیکھیں یا کوئی غلط کام دیکھیں تو اسے پہلے ذمے کے زور سے روکیں پھر دوسری صورت میں زبان سے منع کریں، تیسری صورت میں دل میں اس کو بُرا جانیں تو وہ دل میں برا کہہ رہے ہیں۔ میں یہ سمجھ رہی تھی کہ یہ بڑے ہیں، بزرگ ہیں، ہم سے سینئر ہیں اگر وہ ذمہ اٹھا کر بھی حکومت کی طرف جاتے ہیں اور ان کی غلط کاموں پر سرزنش کرتے ہیں تو ہمیں ان کو اجازت دینی چاہیے اور ہمیں ان کو appreciate کرنا چاہیے۔

جناب سیکرٹری، جی، چودھری محمد شفیق صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر خصوصی تعلیم، ایوانٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، محترمہ قدیہ لودھی صاحبہ ایوانٹ آف آرڈر۔

وزیر خصوصی تعلیم، شکر ہے۔ جناب سیکرٹری، جی، مولانا صاحب کی ہی بات پر کچھ عرض کرنا چاہوں گی کہ آزادی کے وقت پورے پاکستان میں ہمارے پاس کوئی 1500 سینا گھر تھے۔ آج ازحالیٰ سو سے بھی کم رہ گئے ہیں۔ بات جب یہ ہوتی ہے کہ کسی بھی چیز کو ختم کر دیا جائے تو اس سے زیادہ بہتر بات اہم قوموں کے لئے یہ ہوا کرتی ہے کہ آپ اس میں بہتری لائیں۔ ہم نے سینا انڈسٹری کو بالکل ختم کر دیا، ہم نے تقریبی رجحانات کو ختم کیا۔۔۔

جناب سیکرٹری، محترمہ! جب منسٹر صاحب wind up کریں گے تو وہ پوری detail بنا دیں گے۔

پلیزا آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صہبت اللہ صاحب (قطع کلامیں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب صہبت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

محل اپنا اپنا مقام اپنا اپنا

کئے جاؤ سے غوار و کام اپنا اپنا

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب عالی! میں بحث پر کچھ کہنے کے ساتھ ساتھ محترمہ اپوزیشن صاحبہ کے اوٹے اور اے

دھرت جو ہیں ان کے بارے میں بھی کچھ مہروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (قہقہے)

جناب والا! عرض یہ ہے کہ اپوزیشن کے پاس کہنے کے لئے اب کچھ بھی نہیں ہے۔

حسرتوں کے مزار ہیں، خواہشوں کے قبرستان ہیں اور ایڈوکیٹن والے وہاں بطور مجاورین تشریف فرما تھے۔

جناب علی! اگر ان کے ادوار کے سیاہ نقوش کو دیکھا جائے تو ہر ذی شعور آدمی کو ان سے گھن آتی ہے۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اپنے ادوار میں جو کچھ انھوں نے کیا ہوا ہے اب وہ اس پر ندامت اختیار کرنے کی بجائے ان کا طرز عمل موجودہ حکومت کے بارے میں تو جو کچھ ہے سو ہے لیکن یہ خود سیاسی شیخ چلیوں کی ذیلی میں شام ہوتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! چودھری صاحب اپنے اس فقرے کو دہرا دیں کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی آجانے گی، آہستہ آہستہ آجانے گی۔

جناب صہبت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب! انھیں آہستہ آہستہ خود ہی ان باتوں کی سمجھ آنے گی۔

ڈاکٹر انجم امجد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ان کی ڈگری چیک کروائیں کیونکہ انھیں اردو کی سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: محترم ایڈیٹر تشریف رکھیں۔

جناب صہبت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب والا! ان کا vision درست کرنے کے لئے ہی یہ مصروفیات پیش کی جا رہی ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انکل نے جو کھڑے ہو کر۔۔۔۔۔

آوازیں، انکل سرگم۔

شیخ اعجاز احمد، یہ ممبران کی خواہش ہے لیکن میں انھیں انکل سرگم نہیں کہوں گا۔ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ انھوں نے آج پھر اسی طرح تقریر شروع کی ہے جس طرح انھوں نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے "من ترانیں" فرمایا تھا تو انھوں نے ابھی جو لفظ استعمال کئے ہیں ان کی کسی کو سمجھ نہیں آتی لہذا یہ صحیح طرح سے راگ الامیں تاکہ ہم سمجھ سکیں۔

جناب سپیکر: نہیں، سمجھ آ رہی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی چودھری صاحب!

جناب صہبت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب والا! انھوں نے مجھے انکل کہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ غلف الرحید اور ناغلف میں ایک واضح حد موجود ہوتی ہے۔ بعض اوقات زبان کے استعمال میں محسوس فرق نہیں برتا جاتا۔ کچھ ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جو اہمائی رکھتا ہوتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ذہنی سپیکر کرسی صدارت پر مستکن ہوئے)

محترمہ نشاط افراء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر: جی بی بی فرمائیے!

محترمہ نشاط افراء: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی ابھی معلوم نہیں کیا بول رہے تھے کہ نہ سرائے پیر اور نہ ہی ہماری سمجھ میں کچھ آیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے غلط کام کئے، انھوں نے اپنے دور میں یہ کیا وہ کیا۔ میں ان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہم نے جو کیا سو کیا۔ آپ اپنی بات کریں، اپنے گریبانوں میں جھانکیں کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ تو ہم سے بھی بدتر جا رہے ہیں۔ ہم تو حکومت سے نکل کر اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ آپ اس قابل بھی نہیں رہیں گے۔

جناب ذہنی سپیکر: بی بی اب بیٹھ جائیں۔ چودھری صاحب کو بت کرنے دیں۔ جی صہبت اللہ چودھری صاحب!

جناب صہبت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میری بہن یہ فرما رہی تھیں کہ انھیں سمجھ نہیں آ رہی تو میں یہ عرض کروں گا کہ عمر کے کچھ حصے ہوتے ہیں جہاں آدمی کو سمجھ آنا کچھ کم پڑ جاتا ہے۔ (قہقہے)

مالی جاہ! میں عام فہم زبان میں معروضات پیش کر رہا ہوں۔ اس بجٹ کے پیش کرنے پر یہ حکومت داد تحسین کی مستحق ہے۔ ہمارے نوجوان وزیر جنھوں نے محنتِ شاقہ کی ہے۔ انھوں نے دن رات محنت کر کے انتھک کوشش کی ہے کہ وہ ایک تلامی بجٹ پیش کریں اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ جو کہ پنجاب کی زینت ہیں الحمد للہ ان کی راہنمائی میں ہماری ٹیم نے بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔ اب مالی جاہ! یہاں یہ دو جزواں ہسنیں "لالو

اور لادن "نظر آنے والی" نظر آرہی ہیں جن کے سر بڑے ہونے ہیں لیکن جسم علیحدہ علیحدہ ہیں۔ خیالات میں بُعدُ المشرقین ہیں۔ ایک نون لیگ ہے اور ایک محترمہ پیپلز پارٹی ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین) جناب والا! میں اس دور کی بات کرنا چاہتا ہوں جب میں برادران ملک سے فرار ہونے لے اور سیاست پر ایک مُردنی طاری تھی اور جناب پرویز الہی نے اس لئے ہونے قافے میں سے نکل سکا اکلھا کر کے۔۔۔۔

محترمہ صبا صادق (ایڈووکیٹ)، جناب سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ فاترہ احمد: جناب سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سیکرٹری: بی بی انیس تقریر کرنے دیں پھر آپ کو جواب کا موقع دیا جانے گا۔

(قطع کلامیں)

جناب ذہنی سیکرٹری: آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ بی بی اے One at a time. One at a time. دیکھیں میں

ایک کو تو وقت دے سکتا ہوں، تین تین کو نہیں دے سکتا۔ جی بی بی اے آپ فرمائیں۔

محترمہ فاترہ احمد، شکر۔ جناب والا! میں اپنے محترم انکل سے گزارش کروں گی کہ بحث پر قصیدہ گوئی کریں۔ پارٹیوں کا سر جوڑنے اور سر علیحدہ کرنے کا طریقہ مت بتائیں۔ ان کو آپ نے اس لئے مانیک دیا تھا کہ وہ بحث پر تقریر کریں تو سر بنی فرمائیں بحث 'وزیر اعلیٰ اور جنرل پرویز مشرف صاحب کی تعریفیں کریں۔ ہمیں سیاست نہ بتائیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سیکرٹری: جی، فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکر۔ جناب سیکرٹری، معزز کن پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کے سروں کو جوڑنے کی بات کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں سوچ رہے کہ جو ان کی پارٹی ہے اس میں دس پارٹیوں کا ادغام ہوا ہے۔ اس میں کتنے جسم بڑے ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

محترمہ نشاط افراء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی اے آپ پہلے بات کر چکی ہیں۔ معزز رکن کو اپنی بحث تقریر مکمل کرنے دیں۔ ہمارے پاس وقت تھوڑا ہے اور ابھی بہت سے اراکین بولنے والے رستے ہیں۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر اچھے صرف ایک جملہ کہنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

محترمہ نشاط افزاء: جناب والا اہم دو پارٹیوں نے سر جوڑے ہیں جبکہ انھوں نے بیان متی کا کتبہ جوڑا ہے۔ (نعرہ ہانپتے تحسین)

بیگم زینت خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زینت خان صاحبہ!

بیگم زینت خان: جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گی کہ ہماری محترمہ آپا صاحبہ نے پہلے یہ کہا کہ چودھری صبت اللہ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سمجھ نہیں آیا۔ جب انھوں نے اس بات کی وضاحت کی تو پھر اپوزیشن کو واقعی پینٹ میں روزانہ شروع ہوا اور وہ سب بولنا شروع ہو گئیں۔ میں اتنا عرض کروں گی کہ اگر بعض پارٹیوں نے اتحاد کیا ہے تو یہ پارٹی کی مقبولیت ہوتی ہے۔ جب کسی ایک چیز کو اجماعاً لیا جائے تو پھر ہر کوئی ادھر کی طرف ہی جاتا ہے، اسی راستے پر ہی چلتا ہے۔ اگر ان کی پارٹی کے لوگ انھیں رخصت و خدایاں دیتے جا رہے ہیں تو ہم اس پر کیا کر سکتے ہیں؟ ان لوگوں کے پاس سوانے سینہ کوئی کرنے کے اور کچھ بھی نہیں رہا ہے۔ اس کا علاج ہمارے پاس تو نہیں ہے۔ یہ مسلم لیگ کی مقبولیت ہے کہ اس میں تمام پارٹیاں شامل ہو رہی ہیں، ان کا اظہار ہو رہا ہے۔ لہذا ہماری طرف سے جو بھی بات کہی جائے اسے اپوزیشن والے اپنے کان اور دل کے راستوں سے سنا کریں اور سوچا کریں تاکہ وضاحت نہ کرنی پڑے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! آپ بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہوں گی کہ،

فرشتے تیرے حب میرا

یہ سن کے رونے جواب میرا

ماؤس راتوں میں باتیں اس کی
 تیں چاند راتیں عذاب میرا
 شک ہوں کی سرسراہٹ
 یہیں یہ نونا تھا خواب میرا

جناب سپیکر! اپوزیشن کا بھی اس وقت یہی حال ہے۔ ان کے خواب ٹوٹ گئے ہیں۔
 ماؤس راتیں آگنی ہیں اور ان کی حسرتیں ختم ہو گئی ہیں۔ یہ کسی فرشتے کو مزہ کھانے کے قابل
 نہیں رہ گئے۔ صد حیف صد افسوس۔ شکریہ
 محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر: جی فرمائیے!

محترمہ زاہدہ سرفراز، شکریہ۔ جناب والا! ادھر سے جو میری بہن صاحبہ انجی تھی اور انہوں نے یہ کہا
 کہ ہادی حکومتوں نے یہ کچھ کیا۔ اب آپ کو موقع ملا تو آپ کیا کر رہے ہیں؛ بات یہ ہے کہ سندھ سے
 ہونے کو سندھانا تو بہت آسان ہوتا ہے مگر بگڑے ہونے کو سندھانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہم تو
 ان کے دو بیڑوں کے دور حکومت کو سندھار رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، اسی عواتین کی باری ہے۔ بیڑا عواتین کو بات کرنے دیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! اگر مسلم لیگ (ق) کی زیر قیادت اور صدر پاکستان جنرل پرویز
 مشرف کی زیر قیادت یہ جمہوری نظام چلنا رہا تو پھر پاکستان میں خوشحالی ہی خوشحالی ہو گی۔
 محترمہ صبا صادق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی بی بی اے آج عواتین کی باری ہے۔ -- No male members. All lady

members. جی بی بی فرمائیے!

محترمہ صبا صادق، جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میری آپ
 سے درخواست ہے کہ آج بجٹ پر عام بحث جاری ہے اور بجٹ کے موضوع پر debate میں حصہ

لینا ایک انتہائی sensitive issue ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ عوام کی نظریں اس ایوان پر جمی ہیں کہ ہمارے نمائندگان ہمارے لئے کیا privileges لالتے ہیں؟ ہماری صحت کے لئے کیا کرتے ہیں؟ ہمارے بچوں کے لئے کیا کرتے ہیں؟ لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات گوش گزار کرنا پڑ رہی ہے کہ ہم بار بار ان لوگوں کی امیدوں کو کیوں توڑتے ہیں؟ ہم ایک دوسرے کو کیوں طعن زنی کرتے ہیں؟ کیا ہم عوام کی علاج و بہبود کے لئے ایک دوسرے کو enticeize نہیں کر سکتے؟ ہم ایک دوسرے پر ازراقتضیٰ جملے کیوں کہتے ہیں؟ آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ اس چیز کو کنٹرول کریں۔ یہ خواتین کے issues کی بات نہیں ہے۔ خواتین کے تو اور issues ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گی کہ ایوان کو سنجیدہ بنایا جائے۔ ایوان میں خواتین کے مسائل کم کرنے کے لئے بحث کرانی جائے۔ بحث پر بحث کرانی جائے۔ اگلی یہاں پر میرے ایک بزرگ بھائی کھڑے تھے وہ بات کر رہے تھے کہ کوئی فرار ہو گیا، کوئی چلا گیا، دھڑ صیغہ ہیں اور سر جڑے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم نے عوام کو ایک message دینا ہے۔ اب یہاں پر وہ message ہمارے پریس کے معزز ممبران مینٹھ کر note کر رہے ہیں۔ عوام نے مجھے پوچھا ہے، عوام نے آپ کو پوچھا ہے، عوام نے ان کو پوچھا ہے۔ انہوں نے ان کے گریبانوں پر ہاتھ ڈالنا ہے، انہوں نے پوچھا ہے کہ آپ ہمارے لئے کیا لے کر آئے ہیں؟ لہذا آپ سے درخواست ہے کہ فوری طور پر ازراقتضیٰ کی بات کو ختم کیا جائے اور بحث پر بحث شروع کروائی جائے۔ انہوں نے تعریف کرنی ہے وہ تعریف کریں اور ہم نے criticism کرنا ہے، ہم criticism کریں۔

جناب ذہنی سیپیکر، شکریہ بی بی امیں تو بحث پر تقریر کروانا چاہتا تھا لیکن آپ کی طرف سے چند ایک خواتین کھڑی ہوئیں۔ اب اگر میں ان کو نام نہ دوں تو آپ لوگ محسوس کرتے ہیں۔ جب آپ کو نام دیں تو پھر ادھر بھی دینا پڑتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جہاں سنجیدگی ہوتی ہے وہاں کچھ مزاج بھی ہونا چاہیے۔ آخر یہ اسمبلی ہے، یہاں زیادہ سختی ٹھیک نہیں ہے۔ اسمبلی میں سب کا حق ہے۔ ہر کسی کو بولنے کا حق ہے اور خواتین کو بولنے کا زیادہ حق ہے۔ جی، نسیم لودھی صاحبہ! فرمائیے۔

وزیر بہبود آبادی، جناب سیپیکر امیں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ ہمیں تو آج صبا صلاقی صاحبہ کی بات سن کر نفل ادا کرنے چاہئیں جو تکہ انہوں نے تقسیم کی ہے۔ کاش ایہ کل بھی کرتیں جب بحث پیش ہوا۔ کل جب تھری ہو رہی تھیں تو جو رویہ ایوزیشن نے اختیار کئے رکھا

کہ آتے دو لفظ بولتے اور سب اٹھ کر باہر چلے جاتے مباحث کو چاہیے تھا کہ یہ اس وقت بھی تقنین کرتیں کہ آپ لوگوں کے دوٹ لے کر آئے ہیں۔ آپ نے لوگوں کی امنگوں پر پورا اترنا ہے۔ آپ نے بحث پر بحث کرنی ہے۔ آپ اس کے حصہ دار ہیں لیکن ان کو اس بات کا کبھی خیال نہیں آتا۔ آتے ہیں دو جملے بولتے ہیں کہ ہم باہر جا رہے ہیں اور پانچ منٹ بعد ہمیں بلا لینا۔ اپوزیشن کا یہ کوئی صحیح طریقہ نہیں ہے یہ گھسے پٹے جملے بول کر باہر چلے جاتے ہیں۔ ان کی تنقید ہر گز صحت مندانہ نہیں ہے۔ میں مباحث سے کھوں گی کہ اپنے تمام اراکین کو باہر لے جا کر تقنین کریں اور ہم تو جملے سے ہی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: After so many speeches by the ladies, let's start from the Budget speeches again. Again I will give the time to the ladies.

محترمہ صبا صادق، جناب سیکرٹری

جناب ڈپٹی سیکرٹری، بی بی آپ بیٹھ جائیے۔ Continue with your Budget speech.

Then we will again have a discussion by the ladies.

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب سیکرٹری میں اس دور کی بات کر رہا تھا کہ جب میں صاحبان یہاں سے تشریف لے گئے۔ (قطع کلامیں)
جناب ڈپٹی سیکرٹری، بحث پر free speech کی جاسکتی ہے۔

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب پرویز امینی صاحب نے دن رات محنت کر کے لے ہوئے قافے میں سے یہ آجیاز تیار کیا |*****|
جناب ڈپٹی سیکرٹری، میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

Not unparliamentary language please.

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب انجیک ہے میں withdraw کرتا ہوں۔

* محکمہ جناب سیکرٹری الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے withdraw کر لیا ہے and this will be expunged. فرمائیے۔

جناب صہب اللہ چودھری (ایڈووکیٹ)، جناب والا یہ جو تھریڈ کا سلسلہ ہے اس میں جوش و خیز موجود ہوتا ہے روانی ہوتی ہے اور رانا محمد اللہ خان صاحب کے تند و تیز نکلے بھی ہوتے ہیں، زہر نکلے تیر بھی ہوتے ہیں، ذومعنی الفاظ بھی ہوتے ہیں۔ یہ ایک طغوبہ سا ہوتا ہے جس کا جواب دیتے وقت جواب آں غزل کے طور پر کچھ باتیں کہنی پڑتی ہیں۔

جناب والا میں عرض کروں گا کہ اس قافے کی صف بندی کرتے ہوئے ہمارے

- اکابرین اور لیڈران نے محنت کی ہے۔ یہ تنگ نظری کا مظاہرہ مت فرمائیں، منہی گفتگو مت کیا کریں، خیالات میں روانی رکھیں اور داد تحسین اچھائی کو دینی پاسیے۔ یہ ایک اچھائی کا عمل تھا جو ہمارے لیڈران نے کیا۔ آج نومولود جمہوریت جو ان کی گود میں کھیل رہی ہے اور ہمارے پاس بھی ہے۔ یہ ہمارے لیڈران کی محنت کا صلہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور ہم جنرل پرویز مشرف کے مشکور ہیں کہ انھوں نے اپنے وعدے کے مطابق انتخابات کروا کر انتقال اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے فرمایا۔ اگر اس عمل سے اپوزیشن ناخوش ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کی ناخوشی کی مختلف وجوہات ہیں۔ اقتدار سے محرومی، یہ ان کا اشک بسانا، بال کھول کر نوحہ اقتدار کرنا یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ یہ دونوں جماعتیں 1958 سے لے کر 1999 تک مختلف ادوار میں حرم مارشل لا بھی رہیں، یہ مارشل لا کے رموز و نکات سے بھی آگاہ رہیں۔ یہ مارشل لا کی لادنی بھی ہوئیں اور انھوں نے وہاں پر اپنی جوانی کے ایام بھی گزارے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

اب یہ دونوں جماعتیں مارشل لاؤں کی طلاق یافتگان ہیں۔ اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ اگر ان کے ناہنجار عمل کی وجہ سے کوئی ان کو بسانے کے لئے تیار نہیں ہے تو ہم کہاں کے گناہ گار ٹھہرے؛ باقی بات رہی کہنہ اور جہ والے اصحاب کی تو وہ سانچے ساتھی ہیں۔ ان کو صرف بھینس پھانے کا سلیقہ آتا ہے، دودھ دوہنے کا نہیں۔ اس میں بھی ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب والا! جہل تک موجودہ بخت کا تعلق ہے اس میں عوام کی ظلمت کے لئے جو کچھ رکھا گیا ہے اس سے عوامی انگلوں کی ترمیمی کی گئی ہے۔ سکولوں کی ترقی کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ ہیلتھ کے لئے پروگرام رکھے گئے ہیں اور دیہی ترقی کے لئے زمینداروں کے لئے

ریلیف دیا گیا ہے۔ جیسے ہمارے بزرگ اور مذہبی رہنما نے اعتراف فرمایا ہے کہ یہ بخت اسلامی ہے اور اسے غیر اسلامی نہیں کہا جاسکتا تو میں ان کی اس بات کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بخت انتہائی اچھا متوازن اور غریب دوست بخت ہے۔ جس میں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کچھ رکھا گیا ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی نے جو کچھ possible تھا وہ کر کے بخت پیش فرمایا ہے اور جوں جوں حکومت آگے بڑھے گی تو اقدامات میں نکھار آنے کا اور انشاء اللہ تعلقا یہ جو مصنوعی طور پر ملک میں کسی کسی جگہ پر غربت نظر آتی ہے یہ اصلاح احوال کی صورت ہے یہ ہماری پیدا کردہ نہیں ہے یہ ہمیں ورثہ میں ملی ہوئی ہے جو پیچھے سے آ رہی تھی۔ یہ غربت افلاس اور کسیرسی پچھلی حکومتوں میں بھی تھی۔ اب بھی اس کو کم کرنے کے لئے موجودہ حکومت نے انتھک محنت کی ہے اور کوشش کی ہے کہ اس کو کم کیا جائے۔ موجودہ حالات میں اس سے بہتر بخت پیش نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میں انہی الفاظ پر اکتفا کرتے ہوئے گورنمنٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان افسران کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنی دن رات کی محنت سے کم وسائل کے باوجود ایک اچھا بخت عطا فرمایا ہے۔ وما علینا الا البلاغ ۛ

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب ذہنی سپیکر، اب میں چودھری شفیق صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

چودھری محمد شفیق انور، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۛ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بخت پر اظہار خیال کے لئے موقع دیا۔

جناب ذہنی سپیکر، مائیک کا استعمال کریں کیونکہ آواز کم آرہی ہے۔

چودھری محمد شفیق انور، جناب والا دراصل آج کل بخت کا سیزن ہے، موسم ہے اور بخت کی آج کل اتنی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے کہ جس میں ہمارے غریب کسان، مزدور، کلادوباری طبقہ اس موسلا دھار بارش کی وجہ سے جو سیلاب آیا اس میں بہتے جا رہے ہیں۔ جب بھی بخت آنے کے دن ہوتے ہیں تو اس وقت پوری قوم کی یہ توقع ہوتی ہے کہ حکومت ملکی وسائل کے مطابق ہماری فلاح و بہبود کے لئے ہماری ترقی کے لئے، خوشحالی کے لئے بخت لے کر آئے گی لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ بخت تو ہمارے وزیر خزانہ جو ایک نوجوان ہیں، خوبصورت ہیں،

صرف ان کو پڑھنے کے لئے دیا گیا تھا یہ بجٹ کسی اور جگہ سے بن کر آیا تھا۔ یہ کسی ٹیکنو کریٹ نے بنایا تھا اور انہیں صرف اعداد و شمار پیش کرنے کے لئے دیا گیا تھا کہ وہ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کریں۔ ہمارے معزز اراکین جو اس طرف بیٹھے ہیں وہ ان کی تعریف میں 'وزیر خزانہ کی تعریف میں اور جیسا کہ رانا محنا اللہ صاحب نے کہا کہ دیوانے کا جو vision ہے جو اس معزز ایوان کا دیوانہ ہے ان کے تعریبی کلمات ایوان میں پیش کرتے رہیں۔ دراصل بات یہ نہیں ہے۔ میرے دوستو! میرے بھائیو! بجٹ جو ہے اس کے لئے بڑی محنت درکار ہوتی ہے اور اس پورے سال کا بجٹ جو ہم نے اپنی عوام کے لئے اس کی خوشحالی کے لئے اس کی ترقی کے لئے پیش کرنا ہوتا ہے اور جن لوگوں نے ہمیں ممبر اسمبلی بنا کر یہاں بھیجا ہے جس کی وجہ سے یہ سب دوست احباب وزیر بنے ہیں۔ وزیر اعلیٰ بنے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری بنے ہیں وہ اپنے اپنے حلقے میں اپنے حلقے میں جواب دہ ہیں تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں ہمیں تو کوئی چیز ایسی نظر نہیں آئی جس میں ہم یہ کہہ سکیں کہ ہمدی عوام کی بھلائی کے لئے کوئی کام کیا گیا ہے سوائے اس کے کہ اس میں جیسا کہ رانا محنا اللہ نے کہا تھا کہ پچھلے سال ایک ارب 41 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ اب اس میں 36 کروڑ روپے کا اور ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں ایسے ایسے اخراجات شامل کئے گئے ہیں ان میں میٹری کا پٹر بھی ہیں اور وزیر اعلیٰ ہاؤس پنجاب فاؤنڈیشن اور پتا نہیں کتنے کتنے اخراجات اس میں ڈالے گئے ہیں؛ ان غیر ترقیاتی اخراجات کو اگر روک کر ہم عوام کی بھلائی کے لئے عوام کی ترقی کے لئے اگر وہ فہم رکھیں گے تو اس میں ہمیں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنا حق ادا کرنے کے قابل ہوں گے۔ جیسا کہ وزیر تعلیم صاحب یہاں سے تعریف لے گئے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ تعلیم کے لئے بے پناہ پیسہ رکھا گیا ہے لیکن جیسا کہ کہا گیا ہے کہ وہ یہاں لاہور میں بیٹھ کر صرف ایک policy matter بنا سکتے ہیں لیکن اس بجٹ کو استعمال کرنے میں ان کا کوئی بس نہیں ہے۔ وہ بجٹ جس میں ہم نے 68 ارب روپے کی حقل میں ضلعی حکومتوں کو دے دیا ہے یہ کوئی ایسا پروگرام، کوئی ایسی پالیسی بنا دیں جن میں یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے معاملے میں مداخلت کر سکتے ہوں یا ان کے معاملات میں جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے vision دیا ہے اور ہم 2020 تک کے لئے لے کر آئے ہیں۔ یہ ہمیں صرف یہ بنا دیں کہ 15 کروڑ روپے جو انہوں نے ہر ڈسٹرکٹ کو دینا ہے

اس میں ان کی کوئی مداخلت ہے ان کی کوئی پالیسی وہاں کام کرے گی؛

دوسری بات یہ ہے اور میں وزیر صاحب کو بتاتا ہوں کہ اگر ہم نے کسی لا فنڈز دینے ہیں تو ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے پنجاب حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس پر چیک اینڈ بیلنس بھی رکھیں کہ وہ پیسے کہاں پر خرچ ہو رہے ہیں؛ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کیونکہ ان کے یہاں نمائندے بھی بیٹھے ہیں ان کے ایجوکیشن کے پارلیمانی سیکرٹری بھی بیٹھے ہیں وہ اس چیز کو چیک کریں کہ جس طریقے سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تعلیم کے لئے 200 روپے فی کس بچوں کو دے رہے ہیں کبھی انہوں نے اس پیسے کو چیک کیا ہے کہ وہ طلباء کی تعداد کالڈوں میں تو بڑھ گئی ہے طلباء کی تعداد 80 فیصد تک تو پہنچ گئی ہے لیکن وہ دو سو روپے کس کی جیب میں جاتا ہے؛ کبھی اس بارے میں بھی انہوں نے چیک کیا ہے؟ یہاں لاہور میں بیٹھ کر نہ یہ چیک کریں۔ یہ علاقوں میں دور سے کریں۔ وہاں جا کر دیکھیں کہ ہم نے کیا کیا ہے؛ باقی رہا یہ کہ جہاں تعلیم کی بات کرتے ہیں۔ میں اتھارٹیٹس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ یہاں یہ اتھارٹیٹس خرچ کر رہے ہیں کہ اب پوزیشن یہ ہے کہ غریب لڑکا تو تعلیم حاصل ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے جو شخص گریجویٹ ہے جب وہ یونیورسٹی میں آتا ہے وہاں پر انہوں نے 70 فیصد میرٹ پر سینیٹس رکھی ہیں اور 30 فیصد انہوں نے self finance پر رکھی ہیں۔ اگر ایک مڈل کلاس کا آدمی 'میڈیم کلاس لڑکا وہ تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ کہاں جانے؛ کیا وہ پرائیویٹ کالجوں میں جانے؛ ان کے پاس تو پیسے بھی نہیں ہیں اور self finance پر بھی وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا تو پھر وہ کیسے تعلیم حاصل کرے گا؛ لہذا میری وزیر خزانہ صاحب سے اور وزیر تعلیم صاحب سے بھی اگر وہ سن رہے ہیں تو یہ گزارش ہے کہ انہوں نے تعلیم کے لئے خصوصی طور پر جو اربوں روپیہ رکھا ہے اس میں سے زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے کھولے جائیں تاکہ غریب اور امیر کا لڑکا وہاں پر تعلیم حاصل کر سکے کیونکہ حکومت بھی یہ کہتی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کریں۔

اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ ایک بات بار بار سننے میں آرہی ہے کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ بڑی غوشی کی بات ہے۔ ٹیکس فری بجٹ پنجاب اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے۔ آپ ذرا بات سنیں اور پھر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ واقعی کوئی ٹیکس نہیں لگا اور واقعی ٹیکس فری بجٹ

ہے تو پھر آپ کو پتا چلے گا کہ ٹیکس کہاں سے لگ رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپییکر، مہربانی فرمائیں۔ Try to wind up please.

چودھری محمد شفیق انور، یہ ٹھیک ہے کہ پنجاب میں ٹیکس نہیں لگا، ٹیکس آپ نے اپنی عوام پر ہی لگانا ہے۔ ہم نے اپنے ان مزدوروں، کسانوں اور شہریوں پر لگانا ہے لیکن انہوں نے ایک کام اور کیا ہے یہ ہماری جو وفاقی حکومت ہے یا آئین کا شیڈول XI ہے جس کے تحت آپ نے ضلعی حکومتیں بنادی ہیں ان کو ٹیکس لگانے کی کیا ضرورت ہے؟ ٹیکس لگانے کے لئے تو وہ بیٹھے ہیں جو غریبوں کا خون چوس رہے ہیں۔ میں آپ کو ان کی مثالیں دیتا ہوں آپ کو اس کی تفصیل بتاتا ہوں کہ ٹیکس کی شرح کس حد تک بڑھ گئی ہے، آپ نے تو ٹیکس نہیں لگایا اور ہم نے بھی شہریوں پر ٹیکس نہیں لگایا لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ ٹیکس کیسے لگے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپییکر، چودھری صاحب! وہ تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی اسمبلی ہیں۔ وہ ان میں جواب دیں گے۔ آپ پنجاب اسمبلی کے بجٹ کے بارے میں بات کریں۔

چودھری محمد شفیق انور، جناب سپییکر! پنجاب اسمبلی نے 68-ارب روپیہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دینا ہے۔ وہ پنجاب اسمبلی کا پیسا ہے، پنجاب اسمبلی نے بجٹ پاس کرنا ہے۔ اگر ہم نے انہیں پیسا دینا ہے اور ہم تو کہتے ہیں کہ ہم عوام کے فائدے کے لئے ٹیکس نہیں لگا رہے۔ کیا آپ انہیں اسحق دیتے ہیں کہ وہ عوام پر اتنا ٹیکس لگا دیں کہ ان کے بوجھ سے بالاتر ہو جائے؟ آپ ذرا سنیں تو سہی، میں اسی لئے تو کہتا ہوں کہ آج وزیر ہدایت بھی نہیں ہیں، یہ ان کا کام ہے کہ اس پر check and balance رکھیں۔ پیسا ہمارا ہے، خرچ انہوں نے کرنا ہے لیکن اگر وہ اتنا ٹیکس لگا دیں تو ہمارا یہاں ٹیکس نہ لگانے کا کیا فائدہ ہو گا؟ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے غریبوں پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا، میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ ایک غریب آدمی مام جا کر اور مزدوری کر کے اپنا پیٹ پاتا ہے، آپ ذرا سوچیں تو سہی کہ اس پر پچھلے سالوں میں سو روپے یا پچاس روپے ٹیکس ہوتا تھا اب انہوں نے سیوریج کی شکل میں اس پر دو ہزار روپے سالانہ ٹیکس لگا دیا ہے۔ کیا وہ بے چارے اس قابل ہیں کہ وہ ٹیکس دے سکیں؟ کپڑے کی ایک بھوٹی سی دکان پر تین ہزار روپے پر وینٹیل ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ میں یہاں پر آپ کو دو تین مثالیں دیتا ہوں کہ جنگل فیکٹری پر انہوں نے تیس تیس چالیس

چالیس ہزار روپے پروفیشنل ٹیکس لگا دیا ہے۔ فلور مزر پر بھی 20 ہزار روپے پروفیشنل ٹیکس لگا دیا ہے۔ آپ نے تو اس پنجاب اسمبلی میں ٹیکس نہیں لگایا لیکن کیا آپ انہیں نہیں دیکھتے؟ ہم بارہا یہ کہتے ہیں کہ یہ ضلعی حکومتیں آپ کے بس میں نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں، ہم اس کو چیک کر سکتے ہیں، ہم اسے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ وہ ٹیکس ہیں کہ وہاں بیٹھ کر حوام کا خون چوسا جا رہا ہے۔ لہذا اس بارے میں گورنمنٹ کے فائدے منسٹر یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو چیک کریں کہ ایسے کیوں ہو رہا ہے؟ میں آپ کو اس کی ایک اور مثال دیتا ہوں کہ جیسے کہا گیا ہے کہ ہم نے سٹیپ ڈیوٹی کم کر دی ہے۔ بڑا اچھا کیا کہ آپ نے سٹیپ ڈیوٹی کم کر دی ہے۔ چلو! کسی کو کوئی ٹائمہ پہنچے گا لیکن اس کے ساتھ دیکھیں تو سہی کہ آپ نے پنجاب اسمبلی میں تو سٹیپ ڈیوٹی کم کر دی ہے لیکن پھر میں وہی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی بات کروں گا وہاں انہوں نے رجسٹری کے موقع پر 5% development charges لگا دیئے۔ اگر آپ نقد پاس کرانے جائیں تو وہ تین سو روپے فی مرد کے حساب سے ڈوٹیمنٹ چارجز وصول کرتے ہیں۔ ایک طرف 5 فیصد وصول کرتے ہیں اور دوسری طرف 300/- روپیہ فی مرد وصول کرتے ہیں۔ District Government پنجاب میں ہیں۔ ان کے سیکرٹری بلدیات علیحدہ بیٹھے ہیں اور ہمارے منسٹر بلدیات ادھر بیٹھے ہیں، ان ٹیکسوں کو چیک کرنا ان کا کام ہے۔ ان کے کسی آدمی کو وہ accept کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت زیادہ ریٹیف دیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو بتانا چلوں، اس وقت وزیر صنعت موجود نہیں ہیں۔ میں ان کے لئے بتانا چلوں۔ آپ نے بخت میں اعلان کیا ہے کہ ہم ایسی پرائیویٹ انڈسٹریاں لگائیں گے کہ جن میں تقریباً 8.5 لاکھ اشخاص کو روزگار ملے گا۔ انڈسٹری کیسے لگے گی؟ آپ انڈسٹری لگانے کے لئے جب انہیں سوتیں نہیں دیں گے، انہیں ایسے مواقع فراہم نہیں کریں گے تو یہ کیسے ممکن ہے؟ اب میں بتاتا ہوں کہ ایک انڈسٹری لگانے کے لئے کتنے مسائل درپیش ہیں۔ پھر وہی بات آجاتی ہے کہ انڈسٹری لگانے کے لئے وہ آپ کی پنجاب گورنمنٹ کا محتاج نہیں ہے، پھر وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا محتاج ہے جہاں سے اس نے این۔ او۔ سی لینا ہے۔ جب ہم ان کے پاس این۔ او۔ سی لینے کے لئے جاتے ہیں تو ہموٹے مونے development charges سنی ایریا میں ہوتے تھے جو دس دس، بیس بیس کلومیٹر دور شہر سے باہر ہیں جہاں میونسپل کمیٹی یا تحصیل

کونسل یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے، وہیں اگر ایک فیکٹری آٹھ ایکڑ میں لگتی ہے اور آپ اس کے مرے جائیں، وہ 500/- روپے فی مردان سے development charges وصول کرتے ہیں جو ایک ایک فیکٹری کا آٹھ آٹھ نو نو لاکھ روپیہ بنتا ہے۔ وہ کس چیز کا ٹیکس ہے؟ اب وہ انڈسٹری لگانے کہاں جائیں گے؟ وانڈا کی طرف جائیں تو وہ بجلی لگانے کے لئے لاکھوں روپے رخت مانگتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم اس ملک کی عوام کی سہولت کے لئے بے پناہ اقدام اٹھا رہے ہیں۔

جناب ذہنی سیکرٹری، چودھری صاحب! time over ہو گیا ہے۔ اب میں آپ سے request کروں گا کہ please wind up کریں۔ آپ کو میں نے کافی ٹائم دے دیا ہے۔

چودھری محمد شفیق انور، جناب سیکرٹری wind up کرتا ہوں۔ میری آپ سے اور وزیر خزانہ سے گزارش ہے، ارشد لودھی صاحب بیٹھے ہیں انہیں اگرچہ وزیر صحت ہونا چاہیے تھا۔ ان کو تو انہوں نے ویسے ہی وزیر زراعت بنا دیا ہے۔ ہم خود بھی زمیندار ہیں اور بزنس میں بھی ہیں۔ زمیندار کے لئے صرف تین چیزیں ہوتی ہیں ایک pesticide ہوتی ہے، فیول ہوتا ہے، کھلا اور بیج ہوتا ہے۔ مجھے لودھی صاحب کوئی ایک چیز بھی بتادی جس پر ان کا کنٹرول ہے۔ مچھلا کان کا پورے کا پورا سیزن تباہ و برباد ہوا ہے۔ خاص طور پر میرا ڈسٹرکٹ رحیم یار خان اور یہاں آپ کے پارلیمانی سیکرٹری دریا خان، منسٹر ہاشم صاحب اور امجد شفیق صاحب بیٹھے ہیں، پورے کا پورا علاقہ جملی ادویات کے باعث تباہی کے کنارے پہنچ گیا ہے لہذا لودھی صاحب سے میری گزارش ہے کہ جیسے میں شہباز شریف صاحب نے سب سے پہلے pesticide پر کنٹرول کیا تھا وہ ریکارڈ کنٹرول تھا۔ کسی شخص کو یہ جرئت نہیں تھی کہ وہ جملی دوائی sale کر سکے لہذا لودھی صاحب! آپ یہاں نہ بیٹھیں، آپ اپنے جسم کو بلائیں، علاقے کا دورہ کریں اور جا کر دیکھیں کہ وہیں کیا حالات ہیں؟ زمیندار کس حال میں ہے اور اس کی کیا problems ہیں؟ میں انہی گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والسلام۔

جناب ذہنی سیکرٹری، شکریہ۔ next ہیں غلام محمود چوہان صاحب!

جناب غلام محمود چوہان، اعموذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکرٹری، شکریہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں اس ایوان تک اپنے حلقہ کے عوام کے احسانات پہنچا سکوں۔

جناب سپیکر! مجھے آج اس بحث پر بولتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بحث پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے بہترین بحث ہے۔ اس میں ایجوکیشن پر توجہ دی گئی ہے، ایگریکلچر پر توجہ دی گئی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہٰی نے سینیٹل بجوں کے لئے جو package دیا ہے کہ ہر تحصیل میں ان کے لئے سینیٹل ادارے قائم کئے جائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ آج تک پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں اس طرح کے initiatives کبھی نہیں لے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوزیشن کا حق ہے کہ وہ بحث کے بارے میں اپنا اعداد و خیال کریں، مستفیذ کریں۔ اسی طرح حکومتی بیچر کے ارکان کا حق ہے کہ وہ بحث میں جو اہمی چیزیں ہیں انہیں highlight کریں۔

ہم رانا منشا اللہ صاحب کی speech سن رہے تھے تو انہوں نے سب سے پہلے political stability کی بات کی ہے۔ رانا صاحب! political stability ماشاء اللہ آپ بار بار پنجاب اسمبلی کے ممبرین چکے ہیں۔ آپ کی پارٹی انیس سال تک اقتدار میں رہ چکی ہے۔ میں نواز شریف صاحب کو عوام نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے لے کر وزیر اعظم تک کا منصب دیا تھا۔ انہوں نے اس کے لئے کیا کیا؟ ہم نے اپنے سے سینئر ارکان کو دیکھ کر political stability دیکھنی ہے۔ ہم یہاں بیٹھے سوچتے رہتے ہیں کہ ہم میسے new comers کے لئے کون سی گائیڈ لائن سینٹ کی گئی ہے؟ ہماری پارٹیز میں جب جمہوریت نہیں ہوگی تو political stability کہاں سے آنے گی؟ ملکوں کی تقسیم کے وقت اگر کارکنوں کو ignore کیا جائے گا تو political stability کہاں سے آنے گی؟ میں ایک ایسے شخص کا بیٹا ہوں جس نے بیس سال تک پاکستان پیپلز پارٹی کی خدمت کی ہے اور الحمد للہ سو سال پہلے as independent member پاکستان پیپلز پارٹی کو join کیا تھا۔ آج سو سال کے بعد اگر میں independent بیٹ کر پاکستان مسلم لیگ کو join کرتا ہوں تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ سوچیں اس کی وجوہات کیا ہو سکتی ہیں؟

جناب سپیکر! ہماری پارٹیز کو اپنا امتساب کرنا چاہیے۔ سیاسی استحکام تب آنے گا کہ ہمارے لیڈران کو اپنی پارٹی میں دیکھنا چاہیے؟ آج ایوزیشن لیڈر یہاں تشریف فرما ہوتے تو میں ان سے پوچھنا چاہتا تھا کہ میرٹ کیا ہوتا ہے؟ جب ملکوں کی تقسیم ہوتی ہے تو کارکنوں کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے؟ میں پنجاب اسمبلی کے floor پر کھتا ہوں کہ جب تک آپ لوگ کارکنوں کو نظر انداز کریں گے تب تک سیاسی استحکام آ ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر! جب تک سیاسی استحکام نہیں آنے گا میں رانا صاحب کی بات مانتا ہوں کہ اس وقت تک معاشی استحکام نہیں آنے کا لیکن اپنے ان سنگدست حالات کے باوجود وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب نے جو فیکس فری بجٹ دیا ہے میں اس کو سراہتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی اس میں کمی ہے۔ جناب پرویز مشرف صاحب نے حالات کو بھانپتے ہوئے کہ WTO کے آنے کے بعد جب ہمارے پاس عالمی منڈیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سب سے بڑا شعبہ زراعت کا شعبہ ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے جو package دیا ہے انھوں نے کسانوں کے لئے کاشتکاروں کے لئے جو package دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت اچھا package ہے لیکن ابھی بھی وہ اچھائی کی طرف 'زراعت کی ترقی کی طرف ایک قدم ہے۔ اس کے بعد میں پنجاب گورنمنٹ سے اپیل کروں گا درخواست کروں گا کہ کاشتکاروں کے لئے مزید ایسے package آنے چاہئیں۔ ہم زمیندار یہاں بیٹھے ہیں ہم یہ جانتے ہیں کہ یوب ویلوں کے بل ہماری استطاعت سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر زمیندار کو یوب ویلوں کی بجلی کم قیمت پر مہیا نہیں ہوگی تو وہ اپنی فصلوں کو پانی لگانے کے قابل نہیں ہوگا تو ہم اس سے کیسے پیداوار مانگ سکتے ہیں؟ میں یہ درخواست کروں گا کہ یوب ویل کی بجلی میں بھوٹ دی جائے۔ کھلا خاص ریج اور زرعی ادویات پر توجہ دی جائے تاکہ ہمارا کاشتکار خوشحال ہو۔ جب ہمارا کاشتکار خوشحال ہوگا تو ملک کی 80 فیصد آبادی directly اور 20 فیصد indirectly زراعت سے استعادہ کرے گی۔

جناب سپیکر! میری وزیر اعلیٰ صاحب سے اور وزیر خزانہ صاحب سے درخواست ہوگی کہ کاشتکاروں کے لئے مزید اس قسم کے package آنے چاہئیں جس سے ہمارا ملک ترقی کی طرف گامزن ہو جس سے ہمارا پنجاب ترقی کی طرف گامزن ہو۔ میں آخر میں اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔

اے شانِ کرمی مجھے مایوس نہ کرنا

تقدیر بدلتی ہے دعاؤں کے اثر سے

انشاء اللہ العزیز یہ package ملک کی ترقی اور پنجاب کی ترقی کے لئے اچھا ثابت ہوگا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں شیخ اعجاز صاحب سے درخواست کروں گا کہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔
 شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! شکریہ۔ آج اس معزز ایوان کے اندر اس دستاویز پر بحث جاری ہے جس
 کو میں سمجھتا ہوں کہ صرف اعداد و شمار کا گوشوارہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ یہ کسی بھی صوبے کا یہ کسی
 بھی ملک کے کروڑوں عوام کی خواہشات کا گوشوارہ ہوتا ہے۔ یہ ان تمام پے ہونے طبقات کا
 روند سے ہونے جذبات کا اور ناقام خواہشات کا گوشوارہ ہوتا ہے کہ جس کو جب سویا جاتا ہے، جس
 کے اندر جب ان محروم خواہشات کو الفاظ اور figures کا نام دیا جاتا ہے تو اس ملک کا اور صوبے کا
 ہر ہر شہری ہر مل اور ہر سمن اس دستاویز پر نظریں جمائے ہونے بیٹھے ہوتے ہیں اور ان ایوانوں پر
 ان کی نظریں ہوتی ہیں کہ جن کے اندر ان کی قسمت کے فیصلے کئے جاتے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! 2004-05 کا بجٹ ایک کھرب 85-ارب 32 کروڑ 44 لاکھ 25 ہزار روپے کا
 announce کیا گیا ہے جس میں ترقیاتی اخراجات کی مد میں 43.44 بلین روپے رکھے گئے اور غیر
 ترقیاتی اخراجات کے لئے 141.88 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ موجودہ حکومت نے موجودہ ترقیاتی
 اور غیر ترقیاتی بجٹ کی صورت میں اعداد و شمار پیش کئے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ کا موازنہ کرنے کے لئے ہمیں یہ سوچنا ہوگا، ہمیں ماضی کے
 جمرونگوں میں جھانکنا ہوگا کہ جب 2003-04 کا بجٹ announce کیا گیا تو اس کے اندر موجودہ
 حکومت کی کیا کارکردگی رہی؟ اربوں روپے کا جو سالانہ بجٹ 2003-04 میں announce کیا گیا۔
 اس کے بعد صحت کے اندر کیا اصلاحات لائی گئیں؟ تعلیم کے اندر کیا رفتارز لائی گئیں؟ لاہ اینڈ آرڈر
 کی صورتحال کتنی بہتر ہو چکی ہے؟ زراعت کے اندر ہمارے پے ہونے طبقات کا کیا کیا گیا؟ سی اینڈ
 ڈبلیو کے ٹکے نے کتنی سڑکیں اس صوبے کو فراہم کیں اور کتنے سکول بنا پئے گئے؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی شیخوں پر بیٹھے ہونے دوستوں کا اور اپوزیشن کے
 شیخوں پر بیٹھے ہونے دوستوں کا ایک مشترکہ نوہ ہے کہ۔

آ عندیب مل کے کریں آہ و زاریاں
 تو ہانے گل پکار میں پکاروں ہانے دل

آپ اندازہ کریں کہ موجودہ بجٹ میں یا سابقہ بجٹ میں وزیر خزانہ کی جو تقریر ہے، اس میں انھوں نے جس دے کے اندر پیسے رکھنے کی بات کی، جس دے کے اندر انھوں نے ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے کی بات کی اسی میں انھوں نے فرمایا کہ بیشتر ذمہ داریاں اگرچہ ضلعی حکومتوں کو منتقل ہو چکی ہیں، فراہمی و نکاسی آب تحصیل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری قرار دی جا چکی ہے، تعلیم کے شعبے میں ضلعی حکومتوں کو بااختیار کر دیا گیا ہے، تاہم ہماری زراعت کو درپیش مسائل پر میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ Devolution Plan کے بعد پنجاب اسمبلی کا یادگیر

اسمبلیوں کا جو کردار ہے اس میں ہمارے پاس کیا بچا ہے؟

(اذانِ عصر)

شیخ اعجاز احمد، جناب سیکرٹری انجینئرنگ گزٹریٹس پیش کر رہا تھا۔ بجٹ اتنی اہم دستاویز ہے کہ جس کے اوپر پورا سال سارا صوبہ اور سارا ملک depend کرتا ہے، تمام اخراجات ہم اس کے ذریعے کرتے ہیں لیکن میں حیران اس بات پر ہوں اور آپ اپنے ہمسایہ ملک کے اندر دیکھیں کہ لوگ سبحا میں بجٹ پر اور فائس بل کے اوپر چار چار ماہ تقابری کاریکارڈ موجود ہے۔ مجھے مرحوم سلطان راہی کا ایک ڈائلاگ یاد آ رہا ہے کہ اس کو ہتھکڑیاں لگا کر ایک عدالت میں پیش کیا گیا اور اس دن اس کی ضمانت ہونی تھی تو جج صاحب نے گھڑی کا ناٹم دیکھا اور کہا کہ time is over تو سلطان راہی صاحب کو پٹانہ چلا انہوں نے کہا کہ "کی کیا اے جج صاحب" تو جج صاحب نے کہا کہ میں نے کہا ہے کہ عدالت کا وقت ختم ہو چکا ہے تو سلطان راہی نے کیرے کے آگے آ کر جو ڈائلاگ بولا وہ بڑا کھنٹے والا ڈائلاگ ہے۔ اس نے کہا کہ "جج صاحب! ظلم 24 گھنٹے تے انصاف صرف 8 گھنٹے"۔

جناب سیکرٹری! پورا سال موجودہ حکومت نے ظلم کیا ہے، پورا سال اعداد و شمار کے ہیرا پھیر میں رکھا، پورا سال ترقیاتی اخراجات سے ہٹ کر ضمنی بجٹ کے ذریعے ایلوں تلوں میں مصروف رہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ 2003-04 میں ہماری اس صوبائی حکومت نے صدر پاکستان، وزیراعظم اور دیگر V.I.Ps کے لئے 7 کروڑ 25 لاکھ روپے کے حساس آلات خریدے۔ صدر اور وزیراعظم کی سکیورٹی کے لئے افسر اور اہلکار بھرتی کئے گئے جن پر تین کروڑ 91 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ ادارہ سی۔آئی۔ڈی میں صدر اور وزیراعظم کے لئے پوسٹل centre کر کے 15 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

اس طرح وزیراعظم اور V.I.Ps کی سکیورٹی اور ان کے اخراجات کی مد میں تقریباً ایک ارب روپیہ خرچ کیا گیا۔ جب ہم پورا سال بے رمی اور کندھمیری کے ساتھ اپنے غریب عوام کے خون پسینے کی کمانی کو V.I.Ps پر خرچ کریں گے اور پھر ہم کسی ممبر پر قدغن لگائیں کہ آپ پانچ منٹ میں اس علم کو wind up کریں تو میرا خیال ہے کہ یہ نااضافی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فریڈریک نیچر پر اور اپوزیشن نیچر پر بیٹھے ہونے والے معزز اراکین صوبائی اسمبلی ہیں وہ تمام محب وطن ہیں۔ ان میں سے کسی کا تعلق انڈیا کے مشرقی پنجاب سے نہیں ہے، وہ اسی پنجاب کے باسی ہیں، اسی پاکستان میں بسنے والے ہیں، تمام اپنے صوبے سے پیار کرتے ہیں اور سب کی ذیانت ہے کہ ان کو کھل کر بت کرنے کی اجازت دی جانے تاکہ وہ محروم طبقات کی ترجمانی کر سکیں۔

جناب سیکرٹری آپ اندازہ فرمائیں کہ ترقیاتی منصوبوں کے لئے صوبے کی جو surplus amount ہے اس میں 34.655 ارب روپے فراہم کئے جائیں گے جبکہ 1.785 ارب روپے کے لئے بیرونی امداد پر انحصار کرنا پڑے گا۔ آپ دیکھیں کہ اس بجٹ کے اندر مختلف مدت میں جو پیسے دیئے گئے ہیں ان میں ایجوکیشن سیکٹر جس پر بڑا زور دیا گیا ہے، یہاں پر ایجوکیشن منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں، یہاں پر وزیروں کی پارلیمانی سیکرٹریز کی اور چیئرمین سینڈنگ کمیٹی کی ایک فوج نظر موج ہے جن کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے لیکن انہوں نے کہا کہ اس وقت وزراء پارلیمانی سیکرٹریز، چیئرمین سینڈنگ کمیٹی اور سپیشل اسسٹنٹ برائے وزیر اعلیٰ کی تعداد آپ دیکھیں کہ وہ تمام حضرات کئے ٹیریا میں بیٹھ کر چائے پی رہے ہیں اور ہم بجٹ پر بحث کر رہے ہیں، متعلقہ وزراء کرام کو چاہیے تھا کہ وہ یہاں پر تشریف فرما ہوتے۔

جناب سیکرٹری میں ایجوکیشن پر بات کر رہا ہوں اور ہم یہ بات کر رہے ہیں کہ ہم پنجاب کو پڑھا لکھا پنجاب بنانا چاہتے ہیں۔ میری بھی اور صوبہ پنجاب کے عوام کی بھی یہ خواہش ہے اور آپ اندازہ فرمائیں کہ جس صوبے کے اندر جس ملک کے اندر شرح خواندگی کا تناسب دس سے بارہ فیصد ہو اور جس ملک کے اندر unemployment ریٹ 80 فیصد ہو اس صوبے کے اندر جب مفت

کتابوں کی فراہمی کو لاکھوں کروڑوں روپے کے اشتہارات کے ذریعے مشترک کیا جانے کا تو اس وقت آپ writ of the government ملاحظہ فرمائیں۔ ان کی معاملات پر grip ملاحظہ فرمائیں کہ صوبے کے نصاب کی جو کتابیں ہیں جن کو ہم درسی کتب یا ٹیکٹ بک کہتے ہیں اس نصاب تعلیم کو دو مرتبہ صوبہ پنجاب کے اندر تبدیل کیا گیا۔ یہ جو مفت کتابیں فراہم کی ہیں یہ مجھے بتائیں کہ یہ کون سی کتابیں ہیں؟ یہ وہ نصابی کتب ہیں جن کو دو مرتبہ تبدیل کر دیا گیا ہے یا تیسری مرتبہ انہوں نے کوئی نصابی کتب فراہم کی ہیں جن کو ابھی تبدیل کیا جانا ہے۔ اس وقت نصابی کتب میں سے کسی ایک کتاب کی قیمت 60 روپے سے کم نہیں ہے۔ جب ایک ریزمی والا ایک چھابڑی والا ایک غریب ایک کسان اپنے بچوں کے لئے دو مرتبہ کتابیں خریدے گا تو اس کی قوت خرید تیسری مرتبہ کیا ہوگی؟ آپ یہ دیکھیں کہ ابھی دو ماہ قبل صوبے اور مرکز کے درمیان اس بات پر اختلافات بھی طرد ہیں پرنٹ میڈیا اس پر واویلا کر رہا ہے اور ہمارے عوام خون کے آنسو رو رہے ہیں کہ اس مسئلے پر گورنمنٹ کی اتنی grip نہیں ہے کہ یہ نصاب جو دو مرتبہ تبدیل کیا گیا ہے اس کے متعلق سوچیں کہ اس نصاب کو کیوں تبدیل کیا گیا اس کی وجوہات کیا تھیں؟

جناب ذہنی سپیکر، شیخ صاحب ایک منٹ اور ہے پیزا wind up کرنے کی کوشش کریں۔ شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے ایک منٹ دینا ہے تو میں یہیں پر ہی wind up کر دیتا ہوں۔

جناب ذہنی سپیکر، اس لئے کہ باقی ممبران کو بھی نام دینا ہے اور نماز کا وقفہ بھی کرنا ہے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ جو لوگ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب ذہنی سپیکر، یہ سٹے حدہ بات ہے کہ سب نے بولنا ہے۔

شیخ اعجاز احمد، ابھی بات ہو گی دو دن اور پڑے ہیں۔

جناب ذہنی سپیکر، وہ بات تو بجا ہے لیکن سب نے کافی بولنا ہے۔ پیزا wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ انہوں نے کہا کہ بھٹیوں کی فیسیں یکمشت بچوں سے لی جاتی ہیں وہ یکمشت نہیں لی جاتی گی لیکن اس پر کہیں عمل نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا

کہ 29 تاریخ کو یحییٰ declare کر دی گئی ہیں لیکن اس پر کہیں عمل نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ پڑھا کھانجا کھانجا کا خواب دیکھنے والے وزیر اعلیٰ صاحب اور ان کی کابینہ کیا یہ جانا پسند فرماتے گی کہ تین فروری کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی سینیٹل ٹیم کے ایک صاحب عبدالخالق فیصل آباد تشریف لے گئے اور انہوں نے وہاں پر ڈی ٹانپ گراؤ سکول کی پرنسپل صاحبہ کے دفتر میں جا کر آپیکشن کی ان کی دراز میں پڑی ہوئی میٹرک اور ایف۔ اے کی اسناد برآمد ہوئیں۔ کرپشن کے الزامات کے تحت اس قانون کو وہاں سے خارج کر دیا گیا اور 3 فروری 2004 کو جب اس کا تدارک کرپشن اور misconduct کی بنیاد پر ہوا، حوکارنوں جاری کئے گئے اور اس کے بعد اس قانون نے 28 فروری تک پارچ نہ مہموزا۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ بجٹ تک محدود رہیں پھر out of context رہے ہیں۔ کرپشن کا بجٹ سے کیا واسطہ ہے؟

شیخ اعجاز احمد، یہ بجٹ سے متعلق ہے۔ میں جانا چاہتا ہوں کہ ہم ایجوکیشن کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اور ہماری پالیسیاں کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اس میں ہیڈ مسٹریس نے کیا غلطی کی؟

شیخ اعجاز احمد، جناب سیکرٹری میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ چیف مسٹری صاحب نے اس کا ٹرانسپارنٹ روک دیا اور اس کو دوبارہ ڈی ٹانپ گراؤ کالج میں پرنسپل لگا دیا گیا اور جس دن سے وہ پرنسپل تعینات ہوئی اس دن سے لے کر آج تک ازحالیٰ ماہ ہو چکے ہیں کہ وہاں کے چیز اس سے لے کر پروفیسر تک سب بڑتال پر ہیں اور حکومت پنجاب کے محکمہ تعلیم کے کلاں پر کوئی جوں تک نہیں رہیگی۔

محکمہ صحت میں بھی ہم نے کروڑوں روپیہ رکھ دیا ہے اور ہم دعوے کر رہے ہیں کہ ہم ہیلتھ کے مراکز قائم کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہیلتھ کے شعبہ کو ہم نے غلطی حکومت کے سپرد کر دیا۔ آپ کی حکومت کا 180۔ ارب اور کروڑوں روپے پر مشتمل یہ جو دیو بیلن بجٹ ہے اس کے اندر میں آپ کو چنڈرن ہسپتال کے گردہ وارڈ میں لے جاتا ہوں وہاں پر ماجد حسین نامی ایک بچہ جس کا قد آپ کے جسم سے کہیں کم صرف چار فٹ ہے، وہ بستر مرگ پر ہے۔ اس کا

چھ ماہ سے dialysis چل رہا ہے۔ اس کی مل حسرت و یاس کی تصویر بن کر رہ گئی ہے۔ کیا حکومت وقت کی 'good governance' کی یہ ذمہ داری نہیں ہے؟

MR DEPUTY SPEAKER: Health Minister should take notice on this.

Please, It's a very important issue.

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں وزیر صحت کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس کی مل آس لگانے بیٹھی ہے کہ جب V.I.P's کے لئے آپ منجانب ہاؤسز کی تعمیر و ترقی کے لئے 'اس کی آسانس و زیبائش کے لئے کروڑوں روپے خرچ کریں گے تو ایک بچہ جو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بچہ کس ہسپتال میں داخل ہے؟

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! چڈرن ہسپتال میں ایک بچہ تین لاکھ روپے کی خاطر بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ کیا ہماری حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہے؟ کیا وزیر مواصلات 'وزیر قانون یا وزیر صحت وزیر اعلیٰ کے behalf پر یہ بات categorically announce کریں گے کہ اس بچے کو ہمیں مفت علاج دینا چاہیے؟ اگر یہ کریں گے تو میں اور اس کی مل اور پورا منجانب سمجھے گا کہ اس بجٹ کے ثمرات ایک ریزمی بان کے بچے کے پاس پہنچ رہے ہیں۔ اگر یہ نہیں کریں گے تو میں کم از کم on the floor of the House یہ اعلان کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ ضرور کریں گے اور حکومت اس پر نوٹس لے گی کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

وزیر صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی 'فرمائیں!

وزیر صحت، جناب سپیکر! براہ مہربانی مجھے اس بچے کا نام بتادیں اور یہ کہ وہ کس ہسپتال میں ہے؟ میں اس پر فوری طور پر ایکشن لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وہ علاج کی خاطر رہے ہیں۔ شیخ صاحب! آپ بچے کا نام بتادیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر اے جے کا نام ماجد حسین ہے اور وہ چلڈرن ہسپتال کے گروہ وارڈ میں داخل ہے۔ اس کا باپ پھلوں کی ریڑھی لگاتا ہے۔ اس کو تین لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس کی ماں اس بچے کو گروہ دینے کے لئے تیار ہے لیکن تین لاکھ روپے کی وجہ سے وہ بچہ علاج سے محروم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسا ہی ایک غریب آدمی میرے علاقے روجھن سے بھی ہے جس کے دل کا آپریشن ہونا ہے اور غربت کی وجہ سے آپریشن نہیں ہو رہا ہے۔ اس پر براہ مہربانی نظر کرم فرمائیں۔ میں اس کا نام بھی آپ کو دے دوں گا۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے علاقے کے دس بچے بھی ہیں۔ اگر جناب اس پر مہربانی فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس نیک suggestion اور یقین دہانی کے بعد آپ کو wind up کر دینا چاہیے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میں جلد ہی wind up کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب آپ کو wind up کرنا چاہیے کیونکہ میں نے آپ کو کافی وقت دیا ہے۔ میں نے کسی اور کو بھی بات کرنے کا موقع دینا ہے۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! انہوں نے جو یہاں پر facts and figures پیش کئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، باقی باتیں آپ کے دوست کر لیں گے۔ آپ کا کام ہو گیا ہے اس لئے اب براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ مجھے دو تین منٹ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میں آپ کو دو تین منٹ نہیں دے سکتا۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! چلیں میرا ضمیر اس پر مطمئن ہے کہ کھربوں روپے کے بجٹ میں ایک بچے کا علاج اگر انہوں نے کروا دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ آج کی میری بجٹ تقریر کا مجھے رزٹ مل گیا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جس صوبہ کے اندر دو مرتبہ نصاب تعلیم تبدیل کر دیا جائے اور جس

صوبہ کے وزیر موصوف اور جب ہماری وفاقی وزیر تعلیم صاحبہ آج سے تین ماہ قبل یہاں پر تشریف لائی تھیں اور جب صحافیوں نے ان پر سوالات کئے تو انہوں نے بڑی [***] کے ساتھ کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہ کریں۔ میں اس لفظ کو حذف کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر اس کے بعد وزیر تعلیم صاحبہ کہتی ہیں کہ آرڈرز کہیں اور سے ہونے ہیں تو پھر۔۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی 'فرمائیں'!

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب سپیکر ایہ وضاحت کی گئی تھی کہ تمام سپیکرز کو پانچ منٹ کا وقت دیا جائے گا۔ اب پانچ منٹ ہو گئے ہیں اور یہ wind up نہیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ان کو wind up کر دیا ہے۔ جی 'محترمہ فرزانہ راجہ'

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر میں کچھ figures بیان کرنا چاہتا ہوں یہ صرف سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے محترمہ فرزانہ راجہ کو floor دے دیا ہے۔ آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے وقت نہیں دیتے تو میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ اعجاز احمد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آپ کی مرضی ہے۔ ہر بلت پر حد نہیں ہوتی۔ جی 'محترمہ'

محترمہ فرزانہ راجہ، شکریہ، جناب سپیکر! بچت ہر سال ہر حکومت پیش کرتی ہے اور چاروں صوبوں

میں بسنے والے عوام اور اس ملک میں بسنے والے عوام اپنے نمائندے اسمبلیوں میں منتخب کر کے

بھیجتے ہیں ان کی طرف وہ نظریں لگانے بیٹھے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ نمائندے ان کی قسمت کا

کیا فیصلہ کریں گے؟ ان کے لئے کیا پالیسیاں بنائیں گے؟ کیسا بجٹ لائیں گے؟ ان کو کیا ریٹیف

دیں گے کہ جس سے ان کی مشکلات بھری زندگی، مصیبتوں بھری زندگی میں تھوڑا ریلیف ملے گا، کمی ہوگی اور ان کا میعاد زندگی بھی بستر ہو سکے گا لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ بجٹ 2004-05 پھر ایک دفعہ لفظوں کا ہیر پھیر اور مستقبل کے وعدوں پر مبنی ایک دستاویز ہے۔ مراعات یا فزٹیکے کو مزید مراعات دینے کے لئے یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ ایک عام آدمی کو ایک غریب آدمی کو جو کہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہا ہے اس کو اس بجٹ میں کوئی ریلیف نہیں دیا گیا۔ اس کے پیچھے بھی عمرکات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو ممبران اسمبلی جن کو عوام نے یہاں پر بھیجا ہے اور جو عوام کے مسائل کو بستر طریقے سے جانتے ہیں ان کے دکھوں کو سمجھتے ہیں، جب ان دکھوں کا مداوا کرنے کے لئے 'ان مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے اس process میں ان کو شامل نہ کیا جائے تو پھر وہ بجٹ کیسا ہوگا؟ وہ عوام کو کیسے ریلیف دے سکے گا؟ اس بجٹ میں پنجاب کے عوام کو جلاو کی پھمڑی سے G.D.P growth rate میں 8 فیصد اضافہ اور 2020 تک فی کس آمدنی 2000 ڈالر کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے لیکن میں سب سے پہلے پوچھتی ہوں کہ یہ ہدف پہلے پچھلے چار سالوں میں کیا مقرر نہیں کیا گیا تھا؟ اگر مقرر کیا گیا تھا تو اس ہدف کو حاصل کیوں نہیں کیا گیا کیونکہ یہ بار بار کہا جاتا ہے کہ یہ معاشی پالیسیاں جنرل مشرف کی حکومت اور ان کی پالیسیوں کا تسلسل ہیں جب یہ continuation ہے تو پھر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ پچھلے سال ہم نے یہ ہدف دیا، اس سال ہم نے یہ ہدف دیا۔ اس سے پہلے ان باتوں کا خیال کیوں نہیں رکھا گیا؟ اس سے پہلے غریبوں کے issues کو صحیح طرح سے کیوں نہیں اٹھایا گیا؟ کل بھی ہمارے ممبران نے یہ کہا ہے کہ یہ تسلسل، آپ یہیں سے اندازہ لگائیں کہ یہ اہداف جو آج مقرر کئے گئے ہیں اگر یہ انہی پالیسیوں کا تسلسل ہیں تو یہ چار سال پہلے مقرر کئے جاتے، تین سال پہلے مقرر کئے جاتے اور جو ہم نے آمدنی دو ہزار ڈالر فی کس کسی ہے آج تک چار سو یا پانچ سو ڈالر فی کس تو ہونی ہوتی۔ عوام کو تھوڑا سا تو ریلیف ملا ہوا ہوتا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس طرح کے targets جب دینے جاتے ہیں تو اس طرح کے targets کو حاصل کرنے کے لئے investors کے لئے ایک ایسا سازگار ماحول پیدا کیا جاتا ہے، انہیں incentive دینے جاتے ہیں، انہیں protection فراہم کی جاتی ہے تاکہ ملک میں انڈسٹری، بزنس بڑھے اور لوگوں کو روزگار ملے جو کہ ابھی انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ 80 فیصد روزگار پرائیویٹ

سیکڑے آنے کا۔ جہاں پر ایک عام آدمی جو کہ نازی ہے وہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے نہیں جا سکتا۔ وہ محفوظ نہیں ہے۔ ایک مذہبی رہنما ایک مذہبی اجتماع میں جاتے ہوئے محفوظ نہیں ہے، ایک سیاستدان عوام میں جاتے ہوئے محفوظ نہیں ہے۔ ایک غریب آدمی کہیں پر گھر سے باہر نکلتا ہے اور منڈی یا مارکیٹ میں اگر وہ سبزی لینے کے لئے کھڑا ہے تو اس کی وہاں پر زندگی محفوظ نہیں ہے تو لاہ اینڈ آرڈر کی اس situation میں آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیسے برنس بڑھ سکتا ہے، یہ خوف و ہراس کی situation جب تک ختم نہیں ہو گی اس وقت تک ہم معاشی طور پر بہتری نہیں لاسکتے۔ اس طرح سے معاشی ترقی نہیں معاشی تباہی ہوتی ہے۔ جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں میرے خیال میں انہیں سب سے زیادہ توجہ لاہ اینڈ آرڈر کی صورتحال پر دینی چاہئے کیونکہ اتنے محلی targets قائم کر کے محلی لاہ اینڈ آرڈر کی atmosphere بھی دینا پڑتی ہے تب ہی جا کر کہیں کامیابی اور ترقی ہوتی ہے۔

اب ہم ایک عام آدمی کے ریٹیف کی طرف آتے ہیں کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ میں نے جیسا کہ کہا کہ یہ بھی مراعات یافتہ طبقے کو مراعات دینے کے لئے 15 فیصد اضافہ کیا گیا جن کی تنخواہوں کا بیج 20 ہزار، 30 ہزار اور 40 ہزار تک ہے تاکہ وہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں، اس سے کاغذ اٹھا سکیں۔ ایک غریب آدمی جس کی تنخواہ صرف دو تین یا چار ہزار ہے تو اسے 15 فیصد سے کیا ریٹیف ملے گا؟ اس کا میاں زندگی کیا بہتر ہوگا؟ اس کے بچے کون سے اچھے سکولوں میں جائیں گے یا اس کو ہیلتھ کی سولتیں ملیں گی تو یہ بھی ایک ایسے ہی طبقے کو دوبارہ سے مراعات دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ منگانی میں اضافہ 400 فیصد اور تنخواہوں میں اضافہ 15 فیصد ہے۔ جب وزراء اپنی تنخواہوں اور مراعات میں اضافے کا اعلان کرتے ہیں، پالیسی یا بل لگاتے ہیں تو وہ 75 فیصد ہے۔ یہ عوام کو جان لینا چاہئے کہ اپنی تنخواہوں میں 75 فیصد اضافہ اور ان غریبوں کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

اس کے بعد ہم ایجوکیشن اور صحت کی طرف آتے ہیں کہ نونل بجٹ کا ایک فیصد بھی ایجوکیشن اور صحت پر خرچ نہیں کیا جا رہا۔ اس کی بھی ایک وجہ ہے کہ جب آپ کے ملک کا میں اس وقت پنجاب کی نہیں بلکہ نیشنل سطح کی بات کر رہی ہوں کہ آپ کے ملک کا 80 فیصد سے زیادہ

بجٹ ذیخس میں چلا جانے گا۔ بجٹ میں ذیخس کے لئے سات فیصد یعنی 13- ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے تو پھر پیچھے عوام کے لئے 'سوشل سیکر' ایجوکیشن اور ہیلتھ کے لئے کیا رہ جاتا ہے؟

ابھی میرے بھائی بت کر رہے تھے کہ ہسپتال میں بچہ پڑا ہے۔ بیہوش (سی) اس وقت کا سب سے بڑا problem ہے جو کہ عوام میں پھیلا ہوا ہے اور غریب لوگ ہی اس کا زیادہ تر شکار ہیں۔ اس کے علاج پر 52 ہزار سے لے کر ایک لاکھ روپے کے انجکشن لگتے ہیں اور خرچہ آتا ہے جو کہ کسی بھی ہسپتال میں مریضوں کو نہیں دیا جاتا اور غریب لوگ تڑپ تڑپ کر بیہوش (سی) کا شکار ہو کر مر جاتے ہیں لیکن ان کا علاج کرنے والا کوئی موجود نہیں ہے۔ سوائے اس کے جو لوگ قرض حسد کے طور پر کسی غریب کی مدد کرنا چاہتے ہوں اور اس کی زندگی بچانا چاہتے ہوں اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے تو اس کے لئے حکومت نے اس دفعہ کیا کیا؟

جناب سیکرٹری دوسری طرف بیت المال کے ذریعے عوام کو بھکاری بنایا جا رہا ہے کیونکہ بیت المال سے اب -/200 روپے فی خاندان دیتے ہیں تو وہ نہ تو اس پیسے سے بچوں کو سکول بھیج سکتا ہے نہ ان کو یونیفارم دے سکتا ہے نہ ان کو کپڑے پہننے کو دے سکتا ہے اور نہ ہی کھانے کو کچھ دے سکتا ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ان -/200 روپے میں کسی کا کیا گزارہ ہو گا؟ میں یہ مشورہ دوں گی کہ بیت المال کے پیسے سے سال انڈسٹریز کالج انڈسٹریز کو ترویج دی جائے اس کو فروغ دیا جائے تاکہ غریب لوگ عزت کے ساتھ کام کریں اور غیور عوام اپنے ذہن میں سوچیں کہ وہ اپنا کام کر کے کارہے ہیں کسی کی بھیک میں وہ -/200 روپیے لے کر اپنے بچوں کا بیت نہیں بھر رہے۔

جناب سیکرٹری میں آخر میں عواتین کی طرف آؤں گی جو کہ اس ملک کی آبادی کا 52 فیصد ہیں تو عواتین کے لئے last time ایک سٹیڈیم رقم دیا گیا تھا اور اس دفعہ عواتین کی بہبود کے لئے Gender Reform Action Programme کے تحت 20 کروڑ روپے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ سرکاری نوکریوں میں عواتین کے کونے کو بڑھانے کے لئے کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ یڈی ہیلتھ وزیرز جو ساٹھ سال سے بے چاری گاؤں، گاؤں جا کر کام کر رہی ہیں ان کے لئے کسی نے آواز نہیں اٹھائی، ان کو permanent کرنے کے لئے کسی نے بات نہیں کی، یڈی کونسلرز جو بے چاری اپنے اپنے علاقے کی عواتین کی ناند می کر رہی ہیں ان کو معاوضہ دینے کی کسی نے بات

نہیں کی، کسی کو خیال نہیں آیا۔ بزنس و سمن جو کہ اپنا بزنس set up کرنا چاہتی ہیں اس کے لئے کسی نے بات نہیں کی، کوئی incentive اور کوئی ان کے لئے اعلانات نہیں کئے گئے ہیں اور نہ ہی وہ عواتین جو روزگار کے لئے نوکری پر جاتی ہیں ان کو وہاں پر اپنے کام کرنے کی جگہ پر بہتر ماحول اور پروفیکشن دینے کی بات کی گئی ہے۔ میں یہی کہوں گی کہ عواتین کو main stream میں سے باہر رکھنے کے لئے اس حکومت نے ایک سازش کی ہے اور میں اس کا ذمہ دار اپنی بسوں کو ٹھہراؤں گی جو کہ اس طرف بیٹھی ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے کوئی ایسا ایکشن نہیں لیا، کہیں آواز نہیں اٹھائی کہ ان عواتین کی بہتری کے لئے ایسے بڑا اور ایسی باتیں لائی جائیں جو حکومت سے منظور کروائی جائیں اور اس بحث میں رکھوائی جائیں تاکہ ان کا معیار زندگی بہتر ہو اور وہ مردوں کے شانہ بشانہ آکر کام کر سکیں لیکن ان میں ان کا بھی کوئی قصور نہیں ہے۔ میں ان کو آفرین پیش کرتی ہوں کہ جب بھی کوئی اپوزیشن کی طرف سے بات ہوتی ہے تو یہ کھڑی ہو جاتی ہیں۔۔۔۔

محترمہ شمیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بی بی فرمائیں!

محترمہ شمیم اختر، جناب سپیکر! ہم سب اس طرف بیٹھی ہوتی اور اس طرف بیٹھی ہوتی عواتین بھی صدر پاکستان پرویز مشرف صاحب کی شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں اسمبلیوں میں عواتین کو 33 فیصد نمائندگی دے کر یہاں ہمیں مردوں کے شانہ بشانہ لے کر آنے اور یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کے لئے اس حکومت نے کچھ نہیں کیا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! ابھی میں ان کی اس بات کی بھی تردید کر دوں کہ انہیں ٹیڈ علم نہیں ہے یا پھر سیاسی زندگی کا آغاز ابھی کیا ہے تو ان کو knowledge نہیں ہے کہ یہ پہلی دفعہ عواتین اسمبلیوں میں نہیں آئیں بلکہ پہلے ہی 1988 میں آچکی ہیں اور یہ جو کارنامہ ہے یہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کو جاتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن بی بی! اتنی تعداد میں پہلی دفعہ آئی ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، یہ Constitution کا حصہ ہے کہ عواتین اسمبلیوں میں آئیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ خوش آمد بات ہے کہ 33 فیصد خواتین اسمبلیوں میں موجود ہیں۔ نہ صرف اسمبلی میں بلکہ ضلعی اسمبلی میں اور یونین کونسل میں خواتین آتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خواتین کے لئے بڑے بہترین مواقع ہیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی یہ بات بہت اچھی ہے کہ خواتین کو آگے لایا گیا ہے، سن نے ابھی کہا کہ شانہ بٹانہ لایا گیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو کہتا ہوں کہ 50 فیصد خواتین کو ہونا چاہیے تاکہ ان کے حقوق غصب نہ ہوں۔ (نعرہ ہانے حسین)

محترمہ فرزانہ راجہ، جناب سپیکر! دکھ اس بات کا ہے کہ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ اگر ان کو اسمبلیوں میں لے آئے ہیں تو انہیں in power بھی کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سب سے بڑی مثال تو صغریٰ امام ہیں جنہوں نے کل استعفیٰ دیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کے اختیارات کیا تھے۔ میں خواتین ہی کی بات نہیں کر رہی بلکہ میرے بھائی جو وزراء ہیں ان کی بھی یہی حالت ہے کیونکہ ان بے چاروں کے پاس بھی کوئی اختیارات نہیں ہیں لیکن یہ ان کو لے آئے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی اس کو سمیٹیں کیونکہ مہر کا نام ہو چکا ہے اور ڈیزمہ سبجے نماز ہونی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، میں اس کو wind up کر رہی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، House is adjourned for half an hour for Zohar Prayer.

آدھے گھنٹے کے لئے ہاؤس adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مہر کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا گیا)

(نماز پھر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 2 بج کر 10 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

جناب سپیکر، ہمارے اگلے سپیکر چودھری محمد شوکت صاحب ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب

چودھری عبد حسین چٹھہ صاحب!

CH ABID HUSSAIN CHATHA: Mr Speaker, Sir, I thank you for giving me an opportunity to present my views on the annual budget of the Punjab for the year 2004-05. In my view this is a balanced budget and is commendable in terms of its overall size which is having a total outlay of more than 180 billion rupees and particularly a marked increase in the Punjab Development Plan is something that for which the credit deserves to be given to the Punjab Government. Let me do it in my own way Mr Speaker! Budget in my view must be viewed in terms of its likely impact on the years to come and in terms of the impact of the preceding budgets on the lives of the people and it must be analysed that how and where the money allocated is likely to be spent. This is essential. So if we read the Document Vision 2020 floated by the Chief Minister of the Province in which he has predicted a G.D.P Growth Rate at 8 percent per year and he has predicted that per capita income shall rise to \$2000 per person by 2020. He has also stressed that there should be an efficient and smart Government with a minimum Government regulation and increased focus should be with private sector which will in turn boost economy and create employment. I think that the outlined dreams can not be realized unless years and years of corruption, inefficiency and red tapism that is found in Government departments and institutions, can be eradicated and

rooted out. Therefore, I suggest that increased funding should be made available for renewing the contract awarding system through which most of our development initiatives are executed on grounds which had literally collapsed under the burden of commissions and the quality of work has deteriorated over the years. Therefore, I suggest that the funds should be made available to review this system so that the actual fruits of development should reach the common people. I suggest that there should be funding made available to review the Local Government Laws so that overlapping of functions should be eliminated, the authority and control of the Provincial Government should be adequately established and the size of the local Government should be rationalised. Many of the provincial laws have been out-dated over the time and there is an urgent need that provincial laws should be reviewed; those which have become out-dated should be repealed; and, others should be updated and codified. There is also an increase of 15% in the salaries of the Government employees. We may recall here, Mr Speaker, that even in the last budget there was an increase of 15% in the salaries of the Government employees. Here we must ask a question. Has that increase of 15% led to a corresponding increase in the Government efficiency and in the eradication of corruption? Because I think increase in the salaries is a positive step and its positive results must be passed on to the people in terms of increased efficiency and eradication of corruption. The re-structuring of departments and institutions is also urgently required for

which funding should be made available so that they may be re-shaped and reformed on internationally recognized principles to promote efficiency and transparency in such systems. The tax reforms which are introduced in this budget through the Finance Bill are appreciable especially the reduction of stamp duty in the transfer of property, abolition of stamp-duty on the memorandum and articles of association of companies and the exemption of property tax on 5 marla houses in specified categories are the steps which are in the right direction and I praise the Finance Minister for such efforts. At this point, I would also indicate that in my view there is an urgent need to establish an institution for resolving property disputes and to undertake mechanisms under which the transactions relating to the sale and purchase of properties should be modernised. Even in our country there are private societies such as the Defence Society where very transparent mechanisms and modern mechanisms are available in which the chances of fraud are minimum. In our general system still there are instances like agreement to sale, for instance is non-registerable and as a result a lot of incidents have emerged since the real estate boom has come to this country where fake agreements are made and then litigation starts and the innocent owners are left with no choice but to face years of litigation or to sell their plots at throw-away prices. Therefore, I think steps should be taken and allocations should be made to establish an institution which can promise an efficient record-keeping mechanism regarding properties and a modern

system to resolve the property disputes should be put in place. Regarding law and order, Mr. Speaker, an increased allocation of 20 billion rupees has been kept in the Budget. I believe and I have emphasized even before in this House that the primary duty of the State is to maintain law and order and any steps that are taken in this direction needs encouragement. The new initiatives taken by the Punjab Government such as the establishment of the Police Patrolling Posts are steps in the right direction and we welcome these steps which will certainly help to improve the law and order situation in the country. However, I would say that in the allocated money for maintaining law and order, emphasis should be given in revamping the Police Stations because that is an area which needs urgent improvement. The Police Stations are the institutions which have direct contact with the common people, therefore, we should provide funds for the computerization, integration and automation of Police Stations so that they are properly integrated and have a link between each other. The Police Order should also be reviewed to evolve a consensus and make it a durable law. The reform of the Police is already initiated by the Punjab Government. This should continue and provisions should be made for the training and equipment of the Police Force; effective and swift accountability in the Police Force should be introduced, and, performance based reward and punishment system should be encouraged. I also suggest that there is an urgent need to create municipal police and the social reform laws which require implementation and involve regular

police, should be entrusted to separate municipal police so that the regular police is spared for the detection and prevention of crime that affects the citizens of this country. I also believe that no effort regarding maintenance of law and order can be successful unless an equal attention is paid towards improvement of the system of administration of justice. The people are losing confidence on the rendering of justice and I think that increased funding should be made available whereby the judicial system should be revamped in collaboration with the Provincial Government and the High Court, so that justice can be seen and the public confidence can be stimulated in this process.

Regarding Agriculture, Mr Speaker, Sir, I believe that this is a segment on which an increased attention needs to be given. The relief package that has been announced by the President of Pakistan is a welcome step but I emphasize that steps should also be taken to reduce the prices of diesel and freeze them at a particular point for agriculture purposes and electricity prices for tubewells should be reduced drastically so that the real benefit can pass on to the farmers. The new tubewell connections should also be made easier and the farmers should be facilitated in this regard.

Sir, regarding the wheat policy, I would like to emphasize that last year we had a very successful wheat policy and the farmers really appreciated it. But this year there was a constraint that was felt by the

farmers and therefore, I suggest that it needs to be reviewed. Support price means the minimum price which should pass on to the farmers. Therefore, the Provincial Government must compete with the private sector to ensure that maximum price should be given to the farmers for their produce. In this regard I believe that unless the prices of the wheat are increased and rationalized with international prices prevailing in the international markets, this policy cannot be made more successful. The urbanized consumers in return should be subsidized and if the wheat prices are increased at international level the short term investors that have come into this game will be automatically eliminated.

Mr Speaker, Sir, I was very delighted to see in the Budget that a very

MR SPEAKER: Please wind up.

CH ABID HUSSAIN CHATHA: Sir, I was delighted to see that an increased funding has been made available for irrigation programmes. It was also satisfactorily found that a huge and massive federal Government funding is available for rehabilitation of the Irrigation System. I think this is an area in which all efforts should be put in and since massive funding has been made available, efforts should be made to oversee and monitor the execution of these massive development initiatives so that the generations to come can benefit from these land mark achievements.

Sir, for roads, we find out that last year there was 3.60 billion rupees for this sector which have now been increased to 8 billion. I think this is also a positive step because the building of roads is one sector

which leads to the overall boosting of economic activity in that area and helps in the transportation of labour and the farmers to take their goods to the better markets.

Mr Speaker, Sir, in the education sector, the Chief Minister has taken special initiative and the steps have been taken in his special education sector reforms programme that had never been taken in the history before. However, in order to make it more productive, I suggest that money should be disbursed to every district on the basis of population so that the benefit should quickly pass on to larger population and special steps should be taken for improving the quality and timely construction of educational institutions. I was also pleased to find out that a lot of money has been kept for upgrading educational institutions and in this regard I must say that in the past a lot of time was wasted. When an educational institution is completed handing over a flat building to the Education Department, sanctioning of posts and sanctioning of non development budget to make it a running institution was a very time consuming process. I would urge the Government to integrate these processes so that whenever an educational institution is completed under this programme it becomes a running institution from which optimal benefit can be realized. I also suggest that under this programme atleast one model school like Aitchison College, a big school for boys and girls, should be made in every district in which boarding facilities should also be made available.

And lastly Mr Speaker, Sir, for Health although there is an increased funding from 3.5 billion to 5.5 billion rupees but this is a fact that the medical expenses have increased to a limit that they have certainly gone beyond the reach of a common man. Therefore, there is an urgent need that a programme is initiated by the Punjab Government in which medical support is given to the poor people until the per capita income rises to a level where it becomes affordable.

And finally I thank you Mr Speaker, Sir, for providing me this opportunity to share my views with you and the honourable members in this House. I hope that the suggestions are taken in good taste and the monitoring and execution improves so that the real benefits of development are passed on to the common people. Thank you.

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ کی موجودگی سے کاغذہ اٹھاتے ہوئے گورنمنٹ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے پہلے ہی ذکر کیا تھا کہ میرے علاقے میں سیالکوٹ کینٹ کا ایریا آتا ہے۔ وہاں پر پرسوں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے کہ سول اسپتال کے درمیان گورنمنٹ آف پنجاب کی سڑک ہے اور اس سے بیس گز کے فاصلے پر سی۔ ایم۔ ایچ ہے۔ ایک فیمر کی بیوی کی delivery کی last stage تھی اور ڈاکٹر نے suggest کیا کہ اسے فوراً اسپتال لے جائیں۔ وہ شخص اپنی بیوی کو اٹھا کر سی۔ ایم۔ ایچ لے کر جا رہا تھا جب وہ اس سڑک پر پہنچا تو آرمی والوں نے انہیں وہاں پر روک لیا اور کہا کہ آپ دوسری طرف سے جائیں یہ راستہ بند ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیس گز کے فاصلے پر سی۔ ایم۔ ایچ نہ پہنچ سکا جب اس نے اوپر سے دو کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا تو راستے میں اس کی بیوی کی death ہو گئی۔

میں یہ کہتا ہوں کہ کینٹ کی سڑکیں ہیں، کنٹونمنٹ بورڈ وہاں پر جو مرضی کرے لیکن گورنمنٹ آف پنجاب کی سڑکوں پر ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر جو ریزمی پر بیٹھا ہے وہ بھی ہیلمٹ پہنے اور جو سائیکل پر بیٹھا ہے وہ بھی ہیلمٹ پہنے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، ارشد بگو صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تو valid نہیں ہے لیکن چیف منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ہم عوام کے فائدہ سے ہیں اور یہ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو ہیں، میں پنجاب کے ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو سیالکوٹ کینٹ میں رستے ہیں اور جو اس وقت بے حد تنگ ہیں۔ میں ان سے request کروں گا کہ یہ اپنے طور پر ان کے ساتھ بات کریں اور اس مصیبت سے ہماری جان بچرائیں۔

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، خان صاحب! یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ آپ اپنی باری پر بات کر لیجئے گا۔ میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ ابھی جو واقعہ ہوا ہے آپ اس کے بارے میں detail بتا رہے ہیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان، [*****]

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ میں اجازت نہیں دوں گا۔ جی، جناب احسان الحق صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکرٹری ہم ہمیشہ آپ کا کناستے ہیں اور آپ کا احترام کرتے ہیں لیکن آپ ہمیں بات نہیں کرنے دیتے۔

جناب سیکرٹری، یہ ٹھیک ہے لیکن ایوان کے اندر بات کرنے کا کوئی طریقہ ہے۔ میں اجازت نہیں دیتا اور یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جناب احسان الحق نولایا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سیکرٹری! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بھٹ کے اس اجلاس کے اندر بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب سیکرٹری! ایک ہی بات بار بار پورے اجلاس میں آ رہی ہے کہ اتنے بڑے بھٹ پر بات کرنے کے لئے اتنا کم وقت ہے۔ اس موضوع پر پہلے بھی بڑی بات ہو چکی ہے کہ چار دن بھٹ پر عام بحث کے لئے اتھارٹی ناکافی ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں ضرور کوئی نہ کوئی کام کیا جانا چاہیے۔ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ اسمبلی کے اجلاس کے اندر اس طرح سے سیر حاصل بات نہیں ہو سکتی تو اس کا متبادل یہ بھی ہے کہ آپ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے نظام کو بہتر کریں کہ کسی بھی شعبے کی سٹینڈنگ کمیٹی کے اندر ایک یا دو دن کی میٹنگ کے دوران بھٹ کی تمام جزئیات پر بات کی جاسکے لیکن حکومت نے شاید اسی بات پر اکتفا کیا ہوا ہے کہ جب ہم نے یہ کام کرنا ہی نہیں ہے اور یہ کرنا ہی bureaucracy نے ہے تو اس کو زیادہ سے زیادہ وقت دینے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سیکرٹری! میں بھٹ جانے کے عمل پر کچھ تجاویز آپ کے سامنے رکھوں گا کہ بھٹ کون جاتا ہے؟ کس کو جانا چاہیے اور جس کو جانا چاہیے اس کو اس کے مواقع کس طرح سے دینے جائیں؟ بھٹ جانے کے لئے کسی شعبے کی سٹینڈنگ کمیٹی کو statistical information کئی کر کے صوبے کے ضلعوں کے اندر جو اس کے حقیقی اعداد و شمار ہیں تو ان پر اگر مکمل طور پر واقفیت عوامی نمائندوں سے حقائق کو جانا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہی ہے کہ اس نظام کو مضبوط کیا جائے۔

جناب سیکرٹری! یہاں پر بیٹھ کر ہم صرف اعداد و شمار کو بیان کر دیتے ہیں تو وہ اعداد و شمار حقیقت سے اتھارٹی دور ہوتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں صرف دو مختصر سی مثالیں دوں گا کہ جب

حکومت نے دو سو روپیہ طالب علم بچیوں کو دیا کہ آپ ان سرکاری اداروں میں داخل ہوں گے اگر
 حاضری 80 فیصد ہوگی تو آپ کو دینے جائیں گے۔ یہ تو وہ حالت ہے کہ آپ نے صرف محکمہ تعلیم کی
 کارکردگی کو بڑھانے کے لئے نہیں وہاں داخلے کے رجحان کو زیادہ کرنے کے لئے اور پرائیویٹ
 اداروں سے مہیسوں کے لالچ دے کر آپ افراد کو اپنے اداروں کے اندر داخل کروانا چاہتے ہیں۔
 حقیقت یہ ہے کہ جب تک سرکاری اداروں کے اندر۔۔۔۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں دو دن سے معزز ممبران کی باتیں سن رہا ہوں۔ بے شمار باتیں مکمل
 طور پر غیر متعلقہ تھیں اور جو معزز رکن نے بھی دو سو روپے والی بات کی ہے۔ میں چاہتا تو یہ تھا کہ
 جب cut motions کی بادی آنے تو winding up speech بھی کی جائے لیکن خدا کا واسطہ
 ہے کہ اس دو سو روپے کا ایک پورا concept ہے۔ یہ دو سو روپیہ ہم نے کیوں دیا ہے؟ یہی بات
 انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو جائیں گے۔ اس کے پیچھے یہ ہے کہ ہم نے enrolment بڑھانا ہے اور
 gender issues پر ہم نے خاص طور پر عواتین کا جو drop out rate ہے وہ enormous کرنا
 ہے۔ آپ یقین مانیں کسی بھی حکومت نے آج تک gender issues پر بات ہی نہیں کی۔
 ہمارے صوبہ پنجاب میں سو بچیوں میں سے نوے بچیاں گھروں کو واپس چلی جاتی ہیں اور صرف دس
 بچیاں میٹرک تک پہنچتی ہیں۔ ہم نے پندرہ اضلاع ایسے پتے ہیں جن میں بچیاں کم سکول جاتی ہیں۔
 یہ بچیاں جب پانچویں جماعت سے ذل سکول میں جاتی ہیں تو ان کے ماں باپ انہیں واپس کھینچ لیتے
 ہیں۔ انہیں کیوں کھینچتے ہیں کہ وہاں چار دیواری نہیں ہے یا ان میں آگاہی نہیں ہے۔ اس لئے ہم
 نے جو 35 کروڑ روپیہ رکھا ہے جس کا میں آپ کو جواب دوں گا۔ براہ مہربانی آپ facts کو
 distort نہ کریں اور concept کو سمجھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ایک چیز طے ہوئی تھی کہ جو مقرر بات کرنا چاہتا ہے اس کو پورا موقع دیا جائے۔ آپ کے وزراء کی حاضری یہاں پر مکمل ہے اور جب cut motions آئیں گی تو یہ جواب دے سکیں گے۔ انھوں نے بات کی ہے تو ہمیں بھی interrupt کرنا آتا ہے۔ یہ مناسب طریقہ نہیں ہے۔ آپ محترم وزراء کو کہیں کہ یہ بیٹھیں، سنیں اور اس کے بعد جیسے یہ فاضل رکن کہہ رہے ہیں کہ بجٹ بن تو گیا ہے اور اس بجٹ جانے میں کسی ممبر کا دخل نہیں ہے۔ یہ صحیح بات کر رہے ہیں۔ آپ یہ سن لیں۔

جناب سپیکر، شکر یہ، مہربانی۔ جی، احسان الحق صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! بجٹ پر بات کرنے کے لئے میں نے صرف محکمہ تعلیم کو اس لئے منتخب کیا تھا کہ کسی بھی قوم نے آج تک تعلیم میں بہتری لانے بغیر ترقی کا عوَاب نہیں دیکھا۔ چلیں! اگر حکومت کو یہ بات پسند نہیں ہے تو میں ان کی دو باتوں کی طرف توجہ دلا کر محکمہ تعلیم کو بھروسہ دیتا ہوں کہ یہ تمام پنجاب کے محکموں سے ملازمین کے اعتبار سے سب سے بڑا محکمہ ہے اور اہمیت کا حامل ہے۔ میں دو تین چیزوں کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ جب آپ شعبوں کے اندر erratic posting کریں گے کہ جغرافیہ پاکستان سنڈیز کا بندہ پڑھا رہا ہے اور جو سیاسیات والا غلامی پڑھا رہا ہے آپ تو پورے ملک کو erratic system پر چلا رہے ہیں |*****|

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ صدر پاکستان کو اس بحث میں نہ لے کر آئیں۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! تعلیم پر بات کرنا ہماری حکومت کو زیادہ گوارا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، صدر صاحب اس ایوان میں نہیں بیٹھے ہونے کے آپ ان کا حوالہ دے کر بات کر رہے ہیں۔

* محکمہ جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

- جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سیکرٹری بجٹ کے اندر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ہم 43-ارب کے قریب ڈولیمینٹ بجٹ دیں گے۔ اگر تو جنوبی پنجاب واقعاً پنجاب کا حصہ ہے اور اس ترقیاتی بجٹ کو آبادی کے لحاظ سے یا اس سے آگے پیمانہ گی کے لحاظ سے یا اس سے آگے علاقوں کی بنیاد پر بھی آپ اس بجٹ کو allocate کریں تو اس لحاظ سے اس بجٹ میں سے پونے تین ارب روپیہ ڈسٹرکٹ مینٹننس کا حصہ بٹنا ہے لیکن اس کو دیا گیا ہے؟ آج اس کو ایک ارب 77 کروڑ دیا گیا ہے۔ ایک ڈسٹرکٹ کا ڈیزہ ارب کان کر سات ارب پورے جنوبی پنجاب کو دے کر یہ کہہ دیا گیا کہ ہم نے جنوبی پنجاب کی تمام عمر ویوں کو دور کر دیا ہے۔ اس سے بڑا جنوبی پنجاب کے ساتھ اور کیا مذاق ہو سکتا ہے؟ اگر میں اعداد و شمار دوں تو 70 فیصد جنوبی پنجاب کے ایم۔ پی۔ ایز پر یہ گورنمنٹ کھڑی ہے لیکن 70 فیصد وزراء اہل پنجاب سے ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ تو آپ ان لوگوں کے سر پر کرتے ہیں کہ ایک ایک ضلع کے اندر گیارہ ایم۔ پی۔ ایز میں سے دس گورنمنٹ کے ہیں تو ایک وزیر ہے لیکن اہل پنجاب کے پانچ ایم۔ پی۔ ایز میں سے پانچ وزیر ہیں۔

جناب سیکرٹری ایم بجٹ کی statement کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ آپ نے شعبہ زراعت کے لئے یہاں پر 2-ارب 78 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپاشی کے لئے جو فنڈز مختص کئے ہیں وہ بھی براہ راست زراعت سے متعلق ہیں تو وہ 5-ارب 30 کروڑ روپے ہیں۔ اگر اس کو پورے بجٹ کے صحیح حساب کے اندر لیا جائے تو زراعت کی اس اہمیت سے آپ کبھی انکار نہیں کر سکتے کہ اگر زراعت کا مجموعاً سا سیکٹر بھی ذرا سا متاثر ہو جائے تو باقی تمام کاروبار چاہے وہ انڈسٹری ہو یا جتنی بھی ٹریڈ ہو وہ تمام اس کے ساتھ متاثر ہوتی ہے۔ اس لئے جب آپ کی بنیاد اوز پورے ملک کی economy زراعت پر base کرتی ہے تو پھر آپ کو اس پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ میں وزیر زراعت کی اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے فارغ التحصیل ہو کر انڈیا کے اندر جا کر یونیورسٹیاں بنائیں اور ریسرچ کی تو آج کتنے شرم کی بات ہے کہ ہم بیج وہاں سے لا کر استعمال کر رہے ہیں۔ ان کی فی ایکڑ پیداوار بہت زیادہ ہے۔

جناب سیکرٹری! Vision 2020 کی بات تو کی گئی لیکن حکومت کا عجیب مذاق ہے کہ ایک حکومت کو چار سال مدت دی جاتی ہے تو وہ Vision 20 سال کا دے رہی ہے۔ پلاننگ اپنے حالات کے مطابق کرنی چاہیے کہ ہمارے پاس اسناد دورانیہ ہے اور اس کے اندر ہم اس قوم کو کیا دینا چاہتے ہیں؟

جناب سیکرٹری! زراعت کی اس فصلانہ صورتحال کے اندر میں اس معمولی سے معمولی کاشتکار کی طرف جانا چاہتا ہوں کہ وہ معمولی سے معمولی کاشتکار صوبہ پنجاب کے اندر کس طرح سے زندگی بسر کر رہا ہے؟ اس کی حالت یہ ہے کہ وہ گندم تو پیدا کرتا ہے لیکن روٹی کے لئے ترستا ہے۔ کیاس تو پیدا کرتا ہے لیکن لباس کے لئے ترستا ہے۔ فروٹ تو پیدا کرتا ہے لیکن وہ شہر کی منڈیوں کو دینے کے لئے پیدا کرتا ہے۔ آج ذرا زرعی مارکیٹنگ کی طرف توجہ دیتے تو وہ کیا ہے کہ جو آدمی دودھ پیدا کرتا ہے۔ وہ مختلف علاقوں میں آٹھ روپے سے لے کر پودے روپے ایک کوگرام دودھ کا وصول کرتا ہے لیکن وہی دودھ جب کاروبار کے اسلام آباد اور لاہور میں فروخت ہوتا ہے تو 35 اور 40 روپے میں فروخت ہوتا ہے جو پروڈکشن کے تمام اخراجات کے باوجود اس پر کاروبار کرتا ہے وہ کیا وصول کر رہا ہے؟

جناب سیکرٹری! میں کونڈ میں سیب کی پیداوار کے بارے میں بات کرتا ہوں کہ جب سیب کے بلغات خریدے جاتے ہیں تو فی کلو سیب پر دو یا ایک روپے سے زیادہ پروڈیوسر کو نہیں ملتے لیکن وہی سیب جب پیک ہو کر اسلام آباد اور لاہور میں آتا ہے تو جو اس پر کاروبار کرتے ہیں وہ کہل سے کہل تک وصول کرتے ہیں۔ جب تک اس کاروبار 'agri marketing' کی طرف ہم توجہ نہیں دیں گے اس وقت تک کاشتکار خوشحال نہیں ہو سکتا۔ جب تک کاشتکار خوشحال نہیں ہو گا اس وقت تک ہمارا یہ صوبہ اور یہ ملک کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔

جناب سیکرٹری! میں سوڈان کے اریگیشن کے نظام کے بارے میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان کا main دریا نے لائی سوڈان کی زمیں سے دس پندرہ فٹ گہرا بنایا ہے اور وہاں سے مہینگ کر کے ایگریکلچر کرتے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ پاکستان کی نونل گرانٹ مورتحال اس طرح سے ہے کہ کوئی بھی ایسا دریا نہیں ہے کہ جس سے پانی لینے کے لئے ہمیں مہینگ کرنا پڑتی ہو لیکن

آج بھی جب کالا باغ ڈیم کا یہاں پر ہم نے تذکرہ نہیں سنا تو ہمارا دل دکھا ہے۔ ہمارا دل کیوں نہ دکھے کہ محض کسی بھی رپورٹ میں یہ نہیں لکھا ہوا کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں اس لئے ہم ڈیم نہیں بنا سکتے اور ایک ہی بات ہے کہ ہمارے اندر پولیٹیکل مفاہمت نہیں ہے۔ وہ کس نے کرنی ہے؟ کہیں آسمان سے فرشتے تو نہیں آئے۔ کالا باغ ڈیم کو جب تک آپ top priority پر نہیں لیتے اس وقت تک آپ کبھی بھی ایگریکچر کے اندر کسی اظہاب کی توقع نہیں کر سکتے۔ کبھی بھی کالا باغ ڈیم کے لئے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ اگر سنجیدہ کوشش کی جاتی اور وہ کیسے ہوتی کہ کسی بھی ایوان کے اندر حکومت اور اپوزیشن کے تمام نمائندوں کو نمائندگی دینے کے بعد چاروں صوبوں کے لئے کوئی قابل عمل حل تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی تو وہ انشاء اللہ ضرور مل جاتا۔

جناب سپیکر، ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری جاوید احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد، جناب سپیکر! میں اپنے اس بھائی کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ انہوں نے کالا باغ ڈیم کا point اٹھایا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہماری ساری اپوزیشن مل کر اس کے لئے اسمبلی میں قرارداد لانے تاکہ اس سلسلے میں کوئی کارروائی ہو سکے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب احسان الحق صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولایا،

نولے ہونے تلاروں کو ابھی جوز رہا تھا

ہاتھوں سے میرے چھین لیا سزا کسی نے

جناب سپیکر! دیہاتوں کے اندر مملوک الحالی، غربت اور پسماندگی کا یہ عالم ہے کہ جس

کے بارے میں ایک شاعر نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ،

تیری نظروں میں تو دیہات ہیں فردوس مگر

میں نے فردوس میں اجڑے ہونے گھر دیکھے ہیں

تو جہیں رستم و سہراب کہا کرتا تھا
وہ جوں میں نے یہاں خاک بسر دیکھے ہیں
میں مہاجن کی تجوری کے سمجھتا ہوں راز
میں نے دہقان کی محنت کے ثمر دیکھے ہیں
سرخ غوشوں میں مجھے زہر نظر آیا ہے
میں نے تھڑے ہونے کپڑے میں کر دیکھے ہیں
(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! زراعت کو جو چیزیں دی گئی ہیں اس ویرن کو پڑھنے کا وقت نہیں ہے۔
کبھی آپ سینڈنگ کمپنی کے اندر کوئی وقت دیتے یا واقفاً اسمبلی میں آپ وقت دیتے تو آپ کی
اس ویرن کا ہم وہ حشر دیکھتے ہیں کہ محکمہ فشریز پاکستان کے اندر ایک فیصد فذائی ضروریات کو پوری کر
رہا ہے، ایگریکلچر کے اندر اس کی کیا اہمیت ہے؟ اس میں big crops کا تذکرہ آنا چاہیے کہ ایک زرعی
ٹک کے اندر صرف چار big crops ہیں تو فی big crops کے لئے کس نے کام کرنا ہے؟

جناب سپیکر! اگر وقت ہوتا تو میں آپ کو بتاتا کہ forest کی پورے صوبے کے اندر کیا
صورت حال ہے؟ لیکن یہ معاملات کب تک اس ایوان کے اندر اسی طرح ہی رہیں گے اور ایوان کے اندر
بیان نہیں کئے جاسکیں گے؟ لیکن ہونا یہ چاہیے کہ اس ایوان کے اندر چار دن یا اس سے زیادہ بحث پر
بحث کے لئے بڑھا دینے چاہئیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا وقت ختم ہو گیا ہے اور آپ بار بار یہ کہہ
رہے ہیں کہ آپ اپنی بات کو ختم کریں۔ میں اپنی بات کو آخری لفظوں پر ختم کرتا ہوں کہ

مذرت سنتے بھی نہیں اور سناتے بھی نہیں
باعث ترک سوالات بتاتے بھی نہیں
کیا کہا پھر تو کو ہم نہیں سنتے تیری
نہیں سنتے تو ہم ایسوں کو سناتے بھی نہیں
(نعرہ ہانے تحسین)

رانا مشہود احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا مشہود احمد خان، جناب سپیکر! آپ سے پہلے ذہنی سپیکر صاحب پٹھے تھے اور شیخ اعجاز صاحب اپنی بحث تقریر فرما رہے تھے تو اس وقت ان کی بات پوری نہیں ہو سکی تھی اور ناٹم ختم کر دیا گیا تھا اور وہ احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے تھے۔ میری جناب سے گزارش ہے کہ ان کو ایوان میں واپس بلایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر، میں جناب اختر حسین رضوی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ شیخ صاحب کو ایوان میں لے آئیں۔

سید احسان اللہ وقاص، ہوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس بحث پر دو دن سے بحث ہو رہی ہے اور آج دوسرا دن ہے۔ اس میں یہ claim کیا گیا ہے کہ بہت ساری رعایتیں عام افراد کو دی گئی ہیں لیکن صورتحال یہ ہے کہ لاہور شہر میں چالیس فیصد سینٹری ٹیکس ضلعی گورنمنٹ نے عام افراد پر عائد کیا۔۔۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ نے کل تقریر کر لی ہوئی ہے۔ دوسروں کو بھی موقع دیں۔ سب نے بات کرنی ہے۔ تمام ممبران کا point of view آنے دیں۔

(اس مرحلہ پر شیخ اعجاز احمد واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میری پوری گزارش تو سن لیں۔ صرف ایک فقرے کی بات ہے پوری ہو لینے دیں۔

جناب سپیکر، جی!

سید احسان اللہ وقاص، ہم 65-ارب روپیہ ضلعی گورنمنٹ کو دے رہے ہیں۔ اس کے بارے میں ہمیں عرض تو کرنے دیں کہ تیس فیصد بغیر ایوان کی منظوری کے پانی کے ریٹ یکمشت بڑھا دینے گئے ہیں۔ لاہور شہر پر رم فرمایا جائے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ذاتی توجہ دیں کہ لاہور شہر میں 70 فیصد گزشتہ تین ماہ کے اندر پانی کے بلوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے

مہربانی کر کے اس کو چیک کریں۔ لاہور کے لوگ بیچ رہے ہیں۔ اس اضافے کو روکا جائے۔ جناب سپیکر، آج میرے بھائی نے تقریر کرتے ہوئے یہ point اٹھایا کہ چار دن جو general discussion کے لئے رکھے گئے ہیں یہ کم ہیں۔ میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جب ہماری ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی تو اس میں ایوزیشن کے دوست بھی تشریف فرماتے اور لاہ منسٹر صاحب بھی تشریف فرماتے۔ وہاں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اگر سمجھا جائے کہ general discussion کے لئے چار دن کم ہیں تو sitting بڑھائی جاسکتی ہے کہ ایک دن میں دو sittings کر لیں لیکن کل کا جو پہلا دن تھا یہ ایوان اس چیز کا گواہ ہے کہ جتنے نام ایوزیشن یا حکومتی پارٹی کی طرف سے میرے پاس آنے ان تمام لوگوں نے اپنی اپنی باری پر تھادیر کیں اور اس کے بعد میں نے اعلان کیا کہ جو نام میرے پاس تھے وہ سارے مقرر اپنی بات کر چکے ہیں۔ اگر ایوان میں بیٹھا کوئی معزز رکن بات کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے نام کی پٹ میرے پاس بھجوادے لیکن میرے اس اعلان کے بعد بھی کوئی پٹ اس ایوان سے میرے پاس نہیں آئی۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ معزز اراکین اسمبلی کو ان کی بات سننے کا کھلا نام دیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ آپ کی تسلی کروائیں گے، مکمل کر بات کریں۔ اب میں محترمہ فرح اقبال خان صاحبہ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شیخ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد، شکر ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کا مشکور بھی ہوں جنہوں نے اس بات کو point out کیا ہے کہ تقریر مکمل نہ ہونے پر میں باہر گیا اور آپ نے رضوی صاحب سے کہا اور وہ مجھے لے آئے۔ یہ ایک پارلیمنٹری روایت ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں نے اپنی تقریر کے دوران ہی یہ کہا تھا کہ ہمارے ہمسایہ ملک میں لوک بھاکے اندر میں نے وہ کارروائی پڑھی ہے تین تین ماہ چار چار ماہ بحث تھادیر ہوتی رہی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اس ایوان کو چار ماہ کے لئے بڑھا دیں۔ ہمارا اور نریرٹری بیجز کے دوستوں کا بات کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ ممبران جو یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ تمام کے تمام اس صوبے سے اس پاکستان سے محبت کرتے ہیں۔ میں دوبارہ

اس بات کو دہراتا ہوں اور اس میں بات صرف یہ ہے کہ بحث کے سلسلے میں جو تجاویز آتی ہوتی ہیں اور جو تھاریر ہوتی ہیں ان کا مطلب تو یہی ہوتا ہے کہ اس میں کوئی بہتری کی تجاویز سامنے آجائیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہوا تھا اس میں یہ طے بھی ہوا تھا کہ جو ممبر relevant رہتے ہونے facts and figures کی بنیاد پر بات کرنا چاہے تو اس کو interrupt نہیں کیا جانے کا اور اس کو بات پوری کرنے دی جانے گی۔ میری یہ گزارش ہے کہ اب بھی دو دن باقی ہیں۔ آپ کو اگر اسے دو نشستوں کی بجائے تین میں ہی convert کرنا پڑے تو یہ بہترین مغلہ کے لئے ہے، ممبران کی تمام باتیں سننی چاہئیں۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ محترمہ فرح اقبال صاحبہ!

محترمہ فرح اقبال خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بحث پر بحث کا موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب پرویز الہی صاحبہ اور ساتھ ہی وزیر خزانہ جنسین بہادر دریشک صاحبہ کو اتنا اچھا اور موام دوست بحث پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ کل سے لے کر آج تک بہت سے لوگوں نے اس بحث کے بارے میں تنقید کی اور کچھ نے اس کی favour کی ہے۔ بحث کا دن نہ صرف موام کے لئے بلکہ میرے خیال میں تو ایوان کے لئے اس سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے کیونکہ ہمارے سربراہان جو کہ موام کے فائدے ہوتے ہیں انہوں نے موام کی تمام امیدوں اور خواہشات پر پورا اترا ہوتا ہے اور اس مہد سے میں سمجھتی ہوں کہ چودھری پرویز الہی صاحبہ مبارک باد کے حق دار ہیں کیونکہ انہوں نے یہ بحث پیش کر کے موام کو ریٹیف دیا ہے۔ کچھ ساتھیوں کا کہنا تھا کہ جب ہمارے غریب موام اپنے لی۔ وی کے سامنے اس بحث تقریر کو سننے کے لئے بیٹھے تو وہ بے اتھا افسوس اور مایوسی سے واپس چلے گئے۔ اس بحث کو تنقید کا نشانہ بنانے والے اور غریب موام کے کندھوں پر بندوق رکھ کر چلانے والوں سے میں کہوں گی کہ کیا تعلیم، صحت اور مکان ایک غریب کا مسئلہ نہیں ہے؟ میں آپ سے پوچھنا چاہوں گی کہ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جن کے لئے تعلیم ایک مسئلہ ہے؟ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم سب لوگ اس قابل ہیں کہ ہم اچھے سکولوں میں تعلیم حاصل کر سکیں اور اپنی کتابیں خرید سکیں۔ اگر تعلیم مسئلہ ہے تو صرف غریب موام کا ہے اگر ہمارے وزیر اعلیٰ پرویز الہی صاحبہ نے اپنے پروگرام ہمارا

خواب پڑھا لکھا منجانب کے تحت ایک اہمائی خوبصورت طریقے سے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی ہے تو خدا را! اس کے سامنے تنقید کی دیوار بن کر نہ آئیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! اس سے پہلے کتنے ہی غریب بچے جو بغیر تعلیم حاصل کئے امد میدوں کا شکار تھے۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے اور جناب پرویز الہی صاحب کی کاوشوں سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور روشنی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے اپنے بہن بھائیوں سے درخواست ہے کہ ان کی راہ میں کانٹے نہ بھمائیں، ان کی راہوں کو ہموار کرنا صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ آپ لوگوں کا بھی فرض ہے۔ اسی طرح صحت کا مسئلہ بھی غریب عوام کا مسئلہ ہے، اس کے لئے فڈز مختص کرنے کا مقصد غریب عوام کو ریٹیف دینا ہی ہے۔

جناب سپیکر! میں خواتین کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ یہاں پر کہا گیا ہے کہ خواتین کی آبادی 51 فیصد یعنی کہ more than half of the population ہے۔ میں اس بات سے اتفاق کرتی ہوں کہ خواتین کی آبادی بہت زیادہ ہے اور ان کے مسائل بھی بہت زیادہ ہیں مگر کیا اس سے پہلے کسی حکومت نے اس مسئلے پر توجہ دی؟ یہاں پر کہا گیا ہے کہ 20 کروڑ روپے ان کے مسائل کے حل کے لئے کم ہیں لیکن آخر آپ لوگ اس کو بارش کا یہلا قطرہ کیوں نہیں سمجھتے؟ بارش کا یہلا قطرہ آنے کا تو بدل بدل رہیں گے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ، ابھی میری بہن یہ پوچھ رہی ہیں کہ یہی حکومتوں نے عورتوں کے بارے میں کیا کیا ہے؟ انہوں نے سوال کیا تو مجھے جواب دینے کے لئے اٹھنا پڑا۔ اس سلسلے میں، میں یہ کہوں گی کہ میری یہ بہن ابھی سیاست میں نئی آئی ہیں اس لئے ان کو معلوم نہیں ہے کہ محترمہ بے نظیر بھمنو صاحبہ کے دور میں و سمن پولیس سٹیشن قائم کئے گئے، و سمن بنک قائم کئے گئے، عورتوں کو نج یہی دھ لکایا گیا اور بہت سے کام عورتوں کی بہتری کے لئے کئے گئے۔

جناب سپیکر، محترم! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور بات کرنے دیں۔ جی، محترم آپ فرمائیں!

محترم فرح اقبال خان، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے انہیں جانا چاہتی ہوں کہ بے شک میں یہاں پہلی مرتبہ آئی ہوں مگر میرے والد صاحب کا اس فیلڈ میں بہت زیادہ کریڈٹ ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ جو آپ اپنے بڑوں سے سیکھتے ہیں وہ سیکھ کر ہی واپس اپنے عوام میں آئی ہوں۔ خواتین کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ یہ سہرا وزیر اعلیٰ صاحب کو جاتا ہے کیونکہ انہوں نے کم از کم خواتین کی علاج و بہبود کے لئے یہ initiative تو لیا۔ پاکستان کی تاریخ میں آج تک کبھی کسی حکومت نے معذور بچوں یعنی کہ جو سپیشل بچے ہیں ان پر توجہ نہیں دی گئی اور انہیں اس قابل نہیں سمجھا گیا کہ ان کے احساسات بھی ہیں اور وہ بھی ہمارے ملک اور ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ میں آج فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ پہلی مرتبہ اس حکومت نے ان بچوں کے لئے باقاعدہ ایک independent ڈیپارٹمنٹ بنایا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

ان معصوم بچوں کے لئے خطیر رقم مختص کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ بچے بھی ہمارا حصہ ہیں اور ہماری طرح ہیں۔ وہ بڑھ کر آگے بڑھ کر مستقبل میں ہماری طرح ایک نادر انسان کی زندگی گزار سکتے ہیں اور پاکستان کی تعمیر و ترقی میں مدد کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کی زیادہ تر معیشت کا انحصار زراعت پر ہے اور اس بحث میں زراعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بحث میں مختص کی گئی زراعت کی جو خطیر رقم ہے اس کا مقصد ملک کی معیشت کو بڑھانا ہے۔ کل ہمارے ایک بھائی جو ایم۔ ایم۔ اے سے تعلق رکھتے ہیں اور آج ہمارے ایک بزرگ ساتھی نے بھی یہ اعتراض کیا کہ سینٹوں پر فیکس کی کمی کا مقصد فحاشی کو فروغ دینا ہے۔ میں ان سے کہنا چاہوں گی کہ اگر اپنے ہمسایہ ملک کو ہی دیکھا جائے تو چنانچہ ہے کہ وہ میڈیا میں ہم سے کتنے آگے ہیں اور وہ اپنی علم انڈسٹری سے ہی ملک کے لئے اچھا خاصا سرمایہ کما رہے ہیں۔ سینٹا ہل ختم کرنے سے کیا برائی ختم ہو جاتی ہے؟ ہاں البتہ اتنا ضرور کیا جا سکتا ہے کہ موڈی میکیز کو تاکید کی جانے اور انتباہ کیا جانے کہ وہ ایسی میٹری نہیں بنائیں جو معاشرے کے لئے اہمی ثابت ہوں۔

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی مولانا صاحب فرمائیں۔

مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی، جناب سپیکر! شکریہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ کہا تھا کہ اس بجٹ کو میں ذاتی طور پر مجموعی لحاظ سے اچھا سمجھتا ہوں لیکن اس میں کچھ خامیوں بھی موجود ہیں جن میں سے ایک خامی کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا اور اس کی نشاندہی کی تھی اور وہ یہ تھی کہ سینٹا گھروں کے مالکوں سے تیس فیصد ٹیکس لینے کی بجائے پندرہ فیصد کر دیا گیا ہے۔ یہ عریانی، فحاشی کو فروغ دینے کی حوصلہ افزائی ہے۔ اس پر اعتراض کرنا بجا نہیں، یہ وہی اعتراض کر سکتے ہیں جو ایسی چیزوں کو پسند کرتے ہیں۔ یہ شیطان اڈا ہے۔ سینٹا گھر شیطان کا اڈا ہیں۔ اس بجٹ میں یہ آنا چاہیے تھا کہ مساجد کے بجلی کے بل معاف کئے جائیں گے۔ یہ میری تجویز ہے کہ اس کو قبول فرمایا جائے اور اس کو بھی جامہ پہنایا جائے اور پورے ملک کی مساجد کو بجلی کے بلوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر، جی محترمہ فرح صاحبہ! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ فرح اقبال خان، جناب سپیکر! اگر اس بجٹ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ کسی بھی شعبہ کے ساتھ کسی طرح بھی ناانصافی نہیں ہوئی اور ہر شعبہ کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔ یہاں پر میں ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ مائیکرو یول پر development support کو communication کو enhance کیا جائے اور پرائیویٹ سیکٹر کو بھی ساتھ لے کر چلا جائے تاکہ وہ بھی ملکی ترقی میں فعال کردار ادا کر سکیں۔ میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ آج سے پہلے کسی حکومت نے اتنا اچھا عوام دوست اور ریلیف والا بجٹ نہیں دیا تھا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب لوگ مل کر آگے بڑھیں۔ جناب پرویز الہی صاحب کے ساتھ قدم بڑھائیں اور اپنے ملک کی ترقی اور تلاح و بہبود میں مددگار محبت ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی رانا مشہود احمد خان صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ جناب جوزف حاکم دین صاحب!

جناب جوزف حاکم دین، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا تاکہ میں بھی آج بجٹ کے حوالے سے کچھ کہ سکوں۔ بجٹ کی تشکیل نہایت مشکل کام ہوتا ہے کیونکہ بجٹ کے لئے وسائل کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

جناب سپیکر، ایوان کا وقت فریڈ ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب جوزف حاکم دین، جناب سپیکر! حکومت کے پاس جس قدر وسائل ہوتے ہیں اس کے مطابق ہی عوام کے لئے فرج کرتی ہے، ترقیاتی کاموں کے لئے بھی وسائل کے مطابق فرج کرنا ہوتا ہے۔ انتظامی کاموں کے لئے بھی انہی وسائل میں سے فرج پورا ہوتا ہے۔ پنجاب کا بجٹ 2004-05 جمہوری حکومت پنجاب کا ایک بہترین بجٹ ہے جس میں ایسی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے کہ جس سے غربت ختم کرنے کی طرف ایک قدم اٹھایا گیا ہے تاکہ پنجاب کے عوام میں غربت ختم ہو اور پنجاب کے عوام ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔

جناب سپیکر! صوبے میں امن و امان کے حوالے سے بھی امن و امان کا ہونا بہت ضروری ہے اور موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں کئی رقم رکھی ہے۔ تعلیمی سہولتیں دینا بھی حکومت کا کام ہے لہذا موجودہ حکومت نے بجٹ میں اس کے لئے خطیر رقم رکھی ہے تاکہ عوام کو تعلیم کی تمام سہولتیں مل سکیں جن کی انہیں ضرورت ہے۔ عوام کسی بھی دور حکومت کے ہوتے ہوئے یہ توقع کر سکتی ہے کہ جب بجٹ میں زیادہ رقم تعلیم کے لئے ہوگی، عوام کی سہولتوں کے لئے ہوگی تو وہ عوام ترقی کر سکتی ہے۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اغلی گونا گوں صلاحیتوں کی وجہ سے پنجاب کے عوام کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ آپ پنجاب کے عوام کو ہر وہ سہولت دینا چاہتے ہیں جو پنجاب کے عوام کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! عوامی بجٹ ان کی بہترین کاوشوں اور خوب صورت سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ ان کے انتظامی اقدامات پنجاب کی معاشی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ نجی شعبے یا

سرکاری شعبے کو جب آپ سامنے رکھتے ہیں تو چودھری پرویز الہی دونوں شعبوں کے لئے نہایت دل جمعی کے ساتھ اور پوری دل چسپی کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں کیونکہ جب دونوں شعبہ جات ترقی کریں گے تو پنجاب کے عوام کی ترقی ہو گی۔

جناب سپیکر! ہر سال دس لاکھ روزگار کے مواقع پیدا کرنا ان کا خواب ہے جسے وہ ہر صورت پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ تعلیم کے شعبے کو نظر انداز کئے بغیر نہ کوئی ملک نہ کوئی صوبہ ترقی کر سکتا ہے اس کے لئے جناب پرویز الہی نے اس بحث میں خطیر رقم رکھی ہے تاکہ پرائمری سکول، نڈل سکول اور کالج آئے بڑھیں اور بچوں کو سوتلیں ملیں، وہ تعلیم حاصل کریں اور ترقی کی راہ پر گھزن ہو سکیں۔ تعلیم عام ہو گی، بچوں کو تعلیم کی وہ تمام سوتلیں میسر آئیں گی جن کی انہیں ضرورت ہے اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب تعلیم کے شعبے میں اتنی زیادہ ترقی کی طرف لوگوں کو لے گئے ہیں کہ خدا کے فضل سے ایسا موقع آنے کا کہ بہدا ٹریسی ریٹ 50 یا 55 فیصد ہو جانے کا۔ اس کے لئے بہاے وزیر تعلیم مخصوص کوشش کر رہے ہیں۔ آج آپ دیکھتے ہیں کہ سکولوں میں حاضری بہت اچھی ہے، اساتذہ کرام ریگور ہو چکے ہیں، ایڈمنسٹریشن جو کر رہے ہیں، وہ بھی اپنے طور پر اپنے سکولوں میں مکمل حاضری دے رہے ہیں اور اپنی ذمہ داری مکمل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ہسپتالوں کا ذکر کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ جہاں پر غریب مریضوں کے لئے ضروریات زندہ میسر آسکیں اور خاص طور پر ہم یہ بات کریں گے کہ انہیں دوائیں فراہم کرنے کے لئے خطیر رقم دے دی گئی ہے تاکہ غریب مریضوں کو مفت ادویات مل سکیں۔ یہ پنجاب کے عوام کو بنیادی طبی سوتلیں فراہم کرنے کی طرف ایک بہت بڑا اقدام ہے۔

جناب والا! ترقیاتی منصوبوں کے لئے بھی اتنی بڑی رقم مختص کر دی گئی ہے تاکہ سڑکیں اور پل زیادہ بنیں، لوگوں کو آمدورفت میں سہولت ہو اور لوگ عود کو محفوظ کر سکیں تو اس کے لئے سادے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ایک بہت بڑی بات یہ ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں اس حکومت نے بہت تخفیف کی ہے تاکہ ترقیاتی منصوبوں پر رقم زیادہ لگے اور یہ پنجاب کی حکومت کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

ایگر بیکر سینکر کا بیان کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ ہمارے صوبہ پنجاب میں ایگر بیکر ہمارے صوبے کی back bone ہے۔ ایگر بیکر ہر صوبے اور ہر علاقے کی ہمیشہ back bone ہوا کرتی ہے۔ پنجاب کا کسٹن خوش حال ہو گا تو پنجاب کے عوام بھی خوش حال ہوں گے، ان کے لئے وفاقی سطح پر کھلا کی قیمتوں میں کمی کی گئی ہے، بجلی کی قیمتوں میں کمی کی گئی ہے۔ یہ کریڈٹ ہماری حکومت اور صدر پاکستان جناب پرویز مشرف کو جاتا ہے جن کی قیادت میں یہ ملک معاشی طور پر مستحکم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! پانی کی دستیابی کا ذکر کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ حکومت پنجاب کا یہ اقدام بہت اہم ہے کہ عوام کو پانی ملے اور دیگر ضروریات زندگی مل سکیں۔

جناب سپیکر! سٹیپ ڈیوٹی کے حوالے سے ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ پانچ فیصد سے دو فیصد سٹیپ ڈیوٹی کو کم کرنے سے عوام کو ریلیف ملے گا۔ عوام کو سہولت ملی ہے۔ پانچ روپے کے مکان پر ٹیکس ختم کیا گیا ہے۔ کیٹیگری (ڈی) سے جو کیٹیگری (جی) میں لوگ آتے ہیں یہ ان کے لئے کیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک نیک کام ہے اور جس کا کریڈٹ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جو کہ ایک نیک کام ہے اس سے ہمارے پنجاب کے ملازمین کو فائدہ ہو گا اور انہیں ریلیف ملے گا۔ یہ اضافہ عوام کے لئے ہے اور وفاقی حکومت کی طرف سے ہمیں ملے گا اور آج ہمارے صوبے کے وزیر خزانہ نے بھی اپنی تقریر میں بتایا تھا کہ یہ 15 فیصد ہے لیکن جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں کہیں بھی ہینٹرز کا ذکر نہیں کیا۔ 1994 سے جو لوگ پنشن پر گئے ہیں ان کے لئے فیڈرل گورنمنٹ نے 16 فیصد اضافہ کیا ہے اس کے بعد جو لوگ ریٹائرمنٹ پر گئے ہیں ان کے لئے 8 فیصد اضافہ کیا گیا ہے لہذا وزیر خزانہ صاحب یہ بھی نوٹ کر لیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک ٹیکس فری بجن ہے، ایک بہترین بجن ہے۔ جس میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہر شعبہ ہائے زندگی کی ترقی کے لئے فہم و فراست سے کام لیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میں قائد ایوان جناب پرویز الہی کی یہاں موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج 39 دن ہو گئے ہیں ان کے آبائی ضلع گجرات میں وکلاء کی ہڑتال ہے جس کی وجہ سے جتنے بھی وہاں مزمان یا مدعی حضرات ہیں وہ بہت پریشان ہیں راجہ صاحب نے بھی یہ assurance دی تھی اور میری یہ ذاتی رائے ہے کہ یہاں آپ کوئی کمپنی جا کر ان کو کہیں تاکہ جو لوگ suffer کر رہے ہیں ان سے ان کو سولت ہو۔

جناب سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ! پہلے دیں آپ نے اپنی باری بہ بات کر لی ہے ان کو بھی بات کرنے دیں آپ نے بڑی تفصیل سے بات کی تھی۔ آپ کو موقع دیا گیا تھا۔

جناب جوزف حاکم دین، جناب سپیکر! برائے مہربانی مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔ میں عواتین کے حوالے سے بیس کروڑ روپے کی رقم جو چودھری پرویز الہی صاحب نے بھت میں رکھی ہے۔ اس کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے عواتین کی بہبود کے لئے یہ ایک بہت اچھا کام کیا ہے لیکن اس کے علاوہ عورتوں کو مساوی حقوق سے بھی نوازا جانے تو اس سے بھی بہت بہتری ہوگی۔ جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ بہت مہربانی کافی وقت ہو گیا ہے۔

جناب جوزف حاکم دین، جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اقلیتوں کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ اقلیتوں کے لئے دس کروڑ روپے کے ترقیاتی فنڈز مقرر کر دیئے ہیں ہم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اقلیتوں کی بہبود کے لئے دس کروڑ روپے دیئے ہیں جن سے اقلیتوں کی بہبود کے لئے کام ہونے لگا۔ میں آپ سے مزید فنڈز کی بھی توقع کرتا ہوں۔ ہمیں جب کبھی بھی ضرورت پڑی تو چودھری پرویز الہی نے بڑی دل گرمانی سے ہماری مدد کی ہے اور یہ ہمیں مزید فنڈز بھی عنایت فرمائیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ، محترمہ فائزہ ملک صاحبہ!

محترم عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سیکرٹری آپ کی وسالت سے میں وزیر تعلیم کو متوجہ کرنا چاہتی ہوں۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، فرزانہ نذیر صاحبہ آپ تشریف رکھیں میں نے آپ کا کوئی مطالبہ تو نہیں کروانا۔ جی،

محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سیکرٹری جس طرح درسوں میں دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم کا کہا

جاتا ہے اور کہا جا رہا ہے اسی طرح تمام سکولوں میں حفظ کے لئے بھی ایک شعبہ قائم کیا جائے گا۔

جناب سیکرٹری، جی، شکریہ۔ محترمہ فائزہ ملک صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سیکرٹری دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سیکرٹری، محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ نے تو تقریر کرنا شروع کر دی ہے آپ کو موقع دیا

گیا تھا۔ اب آپ محترمہ فائزہ ملک صاحبہ کو موقع دیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سیکرٹری طلبہ کو درس دیا جانے، اطلاقی درس دیا جانے تاکہ قوم کا کردار

نکھارا جاسکے۔

جناب سیکرٹری، شکریہ جی تشریف رکھیں۔ محترمہ فائزہ ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد، شکریہ۔ جناب سیکرٹری میں اپنی بات اس طرح شروع کرنا چاہتی ہوں کہ بجٹ کے

حوالے سے یہاں ہمارے سامنے جو بحث اور points آرہے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب

نے ہمیں جو بجٹ speech سنائی وہ speech واقعی ہی speech کی حد تک تو بہت خوبصورت

تھی، تقریر کی حد تک اس سے لوگوں کے دل اور اسمبلی کے ممبران کے دل تو خوش ہو سکتے ہیں لیکن

ہمارے سوبے کے عوام جو اس وقت انتہائی تکلیف میں ہیں اور مسائل سے دوچار ہیں وہ لوگ ان

تقریروں اور ان بھونے وعدوں سے خوش نہیں ہو سکتے۔۔۔۔

جناب سیکرٹری ان لوگوں سے کہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو خوش کرنے میں نہ لگے رہا کریں،

یہ شیٹ کر بجٹ تقریر سن لیں۔ (قطع کلامیں)

جناب سیکرٹری، آرڈر پلےز۔ آرڈر پلےز۔ معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ برائے مہربانی اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی محترمہ!

محترمہ فائزہ احمد، جناب سیکرٹری اس وقت سب لوگ وزیر اعلیٰ صاحب کو خوش کرنے کے چکر میں ان کے پیچھے چلے گئے ہیں اور ہل چل ہو گیا ہے۔

جناب سیکرٹری، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد، جناب سیکرٹری میں کہوں گی کہ جو ہمارے سامنے بجٹ تقریر پیش ہوئی ہے اس میں ہمیں 2020 تک کا Vision دکھایا گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہمیں تو کل کی خبر نہیں ہے ہم کس طرح 2020 کی باتیں کرتے ہیں؟ پچھلے سال کی نسبت اس سال ہمارے بجٹ میں کیا بہتری آئی ہے؟

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی محترمہ! فرمائیں آپ کیا کسٹاپا رہی ہیں؟ ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔ جی! فرمائیں!

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، جناب سیکرٹری جب میں پہلے آپ کو عرض کرنا چاہ رہی تھی تو آپ نے سٹنڈ پینڈ نہیں فرمایا۔ اب میں ان کو یہ بتانا چاہ رہی ہوں کہ حاکم کو خوش رکھنا بھی اسلام میں اولین فریضہ ہے۔ یہ ہمارا سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے حاکم اعلیٰ کی عزت کریں، احترام کریں اور ان کو خوش آمدید کہیں۔ آپ آئیں! ہم آپ کو سلیقہ سکھائیں۔ آپ حکایات کا ابلد تو نکادیتے ہیں کبھی یہ بھی کہیں کہ حضور آپ نے بت لہا بجٹ دیا، آپ نے ہماری اتنی خدمت کی ہیں اور آپ یہاں تشریف لانے ہیں، کبھی اللہ کر انہیں سلام بھی کر لیا کریں۔ ان کو آداب سکھانے جائیں۔

محترمہ گلشنی زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی محترمہ!

محترمہ گلشنی زاہد بخاری، جناب سیکرٹری میری بہن ابھی ہمیں جو درس اور سبق سکھانے کی کوشش کر رہی تھیں میرا خیال ہے کہ حکومتی بیچوں پر بیٹھی ہوئی ہماری جو عواظ ہیں وہ یہ کام بہت لہا کر رہی ہیں، سلام بہت لہا پیش کرتی ہیں، ہر وقت غوطہ دوں میں لگی رہتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ

کام انہی کو مبارک ہو، یہ ایسا کام کریں اور جو ہمارا کام ہے ہمیں کرنے دیں۔ یہ اس قسم کے درس ہمیں نہ سنائیں، یہ کام آپ کو مبارک ہو۔ آپ یہ کام بہت اچھا کر رہی ہیں اور کریں۔ میں دعا کر سکتی ہوں کہ شاید آپ کو اس سے کوئی منسٹری مل جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ہم آپ کی رونگ چاہیں گے کہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کا پوائنٹ آف آرڈر valid تھا یا نہیں؟ (قلمی)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر! جب کوئی اُدھر سے بات ہوتی ہے تو آپ ہنس دیتے ہیں اور جب کوئی یہاں سے بات ہوتی ہے تو آپ سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ (قلمی)

جناب سپیکر، جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد، جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں جو تعلیمی پالیسیاں وضع کی ہیں میرے خیال میں وہ غیر حقیقت پسندانہ ہیں اس لئے کہ بجٹ میں حکومت نے چار یونیورسٹیوں کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ میرے خیال میں اس کے چھٹے بھی ذاتی وجوہات اور شخصی پسند ناپسند کا چکر ہے کیونکہ ان یونیورسٹیوں کا قیام ایسے علاقوں میں ہونا چاہیے تھا جہاں پر لوگ دور دراز علاقوں میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہاں کے لوگ پڑھنا چاہتے ہیں لیکن وہاں کے لوگوں کو یہ سوت میسر نہیں ہے۔ میرا اشارہ جنوبی پنجاب کی طرف ہے۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ جنوبی پنجاب جس میں ذیرہ غازی خان اور میانوالی جیسے علاقے ہیں ایسے علاقوں میں یہ یونیورسٹیاں قائم ہونی چاہئیں تھیں۔ گجرات، فیصل آباد اور گوجرانوڈ جیسے علاقوں میں یونیورسٹیاں پہلے سے ہی موجود ہیں یہاں پر لوگوں کو پڑھنے کے لئے سوت میسر ہے، وہ آرام سے آجھی سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں۔ جنوبی پنجاب کو اس بجٹ میں مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تعلیمی پوائنٹس میں سمجھتی ہوں کہ کوئی بھی حکومت اگر کسی پراجیکٹ پر سنجیدہ ہوتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ جو بھی اعلان کرے یا جو بھی فیصلے کرے اس پر عملدرآمد بھی کرے اور اپنے اعلان کو مکمل کرے نہ کہ وہ اعلان صرف اعلان ہو اور مجموعاً وعدہ ہو۔ سب سے پہلے وزیر اعلیٰ صاحب نے ہم ایم۔ پی۔ ایز کو تعلیمی فنڈز دینے کا اعلان کیا تھا اور وہ تعلیمی فنڈز کالوں کی نذر ہو چکے ہیں۔ ہم سب

نے اپنے علاقوں میں رورل ایریاز میں سکولوں کی ڈولیمینٹ چاہی تھی لیکن اس کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے ان کالوں کو کوزے کا ذمیر بنا دیا گیا ہے اور اس پر کوئی سوچ بچار نہیں کی جا رہی ہے۔ میں مانتی ہوں کہ عمران مسود صاحب تعلیم کے لئے بہت سنجیدہ ہیں اور بہت محنت کر رہے ہوں گے لیکن محنت نظر بھی آنی چاہیے اور یہ محنت تب نظر آتی ہے جب حقیقت میں وہ محنت کی جائے۔ اس کے بعد میں کہنا چاہوں گی کہ پبلک پرائیویٹ سیکٹر کی investment جو ہے اگر آپ حکومتی اداروں کو ہانوی حیثیت دے دیتے ہیں اور جب ان کو ہانوی حیثیت پر لے آئیں گے تو آپ کا ملک کتنی ترقی کرے گا؟ یہ سب جانتے ہیں کہ privatization کا تجربہ پوری دنیا میں ناکام ہو چکا ہے، خاص طور پر تیسری دنیا میں بنیادی ضروریات مثلاً بجلی، پانی، صحت اور تعلیم کو نجی ہاتھوں میں دے دینا غریب عوام کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔ میرے خیال میں اس میں صرف اور صرف وی۔آئی۔ پی کچھ کو پروان چڑھانا شامل ہے۔ آپ جب کسی کمپنی کو privatize کر دیتے ہیں تو وہاں سے لوگوں کو نکالا جاتا ہے۔ یہ ملازمین کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے اور اگر حکومت واقعی ہی عوام کی نفع و بہبود چاہتی ہے تو کیا کسی محکمے کو privatize کر دینا وہاں کے علاقے کے لوگوں کے ساتھ انصاف ہے؟ اس کے بعد ہمارے بجٹ میں Neglected Children Act کو پاس کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ بہت اچھا قدم ہے۔ ٹھیک ہے یہ ایک بہت اچھا ہے اور اس سے بہت فائدہ بھی ہو گا لیکن کیا اس کے لئے کوئی خاص رقم مقرر کی گئی ہے؟ اس کے لئے بجٹ تقریر میں کوئی ایسا اعلان نہیں کیا گیا جس سے ہمیں پتا چلے کہ اس کے لئے آپ نے کیا خاص رقم متعین کی ہے؟ میرے خیال میں یہ ایک تب تک موثر نہیں ہو سکتا جب تک آپ اس کی root cause میں نہیں جاتے۔ یعنی وہ لوگ جو بچوں کی یہ حالت کرتے ہیں یا خواتین کی یہ حالت کرتے ہیں کہ ان کو سڑکوں پر لا کر گداگر بنا دیتے ہیں اور ان کو اس حالت تک پہنچاتے ہیں۔ وہ root cause جب تک ختم نہیں ہو گا وہ گینگ جب تک ختم نہیں ہوں گے تب تک اس ایکٹ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

بجٹ میں نو کن فیکس میں معمول کے بارے میں بھی یہی کہوں گی کہ یہ ایک ذرا مر ہے کیونکہ آپ 1300 سی سی اور 2000 سی سی کی گاڑیوں پر تو بے اتنا معمول دیتے ہیں جبکہ ایک عام آدمی جو بہت مجبور ہو کر کسی نہ کسی طرح سفید پوشی کو قائم رکھنے کے لئے ایک گاڑی خریدتا ہے تو آپ اتنا زیادہ فیکس اس پر لا کر دیتے ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، محترمہ! ایک منٹ میں wind up کر لیں میز۔

محترمہ فاترہ احمد، وہ ٹیکس دینے کے قابل نہیں ہے۔ اس نے اس کے اوپر جو ٹیکس آپ نے 100 فیصد کیا ہے اسے بھی کم کیا جانے اور اس کے بارے میں غور کیا جانے۔

بجٹ میں سزکوں کے حوالے سے جو allocation کی گئی ہے اس کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ وہ سزکیں جو آپ لوگ صرف امراء، وزراء اور وزیر اعلیٰ کے گھروں کے آگے بہت اچھی بنا رہے ہیں اس فنڈ کو جائز اور صحیح جگہ پر خرچ کیا جائے۔ آپ لاہور اور لاہور کے ارد گرد وہ علاقے دکھیں جہاں یہ گزرنے کے لئے سزکیں نہیں ہیں۔ جہاں پر گھمیں جو ہیں وہ ایسی ہیں کہ جب بارش ہوتی ہے تو وہاں پر آدھے آدھے گھر ڈوب جاتے ہیں کیا وہ علاقے آپ لوگوں کو نظر نہیں آتے؟ ان علاقوں کی طرف توجہ نہ دینے کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ جانا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے کیونکہ عوام ہم سے پوچھتے ہیں تو کیا ان لوگوں سے نہیں پوچھتے ہوں گے کہ آپ اپنے گھروں کے آگے ان فنڈز سے سزکیں تعمیر کرتے جا رہے ہیں؟ آپ نے allocation تو کر دی ہے لیکن وہ فنڈ کہاں لگا رہے ہیں؟ آپ صرف اپنے گھروں کے آگے کی سزکیں ٹھیک کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی عنقریب، مہربانی۔ محترمہ گلشن ریاض ملک صاحبہ!

محترمہ گلشن ملک، جناب سپیکر! عنقریب کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ یہ اتہاد رہے کا عوام دوست اور معالیٰ بجٹ ہے جس کے لئے میں اپنے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہی اور فنانس منسٹر کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے بجٹ بناتے وقت فنانس منسٹر کے ساتھ مل کر ہر شعبہ میں توجہ دی ہے۔ کوئی ایسا شعبہ نہیں بھورا جس کو ریلیف نہ دی گئی ہو۔ مثلاً آپ تعلیم کو ہی لے لیں۔ تعلیم کے میدان میں انہوں نے بہت ترقی کی ہے کیونکہ اس سے پہلے میٹرک تک فیسیں صاف نہیں تھیں۔ اب میٹرک تک فیس صاف ہے اور پانچویں تک پرائمری سکول کے بچوں کو کتابیں مفت مہیا کی گئی ہیں۔ انشاء اللہ اگلی دفعہ ڈل تک اور پھر میٹرک تک کتابیں مفت ملیں گی۔ یہ ہمارے منسٹر ایجوکیشن اور چودھری پرویز الہی کا کمال ہے۔۔۔ (قلع کلامیں)

جناب سپیکر، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ گلشن ملک، میں اپنے منسٹر ایجوکیشن اور وزیر اعلیٰ کو اس کے لئے بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے تعلیم کے لئے اقدام اٹھایا ہے۔ ترقیاتی کاموں کو ہی لیجیے۔ پچھلے سال 32۔ ارب

روپے کے ترقیاتی کام ہونے مگر اس مرتبہ اس میں 11 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ 43 ارب روپے کے ترقیاتی کام اس مرتبہ ہونے۔ اس کے علاوہ زراعت کو سب سے اولین ترجیح دی گئی ہے۔ (قطع کلامیاً)

جناب سپیکر، آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ گلشن ملک، آئندہ مالی سال میں قدرتی گیس، الیکٹرک سنی اور غام تیل سے ہمیں بہت رقم وصول ہو گی۔ تفریحی ٹیکس میں کمی کر کے انہوں نے بہت اچھا کیا ہے۔ پڑھا لکھا پنجاب پروگرام کے تحت تعلیم میں بھی ہم سب سے آگے ہیں۔ انفارمیشن اور ٹیکنالوجی پر 36 کروڑ 60 لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے جبکہ ٹیکنالوجی موجودہ حدی میں اہمیت کی حامل ہے۔ لائیو سٹاک کے لئے بھی کثیر رقم رکھی گئی ہے۔ کسانوں کی بہتری کے لئے بھی پنجاب بھر میں کچے نالے بنانے کے علاوہ بہت کچھ کیا گیا ہے۔ زراعت وزیر اعلیٰ پنجاب کے ترجیحی لسٹ میں شامل ہے۔ گویا کہ ہر طبقے کو ریٹیف دیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے عوامی بیڈز ہونے کا جوت دیا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ذہنی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

سرکاری ملازمین کی 15 فیصد تنخواہ بڑھا دی گئی ہے اور ان کو ریٹائرمنٹ پر گھر بھی ملیں گے۔ پانچ مرے کے گھروں پر جو ٹیکس معاف کئے ہیں اس سے غریب لوگوں کا فائدہ ہوا ہے۔ صرف تار سبھی اور پرانی عمارتوں کی طرف توجہ نہیں دی گئی جو کہ ہمارا ورثہ ہیں۔ میں آپ سے اپیل کرتی ہوں کہ اس کے لئے بھی کچھ کیا جائے۔ اقلیتوں کے لئے بھی کثیر رقم بھجوزی گئی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے اقلیتوں کو اتنا نہیں ملتا تھا۔ ہیلتھ کے شعبے میں ترقی پر میں مسخر ہیلتھ کو مہیا کیا پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بہت کچھ کیا اور اس کے ساتھ اس نکلنے کی پارلیمنٹری سیکرٹری نے بھی مختلف ہسپتالوں میں وزٹ کر کے ایمرجنسی کے شعبہ میں مفت دوائیاں مہیا کیں۔ جدید آلات، تجربہ کار ڈاکٹر اور متعلقہ عملہ مہیا کر کے تحصیل اور ضلع کے ہسپتالوں کو up grade کرنے کے لئے کثیر رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مورتوں کی سوشل ویلفیئر کے لئے بھی 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ کوئی ایسا شعبہ نہیں بھجوزا گیا کہ جس کے لئے ہمارے وزیر اعلیٰ نے کام نہیں کیا اور ریٹیف نہیں دیا۔ اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ کی بہت شکر گزار ہوں۔ میں انہیں ایک بار پھر مہیا کیا پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی فرمائیے!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی محترم بہن کو اتنی اہمی تقریر کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور جنہوں نے یہ تقریر لکھ کر دی ہے، جو ان کے ساتھ بیٹھی ہیں جن کی انہوں نے تعریف کی ہے، ان کو میں ان سے زیادہ مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے!

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، جناب سپیکر! میں اپنی دوست سے مبارکباد قبول کرتی ہوں۔ یہ کل خود بھی مجھے مبارکباد دے رہی تھیں۔ آج انہوں نے پھر indirectly مبارکباد پیش کر دی۔ اتنے کھلے دل سے مبارکباد پیش کرنے پر میں ان کی شکر گزار ہوں۔

محترمہ گلشن ملک، جناب سپیکر۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: You go ahead. (Interruption).. One at a time.

محترمہ گلشن ملک، جناب سپیکر! میں نے ڈاکٹر فرزانہ کے ساتھ مل کر خود ہسپتالوں کا وزٹ کیا ہے اور یہ منسٹر ہیلتھ کے کہنے پر ہم نے کیا ہے۔ ان لوگوں کو بھی پتا ہے کہ ہم نے مری تک جا کر وزٹ کیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! جب بھی آپ اس چیز پر آتے ہیں میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ دوسری بار آنے ہیں تو اسمبلی میں اس طرح گلنا ہے کہ خواتین ٹائم شروع ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہونا چاہیے۔ ہونا چاہیے۔

جناب سمیع اللہ خان، جب اتنی مبارکبادیں دی جا رہی ہیں تو اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ کی آمد کے ساتھ ہی خواتین ٹائم شروع ہو گیا ہے۔ (ختمتے)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، بالکل ہونا چاہیے اور میں اس کو خوش آمدیہ کہوں گا۔
وزیر خصوصی تعلیم، جناب سیکرٹری۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، فرمانے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، ہمیں کسی کی تقریر میں مدد کی ضرورت نہیں ہے۔
وزیر خصوصی تعلیم، بیڑا ایک سیکنڈ فرزاند۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، محترمہ قدسیہ لودھی!

وزیر خصوصی تعلیم، جناب سیکرٹری! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میری معزز بہن نے ابھی point out کیا تھا کہ تقریر کھ کر دی گئی۔ ان کی یہاں پر معزز کن اسمبلی نے اگر تقریر کھ کر دی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم ای میل پر لندن سے تقریریں موصول نہیں کرتے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سیکرٹری! میں دو باتیں کہوں گی۔ ایک تو مجھے بڑا افسوس ہے کہ قدسیہ صاحبہ نے ڈاکٹر فرزانہ کو اتنے برے طریقے سے ڈانٹ کر پیچھے بٹھا دیا کہ آپ مجھے بات کرنے دیں۔ آپ چپ کر کے بیٹھیں اور وہ بچاری ڈر کر بیٹھ گئیں۔ اس ایوان میں سارے ممبران برابر ہیں اور اس میں کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو ڈانٹ کر بٹھا دے۔ دوسرا ہمیں ڈکٹیشن محترمہ بے نظیر بھنوں کی طرف سے اگر آئی بھی ہے تو وہ ہماری ریڈر ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے۔ ہم جی۔ ایچ۔ کیو سے ڈکٹیشن نہیں لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سیکرٹری! میں وضاحت کر دوں کہ وہ میری دوست ہیں اور دوست کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہوتی ہے یہ تو معمولی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری: بہت اچھی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کہی ہے بہت صحیح کہی ہے۔۔۔ اصولاً دوستی میں ایسے ہونا چاہیے۔ اب میں محسن لغاری صاحب کو floor دوں گا۔ محسن لغاری صاحب اوپر والی گیلری میں بیٹھے ہیں، پہلے ان کا حق ہے۔ وہ آج تقریر کرنے کی خاطر اوپر بیٹھے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری : Thank you, Mr. Speaker. نام تو میں نے کافی دیر سے دیا ہوا تھا۔ شکر ہے آپ کو سینٹ می تو ہمیں بھی موقع ملا۔ نہیں تو ہم لوگ somehow سیکرٹری کو نظر ہی نہیں آتے۔

جناب ذمہ سیکرٹری : اب تو ماشاء اللہ واضح نظر آرہے ہیں سب سے اوپر بیٹھے ہیں اور سب کو نظر آ رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری : جناب! میں اس لئے یہاں پر آیا ہوں۔

Sir, I have spent many hours going through the Annual Development Programme of the Budget. I was eagerly looking forward to it and was expecting that the disparity between the developed and the under-developed areas of the Province would be addressed. The budget is the most important document that sets forth the priorities of the development for the coming year. I am not going to dwell in the past injustices to the backward areas of the Provinces because far more important than the past are the prospects of the future. There are always different voices expressing Opposition for the sake of Opposition without alternative, finding faults and never favoures and perceiving gloom on every issue. My colleagues from the Opposition have spoken about things which had nothing to do with the budget. They have talked about the return of their self-exiles, if I may add of their leaders, they have talked about duties on the cars; they have talked about MQM. They have criticized the MQM, the same MQM which was their coalition partner in the past and I am sorry they have not spoken much about the backward

areas of this Province. Annual Development Programme and Budget preparation should be a document and it should be an exercise which should be a participatory exercise. We should all be given an opportunity to contribute in it and I see no reason why this document has to be prepared in secrecy. What is so secret about it? Why can't we contribute? Why can't we ask? Why can't we make suggestions? Bureaucrats sitting in comfortable sofas, in air-conditioned rooms when they make policy, sir, they are out of touch with realities, the ground realities. We, the representatives of the people, we should be the people who should be making these budgets. We are the people who are answerable to people.

جناب لوگ جتنے میں میرا اور آپ کا آکر کریاں پکڑیں گے کہ ہمارے لئے کیا ہوا ہے؟ جو ہمارے معزز بیورو کریٹس ہیں وہ تو مزے سے اپنے کمرے میں بیٹھے ہوں گے۔ ان تک تو کوئی پہنچ ہی نہیں سکے گا تو ہم ان کو کیا جواب دیں گے؟ جناب ہمارے پاس ان کو دینے کے لئے کوئی جواب نہیں ہے۔

I am not going to talk about big issues. I am a very simple man.

میں کوئی بڑی بڑی باتیں کر کے ایوان کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ میں اتنی بات صرف اپنے ضلع تک محدود رکھتے ہوئے عرض کروں گا۔

Dera Ghazi Khan is the only division in the Province that does not have a University or a Medical College. We set up four Universities last year.

ہم نے چار یونیورسٹیاں بنائی ہیں جو کہ ایک دوسرے سے ایک ایک گھنٹہ کی drive کے اندر ہیں اور انہی یونیورسٹیوں کے قریب لاہور جیسا بڑا شہر موجود ہے جہاں پر لوگوں کو تعلیم کے بہت زیادہ مواقع مل رہے ہیں۔ میرے ضلع کے اندر تین تحصیلیں ہیں، ڈیرہ غازی خان ضلع تین تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ ڈیرہ غازی خان تحصیل، تونسہ تحصیل اور Tribal Areas تحصیل۔ Tribal Areas

تحصیل کا تو ابھی تک تحصیل بینڈ کو انٹری نہیں ہے۔

What to talk of a Tehsil Headquarter Hospital? What to talk of a Degree College for every Tehsil? What to talk of sui gas to every Tehsil Headquarter, Sir?

جناب ذیرہ غازی خان کے Tribal Areas کی تحصیل کا تحصیل بینڈ کو انٹری نہیں ہے۔ وہاں کا شہر فورٹ منرو جو کہ سب سے بڑا شہر ہے وہ Colonial day's کا Commissionaire کا Summer Camp ہوتا تھا۔ یہ ایک بہت پرانا شہر ہے۔

which can be developed into an alternate hill station for Southern Punjab

سارے Southern Punjab کے لوگ وہاں پر آسکتے ہیں۔ پچھلے ایک سال سے ہم اس کے لئے پیٹ پیٹ کے مرگے ہیں لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے۔ بہت امید تھی کہ

This Budget will have something for us. Unfortunately, just like the previous Budgets, we are still ignored, yet again.

جناب والا! کب تک یہ چلتا رہے گا؟ کب تک ہمیں اس طرح منتیں کرنی پڑیں گی؟ کب تک یہ بھیک مانگتے رہیں گے؟ ہمیں اپنے لوگوں کے لئے مانگتے ہونے کوئی شرم نہیں آتی۔ ہم مانگیں گے۔

We will beg, beg and beg again, till something gets done here.

جناب! اسی پرانے علاقے میں سے 'ہمارے ذیرہ غازی خان کے Tribal Areas میں سے O.G.D.C اور پاکستان اٹاک انرجی کمیشن قیمتی معدنیات نکال رہے ہیں۔ وہ معدنیات جو ہمارے ملک کے لئے نہایت اہم ہیں جبکہ وہاں کے لوگوں کے پاس پینے کے لئے پانی بھی میسر نہیں ہے۔ لوگ بیسیوں میل سفر کر کے پانی کا ایک مٹکیزہ بھر کر لاتے ہیں اور اس کو بڑی احتیاط سے 'سنبھال سنبھال کر پیتے ہیں۔

We need roads, we need health facilities, we need educational facilities.

جناب! ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمارا جو terrain ہے وہ بلوچستان کی طرح ہے۔ ہمارے پاس بارانی علاقوں میں بجلی نہیں ہے کہ ہم یوب ویل لگا کر ان کو آباد کر سکیں اور لوگوں کو باعزت

روزگار مل سکے۔ ملنے کے لوگ یہاں پر لاہور میں آتے ہیں اور وہ جب یہ بڑی بڑی سڑکیں چھوئیں کھٹے چنے والی روشتیاں دیکھتے ہیں تو عمر ان کے دلوں میں ایک تفریق پیدا ہوتی ہے۔ جب ان کو ان چیزوں کا نوٹس ہوتا ہے تو یہ چیزیں پھر نظرتیں پیدا کرتی ہیں۔ عدارا ان نفرتوں کو بڑھنے نہ دیں۔ جب نظرتیں بڑھ جاتی ہیں تو بڑے سنگین نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ ان بھونے بھونے زعموں کے اوپر ابھی سے مرہم دکھنا شروع کریں ورنہ جب یہ بات بڑھ گئی تو سب کے لئے مسائل پیدا ہوں گے اور ہم سب اس چیز کے ذمہ دار ہوں گے۔ میں اس وقت اوپر اس لئے اکیلا بیٹھا تھا کہ میں نے سوچا کہ جب ہم بجٹ کے development programme میں نظر نہیں آتے تو پھر main لابی میں نظر آتے ہونے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ اسی لئے میں نے سوچا کہ بجٹ والا سین اور بیٹھ کر ہی دیکھ لیں۔ اگر ہم بجٹ میں نہیں ہیں تو نظروں سے بھی دور رہیں۔ شاید اسی طریقے سے ہی کسی کو اس بات کا احساس ہو جانے کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور اس کو address کیا جاسکے۔ بہت بہت شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you very much.

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر اچھے اپنے بھائی محسن لغاری صاحب سے پوری ہمدردی ہے مگر میں صرف اتنی وضاحت کروں گا کہ ان کے بزرگ سردار کاروق احمد خان لغاری صدر پاکستان رہے ہیں۔ اگر وہ صدر پاکستان ہوتے ہونے بھی اپنے علاقے کے لئے کچھ نہیں کر سکے تو یہ بے چارے ان کے لئے کیا کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: رانا صاحب! جو چیز past میں ہو گئی اب اسے محمودنا ہوگا۔ اگر پرانی باتوں میں ہی لگے رہیں گے تو پھر اسی طرح چلتا رہے گا۔ یہ تفریق اور disparity اسی طرح بڑھتی جانے گی۔ آخر کوئی تو اس بات بات کرے۔ کسی نہ کسی نے تو اس issue کو اٹھانا ہے۔ اگر ہم اسی چیز پر بیٹھے رہیں گے کہ خلائ گورنر تھا، خلائ چیف منسٹر تھا اور خلائ صدر تھا تو اس نے نہیں کیا

لہذا اب بھی نہ کیا جائے۔ اگر پہلے نہیں ہوا تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اب بھی نہ ہو۔ اب تو اس issue کو address کرنا ہوگا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سیکرٹری! میرا point یہ ہے کہ جب یہ حاکم وقت تھے، جب ان کے بزرگ صدر پاکستان تھے، حکومت میں تھے اس وقت بھی ان کو اپنے علاقے کی بات سوچنا چاہیے تھا۔ میں کہتا ہوں کہ احساس محرومی بہت بری چیز ہے۔ Southern Punjab کو ایک major share ملنا چاہیے۔ اس حوالے سے میں تفصیلاً اپنی بحث تقریر میں بات کروں گا۔ میں صرف یہ کہہ رہا تھا کہ ان کے اپنے بزرگ کاروقی لغاری صاحب ملتانہ اللہ زندہ ہیں۔ ابھی بھی ان کو چاہیے کہ وہ اپنے علاقے کے لئے کچھ سوچ لیں۔ شکریہ وزیر مواصلات و تعمیرات، پروانٹ آف آرڈر۔

جناب ذمہ سیکرٹری! جی فرمائیے!

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سیکرٹری! شاید محترم دوست نے بحث کو ملاحظہ نہیں فرمایا۔ جناب والا! Southern Punjab کے لئے 43 فیصد بجٹ رکھا گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ چیزیں سننے میں تو آ رہی ہیں لیکن documents اس کو سامنے نہیں لاتے۔

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سیکرٹری! آپ کے علاقے روجھان نزاری میں دن کو بھی کوئی سرکاری آدمی گشت نہیں کر سکتا ہے۔

جناب ذمہ سیکرٹری، چونکہ روجھان کی بات ہو رہی ہے۔ اس لئے میں سننا چاہتا ہوں۔

چودھری اعجاز احمد سماں، وہاں رات کی بجائے دن کو بھی کوئی آدمی گشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی سفر کر سکتا ہے۔ وہ ہر لحاظ سے غیر محفوظ ہے۔ وہاں لاء اینڈ آرڈر نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ وہاں ہر کسی قسم کی کوئی سولٹ میسر نہیں ہے۔ آپ کے عزیز جو ساڈتھ کے ایک ضلع میں بڑے افسر تھے وہ اغوار ہونے کے دو تین ماہ بعد ہی غاصے پیسے دینے کے بعد رہا ہوئے۔ وہاں پر قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ وہاں لاء اینڈ آرڈر صحیح ہونا چاہیے۔ پورے ساڈتھ میں

حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف سٹرل پنجاب میں حکومت ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، میرے خیال میں اس وقت وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کافی improve ہو چکی ہے اور جو حالات پہلے تھے وہ اب نہیں ہیں۔ اس وقت وہاں پر کافی بہتر حالات ہیں اور اس کے نتائج سندھ تک بھی محسوس کئے جا رہے ہیں مثلاً یہ بات آپ کے علم نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سیکرٹری! میں جناب سہا صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی بات کر رہے ہیں لیکن میرے خیال میں انہوں نے تو جنوبی پنجاب ملاحظہ ہی نہیں فرمایا۔ میں پچھلے دنوں پولیو ڈرائیپ کے سلسلے میں مظفر گڑھ گئی تھی۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اتنی بہتر ہے کہ ایک اکیلی عاتون وہاں جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، بی بی! آپ دلیر عاتون ہیں۔ آپ اکیلی کہیں بھی جا سکتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، وہاں ایک عاتون اکیلے جا کر بھر سکتی ہے لیکن ان کی بات کے مطابق تو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اکیلے سفر کر سکے۔

جناب احسان الحق احمد سہا، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری اعجاز احمد سہا، پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیوں)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آرڈر بلیز۔ آرڈر بلیز۔ Not like that جی سہا صاحب!

چودھری اعجاز احمد سہا، جناب سیکرٹری! ڈاکٹر صاحبان ساری تنگ و دوارد میں ڈاکٹری نٹو لکھنے پر کریں یہ لاء اینڈ آرڈر کو کیا سمجھیں گے؟ ہمارے علاقے میں ایک ایک ہسپتال میں 10/10 کروڑ کے مویشی چوری ہو رہے ہیں۔ ابھی بھی تھانہ وزیر آباد میں چورزک کھڑے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جب لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی تو اس وقت بات کریں یا جب آپ کو بجٹ تقریر کے لئے وقت ملے گا تو اس وقت یہ بات کریں۔

چودھری اعجاز احمد سہا، جناب والا! میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ وہاں سے ہمارے مویشی برآمد

کروادیں۔ ڈاکٹر صاحبہ سے میری گزارش ہے کہ وہ کوشش کریں کہ ڈاکٹری نئے اردو میں لکھے جائیں تاکہ عام لوگ ڈاکٹروں اور دوائی بیچنے والے لوگوں کے علم سے بچ سکیں۔ ان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ڈاکٹر جو بھی نئے تحریر کریں پنجاب کے عام آدمی کو وہ سمجھنے کے قابل بنائیں۔ وہ اتنی بڑی مافیہ ہے یہ کچھ نہیں کریں گے لہذا ان کو اپنے شعبے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! اب No point of order اب بھٹ تھاریر ہو رہی ہیں۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، He is on the point of order! جی فرمائیے!

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا۔ ہم جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا سہ کرہ کرتے ہیں کہ جب جنوبی پنجاب میں 28 peons کی بھرتی فیصل آباد سے ہوتی ہے۔ جب جنوبی پنجاب کی فائندگی سے 70 فیصد اہل پنجاب کے منسٹرز آتے ہیں۔ جب پورے پاکستان میں واحد نقل کینال جو لوکل مالکن سے 75 فیصد زمین لے کر بنائی گئی ہے لیکن آج اس میں پانی نہیں ہے۔ جنوبی پنجاب جو کہ آبادی کے اعتبار سے سنٹرل اور اہل پنجاب کے برابر ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اگر دن بدن یہ محرومیاں اسی طرح سے بڑھتی رہیں اور بنجانے اس کے کہ آپ اسی بات پر اکتھا کرتے رہے کہ آپ علاقائی بات نہ کریں یا صوبائی بات نہ کریں۔ پورے پاکستان کو بھی ایک اعتراض ہے کہ بڑا صوبہ سب کچھ کھاتا جا رہا ہے تو آپ پنجاب کو تین حصوں میں تقسیم کیوں نہیں کر دیتے تاکہ پورا پاکستان equal اعتبار میں آجائے۔ ہمیں تو خود سندھیوں، بلوچیوں اور سرحد کے لوگوں کی طرح وہی اعتراضات ہیں جو ان لوگوں کو اہل پنجاب پر ہیں۔ جناب سپیکر! quality of education...

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ already تقریر کر چکے ہیں۔ آپ کو موقع دیا گیا تھا۔ آپ یہ points اس وقت raise کرتے۔ This is no point of order. آپ کو پورا موقع دیا گیا تھا۔ آپ نے اپنی تقریر کر لی ہے۔ اب کسی اور کی باری ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولائیا، جناب سپیکر! اہل پنجاب میں 7 یونیورسٹیاں اور جنوبی پنجاب کو

ایک ہی نہیں دیتے۔ Is it justice?

جناب ڈپٹی سپیکر، 'This is no point of order.' جب آپ کو موقع دیا گیا تھا تو اس وقت آپ نے اپنی تقریر میں یہ بات کرنی تھی۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بی بی فرمائیے!

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، شکریہ جناب سپیکر! ساری بحث اور گفتگو کے بعد میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ آج جو بحث پر بحث کر رہے ہیں یہ بہت ضروری ہے۔ یہ ہمارے عوام کے مسائل سے متعلق ہے لیکن میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ڈاکٹر فرزانہ non serious ہو کر بار بار پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہو جاتی ہیں مگر یہاں سے کسی کو جواب دینا پڑتا ہے۔ میرے خیال میں اس وقت ہم جو کام کر رہے ہیں یہ اس سے relevant نہیں کیونکہ اس وقت ہم یہاں پر کروڑوں عوام کی نماندگی کر رہے ہیں لیکن یہ کہنا کہ میں وہاں گئی اور وہاں سے واپس آگئی یہ مناسب نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ آپ ان کو encourage نہ کریں بلکہ ہم اپنے کام سے کام رکھیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں محترمہ شمیم اختر کو تقریر کے لئے نام دوں گا Mohirna

Shamim Akhtar may please deliver her speech.

جناب پرویز رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی میں نے محترمہ کو نام دیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کو نام دیتا ہوں۔

سب نے بولا ہے 'This is more important.' جی محترمہ!

محترمہ شمیم اختر، جناب سپیکر! میں آپ کی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بحث پر اعلان خیال کا موقع فراہم کیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ موجودہ بحث 2004-05 طریب عوام کا بحث ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب اپنے پنجاب کے غریب عوام کا میدان زندگی بند کرنے کا ایک عزم اپنے دل میں لے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ انھیں موقع فراہم کرے گا کہ وہ غریب عوام کی امنگوں ان کی حسرتوں اور ان کے خواہوں کی تعبیر ثابت ہوں گے۔ مستحق المراد کو

زکوٰۃ اور بیت المال سے مدد گزارا الاؤنس، طبی سولتیں اور مستحق طلب علموں کو ووکیشنل ٹریننگ مہیا کرنا اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ اس کے علاوہ پانچ مرد کے مکان پر ٹیکس کی مہموت اور دیہی علاقوں میں غریب خاندانوں کے لئے پانچ مرد زمین کی سکیم بھی اسی اقامت میں شامل ہے۔ یہ بجٹ تعلیمی فروغ اور تعلیمی انقلاب کا بجٹ ہے۔ پانچویں جماعت تک مفت کتابوں کی فراہمی، میٹرک تک تعلیم مفت اور 80 فیصد معاشی پر وظیفے دینا، سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے بجٹ میں جو 2 ارب روپے رکھے گئے ہیں وہ قابل تحسین اور انقلابی اقامت ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگ و برتر اس حکومت کو دوام بخشنے کا تو آپ سب بلکہ تمام پاکستانی دیکھیں گے کہ انشاء اللہ صوبہ پنجاب کا کوئی قصبہ، کوئی پک، کوئی شہر، کوئی قریہ اور کوئی گلی ناخواندہ نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت کا یہ کارنامہ بھی تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جانے کا کہ گونگے بہرے، نابینا اور جسمانی طور پر معذور بچوں کے لئے پہلی دفعہ ایک الگ ڈیپارٹمنٹ بنایا گیا۔ موجودہ حکومت سے پہلے ان بچوں کا کوئی پرسلن حال نہ تھا۔ کبھی ان کے دکھوں کا موازنہ کیا گیا لیکن موجودہ بجٹ میں ان بچوں کی تعلیمی ترقی اور دیگر سہولتوں کے لئے 40 کروڑ کی ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے تاکہ یہ بچے خود اعتمادی سے اپنی تعلیم حاصل کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور معاشرے پر بوجھ نہ بن سکیں۔ عورتیں جو اس ملک کی کل آبادی کا 52 فیصد ہیں ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے مختلف حلقوں میں مناسبے تقریریں اور زبانی کلامی تبادلہ خیالات تو ہوتے رہے لیکن پہلی مرتبہ صدر پاکستان جناب پرویز مشرف نے عورتوں کو زندگی کے ہر شعبے میں عملی طور پر باعزت مقام دلانے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ انھیں اسمبلیوں سے لے کر لوکل باڈیز تک اتنی بڑی تعداد میں نمائندگی عطا فرمائی کہ آج وہ مردوں کے شانہ بشانہ پوری طرح سیاسی awareness رکھتی ہیں۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب میں صحت کے محکمے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک اہم کارنامہ سرانجام دینے پر مبارکباد پیش کروں گی کہ ملتان کے لوگ جو شدید گرمی کے باعث دل کی بیماریوں میں مبتلا ہیں ان کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ملتان میں ایک کارڈیک سنٹر تعمیر کرنے کا منصوبہ شروع کیا ہے اس کے لئے دل کے مریض ان کے لئے دل سے دعا گو ہیں۔ عورتوں کی ترقی کے لئے 20 کروڑ روپے کی جو ابتدائی گرانٹ رکھی گئی ہے اگرچہ یہ ناکافی ہو گی پھر بھی ہم

شکر گزار ہیں کہ پہلی دفعہ کسی حکومت نے عورتوں کی فلاح و بہبود اور ان کے جائز مقام کے حصول کے متعلق سوچا تو ہے۔ اگر میں ہر شعبے کے متعلق اعداد حسیل کروں گی تو اس کے نئے بہت وقت چاہیے۔ طرحیہ موجودہ بجٹ میں زندگی کے کسی شعبے کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ موجودہ بجٹ ایک متوازن، غریب دوست، علم دوست، محام دوست اور ٹیکس فری بجٹ ہے۔ یہ سرکاری ملازمین کا بھی بجٹ ہے۔ اس میں زراعت کی ترقی کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ صحت کی ترقی لائیو سٹاک کی ترقی، آبپاشی کی ترقی، طرحیہ ہر شعبے کے متعلق اس بجٹ میں نظیر رقم رکھی گئی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ذہنی سیکرٹری، محترمہ پروین سکندر ریل

محترمہ پروین سکندر ریل، بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب سیکرٹری شکریہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ 2004-05 کا متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی، وزیر خزانہ جناب حسنین دریشک صاحب کو مبارک بلا پیش کرتی ہوں۔ ان کی کابینہ کی بھی کادھیں شامل ہیں۔ لہذا میں ان کو بھی مبارک بلا پیش کرتی ہوں۔ سب سے پہلے میں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ایوزیشن کے بھائی اور بہنوں نے ایک بات پر بار بار زور دیا کہ جی پلان شخص کا ذکر کیوں آتا ہے؟ اگر ایک عمارت تعمیر ہوگی تو اس کا آرکیٹیکچر جو ہوگا اس کا نام اس کے ساتھ ضرور آنے کا، اگر آج عواتین اس اسمبلی میں، صوبائی اسمبلیوں میں، قومی اسمبلی میں اور بلدیات میں بیٹھی ہوتی ہیں تو اس کے محرک جنرل پرویز مشرف کا نام ضرور آنے کا۔ اس لئے کہ آپ اس کی وجہ سے بیٹھے ہیں۔ اگر اس وقت وزیر اعظم بے نظیر بھٹو اور نواز شریف اس کے محرک بنتے تو آج ان کا نام بھی یہاں لیا جاتا۔ اس وقت وہ اپنی ٹھیک ٹھاک اکثریت میں تھے۔ ان کے مشور میں بھی یہ باتیں شامل تھیں کہ عواتین کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ عواتین کو ناندھی دیں گے لیکن اپنے وقت میں وہ بحال چکے حالانکہ دو دو مرتبہ دونوں وزیر اعظم رہے۔ بہت شکریہ

جناب سیکرٹری اب میں بجٹ کے حوالے سے بات کروں گی۔ بجٹ میں بہت سے شعبوں کو ترقی دی گئی ہے اس میں صحت، تعلیم، زراعت، روزگار، سپورٹس عواتین کی ڈیولپمنٹ، آبپاشی اور مواصلات ان سب اہم شعبوں کے لئے بے شمار funding کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری زراعت

جس سے پاکستان کی مچھان ہے۔ زراعت پنجاب کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر پنجاب کے پاس زراعت نہ ہو کیونکہ آپ کا جتنا financial بوجھ زراعت اٹھا رہی ہے اور اگر زراعت کام نہ کرے تو میں نہیں سمجھتی کہ اس کے بغیر آپ باقی چیزوں کو چلا سکتے ہیں۔ زراعت کو بہتر کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے مارکیٹنگ کا شعبہ پہلی مرتبہ قائم کیا تاکہ زمیندار اور کسان کو اس کے جائز ریٹ اور اس کی محنت کا پھل مل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مارکیٹنگ کو بہتر کرنے کے لئے زمیندار کو سولتیں فراہم کی ہیں۔ اس میں انہوں نے subsidy دی ہے۔ کھلا ہوا بھی subsidy دی ہے اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ ان کے درمیان جو خلا تھا وہ دور ہو سکے۔ چونکہ زمیندار ایک چیز کو بناتا تھا لیکن آگے سے ڈل مین اس کی پوری قیمت اس کو ادا نہیں کرتے تھے۔ مارکیٹنگ کا شعبہ قائم ہونے سے اس چیز کا قادمہ زمیندار کو direct ملا ہے۔ دوسری وزیر اعلیٰ نے جو اچھی چیز کی ہے وہ کھیت سے منڈی تک کی سزگیں ہیں۔ وہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ کسان اور زمیندار کی حالت کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔ کسان کے لئے پہلے کبھی کسی نے اتنا نہیں سوچا تھا۔

صحت کے شعبہ میں بھی بے شمار عوام کے لئے سولتیں پیدا کی گئیں۔ آج تک کبھی کسی نے اسمبلی میں سروس فری شروع نہیں کروائی تھی۔ B.H.U اور رورل ہیلتھ سنٹر کے لئے بھی فنڈز مختص کئے ہیں۔ برن یونٹ پہلی مرتبہ قائم ہوا ہے۔ کلچ آف نرسنگ بھی پنجاب میں پہلی مرتبہ شروع ہوا ہے اور یہ پلاسٹ گریجویٹس کے لئے قائم ہوا ہے۔ پہلے ہم میڈیک یا ایف۔ اے کو لیتے تھے اب نرسنگ کا شعبہ شعبہ صحت میں بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس پر پہلے کبھی کسی نے اتنی توجہ نہیں دی تھی اور اب ایک کلچ قائم کرنے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال بہت سے کلچ اور بھی نہیں گئے۔ جہاں تک رورل سپورٹس اور micro credit کا تعلق ہے کبھی بھی گاؤں تک اس کے فرات نہیں پہنچے تھے یہ اقدامات بھی اب موجودہ حکومت نے کئے ہیں۔ تعلیم کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کا حالیہ نعرہ ہی نہیں۔ انہوں نے یونیورسٹیوں میں اضافہ کیا ہے۔ کبھی ایک یونیورسٹی ہوتی تھی اور لوگ اس کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تھے کیونکہ لوگوں کو دور دراز کے علاقوں سے آنا پڑتا تھا۔ اب ان کو تعلیم ان کی دلہیز پر فراہم کرنا بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ

بہت بڑا قدم ہے۔ اس کے علاوہ پرائمری سے میٹرک تک فری ایجوکیشن کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کتابیں مفت فراہم کی گئی ہیں جو کہ پہلے نہیں تھیں۔ سپورٹس کا بجٹ بھی ڈبل کر دیا گیا ہے اور یہ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس سلسلے میں ایک تجویز میں ضرور دینا چاہوں گی۔ بلدیات کے اندر پہلے دو فیصد بجٹ سپورٹس کے لئے ہوتا تھا جو کہ devolution کے بعد ختم کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میری وزیر بلدیات اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہوگی کہ اس کا دو فیصد اسی طرح fix کیا جائے اور وہ رقم سپورٹس پر ہی خرچ کی جائے۔ اسی طرح خاص طور پر محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں جو محرومی پائی جاتی تھی اس کو ختم کیا ہے انہوں نے ہمارے disabled بچوں کو نارمل بچوں کے ساتھ شامل کرنے کے لئے سپیشل منسٹری بھی قائم کی ہے اور صرف یہی نہیں کہ ایک منسٹری بنادی اس پر انہوں نے بہت سی ڈویلمنٹ بھی کروائی ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے disabled کے لئے بھی سپورٹس میں وہی سہولتیں فراہم کی ہیں جو دوسرے عام آدمی کو مل رہی ہیں۔ سپیشل بچوں کا بھی اب پاکستان میں اتنا ہی share ہوگا جتنا دوسروں بچوں کا ہے۔ اب وہ انجینئر بھی بنیں گے، ڈاکٹر بھی بنیں گے، ہر شعبہ میں ہماری طرح مساوی حقوق رکھتے ہیں اور حاصل کریں گے۔ یہ سب کچھ وزیر اعلیٰ پنجاب کی وجہ سے ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اجلاس کا وقت مزید آدھے گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ محترم! اب آپ wind up کریں۔

محترمہ پروین سکندر گل، جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو پانچ مرد سکیم دی ہے اور بے زمین کسانوں کو ساڑھے ہارہ ایکڑ زمین دے کر پنجاب میں یہ بھی ایک اچھی کاوش شروع کی ہے۔ ایسا نہیں کیا کہ غالی نعرہ لگایا ہے۔ بہت سے لوگ آتے رہے ہیں اور حلی نعروں پر بات کرتے رہے ہیں۔ ادھر عملی طور پر یہ چیزیں دی گئیں اور مالکانہ حقوق بھی دینے لگے۔ پہلے بھی مسلم لیگ نے ہی دینے تھے اور اب بھی مسلم لیگ کی حکومت نے دینے ہیں۔ یہ ہماری حکومت کا دوسرا بجٹ ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا بجٹ ہے جس میں کسی شعبے کو بھی ignore نہیں کیا گیا۔ اس میں سرکاری ملازمین کے لئے ریٹائرمنٹ پر گھر دینے کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں۔ اب ایک گریڈ سے لے کر بائیس گریڈ تک کے ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر گھر ملے گا۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ جو ملازم ریٹائر

ہوتے تھے ان کو اس بات کی فکر ہوتی تھی کہ ہم اپنے بل بچوں کو لے کر کدھر جائیں گے؛ اب کم از کم ان کو اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد یہ فکر نہیں ہوگی کہ ہم کدھر جائیں گے؛ اب ان کو وہ گھر فراہم ہوں گے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج اگر 20 ہزار مکان بنیں گے تو کل کو وہی 40 ہزار بھی بنائیں گے۔ اسی میں پنجاب کی ترقی ہے اور پاکستان کی بھی ترقی ہے۔

آپاشی کے سلسلے میں بھی عرض کروں گی کہ جن کھالوں سے آج تک زمینداروں کو پانی نہیں ملا تھا وہ کھالے پکے ہوں گے۔ ان میں سب چیزیں فراہم کی جا رہی ہیں جس سے ایک زمیندار کا فائدہ ہے۔ زمیندار کو کبھی کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کی حکومت ہے جو کہ آپاشی، زراعت، تعلیم اور صحت پر توجہ دے رہی ہے۔ اسی کے ساتھ بہت شکر ہے۔

جناب ذہنی سیکرٹری، شکر ہے۔ محترمہ میونہ نیل۔۔۔۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سیکرٹری، فرمائیں۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سیکرٹری میں آپ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ وزیر ہاؤسنگ، پبلک ورکس اور تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنے کی جرأت کر رہا ہوں، جس بات کو انہوں نے on the floor of the House آج سے کوئی دس روز پہلے یہ فرمایا تھا۔ ہاکی سٹیڈیم کے حوالے سے میں نے بات کی تھی۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہاکی سٹیڈیم فیصل آباد، پنجاب سپورٹس بورڈ کے under کر دیا جائے گا اور انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سلسلے میں احکامات جاری کر دیئے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ مجھے اس سلسلے میں فیصل آباد سے بار بار فون آرہے ہیں کیونکہ یہ لوکل اجبار میں بھی خبر بڑے جلی حروف میں بھیجی ہے۔ وزیر ہاؤسنگ بتادیں کہ انہوں نے کر دیا ہے یا کتنی دیر تک یہ ہو جانے کا تا کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شیخ صاحب! اس وقت چونکہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ منسٹر صاحب کو پیجبر میں مل لیں وہ آپ کو اس کے بارے میں بتادیں گے۔ آپ نے سوال کر دیا ہے اور یہ پریس میں بھی آ گیا ہے تو لامحدود آپ کو اس پر ضرور reply دیں گے۔ جی بی بی اے محترمہ میمونہ نبیل، شکر یہ، جناب سپیکر۔ وزیر خزانہ جناب دریشک صاحب کی speech پڑھنے کے بعد بالکل یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ بجٹ جو ہے یہ صرف ہم ارادہ رکھتے ہیں ہمارا وژن ہے اور ہم ایسا کریں گے اور ہم ویسا کریں گے ان الفاظ کا ایک مجموعہ ہے۔ بجٹ کیا ہوتا ہے؟ اس بار یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ اس کا مضموم ہی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ بجٹ دراصل قیمتوں کا عکاس ہوتا ہے اور ہماری روزمرہ اشیاء کی قیمتوں کی عکاسی کرتا ہے۔ ہمیں جانتا ہے کہ ان کا کیا تعین کیا گیا ہے لیکن اگر ہم پچھلا پورا سال دیکھیں۔۔۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی اے speech کرنے دیں پلیز! ایسی do not interrupt انہوں نے فی الحال کوئی ایسی بات نہیں کی۔ اس طریقے سے ہاؤس نہیں چلے گا۔ آپ پلیز بیٹھیں۔

محترمہ میمونہ نبیل، جناب سپیکر! شکر یہ۔ اگر ہم پورے پچھلے سال کا جائزہ لیں تو ہمیں محسوس ہو گا کہ ہماری پرائس کنٹرول پالیسی بالکل ناکام ہو چکی ہے اور اس کی وجہ کیا ہے یہ بھی مشرف صاحب کی حکومت کی ناکامی ہے۔ یہ بھی لوکل گورنمنٹ سسٹم کی وجہ سے ہے کہ ہمارے ناظمین اور نائب ناظمین اتنے زیادہ مجبور اور لاچار ہیں کہ وہ بے چارے اپنے political experiences کی وجہ سے کوئی سخت اقدامات کرنے سے قاصر ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے لوکل گورنمنٹ سسٹم کو بھی strong کرنا چاہیے۔ اس میں changes لانی چاہئیں۔ انہیں سرزنش کرنی چاہیے ان کا چیک اینڈ بیلنس ہونا چاہیے کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ اس بجٹ میں ایسا کوئی اقدام مجھے نظر نہیں آتا کہ پرائس پر کنٹرول کیا گیا ہے۔ دوسری بات میں یہ کہوں گی کہ ہر سال قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا رہا ہے جو ایک عام شہری کے لئے بہت مشکل کا باعث بنا ہے۔ ہمارے دوست مسلسل یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ایک بہت اچھا عوام دوست متوازن اور ٹیکس فری بجٹ ہے لیکن آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ اس میں عوام کو ریلیف کیا ملا ہے؟ آپ نے سارا سال قیمتیں اتنی بڑھادی ہیں کہ میرے

خیال میں۔ بحث میں انہیں واضح کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ میں چاہوں گی کہ آپ اس کا حسب دین اور بتائیں کہ آپ نے اس سلسلے میں کیا پالیسی اختیار کی ہے؟

دوسری بات جو میں بہت اہم اور قابل ذکر سمجھتی ہوں وہ یہ کہ مجھے اس بحث میں ایک بہت بڑا contradiction نظر آتا ہے۔ تقریباً سبھی حکومتی ارکان نے اس بات کو سراہا ہے کہ پانچ مرلے کے مٹکن پر ٹیکس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ وہ بھی ہماری ہی ایک کاوش تھی۔ اس کا ان کے سر کیا سراجاتا ہے؟ ان کے سر یہ سراجاتا ہے کہ ایک طرف تو immoveable property پر ٹیکسوں کو ختم کیا جا رہا ہے لیکن دوسری طرف وہی شہری moveable property پر ٹیکس دے رہا ہے۔ یہ جو موز سائیکل اور گاڑیوں پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے یا جو نو کن ٹیکس ہے یہ واضح نہیں ہوتا کیونکہ ابھی بھی ہزاروں گاڑیاں ایسی ہیں جو open transfer letter پر چل رہی ہیں۔ ٹرانسفر فیس بڑھانے سے میرا نہیں خیال کہ آپ کا رویہ زیادہ ہوگا۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس کو بڑھانے کی بجائے آپ اپنے عائد شدہ ٹیکسوں کی ریکوری پر زیادہ غور کریں اور میرے خیال میں پانچ چھ دفعہ گاڑی بک جاتی ہے اور ٹرانسفر ٹیئر وہی والا چل رہا ہوتا ہے تو اس سلسلے کو کارآمد بنائیں، سٹیپ پیئر کی validity and sensitivity کو کارآمد بنائیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہوں گی کہ آپ نے لائسنس پر جو فیس بڑھادی ہے وہ بھی illegality کو فروغ دینے کا دوسرا نام ہے۔ ہمارے ہاں ہزاروں لوگ بیئر لائسنس کے گاڑیاں چلاتے ہیں اور مزید لائسنس فیس بڑھانے کا مقصد یہی نظر آتا ہے کہ آپ اپنا لائسنس نہ حاصل کریں اس کے بیئر ہی چلاتے رہیں۔ میرے خیال میں اس لائسنس فیس کو نہیں بڑھانا چاہیے تھا بلکہ اسے کم کرنا چاہیے تھا۔

جناب سیکرٹری! میں عورتوں کے حوالے سے ایک اہم بات یہ کہنا چاہوں گی کہ مجھے بہت غوشی ہے کہ minorities کے لئے دس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی لیکن تمام صوبے کی عورتوں کے لئے صرف بیس کروڑ کی رقم دی گئی ہے۔ یہ کس شرح اور حساب سے رکھی گئی ہے؟ میرا نہیں خیال کہ بیس کروڑ کی رقم اتنی ہے کہ صوبے کی تمام عورتوں کے مسائل کے لئے پوری ہو سکے گی۔

جناب سیکرٹری! ہماری سہن نے بھی ابھی ذکر کیا اور بحث میں بھی یہ ذکر کیا گیا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین مزارعین کو دی جانے گی لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اداکارہ شہری کارم کے

جو مزاحین ہیں کیا وہ بھی اس میں شامل ہیں اور اگر نہیں تو کیا اوکاڑہ صوبے کا حصہ نہیں ہے؟ پیپرز اس بات کو بھی واضح کریں۔ وہاں پر فوج جو مظالم ڈھا رہی ہے انہیں بھی اس پیچ کے اندر شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! سمیٹہ کے حوالے سے میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ آگے موسم برسات آنے والا ہے اور سب جانتے ہیں کہ بارش سے کچے گھرنوٹ جاتے ہیں اور نکاسی آب کا سسٹم خراب ہو جاتا ہے تو میں آپ سے صرف یہ گزارش کروں گی کہ اس کے بارے میں بھی کچھ سوچ بچار کی جائے۔ بجٹ میں اس طرح کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ گندا پانی پینے کے پانی میں مل کر پھیلاؤ پیدا کرے گا اور اس طرح کی دیگر بیماریوں کا باعث بنتا ہے تو میں یہ کہوں گی کہ اس سلسلے میں کوئی کام کیا جائے۔ شکریہ

جناب ذہنی سپیکر، شکریہ۔ محترمہ حذرا بانو

محترمہ حذرا بانو، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے آپ کی توجہ بنیادی مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ موجودہ دور حکومت میں مسکن میں جس قدر اضافہ ہو رہا ہے اور ضروریات زندگی کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آٹا، چاول، تیل اور گوشت جو کہ روزمرہ استعمال کی چیزیں ہیں اگر ان کی قیمتوں میں کمی واقع ہوتی تو پھر یہ غریب اور عوام دوست بجٹ ہوتا۔ آٹا 16/17 روپے کو فروخت ہو رہا ہے وہ بھی کبھی کبھی نایاب ہو جاتا ہے۔ جو غریب روٹی سے سینہ بھرنا تھا وہ بھی اسے اب میسر نہیں ہے۔ گوشت کی قیمت بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ نایاب بھی ہو رہا ہے اور مختلف جگہوں پر مختلف ریٹ پانے جاتے ہیں۔ جو حکومت ان اشیاء کے ریٹ پر کنٹرول نہیں کر سکتی اس کی کارکردگی کیا ہو سکتی ہے؟ لاقانونیت کا دور دورہ ہے اور کسی کی جان محفوظ نہیں ہے۔ غریب کا یہ عالم ہے کہ کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں بوزے، بچے اور جوان بھیک مانگتے نظر نہ آئیں۔ وہ بچے جن کے ہاتھوں میں کتابیں اور بیگ ہونے چاہئیں وہ بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ حکومت مفت کتابوں کے دعوے کرتی ہے اگر وہ اس پر عمل درآمد کرے تو ایسے تمام بچے جو بھیک مانگتے نظر آتے ہیں وہ سکولوں کا رخ کریں۔

جناب سپیکر! بجٹ میں امداد و شہد بتانے اور اکٹھے کرنے سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اس کے لئے جذبہ حب الوطنی کچھ ہونا اور عمل کرنا ہی لازمی ہے۔ غربت اور بے روزگاری

سب سے اہم مسئلہ ہے جس پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ فوجی حکمرانوں نے غربت کے خاتمے کی بجائے غریب کے خاتمے کی ٹھن رکھی ہے جو کہ ایک لمحہ ٹکریہ ہے کیونکہ ہماری آبادی کا زیادہ حصہ غریب عوام کا ہے اور ان کے متعلق کچھ بھی سوچا جا رہا۔

علتیں کچھ و قس زیر و زبر بھی ہوگی
میرا اہل ہے اک روز سر بھی ہوگی
ٹکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ زاہدہ سرفراز صاحبہ

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر، ٹکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ میں بحث پر بات کروں۔ بحث سازی محض فیشن نہیں اور نہ ہی سالانہ مشن ہے۔ یہ صوبے کے مسائل کی درست نشاندہی، ان کا حل اور وسائل کی فراہمی کے لئے مالی حکمت عملی وضع کرنے کا سنجیدہ مرحلہ ہے۔ اس میں ہمیں کسی قسم کی غیر سنجیدگی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ بحث سازی میں اپوزیشن کو ہمیشہ غیر جانبدارانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ میرا یہ نقطہ نظر ہے کہ بحث سازی پر بحث کرنے کے لئے غیر جانبدارانہ رویہ اراکین اسمبلی کی ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے ہم سب کو اپنے حلقوں کی ضروریات، قومی اور صوبائی ضروریات کا ادراک ہونا چاہیے۔ بحث سازی پر غیر جانبدارانہ بحث ہم سب کے لئے مفید ہے۔ اسی سے ماحول بہتر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، صبح کے وقت رانا منا، اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں کچھ ایسی باتیں کیں کہ جن کا میں جواب دینا چاہ رہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا اس بحث سے عوام کو روٹی سستی ملے گی؟ اس بحث سے عوام کو سستی دو انیاں ملیں گی؟ اس بحث سے انصاف مہیا کیا جائے گا؟ میں ان سے پوچھتی ہوں کہ ان کے دو بیڑوں کے دو دو در حکومت گزرے کیا ان کے دو در میں روٹی سستی ہو گئی تھی؟ کیا دو انیاں سستی ہو گئی تھیں؟ کیا تھانوں میں انصاف مہیا ہوتا تھا؟ اس کا جواب ”نہیں“ میں ہے کیونکہ ان کو رائیونڈ کے محلات بنانے سے فرصت نہیں تھی۔ ان کو سوئزر لینڈ کے بنکوں میں رقمیں جمع کرانے سے فرصت نہیں تھی۔

جناب سپیکر! میں فر محسوس کرتی ہوں کہ جب سے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے اقتدار سنبھالا ہے، جب سے "ق" لیگ کی قیادت نے اقتدار سنبھالا ہے دونوں ہی ملک کی تعمیر و ترقی میں گٹھے ہونے ہیں۔ دونوں نے اپنی ذاتی تعمیر و ترقی کو اہمیت نہیں دی۔

جناب سپیکر! رانا محمدا اللہ صاحب نے صبح اپنی تقریر میں انڈیا کے منجانب کی محال دی تھی۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ زرعی اصلاحات کے حوالے سے انہیں انڈیا کا منجانب تو نظر آیا کیا ان کی دیگر اہمی باتیں انہیں نظر نہیں آئیں؟ میں انہیں پچھلے مہینے کی ایک محال دینا چاہوں گی کہ پچھلے مہینے ان کے انتخابات ہونے۔ واجپائی کو صبح گیدہ بچے نظر آیا کہ میں ہار رہا ہوں، دو بجے اس نے اعلان کر دیا کہ میں ہار گیا ہوں، شام کو اس نے صدر کو استعفیٰ پیش کر دیا اور کہا کہ اپوزیشن میں بیٹھوں گا۔ وہ صرف 28 سیٹوں کے فرق سے ہار گیا، وہ دونوں کو حاصل کرنے کے لئے غیر آئینی راستہ بھی اختیار کر سکتا تھا لیکن اس نے کوئی راستہ اختیار نہیں کیا اور فاسوشی سے اپوزیشن میں بیٹھ گیا۔ انہیں ڈیڑھ سال ہو گیا ہے اور یہ اپنے آپ کو اپوزیشن تصور نہیں کرتے۔ ان کو یہ سینیٹیں چھو رہی ہیں۔ انڈیا نے ایک جمہوری انداز اختیار کر کے ان کے مندر جمہوری انداز کی محال دے ماری اور انہیں بتایا کہ جمہوریت کا راستہ اس طرح سے کھولا جاتا ہے۔ انہوں نے جو جمہوری انداز اختیار کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر تعلیم تھی ان کے ذہن تعلیم یافتہ تھے۔ ہماری ان ساری سینیٹوں پر یہ بڑی بڑی ذگریوں والے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ذہنی طور پر تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ یہ ذہنی طور پر غلام ہیں۔ ان کے لیڈر باہر کے حکوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں اقتدار کی ہوس ختم نہیں ہو رہی اور یہ ان کی غلامی کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم تو ہڈا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کر رہے ہیں کہ ہمارا ملک جمہوری دور میں داخل ہو چکا ہے۔ ہمارے دور میں جمہوری نظام چل رہا ہے۔ انہیں بھی شکر ادا کرنا چاہیے۔ انہیں ملک کے مفاد سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ تاملیاں بجانے، ذبیک پینے اور واگ آؤٹ کرنے پر گٹھے ہونے ہیں۔ یہ تاریخ مرتب کر رہے ہیں، مورخ ان کی سب باتیں کھٹکتا جا رہا ہے۔ یہ آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کا نشان بن گئے ہیں اور آنے والی نسلیں ان سے عبرت حاصل کریں گی۔

جناب سیکرٹری! اب میں بجٹ کی طرف آتی ہوں اللہ کے فضل سے یہ بجٹ عوام دوست بجٹ ہے، یہ ٹیکس فری بجٹ ہے، یہ عوام کی امنگوں کا ترجمان ہے۔ حکومت پنجاب نے پانچ مرے کے مکانوں پر پراپرٹی ٹیکس کا عائد کر کے ایک ایسا کام کیا ہے کہ جس کی جتنی بھی تعریف کی جانے کم ہے۔ اس سے تین لاکھ گھروں کو پراپرٹی ٹیکس سے بھونٹ مل جانے گی۔ بلاشبہ حکومت پاکستان کو اس ٹیکس کی بھونٹ سے 280 ملین آمدنی کی کمی ہوگی مگر حکومت پنجاب نے نہایت جرأت کا مظاہرہ کیا ہے اور یہ اقدام کیا ہے۔ میں اس کے لئے حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سیکرٹری! اس سے بڑھ کر حکومت پنجاب نے دیہی علاقوں میں غریب عوام کو پانچ مرے کے پلانوں کی مفت تقسیم کر کے ایک ایسا کام کیا ہے جس کے لئے اسے جتنا بھی خرچ تحسین پیش کیا جانے کم ہے مگر اس سلسلے میں میں ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ جہاں تک ممکن ہو شہروں میں بھی پانچ مرے کے مفت پلانوں کی سکیمیں جاری کر کے شہر کے غریبوں کو بھی یہ سہولت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، یہ دوبارہ کہیں یہ پوائنٹ بڑا اہم ہے۔ آپ آرام آرام سے بولیں تاکہ ہمیں بھی سمجھ آئے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سیکرٹری! پانچ مرے کے مکانوں پر ٹیکس کی بھونٹ کے علاوہ حکومت پنجاب نے دیہی علاقوں میں غریب عوام کو پانچ مرے کے پلانوں کی مفت تقسیم کا جو اقدام کیا ہے یہ بہت بڑا تاریخ ساز فیصلہ ہے۔ یہ حکومت پنجاب کا دیہی عوام کے ساتھ محبت کا منہ بولنا سوت ہے مگر اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ شہروں میں بھی ان سکیموں کو شروع کیا جائے۔ اگر ممکن ہو سکے تو شہروں میں بھی پانچ مرے کے پلانوں کو غریبوں کے لئے مفت جاری کیا جائے تاکہ شہر کے غریب عوام کو بھی یہ ریٹیف مل سکے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، وزیر ہاؤسنگ اور وزیر خزانہ اس کو نوٹ کر لیں۔ یہ غریبوں کے لئے بڑی اہم چیز بن رہی ہیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! نجی شعبے کے تعاون سے اس بجٹ میں دس لاکھ عوام کو روزگار مہیا کرنے کا جو اعلان کیا گیا ہے اس سے بے روزگاری کا فائدہ ہو گا۔ لوگوں کو روزگار مہیا ہو گا، بے روزگاری اور غربت کا تو فائدہ ہو گا اس کے ساتھ ساتھ معاشی سرگرمیاں بھی تیز تر ہوں گی۔ اس اقدام کے اعلان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب معاشی، سماجی اور امن و امان کے مسئلے کا مکمل ادراک رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ وہ جرات مندانہ اقدام ہیں کہ جن کے لئے جتنی بھی حکومت پنجاب کی تعریف کی جاسکے گی۔ اسی لئے انہوں نے دس لاکھ عوام کو روزگار مہیا کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس اقدام کو جرات مندانہ اس لئے کہا ہے کہ یہ ایک ایسا قدم ہے کہ اتنے ہی روزگار صوبے میں مہیا کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے جتنا کہ وفاق میں کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! اب آپ wind up کر لیں کافی ٹائم آپ کو مل گیا ہے۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو عواتین کے لئے اس بجٹ میں فنڈز مختص کئے گئے ہیں میں سوچتی ہوں کہ وہ بہت کم ہیں۔ اکیس فیصد آبادی کے لئے اونٹ کے مزے میں زیرے کے مترادف ہے۔ عواتین کے فنڈز بڑھانے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! بیٹا اب آپ wind up کریں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز، جناب سپیکر! ہمارا یہ بجٹ صوبے کے معروضی حالات اور دستیاب وسائل کو مد نظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے۔ اس سے بلاشبہ سیاسی، سماجی، معاشی اور زرعی و صنعتی زندگی میں ایک خوشگوار اثر پیدا ہو گا۔ پاکستان زندہ بلا۔ پاکستان پائندہ بلا۔

محترمہ فرزانہ راجہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you Bibi. Before I give the floor to Mohtma Farzana Raja. Next speaker is Ch. Talib and after this Khizar Hayat Sahib. Mohtma Farzana Raja is on point of order.

محترمہ فرزانہ راجہ، شکر ہے۔ جناب سپیکر! مجھے تو حیرت ہو رہی ہے کہ میری بہن استاٹس اور اوپلا اور

بج و پکار کر رہی تھیں کہ ہمیں تصویر نظر آرہی تھی، آواز نہیں آرہی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ وہ جموں کو سچ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہیں لیکن انہوں نے ابھی اپنی تقریر میں کہا اور وہ واجپائی صاحب سے بہت متاثر نظر آئیں۔ اسی لئے میں مثال دوں گی ورنہ میں یہاں انڈیا کی مثال نہیں دینا چاہتی تھی۔ اگر واجپائی صاحب چاہتے تو |*****|

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس کو حذف کیا جائے۔

محترمہ فرزانہ راجہ، لیکن انہوں نے ثابت کیا کہ وہ ایک جمہوری ملک ہے اور وہ جمہوریت کو قائم و دائم رکھنا چاہتے ہیں۔ |*****|

محترمہ فرزانہ نذیر، جناب سپیکر! ان کے الفاظ حذف کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ! وہ میں نے حذف کر دیئے ہیں وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی، طالب سندھو صاحب!

جناب طالب حسین چودھری، شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ 2004-05 پنجاب حکومت نے چودھری پرویز الہی کی قیادت میں ایک ویرن کے ساتھ پیش کیا ہے اور وہ ویرن جاگتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا ہے، خواب میں نہیں دیکھا۔ جہاں ہماری نظر رک جاتی ہے وہاں سے اس عوامی لیڈر کی نظر شروع ہوتی ہے۔ آنے والا کل، آنے والے پنجاب کی خوشحالی کا پیغام، آنے والا وقت بڑھے لکھے پنجاب کا خواب انشاء اللہ ایسے ہی لیڈر پورا کرتے ہیں۔ اس ویرن کو انہوں نے اپنے ساتھیوں کے سامنے پیش کیا ہے اور ہم اس ویرن کی حقیقت کو چودھری پرویز الہی کی نظر سے ہی دیکھیں گے اور ان محکموں کو جن سے پنجاب حکومت کی پروڈکشن اور جی ڈی پی میں اضافہ ہو گا ان پر لگے ہونے ترقیاتی فنڈ جو چودھری پرویز الہی نے پچھلے سال کے مطالبے میں 37 فیصد زیادہ کئے ہیں اور ان کی یہ کامیابی ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کو خوشحال بنائیں۔ پنجاب کی خوشحالی کسانوں کی خوشحالی سے ہے، مزدوروں کی خوشحالی سے ہے، غریب لوگوں کی خوشحالی سے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

* محکمہ جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! زراعت کو پنجاب میں بڑی اہمیت حاصل ہے اور ہمارے ملک میں یہ ریڑھ کی بڑی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی اہمیت کو صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کے سامنے اجاگر کر کے مرکز کو بھی اس سمت میں لایا گیا ہے کہ وہ اس شعبے کو ترقی دیں جس میں 70 فیصد سے زیادہ لوگ غربت میں ہیں اور یہ سارے لوگ خوشحالی کی طرف بڑھیں گے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ صنعتی ادارہ جو لاہور کے قریب سندھ روڈ پر سال انڈسٹری کی شکل میں قائم کیا جا رہا ہے اس سے ان بے روزگار نوجوانوں کو روزگار میسر آنے کا اور ہمارے investors کو حوصلہ ملے گا اور پنجاب میں investment کا وہ ماحول پیدا ہو جائے گا جس سے ہمیں اپنے ویرن کے مفاد حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ جنگلات جو ہمارے دیہاتوں میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں اور ہمارے ساہا سال پرانے درخت شیشم جس کو بیماری نے آگھیرا ہے اور ہمارے لیکر جو بالکل سوکھ گئے ہیں ان کے لئے بھی پنجاب حکومت نے کافی فنڈ رکھا ہے کہ اس بیماری سے ان درختوں کو بچایا جائے کیونکہ یہ ہمارے کھیر اور ہماری اکاٹومی کا حصہ ہیں۔ ہم مزید درخت لگا کر اپنے پنجاب کو سرسبز و شاداب کریں گے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! لائوسٹاک بھی ہمارا ایک بہت اہم شعبہ ہے جس کے ذریعے ہم دیہات میں ایک گائے اور ایک بھینس سے وہ روزگار دے سکتے ہیں جو کہ شہر میں ہم ایک نوکری سے دیتے ہیں۔ اس سے ترقی کے بے شمار امکانات ہیں۔ ہماری یہ قومی دولت ہیں جن کا تحفظ کرنا پنجاب حکومت اپنی اولین ترجیح سمجھتی ہے۔ اس میں جو ایک ارب کا فنڈ رکھا ہے اس سے بھی زیادہ رکھنا چاہیے۔ تقریباً 70 فیصد سے زیادہ لوگ اسی روزگار پر لگے ہونے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ وہ فارمولا devise کر دیں کہ ایک گائے اور بھینس کے ساتھ وہ کونسا روزگار ہے جو دیہات میں دیا جا سکتا ہے جو شہر میں ہے۔

جناب طالب حسین چودھری، جناب سپیکر! میں انہیں نارمولا دے سکتا ہوں۔ جب آسٹریلیا کے کانے 36 لٹر دودھ دیتی ہے، آپ وہ کانے ہمیں دیں ہم آپ سے نوکری نہیں مانگیں گے۔ 36 لٹر والی کانے ہمیں دیں، اس نسل کی حوصلہ افزائی کریں، وہ سوت دیں۔ ہمیں ایک کانے اور ایک بھینس دیں، نوکری نہ دیں۔ آپ کہتے ہیں کہ نارمولا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کم سے کم وہ کانے کتنا دودھ دے گی؟

جناب طالب حسین چودھری، اس دفعہ ضلع لاہور میں کم از کم 27 لٹر دودھ بھینس کا ہوا تھا اور کانے نے 36 لٹر دودھ دیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، standard کانے ہوتا کہ اگر اسے نوکری نہ ملے تو اس کا گزارہ ہو سکے۔

جناب طالب حسین چودھری، جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس ویرن کو حقیقت مل رہی ہے۔ ہاؤسنگ سکیموں کو پنجاب حکومت نے ترقی دی، ان کے لئے اسٹامپ ڈیوٹی میں پانچ فیصد سے دو فیصد رعایت کر دی۔ وہ پرائیویٹ developer جو لوگوں کے لئے کھلے عام روزگار مہیا کر رہے ہیں اور کاروباری activities بڑھ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، wind up کریں۔

جناب طالب حسین چودھری، جناب سپیکر! یہ بات سمنا ضروری ہے کہ ایک نسل پاکستان بنا کر اب پیچھے ہٹ رہی ہے اور دوسری نسل آگئی ہے۔ ایک نسل نے پاکستان بنایا ہے دوسری نسل تعمیر پاکستان کرے گی اور یہ بنیئر میڈر شپ کے نہیں ہو سکتا۔ اس وقت ہمارے پاس قائد ایوان ایک امید کی کرن ہیں جنہوں نے آنے والا کل ہمیں دکھایا ہے۔ اس امید سے ہماری آنکھیں ہمک رہی ہیں کہ ہمارا آنے والا کل ایک پڑھا لکھا پنجاب اور خوشحال پنجاب ہو گا اور ایسے ہی لیڈر کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اجلاس کا وقت مزید آدمہ کھننے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ اگلے مقرر چودھری ناصر ایس ورک صاحب ہیں۔۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر لائیو سٹاک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر لائیو سٹاک، جناب سپیکر! جیسا کہ میرے محترم ممبر صاحب نے کہا ہے۔ میں یہاں پر ایک چیز بتانا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں ہم نے پورے پنجاب میں جگہ point out کر لی ہے وہاں پر ابھی شروع ہو رہا ہے اور پھر انشاء اللہ اس کو extend کر کے ہر ضلع میں یہ پراجیکٹ شروع ہو جائے گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ذہنی سپیکر، اگلے مقرر سید نذر محمود شاہ صاحب ہیں۔۔۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ فائزہ مسعود صاحبہ۔۔۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ حاجی اعجاز صاحب۔۔۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ۔۔۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔ کوئی اور معزز ممبر تقریر کرنا چاہتا ہے؟ آوازیں، نو، نو۔

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، ایوانٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، محترمہ! آپ تقریر کرنا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، جناب سپیکر! میں صرف اپنے اپوزیشن کے معزز ممبران کو ایک چیز بتانا چاہتی ہوں کہ جو چیز یہاں پر سب نے miss کر دی ہے اور بتایا نہیں ہے وہ میں بتانا چاہتی ہوں۔

جناب ذہنی سپیکر، جی، فرمائیں!

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے صحت، جناب سپیکر! ہم نے نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن کے لئے تین کروڑ روپے کا علیحدہ فنڈ دیا ہے۔ نظریہ فاؤنڈیشن کے تحت جو نظریہ پاکستان ہے ہر سکول میں ہم نیچرز کو بھجوا رہے ہیں اس میں ہمارا مسلم لیگ ڈاکٹر ونگ اور نیچرز ونگ بھی شامل ہے۔ وہ بھی ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کے کہنے پر ہی ہوا ہے اور مسلم لیگ (ق) نظریہ پاکستان کو بھی فروغ دے رہی ہے جس کی روح سے اور جہاں سے ہم نکلے ہیں، جہاں سے پیدا ہونے ہیں اس وطن کی بقاء کے لئے ہم آنے والی قوم کو تیار کر رہے ہیں اور انہیں بتا رہے ہیں کہ پاکستان کیسے بنایا گیا تھا اور یہ کیسے وجود میں آیا ہے۔ یہ سب سے زیادہ ضروری بات تھی جو کہ ہمارے

وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہی کی ہے یہ آج تک کسی نے مشورہ پیش نہیں کیا تھا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، بیگم نسیم لودھی صاحبہ نے تقریر کر لی ہے۔ یہ میرے پاس ان کا نام ہے۔

نسیم لودھی صاحبہ کیا آپ آج تقریر کرنا چاہیں گی؟

محترمہ نسیم لودھی، نہیں، جناب سپیکر! میں اس وقت تقریر نہیں کرنا چاہتی۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد، شکریہ جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ نے نظریہ پاکستان کی بات کی اور انہوں نے یہ

کہا کہ نظریہ پاکستان کاؤنڈیشن پر وزیر اعلیٰ پنجاب محنت کر رہے ہیں اور یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ نظریہ

پاکستان کا کیا مطلب تھا اور کیسے بنا تھا؟ میں بھی اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ

دیکھیں کہ ہمارے پاکستان میں پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا وہ اس بات کا گواہ ہے کہ انہی کے

دور حکومت میں نظریہ پاکستان کی دھجیاں بکھیری گئیں اور انہی کے دور حکومت میں یہ کہا گیا کہ

"سب سے پہلے پاکستان" یہ نعرہ موجودہ regime نے لگایا اور وہ جو نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، افغانستان کے اندر انہی کے regime نے افغانیوں کا خون بیچ کر بیرونی قرضے

لینے کی کوشش کی اور پاکستان کے نظریہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور اب آپ ملاحظہ فرمائیں

کہ پروں انہی کے چیف ایگزیکٹو کا بیان آیا کہ جنرل مشرف صاحب اگر دسمبر 2004 میں وردی نہیں

اتاریں گے تو اس میں بھی ملک کی کوئی بہتری ہو گی۔ آپ ان کی سوچوں کا اندازہ لگائیں، ان کی

سوچوں کے محور کا اندازہ لگائیں کہ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو یا big boss کو غموش کرنے کے لئے ایسی

ایسی باتیں on the floor of the House کر جاتی ہیں جس کا آج کی اس حقیقت کے ساتھ اور

نظریہ پاکستان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، پارلیمانی سیکرٹری صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سیکرٹری! میرے بھائی جو بات کر رہے ہیں یہ بتائیں کہ اس ایوان میں کون ہے کہ جس کے پاس تین گولڈ میڈل ہیں؟ یہ میں ہی ہوں، میرے والد، میرے دادا اور میرے چچا، ہم سے زیادہ کون ہو سکتا ہے اور خود چودھری پرویز امین کے چچا ظہور امین جنہوں نے سموریت کی شمع جلائی۔ ان کی طرح نہیں ہیں یہ نظریہ پاکستان کی بات کرتے ہیں انہوں نے تو کبھی وہاں پر جا کر ہی نہیں دیکھا۔ یہ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ نظریہ پاکستان کے چیئرمین کون ہیں؟ انہوں نے تو صرف یہ تنقید ہی سیکھی ہے اور ان کو تنقید کے علاوہ تو کچھ آتا ہی نہیں ہے۔ چاہے کوئی جنرل ہو یا کوئی بھی ہو مگر جو محب وطن ہے، جو وطن کا دفاع کر سکتا ہے اور جو وطن کو مشکل اور آڑے وقت سے نکال سکتا ہے ہمیں تو صرف اسی کی ضرورت ہے ہمیں ان کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: House is adjourned till tomorrow at 10 a m

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 22 - جون 2004

سرکاری کارروائی

میزانیہ بات سال 2004-05 پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

منگل، 22 جون 2004

(یوم الثلثہ، 3 جمادی الاول 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی جمیبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 30

منٹ پر زیر صدارت جناب سیکر چودھری محمد افضل سہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفَيْطَنِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقَدُّوسِ الْعَزِيزِ
الْحَكِيمِ ۝ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَنفَىٰ صَالِحٍ
مِّمَّيْنِ ۝ وَالْآخِرِينَ مِّنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

سورۃ الجمعہ آیات، 4۳۱

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح کرتی ہے جو بلاخدا حقیقی پاک ذات زبردست
حکمت والا ہے ۝ وہی تو ہے جس نے ان بڑھوں میں انہی میں سے (محمد کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے
اُس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ
صریح گمراہی میں تھے ۝ اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان (مسلمانوں) سے نہیں
ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے ۝ یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے مصلحت کرتا ہے۔ اور خدا بڑے فضل کا مالک

و ما علینا الالبلاغ ۝

ہے ۝

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی، ڈاکٹر وسیم صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! ایوان کے اکثر ممبران کی یہاں پر آمد گاڑیوں پر ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ ان کے ڈرائیور بھی ہوتے ہیں۔ باہر گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں اور ڈرائیور ان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہاں نہ سائے کا خاطر خواہ انتظام ہے اور نہ ہی اس شدید گرمی میں ان کے لئے پینے کے ٹھنڈے پانی کا بندوبست ہے۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ وہ بھی ہمارے بجائی ہیں ان کے لئے اسمبلی کی طرف سے کوئی سسٹم ایسا بنایا جائے کہ جس سے ان کے لئے آسانی پیدا ہو سکے۔

تحریک استحقاق

جناب سپیکر، جی، حکمیر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 42 ہے۔ وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، منسٹر سی اینڈ ڈپٹی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج ایک ذاتی کام کی وجہ سے لاہ منسٹر صاحب یہاں پر تشریف نہیں رکھتے۔ وہ آج نہیں آئیں گے تو اگر یہ تحریک استحقاق ان سے متعلق چلے سے ہے تو اس کو آپ ان کے آنے تک ملتوی کر دیں۔ جناب سپیکر، جی، دیکھ لیتے ہیں۔ پہلے ان کو پیش تو کر لینے دیں۔ ان کو پڑھنے دیں۔

بہاولپور اینڈ پورٹ پر انتظامیہ کی عوامی نمائندگان سے بدسلوکی

ڈاکٹر سید وسیم اختر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دغل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 11-جون 2004 بروز جمعہ کو قائد ایوان پنجاب اسمبلی

جناب پرویز الہی صاحب بہاولپور دورے پر تشریف لائے۔ ضلع کے تمام ایم۔ این۔ ایز اور ایم۔ پی۔ ایز کو ایئرپورٹ پر وزیر اعلیٰ پنجاب کے استقبال پر مدعو کیا گیا تھا۔ ضلع ناظم، ایم۔ این۔ ایز اور ایم۔ پی۔ ایز ایئرپورٹ کے کبھی ایک دروازے کی طرف جاتے اور کبھی دوسرے دروازے کی طرف، مجھ سمیت کسی کو اندر داخل نہ ہونے دیا گیا اور موقع پر بہت تکرار ہوئی۔ سب پر حیرت اور غم و غصہ کی ٹی جلی کیفیت طاری تھی۔ اسی غم و غصہ میں ضلعی ناظم، سید تسنیم نواز گردیزی ایم۔ این۔ اے، علم یار وارن ایم۔ این۔ اے اور کچھ ایم۔ پی۔ اے احتجاجاً وزیر اعلیٰ کے استقبال کے بغیر واپس روانہ ہو گئے۔ جب ایئرپورٹ حکام نے وزیر اعلیٰ کو دروازے سے باہر نکالا تو اس صورتحال پر وزیر اعلیٰ سخت برہم ہونے اور مقامی انتظامیہ اور ایئرپورٹ حکام پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا۔ عوامی نائننگ کن کے ساتھ یہ سلوک سخت قابل گرفت ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! لاہ، منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ میرا ٹیلیٹ ہے کہ اسے پروں 25 تاریخ تک کے لئے pending کر دیں؛

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! اس میں کوئی لمبی چوڑی تحقیق والی بات تو نہیں ہے۔ جناب سپیکر، بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن اس کا جواب تو آنا ہے نا۔ میرا لاہ منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے۔ جب تک وہ ہاؤس میں نہیں آتے تو اسے اس وقت تک pending کر دیتے ہیں۔ 25 تاریخ تک کے لئے یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، ٹھیک ہے۔

میزانیہ بابت سال 2004-05 پر عام بحث

جناب سپیکر، اب ہم سالانہ بحث بابت سال 2004-05 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ آج بحث کا آغاز چودھری اصغر علی گجر صاحب کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر، شکرہ جناب سپیکر! شروع اللہ کے نام جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے۔ جو آنکھ تک سے کی ہوئی خیانتوں کا حساب لے گا۔ لاکھوں درود اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے ہمیں زندگی کا سلیقہ سکھایا۔

جناب سپیکر! بجٹ 2004-05 پر مجھ سے بیشتر بہت سی تقریریں اور باتیں ہو چکی ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ مختصر وقت میں کسی بات کو نہ دہراؤں۔ اس سے پہلے کہ بجٹ پر بات کروں یہ بات ضروری سمجھتا ہوں کہ بجٹ تیار کرنے سے پہلے یہ سوچنا لازم ہے کہ یہ بجٹ کس کے لئے تیار کیا جا رہا ہے؟ یہ منصوبہ بندی کس کے لئے ہو رہی ہے؟ یقیناً پنجاب کا بجٹ پنجاب کے عوام ہی کے لئے ہے۔ پنجاب کے افراد کے لئے ہے لیکن افسوس کہ حکومت نے بجٹ پیش کرتے ہوئے پنجاب کے افراد کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ جب تک کسی بجٹ کو تیار کرنے سے پہلے جس کے لئے وہ بجٹ تیار کیا جانے اس کا ذکر نہ آئے اس کی تعداد نہ آئے اس وقت تک کوئی آدمی بہتر اور احسن طریقے سے بجٹ تیار نہیں کر سکتا۔ آپ اسی ہال کی مثال لے لیں۔ اگر اس ہال کے اندر ممبران کے بیٹھنے کا انتظام کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے اس فرد کو جس نے انتظام کرنا ہے یہ معلوم ہی نہ ہو کہ اس ہال کے اندر کتنے افراد کا انتظام کرنا ہے؟ تو وہ کبھی اتنے بہتر طریقے سے نہ کریں گے کہ انتظام کر سکے گا اور نہ ہی لاؤڈ سپیکر کا انتظام کر سکے گا۔ جس شخص نے سرے سے یہ محسوس ہی نہ کیا ہو کہ وہ کن افراد کے لئے کتنے لوگوں کے لئے بجٹ بنا رہا ہے؟ جن کے لئے وہ بجٹ تیار کر رہا ہے ان کی آبادی کتنی ہے؟ اس صوبے میں رہنے والے کسی کسی طبقے سے تعلق رکھتے تو وہ کیسے درست بجٹ بنا سکے گا۔ جناب! یہاں اس پوری تقریر کے اندر ان کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ان افراد کی کوئی تعداد معلوم نہیں ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بجٹ جس شخص نے بھی تیار کیا، جن لوگوں نے تیار کیا وہ اس کے لئے قطعی سنجیدہ نہیں۔ انہوں نے یہ بجٹ پوری سنجیدگی سے تیار کیا ہی نہیں۔ اگر وہ اس کے لئے سنجیدہ نہیں تھے انہوں نے صوبے میں رہنے والے افراد کا تعین نہیں کیا تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ درست نہیں ہے۔ میں اب بھی کہوں گا کہ اس سبکی سے بچنے کے لئے اس بجٹ کو درست کر لیں۔ جب عوام انسان کو یہ بات معلوم ہو گی کہ انہوں نے یہ

بجٹ اپنے لوگوں کی تعداد معلوم کئے بغیر، صوبے کے معاملات کو جانچے بغیر پیش کر دیا ہے تو پھر ان کی سبکی ہو گی اور اس سبکی سے بچنے کے لئے میں یہ چاہوں گا کہ حکومت از سر نو اس بجٹ پر غور کرے۔ لوگوں کی تعداد معلوم کریں کہ صوبے میں کتنے لوگ ہیں؛ کن کے لئے بجٹ ہے؟ پھر وزراء کے مشورے سے، پورے ایوان کے مشورے سے اور اپوزیشن کی تجاویز سے اس بجٹ کو نئے سرے سے ترتیب دیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جو بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ تقریباً 180۔ ارب روپے کا ہے۔ تو میں یہ دعا ہی کر سکتا ہوں کہ خدا کرے یہ 180۔ ارب روپے پنجاب کی موام پر خرچ ہو جائیں کیونکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ جتنے پیسے رکھے گئے ہیں اتنے خرچ نہیں ہوں گے۔ اس میں سے بہت سارا پیسہ راستے ہی میں رہ جاتا ہے۔ ground پر جو پیسا آنے کا وہ بہت کم آنے کا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اگر حکومت پنجاب اس پورے کے پورے بجٹ کو ایک ایک پیسے کو پوری دیانت داری سے پنجاب کی سر زمین پر لگا دے تو میں کبھوں کا کہ یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے لیکن یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس بجٹ کا بیشتر حصہ تقریباً 68۔ ارب روپے کے قریب ضلعی حکومتوں کو دے دیا گیا ہے۔ مجھے معلوم ہے، میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ ضلعی حکومتیں جو بھی پیسا خرچ کرتی ہیں اس میں سے تقریباً 60 فیصد کمیشن یا ذاتی ضروریات پر خرچ ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے تو ان کے انجینئرز اس میں سے کمیشن لے لیتے ہیں، پھر ناظم صاحب اپنا حصہ لیتے ہیں اور 100 on ground میں سے 40 روپے لگتے ہیں۔ میں پنجاب حکومت سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 68۔ ارب روپے دینے کے بعد اب ان کے پاس کون سا طریقہ ہے کہ یہ اس پر چیک بھی رکھ سکیں؟ آیا واقعی 68۔ ارب روپے خرچ بھی ہونے ہیں یا نہیں؟ ان کے پاس ایسی کوئی اتھارٹی نہیں ہے۔ ان کے پاس کوئی ضابطہ نہیں ہے، ان کے پاس کوئی قانون نہیں ہے۔ یہ 68۔ ارب روپے دینے کے پابند ہیں۔ اسے چیک کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ تو پھر ایسے بجٹ کا کیا فائدہ؟ اربوں روپے دینے جا رہے ہیں لیکن یہ اس کو چیک نہیں کر سکتے، اس کا آڈٹ نہیں کر سکتے، اس بات کوئی معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بجٹ نہیں بلکہ ایک مذاق ہے۔ جس پر کوئی چیک یا احتساب نہیں ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے کا سارا پیسا ضائع ہو جائے گا۔ لہذا اس کا کوئی ادراک کرنا چاہیے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اگر یہ پیسا دیا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس کے آڈٹ کا بھی کوئی بندوبست ہونا چاہیے تاکہ اس 68 ارب روپے کی چیکنگ بھی کی جاسکے کہ واقعی یہ فرج ہونے لگا یا نہیں؟

جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں کوئی اور بات کروں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے کچھ نوازشات بھی صوبے پر کی گئی ہیں۔ سب سے زیادہ عوامی کی بات یہ ہے کہ ملازمین کی 15 فیصد تنخواہیں بڑھانی گئی ہیں لیکن تمام ملازمین کی تنخواہیں نہیں بڑھانی گئیں۔ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اس وقت جتنی بھرتیاں ہو رہی ہیں وہ 90 فیصد contract پر ہو رہی ہیں۔ صوبے کے اندر جتنے ملازم رکھے جا رہے ان میں سے 90 فیصد ملازمین contract پر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دو یا تین سال کے اندر جتنے ملازمین رکھے گئے ہیں ان کے لئے کسی مراعات کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب حکومت نے ملازمین کے لئے 15 فیصد امداد یا اضافہ کا اعلان کیا ہے، قوم کو خوشخبری سنانی ہے تو کیا وہ لوگ جو contract پر بھرتی ہونے لگے ہیں وہ اس قوم کے فرد نہیں ہیں؟ کیا وہ اس ملک کے شہری نہیں ہیں؟ کیا وہ اس صوبے کے رہنے والے نہیں ہیں؟ کیا وہ یہ نہیں سوچیں گے کہ ہمارے ساتھ ایک سو تالیں مل جیسا سلوک کیا گیا ہے؟ کیا وہ ان کے لئے تبصرے نہیں کریں گے؟ کیا وہ حکومت پنجاب کو کوسیں گے نہیں؟ یقیناً وہ جہاں بھی پٹنے ہوں گے تبصرے کرتے ہوں گے، نہ جانے کیا کیا باتیں ان کے متعلق کرتے ہوں گے؟ ایک ہی حکومت، ایک ہی شہر کے رہنے والوں، ایک ہی سکول میں پڑھانے والوں میں ایک کی تنخواہ تو بڑھانی جا رہی ہے جبکہ دوسرے کی تنخواہ کا ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ اتنی بڑی تفریق نہیں ہونی چاہیے۔ میں حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اس تضاد کو ختم کریں۔ اپنی wind up تقریر میں اس بات کا اعلان کریں کہ یہ رعایت تمام ملازمین کو دی گئی ہے جس میں contract کے سارے ملازمین بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد ایک اور رعایت کا اعلان کیا گیا ہے کہ پانچ مرلے پر تعمیر شدہ مکانات پر ٹیکس نہیں لیا جائے گا۔ بڑی اہم بات ہے۔ غریبوں کی مدد ہونی چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک پیچ شامل کر دی ہے کہ Category-D to G کے مکانات سے ٹیکس وصول نہیں کیا جانے کا یعنی ایک حق دے کر پھر چھین لیا گیا ہے۔ اب یہ گریڈ چھانا شروع ہو جائیں گے کہ A کون سا ہے 'B/C کونسا ہے۔ پورے صوبے کے اندر نہ کہیں ڈی ملے گا نہ جی ملے گا۔ جتنے مکانات ہیں وہ کوئی اسے ہو گا اور کوئی بی یا سی category میں آئے گا۔ یعنی انہوں نے ایک قسم کا دھوکہ دیا ہے۔ جان بوجہ کہ عوام کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ ایک بات کہہ دی 'ایک رعایت دے دی کہ ہم یہ ٹیکس نہیں لیں گے اور اس کے بعد اس کے ساتھ ایک پیچ لگا دی گئی کہ جو مکانات Category - D to G کے علاوہ ہوں گے ان پر یہ رعایت لاگو نہیں ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک نافرمانی ہے 'یہ عوام کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ لہذا میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے کوئی رعایت دینی ہے تو پانچ مرلے کے سارے مکانات پر دیں۔ چاہے وہ جس جگہ بھی بنا ہو جس نے بھی پانچ مرلے میں گھر بنایا ہو گا وہ غریب آدمی ہی ہو سکتا ہے۔ کوئی امیر آدمی نہیں ہو سکتا۔ ہر آدمی اپنے معیار کو بڑھانا چاہتا ہے جس نے پانچ مرلے میں گھر بنایا ہے یقیناً وہ غریب آدمی ہی ہے۔ پنجاب کے اندر جتنے بھی پانچ مرلے کے مکانات ہیں سب کو یہ پھوٹ ملنی چاہیے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے ایک نیا اعلان کیا ہے۔ یقیناً یہ اعلان تو نیا ہی ہے اس سے پہلے نہیں ہوا۔ یہ کہ عورتوں کی خلع و بہبود پر 20 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عورتیں اس صوبے کی آبادی کا نصف حصہ ہیں۔ عورتوں کی بہت بڑی آبادی ہے اور ان کی بہبود ترقی اور بہتری کے لئے اگر انہوں نے کوئی ادارہ قائم کیا ہے تو اس کے لئے 20 کروڑ روپے کم ترین رقم ہے۔ اس لئے کہ آبادی کا بہت بڑا حصہ عورتوں پر مشتمل ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عورتوں کی خلع و بہبود یوری قوم کی خلع و بہبود ہے۔ کسی نے کہا تھا کہ "کوئی شخص مجھے اہمیت مل دے تو میں اس کو اہمیت قوم دوں گا" تو اگر آپ کی ہمنوں بینوں اور ماؤں کی تربیت نہ ہو سکی ان کی تربیت کے لئے ادارے قائم نہ کئے

گئے، ان کے ذہن کی نشوونما نہ ہو سکی، قوم کے اندر ان کی اطمینان ابھی نہ ہو گی تو یقیناً یہ قوم بھی کسی طرح سے ابھی نہیں ہو سکتی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عورتوں کی ترقی اور اصلاح لازم ہے۔

وزیر خوراک، آپ اس حوالے سے پہلے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لیں۔ ان کی مرضی معلوم کر لیں۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر : آرڈر پلزز۔ No cross talk please.

چودھری اصف علی گجر۔ میں مشورہ کر کے ہی بات کر رہا ہوں، میں یہ سچی بات کر رہا ہوں کہ ماں کی گود سب سے بڑی تربیت گاہ ہوتی ہے۔ آپ سوچ لیں، جو اگلے تلے بول رہے ہیں وہ یہ بات سوچ لیں کہ ان کی گود کیسی ہو گی؟ گود اسی کی ہی ابھی ہو گی جو بہترین صلاحیت رکھنے والے لوگ ہیں۔ جو بہترین ممبر رکھنے والے لوگ ہیں۔ جو اپنے اندر ملک، قوم، دین، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کا شعور رکھتے ہیں۔ یقیناً ان لوگوں کی گود بھی سلام کے قابل ہے اور بہترین گود ہو گی۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس گود کو سہارا دینے کے لئے، اس گود کی ترقی کے لئے، اس گود کے تحفظ کے لئے جتنی زیادہ رقم ہو سکے وہ رکھنی چاہیے یہ ان کا حق بنتا ہے اور یہ پوری قوم کی کلاخ و بہبود کے لئے بہترین قدم ہو گا۔

جناب سپیکر، زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور تقریباً 70 سے 80 فی صد لوگ زراعت سے وابستہ ہیں۔ یعنی ان کا جو raw material ہے ان کے جو اخراجات ہیں، ان کا جو روزگار ہے وہ تمام کا تمام زراعت سے وابستہ ہے لیکن انھوں نے زراعت کے لئے تقریباً دو اڑھائی ارب روپیہ رکھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اتنے بڑے صوبے کی سب سے زیادہ آبادی کا انحصار زراعت پر ہے لیکن اس کے لئے خاطر خواہ پیسے نہیں رکھے گئے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں زراعت پر بات کر رہا ہوں لیکن یہاں پر وزیر زراعت موجود نہیں ہیں۔ اگر انھوں نے اس کے لئے اتنی غیر سنجیدگی سے پیسے رکھنے ہیں تو یقیناً یہی حشر ہو گا جو آج گندم کا ہو رہا ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ اگر گندم کے معاملے میں حکومت ناکام ہو گئی ہے اور اس کے ٹارگٹ کو achieve نہیں کر سکتی تو وزیر زراعت کو اطلاع طور پر مستثنیٰ ہو جانا چاہیے تھا کہ وہ اپنے ٹارگٹ

achieve نہیں کر سکے۔ میں ان کی غیر موجودگی میں یہ بات کر رہا ہوں کہ سزا تو ملنی چاہیے تھی وزیر زراعت کو، لیکن در بدر پھر رہے ہیں فوڈ منسٹر۔ انھوں نے ہٹواریوں کو ساتھ لیا ہے اور لوگوں کے گھروں کے اندر بیٹھیں اٹھا اٹھا کر گندم کو تلاش کیا جا رہا ہے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سٹیپیکر، جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سٹیپیکر! میں تو در بدر کہیں نہیں پھر رہا۔ میرے بھائی کو ویسے ہی تنگ پڑ گیا ہے۔ میں کم از کم ان کے در پر آج تک نہیں گیا۔ چتا نہیں یہ کس در بدر کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سٹیپیکر، شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، جناب سٹیپیکر! چودھری صاحب کے نولس میں ہو گا کہ گندم کا ہارگٹ پورا نہ ہونے کی وجہ سے ضلوں کے اندر ہٹواریوں تک لوگوں کے گھروں میں جا رہے ہیں اور بڑے بڑے زمینداروں کے پاس جا رہے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی کالتو گندم پڑی ہے تو وہ آ کر ڈپو پر جمع کر انیں۔ یہ بات تو ہے۔ یہ بات تو ہو رہی ہے۔ تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کی سزا وزیر خوراک کو تو نہیں ملنی چاہیے تھی بلکہ وزیر زراعت کو آگے لگانا چاہیے تھا کہ آپ نے گندم پوری نہیں کی چلو اب پوری کر کے دو۔ آج وزیر زراعت نہیں ہیں۔ کل رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ کسانوں کو سبزی دینی چاہیے جس کے جواب میں انھوں نے اٹھ کر ایک بات کی تھی کہ ہم سبزی اس لئے نہیں دے رہے کہ WTO کا مقابلہ کرنے کے لئے کسانوں کو تیار کر رہے ہیں؛ اندازہ کرو کہ حکومت کا ایک ذمہ دار وزیر کیسی بات کر رہا ہے کہ ہم کسانوں کو مراعات اس لئے نہیں دے رہے اور ان پر بوجھ اس لئے ڈال رہے ہیں کہ وہ اپنے پافوں پر کھڑا ہو جائیں۔ افسوس کہ اس وقت وہ یہاں موجود نہیں اگر میں یہی بات کہوں کہ لودھی صاحب کا وزن کم کرنے کے لئے میں اڑھائی من کی بوری ان کے کندھوں پر رکھ دوں اور لوگ مجھے پوچھیں تو میں کہوں کہ ان کا وزن کم کرنے کے لئے ان کو یہ ورزش کروا رہا ہوں۔ یہ کیسی بات ہو گی؟ یہ بڑی بھری بات ہے۔ تو اس لئے ذمہ دار آدمی کو پوری ذمہ داری سے جواب دینا

پاسیے۔ پورے بجٹ کے اندر زراعت کے لئے قطعاً کسی رعایت کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ جنرل مشرف نے اپنی تقریر کے اندر ڈی اے پی کھلا کی قیمت ایک سو روپیہ کم کرنے کا اعلان کیا تھا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ دیکھو! ہمارے نڈروں کا حال کیا ہے؟ جو نڈر اس قوم کے محافظ ہیں جن نڈروں نے اس قوم کا تحفظ کرنا ہے وہ بھوت بولتے ہیں۔ اس قوم کو دھوکا دیتے ہیں۔ جب گندم کی بیجانی کا وقت تھا تو اس وقت ڈی اے پی کی بوری کی قیمت 835/- روپے تھی اور بوری 835/- روپے سے لے کر 1000/- روپے تک چلی گئی اور بعد میں بادشاہ اٹھے اور ایک سو روپیہ فی بوری کم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس سے بڑا دھوکا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ازحالیٰ سو روپے قیمت بڑھا کر ایک سو روپیہ کم کر دی؟ یہ لوگوں کو دھوکا نہیں دیا جا رہا تو کیا ہے؟ اگر آپ نے ایسا ہی کرنا ہے تو پھر یقیناً آپ کنگول لے کر پاکستان کے دشمن نمبر ون بھارت جیسے ملک سے گندم لیں گے۔ تو پھر ہماری غیرت مرنے لگی کہ ہم اپنے گھر سے کوئی چیز پیدا نہیں کریں گے تو گندم بھارت سے لیں گے۔ بھارت کی آبادی ایک ارب کی آبادی ہے اور اس ایک ارب کی آبادی کو اس کا صوبہ پنجاب گندم مہیا کر رہا ہے اور پھر باہر بھی بیج رہا ہے۔ یہ تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے اندر یہ احساسات موجود ہیں کہ ہمیں یہ کام نہیں کرنا پاسیے۔ مجھے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے اور اگر اتنے پیسے اسی گندم پر لگا دیتے، انہی کانوں کو سبزی دیتے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم اس قابل ضرور ہوتے کہ ہم گندم انڈیا یا کسی اور ملک کو دیتے لیکن افسوس کہ نہ ہمارے دماغ یہ سوچیں گے نہ ہم اس پر کام کریں گے ہمارے دماغ تو اس سے عاری ہیں۔

جناب سیکرٹری زراعت کا دارومدار تو پانی پر ہے۔ اگر پانی نہیں ہے تو زراعت نہیں ہے۔ پیداوار نہیں ہے اور مسلسل تین چار پانچ سال سے اس ملک کے اندر پانی کی کمی بڑھتی چلی جا رہی ہے لیکن حکومت کی طرف سے اس وقت تک کسی ایسے منصوبے کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا رہا جس سے پانی کا ذخیرہ کیا جاسکے۔ جس سے پانی جمع کر کے لوگوں کو فراہم کیا جاسکے اور پانی کی کمی کو دور کیا جاسکے، فصلوں کی پیداوار کے معیار کو برابر رکھا جاسکے یا بڑھایا جاسکے۔ اس وقت تک کوئی ایسا منصوبہ نہیں ہے جو زیر غور ہو جس پر عمل کیا جا رہا ہو۔ تمام حکومتیں جتنی پہلی آتی ہیں یا اب بھی موجود ہیں ہر حکومت کا لا باغ ڈیم کا ذکر کرتی ہے اور ہر

حکومت اس نے کلاباغ ڈیم کا ذکر واپس لے لیتی ہے کہ کہیں میری حکومت ختم نہ ہو جائے۔ انہیں حکومت ختم ہونے کا ٹکر ہے لیکن اگر عدالتوں سے ملے تو اس کا کوئی ٹکر نہیں ہے۔ جنرل مشرف آیا تو آتے ہی اس نے۔۔۔
جناب سیکرٹری، آرڈر لیڈر۔

چودھری اصغر علی گجر، آتے ہی اس نے یہ نعرہ لگایا کہ ہم کلاباغ ڈیم بنائیں گے۔ بڑی عوامی ہونی کہ وہ کلاباغ ڈیم بنائیں گے۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ ایک جرنیل ہے اور چونکہ اسے عوام کی ضرورت نہیں ہے اس لئے وہ اپنے احکامات پر عمل کروانے کا اور کلاباغ ڈیم ضرور بنے گا۔ مجھے پورا یقین تھا لیکن افسوس مجھے نہیں پتا تھا کہ اس جرنیل نے بھی کھٹنے ٹیک دینے ہیں اور آپ دیکھیں کہ آہستہ آہستہ کلاباغ ڈیم کا نام بالکل پیچھے چلا گیا ہے۔ کس لئے پیچھے چلا گیا؟ اس نے کہ ان چند شریکوں سے گھبرا گیا ہے جو کلاباغ ڈیم کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ پورے پاکستان کے اندر حتیٰ کہ سندھ کے اندر بھی سندھ کا اپوزیشن لیڈر یہاں پر آیا تھا ان کا پیپلز پارٹی سے تعلق ہے اور میں نے ان سے۔۔۔

جناب فیاض الحسن چوہان، یوانٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی چوہان صاحب یوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سیکرٹری میں چودھری اصغر علی گجر صاحب کی اس statement اور wording سے totally differ کروں گا۔ ابھی انہوں نے صدر مشرف صاحب پر تنقید کی کہ انہوں نے آتے ہی سب سے پہلے کلاباغ ڈیم بنانے کا اعلان کیا تھا لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایم ایم اے کا ایک ممبر ہونے کے ناتے سے۔۔۔

جناب ارشد محمود بیگو، یوانٹ آف آرڈر۔

جناب فیاض الحسن چوہان، یوانٹ آف آرڈر پر یوانٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ جناب سیکرٹری میں نے 22 سال سے جماعت اسلامی کے پیٹ فارم پر students polmes سے لے کر اب تک دیکھا ہے کہ ہم نے ہمیشہ بے نظیر بھٹو کی حکومت پر نواز شریف کی حکومت پر بگڑ جتنی بھی حکومتیں آئیں ان پر تنقید کی کہ کلاباغ ڈیم تعمیر ہونا چاہیے۔ ہم نے وہاں پر ولی خان پنجون

خان' بلکہ وہاں پر جتنی بھی لسانیت اور صوبائیت پر مبنی پارٹیز تھیں ان پر criticism کرتے تھے لیکن خدا کی ذات شاہد ہے کہ 10۔1 اکتوبر 2002 کے ایکشن کے بعد جب صدر مشرف نے کالا باغ ڈیم کا اعلان کیا تو سب سے پہلے ایم۔ایم۔اے نے صوبہ سرحد کے اندر اس کی مخالفت کی تھی۔
(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

جناب فیاض الحسن چوہان، یہ منافقت دیکھ کر میرے دل کو سب سے زیادہ نہیں پہنچی تھی کہ صرف صوبہ سرحد کی عوام کے ووٹ بنک کو کیش کرانے کے لئے اور ان کے دل و دماغ کے اندر اپنی جگہ بنانے کے لئے اگر اصولوں کو پامال کیا جاسکتا ہے تو پھر اس ملک کے اندر کوئی اصولی سیاست نہیں ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ جی۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آرڈر پلزز۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ہماری روایات ایسی تو نہیں ہیں کہ ہم ایسی باتوں کا جواب دیں۔ انھوں نے پہلی بات یہ کہی ہے کہ میرا تعلق ایم ایم اے سے ہے۔ میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ |*****| اس سے بڑی۔۔۔

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! |*****|

جناب سپیکر، میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو، کریں جناب سپیکر! یہ کیا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص۔۔۔ (قطع کلامیں)
(اس مرحلے پر حکومتی بیچوں کے کئی ارکان بطور احتجاج اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے)

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب والا! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروانے جائیں۔
 جناب سپیکر، میں نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔ بگو صاحب! تشریف رکھیں۔
 جناب ارشد محمود بگو، میں نے جناب سپیکر! کالی نہیں دی۔
 جناب سپیکر، بات ہو گئی آپ تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے personal کسی کو کالی نہیں دی ہے۔
 جناب سپیکر، آپ اپنی باری پر بات کر لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے کالی نہیں دی۔ [*****]
 جناب سپیکر، بگو صاحب! تشریف رکھیں۔ کیانی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ جناب اصغر
 علی گجر صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں نے کہا ہے کہ [*****]
 جناب سپیکر، جی! شکریہ تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو، میں نے کہا ہے کہ [*****] ایک جماعت نے جس شخص کو۔
 جناب سپیکر، جب آپ کی باری آنے لگی پھر بات کر لیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔
 جناب ارشد محمود بگو، آج یہ اس فلور پر کھڑے ہو کر۔

جناب سپیکر، چودھری اصغر علی گجر صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، [*****]

جناب سپیکر، چودھری اصغر علی گجر صاحب! میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔
 چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر!

چودھری زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، فرمائیں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب والا! ارشد محمود بگو صاحب نے [۱۰] کے متعلق بات کی ہے۔ تو آپ نے وہ لفظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔ یہ جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہیں چاہے وہ پیپلز پارٹی کی طرف سے ادھر گئے ہیں یا نواز لیگ کے لوگ ادھر گئے ہیں یا ایم۔ ایم۔ اے سے ادھر گئے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے تین لوگوں نے پیپلز پارٹی کی رکنیت سے استعفیٰ دیا اور اب وہ ایکشن لڑ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کچھ نا کچھ باضمیر ہیں۔ [*****]

جناب سپیکر، یہ الفاظ بھی میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ چودھری صاحب آپ فرمائیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، چوہان صاحب!

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے اصولی بات کی۔ اگر دنیا کی کوئی طاقت دنیا کا کوئی نچ یہاں پر بیٹھ کر میری اس بات کو negate کر دے neglect کر

دے کہ میں نے بات غلط کی ہے I damn care about this کہ Whether I belong to

MMA or Treasury Benches مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بات تو رہی تھی کالا

بارغ ڈیم پر، کالا بارغ ڈیم کے issue پر صدر مشرف کی پالیسی پر۔ میں منافی آدمی نہیں ہوں میں

جو سوچتا ہوں وہ کہتا ہوں اور جو کہتا ہوں اس پر عمل کر کے دکھاتا ہوں اور ڈنکے کی چوٹ پر

کرتا ہوں۔ [*****]

جناب سپیکر، یہ الفاظ بھی میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، اور اسی صدر مشرف کو آپ لوگوں نے 17 ویں آئینی ترمیم کے

ذریعے سے ایل۔ ایف۔ او کو آئین کا حصہ بنایا۔ آپ کس طریقے سے بات کر سکتے ہیں۔ ان کا تو

عوام کے سامنے جانے کے لئے مزید نہیں ہے۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ چوہان صاحب تشریف رکھیں۔ اصغر علی گجر صاحب!

جناب فیاض الحسن چوہان، میں نے تو صدر مشرف کا ساتھ اس کی بہت اور جرأت کی وجہ سے دیا۔ اس کا اپنی پروگرام اس کا کشمیر پروگرام اس کا میزائل پروگرام دیکھ کر اس کا ساتھ دیا۔ اس کی غیر ماضی پالیسیاں کہ جو آج تک کسی حکمران نے adopt نہیں کیں۔ یہی صدر مشرف ہے کہ جس نے ڈنگے کی چوٹ پر یہ کہا کہ پاکستان کا اپنی پروگرام آگے بڑھے گا۔ یہی صدر مشرف ہے کہ جس نے کہا کہ پاکستان کا میزائل پروگرام آگے بڑھے گا۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ چوہان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ بیڑا تشریف رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، آپ لوگ آج اس کی گود میں بیٹھے ہیں لوگوں کو دوسرا چہرہ دکھا کر اسی صدر مشرف کی گود میں یہ لوگ بیٹھے ہیں اور اب باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ تشریف رکھیں آپ۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب۔ (قطع کلامیں)

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو برغوردار نے یہ بات کی ہے کہ جی، کالا باغ ڈیم کی ایم۔ ایم۔ اے نے مخالفت کی ہے۔ یہ ان کی تہذیب جو ہے یا ان کی تجویز جو ہے یا ان کا قول جو ہے یہ سراسر قطعی طور پر غلط ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب والا! میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، چوہان صاحب سنیں۔ بیڑا آپ ان کی بات سن لیں۔

چودھری اصغر علی گجر، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھوت ہونا انہوں نے اس لئے شروع کر دیا ہے کہ یہ چلے ہی ایسی جگہ پر گئے ہیں جہاں سچ اور بھوت کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ بات کیا ہے؟ اصل میں بات یہ ہے کہ ایم۔ ایم۔ اے نے سرحد کے اندر کبھی بھی کالا باغ ڈیم کی مخالفت نہیں کی۔ انہوں نے ہمیشہ یہ بات کہی ہے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہیے consensus سے بننا چاہیے۔ یہ سرحد حکومت کا موقف پہلے بھی تھا آج بھی ہے اور ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہیے۔ ہم پنجاب کے اندر کھڑے ہو کر کہتے ہیں ہمیں بھیجو سرحد کے

اندر۔ ہم ان سے بات کریں گے۔ ہمیں بھیجو سندھ کے اندر ہم ان سے بات کریں گے۔
چودھری خضر الیاس ور ک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، فرمائیں۔

چودھری خضر الیاس ور ک، جناب والا میری ان سے ایک humble submission ہے کہ چودھری اصغر علی ہمارے بھائی ہیں اور پرانے پارلیمنٹریں ہیں۔ جناب اصغر علی گجر صاحب کافی دیر سے ایکشن لیتے آ رہے ہیں اور جماعت اسلامی کان کا اپنا ایک پلیٹ فارم ہے۔ اب جبکہ صوبہ سرحد میں ایم۔ ایم۔ اے کی حکومت ہے تو آپ ایم۔ ایم۔ اے کے چار پارٹی ممبران کی ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو صوبہ سرحد کی اسمبلی سے کالا باغ ڈیم کے حق میں قرارداد پاس کروانے۔ (نعرہ ہانے تحسین) اور یہی میری ان سے گزارش ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا آپ نے بات شروع کر دی ہے تو ہماری طرف سے بھی جواب آنا چاہیے۔

جناب سپیکر، چودھری اصغر علی گجر صاحب ہی جواب دے دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب والا میں ہی جواب دے دیتا ہوں چودھری صاحب تو بحث پر بات کر لیں گے۔ جناب سپیکر! میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا۔۔۔

آواز، گالی۔

جناب ارشد محمود بگو، نہیں میں گالی دیتا نہیں ہوں۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر پیز۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ ایم۔ ایم۔ اے کا جو موقف ہے چودھری صاحب نے یہاں پر دہرایا ہے۔ ہم اس کے حق میں ہیں۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ

یک طرفہ فیصلہ نہ ہو بلکہ پوری قوم میں consensus پیدا کیا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ بسم اللہ یہاں سے شروع کریں۔ آپ کہتے ہیں کہ وہاں پر ہم قرار داد کو پاس کروائیں۔ آپ کے وہاں پر جو دو تین لوگ ہیں ان کو بھی آپ ساتھ ملائیں ہم بھی جانے کے لئے تیار ہیں اس پر consensus پیدا کرنے کے لئے منجانب میں ایک کمیٹی بنا دیں۔ ہم اس کو آگے بڑھانے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے جو resources ہیں جو ہماری کوششیں ہیں ہم اس میں شامل کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔ بسم اللہ کریں۔ گورنمنٹ بسم اللہ کرے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ جناب سپیکر! اس میں issue ہے water reserve کا۔ storage of water کا بڑا اہم issue ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ by the end of the year یہاں پر تمام صوبوں کے ایوزیشن لیڈر یہاں پر ایک کانفرنس میں آنے تھے اور یہ issue وہاں پر آیا تھا۔ انہوں نے اس پر اپنی reservations دی تھیں۔ آپ کے جمیبر میں ایک بات ہوئی تھی کہ سندھ کے ممبران اور صوبہ سرحد کے ممبران سب کو بلا کر ان کے جو experts ہیں ان کے جو ٹیکنیکل لوگ ہیں ان کے جو پولیٹیکل لوگ ہیں وہ وہاں پر بیٹھ جائیں ان کے جو عدالت ہیں وہ discuss کرتے جائیں۔ ان کے ساتھ ان کی reservations کو دور کر دیا جائے تو یہ project بڑا viable ہے۔ اس کے لئے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ سندھ کے ممبران آپ کے پاس آنے تھے اور میں چاہوں گا کہ آپ initiative لیتے ہوئے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب مر کزی لیول پر اس پر کام ہو رہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہ اس طرح سے ختم نہیں ہو جائے گا۔ آپ اس پر کوئی step لیں آپ تینوں صوبوں کے پارلیمنٹریں سے رابطہ کریں۔

جناب سپیکر، یہ تو مرکز کا issue ہے۔ وہ اس میں آپ کو بھی بلا سکتے ہیں ان کو بھی بلا سکتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب اگر مرکز کا issue ہے تو آپ اسے discuss ہی نہ کریں۔
ultimately آئین کے تحت صوبائی خود مختاری میں بھی یہ آنے کا۔ آپ کے صوبے میں اگر
کوئی چیز بنی ہے تو ہمارا یہ right ہے کہ ہم اس کو زیر بحث لائیں۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں
کہ آپ اس پر initiative لیں۔ آپ ایک کانفرنس بلائیں اس کا رزلٹ بے شک کچھ نہ ہو۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب!

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں آپ سے بڑی موڈبانہ گزارش کرتا ہوں کہ۔۔ (قطع کلامیں)
جناب سپیکر، آرڈر پیز۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں آپ سے بڑی موڈبانہ گزارش کرتا ہوں کہ بڑے اچھے کام کی
ایم۔ ایم۔ اے نے ایک رائے پیش کی ہے۔

جناب سپیکر، معزز اراکین سے گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کریں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! ایم ایم اے کے ایک ذمہ دار آدمی نے on the floor of the
House یہ statement دی ہے کہ ایم۔ ایم۔ اے اس کو support کر رہی ہے۔ صوبہ سرحد
کے اندر ایم۔ ایم۔ اے کی حکومت بھی ہے اور اسمبلی کے اندر اکثریت بھی ہے۔ وہاں سے یہ
اسی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے ایک منظم ریزولیشن وہاں سے لائیں اور اگر صوبہ سرحد کی طرف
سے ریزولیشن آنے کا تو پھر کالا باغ ڈیم پر کوئی رکاوٹ ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ اس کی ابتداء
کریں یہ ایک بڑا اچھا کام ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

وزیر خوراک، دوسری بات جناب سپیکر! جو ہمارے فاضل دوست چودھری اصغر علی گجر کر
رہے تھے۔ صدر مشرف صاحب نے سب سے اچھا قدم اٹھایا ہے۔ آپ نے انبات میں پڑھا
ہو گا کہ "کسان کانفرنس" جو پانچ سو ہزار دو ہزار اور پانچ ہزار روپے کے پچھے ایکریگر بینک

والے کمائوں زمینداروں کو اندر کر دیتے تھے۔ اس کو انہوں نے بیک قم مسترد کر دیا ہے اور کاشت کاروں کو ایک ایسی سوت دی ہے جو آج تک کسی حکومت کو توفیق نہیں ہوئی۔ ابھی بات کا تو جناب سپیکر! یہ ذکر ہی نہیں کرتے۔ شکریہ

جناب سپیکر، چودھری اصغر علی گجر

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا میری مہلی گزارش تو یہ ہے کہ ابھی وزیر خوراک نے جو بات کی ہے یقین کرو کہ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ انہوں نے یہ بات جو مجھ سے منسوب کی ہے کہ یہ جائیں اور سرحد اسمبلی سے قرار داد منظور کروائیں۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ بات انہوں نے نیک نیتی سے نہیں کی۔ بد نیتی سے کی ہے۔ اگر یہ نیک نیت ہوتے تو مجھے کہتے کہ ہم حاضر ہیں میں بھی آپ کے ساتھ بیٹوں کا چودھری صاحب! آپ بھی چلیں۔ پیپلز پارٹی سے بھی بندے لیتے (ق) لیگ سے بھی بندے لیتے سب ہم مل کر بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کو ملتے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ جب تک یہ طبقہ serious نہیں ہوگا۔

اس ملک کے اندر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا۔ ان کو serious ہونا پڑے گا۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! یہ نیت کی بات کس حساب سے کر رہے ہیں؟ نیت کی غریباں تو آپ کو نظر آ رہی ہیں کہ کدھر ہیں۔ ہم نے تو ہمیشہ نیک نیتی سے کام کیا ہے۔ میں انہیں آکر دیتا ہوں کہ آج ہی یہ یہاں سے منتظر قرارداد ذرافت کریں، ہم اس کو پورا سپورٹ کریں گے۔ پہلے پنجاب اسمبلی اس کی ابتدا کرے پھر یہ سرحد اسمبلی سے کروا کر دیں تو پھر اس میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر، ان کی یہ بات تو ٹھیک ہے۔ پہلے حکومت اور ایجوکیشن مل کر پنجاب اسمبلی میں قرارداد لے کر آئے۔ پھر آئے چلیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! اک دو گلاں میں تھانڈے نال وی کرنیں نہیں کے تھانڈا دل اودھرنوں زیادہ باندا اے، کدی کدی ساڈے پاسے دی گل وی کر دیا کرو۔ تھانڈا دل اودھرنوں نال جاوے۔ اسیں وی آخر تھانڈے ایوان اج رستے آں۔ مہربانی۔

جناب سیکرٹری، نہیں، نہیں، آپ کے ساتھ بھی میرا دل ہے۔ چودھری صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔ معزز اراکین سے میری گزارش ہے کہ پلیز سیکرٹری کو interrupt نہ کریں۔ اسے بات کرنے دیں جب آپ کی باری آنے گی آپ بھی کھل کر بات کر لیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سیکرٹری! اس سے پہلے جو بات چل رہی تھی اور جو بات تنقیدی ہو رہی تھی۔ جہاں تک ڈیم کا تعلق ہے میں at bar کرتا ہوں کہ ہم اس کے حق میں ہیں۔ اگر صوبہ سرحد میں ہماری جماعت کو کوئی تحفظات ہیں تو ہم اس کے لئے ان کے پاس جانے کے لئے تیار ہیں اور سرحد، بلوچستان اور سندھ کے اندر بھی حکومت کے ساتھ تعاون کے لئے تیار ہیں۔

جناب سیکرٹری! میں اپنی بات کو شروع کرنے سے پہلے اس بات کو دہراتا چلوں کہ جناب چوہان صاحب نے ایک لفظ کہا ہے جو آپ نے حذف بھی نہیں کیا۔ اس نے میرے لئے ضروری ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔ انہوں نے کہا کہ ایم۔ ایم۔ اے کی مناہت کی وجہ سے یہ سارا کچھ ہوا ہے۔ میں یہ بات کرتا ہوں کہ پہلے تو یہ ایوان یا خود چوہان صاحب اس بات کا تعین کریں کہ انہوں نے ایم۔ ایم۔ اے کے ٹکن پر ووٹ حاصل کئے ایم۔ ایم۔ اے کے کارکنوں نے ان کی تحریک چلانی، اس کے بعد وہ ایم۔ پی۔ اے بنے ایم۔ پی۔ اے بننے کے بعد آج وہ ایم۔ ایم۔ اے پر تنقید کر رہے ہیں اور انہوں نے ووٹ (ق) لیگ کے حق میں دیا۔ اب مجھے بتاؤ کہ مناہت ایم۔ ایم۔ اے ہے یا مناہت وہ لوگ ہیں۔۔۔۔۔

جناب سیکرٹری، دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، چوہان صاحب! پلیز تشریف رکھیں آپ۔ تشریف رکھیں۔ جی فرمائیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سیکرٹری! بات یہ ہے کہ انہوں نے مجھے یہ کہا کہ آپ نے وہاں سے ایم۔ ایم۔ اے کے ٹینٹ کارم سے الیکشن جیتا۔ آج پوری اسمبلی کے سامنے میں یہ بات واضح کرنا چاہوں گا کہ میری campaign ایم۔ ایم۔ اے کے کارکنوں سے زیادہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے میرے دوستوں، یاروں، رشتہ داروں اور برادری عزیز و اقارب نے چلانی۔ ابھی آپ تھتھے لگا رہے ہیں۔ میں facts and figures دوں گا۔ جس صوبائی صلتہ سے میں جیتتا ہوں اس پر قومی

اسمبلی کی سینٹ پر ڈاکٹر افضل اعزاز تھے جو یہاں پر دو دفعہ ممبر صوبائی اسمبلی اور صوبائی وزیر بھی رہے۔ میں نے صوبائی اسمبلی کی ایک سینٹ پر ساڑھے چودہ ہزار ووٹ لئے۔ انہوں نے دو صوبائی اسمبلی کی سیٹوں پر نو ہزار ووٹ لئے اور میرے حلقے سے صرف چار ہزار ووٹ لیا۔ لاہور سے اس سائیڈ پر میں واحد ایک بندہ تھا اور دوسرے بخاری صاحب ہیں کہ پورے چار ڈویژنوں میں ایم۔ ایم۔ اے کے ہم صرف دو بندے الیکشن جیتے تھے۔ یہ (ن) لیگ کے لوگوں کو دعائیں دیں کہ (ن) لیگ اور نواز شریف کے سر صدقے یہ لوگ جیت کر یہاں پر آگئے ورنہ ہذا کی قسم میں بھی بائیس سال سے سیاسی کارکن ہوں اگر لاہور کے اندر نواز شریف کے ساتھ ان کا اتحاد نہ ہوتا تو ان کے بڑے بڑے لیڈر چار ہزار سے اوپر ووٹ لے جاتے تو جو پور کی سزا وہ میری سزا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

انہوں نے دوسری بات کی کہ انہوں نے (ق) لیگ کو ووٹ دیا۔ میں نے پریذیڈنٹ مشرف کو ووٹ دیا لیکن میں نے منافقت نہیں کی۔ انہوں نے ایل۔ ایف۔ او کو آئین کا حصہ بنایا۔ ایک سال تک پوری قوم کو ذہنی بیماری کا شکار رکھ کر 'Pakistan Stock Exchange' کا بیڑا غرق کر کے 'پاکستان کی معیشت کا بیڑا غرق کر کے' پاکستان کے اندر آنے والے انویسٹرز کو ڈرا کر انہوں نے ایک سال 'ambiguous and suspicious' قسم کا ماحول create کیا اور اس کے بعد ہوتا یہ تھا کہ 18 دسمبر کو ملتان کے اندر تحریک شروع کی۔ وہاں سے محترم یاقوت بلوچ صاحب اور حافظ حسین احمد صاحب تقریر کرتے تھے اور پرویز مشرف کو گالیاں دیتے تھے اور پھر سرکاری ہتیلی کمانڈر پر بیٹھ کر ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم پر آ کر مذاکرات کرتے تھے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

پھر پوری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایل۔ ایف۔ او کو آئین کا حصہ فیاض الحسن چوہان نے نہیں بنایا بلکہ ایل۔ ایف۔ او کو آئین کا حصہ سینٹ اور قومی اسمبلی کے ممبران نے بنایا جس میں محترم قاضی حسین احمد صاحب بھی ہیں، جس میں مولانا فضل الرحمن بھی ہیں، جس میں حافظ حسین احمد بھی ہیں، جس میں یاقوت بلوچ بھی ہیں، جس میں فرید پراچہ بھی ہیں، جس میں پروفیسر غورخید بھی ہیں اور جس میں پروفیسر حضور بھی ہیں۔ اگر لوٹا بننے کی بات ہے تو میں نے پریذیڈنٹ مشرف کو 2004 تک غیر آئینی صدر اور 2007 تک آئینی صدر میں نے نہیں بنایا بلکہ ان کے لیڈران نے بنایا ہے۔ فیصلہ پریس کرے گا کہ لوٹا میں ہوں یا وہ ہیں۔

جناب سیکر، شکریہ جی۔ جی چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ، جناب سیکر! یہ تو ضمیر کی بات ہے اور محسوس کرنے کی بات ہے کہ کون کسی بات کو کس طرح محسوس کرتا ہے۔ کون کسی برائی کو کس حد تک محسوس کرتا ہے۔ مجھے چوہاں صاحب پر اتنا دکھا نہیں ہے۔ مجھے ان لوگوں پر زیادہ دکھا ہے کہ جو چوہاں صاحب کی باتوں پر clapping کر رہے ہیں کہ ان کے ضمیر کہاں سونے ہوئے ہیں کہ ایک شخص کی حمایت میں اتنے خوش بیٹھے ہیں کہ پورا انقلاب آ گیا ہے۔ یہ قوم کی کیا خدمت کریں گے کہ ایک ایک آدمی کے لئے ان کی طبیعتیں چل رہی ہیں، ایک ایک ووٹ کے لئے ان کے ایمان تھڑک رہے ہیں۔ یہ آخر کیا بات ہے؟ یہ ان کا کیا کردار ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وقت اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ کون حق پر تھا، کون صحیح تھا اور محسوس کرنے والے یہ محسوس کریں گے کہ کون شخص بے ضمیر ہے، کون شخص با ضمیر ہے۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ رات کو گھر میں سوتے وقت یہ فیصلہ کریں کہ اصغر گجر ایوان کے اندر جو بات کر رہا تھا وہ ضمیر کی بات تھی یا یہ جس بات پر clapping کر رہے تھے وہ ضمیر کی بات ہے اور انشاء اللہ یہ تمام کے تمام لوگ اپنے ضمیر پر ضرور طامت کریں گے۔ مجھے یہ دعویٰ ہے کہ یہ شریف لوگ ہیں جب رات کو سوئیں گے اپنے ضمیر پر طامت کر کے سوئیں گے۔

جناب سیکر! میں زراعت اور پانی کی بات کر رہا تھا۔ زراعت پانی کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لئے حکومت پنجاب کو زراعت کو تحفظ دینے کے لئے سب سے بڑا منصوبہ پانی کی storng کا بنانا چاہیے تھا تاکہ ہم زراعت کے میدان میں پیچھے نہ رہ جائیں اور ویسے بھی پاکستان کے اندر پنجاب پر سب سے بڑی ذمہ داری اس لئے عائد ہوتی ہے کہ پنجاب نے پورے پاکستان کو زرعی طور پر فیڈ کرنا ہوتا ہے۔ یہاں سے ہی ہم نے کراچی، سندھ، بلوچستان اور سرحد کو فیڈ کرنا ہوتا ہے۔ تو ان تمام ذمہ داریوں کو محسوس کر کے انہیں آئندہ کی منصوبہ بندی اس طرح کرنی چاہیے کہ ہم نے پورے پاکستان کو فیڈ کرنا ہے تو ہم کس طرح کریں گے کہ جس سے ہماری زراعت کا گراف نیچے آنے کی بجائے اوپر بڑھے۔ آج سے کچھ عرصہ قبل آپ نے دیکھا ہو گا اور یہ سب جانتے ہوں گے کہ جو کسان بجلی کا یوب ویل لگاتے تھے ان پر سب سڈی دی

جاتی تھی اور پچاس ہزار تک سبسڈی تھی کہ جو شخص جو زمیندار میوب ویل کے لئے کنکشن لگانے کا تو اس کا بل اکر پچاس ہزار تک آنے کا تو اس کو فری کنکشن دیا جانے گا۔ اس سے زائد آنے کا تو وہ پیسے ادا کرے گا۔ لیکن افسوس آج جب کہ زراعت کی اہمیت پہلے سے کہیں بڑھ گئی ہے تو سبسڈی ختم کر دی گئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں اور میرا یہ مطالبہ ہے کہ پنجاب کے اندر زراعت کو تحفظ دینے کے لئے کم از کم حکومت پاکستان کو بجلی کے کنکشن فری کرنے چاہئیں تاکہ جو زمیندار پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے بجلی کا کنکشن لینے کی ضرورت محسوس کرے تو اس کو یہ رعایت ہو کہ وہ جہاں بھی درخواست دے بجلی کا کنکشن حکومت پنجاب سبسڈی دے کر اسے فری کرے تاکہ پنجاب کے اندر زراعت کو مکمل تحفظ مل سکے۔

جناب سیکرٹری! یہاں پر قرضوں کی بات کی گئی ہے کہ زرعی بینک سے قرضے پر سود کم کر دیا گیا ہے۔ یہ بڑی اہمی بات ہے، سود کو کم کر دینا تو اہمی بات نہیں ہے لیکن سود کو ختم کر دینا بڑی اہمی بات ہے۔ میں پھر اس ایوان کے اندر یہ کہتا ہوں اور بات سے بات نکلتی ہے کہ قرآن کے اندر یہ بات آئی ہے کہ سود لینے والا اور سود دینے والا اللہ کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں اور میں اللہ کو اپنا رب سمجھتا ہوں، مسلمان ہوں اور پھر اللہ کی بات نہیں مانتا تو جہادِ معنوی میں ہوں یا کوئی اور ہے۔ ہمیں اس مخالفت کو بھی ترک کر دینا چاہیے، کنٹون کو بلا سود بلکوں سے قرضے ملنے چاہئیں تاکہ زراعت کو کچھ سہدا ملے۔ اسی زراعت نے پاکستان کو سہدا دینا ہے، اسی زراعت نے پوری دنیا کا جو آنے والا competition ہے اس سے مقابلہ کرنا ہے۔ اس لئے اگر ہم نے زراعت کو نہ سنبھالا تو ہم اس ملک میں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوں گے۔ زرعی بینک 9 فیصد سود لے گا لیکن میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور تمام لوگ یہ جانتے ہیں کہ جو کسان بینک سے قرضہ لینے کے لئے جاتا ہے تو ہزاروں روپے رشتہ دینا ہے تب اس کا قرضہ منظور ہوتا ہے یعنی پہلے ایڈوانس اپنی جیب سے ہزاروں روپے دینا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بحث بنانے کی ضرورت نہیں ہے، اگر آپ بے ہونے بخت کو احسن طریقے سے چلائیں، اگر اس ملک کے ملازمین کی اصلاح کر لیں تو بھی اس ملک کا بھلا ہو سکتا ہے۔ اس رشتہ کو ختم کریں جو کسان ایک دفعہ زرعی قرضہ لیتا ہے تو وہ ساری زندگی اس قرضے میں جکڑا رہتا ہے۔ اس

کے بعد وہ کیا کرتے ہیں کہ خود ہی اپنے پاس سے بنک کا عملہ مشورہ دیتا ہے کہ اگر آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو اس کو renew کروا لو۔ وہ اسی قرضے کو دوسرے سال میں ڈال دیتے ہیں اور پھر دس ہزار روپیے لے کر اپنی جیب میں ڈالتے ہیں۔ وہ ایک تو سود کے نیچے دیتا ہے اور دوسرا رشوت در رشوت کے نیچے دیتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے کسان تو زرعی قرضوں کی وجہ سے قائمہ اٹھانے کی بجائے برباد ہو رہا ہے۔ اس کے لئے کوئی صحیح ہونی چاہیے۔ اس کے لئے کوئی کام ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! اگر کسی وقت موسم کے حالات اچھے بن جائیں اور فصل زیادہ ہو جائے تو اس کو سنبھالنے کے لئے کسی کے پاس کوئی تدبیر نہیں ہے۔ اب جو ہمارے وزیر ہیں وہ گندم کے پیچھے بھاگے پھر رہے ہیں، جب گندم زیادہ ہو جائے تو ان سے شکایت کریں کہ ہماری گندم پڑی ہے، لے لو تو بات سننے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس میں توازن پیدا کرنا چاہیے۔ اگر گندم یا کوئی فصل بھی زیادہ ہو جائے تو اس کا مقابلہ ہم کس طریقے سے کر سکتے ہیں؟ کسانوں کو کس طریقے سے وہ فصل خرید کر تحفظ دے سکتے ہیں اور اگر فصل کم ہو جائے تو کون سی مراعات دے کر کسانوں کی فصل کو اٹھایا جاسکتا ہے۔ اگر گنا زیادہ ہو جائے تو شوگر میں لینے سے انکار کر دیتی ہیں، اگر 35/40 روپے من گنے کی قیمت گورنمنٹ نے مقرر کی ہے تو 18/20 روپے من کوئی کسانوں سے گنا نہیں خریدتا۔ آخر حکومت کیا کر رہی ہے؟ ان کے تحفظ کے لئے کیا حکومت نہیں سوچے گی؟ کسی نے نہیں سوچا کہ گنا 18/ روپے من بک رہا ہے اور جو کسان ایک سال کی گنے کی فصل کو پانی لگا کر اور کئی بوریاں کھلا ڈال کر، سردی گرمی برداشت کر کے 18/ روپے من گنا بیچے گا تو اس کے گھر کیا بچت ہوگی؟ یہی حال کپاس کا ہے کہ کپاس کی جب bumper crop ہوتی تو اس کو کوئی لینے والا نہیں تھا۔ اس کا کوئی خریدار نہیں تھا۔ کپاس کو زمینداروں نے، کسانوں نے سڑکوں پر آگ لگائی اور میں یہ کہتا ہوں کہ آج یہ وقت ہے کہ کپاس کل کو پھر آنے والی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کپاس کی فصل اچھی کر دی تو یقین کرو کہ کپاس سنبھالنے سے نہیں سنبھلے گی۔ لوگوں نے حوق سے بے حد کپاس کاشت کی ہے تو حکومت کو آج سے یہ منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ اس کی دوائیوں کے لئے بھی

منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ پچھلے سال ایسا ہوا کہ سیرے کیا گیا اور اس کے بعد بارشیں آئیں اور سیرے کی ذیاندہ گنتی تو ملک کے اندر سیرے کی دو انہیں ختم ہو گئیں۔ اس طرح سیرے کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کرنے لگیں، سیرے پاکستان کے اندر تو نہیں تھا کہ ایک ہفتے یا دو دن کے اندر منگوا کر کیا جاسکتا پھر اس کو غیر ملک سے منگوانا پڑتا ہے۔ اتنی دیر میں پوری فصل تباہ ہو جاتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اب فصل زیادہ ہو تو اس کے لئے انہیں fix کرنا چاہیے اگر کمپاس کی فصل زیادہ ہو تو گورنمنٹ کو از خود کمپاس خریدنی چاہیے۔ مارکیٹ میں گورنمنٹ کو خود پیسہ لگانا چاہیے اور کمپاس کی خرید کرے تاکہ قیمتیں مارکیٹ کے اندر بحال رہ سکیں۔ آج اس پر سوچنے کی بات ہے کہ کمپاس کی فصل آنے کو ہے۔ اس کے سیرے کے لئے خاص ادویات کے لئے کچھ سوچیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اچھی فصل دے تو اس کی خرید کے لئے کوئی نہ کوئی پیسہ ضرور بچا رکھیں تاکہ کل ان کی قیمتیں زمین پر نہ گر پڑیں۔

جناب سپیکر! معمولی معمولی ڈیم گجرات میں، راولپنڈی میں، گوجرانوڈ میں، ایک میں بنانے جا رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ زراعت کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ معمولی ڈیم بنا کر ان کو سہارا دیا جاسکے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت جنوبی پنجاب کے اندر پانی سرے سے نہیں ہے۔ یعنی ایک ہفتہ نہ رہتی ہے اور پندرہ دن نہ رہ رہتی ہے اور جنوبی پنجاب سے یہ پانی جو سندھ کا پانی ہے اس کو convert کر کے پنجاب کے اندر لایا جاتا ہے، وہی پانی پنجاب سے راوی کے اندر لایا جاتا ہے اور جنوبی پنجاب پورا خشک علاقہ بن چکا ہے۔ ہمارے اہل پنجاب میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ غوطی ہے کہ تین انچ کا یوب ویل پوری زمین کو سیراب کر سکتا ہے۔ وہاں پر جو سے سات انچ کا یوب ویل بھی زمین کو سیراب کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ جو معمولی معمولی ڈیم بنا کر پہلے جو کاشتکاری اس پانی سے ہو رہی ہے اس کاشتکاری کو اس سے فصلان نہ پہنچے۔ اس قسم کے ڈیم بنائیں کہ جو کاشتکاری آج ہو رہی ہے وہ ختم نہ ہونے پائے۔ اس کے متاثر ہونے پر جو ڈیم یہ بنا سکتے ہیں، جس علاقے کے اندر یا جس ضلع کے اندر وہ بنائیں وہ بہتری کی بات ہو گی۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں کی بت ہے 'وزیر صحت یہاں پر موجود ہیں۔ یقین کریں کہ بڑے بڑے ہسپتال بوجھ غلٹے ہیں یعنی کہ وہاں پر مکمل علاج کی کوئی سولت موجود نہیں ہے۔ سولتیں موجود ہیں لیکن کسی کو احساس نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک مٹل بتاتا ہوں کہ ایکڈینٹ سے سر پر چوٹ آگئی آدمی بے ہوش ہو گیا۔ اس کو اٹھا کر نشتر ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں لے جایا گیا جب ایمرجنسی وارڈ میں پہنچے تو وہیں پر مریض پڑے تھے وہیں پر چلنے بن رہی تھی وہیں پر دوسرے کام ہو رہے تھے۔ ایمرجنسی وارڈ اتنا اہم وارڈ ہے کہ اس کے اندر بھی مریضوں کی دیکھ بھال صحیح طریقے سے نہیں ہوتی۔ میں وزیر صحت کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر تو موجود ہیں 'سٹاف موجود ہے' genius لوگ ہیں ' سپیشلسٹ موجود ہیں لیکن ان میں احساس ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہی ڈاکٹر اگر میو ہسپتال میں چلے جائیں تو ان کا کام کرنے کا طریقہ کچھ اور ہوگا۔ سروسز میں چلے جائیں تو ان کے کام کرنے کا طریقہ کچھ اور ہوگا اور وہی ڈاکٹرز تمام پرائیویٹ کلینکوں پر کام کرتے ہیں۔ چھتے گورنمنٹ کے اسپیشل سپیشلسٹ ڈاکٹرز ہیں ان تمام پرائیویٹ کلینکوں کو ٹائم دیئے ہونے ہیں لیکن وہاں پر ان کی کارکردگی بڑھ جاتی ہے۔ اگر وہاں پر اچھی کارکردگی دکھاسکتے ہیں تو کم از کم حکومت کو چاہیے کہ ان کو کھینچیں کہ جہاں سے وہ تنخواہ لے رہے ہیں وہاں پر بھی اپنی کارکردگی کو improve کریں۔ میں خاص طور پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا کہ ایک سروے کے مطابق پاکستان کے اندر ہر 9 ویں فرد کو ہیپاٹائٹس کا مرض لاحق ہے۔ یہ بات اگر اتنی گھناؤنی اور سنگین ہو چکی ہے تو حکومت پنجاب کو اس بات پر خاص توجہ دینی چاہیے۔ خاص طور پر ہیپاٹائٹس سی پر دینی چاہیے۔ ہیپاٹائٹس سی ایک ایسا مرض ہے کہ جس کے علاج پر ہزاروں نہیں ' سینکڑوں نہیں ' لاکھوں روپے صرف ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ ہیپاٹائٹس سی غریب آدمیوں کو ہوتا ہے جن کے پاس پیئنے کا پانی نہیں ہے ' جن کے پاس کھانے کی غذا نہیں ہے۔ اب وہ کہاں سے علاج کروائیں۔ پنجاب کے ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس سی کے ٹیکے موجود ہونے چاہئیں تاکہ کوئی غریب آدمی آنے تو وہاں پر انہیں انجکشن مل سکے اور وہ اپنا علاج کر سکے۔ میں ایک آدمی کے سینے کی تعزیت کے لئے گیا اس کا وہ ایک ہی بیٹا تھا اور

اس کی انیس بیس سال عمر تھی۔ جب وہ بیدار ہوا تو ہسپتال میں لے گیا۔ اس غریب آدمی نے بکریاں بیچ کر دو یا تین دن علاج کرایا اور پھر ہسپتال سے واپس لے آیا۔ واپس لانے کے بعد اس نے پیروں سے تعویذ لے، کسی پیر کے دربار پر چلا گیا۔ لیکن کیا علاج ہونا تھا وہ دسویں یا پندرہویں دن بیچارا فوت ہو گیا۔ اب جس شخص کا ایک ہی بیٹا ہے وہ اس کا علاج ہی نہیں کروا سکتا۔ جتاؤ ہماری حکومت جاننے کا کیا فائدہ؟ ہم لوگوں کو کس حد تک تحفظ دے سکتے ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ بہت سنگھ علاج ہے اور خاص طور پر چیپٹائٹس سی کے ٹیکے ہر گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں موجود ہونے چاہئیں تاکہ غریب لوگ proper علاج کرا سکیں ایک اور بات میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ upper Punjab میں یہ بات محسوس ہی گئی ہے، بات معمولی سی ہے لیکن میں کرنا چاہتا ہوں کہ گندم کے اندر کچھ زہر کی گولیاں ہیں جو خود ہی لوگ تیار کرتے ہیں اور گندم کو بچانے کے لئے وہ گولیاں اس کے اندر رکھتے ہیں لیکن upper Punjab کے اندر میرا خیال ہے کہ ایک دوکیں خود کشی کے ہونے ہیں نوجوان بچیوں اور نوجوان بچے ان گولیوں سے خود کشی کرتے ہیں۔ وہ ایسی گولیاں ہیں کہ پوری دنیا کے اندر ان گولیوں کا کوئی علاج نہیں ہے۔ دوائی پی لیتے ہیں، جو بے مار گولیاں کھا لیتے ہیں ان کا علاج ہے لیکن جو گولیاں گندم کے اندر رکھتے ہیں ان کا پوری دنیا کے اندر کوئی علاج نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان گولیوں پر پابندی لگانی چاہیے۔ گندم کے لئے اور بے شمار گولیاں ہیں جن سے گندم کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ کوئی شخص گندم کے تحفظ کے لئے وہ گولیاں نہ رکھے جس کے کھانے سے نوجوان لاملعلاج ہو جائیں اور ان کی موت واقع ہو جائے۔

جناب سیکرٹری، چودھری صاحب ایلیزا wind up کر لیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جی، میں wind up کر رہا ہوں۔ میں اب لہ اینڈ آرڈر کی بات کرتا ہوں۔ میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے معمولی سی بات کروں گا کہ ٹک اور صوبے کے اندر لہ اینڈ آرڈر پر اچھا خاصا پیسا دکھا گیا اور دکھا جانا چاہیے تھا جو 18-ارب کے قریب ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ پیسے خرچ کرنے سے کبھی لہ اینڈ آرڈر درست نہیں ہوگا۔ اس کے لئے حقل سے کام لینا چاہیے۔ آپ جو کہیں بنا رہے ہیں ڈیزہ سو کے قریب آپ نے موبائل جو کیبن بنا دی ہیں۔

پولیس کو بڑھا رہے ہیں، ہرگز اس سے کام نہیں بنے گا بلکہ آپ ان کی کلکردگی کو بہتر بنائیں تب یہ کام بنے گا۔ کل کا اخبار میں نے پڑھا ہے کسی اور نے بھی پڑھا ہو گا کہ ایک اے۔ ایس۔ آئی نے استعفیٰ دیا ہے۔ اس نے اس لئے استعفیٰ دیا کہ میں رزقِ حلال نہیں کھا سکتا تھا، میں رزق نہیں لیتا تھا اور افسرِ مجھ سے بزرگتی رزق مانگتے تھے۔ لہذا میں ایسے روزگار پر منت مہجیتا ہوں۔ میں استعفیٰ دوں گا میں مزدوری کروں گا۔ بات تو کسی کام کو درست کرنے کی ہے۔ آپ پولیس کے نظام کو درست کریں۔ آپ آج کے اخبار کو اٹھا کر دیکھیں کہ جوری سے لے کر منی تک 75 کروڑ روپے کی ڈکیتیں ہوتی ہیں تو ان میں کون لوٹتے؟ ان میں آدھے سے زیادہ پولیس والے لوٹتے جن کو نکالا گیا جن کے غلاف انکوازیاں ہو رہی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر انہی پولیس والوں پر اٹھارہ ارب روپیہ خرچ کرنا ہے تو حد ارا ۱۱ بجٹ واپس کر لو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر خرچ کرنے ہیں تو ان کے لئے اچھے لوگ پیدا کرو تاکہ ان کی کلکردگی بڑھے تو ملک کو سکون بھی آنے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی بہتر ہو۔

جناب سیکرٹری میں آخری بات تعلیم کے متعلق کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر تعلیم کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید اس بجٹ کا کوئی چالیسواں حصہ ہو یا دو فیصد ہو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ تعلیم بہت اہم چیز ہے کہ جس قوم یا ملک کے لوگ اگر بڑے کچے نہیں ہوں گے وہاں پر کوئی کام بھی احسن طریقے کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ اس لئے تعلیم کو تھپ دینے کے لئے تعلیم کو آگے بڑھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ کام ہونا چاہیے۔ آپ نے پوری تقریر کے اندر پرائمری سکولوں، مڈل اور ہائی سکولوں کی باتیں کیں لیکن اس کے اندر شاید آپ بھول گئے اور کتب سکول کی کوئی بات نہیں کی۔ کتب سکول ایک سکیم چلی تھی اور بے شمار پنجاب کے اندر بکت سکول موجود ہیں ان کی کوئی بڈنگ نہیں ہے، وہاں پر کوئی سٹاف نہیں ہے، ایک ایک ٹیچر دیا ہے اور ایک ایک مولوی دیا ہے۔ مولویوں کے لئے ازحالیٰ سو روپیہ وظیفہ ہے۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ اس مہکائی کے دور میں آج ایک شخص کو جو بچوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے، ازحالیٰ سو روپیہ اس کو وظیفہ دیا جاتا ہے۔ یہ بات ہمارے لئے باعث شرم ہے، حکومت کے لئے باعث شرم ہے کہ وہ ایک ٹیچر کو ازحالیٰ سو روپیہ دیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ

مہربانی کر کے وہ اس رقم کو بڑھائیں اور کتب سکولوں کو پرائمری گریڈ دیں اور وہ پرائمری میں شامل ہو جائیں تاکہ ان کا تحفہ ہو سکے، ان کی بلڈنگیں بن سکیں۔ میں نے اس وقت بھی یہ بات کی تھی اور اب بھی وزیر تعلیم صاحب کے گوش گزار کرتا ہوں کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا بندوبست کیا جائے۔ آپ جتنی مرضی ذکریاں اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ جب تک آپ اپنی قوم کی تربیت نہیں کریں گے، جب تک آپ اپنے نوجوانوں کی تربیت نہیں کریں گے اس وقت تک قوم میڈری نہیں بن سکتی۔ آپ ایوانوں کے اندر دیکھتے ہیں، روز لونا لونا کی آوازیں آتی ہیں، روز یہاں پر طرح طرح کی آوازیں کیوں ہوتی ہیں، لوگ پڑھے لکھے تو ضرور ہیں لیکن تربیت سے عاری ہیں۔ ان کی تربیت نہیں ہے۔ جب تک آپ قوم کو تربیت نہیں دیں گے اس وقت تک میڈری قوم نہیں بن سکتی۔ آپ نے اگر تربیت کا بندوبست نہ کیا تو پھر قوم کے اندر یزید تو پیدا ہو سکتے ہیں، حسین پیدا نہیں ہو سکتے۔ آپ نے اگر تربیت کا بندوبست نہ کیا تو میر صادق اور میر جعفر تو پیدا ہو سکتے ہیں، شیو سلطان پیدا نہیں ہو سکتے۔ آپ نے اگر تربیت کا بندوبست نہ کیا تو میر طاہر اقبال، محمد علی جناح، سید مودودی اس قوم کے اندر پیدا نہیں ہوں گے [۰۰۰۰] جناب سپیکر، بیڑا تشریف رکھیں۔ ان کے یہ الفاظ میں کلاروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر، میں آپ کا اور ایوان کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے حاتم دیا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب میں جناب جاوید اقبال امان صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب راجہ ریاض صاحب! آپ کافی دیر بعد نظر آئے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب! میں کام گیا ہوا تھا اور پرویز مشرف کی حکومت ختم کرنے گیا تھا۔ جناب سپیکر! کل رات کو جو بی بی وی پر ہماری اسمبلی کی کلاروائی دکھائی گئی ہے، سندھ اسمبلی

کی کارروائی بھی دکھائی گئی اور سٹریٹ گورنمنٹ کی بھی دکھائی گئی وہاں پر ایوزیشن کے ممبران کی تصویریں آئیں لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ پنجاب اسمبلی کے صرف حکومتی ارکان کی تصویریں نظر آتی ہیں اور ایوزیشن والوں کی تصویریں بالکل نظر نہیں آتیں۔۔۔۔۔
جناب سپیکر، آج آپ کی آجانے گی۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر، میری بات سن لیں۔ یہ انتہائی زیادتی ہے۔ ایوزیشن کے لوگ جو اس صوبے کے عوام کی ترجمانی کر رہے ہیں، جو اس صوبے کے عوام کے حقوق کی لڑائی لڑ رہے ہیں ان کی تصاویر پی ٹی وی اور جیو پر نہیں دکھائی جاتیں۔ جس کے خلاف ہم احتجاج کرتے ہیں۔ اگر ہماری تصویریں نہیں دکھائی جاتی تو یہاں پر تصویریں کھینچا ہی نہ کریں۔ شکریہ
جناب سپیکر، جناب جاوید اقبال اموان صاحب!

جناب جاوید اقبال اموان، جناب سپیکر، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے سالانہ بجٹ پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب پرویز الہی کی رہنمائی میں جو وزیر خزانہ اور این کی ٹیم نے بجٹ دیا ہے میں اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہاں مخالفت برائے مخالفت تو ہو رہی ہے۔ میں اپنے دونوں طرف کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ وہ آپس کے اختلافات ختم کر کے ایک ہو جائیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کا جو اظہارِ قدم ہے اس پر عمل کرتے ہوئے ہم سب ان کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ انہوں نے جو پنجاب کا خواب دکھا ہے وہ پلہ تکمیل تک پہنچے۔

جناب والا! پنجاب میں قرضوں کے بوجھ کو کم کیا گیا ہے، پنجاب میں پہلی دفعہ ملازمین کو مکمل گھر بنا کر دیئے جائیں گے، تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے، کسٹن بچوں کو آمدگاری سے بچانے کے لئے منصوبہ بندی کی گئی ہے، اقلیتوں کے فذ بحال کئے گئے ہیں۔ ٹیل تک پانی پہنچانے کا جو منصوبہ بنایا گیا ہے میں اس پر بھی حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اپنے ضلع خوشاب کو ترقیاتی کاموں میں شامل کرنے کے لئے چند تجاویز پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، سب سے پہلے زراعت کے حوالے سے میں بات کروں گا۔ حکومت پنجاب نے ضلع خوشاب کے لئے چک ڈیم اور ہارلٹ اریگیشن سکیم کے جو دو منصوبے دیئے ہیں ان کے

نے کثیر رقم رکھی گئی ہے۔ تیرہ سال سے یہ منصوبہ شروع ہے لیکن ابھی تک یہ مکمل نہیں ہوا۔ حکومت سے میری درخواست ہے کہ جو کثیر رقم اس پر خرچ ہونی ہے اس میں جو خورد برد ہوا ہے۔ پہلے ان لوگوں کا حسابہ کیا جائے تا کہ اب جو رقم رکھی گئی ہے اس کا استعمال صحیح ہو۔ تعلیم کی مد میں حکومت پنجاب نے جو رقم رکھی ہے اس بارے میں بھی میں اپنے ضلع کے حوالے سے جانا چاہتا ہوں کہ میرے علاقے میں 17 یونین کونسلز ہیں ان میں صرف ایک Inter college ہے جو کہ 1973 میں بنایا گیا تھا۔ اس میں ایک پائیر سکینڈری سکول بھی ہے جو بچیوں کے لئے ہے۔ میری حکومت سے درخواست ہے کہ ان دونوں کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! وادی سون کو اگر سیات کے لئے ترقی دی جائے اس میں پہاڑ بھی ہیں، آبشاریں بھی ہیں، اس کے نظارے مری سے کم نہیں ہیں اگر اس کو develop کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ مری بن سکتی ہے۔ کیونکہ ٹیکسٹائلوں نے وادی سون کے لئے ایک الگ گیلری بنائی ہے۔ میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ وادی سون اور موڈھال کے علاقے پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! سڑکوں کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے میں نے حکومت کو تین سڑکیں دی تھیں۔ اے۔ ڈی۔ پی میں ان میں سے ایک سڑک بھی نہیں آئی جو کہ بہت اہم تھیں۔ ایک سڑک جابا سے لے کر نوشہرہ تک تھی جو کہ ڈیفنس روڈ ہے اگر اس کو بنایا جائے تو ڈیفنس کے اعتبار سے یہ بہت ضروری ہے۔ دوسری سڑک وزیر اعلیٰ صاحب نے کمیت سے منڈی تک سہولتوں کے لئے جو پورے پنجاب کو سہولت دی ہے اس کے تحت میں نے ایک سڑک کنڈ سے بے کر جدی تک دی تھی یہ گئے کے لئے اور وادی سون میں بے موسم کی سبزیاں اور فروٹ ہوتے ہیں اگر یہ سڑک بنا دی جائے تو سفر آدھا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! جنگلات، واٹلڈ لائف اور فشریز کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے میں اس کے حوالے سے عرض کروں گا کہ موحتاب کا جنگل پنجاب کے بڑے جنگلوں میں شمار ہوتا ہے۔ میں حکومت پنجاب سے درخواست کروں گا کہ ہمارے پہاڑوں پر لکڑی کی وافر تعداد موجود تھی۔ جب میں چھوٹا تھا تو جنگل لکڑی اور بڑے درختوں سے بھرے ہونے لگے مگر چونکہ وہاں پر ایندھن کی

کوئی سپلائی نہیں ہے اس لئے لوگ گلزی کو ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ سوئی گیس ضلع خوشاب میں پہنچ گئی ہے اگر حکومت پنجاب مرکزی حکومت سے معاش کرے کہ موڈھال اور وادی سون کو سوئی گیس مہیا کی جانے تو ایک طرف گلزی کی بجٹ ہو جانے گی دوسرا جگہ جانور بھی محفوظ ہو جائیں گے جنگل نہ ہونے کی وجہ سے نایاب جانور اب وہاں سے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ براہ مہربانی حکومت اس پر بھی توجہ دے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! روایتی طور پر ہر بجٹ کی ایک سیاست ہوتی ہے اور ہر سیاست کا ایک بجٹ ہوتا ہے۔ اگر میں اس کو اس طرح کھوں کہ کسی بھی جمہوری ملک میں اگر سیاسی حکومت بجٹ پیش کرے تو وہ بجٹ اس کے سیاسی و سماجی نظریات اور اس کے پروگرام کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اگر میں اس کو اس طرح رکھوں کہ اس کے معاشی پروگرام دستاویز کی شکل میں بجٹ کی صورت میں جب کسی ایوان میں آتے ہیں تو وہ بجٹ اس سیاسی حکومت کے سیاسی و سماجی پروگرام کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اسی لئے جناب! آپ دنیا کے کسی بھی بجٹ کی تقریر کو اٹھا کر دیکھ لیں اس میں درحقیقت دو حصے ہوتے ہیں 'اس میں جو ابتداء ہوتا ہے' جو تکہ میں پچھلے سالوں کے بجٹ بھی دکھ رہا تھا۔ ہر بجٹ میں جو بجٹ دستاویز کا ابتداء ہوتا ہے وہ اس کے سیاسی و سماجی پروگرام اور اس کے نظریات پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کے بعد جو اس کا دوسرا حصہ ہوتا ہے وہ اس سیاسی و سماجی پروگرام کی جو معاشی شکل ہے اعداد و شمار کی شکل میں دوسرا حصہ اس پر مشتمل ہوتا ہے۔ دو دن کی بحث میں یہاں پر دوستوں نے جو بجٹ دستاویز دی ہیں۔ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر ہے اس پر زیادہ تر دوستوں نے اس کے اعداد و شمار کے حوالے سے تعریف بھی کی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے تنقید بھی ہوئی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ میں اپنی بات اس بجٹ کے ابتدائی حصے سیاسی اور سماجی پروگرام کے حوالے سے اپنے دو تین پوائنٹ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! کسی بھی سیاسی حکومت کا رہنما 'اس کا لیڈر اپنا Vision اپنا پروگرام

لے کر اپنی پارٹی کے پاس جاتا ہے پھر وہ پروگرام پارٹی کے پاس discuss ہو کر اس کی ایک

عملی حقل بنتی ہے اور پھر وہ کابینہ کے پاس آتا ہے اور کابینہ اس کی منظوری دے کر اس ایوان میں لے کر آتی ہے اور پھر وہ بجٹ قوم کی امانت بن جاتا ہے۔ میرے پاس پچھلے سال کے بجٹ کی کاپی ہے کیونکہ یہ جو تین component ہیں کسی سیاسی حکومت کی لیڈر شپ، پارٹی کے اندر وہ لیڈر اپنا vision لے کر جانے، کابینہ اس کی منظوری دے اور پھر اس دستاویز کی حقل میں ایوان کے سامنے آ کر قوم کا حصہ بن جانے اور قوم کے سامنے آ جانے۔ جناب ان میں سے اگر کوئی component مکمل نہ ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس بجٹ میں بہت ساریاں ٹرابلیں اور کمیاں رہ گئی ہیں۔ میرے پاس یہ پچھلے سال 2003-04 کی بجٹ دستاویز ہے اس میں درست طور پر نشاندہی کی گئی۔ یہ اس کا صفحہ نمبر 3 ہے اس میں کہا گیا کہ اس بجٹ کے جو اغراض و مقاصد ہیں، اس بجٹ کے جو سیاسی سہمی پروگرام ہیں وہ جناب وزیر اعظم پاکستان میر ظفر اللہ خان جہلی کے اعلان کردہ معاشی اور سہمی پروگرام کا آئینہ دار ہیں۔ یہ پنجاب کے پچھلے سال کا بجٹ ہے۔ حیرت یہ ہے کہ اس سال پھر صفحہ نمبر 3 پر وزیر اعظم پاکستان غائب ہو گیا، اس کا پروگرام، اس کا vision، اس کی لیڈر شپ غائب ہو گئی اور صفحہ نمبر 3 پر اس بجٹ کو جناب جنرل پرویز مشرف کی پالیسیوں اس کے سیاسی، سہمی پروگرام اور اس کے ثمرات کا ذکر کیا گیا۔ یہ پریس گیلری میں بیٹھے ہونے کسی رپورٹر کی پریس گیلری نہیں ہے، یہ کسی دانشور اور ادیب کا اخبار میں لکھا ہوا کوئی کالم نہیں ہے، یہ کسی رپورٹر کی کوئی خبر نہیں ہے، جس کو آپ یہ کہہ کر رد کر دیں کہ جب یہ کہا جانے کہ سپریم کورٹ کے ساتھ والی [.....]

جناب سپیکر، یہ انصاف کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے اسی ذر سے ایوان صدر نہیں کہا، میں نے کہا کہ سپریم کورٹ کے ساتھ والی بلڈنگ تاکہ آپ کو یہ تکلیف گوارا نہ کرنی پڑے، ایوان صدر نہیں کہوں گا کہ اگر سپریم کورٹ کے ساتھ والی بلڈنگ میں یہ سڈھیں ہوں گی تو (ق) لیگ کے ساتھ یہ

* حکم جناب سپیکر انصاف کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہاتھ بھی ہو گا یہ واردات بھی ہو گی کہ اس کا وزیر اعظم پچھلے سال وہ ہے جس کا ویرن جس کا ذکر تیجھی document میں کیا گیا اور آج اس کو black-out کیا گیا اور آج اس کی جگہ پر پرویز مشرف کا ویرن اور اس کے ثمرات کا اعلان قوم کو سنایا گیا تو میں آپ کی وساطت سے یہاں "ٹی لیگ" کے منسٹرز نہیں لیکن کم از کم اراکین اسمبلی کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ کھیل 55 سال سے اس ملک میں ہو رہا ہے کہ اس بلڈنگ میں بیٹھنے والا ہر فرد چاہے اس نے کسی کو خود بنایا ہو چاہے وہ اس حد تک چلا جانے کہ وہ اپنا "باس" کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہ کرے لیکن اس ایوان کا غرف دکھیں، اس ایوان کی حالت دکھیں اور میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جس کی میں نے نشانہ ہی ان دو documents میں کی ہے تو (ٹی) لیگ کا کوئی رکن کھڑا ہو کر کہے کہ اس کا اس کو اندازہ بھی تھا۔ یہ وہی قوتیں ہیں، یہ وہی اجنسیاں ہیں جو ان documents میں آپ کے ساتھ ہاتھ کر جاتی ہیں۔ آج مجھے بتایا جانے کہ پچھلے سال کا بجٹ جمالی کے سیاسی اور سماجی پروگرام کا آئینہ دار تھا تو ایک سال میں آپ کی پارٹی پر کیا آؤت آن پڑی ہے کہ جمالی کو اس document سے غائب کر کے پرویز مشرف کی پالیسیوں کا مقرر قرار دیا گیا۔

جناب سپیکر! اس سے آگے میں دوسری نشان دہی کرتا ہوں جو نکتہ میں نے کہا تھا کہ ہر بجٹ کے دو حصے ہوتے ہیں ایک اس کا سیاسی سماجی پروگرام اور دوسری بات میں جو کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ویرن 2020 کی بات کی گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور ایمانداری کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ آج کی اس دنیا میں کوئی قوم آگے نہیں بڑھ سکتی اگر اس کے پاس شارٹ ٹرم پلاننگ کے ساتھ ساتھ 10، 15 یا 20 سال کے لئے کوئی پروگرام نہ ہو اور میں یہ ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ 2010، 2015، 2020 کے ویرن جب تک اس قوم کے سامنے نہیں آئیں گے یہ قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ یہ میرا خیال ہو سکتا ہے جس طرح رانا مہا اللہ صاحب نے کہا کہ اس ویرن 2020 میں کچھ نہیں ہے بلکہ [*****]

یہ بھی درست ہو سکتا ہے کہ اس ویرن سے پنجاب میں انقلاب آجائے۔ ایک کا نظ
نظر ہو سکتا ہے کہ اس ویرن سے کوئی تبدیلی نہیں آنے گی، ایک کا نظ نظر ہو سکتا ہے کہ اس
ویرن سے بہت بڑی تبدیلی آنے گی لیکن ایک بات پر میرا اتفاق ہے کہ ویرن 2010 یا 2020
کے بغیر یہ قوم آگے نہیں بڑھ سکتی لیکن ہمارے حکمران تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ ان
ملک میں اگر کسی نے سب سے پہلے ویرن دیا تو وہ ایک شخص احسن اقبال تھا جس نے 1978
میں پاکستان کی تاریخ میں سب سے پہلے ویرن 2010 اس قوم کے سامنے پیش کیا اور 11 مئی
2004 کو وہ شخص میرے ساتھ جب انارکلی تھانہ کے سیل میں بند تھا تو میں نے پوچھا کہ "اے
احسن اقبال! اس قوم کو پہلا ویرن 2010 دینے والے! آج تم کہیں ہو" 2010 نہیں آیا اور آج
میرے ساتھ انارکلی کے اس سیل میں بند ہو۔ جفا! اب تمہارا کیا خیال ہے کہ اس قوم کے سامنے
ہمیں کب 2010 اور 2020 کا ویرن دینا چاہیے؟ یقین مانیے اس شخص نے بڑے واضح اور دو
نوٹ انداز میں کہا کہ "ہم اس وقت بھول چکے تھے کہ اس ملک کے وہ ادارے جو عوام کو اور ان
کے غاندوں کو طاقتور نہیں دیکھنا چاہتے۔ جب تک ہم ان اداروں کو اور عوام کو طاقتور نہیں
کریں گے، ہم کوئی ویرن اس ملک میں نہ دے سکیں گے اور نہ کوئی دوسرا ویرن اس ملک میں
پہل سکتا ہے۔" تو میں چودھری پرویز الہی صاحب سے گزارش کروں گا کہ ویرن کے بغیر ہماری
سیاست ہماری معیشت اس ایک سوال میں جکڑی ہوئی ہے کہ ویرن 2010 یا 2020 کے بغیر یہ
قوم آگے نہیں بڑھ سکتی لیکن جب تک فوج بیرکوں میں داخل نہیں جاتی، یہ ویرن آگے نہیں
بڑھ سکتا۔ خدا کے لئے اس تھلا سے اس قوم کو نکالئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، ایوانت آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! احسن اقبال کے بارے میں یہ فرما رہے ہیں تو
وہ صرف انہوں نے لاعلمی معیشت دی تھی ان کے بارے میں تو انہوں نے تو آج تک نارواں یا
بدولہی میں single کام نہیں کیا تھا اور ان کے عوام و عمرز اساتنگ تھے کہ انہوں نے میاں نواز

شریف صاحب کی منتیں کی تھیں کہ خدا کے لئے اس مذاب سے ہماری جان چمڑائیں جس کی یہ جھوٹی تعریفیں کر رہے ہیں۔ ویرن تو ہم نے دیا ہے۔

جناب سپیکر، محترمہ! تشریف رکھیں۔ جی سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان، جناب سپیکر! دو باتیں جو اسی document کے حوالے سے کرنا چاہوں گا کہ اس document میں صرف ایک قانون کا ذکر ہے کہ پنجاب حکومت اس کے صفحہ نمبر 8 پر ایک قانون کا ذکر ہے جو پنجاب حکومت Punjab Destitute and Neglected Children Act 2004 صرف ایک قانون کا اس پورے document میں ذکر ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پنجاب حکومت پچھلے ڈیڑھ سال سے بہت سے قوانین بنا رہی ہے۔ قانون سازی کے حوالے سے دنیا میں دو تصور ہیں۔ ایک ہے کہ More laws, less enforcement اور دوسرا ہے Less laws, more enforcement میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے جتنے بھی قوانین بنائے ہیں اس کی اگر enforcement دیکھیں تو دنیا میں جو قانون سازی کا برا تصور ہے کہ more laws, less enforcement تو میرے خیال میں پنجاب حکومت نے اس کا عملی مظاہرہ کیا ہے اور یہ قانون بھی اسی طرح بنائے گا۔ گداگری بری چیز ہے تو اب میں ایک سیاسی بات کروں گا کہ جس قوم کے بائبلٹی ادارے مالی گداگری ہوں تو اس قوم کے بچوں کو گداگری سے کیسے روکو گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آخری بات کر کے میں آپ سے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے اجازت لوں گا کہ میسے میں نے کہا کہ یہ بحث کی جو گازی ہے اس کا چنانہیں پچھلے سال کون ڈرائیور تھا اور آج ڈرائیور بدل گیا تو ایک شعر کے ساتھ میں اپنی اس بات کو ختم کروں گا اس پر مجھے یہی کہنا ہے کہ۔

نہ انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور

جلی جا رہی ہے خدا کے سہارے

(نعرہ ہائے تحسین)

لیفٹیننٹ کرنل (ر) شجاعت احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی کرنل شجاعت صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ر) شجاعت احمد خان، جناب سپیکر! میرے کاضل رکن نے بڑی جذبات بھری تقریر کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنے جذبات میں آ کر میرے خیال میں یہ حلیہ اسنے جو اس کھوپٹے تھے تو میں انہیں یاد کروانا چاہتا ہوں کہ احسن اقبال کا تعلق نارووال سے ہے اور جو ویرن اس نے اس وقت دیا تھا وہاں کے ملنے کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ٹی وی پر زیادہ نظر آیا کرتا تھا۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کی پلاننگ کے لئے ملک کی اکانومی کی حالت بہتر ہونی چاہیے۔ آپ کی جیب میں کچھ پیسے ہوں گے تو آپ اسے خرچ کرنے کی کوئی منصوبہ بندی کریں گے تو میں ان کے دور کی یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ منجانبی میں کہتے ہیں کہ "کھلنے شعلم تے ذکر باداں دے"

میرا مقصد یہ ہے کہ اس وقت منصوبہ بندی کی یہ حالت تھی کہ احسن اقبال کو ایک علیحدہ سیل دیا گیا اور وہ ٹی۔وی پر لوگوں کو بے وقوف بناتے رہے۔ بیلو کیپ سکیم اور یہ موز وے کی آپ حالت دیکھ لیں جس کا بڑا جشن منایا گیا۔ وہاں جو یہاڑی ملاقہ ہے تو وہاں ایک ٹرک نہیں چڑھ سکتا تو ان کی پلاننگ ساری لوٹ مار کی پلاننگ تھی۔ یہ ان کے دماغ پر سوار ہو چکے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ایک آدمی کا جو ایسا کام ہے اس کو ضرور سراہنا چاہیے ملک کی اکانومی ٹھیک ہونی ہے تو یہ ہم ساری پلاننگ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی، جی محترمہ نشاط الخراء صاحبہ!

محترمہ نشاط الخراء، جناب سپیکر! میرے بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے، حکومتی بیگز اور اپوزیشن کی طرف سے بڑی جامع اور مدلل تقاریر اور بحث و بحث پر گل پر سوں سے شروع ہے میرا خیال ہے کہ اتنا کچھ کہا جا رہا ہے اگر میں اس پر اب جاؤں تو مجھے لگتا ہے کہ یہ repetition ہوگی۔ میں صرف آپ کی اجازت اور آپ کی وسالت سے بجٹ کے قمرات پر تھوڑی روشنی ڈالنی چاہوں گی۔

بدل کر ففیروں کا ہم بھیس غالب
تاشہ اہل کرم دکھتے ہیں

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے 17 بلین کا ریکارڈ ترقیاتی بجٹ پیش کرنے کا جو دعویٰ کیا کہ انہوں سے سابقہ بجٹ سے دو گنا بجٹ پیش کیا ہے ان کی یہ نوید بہت قابل تحسین ہے۔ وزیر موصوف نے اس بجٹ میں ملک کی خوشحالی اور ترقی کے لئے بڑے بڑے بند دعوے کئے ہیں کہ وہ اس ملک کو اس بجٹ کے حوالے سے اوج ثریا تک لے جائیں گے اس لئے ان کی پارٹی اور حکومتی فائدے ان کا یہ مردہ سن کر بظلمیں بجا رہے ہیں اور تقریضیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آرڈر پیپرز۔ معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ وہ خاموشی اختیار کریں۔

محترمہ نشاط افرا، جناب سپیکر!

آہ بہار کی ہے جو وزیر فنانس اینڈ نمرخ
مگر کچھ لوگ وہ اس شبہ میں مبتلا ہیں کہ

اڑتی سی اک خبر ہے زمانہ تیور کی
اور بہت سے لوگ سمجھتے ہوئے اور ڈرے ہوئے ہیں

کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
بہر حال اس بجٹ کے ثمرات کے لئے پوری قوم منتظر ہے

پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

دکھاتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

وزیر خزانہ نے اس بجٹ میں زندگی کی بنیادی سہولیات دینے کا اعادہ کیا ہے جو بڑا پرکش اور اس بجٹ سے ملک میں ہونا ک غربت اور تنگ دستی دور کرنے کا منظر پیش کر رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہر سطح پر طبی اور تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ اندسری لگا کر بے روزگاروں کو روزگار فراہم کیا جائے گا۔ یہ اس کے دلفریب دعوے ہیں عوام کو بھرپور زندگی دینے کے حسین خواب ہیں۔ ان حسین خوابوں کی تکمیل کے لئے فنڈز مختص کر دئے گئے ہیں مگر احتمال اور ڈر اس بات کا ہے کہ فنڈز کہاں اور کس طرح استعمال کئے جائیں گے؛ جب تک عملی طور پر کوئی منصوبہ

بندی نہیں کی جاتی، منسلک طریقے سے اس کو استعمال میں نہیں لایا جاتا۔ اس کا اس بجٹ میں کئے گئے وعدوں کا بھی حسب معمول کوئی رزلٹ سامنے نہیں آئے گا۔

ڈاکٹر فرزانه نذیر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانه نذیر، یہ تقریر دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے بھی پڑھ کر کی تھی۔ جی محترمہ!

محترمہ نشاط افزا، جناب سپیکر! 57 برس سے اس ملک کے عوام اسی طرح کے اسلامی بجٹوں میں گھسی پٹی تقریروں سے بہلنے جاتے رہے ہیں۔ آپ کی وساطت سے میں تمام ارکان اسمبلی سے استدعا کرتی ہوں کہ وہ نیک دلی، خلوص اور ایمانداری سے ساہا سال سے جو بجٹ دینے جاتے رہے ہیں ان کا تجزیہ کریں اور دیکھیں کہ ان بجٹوں نے قوم اور عوام کی کہاں تک تقدیر کو بدلا ہے۔

57 برس سے ہمارے ملک کے غریب عوام اپنی تمام تر محرومیوں اور پامالیوں کے ساتھ جس بے کسی اور بے بسی کی زندگی گزار رہے ہیں آج تک کسی بجٹ میں ان کی تقدیر نہیں بدلی۔ وہ غربت کی نیچی سطح تک صدیوں سے اسی مقام پر کھڑے ہیں جہاں سے وہ چلے ہیں۔

جناب سپیکر، محترمہ برائے مہربانی اپنی تقریر wind up کر لیں۔

محترمہ نشاط افزا، کیوں سر؟ میں نے تو ابھی شروع کی ہے یہ کیا بات ہوئی؟

جناب سپیکر، آپ کے پانچ منٹ ہو چکے ہیں اور آپ نے چٹ پر لکھا ہوا ہے کہ آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے طبیعت ناماذب ہے اس لئے آپ ختم کر لیں۔

محترمہ نشاط افزا، برائے مہربانی مجھے کچھ بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ نشاط افزا، جناب سپیکر! صدیوں سے اور ساہا سال سے ان کی حالت زار کا یہ نقشہ ہے۔

یہ جموں پٹیوں میں غریبوں کے بے گن لائے

یہ پٹیوں پر غریبوں کے زرد رو پچے

صدیوں سے سوال کرتے ہیں
 زمین نے کیا اسی کارن ایلج اگلا تھا
 کہ میرے دیس کے بچے بلک بلک کے مرین
 یٹیں اس نے ریشم کے ڈمیر بنتی ہیں
 کہ دختران وطن تار تار کو ترسین
 جہان نو کے معلوج اے عکراںوں ا
 نظام نو کے تھاضے سوال کرتے ہیں

کہ ہم کب تک ان کاغذی بجٹوں میں لپٹے ہوئے سنہری خواب موام کو دکھاتے رہیں گے اور ان کے جذبات سے کھیٹتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کا جو vision پیش کیا گیا ہے یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں۔ ساہا سال سے اس سے بہتر vision پہلے بھی پیش کئے جاتے رہے ہیں مگر موام کی حالت زار وہی ٹھاٹھ کے تین پات رہی۔ اب آپ زرمی اصلاحات کی بات کرتے ہیں وزیر اعلیٰ نے اس بجٹ میں بہت ساری مراعات دینے کا اعلان کیا ہے کہ ہم کسانوں کے لئے بیج دے رہے ہیں، کھاد دے رہے ہیں اور زمینیں دے رہے ہیں مگر جناب علیٰ امین آپ کی وساطت سے اس بات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ کسان، ہمارا ناتواں اور کمزور کسان آج تک صدیوں سے پیوند لگی دھوٹی، پیوند لگے کرتے میں طبوس چلا آ رہا ہے۔ لسی، پیاز اور اچار کے ساتھ روٹی کھاتا ہے ہمارا کوئی بجٹ آج تک اس کی تقدیر نہیں بدل سکا اور نہ اس کی معلوک الجھلی میں کوئی تبدیلی لاسکا۔ اسے دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ،

دہنٹل ہے کسی قبر کا ابلا ہوا مردہ
 بوسیدہ کفن جس کا ابھی زیر زمیں ہے

جناب سپیکر! پچھلے سال بھی وزیر خزانہ نے بہت اصلاحی بجٹ دیا تھا اور قوم کو بہت سارے سہانے خواب دکھانے تھے اور اس دفعہ بھی انہوں نے بجٹ میں بہت سارے ترقیاتی کاموں کا اعلان فرمایا ہے۔ جناب علیٰ امین اس میں کوئی ابہام نہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس

حکومت کے زیر سلیہ ملک نے بہت ترقی کی ہے ہم اس کی داد دیتے ہیں، ان کو سلام کرتے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے بہت اصلاحی کام کئے اور ملک میں بہت سی بہتریاں لے کر آئے ہیں ان کے کاموں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور انہیں بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ اب تعریفیں تو میں کر چکی۔

اے خدا شکوہ ارباب و کا بھی سن لے

غور گرم سے تمہوڑا سا کا بھی سن لے

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے واہ وزیر اعلیٰ صاحب واہ! واقعی آپ کے وقت میں قوم نے اور پنجاب نے بہت ترقی کی ہے، بہت ہی ترقی کی ہے یہاں تک کہ آپ اسے اوج تریا تک لے گئے ہیں۔ جی ہاں جناب! قوم اور پنجاب نے ترقی کی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے بڑے اصلاحی کام کئے ہیں۔ آپ نے ترقی کی ہے غربت اور املاں میں ترقی ہوئی ہے دہشت گردی میں ترقی ہوئی ہے ڈاکوں میں ترقی ہوئی ہے چوروں میں ترقی ہوئی ہے بے روزگاری میں ترقی ہوئی ہے کرشن میں ترقی ہوئی ہے وزیروں کی فوج ظفر موج میں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، محترم! اہمی راجہ ریاض صاحب نے بھی تقریر کرنی ہے تمہوڑی سی ان کے لئے بھی رستے دیں۔ (قبضے)

محترمہ نشاط افزا، کن کے لئے جی، جناب سپیکر! ایک ایک وزیر کو تین تین جگے اس لئے دیئے گئے ہیں تاکہ ان کو مراعات مل سکیں اور قوم کا کروڑوں روپیہ ان کی تنخواہوں پر ضائع کیا جاتا رہا ہے۔ ترقی ہوئی ہے قتل و غارت گری میں۔ جناب عالی! ان کی ترقی کا یہ میاں ہے کہ گوشت سو روپے سے اڑھائی سو روپے کر دیا گیا بڑا گوشت 65 روپے سے 120 روپے کر دیا گیا، آٹا 9 روپے سے 16 روپے کر دیا گیا، گھی کاٹن سو دو سو سے ساڑھے تین سو لے آئے۔

کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں

ہزاروں ہیں شکوے میں کیا کیا جاؤں

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔

محترمہ نشاط افزاء، نہیں۔ جناب! میں ابھی بولوں گی۔ یہ نہیں بت۔ (قتضے)

جناب سمیع اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکر، جی، سمیع اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب سیکر! میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس ایوان میں سیکر کو یعنی ڈانٹ کے لہجے میں کچھ کہنا بھی پارلیمانی آداب کے خلاف ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر یہ اتنی بات کریں تو اس میں اس بات کا خیال رکھیں۔

جناب سیکر، جی، مہربانی۔ انھوں نے ڈانٹ کر نہیں کہا۔ ان کا لہجہ ہی ایسا ہے۔

سید عبداللطیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکر، جناب علیم شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید عبداللطیم شاہ، جناب سیکر! اہل کی بات ہمیں سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اہل کو کہیں کہ ذرا آہستہ آہستہ بولیں۔

جناب سیکر، جی شکریہ، محترمہ! آپ فرمائیں۔

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکر، راجہ صاحب چلنے دیں۔ مزوز رکن کو بات کرنے دیں۔ جب آپ بات کریں گے تو پھر وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوں گی۔

محترمہ نشاط افزاء، جناب سیکر! پچھلے ایک سال سے اس بجٹ میں یہ حرف پوری آب و تاب اور دمک سے ہمک رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا پڑھا لکھا پنجاب، ان کا یہ خواب ہے۔ یہ حرف قوم کو سنانے کے لئے ٹی۔ وی پر اور اخباروں میں کروڑوں روپے اشتہارات میں صنایع کئے جا رہے ہیں۔ یہ وزیر اعلیٰ کا ہی خواب نہیں، ستاون برس سے یہ قوم اسی طرح کے خواب دیکھتی آ رہی ہے اور آپ سے گزارش کروں کہ پاکستان بنا ہی ان خوابوں کی تکمیل کے لئے تھا۔ انہی خوابوں کی تکمیل کے لئے پاکستان بنا تھا۔ یہ وزیر اعلیٰ کا خواب نہیں اور آج تک کوئی قوم، کوئی ملک تعلیم کو خواب کہہ کر نہیں بناتی۔ اس کو خواب نہیں کہا جاتا بلکہ ہر قوم، ہر ملک کا یہ اولین مقصد ہوا کرتا ہے تعلیم کو فروغ دینا۔

جناب سپیکر، محترم! wind up کریں پلیز۔

محترمہ نشاط افزاء، جی، میری تمویزی سی speech رہ گئی ہے۔

جناب سپیکر، اگر تمویزی سی speech رہ گئی ہے تو وہ پریس گیلری میں بھجوا دیں۔ وہ کل اخبار میں آجانے گی۔ (قہقہے)

محترمہ نشاط افزاء، جناب عالی! میری آپ گزارش سنیں۔ اس بجٹ میں وزیراعلیٰ نے تین اضلاع کو ماڈل ڈسٹرکٹ بنانے کا اعلان کیا ہے۔ ذرا آپ متوجہ ہوں کہ وہ کون سے اضلاع ہیں۔ منڈی بہاؤالدین جو کہ چودھریوں کا ضلع ہے۔ فانیوال جو ہراجوں کا ضلع ہے۔ ذیرہ غازی خان جو لغاریوں کا ضلع ہے۔ یہ وہ تین اضلاع ہیں جن کو ماڈل ڈسٹرکٹ بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ باقی اضلاع جہاں پر سیاستدانوں کا اور حکومتی نمائندوں کا غلبہ نہیں ان کو کچھ نہیں دیا گیا۔ یہ عوام کے اوپر سراسر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر، جی، شکر یہ، مہربانی۔ جناب جو نیل عام سوترا صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اہمی سمیع اللہ صاحب جو تقریر فرما رہے تھے اس میں انھوں نے خواہ مخواہ سپریم کورٹ کے ساتھ والی بڈنگ کا تذکرہ کیا ہے۔ جناب سپیکر، وہ الفاظ میں نے کارروائی سے حذف کر دیئے تھے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، [*****]

جناب سپیکر، یہ بھی میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ ویسے تو یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی

نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں پلیز۔ It is not a point of order.

جناب سپیکر، جی، جناب جو نیل عام سوترا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! مجلس عمل کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ کمزور ترین جمہوریت بھی آمریت سے بہتر ہے اور اگر جمالی صاحب کو کسی غلط طریقے کے ساتھ ہٹانے کی کوشش کی گئی تو مجلس عمل ان کا دفاع کرے گی۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بننا۔ آپ کی جب باری آنے گی تو آپ اس وقت بات کر لیں۔ جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، [*****]

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب کے تمام الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، رانا صاحب! آپ فرمائیں۔ میں نے رانا صاحب کو floor دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی constitutional point سے آپ کی رونگ چاہوں گا کہ جیسے آرٹیکل 62 کے تحت ممبروں کے لئے dis-qualifications ہوتی ہیں اسی طریقے سے کسی بھی پبلک آفس کے لئے dis-qualifications ہوتی ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک صوبائی ادارہ ہے جہاں پر ساری ملازمتوں کی بات ہوتی ہے۔ دو دن پہلے میں نے پڑھا کہ امین اللہ چودھری صاحب کو انہوں نے وہاں پر ممبر پبلک سروس کمیشن لگا دیا ہے۔ under the Constitution and rules کیا ایک آدمی جو کسی کیس میں approver رہا ہو کیا وہ یہ آفس hold کر سکتا ہے۔ اس پر میں آپ کی رونگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بننا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! اس سے زیادہ اور کون سا ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہو گا؟ جناب سپیکر، جی، چوہان صاحب! پلیز مختصر سی بات کریں۔ یہ بحث نہ شروع کر دیں۔ سب دوستوں نے بات کرنی ہے اور ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔

* حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سیکرٹری میں مختصر سی بات کروں گا۔ میں محترم ڈاکٹر وسیم اختر صاحب کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے یہ کہا کہ۔
 جناب سیکرٹری، ان کا تو میں نے ایک لفظ بھی کارروائی میں نہیں سنے دیا۔ میں نے کارروائی سے حذب کر دیا ہے۔ چوہان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، جناب جو نیل عامر سوترا صاحب۔۔۔
 جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سیکرٹری مختصر سی بات ہے۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سیکرٹری! اگر انھوں نے کوئی بات کی تو میں بھی جواب دینے کا حق رکھتا ہوں۔ (قطع کلامیں)

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سیکرٹری میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ مختصر سی بات ہے اور پورے ایوان کی بہتری کے لئے ہے۔۔۔

جناب سیکرٹری، جی، نہیں۔ میں اس پر کوئی debate نہیں کروانا چاہتا۔ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، جناب جو نیل عامر سوترا صاحب!

جناب جو نیل عامر سوترا، جناب سیکرٹری! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بحث پر کلمہ عرض کرنے کے لئے موقع دیا ہے۔
 راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ بیڑا کارروائی پلنے دیں۔ جی، سوترا صاحب!

جناب جو نیل عامر سوترا، جناب سیکرٹری! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کو اور وزیر خزانہ سردار حسین دریشک صاحب کو ایک متوازن، عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یقیناً وزیر اعلیٰ صاحب نے بجٹ جلتے وقت زندگی کے تمام شعبوں اور محکموں کے لئے فنڈز رکھے ہیں تاکہ عوام کو وہ تمام سہولیات فراہم کی جاسکیں جن سے وہ ناخوشی میں محروم رہے ہیں۔

جناب سیکرٹری! میں سب سے پہلے اس معزز ایوان کو اور چودھری پرویز الہی صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا اس احسن فیصلے کے لئے کہ جس کے تحت پانچ مرد مکانات کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ میں ٹراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا گورنمنٹ آف پنجاب کو کہ

جنہوں نے اپنے ایک احسن فیصلے کے ذریعے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15% اضافے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے minorities کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ یہ ممکن ہو سکا ہے کہ محترم چودھری پرویز الہی صاحب نے پنجاب کی تاریخ میں ایک علیحدہ minorities وزارت کے قیام کو ممکن بنایا اور اسی وزارت کے تحت انہوں نے پہلی دفعہ پنجاب کی تاریخ میں کرسٹن فنڈ کے اجراء کو ممکن بنایا۔ میں ان کو ثراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس independent ministry کے لئے دس کروڑ روپے کی خطیر رقم کا اعلان فرمایا ہے جو کہ یقیناً پنجاب کی تاریخ میں بلکہ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ملک پاکستان کے کسی بھی صوبہ میں ایسا پہلی دفعہ ممکن ہوا ہے کہ اتنی خطیر رقم کو minorities کی فلاح و بہبود کے لئے انہوں نے مختص کیا ہے۔ اس سے پیشتر کہ کوئی اور بات کروں! میں احسان اللہ وقاص صاحب جو کہ یہاں تشریف فرما بھی ہیں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ میں احسان اللہ وقاص صاحب کی توجہ بھی چاہوں گا۔ انہوں نے پرسوں اپنی تقریر میں minorities کے حوالے سے جو اچھے ریمارکس دیئے ہیں اس پر میں پوری community کی طرف سے آپ کی وساطت سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یقیناً مذہبی طبقہ کی طرف سے ایسے ریمارکس کا آنا ملک میں ایک اچھے معاشرے کی تشکیل کی بنیاد بنے گا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ بیان فرمایا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اقلیتوں کے مقدس مقامات کی renovation یا تعمیر کے لئے فنڈز کا اجراء کریں۔ میں آپ کی وساطت سے پورے ایوان میں یہ بات بڑے فخر سے بیان کرنا چاہوں گا کہ یہ بھی پہلی دفعہ ممکن ہوا ہے کہ کسی صوبے کے وزیر اعلیٰ نے اقلیتوں کی مقدس عبادت گاہوں کے لئے فنڈز arrange کئے ہیں۔ انہوں نے ہمیں اس بات خصوصی اجازت دے رکھی ہے کہ ہم اپنے ترقیاتی فنڈز کو اپنے مقدس مقامات کی renovation کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ میں یقیناً تعلیم کو بنیادی ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ کا یہ نعرہ ہے کہ "پڑھا لکھا پنجاب" اور یقیناً ہم سب کا بھی یہی خواب ہے۔ سالانہ بجٹ میں تعلیم کی مد میں ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور اس حوالے سے ایک جامع پالیسی تشکیل

دی گئی ہے۔ جس طرح کہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ تقریباً 7 لاکھ 25 ہزار طالب علموں میں ملت کتابیں تقسیم کی گئی ہیں۔ اس طرح سکولوں کو up-grade کرنے کے لئے تقریباً 2 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں سکولوں میں missing facilities کی فراہمی کے لئے ہماری حکومت نے جو سکیم شروع کی ہے وہ یقیناً قابل تعریف ہے۔ وزیر تعلیم صاحب یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں میں آپ کی وسالت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ تعلیم کو یہ ہدایت جاری فرمائی جائے کہ جب missing facilities کے حوالے سے پورے پنجاب کا سروے کیا جائے تو ایسے سکول جو کہ اقلیتوں والے علاقوں میں قائم ہیں انہیں بھی اس سروے میں لازماً شامل کیا جائے۔ پچھلے بجٹ میں ہم نے جو سکول لکھ کر دیئے تھے وہ سب کے سب نہیں لے جا سکے۔ غالباً دو یا تین سکول لئے گئے ہیں۔ missing facilities کی مدد میں 5 ارب روپے رکھے گئے ہیں تو اس رقم پر اقلیتوں کے علاقوں میں قائم شدہ سکولوں کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ دوسرے علاقوں میں قائم ہونے والے سکولوں کا ہے۔ آج سے تقریباً پندرہ بیس سال پہلے جب ہمارے تعلیمی اداروں کو nationalize کیا گیا۔ میں یہاں پر کسی جماعت کا نام نہیں لینا چاہوں گا۔ یہ سکول اس ملک اور صوبے کی بہت خدمت کر رہے تھے۔ ان صوبائی اداروں کی ایک اپنی پہچان اور تاریخ ہے جنہوں نے اس معاشرے کو پڑھا لکھا طبقہ فراہم کیا۔ جب یہ سکول nationalize کئے گئے تو اس سے نہ صرف ان سکولوں کا نقصان ہوا بلکہ ایک ایسی community کی خدمات کو بھی تباہ و برباد کر دیا گیا جو کہ اس ملک کو تعلیم کے میدان میں آگے لے جانا چاہتی تھی۔ اس حوالے سے میں صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اپنی پالیسی کے تحت ان سکولوں کی واپسی کو یقینی بنایا ہے اور آہستہ آہستہ یہ سکول واپس آنا شروع ہونے ہیں لیکن آج بھی ہمارے بہت سارے ایسے تعلیمی ادارے ہیں جو کہ محکمے کی نالاشی کی بنا پر ابھی تک ہماری community کو واپس نہیں ہو سکے۔ یہاں پر میں ایک نام خصوصی طور پر mention کرنا چاہوں گا۔ ہماری تحصیل سمندری میں " سینٹ ہانس ہانی سکول " ہے جس کی بابت میں ذاتی طور پر بارہا مرتبہ وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں گزارش کر چکا ہوں کہ اس سکول کی واپسی کے process کو جلدی مکمل کیا جائے تاکہ یہ سکول

اپنے اصل ملکوں کو واپس ہو سکے۔

جناب سپیکر! یہاں بجٹ میں اعلان کیا گیا کہ دیہی علاقوں میں پانچ پانچ مرے کے پلاٹ غریب لوگوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔ اس سلسلے میں ایک لاکھ 20 ہزار پلاٹس تقسیم کئے جائیں گے۔ جناب والا! یقیناً یہ ایک احسن قدم ہے۔ اس کے علاوہ یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک زرعی زمینیں بے زمین مزارعین میں تقسیم کی جائیں گی۔ میں آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ 1947 سے لے کر آج تک ایسی کسی بھی پالیسی میں minorities کو مناسب طور پر حصہ نہیں دیا گیا نہ ہی ان کی کوئی نمانندگی رکھی گئی ہے۔ میں آپ سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ہماری حکومت نے یہ احسن قدم شروع کیا ہے تو minorities سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا بھی اس ملک کے وسائل پر ان زمینوں پر انتخابی حق ہے جتنا کہ کسی اور طبقے کے افراد کو حاصل ہے۔ دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی تمام مسیگی آبادیاں کہ جن کی تفصیلات ہم محکمہ بلدیات یا بورڈ آف ریونیو کو دے چکے ہیں جو کہ 1985 سے بھی پہلے کی ان مقامات پر آباد ہیں۔ ملکاتہ حقوق کے سلسلے میں ان کا باقاعدہ سروے بھی ہو چکا ہے تو ان تمام آبادیوں کو ملکاتہ حقوق دینے جائیں تاکہ ہماری communities کا دیرینہ مطالبہ پورا ہو سکے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں بیت المال کے لئے فنڈز کا اجراء کیا گیا ہے۔ آج سے تقریباً دو تین سیشن پہلے ایوان میں ہمارے ایک اقلیتی رکن نے بیت المال کے حوالے سے بات کی تھی۔ اس وقت بھی میں نے point of order پر کھڑے ہو کر وضاحت کی تھی۔ میری حکومت سے یہ اسناد ما ہو گی کہ تمام اضلاع میں جو بیت المال کیبیلیں تشکیل دی جا رہی ہیں ان میں اقلیتوں کے نمانندوں کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے علاوہ بیت المال میں اقلیتوں کی آبادی کے لحاظ سے ان کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ اقلیتی مستحق لوگوں کو بھی بیت المال سے مناسب حصہ مل سکے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں شبہ صحت کے لئے ایک خطیر رقم مختص کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ اس میں تقریباً 5-ارب 50 کروڑ روپے کی رقم تجویز کی گئی

ہے۔ میں جناب والا! ان سے ایک معمولی سی گزارش کرنا چاہوں گا کہ ضلع خوشاب میں ہمارا ایک گاؤں 59/DB ہے جہاں پر B.H.U کی ضرورت ہے اور حکم نے اپنے طور پر اس کا سروے بھی کیا ہے۔ اس حوالے سے ساری رپورٹس positive ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر خزانہ اور وزیر صحت اس معاملے میں ہمارے ساتھ ہماری برتیں۔ مسیحوں کے اس بہت بڑے گاؤں میں B.H.U قائم کرنے کے لئے رقم فراہم کریں تاکہ وہاں پر بسنے والے مسیحوں کو بھی اس سہولت سے فیض یاب ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں اریگیشن کے حوالے سے بھی تمہارا عرض کرنا چاہوں گا۔ میں نے اپنی معمولی بھٹ تقریر میں بھی وزیر آبپاشی صاحب سے آپ کی وساطت سے کچھ گزارشات کی تھیں۔ اس مرتبہ پہلے کی نسبت اس میں زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ تقریباً 5۔ ارب 30 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں۔ میں تمہارے دکھ کے ساتھ یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ پچھلے بھٹ میں اور اس موجودہ بھٹ میں ہمارے مسیحوں کاؤں خشک پور 424 یا کسی دوسرے گاؤں کے لئے اریگیشن کے حوالے سے ایک بھی سکیم نہیں رکھی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اتنی عظیم رقم میں سے اقلیتی آبادی والے گاؤں کو بھی یہ سہولت فراہم کی جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں خصوصی ایجوکیشن کے حوالے سے معمولی سی عرض کرنی چاہوں گا اور میں خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہوں گا کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں خصوصی بچوں کے لئے سکول قائم کرنے کے لئے حکومت نے ایک جامع پروگرام بنایا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے شہر فیصل آباد کی میٹریڈ کالونی میں سینٹرل ایجوکیشن کا ایک سکول ہے۔ اس کے بارے میں پچھلے دو تین ہفتوں سے یہ افواہ چل رہی ہے کہ شاید اس سکول کو یہاں سے ہٹ کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سکول کو وہیں پر رستے دیا جائے کیونکہ طالب علموں کے لئے بھی وہ مناسب جگہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور حکومت پنجاب اور خصوصاً چودھری پرویز الہی صاحب کو مبارک بلا پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن

بحث پیش کیا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ سید مجاہد حسین شاہ صاحب!

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ابھی ہمارے جملی نے یہاں کہا تھا کہ اگر جمالی صاحب کی حکومت ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو ہم جمالی صاحب کا ساتھ دیں گے۔ تو میں متحدہ مجلس عمل کے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے جس دو نمبر طریقے سے اپنا اپوزیشن لیڈر بنایا ہے۔ ہم اس پر پہلے ہی یہ کہہ چکے ہیں کہ یہ حکومت کی بی ٹیم ہے۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ راجہ صاحب! میز تشریف رکھیں۔ جی جناب مجاہد حسین شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

سید احسان اللہ وقاص، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم ان کے اپوزیشن لیڈر کی بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ کا جواب میری طرف سے آ گیا ہے۔ میز تشریف رکھیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! پہلے تو میں اپنے نام کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ میرا نام سید مجاہد علی شاہ ہے۔ مجاہد حسین شاہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن ادھر مجاہد حسین شاہ لکھا ہوا ہے۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب! اب ریکارڈ میں میرا نام درست کر لیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بحث کے متعلق بات کرنے کی اجازت دی۔ یقیناً مجھ سے زیادہ دانا معزز اراکین اسمبلی نے اس پر سیر حاصل باتیں کی ہیں۔ جو میری ناقص عقل میں باتیں ہیں اب وہ میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی ملک کے استحکام کے لئے اس کے معاشی استحکام کے لئے اس کی معاشی ترقی کے لئے اداروں کی مضبوطی لازم ہوتی ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں ادارے ہمیشہ کمزور رہے ہیں اور خصوصی طور پر ہمارے

ملک کے جو سیاسی ادارے یا پارلیمنٹ کہ لیجیے اسے ہمیشہ مذاق بنایا گیا ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دو اڑھائی سال رکھی گئی ہے۔ اب بھی تقریباً دو سال ہونے کو ہیں تو انہیں اور سازشیں شروع ہو گئی ہیں۔ اس وقت ملک میں پارلیمانی نظام حکومت قائم ہے۔ عملی طور پر جو دیکھا جا رہا ہے وہ صدارتی نظام حکومت چل رہا ہے۔ میں جس کی مثال اس طرح دوں گا کہ پنجاب اسمبلی کو لے لیجئے کہ جب سے بخت تقریریں شروع ہوئی ہیں آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ حکومتی بیجز سے کسی بھی منزز رکن اسمبلی نے اپنے پارلیمانی چیف جسے وزیر اعظم کہتے ہیں کے بارے میں اپنی تقریر میں وزیر اعظم جلی صاحب کا نام تک نہیں لیا کہ انہوں نے ان کے اوپر کوئی مہربانی فرمائی ہو۔ آپ مجھے ان کی ایک تقریر بتادیں جس میں انہوں نے یہ کہا ہو کہ ہمارے وزیر اعظم نے اس ملک پر یہ مہربانی کی ہے۔ یہ صدر صاحب کا نام لیتے ہیں۔ دراصل یہ بھی سچے ہیں۔ ان کو علم ہے کہ ہماری زندگی صدر صاحب کے پاس ہے جیسے کسی زمانے میں کہانیاں سنتے تھے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کو صاحب پوائنٹ آف آرڈر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! مجاہد علی شاہ صاحب جو فرما رہے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ پنجاب اسمبلی ہے۔ ہمارے لیڈر چودھری پرویز الہی صاحب ہیں اور پنجاب کا بخت چودھری پرویز الہی صاحب کی ٹیم نے دیا ہے اور سارے لوگ ان کو appreciate کرتے رہے ہیں۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ صدر صاحب کا نام لیتے ہیں۔ صدر صاحب کا نام اس وقت لیا جاتا ہے جب یہ directly صدر صاحب پر attack کرتے ہیں اس وقت ہم defend کرتے ہیں اور ہم defend کریں گے۔ یہ لوگ جو آج بات کرتے ہیں کہ یہ جرنیل کو defend کر رہے ہیں یا جرنیل صاحب کی ٹیم ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کن کن جرنیلوں کی پیداوار ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر، اب میں نے اس پر بحث تو نہیں کروائی۔ جناب شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! منزز رکن فرما رہے تھے کہ جب بھی صدر صاحب پر کوئی attack ہوتا ہے تو پھر ہم بولتے ہیں۔ ابھی تک میں نے تو ان پر کوئی attack نہیں کیا۔ پتا نہیں یہ کیوں بول رہے ہیں؟ میں سسٹم کی بات کر رہا تھا شاید کو صاحب نے ابھی نہیں پڑھا کہ

پارلیمانی سسٹم میں وزیر اعظم ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ وزیر اعظم ہی پارٹی کا ہیڈ ہوتا ہے۔ ٹھیک ہے وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب کے سربراہ ہیں اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے مگر ان کا تعلق کسی پارٹی سے ہے یہ کوئی غیر جماعتی۔۔۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! چونکہ آپ کا نام تو وزارتہ گیا ہے اس لئے بحث پر بھی بات کریں۔ سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! یہ میری بد قسمتی سمجھیں کہ جب میری باری آئی تو شاید آپ کے پاس نام کم ہو گیا ہے۔ ہم نے صبح سے دو دو تین تین گھنٹے بھی تقریریں سنی ہیں۔ لہذا مہربانی فرمائیں اور مجھے بھی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، وہ تو ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا کہ پارلیمانی پارٹیز کے لیڈرز کو زیادہ نام دیا جانے کا لیکن باقی معزز اراکین کے لئے پانچ پانچ منٹ ہیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب والا! ان لیڈروں کے علاوہ بھی کئی معزز رکن بولے ہیں۔ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر، جی! آپ بحث پر فرمائیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ میں جو بھی بات کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ وہ positive ہو گی میں کسی پر تنقید کی بات نہیں کرنا چاہتا۔ شاید آپ بھی گھبرا گئے ہیں کہ میں نے صدر صاحب کے متعلق کوئی سخت بات کر دی۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں بحث کے متعلق بات کروں گا کہ ایوان میں بحث پیش کر دیا ہے اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے یہاں پر اس کی تقریر پڑھی ہے۔ جہاں بھی ڈیمو کریٹک سسٹم ہے آپ کسی بھی ملک کو دیکھ لیں۔ آپ امریکہ کو دیکھ لیں، انگلینڈ کو دیکھ لیں یا اور ممالک کو دیکھ لیں وہ بحث عوامی فائدے سے جاتے ہیں جو پارلیمنٹ کا حصہ ہوتے ہیں۔ آپ نے ہر ٹکڑے کے متعلق ہاؤس کی سینیٹنگ کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ میں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کمیٹی کا ممبر ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کمیٹی کا بحث جانے میں کردار نہ ہو۔ اس کے بغیر بحث بن ہی نہیں سکتا۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب بتائیں کہ جو پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی سینیٹنگ

کمیشن بنی ہوئی ہے اس کی کون سی سہولیات پر عمل کیا گیا ہے؟ اس کا تو آج تک اجلاس ہی نہیں ہو سکا، دو سال ہو چکے ہیں لیکن آج تک کسی سینیٹنگ کمیشن کا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ اگر ان سے کام نہیں لینا تو پھر ان کو عوامی خواہ مراعات دینے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے سینیٹنگ کمیٹیوں کے 42 چیئرمین بنانے ہونے ہیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو ان کو کازیاں دی ہیں انہیں جو تنخواہیں دے رہے ہیں وہ کس حساب سے دے رہے ہیں؟ ان کا role کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ آپ نے ان کو وہاں پر oblige کیا ہے۔ آپ ان کو کاریں، تنخواہ اور سٹاف دے کر oblige کر رہے ہیں لیکن ان سے کوئی کام نہیں لیا گیا۔ ہر محکمے کی سینیٹنگ کمیٹی موجود ہے۔ میں سارے ہاؤس سے یہاں پر پوچھتا ہوں۔ جب ہم اپنی چیئر پرسن صاحبہ سے پوچھتے ہیں کہ ہماری سینیٹنگ کمیٹی کے لائق کوئی کام نہیں ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ جی اوپر سے حکم نہیں ہوا۔ ہم منت کر رہے ہیں حکومت کی کہ وہ مہربانی کریں اور ہمیں اجلاس بلانے دیں۔ لیکن اجازت نہیں مل رہی اگر ان کو میٹنگ کرنے کی اجازت ہی نہیں ہے تو یا سارا سسٹم جو ہے یہ صرف دکھاوے کا سسٹم ہے اور میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر پارلیمنٹ کے معزز اراکین نے اس بجٹ بنانے میں حصہ نہیں لیا یا ان کو حصہ نہیں لینے دیا گیا تو میں یہ بھی یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس میں ہمارے وزراء کا بھی کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ یہ لگی لکھائی تقریر جو ہمارے یورو کرپشن نے بنائی ہے اور ہمارے بھائی جناب حسین بہادر دریشک صاحب نے پڑھ دی ہے۔

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال، شکریہ جناب سپیکر! میں محترم شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ سینیٹنگ کمیٹی کا کام بجٹ بنانا نہیں ہے۔ اگر میں کوئی غلط بات کر رہا ہوں تو معزز رکن اپنے ذہنی لیڈر صاحب سے دریافت کر لیں یا تو روز کو تبدیل کریں ورنہ سینیٹنگ کمیٹی کا کام ہاؤس کے بزنس کو چلانا ہے نہ کہ بجٹ بنانا ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ جی شاہ صاحب! آپ فرمائیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ نجف سیال صاحب ایک سرکاری آفیسر رہے ہیں آپ کسی پارلیمنٹریں سے پوچھیں ان کے ساتھ سینئر پارلیمنٹریں بیٹھے ہیں۔ آپ بتائیں کہ سینڈنگ کمیٹیوں کا کوئی رول ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، آپ اپنی بات کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! آپ خود بہتر سمجھتے ہیں کہ اگر سینڈنگ کمیٹیوں کا کوئی رول نہیں ہے تو میں پھر یہی عرض کر رہا ہوں کہ تنخواہیں دینے اور کاریں دینے اور اس سارے سلسلے کا کیا فائدہ ہے۔ پنجاب کے اور ملک کے کروڑوں روپے اس میں خرچ ہو چکے ہوں گے یہ کیوں ضائع کئے جا رہے ہیں۔ مہربانی کریں۔ جو سسٹم کی ذمہ داری ہے اس کو پورا کیا جانے۔ اگر ہم original system پر چلیں گے تو یقیناً بہتری ہوگی۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں اپوزیشن کا رکن ہوں مجھے اس کے اختیارات دے دیں۔ میں کہتا ہوں انہیں اختیارات دیں۔ جو ہمارے بھائی بیٹھے ہیں انہیں اختیارات دیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس عقل نہیں ہے؟ عقل سے بہرہ ور ہیں۔ ہر چیز یہ جانتے ہیں ہر چیز کی بنیاد جانتے ہیں یہ دیہاتوں کے مسائل جانتے ہیں شہروں کے مسائل جانتے ہیں اور زراعت کے بھی مسائل جانتے ہیں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو ان سے پوشیدہ ہو۔ اگر اس بحث جاننے میں ان کا بھی حصہ ہوتا تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آج ہم یہ نہ کہہ رہے ہوتے کہ غریب عوام کا مسئلہ کیا ہے۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ بحث میں کیا relief دیا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بڑی خوب صورت تقریر ہوئی ہے۔ ماشاء اللہ وزیر خزانہ صاحب نے بڑی اچھی اچھی باتیں کی ہیں مگر غریب آدمی کہتا ہے کہ ہمارے پیٹ کے لئے کیا کیا ہے۔ ہمیں relief کیا دیا گیا ہے۔ اس کو تو آنے کی ضرورت ہے۔ کیا آپ نے شہروں میں رتنے والوں کو کوئی سبزی دی ہے کہ وہ سستا آنا حاصل کر سکیں۔ گوشت کاریٹ اتنا بڑھ گیا ہے اور آپ نے کوئی ایسا پروگرام یہاں پر بتایا ہے کہ ----

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جناب کارروائی کو چلنے دیں۔

جناب نجف عباس سیال، جناب والا ہر کسی کو پتہ ہے کہ آنے میں سبزی دی گئی ہے۔
جگہ جگہ پر فینر پرائس ٹائٹس موجود ہیں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! تشریف رکھیں وزیر خزانہ صاحب جب wind up کریں گے تو
تفصیل کے ساتھ بتادیں گے۔ شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب والا مجھے بڑی حیرت ہوئی ہے کہ پورا ایوان بیٹھا ہے اور بڑی دیدہ
دلیری سے ایک معزز رکن یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں ہم نے آنے میں ریٹیف دیا ہے۔ اگر یہ بات
سزک پر کہیں تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ عوام ان کے اوپر متھراؤ کریں گے۔ یقیناً
میں کہہ سکتا ہوں۔ یہ یہاں پر بیٹھ کر اس نے کہہ رہے ہیں کہ انہیں پتہ ہے کہ یہاں کسی نے
ان کو کچھ نہیں کہا۔ جو مرضی آنے یہ کہیں۔ اس ہاؤس کی روایت بن گئی ہے کہ ہم جو مرضی
آنے جتنا مرضی جموٹ بول لیں سب اجازت ہے کوئی روک نوک نہیں ہے۔ جناب! ملاحظہ
فرمائیں آنے کا ساڈرین۔۔۔

محترمہ ماہاراجہ ترین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ ماہاراجہ ترین، جناب والا یہ باد بادی کہتے ہیں کہ آنے کا رینٹ غریب عوام کی پہنچ سے باہر
ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں بھی اس کا احساس ہے وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی احساس ہے اور
اگر انہیں یاد نہیں تو میں یاد دہانی کروانا چاہوں گی کہ آنے کے لئے تیس روپے کھون کی جو
سکیم شروع کی گئی تھی وہ بھی چودھری پرویز الہی کی حکومت میں شروع کی گئی تھی اور یہ
وزیر اعلیٰ کا initiative ہے تو اس کو یہ کیوں بحال جلتے ہیں؟ کم از کم اچھے کام کو تو سراہنا
چاہیے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

سید مجاہد علی شاہ، جی! شاہ صاحب!

محترمہ عبیدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ عابدہ جاوید، جناب والا یہ سب مانتے ہیں کہ سنگٹی ہو رہی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں اس پر کبھی غور کیا اور جرأت مندانہ اقدامات کئے گئے۔ سب کہتے ہیں کہ یہ ایک زرعی ملک ہے ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ اوپر صدر محترم سے لے کر نیچے تک اس چیز کا احساس کر رہے ہیں کہ زمینیں بخر ہو رہی ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ احصیات کے باوجود وہ اس پر فیصد نہیں کر پاتے جرأت نہیں کر پاتے۔ جب تک ہم 60 بارغ ڈیم نہیں بنائیں گے اس وقت تک ہماری زمینیں بخر ہو جائیں گی۔ ہمیں گندم بھی باہر سے درآمد کرنا پڑے گی۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

اللہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ جب ایک معزز رکن بڑے اہم issue پر تقریر کر رہا ہو تو کیا بار بار پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اسے interrupt کیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر، ان کا پوائنٹ آف آرڈر تو relevant نہیں ہے وہ تو میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے لیکن معزز رکن نے بات کر لی اب اس پر کیا ہو سکتا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! آنے کا رینٹ ملاحظہ فرمائیں۔ جس کے متعلق سیال صاحب بڑے فخریہ انداز میں کہہ رہے تھے کہ ہم نے بڑا relief دیا ہے۔ آٹا جو ہے آج سے پانچ سال پہلے 1999 کی گورنمنٹ میں آنے کا قہیلا 140/- روپے فی 20 کلوگرام فوڈ سٹپ سکیم کے تحت ملتا تھا۔ اس وقت 20 کلو آنے کا قہیلا 250/- روپے میں دستیاب ہے۔ اس کے بعد بھی بے شرمی سے کہتے ہیں کہ جناب ہم نے محام کو relief دیا ہے۔ غریب کو ہم نے relief دیا ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کمی کا رینٹ 1999 میں 40/- روپے کو تھا۔ آج وہ 70/- روپے کو تک پہنچ چکا ہے۔ آپ یوٹیلٹی بل کو ہی لے لیں اس میں سو فیصد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ غریب آدمی کا جو گھر ہے وہیں پر 1999 میں 50/- روپے سے لے کر 100/- روپے تک بل آتا تھا۔ آج اس کا بل سینکڑوں میں آتا ہے۔ پٹرول ڈیزل کو بھی آپ دیکھ لیں اس میں بھی سو فیصد سے زیادہ کا اضافہ ہو چکا ہے۔

اس بحث میں اگر کوئی ریٹیف دینا ہوتا تو سب سے پہلے ان غریب آدمیوں کو دیتے۔ جن کے گھر میں چوہا نہیں چل رہا۔ وہ بار بار ہم سے تقاضا کرتے ہیں کہ جناب ہمارے لئے کیا کر رہے ہیں۔ اگر پنجاب کی حکومت اور وفاقی حکومت ان غریبوں کے لئے کچھ کرتی تو یقیناً میرے پاس آج یہ مواد نہ ہوتا کہ میں ان باتوں کے متعلق یہاں پر بحث کر رہا ہوں۔

جناب سٹیٹیکر، اب آپ wind up کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب! ایسی تو میری بات شروع ہوتی ہے۔ آپ مہربانی کریں۔

جناب سٹیٹیکر، جی، جلدی کریں اور wind up کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب! ہمارے کچھ دوست یہاں پر اٹھ کر کہتے ہیں کہ اس دور میں پیسے کی فراوانی ہو گئی ہے معاشی استحکام آ گیا ہے۔ reserves بڑھ گئے ہیں۔ میں تو نوا سا بچھے کی طرف جاتا ہوں۔ صرف ان کا ملاحظہ درست کرنے کے لئے میں عرض کروں گا کہ پچھلے دور میں اس وقت جو ایم ادمر بینٹی ہے آپ سب بھی اس میں شامل تھے۔ اس وقت اس ملک کو جو مسائل تھے۔ انڈیا نے ایشی دھماکا کیا تو پوری قوم نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم بموکے مر جائیں گے مکاس کھالیں گے لیکن ایشی دھماکا کیا جانے۔ اس وقت کے لیڈر میں محمد نواز شریف نے قوم کی آواز کے اوپر لبیک کہا اور کنٹن کے فونوں کو ٹھوکر ماری اور ایشی دھماکا کیا۔ جس کی وجہ سے اس ملک کے اوپر معاشی پابندیاں گئیں اور اس کے علاوہ بھی کئی پابندیاں گئیں قرضوں کو بند کر دیا گیا۔ re-scheduling ختم کر دی گئی۔ اگر اس وقت نواز شریف یہ فیصلہ کرتا کہ میں نے ایشی دھماکا نہیں کرنا اور کنٹن کا کہنا مانا ہے تو میں آج یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو خوش خبری یہ ہمیں سناتے ہیں کہ جناب reserve بڑھ گئے ہیں تو اس وقت تو انہوں نے offer کی تھی کہ ہم پورے ملک کا قرضہ صاف کرتے ہیں۔ جو بھی یہ ملک ڈیپانڈ کرے ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر کچھ قومی غیرت بھی ہوتی ہے۔ قومی غیرت کو سامنے رکھتے ہوئے ان آفروں کو ٹھوکر ماری گئی اور ہم نے مصیبتیں بھیں۔ آج اسی انشم ہم کی وجہ سے ہم سب محلوٹ ہیں۔ انڈیا کی فوج ایک سال ہمارے بارڈر پر بیٹھی رہی ہے اگر

ہمارے پاس وہ ایٹم بم نہ ہوتا تو آج تک پتا نہیں ہم کہاں ہوتے۔ اس کے بدلے میں آج اگر یہ قوم کو فویہ سلاتے ہیں کہ ہم نے reserve بڑھائے، ہم نے یہ ترقی دے دی تو یہ کس قوم کی غیرت کہتی ہے کہ اپنے بھائیوں کو شہید کرا کر، مسلمانوں کا قتل عام کرا کر، کشمیری مجاہدین کا قتل عام کرا کر افغان بھائیوں کا قتل عام کرا کر، طالبان کا قتل عام کرا کر اور وانا کے مجاہدین کا قتل عام کرا کر اگر یہ مراعات لینی تھیں تو یہ مراعات پھیلے مل سکتی تھیں۔ یہ کیا کہتے ہیں۔ کچھ ہماری غیرت ختم ہو چکی ہے۔ ہمارے اندر وہ جذبات نہیں رہے۔

وزیر امداد باہمی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، کرنل محمد انور صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر امداد باہمی، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی ایک دو مرتبہ اور آج پھر ایٹم بم کے حوالے سے کسی صاحب کا ذکر کیا جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حقائق کو مسخ کر کے اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے اس سے پہلے اور آج بھی جو تقاریر ہوئیں ان میں تاثر یہ دیا گیا کہ شاید یہ ایٹم بم اتفاق فاؤنڈری میں بنایا گیا۔ آپ اس چیز سے آگاہ ہیں کہ ایٹم بم کا خالق کون تھا، اس کا موجد کون تھا اور اس کو سنبھال کر رکھنے والا کون تھا۔ بد قسمتی سے ان کی contribution صرف یہ ہے کہ یہ اس وقت اس ملک کے وزیر اعظم تھے۔ اس کے علاوہ ان کی اس پورے process میں کوئی رول نہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انڈیا نے پہلے دھماکا کیا اور اس کے جواب میں ہمیں یہ دھماکا کرنا پڑا۔ اس وقت انہوں نے اس ایٹمی دھماکے کو بھی لوٹ مار کا ایک حصہ بنایا اور اپنے کروڑوں ڈالر اس ملک سے لے جا کر باہر منتقل کئے اور غریب بھریوں کے ضبط کر لے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ جی شاہ صاحب! ایک منٹ ہے آپ کے پاس 'پلیز' wind up کریں۔

مختصر کریں پلیز!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں اتنا عرض کروں گا کہ فرق اتنا ہے کہ میرے معزز وزیر صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ جناب! یہ غلط کہہ رہے ہیں اور باتوں کو مسخ کر رہے ہیں۔ تاریخ ان سے پوچھے گی کہ کس نے مسخ کیا ہے؟

جناب سٹیجیٹر، فیک ہے یہ تاریخ پر ہی محمود دیں۔ آپ بجن بت کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، تاریخ ان سے پوچھے گی کہ ڈاکٹر قہر جیسے محسن پاکستان کو آج آپ نے قید کروا کر رکھا ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اسے قید کروا دیا ہے۔ اگر آپ اس کے حیر خواہ تھے، اس پروگرام کے حیر خواہ تھے یا فوج ہی اس کی نگرانی تھی تو پھر یہ سدا کچھ آج فوج کی نگرانی میں کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سٹیجیٹر، شاہ صاحب! آپ پلزز بجن پر آئیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب! میں بجن پر آتا ہوں۔ میں سب سے پہلے زراعت کے متعلق بات کروں گا۔ زراعت کے متعلق وزیر خزانہ صاحب نے جو تقریر پڑھی ہے اس میں انہوں نے جو کچھ حمایت کی ہیں ہم اس سلسلے میں ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مہربانی کی ہے۔ مگر اس میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ 1999 میں ڈیزل کا ریٹ نو روپے فی لیٹر تھا۔ آج پچیس روپے لیٹر ہے۔ ڈی۔ اے۔ پی کی کھلا کے بارے میں بڑے فخریہ انداز میں کہا جاتا ہے کہ جناب! ہم نے ڈی۔ اے۔ پی کی کھلا پر سو روپیہ محمود دیا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں 1999 میں پانچ سو روپے کی بوری تھی آج ہزار روپے کی بوری ہو گئی ہے۔ اس میں سے صرف ایک سو روپیہ محمود ہے تو انہوں نے کسانوں کے اوپر بڑا احسان کیا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بجن تقریر کے بعد یوریا کھلا پندرہ بیس روپے مزیہ منگی ہو گئی ہے۔ ادھر سے سو روپیہ رعایت کی ہے تو ادھر سے یوریا کھلا پچیس روپے منگی ہو گئی ہے۔ بجلی کا بل کلیٹ ریٹ کے تحت ساڑھے چار ہزار روپے تقریباً تھا۔ آج ایک بجلی کے یوب ویل کا بل بیس ہزار روپے سے کم نہیں آتا۔ ہمارے زرعی آلات کے سو فیصد ریش بڑھ چکے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اگر اس وقت ہم نے زراعت پر فوکس کیا ہوا ہے۔ یقیناً یہ ایک زرعی ملک ہے اور ہم نے زراعت کو ترقی دے کر ہی اس ملک کو ترقی دلوانی ہے۔ گل یہاں منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ہم ڈبلیو ٹی او کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کر رہے ہیں تو یہی تیاری ہو رہی ہے، یہی کاشتکاروں کو مراعات دی جا رہی ہیں۔ کاشتکار اس وقت میں چکا ہے۔ صدر صاحب نے بنکوں کو جو حمایت کی ہے جو ان پر interest بڑھا دینے ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ان کے ماتحت کو پنجاب کو آپریٹو بنک ہے۔ میں نے پہلے ہی

ایک دفعہ کو آپریٹو بینک کی بہتری عرض کی تھی اس بینک نے وہ بنک no loss no profit کے تحت شروع ہوا تھا کہ صرف کسانوں کو مراعات دینی تھیں اس سے کوئی interest نہیں کھانا تھا۔ کئی سال وہ بینک بیئر interest کے چلتا رہا۔ آج جب ان کے دل اتنے بڑے ہو گئے کہ جناب ایم چودہ فیصد سے نو فیصد پر لے آئے ہیں تو میں بڑا ہی مایوس ہوا ہوں۔ جب انہوں نے کو آپریٹو بینک کی طرف سے اس میں نہ کوئی رعایت دی اور نہ ہی ان کاشتکاروں کے لئے کوئی جموٹ دی ہے جو بے چارے متروض ہو چکے ہیں۔ پنجاب بینک کا بھی یہی حال ہے۔

جناب سیکرٹری میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ ہمارا ادارہ فو کس ایگریکلچر پر ہے تو یہ بتائیں کہ industrial loan تو اس وقت چار فیصد پر مل رہا ہے بلکہ تین فیصد پر آ گیا ہے اور یہ ہمارے اوپر مہربانی کرتے ہیں کہ جناب نو فیصد کر دیا ہے تو پھر بھی ہم پر مہربانی ہے۔ یعنی ان بنکوں سے تو اب کوئی لون لے ہی نہیں رہا۔ صدر مشرف صاحب نے جو مہربانی کی ہے industrialist کو جیلوں میں ڈالا ہے اور کاشتکاروں کو پٹیلے جیلوں میں ڈلوا دیا تھا۔ انہوں نے کو آپریٹو اور پنجاب بینک میں جموٹ کا کوئی اعلان نہیں کیا کہ ہم کاشتکاروں کو کیا مراعات دے رہے ہیں؟

جناب سیکرٹری اسی طریقے سے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس وقت اگر زراعت کو ترقی دلائی ہے تو اس میں لیزر یونٹ کی اشد ضرورت ہے۔ کھالوں کو بچھتہ کرنے سے زیادہ اس وقت رقبے کو یول کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اور آپ ایکسپریٹس سے پوچھ لیں، آپ لیزر یول مہیا کریں اور ہم اپنے رقبے ہموار کر لیتے ہیں تو اس سے آپ کا میچاس فیصد پائی save ہو سکتا ہے۔ آپ یونین کونسل یول پر لیزر یول کو آرگنائز کریں اور ہر یونین کونسل کے پاس ایک لیزر یول ہونا چاہیے۔

جناب سیکرٹری ایگریکلچر میں سب سے بڑا مسئلہ مارکیٹنگ ہے۔ ہم آج تک مارکیٹنگ کے شعبے کو صحیح طریقے سے آرگنائز نہیں کر سکے۔ کسان ایک فصل بہت زیادہ کاشت کر لیتے ہیں اس کارینٹ ڈاؤن ہو جاتا ہے۔ ایک فصل کم کاشت ہوتی ہے تو اس کارینٹ زیادہ ہو جاتا ہے۔

جناب سیکرٹری، شاہ صاحب wind up کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سیکرٹری لڈ کیننگ کی بات ہو رہی تھی۔ اس وقت یقیناً اس شعبے میں لڈ کیننگ سب سے اہم مسئلہ ہے۔ اس کے متعلق ہمیں ضرور سسٹم کو آرگنائز کرنا پڑے گا۔ ایسا کوئی سلسلہ یا طریقہ ہو کہ جس سے ہم کاشتکار کی اپنی ذمہ داری کو سامنے رکھ کر آرگنائز کریں کہ وہ غلطی حاصل اتنی کاشت کرے، جس سے ان کو بھی مناسب قیمت مل جائے اور اگر آپ ایکسپورٹ کرنا چاہیں تو اس کا بھی پہلے بندوبست ہو۔ یہاں پر صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک فصل جب زیادہ کاشت ہوتی ہے تو وہ مٹی کو چوں میں رُل جاتی ہے اور ایک فصل جو کم کاشت ہوتی ہے تو اس کا ریٹ آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ اس میں خاص طور پر سبزیاں، فروٹ اور گندم ہے۔ گندم کا اس وقت جو حشر آپ کے سامنے ہے۔ ہمارے لئے آنا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ پچھلے سالوں میں ہم خود کھیل ہونے لگے مگر اس کے بعد جو بے عزتی ہم نے گندم کی کی، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی ہم سے ناراضگی کی اور آج ہمارے گودام خالی پڑے ہیں۔

جناب سیکرٹری، شکریہ۔ آپ wind up کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب! مہربانی فرمائیں۔ جناب سیکرٹری! لائیو سٹاک کے متعلق بجٹ میں بتایا گیا ہے کہ ---

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، یونٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری! as a matter of fact جو information House میں فراہم کی جانے چاہے وہ کسی طرف سے بھی آنے that has to be accurate اور اس کی بنیاد پر کوئی ایسی چیز سامنے نہیں آئی چاہیے جو distorting of facts ہو۔ معزز ممبر مجاہد علی شاہ صاحب جب bank loans کے بارے میں بات کر رہے تھے اور اسی طرح انہوں نے ابھی Agriculture Marketing کے حوالے سے بھی بات کی تو دونوں چیزوں پر پہلے ہمارا خیال تھا کہ we should let it continue لیکن اس میں ایسی غلط quotation آگئی ہے جو ریکارڈ کا حصہ بن جانے کی اس کو ٹھیک ہو جانا چاہیے کہ

agricultural loans اور industrial loans میں گورنمنٹ کی پالیسی کے ساتھ بینک کی اپنی بھی ایک ratio ہوتی ہے۔ جس loan کا rate of interest کم ہو اس کے profitability margin کو دیکھ کر کم کیا جاتا ہے۔ حکومت independently اس rate کو کم نہیں کر سکتی۔ اگر agricultural loans پر 14 فیصد سے 9 فیصد کیا گیا ہے تو یہ incentive ہے۔ اگر industrial loans پر اور corporate loans پر 6 mark up فیصد سے کم پالیسی کے مطابق نہیں ہے، individual cases میں loans ہوتے ہیں جو بینک اپنی پالیسی کے مطابق کسی کو تین فیصد یا دو فیصد یا ایک فیصد پر بھی لے جائیں تو وہ ان کی اپنی individual policy ہوگی لیکن زراعت میں یہ incentive دیا گیا ہے کہ نو فیصد پر لے آئے ہیں۔ شاہ صاحب کو اپنا ریکارڈ درست کرنا چاہیے۔ یہ گورنمنٹ کا بہت بڑا incentive ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اسی وزیر خزانہ نے wind up کرنا ہے، ان چیزوں کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ دیں گے تو جواب on record آجائے گا۔ جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! یہ اسمبلی کے ریکارڈ کی کیا بات کرتے ہیں؟ میں تو جب سے آئے ہیں وزیر صاحب اٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم آپ کو فکڑ دے رہے ہیں، میں آپ کو on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ آج تک آپ نے ان سے تو نہیں پوچھا کہ آپ یہاں پر اٹھ کر غلط بیانی کیوں کرتے ہیں؟ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، شاہ صاحب wind up کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! لائیو سٹاک کے متعلق بجٹ میں بتایا گیا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ادارہ بنایا جا رہا ہے اور اس طرز کے اور ادارے بھی بنائے جائیں گے۔ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہے اور آپ روزانہ معزز اراکین کی تقریر سنتے ہیں کہ گوشت کے ریش بڑھ گئے ہیں۔ یہ ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ غریب آدمی کے لئے اس وقت گوشت کھانا ناممکن ہو گیا ہے۔ چالیس روپے سے سو روپیہ اور ساٹھ روپے سے 280 روپے تک گوشت چلا گیا ہے۔ ہم نے اب تک اس بجٹ میں کوئی پلاننگ نہیں کی کہ ہم کون سا ایسا طریقہ اختیار

کریں کہ ہمارے پاس لائیو سٹاک وافر ہو تاکہ ان چیزوں کے ریش کم ہوں۔ اس بجٹ میں کوئی ایسی تجویز سامنے نہیں آئی کہ جس سے اس مسئلے کا مل نکلتا۔ مہربانی فرما کر اس کے اوپر دوبارہ نظر مانی فرمائیں۔

جناب سیکرٹری مویشی پال سکیم ہوتی ہے، اس کے loans تقریباً بند ہو چکے ہیں۔ جب کہ وقت کی ضرورت یہ ہے کہ وہ اور بڑھانے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مویشی پالیں اور غریب آدمی کو اس کا فائدہ ہو۔

جناب سیکرٹری، آپ نے کافی تفصیل کے ساتھ بات کر لی ہے۔

سید مجاہد علی شاہ، ایک شعر پڑھ لینے دیں۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اپنے بھائیوں کو شہید کر کے خوشخبریاں سنانے کے متعلق ان کے لئے شعر ہے کہ۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت ابھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جناب سیکرٹری، شاہ صاحب! آپ نے اپنی تقریر کے دوران ایک پوائنٹ اٹھایا تھا اور مجھ سے اس کی وضاحت چاہی تھی کہ آیا سینڈنگ کمیٹی بجٹ بنا سکتی ہیں یا نہیں بنا سکتیں؟ تو میں آپ کے حکم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے مطابق rules میں کوئی provision نہیں ہے کہ سینڈنگ کمیٹی بجٹ بنانے اور Constitution of Islamic Republic of Pakistan میں کوئی ایسی provision نہیں ہے کہ سینڈنگ کمیٹی بجٹ بنانے اور آج تک اس ایوان میں جتنی بھی حکومتیں آئیں ہیں کوئی ایسا precedent یا روایت نہیں ہے کہ سینڈنگ کمیٹی نے کوئی بجٹ بنایا ہو۔ شکریہ

سید مجاہد علی شاہ، جناب سیکرٹری! میں نے یہ نہیں پوچھا کہ ہم بجٹ بنا سکتے ہیں یا نہیں بنا سکتے۔ میں نے صرف اتنا عرض کیا تھا کہ اگر سینڈنگ کمیٹی suggestions ہی نہیں دے سکتیں تو پھر ان کا کام بتائیں کہ انہوں نے کیا کام کرنا ہے؟

جناب سپیکر، suggestions صرف سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران نہیں کوئی بھی ممبر رکن دے سکتا ہے۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ایوان 20 منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔
(اس مرحلہ پر نماز پھر کے لئے 20 منٹ کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)
(وقفہ برائے نماز پھر کے بعد کی کارروائی)

جناب سپیکر، میں غلام حیدر باری صاحب!

میاں غلام حیدر باری، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نعوذ ونصلی علی رسول اکرم۔ نہایت ہی قابل احترام جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس بندہ ناچیز کو بولنے کا موقع دیا۔ جب بھی جون کا مہینہ آتا ہے تو صوبے بھر کی عوام کی نظریں اس ایوان کی طرف ہوتی ہیں اور اس ایوان میں بیٹھے ہونے پارلیمنٹریز کی نظریں بھی اس ایوان کی طرف ہوتی ہیں کہ کیا بجٹ پیش کیا جانے کا کیونکہ بجٹ ہمیشہ اقتصادی، سیاسی، معاشرتی تمام روایات کو دیکھتا ہے اور عوام کے ان امنگوں کو پورا کرنے کی ترجمانی رکھتا ہے۔ مجھ سے پہلی حکومتی پنجہ پر بیٹھے ہونے پارلیمنٹریز اور اپوزیشن پنجہ پر بیٹھے ہونے پارلیمنٹریز نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میں جناب کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر انسان کا نظہ نظر مختلف ہوتا ہے۔ اس سال جو بجٹ پیش کیا گیا میں غراج تحسین پیش کرتا ہوں چودھری پرویز الہی صاحب اور وزیر خزانہ سرد آرتھین بہادر درینگ صاحب کو کہ انہوں نے اتنا متوازن بجٹ پیش کیا اگر ہم پرانے بجٹ کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جیسا متوازن بجٹ آج سے پہلے پیش نہیں کیا گیا کیونکہ ہر انسان کا mentality of mind علیحدہ ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے نکتے ایسے ہیں جن کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! پچھلے سال کو تعلیمی سال قرار دیا گیا اور اسی طرح اس سال میں بھی ایک خاص رقم محکمہ تعلیم کے لئے دی گئی۔ جناب چودھری پرویز الہی کی کلاشوں کی وجہ سے جو چیز نظر آتی ہے جس میں بچوں کو وظائف دینے جا رہے ہیں ان کی فیسیں صاف کی جاتی ہیں ان کو کتابیں مفت دی جاتی ہیں یا جب up gradations کا مسئلہ آتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہ تمام چیزیں ہیں جو کہ اس چیز کی آکاشی اور ترجمانی کرتی ہیں کہ چودھری پرویز الہی صاحب

اس چیز کو بھانپ چکے ہیں اس چیز کو سمجھ چکے ہیں اس وقت تک regulation نہیں آسکتی، اس وقت تک تبدیلی نہیں آسکتی اور اس وقت تک ترقی نہیں ہو سکتی جس وقت تک ہمارا literacy rate up نہیں ہو جائے گا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! کچھ دیر پہلے میرے اپوزیشن پارلیمنٹریں نے ایک بات کی کہ 68-ارب کی نظیر رقم ضلعی حکومت کو دے دی گئی ہے۔ تو جناب District Govt. is the part of our system اس بات کو آپ اور میرے محترم اراکین اسمبلی مجھ سے بہتر جانتے ہیں اس اسمبلی کا کام legislation ہے اور اسی وجہ سے ایک set up دیا گیا جس میں ضلعی حکومتوں کا اپنا کام ہے اور ہمارا اپنا کام ہے لیکن یہاں پر میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ایک انکوائری ٹیم چودھری پرویز الہی اور وزیر تعلیم کو بنا دینی چاہیے جو اس کے اوپر چیک اینڈ بیلنس رکھے کیونکہ میں افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ پچھلے سال بہت ساری ایسی سکیمیں تھیں جو کہ ابھی پیہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی افسوس سے بات کروں گا کہ آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ کبھی بھی کسی پرائمری سکول میں وہ چاہے جڑواں، فیصل آباد یا کسی اور جگہ کا ہو کسی سیکرٹری بول کے بندے نے وہاں پر کوئی بھی visit نہیں کیا اگر کوئی visit کرتا بھی ہے تو وہ A.E.O یا ڈپٹی ایجوکیشن ہوتا ہے تو میری آپ سے ایوان کے سامنے التجا ہے کہ اگر سیکرٹریز کو یہ حق ہے کہ وہ گورنمنٹ کالج یا ایچی سن کالج میں جائیں۔ ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ متوسط طبقے کے ساتھ بھی اپنا تعلق رکھیں اور اس متوسط طبقے تک بھی پہنچ سکیں جن کی وجہ سے ہمیشہ regulations آئیں جن کی وجہ سے ہمیشہ تبدیلیاں آئیں اور جن کی وجہ سے ہمیشہ ترقیاں آئیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب والا! میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہم نے انگریزی نصاب کو لازمی قرار دے دیا اسی طرح ہمیں چاہیے کہ ہم پہلی کلاس سے لے کر پانچویں کلاس تک قرآن پاک کو ہمہ تر ہمہ لازمی قرار دے دیں اور جب پانچویں کلاس کا طالب علم پاس ہو کر جائے تو وہ ایک پختہ قسم کا مسلمان ہو اور وہ چیزیں جان لے جس سے ہم دور جا چکے ہیں اور وہ انگریز یا وہ معاشرے یا وہ لوگ جنہوں نے اس قرآن پاک سے سارا کچھ حاصل کیا اور آج وہ ترقیوں کی طرف گامزن ہیں۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی اس طرف جائیں۔

اب میں آپ کو اس نقطے کی طرف لا رہا ہوں جو اس وقت سب سے اہم ہے۔ زراعت کا

مسجد اس وقت سب سے اہم ہے کیونکہ وہ ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے۔ آج تک وہ بلڈنگ خوبصورت نہیں لگتی جس کی بنیاد کچھ اور ہو اور عمارت کچھ اور ہو۔ کسی مسجد کے اوپر مندر اچھا نہیں لگتا اور کسی مندر کے اوپر مسجد اچھی نہیں لگتی۔ آپ اس چیز کو بہتر جانتے ہیں کہ 80 فیصد آبادی دیہی علاقے میں رہتی ہے اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ چودھری پرویز الہی صاحب کریں ریگولیشن لانا چاہتے ہیں اور انہوں نے بنکوں کے مارک اپ کم کئے لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کروں گا کہ اس وقت کسانوں کی صورتحال مجھ سے، آپ سے یا ان پارلیمنٹریں سے بہتر کون جان سکتا ہے؟ اس وقت کسان جن حالات سے گزر رہا ہے اس کو subsidy کی ضرورت ہے۔ وہ بجلی کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔ وہ ڈیزل کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔ آپ یہ دیکھیے کہ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا ملک اس وقت پوری دنیا میں ایک زرعی ملک ہے لیکن اس کے باوجود ہم ایکسپورٹ ہونے کی بجائے امپورٹ ہیں۔ کیا ہم نے اس طرف توجہ دی؟ کیوں نہیں؟ اس میں ہم بصر کہتا ہوں کہ کوئی شک نہیں، میں اس وقت جو نکتہ دینا چاہ رہا ہوں اس پر تھوڑا سا غور کیجئے گا کہ اگر ہم نے اس کسان کو جو میں چکا ہے اب بھی اگر اس کو اس اندھیری کھلاں سے نہ نکالا تو آنے والا وقت ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ اس میں سب سے بہتر یہ ہو گا کہ چونکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہمارا ایک سسٹم ہے تو اس سسٹم کو مضبوط کرنے کے لئے آپ بڑی مشین، ٹریکٹر مشین یا اس طرح کی تمام سہولیات جو ایک کاشت کار کو مل سکتی ہیں وہ ڈسٹرکٹ کی سطح پر لے کر آئیں۔ یونین کی سطح پر لے کر آئیں جہاں سے وہ کاشت کار اپنی مدد لے سکے جو اس وقت پریشان حال ہے۔

جناب والا! اچھی آرگنائزیشن منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں، میں بڑے افسوس سے یہ بات کرتا ہوں کہ آپ بھی ضلع فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں، میں آپ کو 110 گاؤں کی اس طرح کی لسٹ بنا سکتا ہوں جس میں ٹیل کی سطح پر بیٹھے ہونے والے لوگ نقل مکانی کر چکے ہیں۔ میں آپ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ چونکہ یہ ضلع آپ کا اپنا ہے اس لئے کچھ اس طرح کی strategy بنائیں کہ ہم اس ضلع کے اندر دوبارہ جا سکیں اور ان لوگوں کو جو اپنی زمینوں کو چھوڑ کر بے یار و مددگار اس وقت پھر رہے ہیں ان کی کوئی مدد کر سکیں۔

جناب والا! میرے وزیر موصوف سی اینڈ ڈپٹی بھی ادھر موجود ہیں، سڑکوں کا جال اس طرح کا ہونا چاہیے کہ تمام گاؤں ایگریکلچر مارکیٹ کے ساتھ directly related ہوں۔ میں شاید

اس قابل تو نہیں لیکن میرا ذہن یہ ضرور کہتا ہے کہ جس وقت میں نواز شریف صاحب کا دور تھا تو انہوں نے مونر وے کی طرف اپنی توجہ دی، اگر وہ اس مونر وے کی طرف توجہ نہ دیتے اور وہ توجہ اس طرف دے دیتے کہ تمام گاؤں ایگریکلچر مارکیٹ کے ساتھ related ہو جاتے، جس کی وجہ سے revolution آتا تھا تو اس طرح ایک بہت بڑی تبدیلی ہوتی۔

جناب والا! آج سے پہلے تقریروں میں بہت سارے پارلیمنٹریز نے یہ بات کی کہ ہم انڈیا کے مقابلے میں اس طرح ہیں۔ میں ایک بات on the floor of the House کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ We are much superior as compared to India. لیکن پھر وہی بات ہے کہ ہم اس وقت on the globe of the world agro based ہیں لیکن unfortunately ہمیں اس وقت ایکپورٹ ہونے کی بجائے امپورٹ کی محل دی گئی ہے۔

جناب والا! آخر میں میں آپ سے بڑے ہی افسوس کے ساتھ یہ بات کروں گا کہ وزیر موصوف چاہنی صاحب یہاں پر موجود ہیں انہیں بہت بڑی ذمہ داری سونپی گئی تھی انہیں چاہیے تھا کہ اپنے اس بجٹ کے اندر کھیلوں کے لئے پیسا ضرور رکھتے کیونکہ مجھ سے بہتر آپ یہ جانتے ہیں کہ جہاں بھی جو ان revolutions لیتے ہیں، جہاں بھی جو ان تبدیلیاں لیتے ہیں، جہاں بھی جو ان میدانوں کے اندر جاتے ہیں وہی قومیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ میں بحیثیت کھلاڑی یہ بات on the floor of the House کرتا ہوں کہ اس پنجاب کو یہ شرف حاصل ہے کہ جس وقت بھی اس نے نیشنل گیز کے اندر compete کیا تو اس نے ہمیشہ lead کیا۔

جناب والا! آخر میں جلتے جاتے میں آپ سے یہ ضرور کہوں گا کہ اگر اس بجٹ کو کسان دوست بجٹ کا نام دیا جاتا تو شاید میں اس چیز پر ذاتی طور پر بہت خوش ہوتا اور میں سمجھتا کہ شاید revolution جو ہے وہ بہت قریب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بجٹ جو ہے اگر اس کا پرانے بجٹوں کے ساتھ comparison کیا جائے، اگر منسلک طور پر یہ دیکھا جائے، تنقید کے حوالے سے نہیں بلکہ مثبت تنقید کے حوالے سے تو اس جیسا بجٹ پہلے نہیں آیا لیکن میں پھر بھی یہ کہوں گا کہ اس mentality کی بات ضرور ہمیشہ کیجیے جو کہ اس وقت agro based ہیں۔ آخر میں جاتے جاتے میں یہ ضرور کہوں گا کہ،

خدا کرے ہوا کو ابھی چٹا نہ چلے

کچھ چراغ میرے بام و در پر زندہ ہیں

راہ و فائز میں ہیں ابھی کچھ لوگ ایسے
سک سک کے خیال سفر سے زندہ ہیں
(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، جناب لاد کلبل الرحمن صاحب!

لاد کلبل الرحمن (ایڈووکیٹ)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر ہے۔ جناب سپیکر! کسی بھی صوبے میں اس کے سال کا میزانیہ جو ہے وہ بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے کیونکہ صوبے کی تعمیر و ترقی اور ترویج کے لئے اس میں اس کی باقاعدہ طور پر منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اندازے اور تخمینہ بات لگانے جلتے ہیں اور یقیناً اس بخت کی تیار میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔ 17 جون کی وزیر خزانہ صاحب کی تقریر گو کہ الفاظ کا بہترین نمونہ تھی لیکن جس طرح کہا گیا اگر اس کا بغور جائزہ لیا جائے تو اس طرح عوام کو relief نہیں دیا گیا جس طرح کہ دینا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر! جس طرح سے unnecessary calamities اس صوبے پر آن پڑیں جس سے اس صوبے کا اقتصادی ڈھانچہ تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ جب تک ہم وفاقی حکومت سے گرانٹ نہ لیں تو اس وقت تک ہمارا کام نہیں چل سکتا۔ اس وقت وزیر خزانہ صاحب نے جو تقریر فرمائی اس کے مطابق بخت کا حجم 180۔ ارب روپے سے زائد ہے اور اس سال کے مالی اخراجات تقریباً 141۔ ارب 88 کروڑ روپے تجویز کئے جو رواں مالی سال سے 129۔ ارب 19 کروڑ روپے کے مقابلے میں وہ کہتے ہیں کہ صرف دس فیصد زیادہ ہیں۔ یہ رقم تقریباً ساڑھے گیارہ ارب روپے کے قریب بنتی ہے جو کہ اخراجات اس سال زیادہ ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ پنجاب کے اقتصادی ڈھانچے کو مضبوط بنانے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی جائے۔ پنجاب کی آبادی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اور آمدن کو مد نظر رکھتے ہوئے پنجاب کے اقتصادی ڈھانچے کو صحیح کیا جائے۔ اس میں جو غیر ترقیاتی اخراجات ہیں ان میں وزیر اعلیٰ کا صوابدیدی فنڈ بھی آتا ہے وہ لامحدود کر دیئے گئے ہیں جس سے صوبے میں مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ان صوابدیدی فنڈز پر نظر ثانی کی جائے۔

جناب سپیکر! اس سے آگے وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ اگلے سال کا ترقیاتی بجٹ 45-ارب 44 کروڑ روپے تجویز کیا گیا ہے جو پنجاب کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے۔ میں اس ضمن میں عرض کروں گا کہ یہ میرے پاس Annual Development Programme ہے اس میں ضلع گوجرانوالہ کے لئے ایک بھی منصوبہ نہیں رکھا گیا۔ اس Annual Development Programme میں روڈ میں یا کسی بھی مہ میں گوجرانوالہ کے لئے کسی قسم کی کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ اس میں تحصیل کونسلوں کو اربوں روپے کے فنڈز دیئے گئے ہیں لیکن تحصیل کونسل گوجرانوالہ نے آج تک اپنے چار سال کے عرصہ میں گوجرانوالہ سٹی میں ایک بھی سڑک نہیں بنوائی۔ ان کے ترقیاتی فنڈز کرپشن کی نذر ہو رہے ہیں۔ ٹی۔ ایم۔ اے سٹی کرپشن کی آماجگاہ بن چکا ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے لئے کہا گیا کہ ایجوکیشن کا فنڈ بڑھا دیا گیا ہے جو کہ تقریباً 7-ارب روپے کے برابر ہے۔
محترمہ قلم ہما عثمان، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر، جی۔

محترمہ قلم ہما عثمان، جناب سپیکر! میں بھی گوجرانوالہ سے belong کرتی ہوں۔ and I think so bad اللہ صاحب نے کیا کہا ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے جو وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہی صاحب ہیں انہوں نے سیوریج سسٹم 24 کروڑ روپے کا وہاں پر دیا ہے۔ اتنا thankless بھی بندے کو نہیں ہونا چاہیے۔ آپ دیکھیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں پر ہوم اکٹا کس کلچ بھی دیا ہے اور گوجرانوالہ کو کیا نہیں دیا ان کو ان چیزوں کو بھی تسلیم کرنا چاہیے۔

للہ گلہیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، میرے پاس یہ Annual Development Programme ہے۔ اس میں اگر کہیں بھی 24 کروڑ روپے کا ذکر ہے تو پھر میں ان کی بات تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ ان کا ہی تیار کردہ Annual Development Programme ہے۔ یہ اس کو ملاحظہ کر لیں۔ اس میں کہیں بھی اس چیز کا ذکر نہیں ہے۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سز ظل ہما صحیح فرما رہی ہیں کیونکہ 24 کروڑ روپے تو اس وقت گوجرانوالہ میں سیورج پر لگ رہے ہیں۔ وہ ساری سیکمیں implement ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ایک چیز طے ہے۔ اگر یہ غلط بھی کہہ رہے ہیں تو سز وزیر خزانہ نے جب اس کو wind up کرنا ہے تو اس وقت He can give a clarification اگر documents میں A.D.P. میں آیا ہے تو دکھا دیں۔ ہمارے ممبر کو interrupt نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ارشد محمود بگو صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہمارے دوست بعض دفعہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ خصوصی طور پر عواتین ممبران کو حکومت نے یہ نارگن دیا ہوا ہے کہ انھوں نے ہر اپوزیشن کے ممبر کا جواب دینا ہے۔ آپ جیٹھا بچٹ ملاحظہ فرمائیں میرے پاس وہ تقریر ہے میں ان کو پیش کر دیتا ہوں۔ یہ مجھے بتادیں کہ یہ 24 کروڑ روپے پچھلے بچٹ میں کہاں ہیں؟

جناب سپیکر: جب وزیر خزانہ wind up کریں گے تو اس کی تفصیل بتادیں گے۔ جی اللہ

شکیل الرحمن صاحب!

لاہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! ایجوکیشن کے لئے 8-ارب 30 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے لیکن گوجرانوالہ کے سکولوں کا یہ حال ہے کہ کسی سکول کی بھت نہیں اور کسی کی دیوار نہیں ہے۔ کیا وزیر تعلیم صاحب نے گوجرانوالہ کے کسی ایک سکول کا بھی دورہ کیا ہے؟ میں چند ایسے سکولوں کی مثالیں دیتا ہوں کہ جن کی حالت انتہائی خستہ ہے۔ 1980 میں میں نے اسے ڈی ماڈل سکول سے میٹرک کیا۔ اس وقت سے اس سکول کی عمارت انتہائی خستہ حالت میں ہے۔ اسے انتہائی dangerous قرار دیا گیا ہے لیکن آج تک اس جانب کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اسی طرح ایک سکول مسلم ماڈل گرلز ہائی سکول ہے۔ یہ سکول چار یونین کونسل کی ضروریات پوری کر رہا ہے۔ اس سکول میں طالبات کی تعداد تقریباً 1500 کے قریب ہے جبکہ سکول

جناب سیکر! صحت کے شعبہ میں 5۔ ارب 50 کروڑ روپے کی گرانٹ تجویز کی گئی ہے لیکن صحت کے شعبہ میں بھی گوجرانوالہ کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ گوجرانوالہ میں صرف ایک ہی D.H.Q. ہسپتال ہے جس کی حالت بھی اتھلی اتر ہے۔ وہاں پر نہ تو specialist ڈاکٹرز available ہوتے ہیں اور نہ ہی ادویات میسر ہیں۔ وہاں پر غربوں کا کوئی بڑا سہا مل نہیں ہے۔

جناب سیکر! وزیر خزانے یہاں اعلان کیا کہ ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا جانے کا اور پھر اس میں بھی ایک شرط لگا دی گئی ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ "میں امید رکھتا ہوں کہ پچھلے سال کے برعکس وفاقی حکومت اس دفعہ ہمیں مایوس نہیں کرے گی اگر وفاقی حکومت اس مرتبہ بھی پنجاب حکومت کو اس بات امداد نہیں دیتی تو کیا ملازمین کی تنخواہوں میں یہ اضافہ برقرار رہے گا یا پچھلے سال کی طرح یونسی معاملہ لگا رہے گا۔"

جناب والا! اس بحث میں موٹر ویکلز پر پہلے سے عام حدہ ٹیکس کو بڑھایا گیا ہے۔ نئی موٹر سائیکل پر life time token کے لئے 1200/- روپے ٹیکس عامہ کیا گیا ہے جبکہ پرانی موٹر سائیکل پر بھی اسی ratio کے حساب سے ٹیکس عامہ کیا گیا ہے جو کہ ناانصافی ہے۔ بحث تقریر میں پانچ مرے کے مکانات پر پراپرٹی ٹیکس کی بھوت دی گئی ہے لیکن ساتھ ہی ایک قدغن بھی لگا دی گئی ہے کہ یہ بھوت صرف "D-G" Categories میں دی جائے گی۔

جناب والا! ان categories میں وہ مکانات آتے ہیں جو کہ undeveloped علاقوں میں واقع ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس بھوت میں "C" Category کو بھی شامل کر دیا جائے۔ ایسا کرنے سے بہت سے غربوں کا کامدہ ہو گا اور انہیں بھی یہ سولت حیر آسکے گی۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب سیکر: مہربانی۔ محترم شاہیہ چاند صاحبہ!

MRS SHAZIA CHAND: Thank you so much, Mr. Speaker, for giving me this opportunity of speaking in this Hon'ble House. Sir, I open my speech from the words of the Holy Qur'an that Allah gives the power to those who are capable of it. I am proud to say that the Punjab Government under

the dynamic leadership of our honourable Chief Minister, Ch Parvez Elahi has given a very solid and a balanced budget with a vision to enhance the per capita income of Pakistan. Vision 2020 shows, the long term policies being viewed by our leadership so that Pakistan can stand by its own resources and people of Pakistan can enjoy the political and economic freedom. Mr Speaker! since the inception of this Government, our honourable Chief Minister has been very conscious for the development of the basic sectors i.e. Education, Health, Agriculture, Irrigation, Women Development and Industrial Sector. Education, as we all know, is a continuous process and it's the dream of our honourable Chief Minister that every child of this province should be a part of this process so that for this purpose a huge amount has been allocated and this programme includes free education and the scholarships for the girl students. This is being done to enhance the education among the female population. Another remarkable step is the upgradation of the schools. Mr Speaker! our ever increase in population requires the basic need of literacy and we have to stand among the literate nations. Now, Mr. Speaker, I salute Chief Minister for his commitment towards education at all levels in the Punjab. His decision to hand over the land and buildings of concerts to Federal Government for an efficient running of IT University and getting 50 crores from Federal Government to build another IT University in the vicinity of Lahore is a very golden step. (Applause) It will definitely make our coming generation to build their basis on the latest available education

techniques. Sir, I want to mention here another programme started by our Government "the Gender Reform Development Programme". To facilitate the female population and giving them an equal opportunity for development, almost 20 crores have been allocated for the programme in this year. Although this is not a very huge amount but we the female members are very happy and very proud that someone has taken the initiative to start this programme and definitely this credit goes to our worthy President and our honourable Chief Minister.

Sir, now I would talk about the sectors of agriculture and irrigation. Here, Mr Speaker, I want to mention the bright thinking of our lovely President who has given a detailed plan for enhancing the agriculture output in this year. The Punjab Government has allocated 2 billion 78 crores along with 5 billion 30 crores which is almost 42 percent higher than the last year's budget. This is in addition to the programmes started by the Federal Government like "Canals and Barrages Rehabilitation and Modernization Project". As we are agro-based country we have to boost up our agriculture sector and the steps taken by our Government show the commitment towards the Green Revolutions in the whole Pakistan and particularly in Punjab.

Sir, next is industrial sector, where we have to face the coming challenges of W.T.O and tough competition by other nations. Our Government's vision to establish "Punjab Engineering Triangle" consisting of Lahore, Gujranwala and Sialkot Districts is a golden step to

beef up the small and medium industries established in these districts. Here, our Chief Minister has very rightly emphasized to establish the Technical University.

Mr Speaker, sir, it is worth to mention here that our Government has started "Citizens Community Board Programme" called as C C.B.P. This is the august thinking of our leadership for keeping up the people of this nation alive to participate and build their homeland by themselves. This scheme inculcates within the people to be one and nourish all the community development schemes in their vicinities by themselves. If our Government succeeds in this scheme I am sure that the basic structure will be changed and we will be able to strengthen the base of our nation. The people will get confidence and the Government in return will be looking in an effective way towards mega projects. I believe, Mr Speaker, this is the right time to join hands with our leadership to be successful in the projects and development schemes being given in the budget and we have to sacrifice our emotions for getting the maximum positive results started by our Government. Thank you so much.

جناب سپیکر، جناب محمد اشرف کبہ صاحب!

میں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

میں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر محترم نے اپنی تقریر میں lovely President

کہا ہے وہ اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر، جناب محمد اشرف کبوء صاحب!

چودھری محمد اشرف کبوء، بسم اللہ الرحمن الرحیم، فکر یہ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے سالانہ بجٹ 2004-05 پر بولنے کا موقع دیا۔ یہ بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے پیش کیا گیا ہے اور پنجاب کا سب سے سہل ادارہ یہ ایوان ہے لیکن میں انھوں کے ساتھ یہ کہوں گا کہ بجٹ کی تیاری میں اس ایوان کے نہ صرف اپوزیشن کے اراکین بلکہ حکومتی اراکین سے بھی تجاویز نہیں لی گئیں۔ تو یہ بجٹ کس طرح پنجاب کی عوام کی امنگوں کا ترجمان ہو سکتا ہے؟ جب کہ صوبے میں لاقانونیت ہو، چوریاں ہوں، ڈکیتیاں ہوں، بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہو۔ تو انھوں نے یہ جو ایک دو ریٹیف کا اعلان کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے لئے وہ بھی اتنے زیادہ اہم نہیں ہوں گے۔ انھوں نے اعلان کیا ہے کہ پانچ مرلے کے مکان جو رہائشی مقاصد کے لئے استعمال ہوتے ہیں ان پر پراپرٹی ٹیکس معاف کر دیا ہے۔ یہ کیٹیگری ڈی سے جی ٹیک کیا گیا ہے۔ جبکہ کیٹیگری ڈی تا جی ٹیک تین مرلوں کے پلاٹوں پر پٹلے ہی پراپرٹی ٹیکس کی بصورت تھی۔ جس طرح اس ایوان نے یہ قرار داد منظور طور پر منظور کی تھی کہ پانچ مرلے کے رہائشی مکانات پر پراپرٹی ٹیکس ختم کیا جائے اس میں کیٹیگری کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اس لئے وزیر خزانہ سے میری درخواست ہے کہ اب اس کیٹیگری سسٹم کو ختم کریں تاکہ صوبے میں جن لوگوں کے مکانات پانچ مرلے کے ہیں انھیں ریٹیف مل سکے۔

جناب سپیکر! یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے زراعت کے لئے قرضوں پر سود میں کمی کر دی ہے۔ زراعت ہمارے پنجاب کی معیشت کی ریزرگ کی ہڈی ہے۔ زراعت کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہو رہا ہم دیکھتے ہیں کہ انڈسٹری کے لئے ایک دو تین فیصد پر قرضہ دیتے ہیں جب کہ زراعت کے قرضوں پر سود کے اتنے heavy rate charge کر رہے ہیں۔ حالانکہ مکان جب فصل بوتا ہے تو اس میں جو ادویات استعمال ہوتی ہیں کھادیں استعمال ہوتی ہیں although ان پر کسٹم ڈیویز بہت کم ہیں یا نہیں ہیں لیکن پھر بھی سیز ٹیکس اور withholding tax کی مد میں بے شمار ٹیکس ان پر لگانے گئے ہیں جس وجہ سے کسانوں کو مسائل کا سامنا ہے۔ وزیر خوراک اور وزیر زراعت بھی بیٹھے ہیں میں کہنا چاہوں گا کہ جب ہمارے پاس گندم زیادہ ہوتی ہے تو کیا یہ بنا

سکتے ہیں کہ کبھی انہوں نے کسانوں کے دروازوں پر جا کر ان کے گوداموں کو چیک کیا ہو کہ آپ میں گندم بیجیں ہمیں گندم کی ضرورت ہے۔ لیکن اب قسمتی سے گندم کچھ کم ہوئی اور گورنٹ نے 350/- روپے ریٹ مقرر کر دیا لیکن کسانوں کو مارکیٹ میں 380/390 روپے مل رہے تھے تو وزیر خوراک صاحب کسانوں کے ڈیروں پر چھاپے مراد رہے تھے کہ وہ گندم حکومت کو بیچ دیں تاکہ یہ اپنے گودام بھر لیں۔ گندم 450/- روپے تک گئی اور آنے کا ریٹ 600/- روپے من تک گیا۔ آٹا 15 سے 16 روپے کو بگا۔ عوام کو اس میں کوئی ریلیف نہیں ملا۔ اب ان کا پروگرام بن رہا ہے کہ ہم دس لاکھ ٹن گندم import کریں یہ تو صرف فلور ملوں کا بزنس چلا رہے تھے تاکہ کسانوں کے سستی گندم لیں، گورنٹ کے گوداموں کے سستی گندم لیں اور لوگوں کو ہنگامہ آتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر یہ بجٹ میں لوگوں کو ریلیف نہیں دے سکتے تو میرے خیال میں ان

کو کم سے کم ایسی reforms ضرور کرنی چاہئیں جس سے لوگوں کو directly or indirectly کچھ نہ کچھ benefit پہنچے۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں جلیا تھا کہ دس لاکھ روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے جس میں سے 85 فی صد پرائیویٹ سیکٹر سے آئیں گے اور 15 فی صد گورنٹ سیکٹر سے آئیں گے۔ انہوں نے انڈسٹری کے لئے کوئی ایسے انقلابات کرنے ہیں جن سے یہ روزگار ملتا ہے۔ پچھلے سال بھی انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ انڈسٹری لگے گی foreign investment آنے گی لیکن انہوں نے کہیں بھی یہ facts and figures نہیں دینے کہ کونسی investment آئی کون سے پرائیویٹ سیکٹر نے اتنے زیادہ روزگار کے مواقع create کئے اور سرکاری سیکٹر میں اتنے روزگار دینے گئے۔ یہ تو صرف اور صرف جھوٹ پر مبنی ایک دعویٰ ہے۔

جناب سپیکر! انڈسٹری کے حوالے سے پنجاب کی حد تک نہ صرف لوکل مسائل ہیں کہ جب کسی نے انڈسٹری لگانی ہوتی ہے تو انہیں لوکل گورنٹ سے N.O.C لینا پڑتا ہے۔ بہت سے ایسے مسائل بھی ہیں جن میں انہیں وفاق سے بھی ریلیف ملنا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب اور وزیر صنعت اس سلسلے میں وفاق سے بھی بات کریں جن میں اصل مسئلہ سیز فیکس کا ہے۔ جناب والا پوری دنیا میں یہ رواج ہے کہ سیز فیکس کی locality کی base

پر خرچ کیا جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں سیز فیکس وفاقی حکومت لے جاتی ہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب اس کو بھی این ایف سی ایوارڈ میں شامل کریں اور جو سیز فیکس collect ہوتا ہے اس کا زیادہ سے زیادہ حصہ اپنے صوبے میں لگائیں۔ ہمارا شہر گوجرانوالہ سیز فیکس کی مد میں billions کے حساب سے جمع کرواتا ہے اور ان انکم فیکس کی مد میں بھی billions میں جمع ہوتا ہے لیکن آپ A.D.P دیکھ لیں تو آپ کو ضلع گوجرانوالہ میں کوئی ایسا قابل ذکر منصوبہ نظر نہیں آنے گا جس میں یہ فنڈ لگا رہے ہیں۔ اسی انصوں نے 24 کروڑ روپے کا ذکر کیا تھا یہ تو انصوں نے پچھلے سال واسا کے لئے دیئے لیکن پچھلے بجٹ میں اس کا کہیں بھی ذکر موجود نہیں ہے۔ گوجرانوالہ ڈویژن میں گجرات ہے۔ Gujranwala is not part of Gujrat division آپ A.D.P میں دیکھیں آپ کو گجرات اور سنڈی بہاؤ الدین میں کتنے زیادہ کام نظر آئیں گے۔ انصوں پاسیے کہ ہمارے گوجرانوالہ کو بھی مناسب حصہ دیں۔

جناب سیکرٹری! یہ بہت شور مچا رہے ہیں کہ ہم نے تعلیم کے لئے صوبے میں کیا کچھ کر دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فیسیں ختم کر دیں۔ ہم سٹوڈنٹس کو دو سو روپیہ وظیفہ بھی دیں گے ہم ہڈل سے ہائی سکول بنائیں گے۔ وزیر تعلیم کو چتا ہونا چاہیے کہ جس طرح آج انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے virtual یونیورسٹیز بن رہی ہیں ممکن ہے اگلے دس پندرہ سال تک ہمیں ہائپر ایجوکیشن کے لئے کسی ادارے کی ضرورت ہی نہ رہے۔ لوگ گھروں اور دفاتروں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر لیں۔ ہمیں تو پرائمری ایجوکیشن کو focus کرنا چاہیے جہاں پر سٹوڈنٹس کی character building ہوتی ہے لیکن یہ اوپر جا رہے ہیں۔

جناب سیکرٹری! میرےعلقہ پٹی پٹی۔ 91 میں آج سے 20 سال پہلے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے مینپلز کالونی کے نام سے ایک سکیم بنائی تھی۔ گورنمنٹ پلانٹ بیج کر پیسے تو لے گئی لیکن جو پلانٹ ایجوکیشن اور صحت کے لئے رکھے گئے وہ اب تک نہ تو ایجوکیشن اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو دے رہے ہیں اور نہ ہی وہاں پر ادارے قائم کر رہے ہیں۔ وہاں پر لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت زکوٰۃ اور عید قربان کے موقع پر کھالیں اکٹھی کر کے خالی پلانٹ پر مڈل ٹائون ہائی سکول قائم کیا لیکن اب وہاں پر ہائی سکول کے لئے لیبارٹری کی ضرورت ہے۔ میں نے درخواست کو کر

بجوانی کہ یہاں پر لیبارٹری کے لئے پیسے دے دیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ زمین ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کے نام پر ہے ایجوکیشن کے ٹکے کے نام پر نہیں ہے اس لئے ہم یہاں پر یہ نہیں جاسکتے۔ میری ایک یہ درخواست بھی ہو گی کہ جہاں جہاں گورنمنٹ کے یہ منصوبہ جات چل رہے ہوں گے تو وہ زمینیں ہیں تو وہ متعلقہ ٹکے کو واپس کریں تاکہ وہاں پر کام ہو سکے۔ اسی طرح آج سے 15 سال پہلے ورلڈ بینک نے گوجرانولہ شہر کو گنڈا ترین شہر سمجھتے ہوئے منصوبہ بنایا تھا کہ ہم اس میں ڈیولپمنٹ کریں گے۔ ہم ان کو کم شرح سود پر قرضہ دیں گے تاکہ یہ کام کریں۔ اس میں انہوں نے کہا کہ یہ ایک غلطی جگہ ہے یہ ہمیں ہے یہاں پر ہم لڑکیوں کے لئے سکول بنائیں گے ہسپتال بنائیں گے کیونکہ اس کے ارد گرد تقریباً دو لاکھ کے قریب آبادی ہے۔ یہاں پر لڑکیوں کے لئے ڈال سکول بھی نہیں ہے اور نہ ہی ڈسپنسری یا ہسپتال کی سہولت موجود ہے۔ جناب سپیکر، بیڑا ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری محمد اشرف کمبوہ، لیکن جناب سپیکر اب وہاں پر کروڑوں روپے کی مٹی ڈال کر تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سٹی جو کہ اس وقت کرپشن میں ایک نمبر پر ہے وہاں پر ان کی یہ منصوبہ بندی ہو رہی ہے کہ ہم نہ تو تعلیم کے لئے کوئی جگہ دیں اور نہ ہی صحت کے لئے دیں بلکہ ہم وہاں پر دکائیں بنا کر آہل میں بانٹ لیں۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ غریب عوام کے لئے یہ جو ورلڈ بینک کا منصوبہ تھا وہ بھی اس میں share کریں۔ صحت کے حوالے سے میں نے اس دن ایک بات کی تھی وزیر صحت سے پوچھا تھا کہ یہ بتائیں کہ ایسا کونسا پنجاب کا میڈیکل کالج ہے جس کی نہ کنٹینر نہ کمرے اور نہ ہی ٹیچرز ہیں اور وہ پاکستان میں گورنمنٹ کے اداروں میں سے سب سے زیادہ فیس لے رہے ہیں۔ یہ گورنمنٹ سکولز میں ہے وہ سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لاہور میں ہی ہے دو لاکھ 74 ہزار فیس سٹوڈنٹ سے وصول کرتے ہیں۔ اس دن وزیر صحت نے ایک سوال کے جواب میں بتایا تھا کہ پانچ لاکھ روپے ایک طالب علم پر گورنمنٹ کا خرچ آتا ہے۔ تو کیا وزیر خزانہ اور وزیر صحت اس ایجوکیشن کو طالب علموں کے لئے پانچ لاکھ روپے تک لانے کے لئے تیار ہو جائیں گے جنہوں نے دو دو سال کی فیسیں 2 لاکھ 74 ہزار کے حساب

سے جمع کروا دی ہیں؟ جبکہ وہ اہمی تک پی۔ ایم۔ ڈی۔ سی اہمی تک منظور بھی نہیں ہوا۔ ان کے لئے بھی جب relief ملنا چاہیے۔ وزیر اعلیٰ صاحب پچھلے سال میرے متھے میں ایک انڈر پاس کا افتتاح کر کے آئے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے صحت، ہوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، محترمہ! تشریف رکھیں، کلروائی کو چنے دیں۔

چودھری محمد اشرف کمبوہ، جناب سپیکر! نگار پھانگ پر وہ انڈر پاس کا سنگ بنیاد رکھ کر آنے تھے۔ ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے اور انتہائی افسوس اور دکھ کا مقام ہے کہ لاہور میں تو وہ اعلان کرتے ہیں کہ انڈر پاس ہم نے بنانا ہے اور دو مہینوں میں بن جاتا ہے لیکن جس کا پچھلے سال جولائی میں وزیر اعلیٰ نے سنگ بنیاد رکھ دیا اہمی تک وہ ویسے کا ویسا ہی بڑا ہے۔ بلکہ Gujranwala exhibition پر وزیر اعلیٰ صاحب نے وہاں پر میٹنگ کی اور اعلان کیا کہ لاہور کو جرنوالہ روڈ پر ٹریک کا رٹش پاکستان میں سب سے زیادہ ہے۔ ہم یہاں پر کام کریں گے اور اس کو تین روزہ بنائیں گے۔ آپ اسے ڈی۔ پی اٹھا کر دکھ لیں اس میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں ہے۔ اس طرح یہ علی اعلان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ economy کو regulate کرنے کے لئے کس طرح سے ٹیکس لگانے جاتے ہیں؟ لیکن ہمارے ملک میں یہ collection کے لئے ٹیکس لگانے جاتے ہیں۔ جس طرح ہم دھاکہ امپورٹ کرتے ہیں تو اس کے اندر ٹیکس زیادہ لگتے ہیں اگر ہم کپڑا بنا جائیے لیں تو اس پر ٹیکس کم ہے اس طرح کی reforms لائیں کہ لوگوں کو directly یا indirectly فائدہ ہو اور ہمارے گورنوالہ ڈسٹرکٹ کے لئے بھی فنڈز کا اعلان کریں تاکہ وہاں بھی کوئی پراجیکٹ بن سکیں۔ سکول بنائیں، ڈسپنسریاں بنائیں اور روڈز بنائیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ مہربانی۔ جناب سردار محمد دریا خان فیاض۔

جناب طاہر اقبال چودھری، ہوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی خصوصی توجہ پانوں گا۔

جناب سپیکر، آرڈر بیگز۔

جناب طاہر اقبال چودھری، مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ واٹا کی نالی اور غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے سالانہ line losses تقریباً 45 ارب روپے کے قریب ہیں اور وہ اپنی نالی کو اس طرح cover کرتے ہیں۔ اب جبکہ جون کا مہینہ ہے اور تمام محکمے revenue اکٹھا کر رہے ہیں۔ واٹا والے detection bill کے نام پر تقریباً ہزار کافوں کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا یہ مرکز سے متعلق مسئلہ ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری، جناب سپیکر! میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں اور ایوان کو چلنے دیں۔ دریا خان فیاض صاحب!

سرمدار دریا خان فیاض، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ میں جناب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو احسا ایجا عوام دوست غریب پرور بخت پیش کرنے پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ جناب والا ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور ان کی ٹیم نے جس جی لگن، نیک نیتی سے ہمارے صوبے کے غریب عوام کی غربت کو کم کرنے کے لئے عوام کی بنیادی سوویت کے حصول کو ممکن بنانے کے لئے معاشی تنگ دستی کو دور کرنے کے لئے کم ترقی یافتہ علاقے کو ترقی دینے کے لئے جس انداز سے انتہک محنت کرتے ہوئے بخت مرتب کیا ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے، تم ہے۔ ہم جب بخت کی تعریف کی بات کرتے ہیں تو ہمارے کچھ بھائیوں کا منہ بن جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بے جا تعریف واقعی میوب ہوتی ہے۔ لیکن قابل تعریف کام کی تعریف نہ کرنا بھی کم طرفی ہے۔ اب میں کچھ باتیں منجانب vision کے متعلق کروں گا۔ ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی نے ہمارے وزیر اعلیٰ کی vision کو کچھ خواہوں سے تعبیر کیا ہے۔ میں اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ خداوند کریم نے انسانوں کو ایک جیسی شکل نہیں دی جدا جدا شکل دی ہے۔

ان کا نظہ نظر بھی ہر ایک کا مختلف ہوتا ہے اور سوچ سمجھ اور اس کی اپروچ بھی مختلف انداز سے ہوتی ہے۔ بلکہ انسانی جبلت میں بھی ایک قسم کا فرق ہوتا ہے۔ جیسے ایک ماں بیٹے سے پیار کرتی ہے ایک آدمی اپنے دوست سے پیار کرتا ہے ایک بھائی اپنے بھائی سے پیار کرتا ہے تو ہر پیار میں بھی فرق ہوگا۔ جب ایک ماں اپنے بیٹے سے اتنا پیار کرتی ہے کہ قربان ہو جاتی ہے تو اسے کوئی دیوانہ نہیں کہتا۔ ایک مد ہوتی ہے اور اس مد سے بھی گزر جانے تو اس پیار کی بھی تعریف کی جاتی ہے اور اسی طرح جب ایک دوست ایک دوست کے پیار میں مد سے گزر جانے تو اسے دیوانہ کہا جاتا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک صوبے کے لیڈر کے ساتھ ساتھ ایک بیٹے کی حیثیت سے پنجاب سے اتنی محبت کی ہے کہ انہوں نے ایک ایچا vision پیش کیا ہے اس کو دیوانہ کہنا ان کی کم فرنی ہوگی۔ اب جناب والا میں کچھ بخت کے متعلق بت کروں گا۔ ہمارا ملک ایک زرمی ملک ہے اور زراعت کے متعلق، چونکہ میں خود بھی ایک agriculturist ہوں اور میں وہ بات کروں گا جو فیلڈ میں ہمیں محسوس ہوتی ہے۔ آبپاشی کا سب سے زیادہ تعلق زراعت سے منسلک ہے۔ زراعت کا تعلق زیادہ دیہات سے ہوتا ہے۔ دیہات میں آبپاشی کا بوجھ بھی زیادہ ہے۔ اس بوجھ کو کم کرنے کے لئے۔ زراعت پر تو ہر قسم کی تجاویز ہمارے دوستوں نے بھی دی ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی جاتے رستے ہیں۔ ہوتا یہ چاہیے کہ ہمیں زراعت کو فائدہ پہنچانے کے لئے اس زراعت کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے کچھ طریقے نکلنے چاہئیں۔ اگر دیہات میں زراعت کے ساتھ ساتھ صنعت کو بھی فروغ دیا جائے تو وہیں پر غربت بھی کم ہوگی اور اس کا بوجھ بھی کم ہوگا۔ زراعت میں سب سے اہم شعبہ آب پاشی کا ہوتا ہے۔ پانی کی ایک کمی ہوتی ہے اور قدرتی طور پر ہوتی ہے اور کچھ پانی کی تقسیم میں بھی ایسے حالات پیدا کئے جاتے ہیں کہ ہمیں پانی کم محسوس ہوتا ہے۔ ڈیموں کے متعلق بہت باتیں ہوئی ہیں۔ کالا باغ ڈیم وغیرہ یہ سب سینے چاہئیں۔ میری یہاں گزارش ہے کہ ہمیں پنجاب، بلوچستان اور دیگر صوبوں میں بھی بارش کا پانی میسر ہوتا ہے لیکن وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر بارش کے پانی سے معمولے معمولے reservoir بنائے جائیں تو ہمیں مشکل وقت میں وہ پانی کام آ سکتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے ہمیں کینال کی لائننگ کا بہت ایچا پروگرام دیا ہے۔ اس کے ساتھ

کھاد جات کا بچتہ کرنا۔ میں یہاں پر ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ سو گر جات کو جب بچتہ کیا جاتا ہے تو تمام حصہ داران کی consent ضروری ہوتی ہے لیکن یہاں کچھ گریز ہو جاتی ہے کہ کچھ لوگ ذاتی مخالفت کی وجہ سے تعاون نہیں کرتے جس سے وہ کھاد جات بچے نہیں بن سکتے۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ سارے کھاد جات خود بچے بنا دے اور اس کے واجبات آبیانے کے ساتھ وصول کرے۔ اسی طرح ہمیں زراعت کے لئے بجلی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ بجلی کو ہم پاور کہتے ہیں اور ہر آدمی چاہتا ہے کہ وہ powerful ہو۔ ہر صنعت کو پاور فل ہونا چاہیے، چاہے وہ ایگریکلچر کیوں نہ ہو۔ اس کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں لبر بہت ہسٹلی پڑتی ہے اور ہماری پروڈکٹ اس قیمت پر نہیں بکتی، جو ہمیں پڑتی ہے۔ اس میں سبزی دی جانے یا ہماری دیگر ضروریات کو اس طرح facilitate کریں کہ کھاد سستی ہو، ادویات سستی، اہمی اور صحیح طے، بجلی سستی ملے تو اس سے ہماری production cost کم ہوگی اور ہمیں اس میں زیادہ فائدہ ہوگا۔

جناب سیکریٹری دوسری بات یہ ہے کہ دیہات میں ہی سب سے زیادہ تعلیم کی کمی ہوتی ہے۔ وہاں کام کرنے کا تھوڑا ٹائم اس لئے ہوتا ہے کہ وہاں بجلی نہیں ہوتی۔ اندھیرے میں نہ آدمی پڑھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور کام کر سکتا ہے۔ اسی لئے شہری بچوں کے میرٹ زیادہ ہوتے ہیں۔ دیہات والے صرف اندھیرے کی وجہ سے مار کھا جاتے ہیں۔ اگر ہمارے دیہات کو علم کی روشنی دینی ہے تو وہاں بجلی کی روشنی مہیا کرنی چاہیے تاکہ وہاں ہمیں پڑھنے اور کام کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت میسر ہو۔

جناب سیکریٹری جیسے شاہ صاحب نے کہا تھا کہ لیزر لیور ہونے چاہئیں۔ اس میں ایک اہم کام human efficiency کا ہوتا ہے۔ آدمی کی استعداد کار کو بڑھانے کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ گورنمنٹ ایسی ایسی مشینری مکانے کہ اس کی استعداد کار بڑھے۔ جیسے انیر کنڈیشن ٹریکٹر ہونے چاہئیں تاکہ ہر آدمی خود کام کر سکے۔ گرمیوں میں ہمارا دن چودہ گھنٹے کا ہوتا ہے لیکن ہم گرمی میں زیادہ سے زیادہ چھ گھنٹے کام کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس انیر کنڈیشنڈ آلات ہوں تو ہم چودہ سے پندرہ گھنٹے تک کام کر سکتے ہیں۔ اس سے ہماری اور اس ملک کی آمدنی بڑھے گی جس

سے ملک خوشحال ہو گا۔

جناب سپیکر! میں جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تعلیم، صحت، زراعت، آبپاشی اور سروسز میں جہاں ملازمین کی تنخواہیں بڑھانی گئی ہیں۔ اس میں میری ایک تجویز ہے کہ ایک سے پندرہ گریڈ تک میں فیصد کر دیا جائے اور گریڈ سو سے بائیس تک کے لئے دس فیصد کر دیا جائے تاکہ وہ حساب بھی برابر رہے اور کم آمدنی والوں کی آمدنی بڑھ جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ انجینئر جاوید اکبر ڈھلون صاحب!

انجینئر جاوید اکبر ڈھلون، شکریہ! جناب سپیکر! ہمارے ملک کی آبادی کا ستر فیصد سے زیادہ حصہ زراعت سے منسلک ہے۔ اس میں غاص طور پر پسماندہ علاقوں کے چھانوسے فیصد سے زیادہ لوگ اسی شعبے سے منسلک ہیں۔ اگر پنجاب کے بجٹ پر نظر دوڑانی جائے تو زراعت، جس کے ساتھ ہماری ستر فیصد سے زیادہ آبادی منسلک ہے، اس کے لئے رقم مختص نہیں کی گئی۔ اگر اسی زراعت کی ڈویلپمنٹ پر جائیں تو یہ نوٹل اے۔ ڈی۔ پی کا دو فیصد سے بھی کم ہے جس سے اس بجٹ میں ہماری زراعت سے دلچسپی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں غاص طور پر ملکی برآمد کا پینسٹھ فیصد کے قریب کپاس کی فصل سے ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ پچھلے کئی سال سے ہماری کپاس کی پیداوار کم ہو رہی ہے۔ ہم نے زراعت کی ترقی کے لئے جو پیسے رکھے ہیں اس میں پنجاب کی اہم فصل جس پر ہماری ہمیشہ کا دار و مدار ہے اس کے لئے کوئی ایسا پراجیکٹ نظر نہیں آتا جس کے ذریعے ہم یہ اندازہ لگا سکیں کہ ہماری کپاس کی پیداوار کیوں مسلسل کم ہو رہی ہے؟ میں اس میں صرف ایک ضلع رحیم یار خان کا ذکر کروں گا جو کہ نوٹل ملکی پیداوار کا پندرہ فیصد کے قریب کپاس پیدا کرتا ہے۔ صرف ایک ضلع میں پچھلے سال پندرہ لاکھ کانٹنہ کپاس کم ہوئی ہے جس سے اس علاقے کے لوگوں کا تقریباً ساڑھے پانچ ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ تو کیا پنجاب گورنمنٹ نے اس اہم شعبے کے لئے کوئی ایسا غور کیا یا اس بجٹ میں کوئی ایسی تجویز پیش کی کہ ہم آئندہ اس فصل کے لئے جو کہ ہماری دیسی علاقوں کی آبادی کا ذریعہ معاش ہے ان کے لئے حکومت کی توجہ کہیں نظر نہیں آتی اور جو کسان ملکی برآمد کا پینسٹھ فیصد پیدا کر رہا ہے تو اس بجٹ میں اس کے لئے ہمیں کوئی پیکیج نظر نہیں آتا۔ کوئی ایسا input نہیں ہے جو پنجاب

حکومت کے حوالے سے نظر آنے جس میں کاشت کار کو ریٹیف دیا گیا ہو۔ کھاد کی قیمتیں مسلسل بڑھ رہی ہیں۔ خاص طور پر یوریا جو ہمارے ملک میں پیدا ہو رہی ہے اس میں حکومت کو ریٹیف دینا چاہیے اور اس کے بعد input کے طور پر ہمارا سب سے بڑا مسئلہ بجلی کا ہے۔ ہم جو پائی زراعت کے لئے استعمال کرتے ہیں تو اس میں سبزی دی جانی چاہیے تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر اس چیز کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری inputs میں سب سے زیادہ اہم چیز pesticides ہیں، پچھلے سال کہاس کے نقصان میں سب سے بڑی وجہ pesticides کا موجود نہ ہونا تھا یا دستیاب نہ ہونا تھا۔ اس کے لئے محکمہ زراعت کا کوئی ایسا cell نہیں کہ جو یہ دیکھ سکے کہ ہمارے پنجاب میں کانن کی فصل کے لئے ہمیں کتنی pesticides درکار ہیں؟ اگر ہمیں اس چیز کا اندازہ ہی نہ ہو اور ہمارے پاس کوئی ایسا سسٹم ہی نہ ہو کہ ہمیں کتنی pesticides کی ضرورت ہے؟ یہ تمام کام نجی شعبے کے حوالے ہے۔ پرائیویٹ ایپورٹرز اپنے طور پر pesticides ایپورٹ کرتے ہیں، اس میں حکومت کا کوئی کردار نہیں ہے اور نہ کوئی وہاں assess کرنے والا ایسا ادارہ ہے جو یہ دیکھ سکے کہ ہماری ملکی ضروریات کیا ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ پچھلے سال pesticides دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے کہاس کا اتنا زیادہ نقصان ہوا۔ کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ہماری کہاس کی فصل کو کس طرح کی pesticides کی ضرورت ہے؟ پنجاب حکومت کو اپنے بجٹ میں اس کے لئے خاص طور پر توجہ دینی چاہیے تھی اور ایک خاص حصہ مقرر کرنا چاہیے تھا کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سیکرٹری، جی، محترمہ آپ فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، [*****]

جناب سپیکر، آپ ان کو interrupt نہ کریں اور ہاؤس کی کارروائی چلتے دیں۔ سب لوگ تیار ہو کر کے آنے ہونے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف، [*****]

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ بحث پر بات کرنے کی بجائے یہی بحث کروا لیتے ہیں۔ پہلے آپ بات کر لیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی، محترم!

ڈاکٹر اسد اشرف، [*****]

ڈاکٹر فرزانه نذیر، جناب سپیکر! [*****]

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! آپ کچھ اور کہنا چاہ رہی ہیں۔ آپ اور بات کر لیں۔

ڈاکٹر فرزانه نذیر، [*****]

جناب سپیکر، جی، فرمائیں۔ آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں۔

ڈاکٹر فرزانه نذیر، [*****]

جناب سپیکر، جی، اور فرمائیں۔ محترم! آپ کچھ اور کہنا چاہیں گی؟

ڈاکٹر فرزانه نذیر، [*****]

جناب سپیکر، دونوں طرف سے جو تقاریر کی گئی ہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بننا، یہ تمام تقاریر میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

* حکم جناب سپیکر علی کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر، جی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر، Common sense is a sense which is very

uncommon in common people ڈاکٹر صاحبہ! کہ سمجھ گئی ہیں تو کافی ہے۔

جناب سپیکر، سمجھ گئی ہیں۔ جی، جناب جاوید اکبر ڈھلوں صاحبہ! (قطع کلامیں)

انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب سپیکر! شکر ہے۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، ڈھلوں صاحبہ آپ اپنی بات شروع کریں۔

محترمہ تمینہ نوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، محترمہ!

محترمہ تمینہ نوید، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ بجٹ انتہائی اہم issue ہے۔ جس پر

ہم بات کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس طرح سے ناٹم صنایع کرنے کا کوئی کامدہ نہیں ہے

کہ بہت سارے لوگ پوائنٹ آف آرڈر کا بہانہ بنا کر irrelevant باتیں کرتے ہیں۔ آپ تو

competent authority ہیں۔

جناب سپیکر، میں نے floor معزز رکن کو دیا ہے۔ جی، ڈھلوں صاحبہ!

انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، شکر ہے۔ جناب سپیکر! میں۔۔۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب سپیکر، آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ ڈھلوں صاحبہ! آپ اپنی بات شروع کریں اور ایک دو منٹ

میں wind up کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! میری ایک بات سن لیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، محترمہ! میں نے ڈھلوں صاحبہ کو فلور دیا ہوا ہے۔ بیگز! آپ تشریف رکھیں۔

میری تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ بیگز! آپ سپیکر کو interrupt نہ کریں ان کو بات

کرنے دیں۔ میں کسی کو فلور نہیں دے رہا۔ ڈھلوں صاحبہ! آپ اپنی بات کریں گے تو وہ

بیلٹیں مگی نالں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!..... (قطع کلامیں)

انجینئر جاوید اکبر ڈھلون، شکرہ۔ جناب سپیکر! pesticides کے حوالے سے میری تجویز یہ ہے۔۔۔۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر!.....

جناب سپیکر، محترمہ آپ ایسا کریں کہ آپ بھی لابی میں چلی جائیں اور ان کو بھی لابی میں بھیج دیتے ہیں ادھر آپ ایک دوسرے سے بات کر لیں۔ جی، ڈھلون صاحب! جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، بگو صاحب! چنے دیں۔ آپ نام دیکھیں پھر میں تین بے ایوان متوی کر دوں گا۔ کل پھر 45 آدمی بات کر سکیں گے۔ آپ نے کیا پوائنٹ آف آرڈر raise کرنا ہے؟ جی، فرمائیں! جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ادھر سے ڈاکٹر فرزانہ جواب دیتی ہے۔ وہ ہماری باجی ہیں آپ ان کو موقع دیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، وہ لابی میں بیٹھ کر بات کر لیں گی۔ ایوان کے اندر تو روز کے مطابق ہی بات ہوتی ہے۔ اب میں کسی کو فلور نہیں دوں گا۔ میں نے معزز رکن کو فلور دیا ہوا ہے۔ جی، ڈھلون صاحب!

انجینئر جاوید اکبر ڈھلون، جناب سپیکر! pesticides کے حوالے سے میری یہ تجویز ہے کہ ایروں روپے کی pesticides غیر مالک سے ہمارے ملک میں اپورٹ ہوتی ہیں تو اس کے لئے محکمہ زراعت ایک صیغہ سیل جانے تاکہ اس اہم شعبہ کو ریگولیشن کرنے کے لئے پنجاب حکومت اہم رول ادا کرے کہ کتنی pesticides ہمیں اس فصل کے لئے درکار ہیں اور وہ کہاں کہاں سے آرہی ہیں اور کہاں سے دستیاب ہوں گی؟ اسی حوالے سے وزیر صاحب نے پچھلے سال اعلان کیا تھا کہ بہاولپور میں pesticides testing laboratory قائم کی جانے گی تو شمال اس کے لئے نہ تو کوئی فنڈ رکھا گیا ہے اور نہ ہی اس کا اس بحث میں ذکر ہے؟ کہ آیا وہ pesticides کی لیبارٹری صرف علی و مدہ ہی تھا یا اسے قائم کرنے کے لئے حکومت کا کوئی پروگرام ہے؟ میں

رحیم یار خان کے حوالے سے بات کر رہا تھا تو جہاں 15 فیصد یہ علاقہ ملکی پیداوار کیس کا دے رہا ہے تو وہاں کاٹن کی ریسرچ کے لئے ایک ادارہ قائم ہوا، کافی عرصہ پہلے کی بات ہے۔ لیکن اس کا حال یہ ہے کہ وہاں پر ریفرز نے قبضہ کیا ہوا ہے، وہاں پر نہ کوئی سٹاف ہے، نہ وہاں پر کوئی ریسرچ کا کام ہو رہا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی بجٹ ہے۔ اسے فعال کیا جانا چاہیے اور اس کے لئے بجٹ مختص کیا جائے۔ وہ کیس کی پیداوار کے حوالے سے اہم علاقہ ہے اور وہاں پر کوئی ریسرچ انسٹیٹیوٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ڈھلوں صاحب! ایک منٹ میں وائٹ اپ کر لیں۔

انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب سپیکر! میرا نام کافی حائل ہوا ہے تو میں درخواست کروں گا کہ مجھے اجازت دی جائے۔ میں اریگیشن کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ جہاں پر اتنا بڑا بجٹ اریگیشن کے لئے رکھا گیا جو علاقہ سب سے زیادہ پانی کی کمی سے متاثر ہے وہ بہاولپور ڈویژن ہے تو اس کے لئے کوئی بڑا بجٹ اریگیشن کی طرف سے شروع نہیں کیا جا رہا۔ یہاں پر اریگیشن منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں، میں آپ کے توسط سے یہ بات یہاں پر کرنا چاہوں گا کہ رحیم یار خان میں اس وقت پانی کی کمی کی یہ صورتحال ہے کہ لوگ محکمہ اریگیشن کے دفاتر کا گھیراؤ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہاں پر سخت بے چینی پائی جاتی ہے کیونکہ یہ کیس کی کاشت کے حوالے سے بڑا crucial نام ہے اسی تک کیس کی کاشت نہیں ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ کیس کے لئے جو پانی درکار ہے وہ بھی لوگوں کو نہیں مل رہا۔ اس لئے اس حلقے میں جہاں پر پانی کی سب سے زیادہ کمی تھی وہاں پر اس بجٹ میں کوئی ایسا بندوبست نہیں کیا گیا کہ پانی کی اس کمی کو کس طرح پورا کیا جائے۔ وہاں پر جو یوب ویز کام کر رہے ہیں اس کے لئے کوئی کاشتکار کو کوئی ریٹیف نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! روڈز کے حوالے سے بھی اگر دیکھا جائے تو بجٹ میں ہمارا جو جنوبی پنجاب ہے اور خاص طور پر میں اپنے ضلع کے حوالے سے بات کروں گا کہ کوئی قابل ذکر سکیم اس بجٹ میں شامل نہیں رہی۔ صرف ایک سکیم ہے جو کئی سال سے مٹی آرہی ہے وہ انٹر ڈسٹرکٹ ایک روڈ ہے اور باقی بجٹ میں روڈز کے حوالے سے رحیم یار خان کے لئے فنڈ نہیں رکھا

گیا۔ جو فزڈ وزیر اعلیٰ صاحب کے پیکیج کے حوالے سے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے حوالے کیا جاتا ہے تو اس کے بارے میں 'میں آپ کے مضم میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ عام طور پر ایک معلقے میں صرف کیا جاتا ہے اور یہ وہ معلقے ہیں جہاں پر ناظم صاحب کا اپنا جو جہاں دین والی اسٹیٹ ہے ہمارے ڈسٹرکٹ کا تقریباً 80 فیصد بجٹ صرف ایک ہی معلقے میں صرف ہو رہا ہے۔ ایک جہاں دین والی یونین کو نسل پر پچاس فیصد بجٹ صرف کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے ضلع میں جو مہربانی کرتے ہیں تو اسے مایٹر کیا جانے اور وہ پورے ضلع کو ملنا چاہیے۔ وہ کسی بھی پرائیویٹ جاگیر یا اسٹیٹ کو establish کرنے کے لئے صرف نہیں ہونا چاہیے۔ وہ تمام کا تمام بجٹ جہاں دین والی اسٹیٹ کے فارم کے پرائیویٹ روڈز کو محفوظ کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب سیکرٹری ایجوکیشن کے حوالے سے اس بجٹ میں ذکر کیا اور اتنا بڑا فنڈ رکھا گیا۔ ایجوکیشن منسٹر صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہتا تھا کہ ایک سال قبل ہی ہم سے ڈوٹیشن کے لئے سکیمیں مانگی تھیں۔ لیکن ہمارے معلقوں میں ابھی تک ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ اس حوالے سے میرے معلقے میں کم از کم دس کے قریب ہائی سکول ہیں اور بے شمار مڈل اور پرائمری سکول ہیں لیکن کوئی بھی سکول نہ اپ گریڈ کیا گیا ہے نہ ہی اس کے لئے کوئی بجٹ رکھا گیا ہے۔ اپوزیشن کے معلقوں میں بھی لوگ رستے ہیں وہاں بھی تعلیمی ادارے ہیں ان کا بھی حق بنتا ہے کہ انہیں بھی وہ سہولتیں دی جائیں۔ ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے بجٹ میں جو سکیمیں میں نے دیکھی ہیں وہ بھی لاہور کے ارد گرد نظر آتی ہیں۔ وہ معلقے جو دور دراز اور پسماندہ معلقے ہیں وہاں پر ان کا کوئی پراجیکٹ نظر نہیں آتا۔ اگر یونیورسٹی کی بات ہوتی ہے تو وہ بھی گجرات، گوجرانوالہ، سرگودھا اور لاہور وغیرہ کے معلقے میں نظر آتی ہیں۔ کیا جو 400 میل دور واقع ہیں ان کو تعلیم کی ضرورت نہیں ہے، وہاں یونیورسٹی نہیں ہونی چاہیے، وہاں ہائر ایجوکیشن کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب سیکرٹری ایوان کا ناظم مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے اس معلقے میں کوئی اصلاح نہیں کیا گیا اور نہ ہی اپ گریڈیشن کے حوالے سے ہمیں ہمدستی مل رہا ہے۔

جناب سپیکر، پلیز! wind up کریں۔

انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں، جناب سپیکر! میں اسی wind up کرتا ہوں۔ ہیلتھ کے حوالے سے بھی میری گزارش ہے کہ۔۔۔

محترمہ شمیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ شمیم اختر، شکر ہے۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ ایک بہت ہی سنجیدہ اور ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ اسمبلی کے باہر جو لیڈی پولیس ڈیوٹی پر تعینات کی گئی ہے وہ صبح پانچ بجے ڈیوٹی پر آتی ہیں اور جب تک اجلاس جاری رہتا ہے ان کی ڈیوٹی لگی رہتی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آٹھ گھنٹے کے بعد ان کی ڈیوٹی ختم کر کے دوسرے صاف کو اگر بلا دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ ان میں سے بے شمار خواتین شادی شدہ ہیں اور بچوں کو گھروں میں بھروسہ کر آتی ہیں۔ کل جب میں ساڑھے چار بجے اجلاس کے بعد ایم۔ پی۔ اے بوسٹل واپس جا رہی تھی تو ایک بھونسا سا بچہ فٹ پاتھ پر لیٹا ہوا تھا تو میں نے پوچھا کہ یہ کس کا بچہ ہے؟ ایک لیڈی پولیس نے بتایا کہ یہ میرا بچہ ہے، گھر میں اس کی کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہوتا تو اس لئے میں اسے ساتھ لے آئی ہوں۔ اسی طرح اور بھی بہت ساری خواتین کے بچے باہر شدید گرمی میں ان کے ساتھ بھٹل رہے تھے۔ برائے مہربانی ان خواتین کے لئے کچھ کیا جائے۔ ہم ادھر ایئر کنڈیشن اسمبلی میں بیٹھ کر ان کے مسائل حل کرنے میں لگے ہوتے ہیں، ہمارے دلوں میں ان کے دکھ کا احساس بھی ہونا چاہیے۔ میری گزارش ہے کہ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی کے بعد نیا صاف طلب کر لیا جائے تاکہ ان کے گھریلو مسائل حل ہو جائیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں یہ آپ کا point of order نہیں بنتا۔ جی، ڈھلوں صاحب!

انجیسٹر جاوید اکبر ڈھلون، جناب سپیکر! میں ہیلتھ کے حوالے سے اس بجٹ میں 'میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے دور دراز اور پسماندہ علاقے کے لئے اس بجٹ میں کوئی فنڈز یا کوئی سکیم نہیں رکھی گئی ہے۔ ایک سال قبل وہاں پر میڈیکل کالج کے قیام کا اعلان ہوا تھا۔ آج تک اس کی کلاسز ہالوپور میں ہو رہی ہیں۔ اس کی بڈنگ کے لئے ابھی تک کوئی مناسب بندوبست نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس میڈیکل کالج کے لئے اس بجٹ میں ہمیں کوئی چیز نظر آئی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک سال قبل اس میڈیکل کالج کا اعلان کیا تھا اور اس کا سنگ بنیاد بھی رکھا تھا لیکن ایک سال سے اس کی کلاسز قائد اعظم میڈیکل کالج ہالوپور میں ہو رہی ہیں جس سے لوگوں کو بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔ اس میڈیکل کالج کا کیا فائدہ کہ جس کی کلاسز دوسرے شہر اور دوسرے ضلع میں ہو رہی ہیں؟ شکریہ

جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری جاوید احمد صاحب!

چودھری جاوید احمد، شکریہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر گزار ہوں کہ جس کی رحمت سے آج ہم جمہوری دور میں بجٹ پر بحث کر رہے ہیں۔ میرا تعلق وسطی پنجاب کے انتہائی پسماندہ ضلع پاکپتن سے ہے جس کی دو ہی پچائیں ہیں ایک حضرت بلا فریہ گنج شکر اور دوسری پسماندگی۔ میں نے گزشتہ سال بھی اپنی بجٹ تقریر میں عرض کیا تھا کہ آج کل کے معاشرہ کی دامن جمہوریت ہے اور حکومت اس کا زور ہوتا ہے اور الیونیشن اس کا محور ہوتی ہے۔ مجھے غوشی ہے کہ گزشتہ سال کی نسبت اس سال ہماری الیونیشن اس بجٹ میں بھرپور حصہ لے رہی ہے اور اپنی مفید تجاویز سے اس پورے ایوان کو آگاہ کر رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہماری حکومت بھی یہ نہیں دیکھے گی کہ کس نے کہا بلکہ یہ دیکھے گی کہ کیا کہا۔ میں اس پر الیونیشن کو بھی اور اپنے حکومتی ایوان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ہم سب مل کر پورے صوبے کے بجٹ پر اور دیگر مسائل حل کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ ایک میزایہ ہی نہیں۔ غریبوں کے مسائل حل کرنے کا ایک موقع

بھی ہوتا ہے جو ہر سال آمدن کو لے کر اخراجات کا ایک حساب کتاب تیار کر کے بتایا جاتا ہے۔ اس بجٹ میں جہاں پر بہت سے دیگر اقدامات کئے گئے ہیں وہاں پر انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے

کے لئے، اس کو ترقی دینے کے لئے بھی بہت سی تجاویز دی گئیں ہیں۔ انفراسٹرکچر میں جو بنیادی باتیں آتی ہیں وہ سڑکات، صحت کی بنیادی سہولیات اور دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ سونے گیس بھی آج ایک بنیادی ضرورت ہے۔ سونے گیس کی نہ صرف گھروں میں چولے جلانے کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ آج کل کسی علاقے کی ترقی میں بھی اقلیتی حیثیت رکھتی ہے۔ جہاں پر سونے گیس نہیں ہوتی وہاں پر سرمایہ کار سرمایہ کاری نہیں کرتا۔ جس سے بے روزگاری بڑھتی ہے، جس سے درخت کٹتے ہیں ماحول بدلتا ہے۔ ہمارا ضلع یا کیتن بھی اسی چیز کا شکار ہے کہ وہاں پر آج تک اس بنیادی سہولت کو میا نہ کیا گیا جس سے ہمارے درخت کٹ گئے، ہماری آب و ہوا بدل گئی اور ہمارا علاقہ بادلوں سے محروم ہو گیا جس کا نتیجہ ہمارے علاقہ میں یہ ہے کہ آج سے دس پندرہ سال پہلے پانی کی سطح دس سے پندرہ فٹ تھی وہ اب سو فٹ سے زیادہ نیچے چلی گئی ہے۔ یہ ہماری جگہ کا مسئلہ ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جس طرح دیگر ضلعوں میں ہماری صوبائی حکومت نے اس سہولت کو فراہم کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں، ہمارا ہمارے ضلع کے لئے بھی اس سلسلے میں خصوصی توجہ فرمائیں اور شہر فریڈ کو اس نعمت سے بہرہ ور فرمائیں۔ براہ مہربانی میری یہ تجویز نوٹ فرمائیں۔

جناب سیکرٹری میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ تعلیم کے شعبے میں جس طرح ہماری حکومت نے پہلی دفعہ توجہ دی ہے اس طرح آج تک ماضی میں کبھی بھی نہیں ہوا۔ میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ان غریب بچوں کو جن کی فیسیں معاف ہو گئیں، جن کو مفت کتابیں ملیں اور وہ تعلیم اختیار کرنے لگے وہ سکولوں میں آنے لگے۔ بچوں کو بالخصوص کھانا بھی مل رہا ہے، کتابیں بھی مل رہی ہیں اور وظائف بھی مل رہے ہیں۔ جتنے بہتر طریقے سے ان وسائل کا استعمال اب ہو رہا ہے مجھے یقین ہے کہ یہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک بہتر مستقبل کا حامی ہو گا لیکن جناب والا ہماری missing facilities کے فنڈز میں ہمارے کالجوں کو نکال دیا گیا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ آئندہ کے بجٹ میں آئندہ سال کے لئے ہماری missing facilities میں ان کالجوں کو بھی شامل کیا جائے تاکہ ہماری بچیاں یا بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے دور دراز علاقوں میں نہ جا سکیں انہیں نزدیک ہی اپنے علاقوں میں وہ سہولتیں

میسر ہو سکیں۔ تعلیم کے حوالے سے میں ایک اور بات کہوں گا کہ جس معاملے پر ہماری حکومت نے یا ہماری ایوزیشن کے بھائیوں نے معزز اراکین اسمبلی نے توجہ نہیں دی وہ یہ ہے کہ ہمارے نظام تعلیم کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اور ہمارے ملک کو یہ طبقاتی نظام تعلیم ورنہ میں ملاحظہ ہے اس وقت کی ضرورت ہے جب نوآبادیاتی نظام تھا کہ انگریز حکومت کرتے تھے ان کو ٹھکروں کی ضرورت تھی ہمیں اس نظام کو revolutionize کرنے کی ضرورت ہے جو ہمارے ملک کی خدمت کر سکے۔ ہمیں ماہرین کی ضرورت ہے، ہمیں ڈاکٹرز کی ضرورت ہے، ہمیں انجینئرز کی ضرورت ہے ہمیں اکاؤنٹنٹس کی ضرورت ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ہمیں اس وقت سب سے زیادہ ضرورت سوشیالوجسٹ کی بھی ہے۔ جب تک ہم اپنے سوشل مسائل کا ماہرانہ طریقے سے جائزہ نہیں لیں گے تب تک ہم اپنی بہتری کے راستے کیسے نکالیں گے ان کو نکلانے کے لئے ہمیں تمام قسم کے ماہرین کی ضرورت ہے۔ میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ طبقاتی نظام کو اگر ہم باطل ختم نہیں کر سکتے تو چند ایک تجاویز میری نظر میں ہیں۔ اگر ان پر ہی عمل کر لیا جائے تو میرے خیال میں نہ صرف صوبہ کی بلکہ ملک و قوم کی بہتری ہوگی۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ پورے ملک میں چاہے وہ پرائیویٹ سکول ہو، چاہے وہ پانچ روپے فیس والا ہو یا سرکاری سکول ہو یا دس ہزار ماہوار فیس لینے والا سکول ہو اس میں نصاب ایک ہونا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے غریبوں اور امیروں کے لئے ایک ہی میڈیا ہونا چاہیے۔ یہ کیا بات ہے کہ غریب کا بچہ سرکاری سکول میں پڑھ کر اس کا IQ مختلف ہوتا ہے، ایک پرائیویٹ سکول میں دس ہزار روپے فیس دے کر پڑھنے والے یا بیس ہزار روپے فیس دے کر پڑھنے والے بچے کا IQ مختلف ہوتا ہے۔ پھر جب وسائل کی بات آتی ہے تو سب سے آگے امیروں کا بچہ ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریبوں کا ملک ہے یہاں پر غریبوں کی اکثریت ہے اس لئے ہمیں غریبوں کے لئے کچھ کرنا چاہیے اور ہم غریبوں میں جو سب سے پہلی بہتری لاسکتے ہیں وہ نظام تعلیم کو بہتر کر کے اور اس کو طبقاتی نظام سے بدل کر سب کے لئے یکساں مواقع لاسکتے ہیں۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ تمام سکولوں کی یونیفارم بھی ایک ہونی چاہیے میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے بچوں اور بچیوں کے پرائمری کے جو دو مختلف سکول چل رہے ہیں اور حکومت پر بھی

دوہرا بوجھ آ رہا ہے اگر ہم وہی تنخواہ دگنی کر دیں لیکن بچوں اور بچیوں کو پہلی سے لے کر چوتھی جماعت تک اکٹھا کر دیں تو ایک تو ابھی تنخواہ مل سکتی ہے جس سے وہ بھی اپنے بچوں کو پڑھا سکتے ہیں اور ہمارے نظام میں بھی بہتری آ سکتی ہے۔ ہمارے بچے اور بچیاں ایک مسابقت اور تمیز مہیا ہونے کی وجہ سے ہمارے بچے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اس کو آگے بڑھاتے ہوئے ہمیں پانچویں، آٹھویں یا ساتویں اور انھوں نے جماعت تک بچوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان کے aptitude test بجانے ایف۔ ایس۔ سی کے ہمیں ذل کے بعد لینا چاہیے اور ذل کے بعد ہی فیصد کر لینا چاہیے کہ کس بچے نے کیا بنا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ ہمارے بچے یونیورسٹی میں پہنچ جاتے ہیں لیکن ان کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ ہم نے مستقبل میں کرنا کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انھوں نے جماعت کے بعد aptitude test لینے کے بعد فیصد ہو جانے کا تو ہمارے معاشرے میں یہ جو frustration پایا جاتا ہے اس کو ختم کرنے میں بڑی مدد ملے گی بلکہ ہمیں بہت سے دیگر بڑے کھے کارکن بھی مل سکیں گے اور ماہرین بھی مل سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنے ضلع کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ ہمارے ضلع میں ٹیکنیکل تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں ہے وہاں پر ایک ووکیشنل انسٹیٹیوٹ ہے لیکن اس کو بھی ابھی تک عمارت نہیں مل سکی اور ایک کلاس کالج ہے جو 1981 سے قائم ہے لیکن اس کی کلاسز سی کام اور ڈی کام تک ہی محدود ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس میں بی کام کی کلاسز کرائی جائیں۔ ہمارے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کو ٹیکنیکل کالج اور انجینئرنگ کالج کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے پاک پتن میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ علیہ کے مزار پر اوقاف کی آمدنی سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے اور اس کا نام بھی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر یونیورسٹی رکھا جائے اور اسی کی آمدن اس کے لئے کافی ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے گزشتہ سال بھی عرض کیا تھا کہ ایک ہوم اسکا کس کالج کا اجراء کیا جائے کیونکہ ملتان سے لاہور تک ہمارے ہاں کوئی ایسا ادارہ یا کالج نہیں ہے جہاں پر ہم اپنی بچیوں کو ابھی تعلیم دلا سکیں اور ساتھ ہی ساتھ ساہیوال میں ایک میڈیکل کالج کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ

ہمارے دیگر اضلاع وپاڑی، پاک پتن، اوکاڑہ اور ساہیوال کی آبادی کو میڈیکل کالج سے مستفید ہونے کا موقع مل سکے۔

جناب والا! میں صحت کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ صحت کی سہولیت ہر انسان کا بنیادی حق ہے جبکہ ہمارے ضلع کے D.H.Q میں سہولیت نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہمارے ضلع کو بے 14 سال ہو گئے ہیں اور ابھی گزشتہ سال چودھری پرویز امین صاحب نے اپنے دورہ پاک پتن کے دوران اسے اپ گریڈ کرنے کا حکم جاری فرما کر دو کروڑ روپے کی گرانٹ بھی جاری کی لیکن اس سال کے بجٹ میں مجھے اس کے لئے مزید رقم کا کہیں ذکر نہ ملا ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ رقم ضرور مختل ہوں گی جو وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے دورے کے دوران اپ گریڈیشن کے لئے رکھی تھیں۔

جناب سیکرٹری میں زراعت پر بات کرنا چاہوں گا کہ زراعت ملکی معیشت کی ریزہ کی بنی ہے۔ اسی طرح سے پاک پتن ٹیڈ منجلب میں واحد ضلع ہے جو صرف اور صرف زراعت پر انحصار کرتا ہے۔ ملکی اکانومی میں ہمارے ضلع کا contribution 11۔ ارب روپے کا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں ہمارے لئے سہولیت نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہمارے کسانوں کو کوئی سہولت ایسی نہیں جو ان کی door steps پر مل سکے۔ میں یہاں پر تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہمارے لئے ہمارے کسانوں کے لئے ہمارے حلقے کی غوش حلی کے لئے ہر یونین کونسل کی سطح پر کھلا، بیج، تیل اور زرعی ادویات مہیا کرنے کے لئے سنورز بنانے جائیں اور ساتھ ہی ساتھ جدید کاشتکاری کے لئے لیزر ٹیکنالوجی یا دیگر کسی قسم کی ٹیکنالوجی کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے یونین کونسل کی سطح پر لایا جائے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سیکرٹری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سیکرٹری اس سے نہ صرف ہمارا ضلع ترقی کرے گا بلکہ پورا پاکستان -----

وزیر اچیف وہپ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، فرمائیں!

وزیر اچیف وہب، جناب سیکرٹری ایک پوائنٹ پر میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت بلا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر جو ابھی بتایا کہ واقعی یہ اتہائلی ضروری ہے اور ایجوکیشن منسٹر صاحب اگر یہاں موجود ہوتے تو ان کو یہ پوائنٹ کھٹنا چاہیے کہ 50 ایکڑ زمین وہاں پر صرف اس مقصد کے لئے حاصل کی گئی اور اس کے لئے اڑھائی کروڑ روپے مختلف لوگوں نے جمع کیا ہے لیکن اڑھائی کروڑ روپے اور 50 ایکڑ زمین سے کام نہیں بنے گا جب تک کہ حکومت اس کام میں ساتھ نہ دے تو میری بھی یہ حکومت سے عداوت ہے کہ وہاں بلا فرید الدین مسعود گنج شکر یونیورسٹی ضرور قائم کی جائے۔ شکر یہ جی

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکر یہ جناب سیکرٹری یہ وزیر موصوف صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے اور یہی ہم پہلے دن سے کہہ رہے ہیں کہ آپ دیکھ لیں کہ کابینہ کے رکن ہیں جہاں پر یہ بحث پاس ہوا ہے تو وہاں پر ان کی اس میں participation کتنی تھی؟ ہم کہتے ہیں کہ ضرور ہونا چاہیے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ بحث صرف ایک آدمی نے بنایا ہے اور وہ بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ہے تو kindly آپ نوٹ کر لیں تاکہ ہم بتا سکیں کہ اس میں کسی ممبر یا کسی وزیر کی participation نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اصل میں جس وقت debate ہوتی ہے تو اس میں تمام ممبران کی participation ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سب ممبران بحث جاتے ہیں۔ یہ صرف حکومت کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ حکومت یہ آپ سے تجاویز کے لئے open debate گرواتی ہے تاکہ اگر کوئی سقمر رہ گیا ہو تو اس میں آپ کی تجویز شامل کر لی جائے۔

چودھری جاوید احمد، جناب سیکرٹری زراعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت کے بعد جو سب سے اہم چیزیں ہیں وہ آج کل کھلا پانی، بجلی، تیل، زرعی ادویات اور بیج ہیں جو کہ کسان کی پہنچ سے باہر ہو چکی ہیں۔ ہمارا ان کو سستا کرنے کے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل تجویز کریں جس سے اس میں مزید بہتری آسکے۔ یہ ہمیں ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا ہے جس میں کھلا ایک سو روپے سستی فرمائی گئی ہے اور ہمارے لئے گزشتہ سالوں میں پنجاب میں بجلی پر 33 فیصد ریٹیف ملتا رہا

ہے یعنی ان کو سب سڈی دی جاتی تھی لیکن اس سال ہمارے کسانوں کو اور زمین داروں کو یہ ریلیف نہیں ملا تو میں چاہوں گا کہ حکومت پنجاب فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ مل کر ماضی کی طرح اس کو عمل میں لانے تاکہ ہمارے کسان بھی کوئی سکھ کا سانس لے سکیں۔

جناب سیکرٹری میں یہ گزارش کروں گا کہ زراعت کی ترقی کے ساتھ لائیو سٹاک اور اریگیشن کی ترقی نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے؟ ہماری حکومت نے جس طریقے سے اریگیشن کے سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے اربوں روپے کے پراجیکٹس رکھے ہیں اسی طرح کھلابات کو بہتر کرنے کے لئے بھی ایک انقلابی منصوبہ دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زراعت کو revolutionize کر دے گا پانی کی بچت ہو گی جس سے ہم زیادہ رقبہ سیراب کر سکیں گے، فصلوں کو بہتر پانی آنے سے کسان بھی خوشحال ہو گا اور جب تک دیہات خوش حال نہیں ہوں گے شہر خوش حال نہیں ہو سکتے لیکن میں یہاں پر اریگیشن کے حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ پانی کی اہمیت سے کون واقف نہیں ہے۔ انسانی جہاں کی طرح فصلات کا انحصار صرف اور صرف پانی پر ہے اور آج کل دنیا میں پانی کی کمی سب سے زیادہ پائی جاتی ہے اور پاکستان بھی اس سے شدید متاثر ہے۔

جناب سیکرٹری کلاباغ ڈیم کی انٹاریٹ کا پہلے بھی میرے بھائیوں نے ذکر کیا اور میں بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں ہمیں سنجیدہ طور پر کوششیں کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری حکومت، ہماری فیڈرل حکومت، جہاں صاحب کی قیادت میں یا جبرل صاحب ایک ڈیم بنانے کا ذکر فرما رہے ہیں اور آئندہ قوم کا vision بھی اس سلسلے میں بڑا کلینر ہے کہ آئندہ ہمیں تمام ڈیمز بنانا ہیں لیکن میری یہاں پر یہ گزارش ہے کہ ہماری پنجاب اسمبلی کے وفود دیگر صوبوں میں جائیں اور آپ وہ وفود تشکیل دیں تاکہ دوسرے صوبوں میں جا کر بتائیں کہ یہ صرف صوبہ پنجاب کا فائدہ نہیں ہے بلکہ یہ سندھ کا فائدہ بھی ہے، یہ صوبہ سرحد کا بھی فائدہ ہے، یہ بلوچستان کا بھی فائدہ ہے اور یہ پاکستان کی سلامتی کا حامن ہے۔ یہ ڈیم صرف پنجاب کی سلامتی کے لئے نہیں بلکہ پاکستان کی سلامتی کے لئے بھی بڑا ضروری ہے اور اس سلسلے میں ہمیں کوششیں کرنی چاہئیں۔

جناب سیکرٹری ہمیں زراعت کی ترقی کے لئے نئی نئی فصلات مثلاً ہمیں زیتون کی کاشت کو فروغ دینا چاہیے یا دیگر کوئی ایسی فصلت جیسے آج کل پھولوں کا بڑا رواج آ رہا ہے اور پھول ایکسپورٹ ہو رہے ہیں تو ہمیں روایتی فصلوں سے ہٹ کر ایسی فصلوں پر جانا چاہیے جن

سے ملک و قوم کو ٹامہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کروں گا اور میری یہ تجویز ہے کہ ہمارے لئے پنجاب اسمبلی یہ قرار داد پاس کرے کہ نہ صرف ڈیم بنایا جانے بلکہ پیمانہ اضلاع کو Agro Based Industry کے لئے فیکس فری زون قرار دے دیا جانے کیونکہ سرمایہ کاروں کے لئے جہاں پر سولتیں نہیں ہوں گی وہ وہاں پر جا کر سرمایہ کاری نہیں کریں گے اور جہاں پر سولتیں ملتی ہیں تو وہاں پر کیا ہوتا ہے کہ شہری congestion ہونے سے آبادی کا دباؤ بڑھنے سے وہاں پر نہ صرف بنیادی facilities پر بوجھ پڑتا ہے بلکہ معاشرتی طور پر بھی بڑا مشکل ہو جاتا ہے اور دیگر جرائم بڑھ جاتے ہیں۔ میں یہاں پر ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ ترکی میں آج سے تین چار سال پہلے صرف ایک مہینے میں انہوں نے جو ایکسپورٹ کی تھی وہ 10-ارب ڈالر سے زیادہ تھی اور وہ کیا تھا وہ لائو میس تھی۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارا ملک اتنا زرخیز ہو اور یہاں ہر قسم کا موسم ہو اور ہم ساری چیزیں باہر بھجئے کے باوجود آج تک بارہ ارب ڈالر تک بیچنے ہیں ہم زراعت کو ترقی دے کر agro-based industry کو ترقی دے کر اپنے ملک کو مزید ترقی دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہت شکریہ۔

چودھری جاوید احمد، جناب سپیکر! میری تموزی سی بات رہتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں ابھی چالیس نام تجا یا ہیں ان سب کو موقع دینا ہے۔ آپ پہلے ہی بہت بات کر چکے ہیں۔ اچھا پھر آپ صرف ایک منٹ میں بات مکمل کر لیں۔

چودھری جاوید احمد، شکریہ جناب سپیکر! میں یہاں پر کہنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا 2020 vision ایک تازہ نئی vision ہے وہ ہمارے صوبے کو آگے لے کر چل سکتا ہے یہ بجٹ تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہی نہیں بلکہ ہمارا ترقیاتی بجٹ بھی سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اس میں سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھانی گئی ہیں میری یہ تجویز ہے کہ ہمیں اس فٹلے پر عمل کرنا چاہیے کہ "کم ملازم بہتر تنخواہ اور زیادہ کام" اگر ہم ان کو زیادہ تنخواہیں دے کر زیادہ بہتر کام لے سکتے ہیں تو ہمیں اس سلسلے میں سوچنا چاہیے بلکہ ان کی تنخواہوں میں مزید اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پانچ مرلے کے گھروں پر جو پراپرٹی ٹیکس معاف کیا گیا ہے میں اس کو بھی بہت اچھا قدم سمجھتا ہوں مہمو نے اور غریب لوگوں کے لئے یہ بہت بڑی سہولت

ہے۔ سرکار کے لئے جو 8-ارب روپے سے زیادہ رکھے گئے ہیں اس میں امید رکھوں گا کہ اس میں ہمارے ضلع پاکپتن کے لئے بھی کچھ حصہ ہو گا۔ میں آج کل کے موجودہ حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کا اور وزیر خزانہ صاحب کا اور اپنی پارٹی کے دیگر اکابرین کا شکر گزار ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ بجٹ غریبوں کے لئے نفع اور بہتری لانے کا اور پسماندہ علاقوں کی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، بہت شکریہ۔ اب میں دعوت خطاب دیتا ہوں جناب اصغر علی قیصر صاحب!

ملک اصغر علی قیصر، بنیم اللہ الرحمن الرحیم ۰ جناب سپیکر! آج مجھے کتابوں کے جس پند سے پر اس ایوان کی وساطت سے بحث کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے میں جانتا ہوں کہ یہ کتابوں کے لئے اس صوبے کے شروع ہونے والے مالی سال میں ایک ایسا توازن پیدا کرنے کا نام ہے جو کہ جیب اور خواہشات کو مد نظر رکھ کر مرتب کیا جاتا ہے لیکن تقاضا بشریٰ یہی ہے کہ اس میں اگر مصطلحات تقسیم ہوتی تو زیادہ بہتر تھا لیکن اس میں مدانی تقسیم کی گئی ہے کہیں بہت کچھ لگا دیا گیا اور کہیں کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ میرے دوستوں نے بہت سے محکموں پر بہت بحث کی آپاشی پر، زراعت پر، تعلیم پر لیکن میں بڑے محکموں میں سے صرف محکمہ صحت پر کچھ کہنا چاہوں گا اور کوشش کروں گا کہ میں ان گوشوں کو بھی سامنے لاسکوں جن پر میرے ممتاز ایوان کے ممبران کی نظر کم ہی پڑی ہے۔

جناب سپیکر! میں جانتا ہوں کہ محکمہ صحت میں 2004-05 کے بجٹ میں پچھلے سال سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے لیکن ابھی ابھی اس میں بہت ساری گنجائش ہے جو کہ بہتری کے لئے پیدا کی جاسکتی ہے کیونکہ جب ہم developed countries کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کے پہلنے کو بھی مد نظر رکھنا پڑتا ہے اور under-developed countries جو ہیں وہیں بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ ہمارے امداد و شمار ہمیں کیا کہتے ہیں؟ یہ ٹھیک ہے کہ 5 فیصد یا 5 پوائنٹ بجٹ کا مختص کیا گیا ہے لیکن انٹرنیشنل سینڈرزڈ کے مطابق اس کی ratio سات سے آٹھ فیصد تک ہونی چاہیے جس سے ہم ابھی بھی بہت پیچھے ہیں اور اس بجٹ کے وائٹ پیپر پر محکمہ صحت نے جو figures دئے ہیں ان میں تعداد ہیں۔ میں جناب کے سامنے وہ ڈیٹا پیش کرنا چاہوں گا جو W.H.O نے collection سے لے کر آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہاں پر life expectancy developing سے لے کر 61.1 at birth male and female per year ہے جبکہ 61.6 ہے

countries میں یہ اوسط 75 سے لے کر 80 فیصد ہے اور child mortality ہمارے ہاں ایک ہزار میں سے 115 بچے وفات پا جاتے ہیں جبکہ developed countries میں یہ اوسط ایک ہزار میں سے 7 سے 9 تک ہے۔ اسی طرح صحت کی سہولتوں کے لئے میں جناب کو ڈیٹا پیش کروں گا کہ امریکہ کے اندر ایک لاکھ کی آبادی کے لئے تقریباً 280 ڈاکٹرز، 972 نرسیں اور 60 ڈینٹل سرجن کام کرتے ہیں۔ اسی طرح انگلینڈ کے اندر ایک لاکھ کی آبادی کے لئے ایک سو 164 ڈاکٹرز، 497 نرسیں، تقریباً 40 midwife اور 40 ڈینٹل سرجن کام کرتے ہیں۔ جب کہ پاکستان کے اندر ایک لاکھ کی آبادی کے لئے صرف 57 تا 60 ڈاکٹرز، 34 نرسیں اور ڈینٹل سرجن تقریباً 2 ہوائنٹ کچھ ہے۔ اس نکلے میں اتنا بیمار کھا گیا ہے اور مجھے پتا ہے کہ نکلے صحت کے لئے percentage بہت بڑھانی گئی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ اگر یہ پیسا صحیح پالیسیوں پر خرچ ہوگا اگر صحیح جگہ پر خرچ ہوگا اور اس کی implementation ایانداری سے ہوگی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بہتری بھی پیدا ہوگی لیکن میں خواہش رکھتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام کو انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق صحت کی سہولتیں فراہم کی جائیں اور اس کے لئے مزید بیمار کھا جانے۔

جناب سپیکر! اس صوبے میں بہت ساری ایسی عمارات ہیں بہت ساری جگہیں ہیں جس کو manage کر کے ہم اپنی وصولیوں میں اضافہ کر سکتے ہیں لیکن آج تک اس صوبے میں اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ میں نے پہلے بھی ایک بار کہا تھا اسی اس کی 16 ملین سے رقم بڑھا کر 26 ملین کر دی گئی ہے لیکن جب تک اس میں management نہیں آتی یہ لاہور تازخی شہر ہے اور میں نے یہ رائے دی تھی کہ ایک ٹرانسپورٹ سروس مہیا کی جانے جو ہونٹوں سے سٹاف کی بکنگ کے مطابق سواریاں اٹھانے اور ون ڈے tour لاہور کالگانے تو اس سے ہم بہت ساری آمدنی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیکسٹائل واہ اور ہڑپہ کے قریب ہماری پرانی بلڈنگوں میں پرانی چیزیں ہیں جس سے ہم سیاحوں کو attract کر سکتے ہیں۔ اس صوبے کی آمدنی بڑھانے کی بجائے اس کے کہ ہم ٹیکس بڑھاتے جائیں۔

جناب سپیکر! جنگلات کے لئے جو انٹرنیشنل سٹینڈرڈ ہے وہ یہ ہے کہ ملک کے ٹوٹل ایریا 25 فیصد پر جنگلات ہونے چاہئیں تاکہ اچھی ہضاء اور اچھی ہوا آپ کے ملک کے شہریوں کو مل سکے لیکن مجھے قہمستی سے یہ کسنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان میں یہ ratio صرف 2% something

ہے۔ اس کو بڑھا چڑھا کر بجٹ کے واٹ پیہر میں 4 فیصد لکھا گیا ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح پھر میں سوشل ویلفیئر کی طرف آتا ہوں کہ سوشل ویلفیئر میں جو پیسے رکھے گئے ہیں ان کا استعمال تو یہ ہونا چاہیے کہ senior citizens کے لئے ہاسٹل بنانے جائیں۔ وہ بوزے لوگ جن کو بچے گھروں سے نکال دیتے ہیں یا جن کا کوئی آسرا نہیں ہوتا ان کو اس معاشرے میں ایک باعزت مقام دینے کے لئے وہ پیسہ وہاں پر invest کیا جائے اور ایسی سکیمیں بنائی جائیں جن سے واقف اس صوبے کے شہری فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر! گندم میں جو سب سڈی رکھی گئی ہے وہ پچھلے سال تقریباً 2 ہزار ملین تھی جو کہ اب اس کو کم کر کے 1200 ملین کر دیا گیا ہے۔ میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک کی آبادی 84.5 فیصد غربت سے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER:- Please try to wind up now.

ملک اصغر علی قیصر، wind up کر رہا ہوں۔ میں اپنی بات مکمل کرنا چاہتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔

ملک اصغر علی قیصر، جناب سپیکر! اس میں غربت کی لائن اتنی ہے کہ غربت کی انتہائی پستیوں میں لوگ گھر سے ہونے ہیں اور وزیر تعلیم کہہ رہے ہیں کہ تقریباً پونے دو کروڑ بچے سکول میں داخل ہونے کے باوجود سکول نہیں جاتے۔ ہم یہ تو کہتے ہیں کہ لٹریسی ریٹ بڑھا دیا جائے۔ بچوں کو سکول بھیجا جائے لیکن کبھی کسی نے آج تک یہ جانچنے کی کوشش کی ہے کہ وہ بچے سکول کیوں نہیں جا رہے؟ جس گھر میں چوہا نہیں بٹے گا، جس گھر میں روٹی نہیں چکے گی وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجنے کی بجائے کام پر بھیجیں گے۔ کہیں مزدوری پر بھیجیں گے۔ جب تک ہم ان کا ازاہ نہیں کرتے، جب تک ہم اس ملک کے شہریوں کو بنیادی ضروریات فراہم نہیں کرتے اس وقت تک یہ سارے منصوبے، یہ سارے کام فضول ہوں گے۔ جیسے کسی شاعر نے کہا ہے کہ،

غربت نے سکھانے ہیں بچوں کو بھی آداب

سے ہونے بیٹھے ہیں شرارت نہیں کرتے

جناب سپیکر! ہمارے چیف منسٹر نے خواب دیکھا، پڑے لکھے پنجاب کا خواب۔ ہم دعا گو ہیں کہ ان کا یہ خواب پورا ہو جائے لیکن جو خواب اس ملک میں رستنہ والے لوگ دیکھتے ہیں ذرا ان

کے خوابوں کا بھی اندازہ کیجئے کہ ایک لڑکے کا والد فوت ہوتا ہے تو وہ بھاگ کر میڈیکل سٹور کی طرف وہ دوائیاں واپس کرنے جاتا ہے جو اس نے اپنے والد کے لئے لیا تھا کہ اب ان دوایوں کو واپس کر کے میں پیسے لے کر ان کے کفن و دفن کا انتظام کروں گا۔

جناب سپیکر! ہمارے اس ملک کی بچیاں اس صوبے کی بچیاں کسی شہزادے کے انتظار میں، اچھے گھر کی تلاش میں، اپنی شادی کے انتظار میں، اپنی خواہشوں کا گھاگھونٹ کر بیٹھی رہتی ہیں اور ان کے بالوں میں چاندی آجاتی ہے۔ اسی موقع پر شاید محسن نقوی نے کہا تھا کہ:

پاگل آنکھوں والی لڑکی
اتنے مہنگے خواب نہ دیکھو
تھک جاؤ گی
کلنج سے نازک خواب تمہارے
نوت لگے تو پھٹناؤ گی
خواب تفرقی دھوپ کے تیشے
خواب خیالوں کا پھٹناؤ
خواب ادھوری رات کا دوزخ
مہنگے خواب خریدنا ہوں تو
آنکھیں بیچنا پڑتی ہیں
رشتے بھوننا پڑتے ہیں
شکریہ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ صفیرہ اسلام!

محترمہ صفیرہ اسلام، بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! صوبائی بجٹ کے بارے میں مجھے صیب جالب صاحب کا ایک شعر یاد آ رہا ہے۔

وہ جب اعلان کرتے ہیں بجٹ کا
غریبوں کا ہی ہو جاتا ہے جھٹکا
بڑھے گی اور منگانی بڑھے گی
یہ ہے فیضان و اشکشن ٹٹ کا

جناب سپیکر! یہ بجٹ جو سیکرٹریوں، بیورو کریٹوں کے دماغ اور ہاتھوں کی شہدہ بازی کا شاہکار ہے، یہ بجٹ جو ہے یہ مصلحتوں میں لپٹا ہوا باوردی بجٹ ہے۔ یہ پارلیمنٹ کا بجٹ نہیں بلکہ یہ نیشنل سکیورٹی کا بجٹ ہے۔ یہ 1973 کے آئین کا بجٹ نہیں، یہ ایل او ایف کا بجٹ ہے۔ یہ ہمارے وزیر خزانہ میرے معمولی سے بھائیوں کو ہاتھوں میں ایک ہیرا مہیری کا پتلا پکڑا دیا گیا لیکن انہوں نے جس اعتماد کے ساتھ اسے پیش کیا اس کے لئے میں اپنے معمولی سے بھائی کو مبارکباد دوں گی کیونکہ وہ تو نہیں جانتے کہ اس ساری ہیرا مہیری میں کیا کیا پکڑ ہیں؟ وہ تو مصوم ہیں اور نئے نئے آنے ہیں۔ (قتے)

محترمہ ثمنینہ جدون، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہو گی کہ میں نے صرف پانچ منٹ لینے ہیں۔ میں اپنی خواتین سے اتنی گزارش کروں گی کہ بیگز دو منٹ کے لئے تحمل سے بات سنیں اور سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترمہ ابوئے۔

محترمہ ثمنینہ جدون، جناب سپیکر! ایوزیشن کے ممبران ایل۔ ایف۔ او کو پچھتے چلاتے ٹھک گئے ہیں۔ اب ان کو بحال کیا ہے کہ یہ ایل او ایف کہہ رہے ہیں جبکہ یہ ایل۔ ایف۔ او ہے۔ سپیکر صاحب! ان کو یاد دلا دیں کہ یہ باہر بادل بھول جاتے ہیں۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! میں نے ایل۔ ایف۔ او کا بجٹ کہا ہے۔ 1973 کا بجٹ نہیں، ایل۔ ایف۔ او کا بجٹ کہا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے موجودہ بجٹ میں 43.44۔ ارب روپے ترقیاتی اخراجات کے لئے رکھے گئے جبکہ غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے 47.88۔ ارب روپے رکھے گئے۔ ان حالات میں صوبہ کیسے ترقی کرے گا؟ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ غیر ترقیاتی فنڈز جو ہیں کیا یہ صرف وزراء کی عیاشیوں کے لئے رکھے گئے ہیں یا کسی اور کام میں آتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ پنجاب حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس نے بہترین فنانشل ڈسپن کا مظاہرہ کر کے 9۔ ارب روپے کا اضافی ریونیو حاصل کیا ہے۔ پھر اس دعوے کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب حکومت ساہج

بجٹ پر عمل نہ کر سکی اور جب نیا بجٹ پیش ہوا تو ساتھ ہی 36۔ ارب 79 کروڑ روپے کی منظوری کے لئے سابقہ مالی سال کا اضافی بجٹ بھی ساتھ پیش کر دیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اگر ایک بجٹ کے اندر گھر کی عورت اس بجٹ سے تجاوز کر جائے یا ایک بجٹ جو بنایا جاتا ہے اس سے حکومت تجاوز کر جائے تو اس کو کیا کہتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ حکومت اس اہل نہیں تھی۔ اب ہمارے پاس اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ جو بجٹ اب پیش ہوا ہے اس بجٹ کے بعد اگلے سال اس سے ذہل ضمنی بجٹ کے ساتھ پیش کر دیا جائے گا۔ حیران کن بات تو یہ ہے کہ یہ اثراہات کیسے بڑھ جاتے ہیں؟ جب ایک بجٹ بنتا ہے تو اس بجٹ کے اوپر جتنی رقم رکھی جاتی ہے اس کو اسی حساب سے خرچ کرنا پڑتا ہے۔ میں یہاں پر عرض کروں گی کہ عوام کو سائلنگ تو میسر نہیں لیکن وزیر اعلیٰ کے لئے 78 کروڑ روپے کا ایلی کا پٹر خرید گیا جبکہ اس سے پہلے ان کے پاس ایک طیارہ موجود تھا۔ ضمنی بجٹ کی رقم میں 19 کروڑ روپے کی کاریں خریدی گئیں۔ 70 لاکھ روپے کے تحائف دینے لگے۔ مجھے یہاں پر یہ کہنا پڑے گا کہ

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا

گھر چودھریوں کے بجلی کے پرائیوٹ سے ہیں روشن

جناب سپیکر! گورنر ہاؤس، سمورن پرا ایک کروڑ دس لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ چیف منسٹر ہاؤس مری کے لئے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ میں اس معزز ایوان سے پوچھتی ہوں کہ یہ جو غیر ترقیاتی فنڈز ہیں کیا وہ اسی چیزوں کے لئے ہیں جس پر یہ خرچ ہوتا ہے؟ وزیر تعلیم صاحب یہاں تصریف نہیں رکھتے کیونکہ ان کی کل اتنی زیادہ تعریفیں ہو گئی ہیں کہ وہ مناسب نہیں سمجھتے کہ اب باقی لوگوں کو سنا جائے۔ اتنی ہی تعریفیں بہت ہیں جو وہ سن کر جاپچکے ہیں۔ یقیناً ان کے پارلیمنٹری سیکرٹری یہاں بیٹھے ہوں گے۔ میں وزیر تعلیم کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ انھوں نے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے یہاں پر جو نصاب تعلیم رائج کیا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ کسی ملک کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہو گی کہ وہاں کے نصاب کی dictation امریکہ جیسے ملک سے لی جائے۔ ہماری وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال صاحبہ امریکہ سے dictation لیتی ہیں۔ جناب والا! یہاں تو قرآنی آیات کو بھی نصاب سے نکال دیا جاتا ہے جو کہ ہماری بد قسمتی ہے۔ وزیر تعلیم نے "کھل جا سم سم" کہہ کر نظام تعلیم کو تبدیل کیا ہے۔ امتحان کے طریق کار کو یکسر بدل دیا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ ایک نل کو کھول دیا

جاتا ہے۔ جناب والا! معروضی طریقہ امتحان رائج کیا گیا ہے۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر ایوان آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی 'ذا کٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سپیکر! میں اپنی معزز ممبر صاحبہ کو گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ انھوں نے تو سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی ہے۔ کیا ہم نے سکولوں میں رائج تعلیم کے نصاب سے اسلامیات ختم کر دی ہے؟ ہم نے تو اس کا پہلا سبق ہی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کیا ہے۔ کیا تاریخ جغرافیہ سے پاکستان کی تاریخ ختم کر دی گئی ہے؟ وہ ان کا ہی دور حکومت تھا جب پاکستان کا نقشہ غائب کر دیا گیا تھا۔ مادر ملت کی تصویر غائب کر دی گئی تھی۔ ہماری حکومت نے تو اس سال کو مادر ملت کے نام سے منسوب کیا ہے۔ یہ سب کس نے کیا ہے؟ ان کے دور حکومت میں تو مادر ملت کے نام کا ذکر بھی نہیں تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا ذکر کس نے کیا ہے؟ انھوں نے تو ان کا نام ہی منادیا تھا۔ دوسری بات یہ کہوں گی کہ انھوں نے ابھی پودھریوں کے چراغوں کا ذکر کیا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ انھوں نے تو کئی لاکھ لوگوں کے وظیفے لگا رکھے ہیں۔ غریب طلباء ان سے وظیفے لیتے ہیں۔ وہ تو کروڑوں کمروں کا دیا جلاتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: ایوان آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شیخ صاحب! یہ عواتین کا معاملہ ہے۔ یہ مردوں کا معاملہ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ بی بی انٹودان کو جواب دیں گی۔

محترمہ صفیرہ اسلام: جناب سپیکر! نظریہ پاکستان کو نصاب سے کس نے دور کیا؟ آیات قرآنی کو کس نے نصاب سے نکالا؟ اسے کیا جبراً نہ تو اسے اپنے محکمہ کی کسی بات کا علم ہے اور نہ ہی کسی اور معاملے کا پتا ہے۔ میں اپنی محترمہ سہن کی عزت کرتی ہوں انھیں ہدایت کریں کہ وہ صرف اپنے شبے تک ہی محدود رہیں۔ ایوان میں ہر شبے پر بولنا انھیں زیب نہیں دیتا۔ میری وہ سہن ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں انھیں جواب دوں۔

جناب سیکرٹری! امتحانات کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ وزیر صاحب بھی یہ بات تسلیم کریں گے کہ دو ماہ پہلے راج حدہ طریقہ امتحان کو یکسر بدل کر معروضی طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے جس کے لئے نہ تو کوئی نصابی کتابیں دستیاب تھیں اور نہ ہی تربیت یافتہ استاد موجود تھے۔ تمام بہتر نتائج دینے والے سکولوں کو "N.G.Os" کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ جہاں کم تنخواہ پر اساتذہ رکھے گئے ہیں۔ میں پورے ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کوئی ایک ممبر بھی اٹھ کر بنادے کہ جتنے بچے کلچ یا سکولوں میں پڑھتے ہیں کیا سب کے سب تمام معاین کی یوشتر نہیں پڑھتے؟ اگر ہمارے سکولوں کا تعلیمی معیار اچھا ہو تو پھر ان یوشتر کی کبھی ضرورت نہ پڑے۔ جتنے اچھے سکول تھے وہ تو انہوں نے اپنے من پسند لوگوں کو دے دیئے ہیں۔ جس کی وجہ سے تعلیم کا معیار اور نظام بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ پبلک سروس کی رپورٹ کے مطابق جو طلباء امتحان دے رہے تھے ان کا معیار انتہائی پست تھا۔ میں وزیر تعلیم سے یہ کہنا چاہوں گی کہ ان بلند بانگ دعوؤں اور ان بڑے بڑے اشتہاروں سے تعلیم کا معیار بند نہیں ہوتا۔ اس کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ کتابیں مفت دینے سے تعلیم سستی نہیں ہوتی۔ ایسے سکولوں کی حالت کو بہتر کیا جانے جن کی پیمائشیں نہیں ہیں۔ ایسے سکولوں کی حالت کو بہتر بنایا جانے جہاں پر بچے ناٹوں پر بیٹھتے ہیں۔ تعلیم کے نظام میں بہتری کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم پر زور دیا جانے۔ تعلیم کو معیاری اور با مقصد بنایا جانے اور جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالا جانے۔

جناب سیکرٹری! ساری دنیا میں بجٹ سال میں صرف ایک مرتبہ پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں پر روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتوں کا تعین کر لیا جاتا ہے اور پھر اس بجٹ میں ایک پیسے کی بھی کمی بیشی جرم ہوا کرتی ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں سال میں بجٹ پیش کرنے کا ایک دن رسمی طور پر رکھا جاتا ہے اور پھر سارا سال عوام پر منافع خوروں اور بلیک مارکیٹ کرنے والوں کو بھوکے شیروں اور خوفناک جانوروں کی طرح بھجور دیا جاتا ہے۔ جناب والا! میں آپ کے سامنے چند اشیاء کا جائزہ پیش کرنا چاہوں گی۔ 1999 سے لے کر 2004 تک آنے کی قیمت -/154 روپے فی قھیلا سے -/216 روپے ہو گئی۔ کھی -/48 روپے کلو سے -/64 روپے کلو ہو گیا۔ چاول -/24 روپے کلو سے -/36 روپے کلو ہو گیا اور گوشت -/110 روپے سے -/210 روپے فی کلو ہو گیا

ہے۔ اس تھیلی جائزہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اشیاء کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ موجودہ بجٹ میں ان قیمتوں کو کم کرنے یا کنٹرول کرنے کے بارے میں کوئی بھی اقدام نہیں اٹھانے گئے۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح گریڈ ایک کے لئے 280/- روپے اضافہ ہوا ہے جبکہ گریڈ بائیس کے آفیسروں کی تنخواہوں میں 2616/- روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ اس فرق سے عکراؤں کی ذہنیت کا پتا چلتا ہے۔ گریڈ سترہ سے بائیس تک کے آفیسروں کو 'بجلی'، 'میلیفون'، 'گیس' اور 'پٹرول' کی مفت سوتلیں حاصل ہیں جبکہ گریڈ ایک سے سو تک کے ملازمین ہنگامی کی چکی میں بس رہے ہیں۔ جناب والا! سرکاری ملازمین کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرنے والے ورکرز بھی ہیں جو کہ صنعتی اداروں 'ٹریڈ یونٹس'، 'ہاپنگ بلازوں' یا تعمیراتی اداروں میں کام کرتے ہیں۔ یہ ملازمین پندرہ سو سے لے کر تین ہزار روپے تک تنخواہ لیتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ حکومت نے ان تمام ورکرز کو یا تو پاکستانی شہری ہی تصور نہیں کیا یا پھر ان کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ان تمام ورکرز کے اوپر اس ملک کی معیشت کا انحصار ہے، انہی کی وجہ سے اس ملک کی معیشت مستحکم ہے، انہی کی وجہ سے ہمارے کارخانے چل رہے ہیں۔ جناب والا! میں حکومت سے مطالبہ کروں گی کہ پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرنے والے ان تمام ورکرز کو لیبر قوانین کے مطابق نوکریوں کا تحفظ اور مراعات دی جائیں۔

جناب سپیکر! میں شبہ صحت کے حوالے سے عرض کروں گی کہ اس مہ میں جو رقم رکھی گئی ہے یا تو وہ یورو کرنسی کی جیب میں چلی جاتی ہے یا بڑے بڑے لوگوں کی بیویوں میں چلی جاتی ہے جبکہ غریب آدمی کو ہسپتال سے صرف ڈسپینسری کی گولی ملتی ہے۔ اسی طرح ایکسریز یا باقی ٹیسٹ پرائیویٹ طور پر کروانے پڑتے ہیں۔ جناب والا! ہسپتالوں کی حالت اس قدر خراب ہے کہ وہاں پر دی جانے والی ادویات باہر میڈیکل سٹورز پر فروخت ہو رہی ہیں۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گی کہ تمام ہسپتالوں کو چیک کرنے کے لئے ایک کمیٹی جانی جائے۔

جناب جاوید اختر، جناب سپیکر اپوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جاوید اختر صاحب!

جناب جاوید اختر، شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترمہ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے on the floor of the House ایک جموٹ بولا ہے۔ انھوں نے ابھی کہا ہے کہ گریڈ 17 اور اس سے اوپر کے آفیسرز کو پانی اور بجلی کی سولت حاصل ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے بلکہ وہ خود pay کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی محترمہ!

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! صوبے میں نصف آبادی خواتین کی ہے لیکن بجٹ میں خواتین کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ خواتین کے issues کو کم کرنے کے لئے کوئی ریٹیف نہیں دیا گیا۔ خواتین کے تحفظ کے لئے کوئی مستقل انتظامات نہیں کئے گئے۔ خواتین کی بے حرمتی کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ خواتین پر تیزاب پھینکا جاتا ہے۔ جلانے کے واقعات ہیں، گھریلو تشدد کے واقعات ہیں۔ غیرت کے نام پر خواتین کا قتل عام ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ خواتین جو معاشرے کا ایک بڑا حصہ ہیں۔ آدمی سے زیادہ آبادی خواتین کی ہے۔ ان کو تحفظ دیا جانے جس کی وہ مستحق ہیں۔ میں آخر میں صرف یہ عرض کروں گی کہ بجٹ میں گاڑیوں پر ڈیوٹی میں کمی باعث شرم ہے۔ غریبوں کی ضرورت تو سائیکل تھی۔ ان کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ امیروں کو کروڑوں کا ریٹیف دیا گیا لیکن غریبوں کو کھل دیا گیا۔ جناب والا! بالکل اسی طرح،

دب جس کا محلات میں چلے

چند لوگوں کی عوشیوں کو لے کر چلے

وہ جو سامنے میں ہر مصلحت پر پلے

ایسے دستور کو صبح بے نور کو

میں نہیں ماتی میں نہیں ماتی

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی آپ اس دستور کے بارے میں نہ کہیں۔ یہ دستور تو آپ کے ہائی نے بنایا تھا۔ اس لئے آپ ایسا نہ کہیں۔ یہ دستور آپ کے ہائی ذوالفقار علی بھٹو نے بنایا تھا اس لئے

اس بارے میں آپ نہ کہیں۔ یہ تو آپ اپنے دستور کی خود نفعی کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! یہ بجٹ اس دستور کے تحت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دستور 1973 ابھی تک چل رہا ہے۔ جو متفق بنا تھا۔

محترمہ صفیرہ اسلام، جناب سپیکر! میں نے اس نظام کی بات کی ہے جو غریبوں کے حلاف

ہے۔ میں نے اس دستور کی بات کی ہے جس میں غریبوں کا گلا دبایا گیا اور سارے relief امیروں

کو دینے لگے ہیں جس میں سارے کے سارے ترقیاتی فنڈز وزراء کو دینے لگے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھی مقرر مسز لبنی طارق صاحبہ!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! آپ نے ڈاکٹر جاوید صدیقی کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ One by one is given to floor to every body. دو ادھر

سے اور دو ادھر سے بولیں گے۔ جی محترمہ فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت، بسم اللہ الرحمن الرحیم، شکر ہے جناب سپیکر! آپ نے مجھے

floor دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب اور وزیر خزانہ جناب

حصین بہادر دریشک صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جن کی شب و روز محنت کے نتیجے میں

پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ٹیکس فری بجٹ پیش کیا گیا۔ بجٹ 2004-05 نہ صرف ٹیکس

فری بجٹ ہے بلکہ اس میں پہلے سے موجود۔۔۔ (قطع کلامیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت، بلکہ اس میں پہلے سے موجود مختلف شعبوں پر لگے ہونے

ٹیکسز میں بھی کمی گئی ہے اور یہ عوام کے لئے بہت خوش آئند بات ہے۔ اب میں اپنی اپوزیشن

کی عواتین کے متعلق تھوڑی سی بات کروں گی کہ آج بجٹ پر تقریر کا تیسرا دن ہے لیکن انھوں

نے ابھی تک کوئی بھی positive بات نہیں کی بلکہ صرف تنقید ہی کی ہے۔ خصوصی طور پر میری بہن محترمہ آپا ناؤن شپ صاحبہ نے یہ بات کی کہ ان کے لیڈر کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ تو میں محترمہ کی اطلاع کے لئے کہوں گی کہ وہ ہمارے لیڈر نہیں ہیں، جو کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں، بلکہ وہ آپ کے لیڈر تھے جو کہتے کچھ تھے، کرتے کچھ اور تھے۔ جو آپ لوگوں کو، عوام کو اور اس ملک کو دھوکا دے کر باہر جا بیٹھے اور آپ وہ ندامت چھپانے کے لئے ہر وقت حکومت پر تنقید کرتی رہتی ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ روٹی کیزے اور مکان کا نعرہ لگایا مگر غریب عوام کو کوئی فاس ریٹیف نہیں دیا۔۔۔

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذمینی سپیکر، جی، نجف سیال صاحب فرمائیے!

جناب نجف عباس سیال، جناب سپیکر! محترم نے فرمایا ہے کہ آپا ناؤن شپ صاحبہ۔ تو ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کونسی قاضی رکن ہیں جو آپا ناؤن شپ ہیں؟

محترمہ عابدہ جاوید، جو اپنے ملک کا سوچتی ہے، جو اپنے وطن کا سوچتی ہے، جو اپنے معاشرے کا سوچتی ہے، جو دیانت داری کا سوچتی ہے، جو غلوں کے ساتھ کام کرنے کا سوچتی ہے، جو نیک نیتی کے ساتھ کام کرنے کا سوچتی ہے۔ جو امتاب کے لئے بات کرنا چاہتی ہے۔ جو کردار کی بات کرنا چاہتی ہے، جو پاکستان کے عوام کا سوچتی ہے اور جو غریبوں کا درد رکھتی ہے یہ ناؤن شپ کی وہ طاقت ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جو تعلیم کی بات کرتی ہے، جو اس نظریے کی بات کرتی ہے اور صحت کے حوالے سے بات کرتی ہے۔ صرف اپنے ناؤن شپ کی ہی بات نہیں کرتی بلکہ پاکستان کا درد رکھتی ہے۔ پاکستان کی ترقی رکھتی ہے۔ پاکستان کی سلامتی کا سوچتی ہے۔ پاکستان کی بھلائی کا سوچتی ہے اور پاکستان، پاکستانی قوم کو امریکہ کا غلام نہیں بننے دینا چاہتی۔

جناب ذمینی سپیکر، ٹھیک ہے بی بی ٹھیک ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید، یہ وہ طاقت ہے۔ یہ جرات مند طاقت ہے اور آپ بات کرتی ہیں ناؤن شپ کی۔ ناؤن شپ ایسی کی سب سے بڑی رہائش مکیم ہے۔ اس میں رہائشی سوتوں کا فقدان ہے۔

میں بات کیوں نہ کروں۔ میرا حق ہے اور میرا فرض ہے کہ میں بات کروں وہاں پر ایسی ایسی نااضائیاں ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی اے آپ نے واضح کر دیا ہے۔ نجف سیال صاحب معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ناؤن شپ سے کون ہیں تو آپ نے واضح کر دیا ہے کہ آپ ہیں۔ بالکل ٹھیک ہیں۔ محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر ۱ میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نجف سیال صاحب میرے خیال میں اب آپ کو اطمینان ہو جانا چاہیے کہ ناؤن شپ سے محترمہ ممبر ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر! وہاں پر ناہاتر گیت لگانے جاتے ہیں میں وہ بات کرتی ہوں۔ وزیر قانون کو لاکھ دہہ کہا۔۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended for further one hour.

محترمہ عابدہ جاوید، جناب والا میں عوام کی سہولت کی بات کرتی ہوں۔ میں عوام کی تعلق کی بات کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی اے آپ نے بات کر لی ہے میز اب بیٹھ جائے۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سپیکر ۱ میں اپنے قدم میں نواز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جنہوں نے اپنی کرسی کی پروا کئے بغیر پاکستان کے دفاع کو ناقابل تیسیر بنایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ میز! تشریف رکھیں۔ جی محترمہ لبنی طارق صاحبہ فرمائیے

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت، جناب سپیکر ۱ اگر غریب اور متوسط طبقے کے لئے کسی نے عملی طور پر کچھ کیا ہے تو وہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی ہیں جنہوں نے ہر شعبے میں غریب عوام کو ریلیف دینے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ پنجاب حکومت کا سب سے اہم قدم پانچ مرلے کے مکانات کو پرائیویٹ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ ایسا قدم ہے جس سے پنجاب کے متوسط طبقے کے لاکھوں لوگوں کا فائدہ ہو گا۔ اس قدم سے وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ وہ جمہوریت پر عمل یقین رکھتے ہیں۔

محترمہ علیہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر بیگز۔ آرڈر بیگز۔ محترمہ بیگز بیٹھیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت، کیونکہ پانچ مرے کے گھروں کو لیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کی قرار داد ہمارے اپوزیشن بنجر سے سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے آئی تھی جسے بعد میں کمیٹی میں پیش کیا گیا اور وہ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے منظور کی گئی۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کا جمہوریت پر بہت زیادہ یقین ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے بھی اگر کوئی positive بات آتی ہے، لوگوں کی بھلائی کے لئے عوام کو relief دینے کے لئے آتی ہے تو وہ اس کو مانتے ہیں۔ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے غریب کسان کے لئے کئے گئے خصوصی اقدامات کو مد نظر رکھیں تو اس بجٹ کو ہم کسان دوست بجٹ کہیں گے۔ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پر زرعی لیکس کی بھونٹ، غریب کسان کو بھونٹے قرضوں کی فراہمی، بے زمین کاشتکاروں کو ساڑھے بارہ ایکڑ زرعی زمین کی فراہمی اور غریب دیہاتیوں کو 5 مرد گھروں کے لئے زمین کی فراہمی ایسا اقدام ہے کہ اس سے غریب کسان کو ریٹیفیٹے گا۔ اگر ہم شعبہ تعلیم کی طرف دیکھیں تو حکومت پنجاب نے اس شعبے میں انقلابی اقدامات کئے ہیں۔ میٹرک تک فری تعلیم کی فراہمی اس کے علاوہ ذل تک فری سلیبس کی فراہمی اور 80 فیصد حاضر یوں پر بیچوں کے لئے دو سو روپے ماہانہ وظیفہ اور انشاء اللہ تالی آمدہ تین سالوں میں اس صوبہ کے تمام سکول اپ گریڈ کر دینے جائیں گے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے وزیر اعلیٰ کا پڑھا لکھا پنجاب کا خواب پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔ ذہنی اور جسمانی طور پر معذور افراد ہمارے معاشرے کے لئے ایک چیلنج ہیں۔ ان کو سہیل کہہ دینا ہی کافی نہیں ان کا درد وہ لوگ جانتے ہیں یا تو ان کے parents یا وہ خود اس چیز کو محسوس کرتے ہیں۔ اس دفعہ پہلی مرتبہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کو بہتر تعلیم اور ووکیشنل ٹریننگ کے سلسلے میں ان کے لئے ایک علیحدہ سپیشل ایجوکیشن کا ڈیپارٹمنٹ بنایا اور اس کے لئے ان کی علیحدہ منسٹری بھی دی گئی اور چالیس کروڑ روپے کے فنڈز بھی اس شعبے کے لئے مختص کئے گئے۔ گزشتہ روز اپوزیشن بنجوں کی طرف سے بلکہ آج بھی یہ discussion بڑے زوروں پر تھی کہ کالا باغ ڈیم کے سلسلے میں کچھ نہیں کیا گیا۔ تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ

اس سلسلے میں بھی پہلی مرتبہ پنجاب حکومت کریڈٹ لے گئی جس نے اپنے بجٹ میں کالا باغ ڈیم شروع کئے جانے کی میں ڈیم کی ڈیزائن سنڈی کے لئے چچاس کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے اور یہ حکومت پنجاب کا وفاق اور باقی صوبوں کے لئے اہم پیغام ہے۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر اگر اس سال نہیں شروع ہوتی تو اس سلسلے میں 13 نئے مھونے ڈیم بنانے کے لئے 80 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ابھی میرے رحیم یار خان سے تعلق رکھنے والے بھائی انجینئر اکبر ذہلوں صاحب نے بات کی تھی کہ رحیم یار خان میں اور اس سائیز پر پانی کی بہت کمی ہے اور ہم لوگ بہت suffer کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں میں ان کو بھی یہ جواب دینا چاہوں گی کہ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ پچھلے سال tail پانی پہنچانے کا جو اقدام کیا گیا۔ اس سے اس سال فصل میں بہت زیادہ بہتری آئی ہے اور ادھر کے غریب کسان کو اور لوگوں کو ریلیف ملا ہے۔ آج تک مختلف حکومتیں آئیں مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی حکومت نے بھی خواتین کو کوئی نمائندگی نہیں دی۔ اس سے پہلے ایک خاتون وزیر اعظم بھی آئیں انہوں نے بھی خواتین کے لئے کوئی positive کام نہیں کئے۔ اس دفعہ پہلی مرتبہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب کی وجہ سے خواتین اسمبلیوں میں آئی ہیں۔ ان کی نمائندگی چاروں صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی اور سینٹ میں موجود ہے۔ الحمد للہ خواتین، خواتین کے issues پر بات کر رہی ہیں، ان کے حقوق کی بات کر رہی ہیں اور یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ خواتین حکومتی تنجوں کی طرف سے ہوں یا اپوزیشن کی طرف سے ہوں خواتین کے issues پر ہم سب لوگ ایک ہیں۔ اس دفعہ پہلی مرتبہ خواتین کی بہتری اور نلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے 20 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ گو یہ بہت ہی معمولی رقم ہے خواتین کی آبادی کے لحاظ سے یہ رقم کم ہے مگر میں یہ کہوں گی کہ یہ رقم بارش کا پہلا قطرہ حیات ہومی اور میں گزارش کروں گی۔

جناب ذہنی سپیکر، بی بی اے آپ wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت، جناب والا! میں گزارش کروں گی کہ مجھے ایک دو منٹ اور دینے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جلدی ختم کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت، میری یہ گزارش ہوگی کہ آئندہ سال یہ رقم بڑھادی جائے گی۔

ایک آواز، وقت بڑھادیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک گھنٹہ بڑھادیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت، جناب سپیکر! میں ایک معمولی سی بات کروں گی کہ

نوورازم کے حوالے سے اسی اپوزیشن کی طرف سے تنقید کی جا رہی تھی کہ نوورازم والوں نے

ابھی تک کوئی ایسا اقدام نہیں کیا کہ ان کے کوئی tour packages وغیرہ ہوں۔ ان کو میں

بتانا چاہوں گی کہ لاہور سے ہمارے انٹرنسٹی نوورز پیکیجز ہیں۔ پی سی ہونٹل اور لائنس روڈ پر ہمارا

آفس ہے جہاں سے ان پیکیجز کے لئے کنونینس میا کی جاتی ہے۔ یہ انٹرنسٹی بھی ہیں اور شمالی

علاقہ جات کی طرف بھی جاتی ہیں اور ان کے different tour packages ہم لوگ دے رہے

ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا اعتراض ہے کہ نیو مری سٹی بنانے کا کوئی کامدہ نہیں۔ اس کی

بجائے ہم دیہاتوں کی طرف غور کریں یا ان اطراف کی طرف توجہ دینی چاہیے جو neglected

areas ہیں تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ اگر نیو مری جیسا پراجیکٹ بن جاتا ہے جو کہ ایک

well planned international level کا شہر ہوگا۔ اس سے انٹرنیشنل ہوٹلوں کی ایک

cham وہاں پر کھلے گی۔ اس سے نوورازم کو فروغ حاصل ہوگا۔ وہاں کے لوگوں کو روزگار ملے

گا۔ اس سے ریونیو بھی بڑھے گا۔ اس قسم کے پراجیکٹ پر ان کا اعتراض درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور میں شکر گزار ہوں پنجاب

حکومت کی جنہوں نے 56 فیصد فنڈز اس دفتہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کے لئے مختص کئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب ضلع رحیم یار خان سے منتخب ہوئے ہیں اور وہ وہاں کی ترقی اور خوشحالی کے لئے

انتظامی اقدامات کر رہے ہیں۔

جناب جاوید حسن گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، فرمائیں!

جناب جاوید حسن گجر، جناب سیکرٹری اہمی محترمہ فرماری تھیں کہ 56 فیصد بجٹ جنوبی پنجاب کو دیا گیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ محترمہ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں۔ بنیادی طور پر ان کے علاقے سے پرویز الہی صاحب ممبر سب نے ہیں وہ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں ان کے علاقے کو انہوں نے 56 بجٹ فیصد دیا ہے اتنا بجٹ پورے جنوبی پنجاب کو نہیں دیا۔

اس کے علاوہ اہمی یہ دوسری بات آب پاشی کے متعلق کہہ رہی تھیں کہ محترمہ اگر اپنے علاقے میں جائیں میرے والے علاقے میں جائیں اہمی تک 30 فیصد وہ لوگ ہیں جن کو اہمی تک پانی بھی نہیں ملا اور ہوائی ویسے کی ویسی ہی پڑی ہے۔ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ جنوبی پنجاب کو پانی دیا گیا ہے۔ میں ان سے یہ بھی کہوں گا کہ یہ اپنے وزیر صاحب سے رابطہ کریں اور اپنی اس بات کی تصحیح کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت، جناب والا! آخر میں میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے وہاں کے طلباء کے لئے میڈیکل کالج کا قیام کیا اور بے سہارا عورتوں کے لئے دالان کے قیام کی منظوری دی۔ اس کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ پنجاب سے میں یہ گزارش کروں گی کہ وہاں کے طلباء کی ایک دیرینہ خواہش ہے کہ وہاں پر یونیورسٹی قائم کی جائے۔ تو میری ان سے گزارش ہے کہ آئندہ آنے والے سال کے بجٹ میں وہ اس پراجیکٹ پر نظر ثانی کریں اور اس کے ساتھ ہی میں آپ کی ایک دفعہ پھر تہ دل سے مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، شکریہ۔ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، شکریہ جناب سیکرٹری!

ساڈے بال وی پڑھ کہ کے بک ڈھیں ماکم بنزن
کیا احساس سرانگیں دے بن آتیوں سمجھاواں
تے کندھی آئے ترے راحون کیا سوچے دریاواں

پچھلے سال بجٹ کے موقع پر میں نے ایک شعر جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ سال گزر گیا ہے وہ شعر بھی یاد کروانا ہوں۔ اس وقت میں نے ان کی خدمت میں عرض کی تھی چونکہ ہماری خوش قسمتی سے ان کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور جنوبی پنجاب کے نمائندوں کو وزارت نہیں دی گئی ان کے والد کی دوستی کے حق میں حق دوستی ادا کرتے ہوئے ان کو وزیر خزانہ بنایا گیا۔ ورنہ جنوبی پنجاب کے حصے میں جو وزارتیں آتی ہیں وہ ہوتی ہیں "بیت المال" جیندا دفتر ای کوئی نی " Non Formal Education یعنی Formal Education ضلع گجرات۔ عمران ممدو سکند ضلع گجرات۔ تے اتے ساڈے جہانیاں صاحب Non Formal Education اکوں فصریز "مجھیاں پکڑو" او بھائی ہیلتھ کدھر ہے، او بھائی ایجوکیشن کدھر ہے، او بھائی سی اینڈ ڈبلیو کدھر ہے، بدلیات کدھر ہے، قانون کدھر ہے، رورل ڈویلپمنٹ کدھر ہے، چیف منسٹر کدھر ہے، سپیکر کدھر ہے، گورنر کدھر ہے، ہمارے حصے میں صرف ایک ڈپٹی سپیکر ہے ہم اسی لئے مشکور ہیں کہ چلو ہمارا ایک نمائندہ تو ہے۔ میں انہیں پنجاب کا نمائندہ ہونے کے ناتے کہہ رہا ہوں۔

ایڈے غربت دے صدے نصیبیاں دتن
اوڈوں فرقت دے سانول سزا ڈے گیا اے
کوئی پیچھے تے پاہ بے مہابے کولوں
بخت کیا ڈیونا پاہ تے کیا ڈے گیا

بھر میں نے کہا تھا۔

پاز مجبور پاہ اپنی فطرت کولوں
او میکوں ساون وی تتی ہوا دے گیا

حسین دریلنگ! تیری موجودگی میں جب توں وزیر خزانہ ہو اور جنوبی پنجاب کو گرم ہواہیں آئیں۔ ہمیں اور جگہوں سے تو گرم ہواؤں کی توقع تھی۔ ہم برداشت کر رہے تھے لیکن تیری موجودگی میں گرم آئیں ہم سے یہ برداشت نہیں ہوتا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

اس سال میں انہیں کہنا ہوں چونکہ نیا سال ہے، تھوڑی ترقی ہو گئی ہے۔ میں نے وائٹ پیپر پڑھا۔ وہ پچھلے سال سلسلہ صدیقی صاحب کی طرف سے تھا۔ اس مرتبہ انہوں نے مہربانی کی کہ اس پر سیکرٹری فنانس کی بجائے ان کا نام ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چلو کچھ تو بہتر ہوا۔ اس سال میں

خصوصی طور پر حسنین دریشک سے کہتا ہوں،

مجھتوں میں ہر ایک لمہ وصال ہوگا یہ طے ہوا تھا
بچھڑ کے بھی اک دوسرے کا خیال ہوگا یہ طے ہوا تھا
یہ کیا کہ بدلتے موسم میں تم نے بھلا دیا مجھ کو
کوئی جرأت ہو نہ چاہتوں کو زوال ہوگا یہ طے ہوا تھا

جنوبی پنجاب انہیں پکار کر کہہ رہا ہے کہ بدلتے موسم وزیر خزانہ بنے اور مجھے بھلا دیا۔

آپ لوگوں سے وعدے کر کے آئے ہیں 'commitment' کر کے آئے ہیں 'ان سے mandate لے کر آئے ہیں کہ جس علاقے کی نمائندگی کے لئے آپ جا رہے ہیں، جس منصب پر آپ کاغذ ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو عزت دی ہے وہ اللہ کی دی ہوئی ہے ہمیں تو عموماً ہے کہ آپ ہمارے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور وزیر خزانہ ہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اور ابھی چودھری ظہیر صاحب چلے گئے ہیں۔ میں نے انہیں بھی کہا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی منتخب نمائندہ خواہ وہ اس طرف سے ہو یا اس طرف سے ہو، کبھی بھی وہ کسی کی حق تعالیٰ کا سوچ ہی نہیں سکتا۔ وہ عوام سے mandate لے کر آتا ہے۔ حسنین دریشک کو اگر بجٹ تقریر پڑھنے کے بعد یہ موقع دیا جاتا کہ اس کی detail پڑھتے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے تو یقین کریں کہ اگر انہیں وزارت ہانے کا خطرہ نہ ہوتا تو یہ کہہ دیتے کہ بھئی! میں اس قسم کا بجٹ پیش کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ جو کچھ انہیں پڑھنے کے لئے دیا گیا اور ایک پیپر جو انہوں نے کھڑے ہو کر پڑھا وہ تو ٹھیک تھا لیکن جو اس کے اندر لکھا ہوا ہے وہ ان کے لئے اتنا تکلیف دہ ہے، وہ چودھری ظہیر کے لئے، وہ راجہ بشارت کے لئے، ارشد لودھی صاحب کے لئے، صرف میرے یا رانا منشا اللہ صاحب کے لئے نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ درد دل نہیں رکھتے۔ میں یہ بھی نہیں سمجھتا کہ یہ سارے جنوبی پنجاب کے حقوق کو لوٹ کر لاہور، گجرات اور فیصل آباد پر لگانا چاہتے ہیں۔ جو آدمی سیاسی اور پر منتخب ہوتا ہے اس کی سوچ نا انصافی یا حق تعالیٰ پر مبنی نہیں ہوتی۔ میں نے انہیں منتخب نہیں کیا، یہ عوام کا mandate لے کر آئے ہیں۔ انہیں عزت بھی عوام نے دی ہے اور اس میں قصوراً بہت کردار پرویز مشرف کا بھی ہے لیکن اس میں میرا کوئی کردار نہیں ہے۔ جس کو اللہ نے عزت دی ہے ہم تو اس کی عزت کرنا چاہتے ہیں لیکن بجٹ کی اس book

میں دیکھیں اور میں on the floor of the House ذمہ داری کے ساتھ ایک بات کر رہا ہوں، معمول چوک مجھے اللہ معاف کرے۔ اگر میں غلط بیانی کروں تو میں آپ کا بھی دین دار اور خدا کا بھی دین دار، بجٹ کی book میں سے میں صرف دو ڈیپازٹس کے تجزیے دوں گا کہ کیا ہو رہا ہے؟ اس میں 281 سڑکات لکھی گئی ہیں جو پنجاب کے اندر 8 ہزار ملین کی لاگت سے بنائی ہیں۔ اس میں تین ڈویژن کے لئے صرف 18 سڑکات رکھی گئی ہیں۔ باقی چار ڈویژن کے لئے 260 سڑکات ہیں۔ ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژنوں میں اگر کوئی کہہ دے کہ 19 سڑکیں ہیں تو میں اپنی نشت سے مستعفی ہو جاؤں گا یا پھر یہ کہیں کہ اس کتاب میں پر تشنگ غلط ہو گئی ہے۔ 281 سڑکات میں سے ہمارا حق تھا کہ ہماری 150 سڑکات ہوتیں۔ ہمیں صرف 18 سڑکات دی گئی ہیں جن کی تفصیل اگر کوئی کہے تو اس میں موجود ہے میں پڑھ کر سنا سکتا ہوں لیکن اتنا نام نہیں ہے۔ اسی طرح آپ سن کر حیران ہوں گے آپ صرف لاہور کی روڈز کی تفصیل سن لیں۔ آزادی چوک لاہور 250 ملین روپے کی لاگت سے بنایا جانے کا، دھرم پورہ کینال کراسنگ 350 ملین روپے کی لاگت سے بنے گی۔ کھچوک لاہور 500 ملین روپے سے بنے گا۔ مال روڈ لاہور آواری سے لے کر جی پی او تک 200 ملین روپے سے بنے گا۔ قریب چوک مزنگ لاہور 600 ملین روپے سے بنے گا۔ رنگ روڈ لاہور 2000 ملین روپے سے بنے گی۔ چوہدری تاشوکر نیڈیگ 768 ملین روپے سے بنے گی۔ چیف منسٹر کے لئے جو 2000 ملین روپے block allocation رکھی گئی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ میں نے آپ کو ایک لاہور کا بتایا ہے آپ دیکھیں یہ کتنے ہزار ملین ہے۔ ملتان، بہاول پور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے لئے اس بجٹ میں انہوں نے جو فنڈز رکھے ہیں وہ 1000 ملین بھی نہیں ہیں اور اگر کوئی کہے کہ سڑکوں کی تعداد کیا ہے تو وہ بھی میں بتا دیتا ہوں اور ساری سڑکوں کی تعداد ملا کر لاہور کی ایک رنگ روڈ کی مالیت کی نصف کے برابر بھی نہیں ہے۔ بہاول نگر میں چار سڑکیں ہیں، یہ میں ایک، غانیوال میں ایک، رحیم یار خان میں ایک، پاکستان میں ایک، ساہیوال اور وہاڑی میں دو، ملتان میں تین اور جھنگ میں چار یعنی 281 میں سے 18 سڑکیں جو میں نے آپ کو بتائی ہیں۔ اب آپ فنڈز کو دیکھیں کہ کتنے ہزار ملین صرف لاہور میں خرچ کیا گیا ہے۔ میں گجرات کی detail بھی دے سکتا ہوں، فیصل آباد کی بھی دے سکتا ہوں۔ میں کہہ دیتا ہوں کہ اگر چودھری ظہیر نے یہ بجٹ بنایا ہو اور اس کے پاس یہ اختیار ہوتا تو

وہ کہیں بھی لاہور کے لئے اتنے ارب روپے نہ رکھتے۔ وہ کچھ نہ کچھ اپنے ضلع فیصل آباد کو بھی دیتے۔ کہیں نہ کہیں راولپنڈی میں راجہ بشارت کو بھی دیتے، کہیں نہ کہیں ارشد لودھی کو ساہیوال میں بھی دیتے، رانا قاسم نون کو بھی دیتے۔ مجھے نہ دیتے میں تو اپوزیشن کا ہوں۔ مجھے محروم رکھا جانے والا تو قاسم نون تو وطن کا وزیر ہے اس کی عزت میں تو احتیاط کیا جانے اور میں جو یہاں کھڑے ہو کر تجویزیں دے رہا ہوں اس میں میری عزت نہیں بنتی۔ اگر میں حکومت پنجاب کو یہ کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ حکومت پنجاب نا انصافی نہ کرے انصاف کے ساتھ فڈ تقسیم کرے تو بول بالا تو حکومت پنجاب کا ہو گا۔ نام اور سر بلندی تو (ق) مسلم لیگ اور پرویز الہٰی کی ہو گی اور آنے والے وقت میں مشکل تو مجھے ہو جانے گی کہ میں الیکشن ہار جاؤں گا اور ان کا ٹائمنڈ جیت جانے کا۔ ہم صرف سیاست کی بنیاد پر کچھ اٹھانے کے لئے یہ تجاویز نہیں دے رہے بلکہ ہم یہ تجاویز اس صوبے کے عوام کی بہتری کے لئے دے رہے ہیں۔ ایک بات آپ سن لیں میں حلقہ کھڑا ہو کر یہ کہہ رہا ہوں اور ہذا کو حاضر ناظر جان کر کہہ رہا ہوں کہ مجھے لاہور اپنے وطن سے بھی زیادہ پیارا ہے کیونکہ یہ میرے صوبے کا حصہ ہے۔ مجھے گجرات پیارا ہے، مجھے فیصل آباد پیارا ہے۔ میں جب بات کرتا ہوں تو میری بات کو نفرت نہ سمجھا جائے۔ بخدا! میں تعصب کی بات نہیں کرتا۔ قسم ہذا کی ہمیں تعصب دارے ہی نہیں آتا۔ مجھے کیا فائدہ کہ میں نفرتیں پیدا کروں۔ (نعرہ ہانپتے تھیں)

میں یہ بات صرف محبتیں پروان چڑھانے کے لئے کہتا ہوں کہ یہاں پر جب میں آ کر دیکھوں کہ نہروں میں پانی چل رہا ہے، ریس کورس کے فوارے چل رہے ہیں، یہاں پر آبشاریں چل رہی ہیں، یہاں پر اگر نوور ازم کی ڈویلپمنٹ کرنی ہو تو صرف تین سپٹ چنے گئے ہیں۔ ایک واٹر کی چیک پوسٹ کو ڈویپ کرو، ایک کمر کمار کو ڈویپ کرو اور ایک نیو مری کو ڈویپ کرو۔ ہم نہیں اعتراض کرتے لیکن لال سہارا کو نہیں دیکھا کہ کیا کرنا ہے؟ پورے ہاؤس نے کھڑے ہو کر فورٹ منرو کے لئے قراردادیں پیش کی ہیں۔ اس بجٹ میں فورٹ منرو کے لئے ایک روپیہ نہیں رکھا گیا چونکہ سیاحتی مقام بن سکتا ہے، آپ کا لال سوہاؤہ سیاحتی مقام بن سکتا ہے اور دریائے چناب بن سکتا ہے لیکن نہیں اس طرف نوور ازم کے لئے ایک روپیہ نہیں رکھا گیا۔ ہم یہ چاہتے

ہیں کہ ہمارے پاس غربت کے اتنے مسائل ہیں کہ ہم لوگ وہاں سے دور زیادہ چل کر نہیں آ سکتے۔ ہمارے قریب ہونا چاہیے۔ معمولی معمولی باتیں ہیں آپ نے بیچوں کا exam لینے کے لئے امتحانی سنٹر لاہور میں رکھا ہوا ہے۔ ذیرہ غازی خان کی بیچیاں ایف اے یا بی اے کرنے کے بعد اشتهار دیکھ کر یہاں میری بیچیاں آٹھ دن تک امتحان دینے کے لئے ہوٹل میں رہیں۔ ہر ایک کے رشتہ دار تو لاہور میں نہیں ہیں۔ ہم اکیسی بیٹی کو آٹھ دن کے لئے ہوٹل میں رہ کر امتحان دینے کے لئے کیسے بھیجیں؟ میں نے کہا ہے کہ یارا کچھ نہ کرو چند لاکھ روپے کی لاگت سے ملتان میں ایک سنٹر بنا دو جو examination سنٹر ہو، فیصد پھر بھی آپ لاہور میں کرو ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرے بھائی میں جنوبی پنجاب کے دونوں سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔ مجھے آپ بہت پیارے ہیں لیکن خدا کے واسطے میں ہاتھ باندھ کر کہہ رہا ہوں کہ میری بات کو نصیب کے رنگ سے نہ دیکھیں۔ میری بات کو اس رنگ سے دیکھیں کہ میں اگر یہاں آ کر اپنے علاقے کے لوگوں کے لئے حقوق کی بات نہیں کرتا تو پھر میں حق ناسندگی ادا نہیں کر پا رہا۔ میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ دس ہزار ملین روپے کی لاگت سے یا چھ ہزار ملین روپے کی لاگت سے لاہور کی سڑکیں اور پل بن رہے ہیں۔ آپ بھائی، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے بھی وہاں سے گزرنا ہے، میرے بچوں نے بھی گزرنا ہے لیکن خدا کے واسطے اس لئے وہاں فڈرز بھیجیں تاکہ ان لوگوں کے اندر بڑھتا ہوا جو احساس محرومی ہے وہ کہیں نفرتوں کو بڑھانا نہ دے۔ میں ان بڑھتی ہوئی نفرتوں کو اپنا موقف بیان کر کے ختم کرنا چاہتا ہوں، کم کرنا چاہتا ہوں اور شیر و شکر کرنا چاہتا ہوں۔ ہم اس مادے کے منتقل نہیں ہو سکتے جو پہلے ہی 1971 میں ہو چکا ہے۔

جناب والا اس کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ حیرانی کی بات ہے کہ تعلیم کتنا اہم محکمہ ہے؟ اس کتاب میں انھوں نے تعلیم کے لئے باون منصوبے بیان کئے ہیں۔ جن میں سات یونیورسٹیاں بھی ہیں، انجینئرنگ کالج گوجرانوالہ میں بن رہا ہے، بنے۔ گجرات میں یونیورسٹی بن رہی ہے، بنے۔ گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج بن رہا ہے، بنے۔ فیصل آباد میں یونیورسٹی بن رہی ہے، بنے۔ لاہور میں یونیورسٹی بن رہی ہے، بنے۔ مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو خوش ہوں۔ میری بیٹیاں، میرے بھائی، میرے بھتیجے یہاں پڑھتے ہیں۔ میری قوم کے بچے

یہاں پڑھتے ہیں لیکن ہاؤن منصوبے بنانے گئے ہیں اور میں لکھ کر دیتا ہوں کہ ان ہاؤن منصوبوں میں سے ایک منصوبہ صرف 35 ملین روپے کی لاگت سے ایک ٹریننگ ڈگری کالج کی بلڈنگ ذریعہ غازی خان میں بنائی ہے۔ تین ڈویژن میں ایک منصوبہ رکھا گیا ہے اور 51 منصوبے اہل پنجاب کے لئے رکھے گئے ہیں۔ میں سارا بجٹ پڑھ کر آیا ہوں۔ مجھ سے کوئی کھڑا ہو کر پوچھے کہ فلاں محلے کی فلاں مہ میں کتنے پیسے رکھے گئے ہیں؟ تو انشاء اللہ میں نوے فیصد جواب درست دوں گا، میں دس فی صد بھول سکتا ہوں۔ میں ایک ایک چیز پڑھ کر آیا ہوں اور ساتھ نوٹس جا کر لیا ہوں۔

جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں اور ساتھ تجویز بھی ہے کہ آپ نے 52 منصوبے بنائے ہیں، کوئی ایسا طریقہ کریں کہ ہمیں ایک ایک نہیں دو دے دیں، تین دے دیں تاکہ ہم کہہ سکیں کہ تین ڈویژن تھے، ہمیں ایک ایک ایک ڈویژن ایک ایک منصوبہ مل گیا ہے۔ کیا آپ ہمیں تعلیم سے محروم رکھنا چاہتے ہیں؟ میرے لئے انتہائی افسوس کی بات ہے چونکہ جناب سیکرٹری کی بات کو ویسے بھی discuss نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کسی عزیز کی فونڈنگ پر ایئر پورٹ پر گئے تو صحافیوں نے پوچھا کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کے متعلق آپ نے کیا سوچا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کیا سوچیں؟ آپ کا تو کوئی نائدہ وہاں کھڑا ہو کر بات ہی نہیں کرتا۔ اب کیا کیا جانے، بات تو بھنی کر رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں اور میری عرض یہ ہے کہ عہد کے واسطے بجٹ سازی میں سیکشن آفیسر، ڈپٹی سیکرٹری، سیکرٹری کریں۔ ایک سڑک رکھ دیں۔ یہ نہ کریں۔ بجٹ سازی میں عوامی نمائندوں کو بااختیار کیا جائے اور پری بجٹ سیشن ڈسٹرکٹ لیول پر بلانے جائیں، اس میں حکومتی نمائندے ہوں، عوامی نمائندے ہوں۔ اب جو کچھ ہو گیا وہ ہو گیا۔ اگلے سال میں بھی آپ پری بجٹ سیشن ڈسٹرکٹ لیول پر بلائیں۔ جس طرح سے ان کی ضروریات ہیں، آپ فیصلے خود کریں، لاہور میں بیٹھ کر فیصلے کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کم از کم ان کی ڈیمانڈز تو منگوائیں۔ جب آپ سات سات یونیورسٹیاں، اس کے ساتھ کیڈٹ کالج، انجینئرنگ کالج، ہوم اسکاؤٹس کالج وغیرہ وغیرہ۔

جناب سپیکر! میں جوہی منجانب کے بھائیوں سے چاہے وہ ادھر کے ہیں یا ادھر کے ہیں ان سے میں دست بستہ ایک عرض کرتا ہوں کہ دیکھیں! آپ کو منتخب کر کے یہاں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ کھڑے ہو کر حق فائدگی ادا کریں۔ ایک بخاری کے تبادلے کے لئے آپ چیف منسٹر کے گھر کے دس چکر لگاتے ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ جو جو directive نکتے ہیں ملتان کے ایک بخاری کے تبادلے کے لئے، آپ اپنی ازجی مت ضائع کریں۔ آپ نے چیف منسٹر کے پاس جانا ہے تو جائیں، جا کر کوئی کالج لے کر آئیں کوئی یونیورسٹی لے کر آئیں، کوئی ہیلتھ کا شعبہ لے کر آئیں۔ ہاں میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں یہاں منجانب حکومت کو یا چیف منسٹر کو برا نہیں کہتا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور منجانب کے وزیر اعلیٰ کا اور وزیر صحت کا مشکور ہوں کہ انھوں نے مہربانی کی اور 38 کروڑ روپیہ ملتان کے کارڈیالوجی سنٹر کے لئے دیئے۔ (نعرہ ہانپتے تحسین)

یہ نہیں ہے کہ ہم صرف برائیاں کریں یا کیزے نکالیں اور مجھ پر ایسی بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگرچہ میں یہاں چاہتا تو میرا سیاسی بات کرتا کہ چیف منسٹر صاحب گئے، انھوں نے ہزاروں بندوں کی موجودگی میں ایک ارب روپے کا اعلان کیا اور دینے 38 کروڑ روپے ہیں۔ نہیں، پھر بھی میں مشکور ہوں۔ چلیں کم از کم ایک پراجیکٹ تو آیا، اس پر ہم ان کے مشکور ہیں، ممنون ہیں کہ انھوں نے یہ کام کیا۔ اسی طرح قنٹر ہسپتال کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا، کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ ملتان کا شکریہ۔ پلڈرن کمپلیکس جو کہ 1990 کا منصوبہ تھا۔ پلڈرن کمپلیکس ملتان کے لئے ایک کروڑ نہیں دیا گیا، مجھے پتا ہے کہ 88 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ پلڈرن کمپلیکس ملتان 1990 کا منصوبہ تھا، وہ اس وقت ٹرانسفر ہو کر لاہور آ گیا۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ موجودہ گورنر چار سال پہلے اعلان کر کے آئے۔ چیف منسٹر صاحب گئے، اعلان کر کے آئے۔

جناب والا! میری درخواست یہ ہے کہ ملتان کے سول ہسپتال کی سوسائٹی سے زاہد پرانی بلڈنگ ہے۔ اس کے دو فلور میں سول ہسپتال کو ختم کر کے تیس چالیس بیڈنگا کر پچھلے دو سال سے کہا ہوا ہے کہ یہ پلڈرن کمپلیکس ہے۔ اس کے اندر کبھی ڈاکٹر ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ آپ یہ دیکھیں کہ لاہور میں پلڈرن ہسپتال کمپلیکس کی چھ منزہ عمارت موجود ہے

لیکن انہوں نے پچھلے سال 1368 ملین کی لاگت سے محکمہ صحت نے ایک اور Paediatrics Hospital/Institute لاہور میں قائم کر دیا۔ اس کے لئے اس سال کی بجائے پھر اور پیسے مختص کر دیئے ہیں۔ وہ بنے۔ مجھے اعتراض نہیں ہے۔ جب میں بات کرتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں لیکن مجھے اعتراض نہیں ہے۔ عدا کے واسطے جہاں نہیں ہیں وہاں بھی جائیں۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے متعلق میرے ملتان کے منسٹر بیٹھے ہیں وہ بھی گواہ ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہم دیتے ہیں لیکن جب میں نے تفصیل میں پڑھا تو اس میں کوئی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ملتان کے لئے نہیں ہے۔

میں اسی طرح ایک دو اور باتیں کر کے اجازت چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب کے نامزدوں

کو میں کہہ رہا تھا کہ [*****]

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

اور وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ، جناب سیکرٹری شری سے کو عذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اگر قابل اعتراض ہے تو اسے عذف کر دیا جائے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سیکرٹری میں نے تو شعر کہا ہے اور بندر بھی اللہ کی مخلوق ہیں

نفرت تو کسی سے نہیں کرنی چاہیے۔ ہم تو حقوق جانوروں کے ویسے ہی مہربان ہیں۔

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی۔

جناب نجف عباس سیال، جناب سیکرٹری شری۔ بات یہ ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب نے پہلے

ڈسٹرکٹ ملتان کے منسٹر کی بات کی 'پھر ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی بات کی اور اس کے بعد شعر ایسا

* محکمہ جناب سیکرٹری عطا کارروائی سے عذف کئے گئے۔

رہنا کہ جس میں بندر کا ذکر تھا۔ یہ سارے غیر پارلیمانی الفاظ اور جو ملتان کے متعلق بیان کئے ہیں۔ مہربانی کر کے ان کو کارروائی سے مذف کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مذف کر دیئے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب والا! اگر کسی کو بندر کا لفظ برا لگتا ہے تو آپ بے شک نکال دیں۔ یہاں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں جو شعر کو پسند کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! پانی اہم ترین مسئلہ ہے۔ آپ دیکھیں اور آپ کو چتا ہے کہ بھکر، میانوالی،

یہ، مظفر گڑھ، علی پور، جتوئی اور پورے کا پورا چولستان وہ علاقے ہیں جہاں ہمارے سینکڑوں ہزاروں

کاؤں ایسے ہیں جہاں ہر ہماری بیٹیاں، بچیاں اور ہماری عورتیں کو پینے کا پانی ٹوبے سے لانے کے لئے کئی کئی کلومیٹر تک جانا پڑتا ہے۔ وہ لٹی ہیں تب جا کر گزارا ہوتا ہے۔ کئی جگہ ایسی

ہیں کہ جہاں ہر ایک ہی جگہ سے جانور اور انسان پانی پینے پر مجبور ہیں۔ یہ ہماری تکلیف ہے۔ اب ہوا کیا ہے کہ فٹز نہیں تھے، وسائل نہیں تھے۔ ہم قوم پر، صوبے پر بوجھ نہیں بننا چاہتے تھے

لیکن آپ دیکھیں کہ 6605 ملین روپے کی لاگت سے راولپنڈی میں پانی کی سپلائی ہو رہی ہے۔ 2400 ملین روپے سے فیصل آباد میں واٹر سپلائی کا منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔ ورلڈ بینک اور

ایشین ڈویلپمنٹ کی گرانٹیں ہیں، پالیس پالیس ملین روپے A.D.P میں گورنمنٹ آف پنجاب نے بھی مختص کیے ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب وہ آئے تھے تو

حکومت پنجاب ہی تھی جس نے ان کو شدت دکھائی تھی کہ فیصل آباد اور راولپنڈی ہیں۔ اگر کبھی ان کو چولستان میں وہ لے کر چلے جاتے، کبھی ان کو راجن پور لے کر چلے جاتے، کبھی

فورٹ منرو چلے جاتے، کبھی یہ، بھکر یا میانوالی جاتے تو میں کہہ دیتا ہوں کہ یہ سر نہچے کر کے ہائیں اوپر کر کے کھڑے ہو جاتے تو وہ کہتے کہ نہیں، پانی کی ضرورت وہاں زیادہ ہے جہاں

انسانوں کو پینے کا پانی مہیا نہیں ہے۔ جہاں آٹھ آٹھ دن لوگ نہا نہیں سکتے، اس لئے کہ وہاں پینے کا پانی نہیں ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ دعو کہ دیا گیا ہے، غلط بیانی کی گئی ہے، msguide کیا گیا ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے اور اب بھی میں یہ کہوں گا اور میں یہ نہیں کہتا کہ فیصل آباد کو پانی نہ

دو، میں نہیں کہتا کہ راولپنڈی کو پانی نہ دو۔ آپ دیں لیکن ہمارے واسطے ترجیحات کریں۔ ایک طرف ایک بچے کے بیٹھ میں روٹی نہیں ہے اور دوسری طرف بیٹھا ہوا بچہ روٹی کھانے کے بعد سویٹ ڈش کی فرمائش کر رہا ہے۔ آپ اس کی فرمائش پوری کرتے جا رہے ہیں۔ میرا بھتا ہوا، تڑپتا ہوا بھوکا بچہ روٹی کے لئے بیٹھا ہے اور آپ اسے روٹی دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ کے اس بچے کی ضروریات پوری کرنے کے لئے وسائل چاہئیں۔ میرے بچے کو تو آپ روٹی کا مہلت ٹکڑا بھی دے دیں تو وہ آپ کو دوسرے دن تنگ نہیں کرے گا۔ اس کو تو چاہی نہیں ہے کہ سویٹ ڈش ہوتی کیا ہے؟ آپ دیکھیں کہ جو میں نے کتب میں پڑھا ہے اس میں غلط نہیں ہے، انہوں نے چھاپا ہے 43، ایک نے کہا ہے 56، دوسرے فرما رہے ہیں 46 میں رات کو پڑھ رہا تھا اور ادھر 43 لکھا ہوا تھا۔ وہ تو بعد کی بات ہے کہ لفظوں میں بہیر پھیر کیسے آیا، جو میں کہہ رہا ہوں اگر اس میں تعلیم کے مسئلے میں کوئی فرق ہے، کوئی روڈز کے مسئلے میں فرق ہے، کوئی پانی کی سپلائی میں فرق ہے؟ آپ یہ دیکھیں کہ آٹھ سال سے ملتان ڈیپنٹ اتھارٹی کو ایک روپیہ بھی گرانٹ نہیں دی گئی اور وہ افسران خواہ مخواہ ملک اور قوم پر پر جو بھرتے گئے ہیں۔ اگر ان کو آپ نے ڈیپنٹ نہیں دینی تو ان کی تنخواہیں، میلبون وغیرہ بند کریں۔ جیسا کہ ایک عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ ہم نے انہیں کہا کہ آپ دو ٹکڑاں رہے۔ یعنی رہے ہیں۔ جو رہے ہیں انہوں نے بہاولپور ڈیپنٹ اتھارٹی بنائی، جو رہے ہیں انہوں نے ڈیرہ غازی خان ڈیپنٹ اتھارٹی بنائی۔ جب لاہور والے آئے تو انہوں نے کہا ان دونوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ گوجرانولہ ڈیپنٹ اتھارٹی قائم رہی، فیصل آباد ڈیپنٹ اتھارٹی قائم رہی، لاہور اور راولپنڈی کو قائم رکھا گیا لیکن ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈیپنٹ اتھارٹی کو ختم کر دیا گیا۔ یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ ہمارے ٹکڑاں آئے انہوں نے الحمد للہ ملتان میں ملحقہ کیمپ بنایا اور تین ڈویژن وہاں سے مستفید ہوئے۔ کچھ اور آئے تو انہوں نے کہا کہ ملتان، ڈیرہ غازی خان کے لوگوں کو ملحقہ کیمپ کی ضرورت نہیں ہے اسے بند کر دیا۔ اب وہاں پر فوج کا قبضہ ہے، وہاں بھر گئی ہوئی ہیں اور وہاں فوج رہتی ہے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہمارے لوگوں نے زمینیں چلائیں لیکن انہوں نے بند کر دیں۔ ہمارے لوگوں نے ملتان ایئرپورٹ کو انٹرنیشنل ایئرپورٹ کیا۔ اب یہ domestic ہے۔

ہمارے ہاں بوئنگ فلائیں چلتی تھیں اب انہوں نے فوکر کر دیا۔ ہم دھکے کھاتے ہوئے کئی مرتبہ آتے ہیں۔ ساری دنیا کو سوتیں مٹی ہیں، ان کی پروموشن ہوتی ہے اور ہماری بوئنگ ٹرانٹ فوکر ہو جاتی ہے، انٹرنیشنل ایئر پورٹ لوکل ہو جاتا ہے، ڈوٹھمنٹ اتھارٹی بند کر دی جاتی ہے۔ میں ایک دن سیکرٹری ہاؤسنگ کے پاس گیا، میں نے کہا کہ مجھے یہ بتائیں کہ مٹنن واسا میں per کلومیٹر سیوریج کی صفائی کے لئے کتنے بندے ہیں، لاہور میں کتنے ہیں، فیصل آباد میں کتنے ہیں، گوجرانولہ میں کتنے ہیں، سیکرٹری ہاؤسنگ نے مجھے کمپیوٹرائزڈ کوائف دیئے، اس نے یہ کہا کہ مٹنن میں دو کلومیٹر کی سیوریج کی صفائی کے لئے ایک بندہ ہے، لاہور میں دو کلومیٹر کی سیوریج کی صفائی کے لئے دس بندے ہیں، فیصل آباد سیوریج کی صفائی کے لئے آٹھ بندے ہیں۔ یعنی آپ عا کرووں کی بھرتی میں بھی پورے پورے مٹنن میں واسا کے لئے 281 سیوریج دینے جن میں 70 پیارہ رستے ہیں یا چھٹی پر رستے ہیں، 40 بندے افسروں کے گھروں میں کام کرتے ہیں۔ 30 لاکھ کی آبادی ہے اور سو آدمیوں سے کام چلائے ہیں۔ نہ ہمارے پاس وسائل ہیں، نہ ہمارے پاس سینٹری ور کر ہیں، نہ ہمارے پاس پانی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پانی کے لئے مہربانی کی جائے۔ پانی کی سپلائی کے لئے ان علاقوں میں کوئی بہتر انتظامات کئے جائیں اور بجٹ میں کوئی ایسی ترمیم کریں جس سے کم از کم پانی کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں اریگیشن کی بات کرتا ہوں حالانکہ اریگیشن منسٹر کا تعلق سرگودھا سے ہے۔ جب وہ مجھے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ”بابا! اسل جنوبی پنجاب نال راسوں۔ جے تلس سرائیکی صوبہ بناسوں“ ہم ان کے ساتھ رہیں گے۔ لیکن کمال ہو گیا ہے کہ ایک ہزار ملین روپے اریگیشن کے نہروں کی لائینگ کے لئے ہے۔ لاہور، قصور اور سیالکوٹ ان تین اضلاع کی اریگیشن کی لائینگ کے لئے ایک ہزار ملین اور جنوبی پنجاب کے تین ڈویژن کی لائینگ کے لئے 60 ملین روپے رکھا گیا ہے۔ یہ کیا ہے؟ بلکہ 60 ملین نہیں تھا کم تھا، میں نے لحاظ کیا ہے بلکہ 56 ملین روپے ہیں۔ یہ میں نے خود نہیں کھا اگر کسی میرے بھائی کو کوائف پر اعتراض ہو تو میرے پاس کتب ہے دیکھ سکتے ہیں۔ خدا کے واسطے مہربانی کریں۔ اتنی نااصلانی نہ کریں یہ چیزیں نفرتیں پیدا کرتی ہیں۔ میں مجتہدیں پیدا کرنے کے لئے درخواست کر رہا ہوں۔ اس میں آپ کا بول بلا ہو گا۔ آپ کی

حزقوں میں اضافہ ہوگا، آپ کی جماعت محفوظ ہوگی اور آپ کے امیدوار جیتیں گے۔ میں ممکن ہے کہ یہ تجویزیں دیتے دیتے میں ہار جاؤں لیکن کم از کم مجھے پتا ہوگا کہ میں نے اپنے لوگوں کے لئے حق کی نمائندگی کا فرض ادا کرنا ہے۔ میں نے کوئی ٹھیکہ لکھوایا ہوا ہے کہ ساری زندگی میں نے elect ہو کر ہاؤس میں رہنا ہے۔ لیکن جتنی دیر کے لئے میں ہوں ان ہزاروں کے تیلے، یہ ایس ایچ او میرا لادو، قرآن دا نام ہے کوئی لحاظ کرو اگر آپ نے گلوانا ہے تو آپ ایس پی گلوائیں، اگر گلوانا ہے تو ڈی سی او گلوائیں۔ ہزاری تے تحصیلداروں دے چکر ایچ نہ وڑو۔ ہا ادا خوف کرو۔ (نمرہ ہائے تحسین)

میں ایک دو باتیں کر کے غم کرتا ہوں۔ ایک یہ ہے کہ دس لاکھ نوکریاں دینے کا اعلان ہوا ہے، انتہائی خوش آمدہ قدم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کے وزیر اعلیٰ اس قسم کی منصوبہ بندی کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور دس لاکھ میں سے آٹھ لاکھ لوگوں کو بھی روزگار دینے میں کامیاب ہو جائیں تو صوبہ پنجاب پر ان کا بہت بڑا احسان ہوگا اور تاریخ میں ان کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ لیکن میری ایک عرض ہے کہ اگر وہ کامیاب ہو بھی گئے تو میرا ذکر کیا ہے؟ میرا ڈر یہ ہے کہ ان دس لاکھ نوکریوں میں سے نو لاکھ بیس ہزار نوکری ضلع گجرات کی ہوگی۔ باقی اسی ہزار میں سے بیس ہزار لاہور کی ہوں، دس ہزار فیصل آباد، دس ہزار گوجرانوہ کی ہوں۔ لودھی صاحب چونکہ ان کے پرانے دوست ہیں، دو ہزار شلیڈ ارشد لودھی صاحب لے جائیں۔ باقی ہر ایم۔ پی۔ اے کو دو دو نوکریاں مل جائیں گی۔ جنوبی پنجاب کے سو ایم۔ پی۔ اے ہیں میں یہاں تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا دس ہزار کا انتظام ہو بھی جائے لیکن ایک مہربانی کریں کہ ملازمتیں دینے کے لئے اپنے ایم۔ پی۔ ایز پر مشتمل ضلع واٹر کمیٹیاں بنا دیں، میں ایوزیشن میں ہوں، مجھے شامل ہی نہ کریں مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اپنے ممبران پر مشتمل کمیٹیاں بنائیں۔ صرف آبپاشی اور ضرورت کی بنیاد پر کوٹہ بنالیں۔ ظاہر ہے باقاعدہ اجراء میں ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ad آنے کی، ڈائریکٹ وزیر یا کوئی اور select نہیں کر سکتا۔ لیکن کم از کم آبپاشی کی بنیاد پر کوٹہ بنایا جائے۔ کولے کے بارے میں ایک عرض کرتا ہوں کہ پاکستان بیت المال جو فیڈرل گورنمنٹ کا ادارہ ہے ایک بریگیڈیئر سرسرازا اور کرنل ندیم ہیں ان سے میرے تعلقات مجھے

ہیں۔ ایک دن انہوں نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! ہم نے اگلے سال کے بجٹ کی ضلع واٹر allocation کی ہے یہ ذرا دیکھیں کہ ہم نے کیسے smooth کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہمیں پاک فوج کی موجودگی میں توقع ہی نہیں ہے۔ ہم سیاستدان تو اپنے معاملات کے ہاتھوں بندے ہوتے ہیں۔ انہوں نے مجھے دکھائی اس پر پہلے ضلع انک لکھا ہوا تھا، میرے پاس exact figures نہیں ہیں۔ اس میں آبادی بیس لاکھ اور فنڈ 35 لاکھ تھے۔ اس کے بعد بہاولپور آ گیا آبادی تیس لاکھ فنڈ دس لاکھ۔ میں نے کہا جناب! یہ کیا فارمولا ہے۔ آگے حافظ آباد کی آبادی آٹھ لاکھ اور فنڈ 17 لاکھ۔ میں آپ کو figures بتا رہا ہوں۔ ملتان کی آبادی 31 لاکھ فنڈ 18 لاکھ ہیں۔ وہ گھبرا گئے اور کہا کہ ابھی اس کو ٹھیک کرتے ہیں۔۔۔۔

محترمہ ظل ہما عثمان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترمہ!

محترمہ ظل ہما عثمان، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو ایک figures بتانا چاہ رہی ہوں۔ ڈاکٹر صاحب! اگر آپ براہ منائیں تو میں آپ کو information دینا چاہتی ہوں۔ I know this very well کہ آپ کو بعد میں دریشک صاحب جواب دیں گے۔ ہمارا جو رواں مالی سال گزرا ہے اس میں جنوبی پنجاب کے لئے 46 فیصد ہمارا A.D.P تھا اور آپ کی آبادی کا 'ratio' 36 فیصد بنتا ہے اور یہاں ہم نے 54 فیصد استعمال کرنا ہے اور وہ آپ لوگوں کی ڈیولپمنٹ کے لئے ہی استعمال ہو رہا ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جو محترمہ نے فرمایا ہے وہ الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔ وہ کالڈ پر تو لکھا ہوا ہے لیکن جو میں کھڑا ہو کر ایک ایک منصوبہ، ایک ایک سڑک، ایک ایک مٹی، ایک ایک یونیورسٹی، ایک ایک نہر کا نام لے کر کھڑا ہوں۔ اگر کہیں ہے تو بیٹھ کر ہمیں اعتماد میں لے کر سمجھا دیا جائے۔ میں یہاں یہ کہہ رہا ہوں کہ پرویز الہی نے نوکری دی ہے میں appreciate کرتا ہوں، پرویز الہی نے کارڈیا لو جی سٹر دیا ہے appreciate کرتا ہوں۔ میں ایسا نہیں ہوں کہ میں خواہ مخواہ حقائق کو توڑ مروڑ کر

پیش کروں۔ اگر کہیں ہیں تو کہل ہیں؟ کیسے ہے؟ کسی نہر میں لگا ہے؟ کسی سکول میں لگا ہے؟ کسی سڑک میں لگا ہے؟ جہاں کہ کہل لگا ہے اور کون لے کر جا رہا ہے؟ ہمیں مطلع و اترتا دیں۔ انشاء اللہ اگر ہمیں یہ سمجھا دیں گے تو ہم یہیں کھڑے ہو کر انہیں appreciate کریں گے۔ میں ایک ایک منٹ کی دو باتیں کرنا چاہتا ہوں ایک تو یہ ہے کہ پولیس کے حوالے سے میری اکثر دوستوں سے آراء مختلف ہے۔ لہذا اینڈ آرڈر پر آپ نے بیس ارب روپے رکھے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسی پلاننگ کریں کہ پولیس کی جو تنخواہوں کا جو سکیل ہے، ان کی جو عزت ہے وہ کم از کم پاکستان کی فوج کے برابر ضرور ہونی چاہیے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ [*****] جناب ڈپٹی سیکرٹری، یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سیکرٹری اب میں یہ چاہتا ہوں کہ پولیس کو آپ جو جس کھنے کی ملازمت کرواتے ہیں۔ کہیں آگ لگ گئی ہے تو پولیس پہنچے، کہیں ہسپتال ہے تو پولیس پہنچے، مسجدوں کی حفاظت پولیس کرے، بنکوں کی حفاظت پولیس کرے، سیاستدانوں کے آگے پولیس بھاگے، امتحان دینے ہوں تو پولیس ہو، آپ ہر کام پولیس سے کرواتے ہیں۔ ہمیں آپ باہر دیکھیں کہ جو ٹریفک پولیس والے کھڑے ہوتے ہیں اگر ان کو ہٹا دیا جائے تو آپ دیکھیں کہ لوگ کاروں سے نکل کر دست و گریبان ہو جائیں گے۔ ان کی بہت سروسز ہیں ہم جو ان پر کرپشن کا الزام لگاتے ہیں اس کے ماتھے کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ان کی تنخواہیں، ان کی سوتیلیں اور ان کی رہائش کا انتظام حکومت کرے، ان کی ٹرانسپورٹ کا انتظام کرے، ان کی آٹو کھنٹے ڈیوٹی کا انتظام کرے، ان کے میڈیکل، ان کی ایجوکیشن کا انتظام حکومت کرے۔ جس طرح ہر شہر میں فوج کی محلات نا اور ٹائدار کالونیاں کینٹ اور چھاڑیاں بنتی ہیں ایک supersonic طاقت کے لئے جناب سیکرٹری اس طرح پاکستان کی پولیس کے لئے بھی طبعہ اور بہترین قسم کی کالونیاں بنانی چاہئیں۔

جناب سپیکر! ہاؤسنگ میں میری دو تجاویز ہیں۔ ایک تو یہ کہ پولیس کے لئے بھی ہاؤسنگ سکیس علیحدہ بہترین طریقے سے سپاہی سے لے کر آئی جی تک بنائی جائیں۔ دوسری بات یہ کہ میں نے ایک گزارش کی تھی کہ ضروری نہیں ہے کہ ایم۔ پی۔ اے جو بھی بنے اس کا باپ دادا بھی ایم۔ پی۔ اے ہو یا اس کا تعلق جاگیر دار یا امیر یا رئیس گھرانے سے ہو، مجھ جیسا غریب آدمی، مجھ جیسا نڈل کلاس آدمی بھی یہاں اسمبلی میں بیٹھ سکتا ہے۔ میں نے ہاؤسنگ کے سلسلے میں ایک گزارش کی تھی کہ صحافیوں کے لئے بھی چونکہ اطلاعات ہو چکے ہیں ہاؤسنگ کالونی بنائی جانے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اخبار میں پڑھ رہا تھا اور ہماری ایک سہن نے یہاں پر تجویز بھی دی تھی اور قرار داد بھی دی تھی کہ موزوں کے قریب پانچ سو گھروں پر مشتمل ایک ہاؤسنگ سکیم پارلیمنٹیرین سیکٹر کے نام سے بنادی جائے۔

جناب سپیکر! اب میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں، چونکہ میرا تعلق ایک تاجر گھرانے سے ہے۔ شہروں میں تاجر ملکان شہر میں، بہاولپور شہر میں، گورنوالا شہر میں، لاہور شہر، آپ نے agriculture کے لئے بہت کچھ رکھا ہے چونکہ وہ میرا topic نہیں تھا میں اس پر آپ کو appreciate کرتا کہ جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ مگر آپ کو زراعت کی بہتری کے لئے بہت کچھ کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ یہاں پر اکثر زمیندار بٹٹھے ہیں۔ آپ کا حق بھی بنتا ہے کہ آپ زراعت کی ترقی کے لئے پوری کی پوری کوشش کریں گے۔ ہمیں باہر لوگ یہی کہتے ہیں کہ جی زمینداروں کی اسمبلیں ہیں مگر وہ کچھ بھی نہیں کرتے۔ لیکن میں تاجروں کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ تاجر اور خصوصاً چھوٹے تاجر جو ہیں۔ یہ بھی ایک اہم شعبہ ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کی سطح پر اگر آپ مہربانی کریں اور کوئی تجویز ہے کہ سہل ٹریڈرز کے سرکاری طور پر جمیئر بنانے جائیں تاکہ تاجروں کے جو معاملات ہیں جو آپ جانتے ہیں کہ وہ قومی سطح پر اپنا کردار زیادہ سے زیادہ ادا کریں تو ان کے لئے بھی کچھ کرنا ہوگا۔

میری آخری گزارش یہ ہے کہ جب میں آ رہا تھا کہ باہر لوگ کہتے ہیں 'negative' لوگ موجود ہیں ہم negative عناصر کو پھلنا پھوٹنا نہیں دیکھنا چاہتے۔ یہ سرائیکی صوبے کا نقشہ ہے جو انہوں نے تقسیم کیا ہے۔ اسی شوکت عزیز صاحب ملتان گئے تھے اخبارات میں بھی آیا

تھا کہ انہوں نے ان کی گاڑی کو روک کر بھی یہ دکھایا۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہ حالت ہوں کہ اس قسم کی تحریکیں پروان چڑھیں اور طاقت ور ہوں لیکن جناب والا جب حالت ہی اس قسم کے ہوں گے اور اس قسم کے حقائق بیان کرنے کے باوجود بھی اگر کوئی توجہ نہیں دی جانے گی حالت بہتر نہ ہوں گے تو پھر شاید یہ قسمتی سے میں یا آپ ہم مل کر بھی اس صوبے کو اکٹھا رکھنے کی پوزیشن میں نہ ہوں اور حالت ایسے بن جائیں کہ ہمیں ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن پر کچھ قدم اٹھانا پڑے۔ آخر میں ایک شعر عرض ہے۔

ہم ہی سے رنگ گلستان ہم ہی سے رنگ بہار

ہم ہی کو نظم گلستان پر اختیار نہیں

راجہ بشارت صاحب دیکھ کر مسکرا رہے ہیں 50 لاکھ والا وعدہ پورا ہو جانے تو بڑی مہربانی ہو گی۔
بت بت ٹکریہ۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب ذہنی سپیکر، اب میں ڈاکٹر انجم امجد صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں۔

محترمہ ضمینہ نوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی، فرمائیں!

محترمہ ضمینہ نوید، جناب سپیکر! میں نے صبح سے اپنی چٹ بھجوائی ہے مگر ابھی تک میری باری نہیں آئی میں آپ کو تین بار چٹ بھجوا چکی ہوں۔ مجھے یہ بتایا جانے کہ خواتین کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہے؟ ہم صبح سے بھوک اور پیاس سے بیٹھی ہیں۔ آپ نے ہمیں کھانا تو نہیں دے دیا۔ یہ لوگ تو بوتلوں میں جا کر کھائیں گے مگر ہمیں کس نے دینا ہے؟ خواتین کے لئے تو ویسے بھی بوتلوں میں جا کر کھانا میسر ہے۔ آپ ہمارے ساتھ یہ زیادتی کیوں کرتے ہیں؟ یا تو یہ بتا دیں کہ بی بی اس وقت تک آپ کا نام نہیں آنے کا تاکہ ہم تسلی سے بیٹھے رہیں یا کھانا ساتھ لے کر آئیں۔ مجھے اس کا مل تو جائیں۔ میں نے صبح دس بجے سے نام دیا ہوا ہے مگر ابھی تک میری باری نہیں آئی۔ مجھے یہ بتا دیں کہ میری باری کب آنے گی؟ اگر نہیں آئی تو پھر میں گھر جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں گزارش کر رہا ہوں کہ وہ بھی عاتقون ہیں جن کا نام میں نے پکارا ہے۔ یہاں پہلے بھی عواتقین کو موقع دیا گیا ہے۔ آخر اس میں ایک آدمہ مرد ممبر بھی بات کر لے تو کیا حرج ہے۔ میرے خیال میں جتنا وقت میں عواتقین کو دیتا ہوں کوئی اور اتنا وقت نہیں دیتا۔

محترمہ حمیدہ نوید، جناب سپیکر! یہ عواتقین کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی باری آ رہی ہے۔ دو سپیکر آپ کی طرف سے بولیں گے اور دو ادھر سے بولیں گے پھر آپ کی باری آنے گی۔

محترمہ حمیدہ نوید، جناب سپیکر! مجھے آپ بتادیں کہ اگر مجھے آپ بات کرنے کا موقع دیجئے ہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ مجھے بتادیں میں باہر چلی جاؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ 1 میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ کی باری ابھی آ رہی ہے دو ممبر یہاں سے بول رہے ہیں اور پھر دو وہاں سے بولیں گے اس کے بعد آپ کی باری آنے گی۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ آپ بھی بیٹھی ہیں اور ہم بھی بیٹھے ہیں۔ میں آپ کا احترام کرتا ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ میری معمولی بہن ہیں۔ مدعا خواستہ میری آپ سے کوئی مداوت تو نہیں ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، پرواتن آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی، جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارے فاضل رکن ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے ماشاء اللہ بہت خوبصورت طریقے سے اظہار کیا۔ ان کی feelings قابل تعریف ہیں۔ مگر انہوں نے جو figures دینے اور جس طرح انہوں نے بتایا کہ انہیں پنجاب کا احساس ہے۔ انہوں نے جس طریقے سے تقریر فرمائی کہ ہم سارے اراکین بڑی توجہ سے بات سنتے رہے اور ہم نے کافی patience بھی دکھائی۔ میں یہاں پر ایک بات کا اضافہ ضرور کرنا چاہوں گا کہ ان کے کچھ figures غلط بھی تھے۔ اور کچھ informations جو انہوں نے on the floor of the House

دی گئی تھی ان کے علم میں نہیں یا پھر انہوں نے توجہ سے نہیں پڑھا۔
جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر انہوں نے پانی پہنچانے کی بات کی ہے تو
میں عرض کروں گا کہ منجانب میں ایک پراجیکٹ جو کہ آج سے نہیں یہ دو دفعہ مل چکا ہے جو کہ
پہلے PRWSS کے نام سے اور اب PCWSS کے نام سے مل رہا ہے۔ جس کے لئے 4.28 بلین
روپے رکھے گئے ہیں یہ صرف ان علاقوں کے لئے جہاں پر پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ لہذا یہ
figure اس لئے میں دینا چاہ رہا ہوں کہ یہ صرف ان علاقوں کے لئے ہے کہ جہاں پر پینے کے پانی
کی تکلیف تھی یا کہ نواتین کو دور دراز سے پانی لانا پڑتا تھا۔ یہ وہ علاقے ہیں جن میں پانچ سو تہی
سکیمن دی گئی ہیں اور اڑھائی سو abandoned سکیموں کو چلایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایک اور بات واما کے بارے میں کی گئی ہے۔ اس بارے میں
میں عرض کروں گا کہ واما ایک autonomous body ہے اور autonomous bodies کے
لئے ان کا دائرہ حدود اپنا تجویز کردہ ہوتا ہے۔ اس میں جو انہوں نے مخصوص نوکریاں رکھی ہوتی
ہیں وہ انہوں نے اپنے فنڈز پر رکھی ہوتی ہیں۔ اس کا بجٹ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کے
اپنے بجٹ میں وہ چیزیں دی گئی ہوتی ہیں۔ اب وہی بات میں ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کو کہنا
چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے کہا ہے کہ لاہور میں اڑھائی سو ہیں تو That was based on the
demand over here اور اگر وہاں پر رکھا گیا ہے تو That is based on their demand
in Multan اور اگر ان کی یہ تجویز for resolving the issue تو براہ مہربانی وہ تجویز ہم
تک ضرور پہنچائیں اور اس پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے ہاؤسنگ کا سوال کیا ہے۔ ہاؤسنگ میں ہم ریٹائرڈ
ملازمین کی جو ہاؤسنگ سکیم دے رہے ہیں اس کے تحت گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 22 تک کے
سب سرکاری ملازمین کو گھر دینے جا رہے ہیں۔ جس میں typically ہم نے specific نہیں رکھا
کہ یہ شعبہ ایجوکیشن کے لئے ہے، یہ شعبہ ہم پولیس کے لئے رکھ رہے ہیں اور یہ شعبہ ہم کسی
اور محکمہ کے لئے رکھیں گے۔ یہ سب کے لئے یکساں ہے اور اس میں ہم نے کوئی تفریق نہیں

ذاتی۔

جناب سپیکر! یہ کچھ پوائنٹس اور information تھی جو کہ میں بتانا چاہ رہا تھا کہ جو آج اسی وقت discuss کرنے جاتے تاکہ اس مسئلے کا حل ابھی ان کے ذہن میں آجائے اور یہ اس طرح پنجاب کے بجٹ کو نظر انداز نہ کریں۔ جس میں ان کو گئے اور یہ عوام کو یہ پیغام دیں کہ ہم نے کسی شے پر غور نہیں کیا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اندازے کے مطابق کہ جو یہ message convey کرنا چاہ رہے ہیں اس کو براہ مہربانی مثبت انداز سے لیا جانے نہ کہ منفی انداز سے۔ شکریہ

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک rural area water supply schemes کا تعلق ہے devolution کے بعد ہم نے 40 ملین ڈالر کی لاگت سے ایک پراجیکٹ شروع کیا ہے جس میں ساڑھے سات سو سکیمیں ہیں۔ جس میں سے پانچ سو نئی سکیمیں ہیں اور اڑھائی سو پرانی ہیں جن پر کام جاری ہے اور تقریباً 200 سکیمیں ہم اس میں دے چکے ہیں۔ یہ وہ سکیمیں ہیں جن پر لوگوں کے اڑھائی فیصد ان کے دیئے جاتے ہیں۔ ان کی کمیونٹی کو حکومت بنا کر دستی ہے within 6 to 8 months یہ پراجیکٹ It is under my Ministry. اور اس میں سب سے پہلے جو first place I visited Multan تو میرے بھائی آپ نکر نہ کریں میں پہلی دفعہ ملتان گیا ہوں اور وہاں پر پانی بہت کھارا تھا اور ملتان سے لے کر قصور I have been gone everywhere so I can assure you that میرا بالکل concern ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو میں پہلے بھی letters personally address کر چکا ہوں۔ 209 ملین روپے ہم نے release کر دیا ہے آپ کے جو بززستے ہیں جہاں maintenance پاسیے۔ تو ہم پنجاب حکومت آپ کے لئے وہ کر رہی ہے جو آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں آج آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو مفت پانی پلاؤں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ دعا کریں I don't believe کہ ایک آدمی آمانیج کر بجلی کا بل دے تو میرا ضمیر یہ گوارا نہیں کرتا اس لئے میں کوشش کر رہا ہوں کہ کسی طرح دونوں ایجنسیز ملیں تاکہ آپ کے جو

لوگ ہیں اور مجھے پتا ہے کہ جہاں پانی نہیں ہے۔

جناب سیکرٹری میں میرے آف کھنڈ صاحب کے گاؤں گیا تو ان کو 10 کروڑ روپے کی سکیمیں دے کر آیا وہاں پر 10،10 کلو میٹر دور جا کر لوگ پانی لے کر آتے ہیں۔ تو میرے بھائی مجھے بالکل پتا ہے اور ساؤتھ پنجاب فورٹ منرو کی بات کر رہے ہیں تو ابھی میں نے اس کے لئے کچھ فنانس رییز کئے ہیں تو انشاء اللہ میں آپ کو I can assure you کہ After the Budget my first preference visit will start from Fort Minro and other places انشاء اللہ تعالیٰ

جہاں جہاں کھارا پانی ہے ہم آپ کو ملنا پانی مفت دیں گے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے قانون، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، عبد اللہ یوسف صاحب

پارلیمنٹری سیکرٹری برائے قانون، شکر یہ جناب سیکرٹری میں بھی وزیر ہاؤسنگ صاحب کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھاتے ہوئے مدینتی صاحب کے جو سوالات اور شکوک تھے اور جیسے انہوں نے فرمایا کہ اگر پانچ ہزار بھرتی ہو گی تو چار ہزار یا ساڑھے چار ہزار گجرات سے ہوں گے۔ ابھی recently پنجاب میں کانسٹیبلز کی جو بھرتی ہوئی ہے تو گجرات میں 100 بھرتی ہونے ہیں اور ملتان میں 300 بھرتی ہونے جو کہ تمام کے تمام میرٹ پر بھرتی ہونے ہیں اور جو یہ exaggerated statement دے رہے ہیں انہیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور تعصب نہیں رکھنا چاہیے۔ مجھے افسوس ہے کہ مدینتی صاحب تعصب سے بات کرتے ہیں۔

صاحبزادہ منزل الرشید عباسی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، عباسی صاحب

صاحبزادہ منزل الرشید عباسی، شکر یہ جناب سیکرٹری میں اپنے honourable colleague کی بات کو condemned تو ضرور کروں گا کہ وہ تعصب کی بات کر رہے ہیں۔ جتنی باتیں ڈاکٹر مدینتی صاحب نے یہاں کہیں وہ حقیقت پر مبنی تھیں اور وائٹ پیپر میں ساری mentioned ہیں۔ اس میں کہیں بھی تعصب کی بات نہیں آئی جہاں یہ تعصب کی بات آتی تو بہاولپور

ڈسٹرکٹ اور ساہیوال ڈویژن کی بات کروں گا کہ اگر تعصب ہوتا تو چشتیاں کبھی آباد نہ ہوتا، تعصب ہوتا تو حاصل پور منڈی کبھی آباد نہ ہوتی، تعصب ہوتا تو صادق آباد منڈی کبھی آباد نہ ہوتی، جناب یزمن کبھی آباد نہ ہوتا۔ ہم نے سارے upper Punjab کو اپنے سینے سے لگا کر وہاں رکھا ہے تو تعصب کی باتیں تو بہت دور کی رہ گئیں۔ میں کہوں گا کہ ایسی باتیں نہ کریں جب ہم تعصب کی باتیں نہیں کرتے تو یہ سوچیں بھی ہوں کہ ہم تعصب کی بات کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب ذمہ سیکر، جی ڈاکٹر انجم امجد صاحب!

ڈاکٹر انجم امجد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکر! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ 50 سال کی محرومیوں اس دور میں ختم کرنا چاہتے ہیں تو ان کے دور میں چیف منسٹر بھی ساؤتھ پنجاب سے رہے، گورنر بھی ساؤتھ پنجاب سے رہے، بہت سارے وزراء بھی ساؤتھ پنجاب سے آئے لیکن 46 فیصد بجٹ پہلی دفعہ ساؤتھ پنجاب کے لئے announce ہوا ہے اور یہ تاریخی بجٹ ہے کہ اتنا زیادہ حصہ ساؤتھ پنجاب کو پہلی دفعہ ساؤتھ پنجاب کے صرف ایک وزیر خزانہ دلوا پائے۔ کیا آپ کی حکومتیں اتنی percentage دلوا پائیں؟ ہر گز نہیں۔ یہ علاقائی تعصب مت پیدا کیجئے۔ اگر لاہور کی ترقی ہوتی ہے تو یقیناً پورے پاکستان کی ترقی ہوتی ہے، پورے پنجاب کی ترقی ہوتی ہے اور لاہور کی ترقی کا مطلب یہ نہیں اس لئے سزگیں نہیں بن رہیں بلکہ ہماری priority سزگیں ہیں۔ آپ نے یقیناً سزگوں کی بات کی ہے لیکن پولستان میں میلی نہر پر بھی تو کام ہو رہا ہے۔ آپ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اریگیشن پر کام ہو رہا ہے 30 ہزار نئے چینلز بنانے جا رہے ہیں باقی facts and figures آپ کو درپیش صاحب بتائیں گے۔ پانی پر کام ہو رہا ہے تو ایک ہی سال کے اندر تمام نہریں سیدھی کر دی جائیں اور پانی کا 50 سال سے بگڑا ہوا نظام ٹھیک کر دیا جائے تو یہ ممکن نظر نہیں آتا۔ بہر حال کام ہو رہا ہے اور آپ تو۔

ہر بات پر کہتے ہو، تم کہ تو کیا ہے
تمہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
(نعرہ ہانے تحسین)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی، جناب سپیکر! میں نے تو کہی ”تو“ کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ ”آپ“ کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

ڈاکٹر انجم امجد، جناب عالی! اگر آپ بندروں پر اشارہ سنا سکتے ہیں تو یہ شعر تو غالب کا ہے میں نے تو نہیں کہا اور شعر کو بدناما غلط بات ہو گی۔ وہ تو آپ نے بھی پہلے وضاحت کر دی ہے اور میں پہلے یہ کہتی چلوں کہ آپ نے یہ بھی بات ہم سے کہی کہ ساؤتھ پنجاب میں کام نہیں ہو رہا۔ آپ کو 200 روپے کے جو وظائف دیئے گئے خاص طور پر ایجوکیشن پر کہا گیا کہ کام نہیں ہو رہا۔ بالکل ہو رہا ہے وہاں سب کچھ ہو رہا ہے، سکولز بھی بن رہے ہیں missing facilities مکمل ہو رہی ہے، کسی طریقے سے بھی نظر انداز نہیں کیا جا رہا اور ان اضلاع میں جہاں بچوں کو پڑھانے کی problem ہے جیسے آپ نے ذکر کیا کہ ہماری بچیوں کو problems ہیں، وہاں وظیفے بھی دیئے جا رہے ہیں، 200 روپے سے زائد وظائف دیئے جا رہے ہیں اس کی وجہ سے پسماندہ علاقوں میں enrollment 15% بڑھی ہے اور drop out rates بڑھا ہے تو یہ جو incentive ہیں یہ لاہور کے لئے تو نہیں اور اگر لاہور کی سڑکیں نہیں مٹی تو سارے پنجاب کو فائدہ ہو گا۔ پنجاب انڈسٹریل ٹرانز انٹیکل جو بنایا جا رہا ہے۔ پنجاب بھی آپ کا حصہ ہے اور آپ بھی پنجاب میں رہتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ پوری دنیا میں Metropolitan cities ہوتی ہیں ان کا انفراسٹرکچر اس طرح build کیا جاتا ہے کہ آج سے 10 سال یا 20 سال بعد بھی وہ قائم رہیں۔ ظاہر ہے ان کا انفراسٹرکچر اس کی need کے مطابق ہو گا، tourism expand ہو گی جیسا کہ پنجاب انجینئرنگ ٹرانز انٹیکل کے اندر ریدر، نیکسٹل، لائٹ انجینئرنگ وغیرہ کے لئے ہمیں روز کی ضرورت ہے اور لاہور چونکہ پاکستان کا اور پنجاب کا دل ہے تو یقیناً یہ ہوگا اور آپ کا بھی ہوگا اور انشاء اللہ آپ کا حق بھی نہیں مارا جائے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہاں پر یہ کسی گنتی on the floor of the House کہ ہماری یہاں بات نہیں سنی جاتی۔ ہماری بات کیوں نہیں سنی جاتی۔ میں ایک ایم پی اے ہوں تو میری بات تو سنی گئی ہے اس میں دو جگہ میرا ذکر ہے۔ پہلے اس floor of the House میں پچھلے بجٹ کی speech میں bun center کا میں نے ذکر کیا تھا تو اس دفعہ ہمیں لاہور کے

یہ burn center دے دیا گیا ہے۔ آپ ساؤتھ آف پنجاب کا ذکر کرتے اور کوئی relevant suggestions لے کر آتے تو یقیناً آپ کی suggestions پر کام ہوتا۔ آئندہ آپ کی suggestions پر بھی کام ہوگا۔

جناب سپیکر! دوسری یہ بات ہے کہ یہاں پر Domestic Violence کا بل آیا ہے اور وہ بھی لاہور کی میں ہی لائی تھی اور اس میں ذکر ہے۔

A law to provide the relief to victims of domestic violence and to ensure the protection of women is being promulgated titled. The Punjab

Prevention of Domestic Violence Act اور یہ میں نے پنجاب ویرن 2020 سے لیا ہے اور یہ pre Budget Policy address of Ch. Pervaiz Elahi سے ہے تو یقیناً اگر آپ relevant suggestions دیں گے تو آپ کی suggestions پر بھی کام ہوگا۔ اب یہ کہا جانے کہ کچھ بھی نہیں ہوا تو یہ بات غلط ہے۔ آپ کے سامنے ہے کہ بجٹ کے اندر اکٹھا کھیلو کتنی grow کی ہے۔ economic stability آئی ہے، economic reserves strengthen ہونے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended to another one hour. The House will continue for a very long time till every speaker speaks.

ڈاکٹر انجم امجد، جناب سپیکر! foreign loans پر dependence کم کر دی گئی ہے، debt retirement policy کے تحت فیڈرل گورنمنٹ کو جلدی جلدی loan واپس کئے جا رہے ہیں اور ان loans کا interest 15% تھا تو اب جو loans لئے گئے ہیں ان کا بہت کم interest rate ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس کی وجہ سے اربوں روپے کی بچت ہوئی۔۔۔۔

ملک جلال دین ڈھکو، پواتنٹ آف آرڈر۔

جناب ذمینی سپیکر، جی، جلال دین ڈھکو صاحب!

ملک جلال دین ڈھکو، جناب سیکرٹری صبح کا نام لے کر آیا ہوا ہے اور اب 5 بج چکے ہیں اب تو دماغ بھی حاضر نہیں ہے تو جس کو بلائیں گے وہ ہٹ ہی بولے گا۔ کسی سے صبح تقریر نہیں ہوگی۔ اس کو pending کر کے صبح کر لیں یا پھر کچھ کھانے کا بندوبست کریں، کچھ نہ کچھ کریں، ایسا نہ کریں۔ مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، ٹھیک ہے۔ اگر آپ کہیں تو کچھ دیر کے لئے وقفہ کر لیتے ہیں اور اس کے بعد پھر بلا لیتے ہیں۔

میں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، میں صاحب!

میں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب سیکرٹری، امی تقویٰ دیر پہلے ڈاکٹر صاحبہ جو صحت کی پارلیمانی سیکرٹری ہیں، انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے والد نے پاکستان بنایا جبکہ ہم تو چین سے ہی بنتے آئے ہیں کہ پاکستان قائم اسلم محمد علی جناح نے بنایا تو آپ اس کی ذرا وضاحت کروا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت، جناب سیکرٹری ان کے ذہن میں اتنی سمجھ نہیں ہے کہ اکیلے کوئی بھی کچھ نہیں بناتا سادے سپاہیوں کی ایک جماعت ہوتی ہے اور ان کا ایک لیڈر ہوتا ہے۔ میرے والد نذیر احمد غازی تھے جنہوں نے قائد اسلم کے کہنے پر صحت حیات نواز کی وزارت مولانا عبدالستار خان نیازی کے ساتھ مل کر تیزی تھی اور اس وقت ان کے زندہ یا مردہ سر کی قیمت ایک لاکھ روپے تھی جب وہ گرفتار ہونے تو انہیں کالا پانی بیچ دیا قائد اسلم نے اسپتال پیغام بھیجا کہ آج 20۔ اپریل 1947 کو اگر تم یہ کام انجام نہ دیتے تو پاکستان کا حصول استحکم نہیں تھا۔ میں یہ بات ان کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں ان کو تو sense ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ کے والد قائد اعظم کے ساتھی تھے مسلم لیگ کے بانیوں میں سے تھے۔ جی انجم امجد صاحبہ!

ڈاکٹر انجم امجد، جناب سپیکر! یہاں ایک اور بات کی گئی کہ یورو کریٹک کنٹرول بہت زیادہ ہے اس وجہ سے ہمیں کافی problems face کرنی پڑ رہی ہے تو میں کہتی چلوں کہ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ اینڈ منجمنٹ کنٹری جو بنائی گئی ہے اس کا چیئرمین نہ کوئی یورو کریٹ ہے وہ ایک عام انسان ہے انسانوں سے ہی لیا گیا ہے اور یہ انڈسٹری کو promote کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ یورو کریٹک کنٹرول ہر جگہ کیا جا رہا ہے پرائیویٹ پبلک سیکٹر کی partnership سے خود ہی یورو کریٹک کنٹرول کم ہو جانے گا۔ یہاں ہماری بہن نے کہا کہ عورتوں کے بارے میں کچھ نہیں کیا جا رہا تو میں کہتی چلوں کہ ہماری حکومت نے ایک Gender Reform Programme متعارف کرایا ہے جس کو ہم GRAP کہتے ہیں اس کے تحت خواتین کو ہر محکمے میں نوکریاں دی جائیں گی، ان کو سیاست میں ترجیح دی گئی اور ان کی seats الٹ کر دی جائیں گی نہ صرف ان کمپنیوں میں جو کہ اسمبلی کی ہیں بلکہ ریکروٹمنٹ کمینیز میں بھی۔ میرا خیال ہے کہ یہ بہت اچھا ایک اقدام ہے جب تک عورتوں کی participation نہیں ہوگی کچھ بھی نہیں ہوگا کیونکہ ہماری قوم کی 55 فیصد آبادی خواتین پر مشتمل ہے اس کو نظر انداز کر کے ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ 55 فیصد لوگوں کو گھر بٹھا لیں گے تو ہم یقیناً پیچھے رہ جائیں گے یہ بہت مثبت قدم ہے جس کی بنا پر ہماری عورتوں کو مواقع فراہم ہوں گے۔ وہ باہر نکلیں گی، نوکریاں کریں گی اور فیملی کا earning member بنیں گی جس سے یقیناً خوشحالی آنے لگی اور poverty alleviation ہوگی۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ تعلیم پر کافی تنفیذ ہوئی ہے۔ اس پر آپ تنقید تو کرتے ہیں لیکن یہ دیکھیں کہ تعلیم میں اربوں روپے کا بجٹ ہے۔ تعلیم میں کافی فرق پڑ رہا ہے نئی یونیورسٹیاں کھل رہی ہیں، سکول کھل رہے ہیں، جہاں کہیں ٹیچرز available نہیں تھے وہاں ٹیچرز available ہیں۔ missing facilities پر غور ہو رہا ہے جیسا کہ میں نے دو سو روپے کا وظیفہ بنایا اس وجہ سے سکول کے اندر لڑکیاں بھی آ رہی ہیں۔ اب یہ کہنا کہ راتوں رات یہ تبدیلی آجانے لگی تو یہ ممکن نہیں لیکن within time انشاء اللہ تعالیٰ یہ تبدیلیاں آئیں

گی۔ اس کے علاوہ B.O.T کے تحت Bant Operate Transfer کے تحت میگا پراجیکٹ قائم پر ختم ہونے ہیں یہ تمام انڈر پاس لے لیں اور فیصل آباد کی سڑک یہ تمام B.O.T کے تحت ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ انفراسٹرکچر میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر! یہاں پنواریوں کی بات ہوتی تو پنواری کچھ تو پہلے سے ہی ختم کیا جا رہا ہے۔ لینڈ ریویو کے لئے ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا اس سے خاطر خواہ تبدیلی آئے گی۔ poverty کے لئے requirements یہی ہوتی ہیں کہ جو shelterless لوگ ہیں انہیں shelter دیا جائے اس کے لئے پانچ مرے کی سکیم آگئی، بے گھر لوگوں کو گھر دینے جا رہے ہیں یہ نہرہ کسی اور کا تھا اپنا ہم نے لیا۔ زمینوں کی بات ہوتی تو 12.5 ایکڑ زمینیں بھی دی جا رہی ہیں۔ job less کو jobs دینا، shelterless کو shelter دینا، جن کے پاس روزگار نہیں ان کو روزگار دینا تو اس کے علاوہ آپ کیا توقع کر سکتے ہیں؛ ظاہر ہے وقت لگے گا ایک سال کے اندر کافی تبدیلیاں آئیں ہیں انشاء اللہ تعالیٰ مزید اور بھی آئیں گی۔ Rationalising of Stamp Duty یقیناً ایک خاطر خواہ عمل ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ کہتی چلوں کہ جیسے GRAP میں ہے عورتوں کو participation ضرور دی جانے تو میری اہمی on the floor of the House یہ گزارش ہے کہ عورتوں کو ضرور نوکریاں دی جائیں اور ان کو ضرور کمپنیوں میں involve کیا جائے ان کو نظر انداز نہ کیا جائے اور یہ کافڈی کارروائی نہ رہے۔ مجھے امید ہے کہ اس پر ضرور حelder آمد ہوگا۔

جناب سپیکر! ہمارا agricultural based ہے اس کے علاوہ انڈسٹری کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے vocational institutes بنیں، انجینئرنگ یونیورسٹیاں بنائی جائیں اگر ہم بی۔ اے ایم۔ اے پاس لڑکے تیار کر کے بے روزگاروں کی فوج تیار کر لیں تو اس سے وہ مفصل نہیں ہوگا جو vocational institutes اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ ہماری economy agro based ہے لیکن ہم اپنی انڈسٹری improve کریں اگر ہماری انڈسٹری پیچھے رہ جانے لگی تو ہم ڈومیسٹک کے خانہ بستاند کس طرح چل پائیں گے؟

جناب سپیکر! محکمہ صحت میں کافی بجٹ ہے لیکن اگر یہاں ڈاکٹر صاحب ہوتے تو میں کہتی کہ یقیناً امبرہنسی آپریشن مفت ہو رہے ہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ سے کہتی ہوں کہ

گوجرانوالہ اور مختلف شہروں میں 25 فیصد تک بیہائٹس کا مسئلہ ہے یہ کافی بڑا figure ہے اس کے لئے آنے والے موسم میں ہنگامی کارروائی کی جائے۔ اس کے علاوہ میں ایک بات کہنا چاہتی تھی مہملی دفتر سیالکوٹ میں کچھ ڈسٹرکٹ وضع کر دینے گئے تھے جیسے ان لوگوں کو انڈسٹری کو develop کرنا تھا تو ایسے علاقوں میں انڈسٹری develop نہیں ہوتی وہاں کے لوگوں نے پلانٹ خرید کر رکھے ہوتے ہیں بے شک یہ فیڈرل پراجیکٹ تھا لیکن میری اہمیت ہے کہ وہاں ان لوگوں سے ڈائلاگ کیا جائے جنہوں نے سیالکوٹ میں زمینیں لے کر رکھی ہوتی ہیں ان کو کہا جائے کہ وہ انڈسٹری develop کریں تاکہ یہ جگہیں علی نہ پڑی رہیں۔ یہ ہماری وقت کی ضرورت ہے۔ سیالکوٹ ہماری انڈسٹری میں بہت اونچا مقام رکھتا ہے وہاں پر لیڈر انڈسٹری ہے۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری اور انجینئرنگ پروڈکٹس تیار ہوتی ہیں میں یہی کہوں گی اس چیز پر ضرور غور کیا جائے۔ میں دوبارہ کون کی کہ Gender Reforms Programme کے سلسلے میں خواتین کے کولے میں سختی سے عملدرآمد کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ فیضہ نوید صاحبہ!

جناب محمد محسن خان لغاری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا آپ اوپر ہیں۔ جی 'فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری، جناب سپیکر! جیسے ڈاکٹر صاحبہ نے نمبرز کوٹ کئے اور بہت سے نمبرز ہیں جو 53,46,43 فیصد جنوبی پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ہم کسی طریقے سے بجٹ کو ڈویژن وائز یا ڈسٹرکٹ وائز break up کر لیں تو یہ جو mis-understanding ہے ختم ہو جائے۔ جنوبی پنجاب والے سوچتے ہیں کہ شاید ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے اور ہمارے باقی بھائی یہ سوچتے ہیں کہ نہیں جی ان کو 53 فیصد مل رہا ہے اور زیادہ مل رہا ہے تو اس طرح سے mis-understanding کی وضاحت ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب وزیر خزانہ wind up کریں گے تو اس کا جواب دیں گے۔ جی 'فیضہ

نوید صاحبہ!

محترمہ شہینہ نوید، شکر یہ جب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اگر میں یہاں پر facts and figures کے حوالے سے بات کروں تو مجھے کافی وقت لگ جانے کا لیکن میں مختصراً اپنی گزارشات عرض کروں گی۔ کسی بھی قوم کے لئے ملٹی اور معاشی استحکام کا داروہار بحث پر ہوتا ہے۔ بحث اس کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ہمارے وزیر موصوف نے جو بحث اور میزائیریشن کیا مجھے کچھ نہیں آتی کہ یہ کس میزائیریشن کی بات کر رہے ہیں؟ جب سے بحث میٹیشن ہوا ہے ہمارے حکومتی اراکین اس بات کا بند و بلادھونی کر رہے ہیں کہ بحث متوازن ہے، فیکس فری ہے اور یہ انسان دوست بحث ہے۔ مجھے کچھ نہیں آتی کہ یہ کس لحاظ سے بات کر رہے ہیں؟ حالانکہ جب گھر کا بحث بنایا جاتا ہے تو سب سے پہلے خواتین یا مرد حضرات یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری آمدنی کتنی ہے؟ اس کے بعد اثراہات کی بات کرتے ہیں لیکن جو بحث بنایا گیا ہے یہاں پر آمدنی کی بات تو دور کی بات ہے یہاں جو اثراہات کی بات کی گئی ہے کہ کس مد میں کتنا پیسا دیا جانے کا اور کتنا خرچ ہوگا؟ حالانکہ ان کو پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ یہ جو پیسہ ہے یہ آنے کا کہاں سے اور یہ آمدنی کہاں سے آنے گی؟ ان اثراہات کو کہاں سے پورا کیا جانے گا؟ اس بحث میں مسکنی کے لحاظ سے اضافہ ہوا ہے۔ نہ تو چینی سستی ہوتی ہے نہ مکی سستا ہوا ہے نہ آنا سستا ہوا ہے اور نہ پٹرول سستا ہوا ہے۔ بحث کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک دفعہ جو قیمت مقرر کر دی جانے ایک دفعہ کسی چیز کی مد میں پیسا لگا دیا جانے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پورا سال اسی طرح سے چلے گا۔ آپ دیکھیں کہ سرکاری ملازم جس کی تنخواہ تین یا چار ہزار روپے ہے وہ پورا سال اسی طرح رہتی ہے لیکن بحث میں ضمنی بحث کے بہانے سے ہر پندرہ دن کے بعد اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس طرح سے مسکنی میں اضافہ ہوتا ہے اسی تناسب سے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ ہونا لازمی ہے اور سب سے بڑا غم یہ ہوا ہے۔ کہ ہمارے ہاں جو خواتین و حضرات پیشین لیتے ہیں ان کی پیشینوں میں اضافہ بالکل نہیں کیا گیا اور یہ ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔ کیا اس طرح سے انہوں نے جو چیزیں کھانی یعنی وہ سستی تو نہیں ہو جائیں گی؟ ان کی پیشین تو وہی رہے گی لیکن مسکنی جو آسٹن سے باتیں کر رہی ہے اور یہ ان لوگوں کے ساتھ سب سے بڑا غم ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تعلیم کی مد میں یہ جو اتھارٹیاں رکھ رہے ہیں کہ تعلیم کو ہم عام کریں گے۔ آپ تعلیم کیسے عام کریں گے؟ آپ صرف اس فیس کی بات کریں جو 17 روپے ماہانہ آپ نے لینی تھی۔ آپ نے صرف اور صرف اس کو معاف کیا ہے حالانکہ نوٹوں اور دسویں جماعت کا بچہ جب کوئی admission بھجواتا ہے، پھروں کے لئے جب بورڈ میں admission بھجواتا ہے تو اس کے لئے جو قیمتیں ہے وہ 600 اور 700 کے درمیان ہے۔ معاف کرنے والی چیز وہ ہے کہ معاف آپ اس فیس کو کریں جس کی وجہ سے حوام کو relief ملے۔ آپ صرف 17 روپے معاف کر کے حوام کو یہ دھوکہ دے رہے ہیں کہ ہم تعلیم کو عام کر رہے ہیں۔ آپ تعلیم کو عام نہیں کر رہے بلکہ ناکام کر رہے ہیں۔ اگر آپ تعلیم کو عام کرنا چاہتے ہیں تو اس فیس کو معاف کریں جو بورڈ کے پاس جاتی ہے، امتحان کے وقت جب بچہ کوئی admission بھجواتا ہے تو چھ اور سات سو کے درمیان جو فیس بھجوانی جاتی ہے اس کو معاف کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ سکولوں کو دکھیں۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گی کہ وہ میرے ضلع کا visit کریں اور وہاں پر آکر سکولوں کی حالت دکھیں کہ سکولوں کی صورتحال وہاں پر کیا ہے؟ shelterless سکول ہیں، boundryless سکول ہیں، wash room وہاں پر نہیں ہیں، پینے کے پانی کا انتظام وہاں پر نہیں ہے، بیٹھنے کا وہاں پر انتظام نہیں ہے۔ آپ تعلیم کو کیسے عام کریں گے؟ سب سے بڑا دھوکہ جو آپ حوام کو دے رہے ہیں کہ ہم دو دو سو روپیہ بیچوں کو دیں گے۔ آپ بیچوں کو کیوں دے رہے ہیں دو دو سو روپیہ؟ اسی لئے کہ آپ کی گورنمنٹ تعلیم دینے میں ناکام ہو چکی ہے۔ آپ اس لئے یہ لالچ دے رہے ہیں۔ تعلیم نہیں دے رہے لالچ دے رہے ہیں۔ اگر آپ نے تعلیم ہی دینی ہے تو آپ سب سے پہلے جو سکول ہیں ان کو up grade کریں۔ نئے سکول بنائیں۔ میرے ضلع بہاولنگر میں، میری تحصیل میں آپ دکھیں کہ وہاں پر پچیس سکول ہیں جن میں سے صرف اور صرف چھ سکول گورنمنٹ کی بلڈنگ پر ہیں۔ انیس سکول ایسے ہیں جو کہ موبائل ہیں۔ کبھی کسی محلے میں ہوتے ہیں اور کبھی کسی محلے میں ہوتے ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ گورنمنٹ جگہ لے اور جگہ لینے کے بعد وہ اپنی بلڈنگ بنائے۔

یہ جو فنڈ رکھے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے فنڈز ہر دم میں رکھے ہوں گے لیکن قبرستان کے حوالے سے آپ دیکھیں کہ ہمارے بہاولنگر میں ماڈل ٹاؤن ایک ایسا علاقہ ہے کہ جہاں کوئی فنڈ نہیں ہے حالانکہ وہاں پر قبرستان کی اشد ضرورت ہے۔ وہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے۔ وہاں پر اگر کسی کی فوتیگی ہو جاتی ہے تو ان کو چار کلومیٹر پیدل چل کر جانا پڑتا ہے اور جن لوگوں نے جنازے کے ساتھ جانا ہو تو وہ چار کلومیٹر پیدل نہیں چل سکتے لہذا جاتے جاتے وہ راستے میں ہی تر بتر ہو جاتے ہیں۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے لئے بھی کوئی فنڈ رکھے جائیں۔ اس کے علاوہ آپ فیصل آباد میں بھی دیکھیں کہ وہاں کے قبرستان کے لئے کوئی ایسا فنڈ نہیں رکھا گیا۔ آپ یہاں لاہور میں دیکھیں کہ میانی صاحب قبرستان کے لئے بھی کوئی فنڈ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ قبرستانوں کو ڈبل سنوری کر دیں اگر آپ کے پاس جگہ نہیں ہے، اگر آپ کے پاس فنڈ نہیں ہے، اگر آپ کے پاس قبرستان کے لئے جگہ خریدنے کے لئے پیسا نہیں ہے حالانکہ یہ اشد ضرورت ہے اور کل کو آپ نے بھی مرنا ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے کہ آپ بچ سکیں گے۔ سب سے بڑی ضرورت اسی بات کی ہے کہ گورنمنٹ قبرستانوں کے لئے جگہ خریدے۔ قبرستان کے لئے جگہ وقف کرے اور یہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! امن و امان کے حوالے سے آپ نے جو اتنا فنڈ رکھا ہوا ہے اس کا کیا فائدہ ہوا ہے؟ کیا اس سے چوری ہونا بند ہو گئی ہے؟ کیا اس سے ڈکیتی بند ہو گئی ہے؟ کیا اس سے قتل ہونا بند ہو گیا ہے؟ کیا اس سے راہزنی بند ہو گئی ہے؟ کیا اس سے گینگ ریپ ختم ہو گیا ہے؟ کیا ہوا ہے؟ حالانکہ اس میں احلاف ہوا ہے۔ اس میں پھر رقم دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی ضرورت نہیں پیسا لگانے کی۔ اگر یہ سب قتل عام اسی طرح ہوتا رہا، چوری اسی طرح ہوتی رہی، ڈکیتی اسی طرح ہوتی رہی تو پھر کیوں آپ اتنا پیسا اس میں رکھ رہے ہیں؟ کوئی ضرورت نہیں اس میں اتنا پیسا رکھنے کی۔

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! وزرا، صاحبان چلے گئے ہیں اور کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر خزانہ صاحب آپ کی بات سننے کے لئے بیٹھے ہیں۔
میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔ کورم پورا کیا جائے۔
(اذان عصر)

محترمہ ثمنینہ نوید، میڈیکل کے حوالے سے جو آپ کہتے ہیں کہ میڈیکل کی مہ میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی اے کورم point out ہو گیا ہے۔ گنتی کی جانے۔

محترمہ ثمنینہ نوید، جناب سپیکر! یہ کوئی قرآن پاک کا حرف آخر نہیں ہے جس میں آپ change نہیں کر سکتے۔ مجھے بولنے کے لئے مزید دو منٹ دیں۔

رانا مناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ آپ کو mis-understanding ہوتی ہے۔ کورم point out نہیں ہوا۔ آپ چاہے دوبارہ ان سے پوچھ لیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے کہا ہے۔

رانا مناء اللہ خان، یہ general discussion ہے اس میں تو کورم point out ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ کی طرف سے ہو رہا ہے ہم تو کچھ نہیں کر سکتے۔

رانا مناء اللہ خان، ان کی طرف سے نہیں ہوا۔ یہ mis-understanding ہوتی ہے۔ انھوں نے کورم کی بات کی ہے 'point out نہیں کیا۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! انھوں نے یہ کہا ہے کہ سارے منسٹر چلے گئے ہیں۔

رانا مناء اللہ خان، انھوں نے بات کی ہے 'point out نہیں کیا۔ اس لئے اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہم نے تو اپوزیشن کی بات مانتی ہے۔ اپوزیشن کورم point out کر رہی ہے۔

رانا منہا اللہ خان، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ general discussion میں کورم point out کرنے کی کوئی tradition نہیں ہے۔ انھوں نے یہ بات اس لئے کی ہے کہ اس بات کا نوٹس ہو جائے۔ انھوں نے کورم point out نہیں کیا۔ وہ پیشے ہیں اور ان کی موجودگی میں بات کر رہا ہوں اور دوسری میری چیز سے گزارش یہ ہے کہ کل کے دن بھی general discussion ہے اور اس کے بعد cut motions ہیں۔ ان میں ممبران کو بات کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت چاہیے۔ اگر آپ ایسا فرمائیں کہ صبح دس بجے اجلاس شروع ہوتا ہے تو چار گھنٹے اجلاس 2-00 بجے تک کر کے اس کے بعد ایک گھنٹے کا وقفہ ہو جائے اور ساتھ ہی یہاں آسپی کی back side پر جو لان ہے وہاں پر ممبران کے لئے کھانے کا انتظام ہو جائے۔ آپ بے شک ممبران سے charge کر لیں۔ اس کے بعد تین بجے دوبارہ شروع کر کے چار گھنٹے دوبارہ اجلاس ہو جائے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ وقت بھی مل جائے گا اور یہ جو صورتحال ہے اس سے بھی ممبران محسوس نہیں کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس طرح سے یہ آنے والے جو تین دن ہیں کیونکہ دو دن ہمیں cut motions پر بھی بات کرنے کے لئے maximum وقت چاہیے اور کل کی general discussion ہو جائے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنی discretion سے یا اپنے فذ سے ممبران کو کھانا دیں۔ بے شک اس کو بعد میں ممبران سے charge کر لیں لیکن اگر ایسا ہو جائے تو maximum وقت بھی مل جائے گا اور ممبران پوری دلچسپی سے حصہ بھی لے سکیں گے۔
آوازیں، اہمیں تجویز ہے۔

رانا منہا اللہ خان، آخری گزارش یہی ہے کہ کورم point out نہیں ہوا۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس تقریر کو ہونے دیں اور اس کے بعد اگر پھر adjourn کرنا ہے تو adjourn کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ بی بی! آپ جلدی wind up کر لیں کیونکہ اذان ہو گئی ہے اور اس کے بعد میں نے آدسے گھنٹے کے لئے ناز عصر کے لئے ایوان کو adjourn کرنا۔
محترمہ حمیدہ نوید، جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ مجھے صرف ایک point پر بات کرنی ہے۔ میڈیکل جو صورتحال ہمارے بہاولنگر میں ہے وہ میں بتانا چاہوں گی۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میری submission یہ ہے کہ جتنے فاضل ممبران اس وقت بولنا چاہیں وہ بول لیں۔ باقی آپ کل پر اس کو adjourn کر لیں اور کل جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے کہ یہاں پر نیچے کنٹین میں بھی lunch کا بندوبست ہونا چاہیے۔ ہمیں بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ ایک ڈیزرہ سجے جب ہم جاتے ہیں تو بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ وہاں پر کوئی proper انتظام نہیں ہوتا۔ وہاں پر اگر کوئی proper انتظام ہو جائے تو بے شک اس کو تمام تک لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات صحیح ہے۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! نام بڑھالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ایک گھنٹے تک کے لئے time extend کیا ہے۔ جو کہ چھ بجے تک ہے۔

محترمہ حمیدہ نوید، جناب سپیکر! تعلیم کے ساتھ ساتھ صحت کا شعبہ جو ہمارے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو صحت کی سہولیات فراہم کرے لیکن ہمارے ہاں یہ صورتحال ہے کہ بجٹ میں جو 13 سے 15۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ یہ ناکافی ہیں کیونکہ آپ لاہور سے ذرا باہر نکل کر دیکھیں کہ صورتحال کیا ہے بلکہ آپ یہ دیکھیں کہ لاہور میں کتنے ہسپتال ہیں۔ اس بات کا اندازہ لگائیں کہ لاہور میں کتنے ہسپتال ہیں اور ہمارا جو پیمانہ علاقہ ہے وہاں کی صورتحال یہ ہے کہ بروقت لیڈرز کو treatment نہ ملنے کی وجہ سے وہ زمینگی کے دوران ہی مر جاتی ہیں۔ حکومت کو اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ کام کرنا

پاسیے اور ہسپتالوں میں جدید سوشل فرام کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب سیکرٹری آپ بہاولنگر کے حوالے سے یہ دیکھیں کہ وہاں صرف اور صرف ایک ہی ڈسٹرکٹ ہسپتال ہے اور وہاں بھی یہ صورتحال ہے کہ یا تو ڈاکٹر آپ کو ٹائم پر ملتے نہیں ہیں اگر ملتے ہیں تو وہ دلچسپی سے مریضوں کو نہ تو چیک کرتے ہیں نہ ہی ادویات دیتے ہیں اور نہ ہی وہاں پر ادویات ملتی ہیں سوائے اسپرین اور پیراسیٹامول کے کوئی دوائی وہاں سے نہیں ملتی۔ اگر کبھی E.C.G کروانا پڑ جائے تو کہتے ہیں کہ جی مشین ہی خراب پڑی ہے۔ اگر ایکہرے کروانا ہو تو کہتے ہیں کہ جی علم ختم ہو چکی ہے۔ اگر کوئی ٹیسٹ کروانا ہو تو کہتے ہیں کہ جی ہمارے پاس اس ٹیسٹ کی سہولت نہیں ہے۔ یہ سب کیوں ہے؟ اس لئے کہ وہاں کے ڈاکٹرز نے اپنی پرائیویٹ لیبارٹریز بنائی ہوئی ہیں جہاں پر ان کو چیک اپ کروانا پڑتا ہے اور ٹیسٹ کروانے پڑتے ہیں۔ عام آدمی اس کو afford نہیں کر سکتا۔ نہ وہ اتنی فیس ادا کر سکتا ہے لہذا ضروری ہے کہ وہاں پر مزید ایک ہسپتال بنایا جائے اور اس سلسلے میں تمام بنیادی سہولیات بھی مہیا کی جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سیکرٹری : Thank you. اب میں سردار فتح محمد بزدار کو floor دوں گا۔

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سیکرٹری! میں شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا وقت دیا ہے۔ میں درپیک صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک اچھا بھلا جت پیش کیا ہے۔ سب سے پہلے میں تعلیم کے بارے میں بات کروں گا۔ کوئی قوم تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ ہمارے علاقے ملک اور صوبہ پنجاب میں کہیں تو پبلک سکول ہیں اور کہیں پرائمری سکول ہیں۔ جو پرائمری سکول ریوٹ ایریا میں ہیں ان میں ٹیچرز حاضر نہیں ہوتے۔ آبادی بڑھ چکی ہے لیکن ٹیچرز کی تعداد بہت کم ہے جس کی وجہ سے بچوں کا تعلیمی نقصان ہو رہا ہے۔ ٹیچرز نہ ہونے کی وجہ سے بچے بڑھ کر آگے نہیں جاسکیں گے۔ جو بچے پبلک سکولوں میں پڑھتے ہیں ان کے اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ عام آدمی یا ایک غریب آدمی اپنے بچوں کو ان پبلک سکولوں میں نہیں پڑھا سکتا۔ لہذا میں صوبائی حکومت سے درخواست کروں گا کہ ریوٹ ایریڈ میں بھی سرکاری سطح پر اچھے پبلک سکول قائم کئے جائیں تاکہ غریبوں کے بچے بھی اچھی تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے میں روزگار کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس کا مطالبہ تین طریقوں سے کیا جاسکتا ہے۔ پہلا طریقہ یہ کہ سرکاری اداروں میں لوگوں کو نوکریاں دی جائیں، دوسرا پبلک سیکٹر میں لوگوں کو روزگار مہیا کیا جانے اور تیسرا یہ کہ کلادبار اور زراعت کے شعبے میں ان کو روزگار مہیا کیا جائے۔ ہمارے علاقے میں ایک ایسی دولت موجود ہے جس کے باعث ہم اپنے سبے روزگار تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ نوجوانوں کو کھپا سکتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ تعلیم یافتہ بے روزگار آدمیوں کو سرکاری زرعی رقبہ الاٹ کیا جائے تاکہ وہ اس پر کھیتی باڑی کریں، درست لگائیں، بغلت لگائیں اور اپنے بچوں اور والدین کی کلات کریں۔ ہمارے پاس یہ ایک ریڈی میڈ چیز ہے اس پر ہم فوراً عمل کر سکتے ہیں اس کے لئے ہمیں مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ حکومت اس طرف فوری توجہ دے اور اس منصوبے پر عمل درآمد شروع کروانے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ سرکاری زرعی رقبے کو misuse کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے جو کہ اس کے حق دار نہیں ہیں۔ وقت کی ضرورت ہے کہ یہ رقبہ ایسے لوگوں کو الاٹ کیا جائے جو کہ اس کے مستحق ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پڑے کئے لوگ زیادہ مستحق ہیں اور وہ زیادہ ملازمن کارمنگ بھی کریں گے۔

جناب سپیکر! کوئی ملک یا صوبہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس کے ہر علاقے کو یکساں ترقی نہ دی جائے۔ جناب والا! کسی علاقے میں تو بہت زیادہ ترقی ہو رہی ہے جبکہ کچھ علاقے بالکل نظر انداز کر دینے گئے ہیں اور وہ بھر اور ویران پڑے ہوئے ہیں۔ اس کی ایک مثال ضلع ڈیرہ غازی خان میں قبائلی علاقہ اور تحصیل تونہ ہے۔ پاکستان بننے کے بعد سے اب تک اس علاقے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ عموماً تحصیل tribal areas بہت backward ہے۔ اس علاقے کی لمبائی تقریباً 120 میل اور اس کی چوڑائی 80 میل ہے۔ اس علاقے میں کوئی بجلی نہیں ہے، کوئی گزڈ سٹیشن نہیں ہے اور نہ ہی زندگی کی کوئی دوسری سہولت مہر ہے۔ اگر کہیں پر ہسپتال ہے تو ڈاکٹرز اور ادویات نہیں ہیں۔ اس علاقے میں کوئی ایک اسمبلیس بھی نہیں ہے کہ کسی مریض کو ایمرجنسی کی صورت میں اٹھا کر ملتان یا ڈیرہ غازی خان پہنچایا جاسکے۔ ہم نے بارہا مطالبہ کیا ہے کہ R.H.C بھارتی جو کہ tribal area کا مرکز ہے کے لئے ایک

four wheel ambulance دی جانے کیونکہ علاقے میں کوئی سڑک نہیں ہے، کچے کچے اور مشکل راستے ہیں۔ اس علاقے سے مریضوں کو تونر، ڈیرہ غازی خان یا ملتان میں لانا ممکن ہی نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں four wheel ambulance چاہیے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس four wheel ambulance نہیں ہے۔ ہم نے ان کو بار بار بتایا ہے کہ سارے بلوچستان میں four wheel ambulances ہیں۔ ہم نے کوئی نئی بات نہیں کی ہے۔ میں وزیر صحت اور پنجاب حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ R.H.C میں فوراً four wheel ambulance کا انتظام کیا جائے۔

جناب والا! tribal area معدنیات کے لحاظ سے بہت ہی امیر علاقہ ہے۔ یہاں سے یورینیم نکالا جا رہا ہے، یہاں پر مہم ہے، یہاں پر فلور مٹی ہے۔ اس کے علاوہ بھی مزید بہت سی معدنیات موجود ہیں لیکن انہیں export کرنے کے لئے ذرائع نہیں ہیں۔ کوئی آدمی وہاں جانے کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ وہاں پر ذرائع آمد و رفت نہیں ہیں۔ تحصیل تونر سے لے کر ڈیرہ غازی خان تک کے علاقے میں وائر سپلائی ہے جو کہ بجلی سے چلتے ہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ تحصیل تونر کے پختے وائر سپلائی ہیں وہ سب کے سب بند پڑے ہیں۔ چونکہ ان کی مشینری خراب ہو چکی ہے۔ علاقے کے لوگوں میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ بجلی کے بل جمع کروا سکیں۔ ہماری استدعا ہے کہ پہاڑی علاقے یعنی کوہ سیلان رینج میں ڈیمز بنانے جائیں تاکہ وہاں پر بارش کا پانی جمع ہو اور اس کی سپلائی نیچے میدان میں ہو۔ اس پر صرف ایک مرتبہ اخراجات آئیں گے اور اس کے بعد کوئی خرچہ نہیں آئے گا۔ لہذا حکومت سے یہ درخواست ہے کہ اس جانب توجہ دی جائے۔ اس علاقے میں ڈیمز بنانے جائیں جو کہ میدانی اور پہاڑی علاقوں میں لوگوں کے پینے کے پانی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔ اس کے علاوہ وہاں پر زراعت کے لئے بھی ڈیمز بن سکتے ہیں۔ اگر آپ اس پر توجہ دیں تو اس علاقے میں سال ڈیمز کا ایک سلسلہ شروع ہو جانے کا اور جو رقبہ نہروں سے سیراب ہونے سے رہ جاتا ہے وہ ان ڈیموں سے سیراب ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری دوسری عرض یہ ہے کہ ایک زمانے میں ذیرہ غازی خان کو انڈسٹری لگانے کے سلسلے میں فری زون ایریا قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد یہاں سے انڈسٹریل سسٹم ختم کر کے دوسرے علاقوں میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ جب تک backward areas میں انڈسٹری نہیں لگائی جاتی تو لوگوں کو روز کار نہیں مل سکے گا۔ ذیرہ غازی خان میں ایک سینٹ فیٹری ہے جو کہ پہاڑ اور میدان کے سنگم پر واقع ہے۔ یہاں پر بھی پہچانی گئی ہے نہر سے پانی بھی پہنچایا گیا ہے اور سینٹ فیٹری کا raw material سارے پہاڑ اور سارے علاقے میں موجود ہے۔ وہاں پر ایک شہر بن گیا ہے۔ اس سے حکومت کو آمدنی ہے۔ لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس علاقے میں 5/6 سینٹ فیٹریاں لگ سکتی ہیں اس سے ملک کی دولت بھی بڑھے گی، علاقے کی بھی ترقی ہو گی اور روز کار کا سلسلہ بھی نکل آئے گا۔

جناب سپیکر! میری وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست ہے کہ وہ اس علاقے میں یعنی Tribal Area میں آمد و رفت کے لئے دو پختہ روڈ بنا دیں۔ جب تک روڈز نہیں بنائے جائیں گے اس وقت تک علاقہ ترقی نہیں کر سکتا۔ یہ دو روڈ "ترین بارقی" تا کھرڑ بزدار اور منگڑوٹھ ٹانڈ پھگہ" ہیں اس سے پورا علاقہ کھل جائے گا۔ جب یہ علاقہ کھل جائے گا تو آمد و رفت کے لئے سہولت میسر ہو گی، لوگوں کے لئے سہولت ہو گی، ٹرانسپورٹیشن کے لئے سہولت ہو گی لیکن حکومت کی توجہ کے بغیر ہمارا علاقہ ترقی نہیں کر سکتا۔ یہ علاقہ اس وقت ترقی کرے گا جب اس میں آمد و رفت کے لئے روڈز موجود ہوں گے۔ بجلی کی فراہمی کے بعد اس علاقے میں انڈسٹری بھی لگ سکتی ہے اور بھی بہت سارے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں لہذا میری درخواست ہے کہ اس علاقے پر فوری اور خصوصی توجہ دی جائے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محترمہ انبساط صاحبہ!

وزیر ہاؤسنگ و اربن ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر! ناز کا نام ہو گیا ہے۔ سارے پانچ بچے جماعت ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی ناز کے لئے نام دیتے ہیں۔ جی، محترمہ فرمائیے!

Minister of the Punjab, the Finance Minister of Punjab under the able leadership of General Pervez Musharraf to introduce Budget 2004.

جناب سپیکر! میں پہلی بات تو یہ کہوں گی کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس impose نہیں کیا گیا۔ چودھری پرویز الہی صاحب کی good governance اور ان کی ٹیم کی detailed research کی وجہ سے جتنا ہو سکا پنجاب حکومت نے بجٹ میں 9 بلین روپے raise کئے ہیں۔ جناب والا! پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ایجوکیشن سیکٹر کو اتنی زیادہ percentage دی گئی۔ چودھری پرویز الہی کا خواب ”پڑھا لکھا پنجاب“ ہمارے لئے ایک واضح مطلب رکھتا ہے چونکہ جتنی حکومتیں آئیں انہوں نے ہمیں صرف ایک خواب دکھایا ہمارا پنجاب ہمارا خواب جبکہ چودھری پرویز الہی صاحب نے کہا ہمارا خواب ”پڑھا لکھا پنجاب“ (نعرہ ہانے تحسین)

جس طرح سے گورنمنٹ سکولوں کو aid کیا جا رہا ہے اور جس طرح missing facilities پر کام کیا گیا اس پر میں وزیر تعلیم جناب عمران مسعود کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ بہت viable اور اہمی change آئی ہے۔ جہاں تک health initiatives کی بات ہے تو گورنمنٹ ہسپتالوں کو بھی خصوصی توجہ دی گئی اور جو پرانے B.H.U.s condemn پڑے تھے initiative لے کر انہیں بھی facilitate کیا گیا۔

جناب والا! کیونکیشن میں جو from to market roads ہیں وہ economic activity کو بہت زیادہ boost دے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایگریکلچر سیکٹر میں بھی فرق پڑے گا جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ relief to farmers بھی پنجاب حکومت کی ایک priority رہی ہے۔ rehabilitation of irrigation system پر بھی کام ہو رہا ہے۔ جہاں تک بجٹ 2004 کی بات ہے تو میں ذاتی طور پر یہ سمجھتی ہوں کہ،

under the mission of Gen. Parvez Musharraf and the vision of Ch. Pervez Elahi, the Govt. of Punjab would progress.

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! لاہ اینڈ آرڈر کے مسئلے پر مجھے یہ proudly کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب کالا اینڈ آرڈر سندھ، بلوچستان اور این ڈیو ایف پی سے بہتر ہے اور جس دور سے پاکستان گزر رہا ہے جیسے آپ

جاتے ہیں کہ وانا آپریشن باری ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہماری pro American policies ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمیں اندرونی طور پر کئی مسائل کا سامنا ہے لیکن پھر بھی راجہ بشارت صاحب اور ان کی visionary team کو ٹراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی کہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ کافی حد تک بہتر ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب والا! The direction is right because the objectives are right. جو میٹھی گورنمنٹ نے انفراسٹرکچر دیا تھا ان پر بھی کام ہو رہا ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایسا vision نہیں کہ میٹھی حکومتوں کے کام روک دیئے جائیں جن کی مثال مال روڈ انڈر پاس اور کینال کے انڈر پاسز ہیں۔ میں جناب چودھری پرویز الہی کی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے لاہور کے لئے بہت زیادہ کام کیا ہے۔ جہاں تک بار بار پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور میرے جیسے وہ لوگ جو اربن کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بجا ہے کہ مایوسیوں ہیں 'یہ بجا ہے کہ ساؤتھ پنجاب میں بہت سے لوگ مایوسیوں کے بادلوں میں گھرے ہوئے ہیں لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا چاہوں گی کہ جس علاقے سے میرا تعلق ہے وہ ساؤتھ پنجاب نہیں ہے بلکہ وہ راوی پارک کا ایک علاقہ ہے اور لاہور ہی کی ایک constituency ہے لیکن ہمیں بھی مایوسیوں کے بدل چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ میں نے میٹھی بجٹ تقریر میں خصوصی allocation of funds کی بات کی تھی۔ جناب والا! میرے علاقے میں جہانگیر کا مقبرہ ہے میں نے خصوصی طور پر درخواست کی تھی کہ مقبرے کی renovation اور rehabilitation ہونی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ دیر ضرور لگے گی لیکن کام ضرور ہو گا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا 2020 vision میں یہاں پر ایک وضاحت کر دوں کہ There is women representation in the Assemblies. میں نے restoration of women seats کے لئے بہت کام کیا لیکن میں آج اس ایوان کو women representatives کو اور اپنے ساتھیوں کو یہ بتانا چاہوں گی کہ

The women percentage in Pakistan is not 52%. It is 47.5%. This is on record. On behalf of women I would like to appreciate the Chief Minister Punjab

اور میں ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس کی مہلی وجہ یہ ہے کہ جس طرح باقی ایم۔ پی۔ ایز کو۔

چودھری زاہد پرویز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، فرمائیے!

چودھری زاہد پرویز، جناب سیکرٹری محترم چودھری پرویز الہی کا شکریہ ادا کر رہی ہیں تو میں ان سے یہ کہتا ہوں کہ یہ محترم بے نظیر بھٹو صاحبہ کی وساطت سے اس ایوان میں پہنچی ہیں۔ یہ ان کا بھی شکریہ ادا کریں جن کی وجہ سے یہ آج ایوان میں کھڑے ہو کر بار بار تقریر کر رہی ہیں اور وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کر رہی ہیں۔

محترمہ انبساط خان، جناب سیکرٹری میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جس طرح انہوں نے باقی ممبران کو تعمیر وطن پروگرام کے لئے 50 لاکھ روپے کے فنڈز دینے اسی طرح انہوں نے عورتوں کو پیچھے نہیں رکھا۔ چاہے ہماری constituencies نہیں ہیں لیکن انہوں نے ہمیں اس قابل کیا کہ ہم یہ فنڈز اپنی constituencies میں لگا کر منتخب لیڈر بننے کے قابل ہو جائیں۔

I thank you the Chief Minister of the Punjab for restoring confidence in women, encouraging women and empowering women by making them Ministers and Parliamentary Secretaries.

جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے جو سب سے بڑا کام کیا وہ gender reform action plan ہے۔ یقین سے لے کر آج تک gender discrimination پر کام کرتے آئے ہیں۔ بڑی بڑی حکومتیں آئیں محترم بے نظیر بھٹو کی بھی حکومت آئی لیکن کوئی ایسا کام نہیں کیا گیا جس میں gender discrimination پر کام ہو۔ اگر پاکستان میٹیز پارٹی والے اس کو سمجھ سکیں تو اب پاکستان میں وہ وقت آچکا ہے کہ national interest پر بات ہونی چاہیے۔ public interest پر بات ہونی چاہیے اور women issues پر بات ہونی چاہیے۔ اس لئے ہونی چاہیے کیونکہ ایک ایسا آدمی آیا جس کی non political base ہے۔ آپ اس کو اچھا یا برا کہیں۔

He wants Pakistan progress and he says that Pakistan is first.

یہاں پر بار بار وانا آپریشن کی بات ہوتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہاں پر وانا آپریشن میں جو لوگ مارے گئے ان کی فاتحہ تو ہونی لیکن جو فوجی وانا آپریشن میں مارے گئے ان پر کبھی کسی نے فاتحہ پڑھنے کی بات نہیں کی۔ پاکستان کو آج international recognition حاصل ہے کیونکہ پاکستان war against terror میں امریکہ کے ساتھ ہے۔ اب کوئی اس کو اٹھا یا برا سمجھے۔ ہمارے ملک میں آج جتنی پالیسیاں ہیں چاہے وہ فیڈرل لیول پر ہوں یا چاہے وہ صوبائی لیول پر

ہوں They are pro American policies and they would there till year 2020. میں

صدر جنرل پرویز مشرف صاحب کو اور جناب چودھری پرویز الہی کو یہ یقین دہانی کروانا چاہوں گی کہ

I salute their reforms and I assure them that there will always find people like me by their sight.

یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گی کہ جناب وزیر اعلیٰ کہ میرا تعلق ایک پسماندہ علاقے سے ہے بہت ساری reforms جو آپ لا رہے ہیں اس سے میرے علاقے کے لوگ سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ میں نے پچھلے سال بھی request کی چاہے وہ صحت کا شعبہ ہو، چاہے وہ ایجوکیشن کا شعبہ ہو، چاہے وہ بیت المال کا شعبہ ہے میں آج وزیر خزانہ پنجاب سے on the floor یہ request کروں گی کہ میرے علاقے پر خصوصی طور پر توجہ دی جائے اور میرے علاقے کے لئے خصوصی طور پر فنڈز allocate کئے جائیں۔ جس علاقے سے میرا تعلق ہے وہ ایک flood affected area ہے۔ وہاں سیلاب آتا ہے گندمی محمود کر چلا جاتا ہے 1947 سے لے کر آج تک کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں دیکھوں اور میں کہوں کہ گورنمنٹ یہاں پر reforms لا رہی ہے۔ میں نے اپنی پچھلی تقریر میں بھی کہا تھا اور آج بھی کہوں گی کیونکہ میرا تعلق خصوصی طور پر میڈیا کے ساتھ ہے۔ ہر دور میں بجٹ میں میڈیا کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جناب فنانس منسٹر صاحب آپ کی پالیسی صرف اس وقت موام تک یا masses تک یا ور کرز تک پہنچنے گی جب آپ ان کو الیکٹرانک یا پرنٹ میڈیا کے ذریعے highlight کریں۔ آج اگر میڈیا آپ کے ہاتھوں سے نکل رہا ہے یا میڈیا آپ کے ساتھ نہیں چل رہا اس کی وجہ یہ ہے کہ مایوسیوں کے بدل میڈیا کے لوگوں

کو بھی گمیرے ہوئے ہیں۔ جہاں تک بات ہے پاکستان ٹیلی ویژن کی میں نے اپنی پیمبل
 تقریر میں بھی کہا تھا There is a channel called PTV 3 جس کو S.T.N کہا جاتا ہے۔
 اس کی 12 کھٹے کی telecast ہے جس کی کوئی utility نہیں ہے اور گورنمنٹ اپنی جیب سے
 پیسے لگا کر S.T.N چلا رہی ہے۔ 12 کھٹے آپ S.T.N telecast کرتے ہیں 12 کھٹے وہ
 repeat telecast کرتا ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ پنجاب گورنمنٹ فیڈرل گورنمنٹ سے
 ایس۔ٹی۔ این پر ٹائم خریدے اور Sponsor لا کر اپنے initiatives اور اپنی پالیسیوں کو میڈیا
 کے ذریعے عوام تک پہنچانے۔

because S.T.N is not only available on cables, S.T.N is a territorial
 channel and if people like ours can be given a chance on S.T.N obviously
 اسجو کیشن بھی promote ہوگی صحت بھی promote ہوگی اور vision 2020 بھی promote
 ہوگا۔

MR DEPUTY SPEAKER: Please wind up your speech.

محترمہ انبساط خان، جناب والا! دو منٹ مجھے اور چاہئیں۔ جہاں تک بات ہے image building
 کی تو میں یہ چاہوں گی کہ میں نے لاہور اندرون شہر میں restoration of old buildings کے
 اوپر بہت کام کیا اور وہ کام آج بھی ادمورا ہے۔ میں request کروں گی چودھری پرویز انہی
 صاحب سے کہ جب وہ restoration and rehabilitation پر کام کریں تو شہنشاہ جہانگیر کے
 مقبرے کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ In the end I would just like to say کہ باد باد یہاں پر
 تنقید ہوتی ہے۔ باد باد یہاں کے non serious behaviour کو مایوس کرتے ہیں۔ باد باد
 پاکستان کی ایک liberal modern democratic party کے لوگ M.M.A کے ساتھ walk
 out کرتے ہیں۔ ایک confusion موجود ہے ان کے دلوں میں بھی، ان کے حالات میں بھی،
 ان کی پالیسیوں میں بھی اور ان کے ایجنڈے میں بھی۔ یہ لوگ اپنی شناخت کھو چکے ہیں۔
 سینا ہاؤسز پر بھی تنقید ہوتی ہے media is very very important to generate revenue
 یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ اپنے کریماں میں جھانکنے کے لئے ضرور اپنی گردن جھکانی پڑتی ہے۔

اپنی رائے کا اظہار ضرور کریں لیکن تمیز سے کریں۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جس پارٹی سے میرا تعلق تھا۔ کاش! آپ اپنے رویے بہتر کر سکتے، آپ ایک اعلیٰ مثال قائم کر سکتے۔ آپ اپنے اخلاق سے اپنے دشمنوں کو اپنا کر سکتے۔ لیکن آپ تو اس قابل بھی نہیں کہ اپنے پرانے اہلکار ہی سنبھال سکیں۔

I would like to say on the floor of the House. I am no more a member of Pakistan Peoples Party (Parliamentarians)

کیونکہ ہم اپنی ایک بذات خود جماعت رجسٹرڈ کروا چکے ہیں جس کا نام پاکستان پیپلز پارٹی ہے اور میں اس کی پاکستان کی women wing کی صدر ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ذہنی سپیکر، شکریہ۔ جناب جلال دین ڈھکو صاحب!

ملک جلال دین ڈھکو، بسم اللہ الرحمن الرحیم، شکریہ جناب سپیکر! پہلے تو میں ایک تجویز دوں گا کہ آئندہ جناب مہربانی کر کے کیونکہ یہ وزراء، صاحبان مجبوراً بیٹھے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہوں گے یا کوئی مقرر بیٹھا ہو گا اس وقت ایوان میں کوئی عام ایم۔ پی۔ اے نہیں بیٹھا جو تھاریر سن سکے۔

آوازیں، بیٹھے ہیں۔

ملک جلال دین ڈھکو، میری یہ گزارش ہو گی کہ مہربانی فرما کر آئندہ دو شفٹیں کر لیا کریں۔ ایک شفٹ ایک بجے تک اور پھر اس کے بعد چار بجے شروع کریں۔ پھر آپ بے شک رات کے ایک بجے تک چلتے جائیں۔

جناب والا! پنجاب کا میز ایئر 2004-05 بڑا متوازن اور عوام دوست۔ بجٹ ہے۔ اس میں غربتوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ یہ چودھری پرویز الہی صاحب کی مدبرانہ سوچ اور ان کی عوام دوست حکمت عملی کا نتیجہ ہے۔ اس ضمن میں بے شمار تھاریر ہو چکی ہیں۔ میں repetition سے تو گریز کروں گا لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ بات ہو جانے گی۔ کیونکہ بے شمار تقریریں ہو چکی ہیں اور ابھی بے شمار ہوتی ہیں۔ شاید رات کے دس بجے تک اجلاس چلتا رہے۔ تو اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ پر تعمیری تنفیذ تو ہونی چاہیے لیکن تنفیذ برائے تنفیذ نہیں ہونی

پاسیے اور کوئی بھی اس پر وقت ضائع نہ کرے۔ اس بجٹ میں عوام کی مشکلات میں کمی ہونی ہے۔ عوام اور غریب لوگوں پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ میں اس ضمن میں دو چار باتیں کروں گا وہ پہلے بھی ہو چکی ہیں اب پھر repetition ہوگی۔ پانچ مرد کی سکیم پانچ مرد کے مکانات پر جو پراپرٹی ٹیکس ختم کیا گیا ہے یہ بہت بڑا اور احسن قدم اٹھایا گیا ہے اور اس سے پہلے بھی میں نے کئی بجٹ دیکھے ہیں اتنی مہموت کبھی کسی بجٹ میں کسی وزیر اعلیٰ نے کسی بھی دور میں نہیں دی۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ سٹیپ ڈیوٹی۔

چودھری زاہد پرویز، پروانٹن آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب!

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ یہاں ایکسٹرنسٹر بھی بیٹھے ہیں۔ پانچ مرد کے مکانات پر جو پراپرٹی ٹیکس ختم کیا گیا ہے اس میں کیٹیگریز بنانی گئی ہیں اور اے۔ بی۔ سی کیٹیگریز پر ٹیکس ختم نہیں کیا گیا۔ وزیر موصوف اس کی وضاحت کریں گے کہ آیا پانچ مرد کے تمام مکانات پر ٹیکس ختم کر دیا گیا ہے یا صرف ڈی جی پر ختم کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فنانس منسٹر wind up میں اس کا جواب دیں گے۔

ملک جلال دین ڈھکو، جناب سپیکر! اس کے بعد زرعی زمین کی خرید و فروخت پر سٹیپ ڈیوٹی کھٹا کر دو فیصد کر دی گئی ہے یہ بھی غریبوں اور عوام کے لئے ایک احسن قدم ہے کیونکہ زمین کی خریداری عموماً مل میں ہی کرتا ہے۔ بڑے آدمی تو کبھی بڑی زمین لیتے ہیں لیکن عموماً مل میں یا کمزور آدمی زمین کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ شہری جائیداد پر بھی ڈیوٹی پانچ فیصد سے کھٹا کر دو فیصد کر دی گئی ہے۔ یہ بھی ایک بڑا اچھا قدم ہے جو کہ موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں اٹھایا ہے۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ نہروں کی لائننگ کے لئے 31۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں جس سے ٹیل پر پانی بآسانی پہنچے گا اور پانی چوری میں بھی انتہاء اللہ کٹائی کی ہوگی۔

جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے کہ چودھری پرویز الہی صاحب چیف منسٹر پنجاب کے

دل میں تعلیمی مسائل کے حوالے سے بڑی تڑپ ہے۔ بچوں کو کتابیں ملت اور ان کے لئے

دیگر سوویت دی گنی ہیں یہ شرح تعلیم کو بڑھانے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بڑی مدد و معاونت ہوگی۔ میں یہ گزارش کروں کہ اس وقت پاکستان کی شرح تعلیم میرے خیال میں ساری دنیا سے کم ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا میں شرح تعلیم 52 فیصد ہے اور ہماری ابھی 27/28 فیصد سے زیادہ نہیں بڑھی۔ چودھری صاحب نے شرح تعلیم بڑھانے کے لئے missing facility اور سکولوں کی تعمیر کا جو قدم اٹھایا ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ شرح تعلیم بڑھے گی۔ لیکن ان تمام انتظامی اقدامات کے باوجود چند ایک ایسی باتیں کرنا ناگزیر ہیں جو کہ اس ملک اور اس صوبے کے بہترین مفاد میں ہیں۔ پہلے نمبر پر میں زراعت پر بات کروں گا۔ ملکی معیشت کا سارا دارومدار زراعت پر ہے۔ زراعت کے بارے میں صرف یہ اقدامات کئے گئے ہیں کہ کھاد بات کی لائٹنگ کی گئی ہے اس کے علاوہ زراعت کے بارے میں کوئی بڑا قدم نہیں اٹھایا گیا۔ میں اسمبلی میں کئی دفعہ کہ چکا ہوں کہ جلب والا ایک آدمی زرعی ٹیوب ویل کے لئے آج درخواست دے دیتا ہے تو وہ چھ ماہ سال سال دوڑتا رہتا ہے اس کی باری ہی نہیں آتی۔ اول تو وہ ٹھک ہار کر گھر بیٹھ جاتا ہے اور اگر باری آجی جاتی ہے تو پہلے مینے کے بل کی ادائیگی میں وہ بیچارہ کسمپرسی میں پھرتا رہتا ہے اور بل کی ادائیگی میں اسے بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ مہربانی کر کے اس کا کلیٹ ریٹ مقرر کیا جائے اور پنجاب میں زیادہ سے زیادہ کلیٹ ریٹ پانچ ہزار ہونا چاہیے اس سے نہیں بڑھنا چاہیے کیونکہ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا کا اس وقت کلیٹ ریٹ دو ہزار ہے۔ وہ بھی تو ایک ارب کی آبادی کے باوجود گزارا کر رہے ہیں اور وہ خوراک میں بھی خود کفیل ہیں۔ اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر زراعت کو فروغ دینا اور اس میں ترقی کرنی ہے تو زرعی ٹیوب ویل کا کلیٹ ریٹ پانچ ہزار مقرر کرنا چاہیے۔ میں بھی کاشتکار ہوں اس لئے مجھے پتا ہے کہ کاشتکار غریب ہو چکا ہے اس کے پاس کھاد بیج اور ڈیزل کے لئے پیسے نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ پوری طرح سے زراعت نہیں کر پاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر خزانہ صاحب | subsidy on tube wells on flate rate یہ بڑا اہم نکتہ ہے اسے نوٹ کر لیں۔

ملک جلال دین ڈھکو، جناب والا میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ ڈیزل اور کھاد اتنی سستی ہے۔ میں پڑوسی ملک کی پھر محال دوں گا، گو وہ ہمارے ساتھ ٹھیک نہیں ہے لیکن محال دینی

پڑتی ہے۔ وہاں یوریا کھاد -250/ روپے فی بیگ اور ڈی۔ اے۔ پی۔ 450/ روپے کے لگ بگ ہے اور ہمارے لوگ کھاد میں حلاوت بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے ذہن میں بیٹے ہی خیال ہوتا ہے کہ بیخونی کرنی ہے۔ اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ کھادوں کی قیمتوں میں مناسب کمی کی جائے۔ ان میں اتنی کمی کی جائے جو کہ کسان کی دسترس میں ہو۔ یہ نہ ہو کہ کسان ایک بوری ڈی۔ اے۔ پی کی ڈال دے اور یوریا کے لئے اس کے پاس پیسے ہی نہ ہوں تو پھر کیا فصل ہوتی ہے؟ وزیر زراعت بھی تشریف فرما ہوں گے، شاید فوڈ منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوں ہمارے ملک میں گندم کی average 25 سے 30 من نہیں۔ انڈیا کا میں نے پتا کرایا ہے وہاں 45 سے 50 من پورے ملک کی average ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک کی ایک ارب کی آبادی ہے اور وہ غوراک میں خود کفیل ہے۔ ہم نے اس دفعہ بھی گندم لی ہے۔ اس ضمن میں یہ گزارش کروں گا کہ خداداد زراعت پر توجہ دیں۔ امن و امان کے بعد زراعت ایک ایسا شعبہ ہے اگر اس میں ترقی نہ کی گئی اور زرعی مسائل حل نہ کئے گئے اور کاشتکار کو مضبوط نہ کیا گیا تو آپ دیکھ لیں گے کہ ملکی معیشت دن بدن کمزور ہوتی جائے گی اور ہمیں بیرونی قرضوں کا سہارا لینا پڑے گا۔ زراعت کے بغیر ہماری صنعت بھی چل سکتی۔ صنعت کا دارومدار بھی زراعت پر ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ضرور ہم نے ساری عمر بیرونی قرضوں پر گزارا کرنا ہے یا ضرور ہمیشہ گندم اور چاول import کرنا ہے بلکہ ہمیں یہ چیزیں ایکسپورٹ کرنی چاہئیں۔ ہماری زمین اتنی زرخیز ہے کہ کسی ملک کی نہیں ہے اور زرخیز زمین پانی کی کمی کے ہمیش نظر بن رہی ہے لہذا ہمیں ڈیم بنانے چاہئیں۔ میں پھر انڈیا کی محال دوں گا کہ وہاں پر پچاس سے زائد ڈیم ہیں اور ہمارے ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک بھی ڈیم نہیں بنا۔ میں اس اسمبلی میں پانچویں دفعہ آیا ہوں اور ہر دفعہ ہم نے stress کیا کہ کالا باغ ڈیم بنایا جائے۔ یلو ا گر کالا باغ ڈیم کی بڑی ہی مجبوری ہے تو کوئی اور ڈیم بنا دیا جائے۔ تریلا ڈیم کی میعاد تو ختم ہو رہی ہے اور یہ زمینیں جب بالکل ہی بنجر ہو جائیں گی تو پھر آپ دیکھ لیں۔ ملک کا کیا حال ہو گا، چولستان بہاولپور کا علاقہ بالکل بنجر پڑا ہے۔ پانی کا کوئی بندوبست نہیں ہے تو میں کم از کم حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے پانی کا بندوبست ترقی بنیادوں پر کیا جائے، اس کے بعد کھاد، بیج اور ذریعہ کی قیمتوں میں بھی مناسب کمی کی جائے اور یوب ویل کابل تو خاص طور

پر پانچ ہزار سے نہیں بڑھنا چاہیے کیونکہ اگر کسان کو مضبوط نہ کیا گیا تو پنجاب کی معیشت تباہ ہو جانے گی۔

جناب سیکرٹری! میں اس کے بعد تعلیم کے بارے میں ایک دو گزارشات کروں گا۔ تعلیم کے لئے انقلابی اقدامات تو کئے گئے ہیں لیکن آپ نے یہ دیکھا ہے کہ پانچ یا سات سال کے بچے کا بستہ کم از کم دس کلو کا ہے۔ وہ بستہ نہیں اٹھا سکتا ہے اس کے لئے ایک نوکر رکھا ہوا ہے۔ جناب! نصاب میں تبدیلی اہمائی ضروری ہے۔ جس طرح چودھری صاحب نے missing facilities کا پروگرام شروع کر دیا ہے اور پورے پنجاب میں سکول بن رہے ہیں اور وہ پورے پنجاب میں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے سراپا کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح میرے خیال میں نصاب میں تبدیلی اور کئی سکولوں میں اساتذہ کی اتنی کمی ہے۔ میرا اپنا سکول گورنمنٹ ہائی سکول 112/9L وہاں دو سال سے ہیڈ ماسٹر نہیں ہے، سائنس ٹیچر نہیں ہے اور ایک دو اور ٹیچر نہیں ہیں۔ اساتذہ کی کمی کو فی الفور پورا کیا جائے تاکہ تعلیم کی پوزیشن ٹھیک ہو سکے اور لوگ کم از کم پڑھ لکھ سکیں۔ اس ضمن میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ تعلیم میں جس طرح مسئلے ہی وزیر اعلیٰ صاحب توجہ دے رہے ہیں۔ مہربانی کر کے اور توجہ دیں اور اساتذہ کی کمی کو پورا کر کے اور نصاب تعلیم میں جس طرح مسئلے میرے ایک بھائی نے فرمایا ہے کہ قرآنی تعلیم دینی چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ایک مڈل جماعت کا لاکھ آٹھ جماعتیں پاس کر کے سکول سے باہر آنے تو کم از کم وہ پورا قرآن پڑھ کر باہر آئے۔ اس لئے عربی ٹیچر ہونا چاہیے اور قرآنی تعلیم ہونی چاہیے تاکہ مذہب سے بھی طالب علم بہرہ مند ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری! میں اجلاس کی کارروائی کا وقت 15 منٹ تک بڑھاتا ہوں۔

ملک جلال دین ڈھکو، جناب سیکرٹری! محکمہ صحت کے بارے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت نے R.I.Cs اور B.H.Us کا جال بچھا دیا ہے۔ تقریباً ہر یونین کونسل میں B.H.U بنا ہوا ہے اور ہر مرکز ہیڈ کوارٹر پر R.I.C بنا ہوا ہے۔ وہاں پر مسئلے کی بہت کمی ہے اور عمدہ رہائش پذیر بھی نہیں ہے۔ وہاں عمدہ پورا کیا جائے اور ہر B.H.U اور R.H.C میں پانچ سے لے کر دس لاکھ کی ادویات جاتی ہیں، وہ تمام غائب ہو جاتی ہیں۔ ادویات ٹھکے والے چوری کر لیتے ہیں اور غریب لوگوں کو ادویات میسر نہیں آتیں، پرچی لکھ دیتے ہیں اور وہ پھر بازار سے جا کر

ٹھہرتے ہیں۔ یہ بہت بڑا قلم ہے۔ اس کے لئے ایک انکوائری کمیٹی بنانی چاہئے جس میں نمبر دار دیر، ڈی۔ ایچ۔ او اور ناظم ہذا تین آدمیوں کی کمیٹی بنادی جائے تاکہ وہ چیک کر سکیں اور جو ادویات وہ بیچتے ہیں اس پر کم از کم پابندی لگانی چاہئے اور ان طریقوں کو طئی چاہئے جن کا حق ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے وقت دیا اور میری چند گزارشات سنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم گزارشات کرتے ہی چلے جائیں گے۔ زراعت کو اگر develop نہ کیا گیا تو چنانچہ اس ملک کا کیا حشر ہوگا؟ اس لئے زراعت پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مزل عباسی صاحب!

صاحبزادہ مزل الرشید عباسی، جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے جناب صدیقی صاحب جو ہمارے ممتاز ممبر سٹنٹن سے ہیں، انھوں نے اپنی جذباتی تقریر کی اور جنوبی پنجاب کے مسائل کی طرف نشاندہی کرائی۔ انھوں نے نشاندہی ضرور کی لیکن facts and figures کے ساتھ نہ کی۔ اگر وہ یہاں موجود ہیں تو میں ان کے کوشش گزار کروں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب چودھری پرویز الہیٰ عالیٰ ہی میں جب بہاولپور کے حلقہ پی پی۔ 269 میں تشریف لائے تو انھوں نے بھرے جلسہ عام میں اپنے خطاب میں یہ فرمایا اور انھوں نے یہ بات تسلیم کرتے ہوئے کہ پہلے جو کچھ جنوبی پنجاب کے ساتھ ہوا، ہماری ناانصافیوں کا ازالہ کرتے ہوئے انھوں نے احمد پور تحصیل کے لئے تقریباً پچاس کروڑ روپے کے بیجنگ کا اعلان کیا۔ میرے حلقہ پی پی۔ 268 میں تقریباً بیس کروڑ روپے کے ایک بیجنگ کا اعلان فرمایا، جس کے لئے ہم نہایت مشکور ہیں۔ انھوں نے واضح طور پر اپنے الفاظ میں فرمایا کہ پہلے حکومت سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں اور ان علاقوں کو نظر انداز کیا گیا۔ جس کی وجہ سے احساس محرومی بڑھا، اس کو مد نظر رکھتے ہوئے موجودہ بجٹ میں بھی ایک خطیر رقم جنوبی پنجاب کے لئے رکھی گئی ہے جو کہ سراسر اس کے قابل ہے۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر صحت پنجاب کا بھی مشکور ہوں کہ انھوں نے بہاولپور و کٹوریہ ہسپتال کی requirement کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ہماری تجاویز کو مد نظر رکھتے ہوئے child surgical M.R.I. ward کٹنی سنٹر اور ساتھ بستروں کے ایک burn unit کا اعلان فرمایا، جس کے لئے ہم چودھری پرویز الہیٰ وزیر اعلیٰ پنجاب کے ممنون ہیں کہ انھوں نے ان projects

کے لئے فنڈز فراہم کئے اور ساتھ ہی تحصیل ہیڈ کوارٹر احمد پور ایسٹ کی اپ گریڈیشن کے لئے دو کروڑ روپے کا اعلان فرمایا۔ جس کے لئے ہم چودھری پرویز الہی کے شکر گزار ہیں۔ اسی طرح سے debt management strategy حکومت پنجاب کی ایک بہت ہی کامیاب پالیسی ہے جس کے ذریعے ہمارے وزیر اعلیٰ نے اعلان فرمایا کہ جو حکومت پنجاب نے ہینگے قرضے وفاق حکومت سے لئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بندوبست کیا ہے کہ وہ اپنے ہینگے قرضے واپس کریں گے اور low rates پر مزید قرضے حاصل کئے جائیں گے۔ جن کی وجہ سے ہمیں تقریباً دو ارب سالانہ کی بچت ہوگی اور اسی طرح سے آنے والے تین سالوں میں یہ بچت دس ارب کے قریب پہنچ جائے گی۔ یہ رقم انشاء اللہ ہمارے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی جائے گی جو کہ قابل تحسین بات ہے۔ یہ ان کا ایک vision ہے کہ انہوں نے اپنی سوچ اس لحاظ سے مرتب کی اور آنے والے وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے بروقت یہ فیصلہ کیا، اس کے ثمرات آنے والے وقت میں ضرور سامنے آئیں گے۔

جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایک اور اہم کام جو انہوں نے انجام دیا ہے کہ mental and physical disabled children کے لئے انہوں نے فنڈز فراہم کئے ہیں۔ تقریباً دو سو بچوں کے لئے یہ فنڈز فراہم کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ہماری حکومت نے ایک اور قدم اٹھایا ہے کہ جو بچے ہمیں چوکوں پر ٹریفک کے اشاروں پر مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کو ایک بہتر اور اچھا شہری بنانے کے لئے ہماری حکومت نے اقدام کیا ہے۔ ان کے لئے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کئے گئے ہیں جو کہ ہماری حکومت کا اہم قدم ہے۔ ایسے بچے انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں ایک اچھے شہری کی حیثیت سے اپنا روزگار کمانے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس مقصد کے لئے یہ بات جانا نہایت ضروری ہے کہ یہ بچے جو ہمارے ساتھ کسٹمر ہاؤسز ہر ڈویژن میں ہوتے تھے۔ ان کسٹمر ہاؤسز کو ان بچوں کی صلاح و بہبود کے لئے ایک سنٹر کے طور پر convert کیا جائے گا۔ جہاں ایوزیشن کی طرف سے positive response آتا ہے اور وہاں تجاویز آتی ہیں وہاں حکومت اپنا اولین فرض سمجھتی ہے کہ ان تجاویز کو خوش آمدید کیا جائے اور broad mind لیا جاتا ہے۔ یہ ہماری حکومت کی فراموشی ہے کہ ایوزیشن کی طرف سے آنے والی تجاویز جیسا کہ پانچ مرد سکیم پر ٹیکس معاف کیا گیا ہے یہ خوش آمد ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ایوزیشن اپنا positive کردار جس طرح سے اس بحث میں ادا کر رہی ہے، کرتی رہے اور ہم ایوزیشن سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنی positive تجاویز گورنمنٹ کو دے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم broad mind ان کی تجاویز لیں گے۔ میں اپنے ایوزیشن کے لیڈر ان اور ممبرز سے

توقع رکھتا ہوں کہ positive criticism کریں تنقید برائے تنقید نہ کریں۔ جب positive تنقید آنے گی تو ہم انشاء اللہ ایک بہتری کی طرف جائیں گے۔ پانچ مرد مکیم کی طرف نشانہ ہی کی گئی یہ بہت اچھا اور خوش آئند قدم ہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ for

providing me the opportunity. Thank you.

جناب ڈپٹی سیکریٹر، اب جناب چودھری عبداللہ یوسف و زانج صاحب کو دعوت دیتا ہوں اور میں ایوان کی رائے لینا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد ملتی کیا جانے یا نہ کیا جانے؟ جیسے آپ لوگوں کی رائے ہے۔ سارے چر بے تک چلا لیتے ہیں پھر ملتی کر دیتے ہیں۔ ایوان کا وقت پندرہ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکریٹر میں آپ کا اور اس ایوان کا بہت تموڑا وقت لوں گا۔ کچھ باتیں جو میں عرض کرنا چاہتا تھا وہ ڈھکو صاحب نے پہلے ہی کر دی ہیں۔ میں محترم وزیر خزانہ اور محترم وزیر زراعت کی توجہ دو تین سال پہلے گندم کی فصل کی طرف متوجہ کروں گا کہ دو تین سال پہلے گندم کی bumper crop ہوئی تھی جبکہ پاکستان گندم ایکسپورٹ کرنے کے قابل ہو گیا تھا اور مجھے افسوس ہے کہ وہ جو wheat کا bumper crop ہوا تھا اس کے متعلق اور اس tempo کو maintain کرنے کے لئے اس سال کے لئے یا اس wheat پر کوئی ریسرچ نہیں کی گئی۔ اگر اس پر کچھ کیا جاتا کہ وہ اتنا bumper crop کیے ہوا اور وہ tempo maintain کیا جاتا تو ہم آج تک اب بھی import کرنے کی بجائے wheat export کر رہے ہوتے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اس کو probe کیا جانے کہ دو تین سال پہلے جس سال میں bumper crop ہوا تھا وہ کیا وجوہات تھیں؟ اور اس کو کیوں نہیں maintain کیا جا سکا؟ مجھ سے پہلے معزز رکن نے کھلا پر subsidy کا کہا ہے میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ میں اپنے محترم بھائی وزیر خزانہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو

It is an improvement over the last year اور جناب وزیر خزانہ نے دیا ہے اور پچھلے سال کا بھی اچھا بجٹ تھا کہ کیا وجہ ہے کہ بجٹ کی صحیح تکمیل نہیں ہوتی؟ اس کی execution agencies کون ہیں اور کیا وجہ ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے کام حکومت

کے ملازمین کے ذریعے ہی ان کی execution ہوتی ہے۔ میری نظر میں ہمارے جتنے بھی سرکاری ملازم ہیں، جس سٹیج پر بھی ہوں، گریڈ 1 سے گریڈ 22 تک All of them are under paid جو انہوں نے اس دفعہ تھوڑا سا 15 فیصد کا اضافہ رکھا ہے اور پچھلے سال بھی رکھا تھا اس سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ اگر یہ چاہتے ہیں کہ اتنے اچھے بجٹ کو اچھی طرح نافذ کیا جائے تو ہماری حکومت کے کارپرداز ہیں، جو ہماری حکومت کے لوگ ہیں، جو ملازم ہیں ان کی تنخواہیں بڑھانی چاہئیں اور دل لگا کر بڑھانی چاہئیں۔ صرف یہ نہیں کہ اونٹ کے منہ میں زیرا۔ یہ تو زیرا بھی نہیں ہے۔ implement کرنے والے ہماری حکومت کے ملازمین کی دیکھ بھال نہیں کریں گے۔ جب ایک ملازم اپنی تنخواہ سے اپنے گھر کا چوہا نہیں جلا سکتا تو وہ اپنے کام سے کیا اضافہ کرے گا۔ اگر اس کی تنخواہ اتنی ہے کہ اس کو تسلی ہے کہ اس کے گھر میں چوہا جل رہا ہے، اس سے بچوں کا علاج ہو رہا ہے، اس کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اس کو سکيورٹی ہے تو پھر وہ جان مار کر کام کرے گا اور اس سے زیادہ revenue earn کرے گا۔ جو آدمی گھر کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا وہ حکومت کے کام کی کیا دیکھ بھال کرے گا؟ میری جناب وزیر خزانہ اور جناب وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش ہوگی کہ حکومت کے ملازمین کی تنخواہیں 200 فیصد یا کم از کم 100 فیصد ضرور بڑھانی چاہئیں۔ 15 percent is nothing (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، اب میں اکٹھا کرتا ہوں کیونکہ شام ہو گئی ہے اور میری باری بھی چرمت کھنٹے کے بعد آئی ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک بلا پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ایوان کل 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے اور باقی سپیکرز کو کل موقع دیا جائے گا۔

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 23 - جون 2004

سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بیت سال 2004-05 پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

(چودھویں اسمبلی کا سولہواں اجلاس)

بدھ 23 - جون 2004

(یوم الاربعاء 4 جمادی الاول 1425ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 35

منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منظر ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ تقاری سید الرحمن نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفَيْطَنِ الرَّجِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الرَّحْمَنِ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝
 الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يُحْسِبَانِ ۝ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝ وَالسَّمَاءُ
 رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ وَأَقِيمُوا
 الْوِزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝

سورة الرحمن آیات 1-9

اللہ جو نہایت مہربان ۝ اسی نے قرآن کی تعلیم دی ۝ اسی نے انسان کو پیدا کیا ۝ اس کو گویائی سکھائی ۝ سورج اور چاند تک حساب کے (پابند) ہیں ۝ اور سبزیاں اور درخت دونوں (اسی کے) مطیع ہیں ۝ اور آسمان کو اسی نے اونچا کیا ۝ اور اسی نے ترازو وضع کر دی کہ تم توٹے میں گرز نہ کرو ۝ اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو گھماؤ مت ۝ وما علینا الا البلاغ ۝

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر اہوانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی 'سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! میں نے کل بھی ذکر کیا تھا اور اب تسلسل کے ساتھ اخبارات میں یہ خبریں آرہی ہیں کہ ایک بار پھر جمہوری حکومت کے خلاف مقننہ قوتیں سازش کر رہی ہیں اور آج کے اخبارات کے اندر جہاں صاحب نے قاضی حسین احمد صاحب کو اپیل کی ہے کہ ہماری مدد کریں۔ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اور اس حوالے سے میری گزارش ہے کہ اسمبلی کو اس پر غور کرنا چاہیے اور موجودہ نظام کے استحکام کے لئے باقاعدہ ایک قرارداد بھی پاس کرنی چاہیے تاکہ مقننہ حلقوں کو یہ معلوم ہو کہ اس قسم کی سازش کو پاکستان کے عوام برداشت نہیں کریں گے۔ متحدہ مجلس عمل نے تو پہلے ہی اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ اگر کسی غیر آئینی اقدام کے ذریعے سے جمہالی حکومت کو گرانے کی کوشش کی گئی تو متحدہ مجلس عمل ان کا ساتھ دے گی تو میں یہ چاہوں گا کہ اس حوالے سے وزیر قانون ایوزیشن کی مشاورت کے ساتھ ایک متفقہ قرارداد لے کر آئیں۔ میں دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ صوبائی اسمبلی کا اجلاس جاری ہے کم و بیش چالیس وزراء، مشیران اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان یہاں اجلاس میں موجود ہوتے ہیں لیکن صورتحال یہ ہے کہ ہر روز مال روڈ پر ٹریفک کے اشارات بلا تخصیص بند ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک میں بہت بھگدڑ مچی ہوتی ہے۔ یہ صورتحال لہ نگر یہ ہے کہ یہ ٹریفک کے اشارات ہماری حکومت کے قابو نہیں آتے اس کی طرف حکومت کو توجہ کرنی چاہیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر اہوانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی 'وزیر قانون!

جناب احسان الحق احسن نولائیا، اہوانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی 'فرمائیے!

جناب احسان الحق احسن نولائیا، شکر یہ 'جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے اہوانٹ آف آرڈر پر بولنے

کا موقع دیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں پہلے ڈاکٹر وسیم صاحب کی بات کا جواب دے لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی! آپ پہلے جواب دے دیجئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بارہا اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے بھی ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ جو معاملہ اس اسمبلی سے متعلق نہ ہو، جس پر اس وقت بات نہ ہو رہی ہو اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا اور پھر ہماری seriousness کا یہ عالم ہے کہ ایک طرف ہم ملکی معاملات کی بات کر رہے ہیں، اسمبلی کی بات کر رہے ہیں، نیشنل اسمبلی کی بات کر رہے ہیں، جمہوری نظام کی بات کر رہے ہیں اور اسی کے ساتھ ہم ٹریفک کے سگنل کے مسئلے کی بات بھی کر رہے ہیں اور ایک ہی پوائنٹ آف آرڈر پر کر رہے ہیں تو میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ جہاں صاحب نے اپیل کی ہے کہ ہمارے ساتھ تعاون کیا جائے۔ قطعاً کسی نے اپیل نہیں کی۔ بہر حال جس طرح آپ تعاون کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ جس طرح ادھر آپ تعاون کرنا چاہتے ہیں یہاں بھی ہمارے ساتھ تعاون کریں ہم آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔ جمہوری عمل کو مستحکم بنانے کے لئے یہاں تو آپ اپوزیشن میں بیٹھے ہونے ہیں وہاں تعاون کی باتیں کر رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ صرف point score کرنے کے لئے بات نہ کی جائے، بعض قومی معاملات ایسے ہوتے ہیں جہاں پر ہمیں سنجیدگی اختیار کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب احسان الحق احسن نولانیا، جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ کسی بھی معاشرے کے اندر انصاف جب تک عام نہیں ہوتا وہ معاشرہ کبھی بھی ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ مجتہد الوداع جو کہ پوری انسانیت کے لئے ایک policy document ہے میں یہ فرمایا کہ تم سے پہلے والی اقوام اس لئے نیست و نابود ہو گئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور جب کوئی غریب جرم

کرتا تھا تو اس کو بھولے بھولے جرائم میں سزا دی جاتی تھی۔

جناب سپیکر! ضلع ناٹم مظفر گڑھ جس پر کہ کریشن کے non bailable دفعات کے تین مہدات درج ہیں کہ انہوں نے سرکاری پیسے کو لوٹا ہے۔ انہوں نے چار ہزار میں ہونے والا کام تیس تیس ہزار میں کیا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: But this is no point of order.

پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے جی 'That is true. The question is 'آج بجٹ کے اوپر debate ہے۔ As soon as given you a chance you can make a speech at that time.

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مکمل کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت سب نے بولنا ہے۔ This is no point of order.

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! مختصر بات یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو موقع دوں گا۔ آپ بے شک اس وقت بات کریں۔ میں آپ کو تقریر کرنے کا موقع دوں گا۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کیا وہ ضمانت کرائے بغیر ضلع ناٹم کی سیٹ پر بیٹھ سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں نل! اس اسمبلی کا اس سے کیا واسطہ؟ وہ بات بجا ہے۔ This is no

point of order. میں نے روٹنگ دے دی ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولایا، جناب سپیکر! ناقابل ضمانت دفعات کا مقدمہ اگر کسی فرد پر ہو

تو وہ اس سیٹ پر بیٹھ سکتا ہے؟

MR DEPUTY SPEAKER: It is no point of order. That's my ruling. I have given my ruling.

اب ہم تحریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ It has been moved yesterday اور آج کے لئے یہ

ہے۔ اس کا جواب لاہ منسٹر صاحب نے دینا ہے۔ یہ تحریک استحقاق میاں نوید جہانیاں صاحب کی ہے۔

آپ نے کل move کر دی تھی؟

میں نوید جہانیاں، جی جناب سپیکر! میں نے move کر دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، It is pending. آج لاہ منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر مواصلت و تعمیرات، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ابھی میرے پاس اس کا جواب

موصول نہیں ہوا تو اگر آپ مہربانی فرمائیں اور اسے ایک دن کے لئے pending کر دیں۔ پرسوں پر

رکھ لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں خود وہاں پر interest لے کر جواب لے آؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک دن کے لئے اسے مزید pending کر دیتے ہیں۔

میاں نوید جہانیاں، جناب سپیکر! اسے پہلے ہی کافی pending کیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کو جواب موصول نہیں ہوا۔

میاں نوید جہانیاں، جناب سپیکر! پہلے چار دفعہ اس کو pending کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کل آپ جواب دے دیں گے؟

وزیر مواصلت و تعمیرات، پرسوں کار کھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ پرسوں پر رکھ لیتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05 پر عام بحث

MR DEPUTY SPEAKER: Now the debate starts and the first speaker will be Mr. Javid Iqbal.

جناب جاوید اختر، جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے سالانہ بحث پر بات کرنے کا موقع

دیا۔ سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور فنانس منسٹر جناب حسین بہادر

دریشک صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، Before we start میں لاء منسٹر صاحب سے بھی گزارش کروں گا بلکہ

سارے ایوان سے مشورہ ہے کہ آج چونکہ یہ continuous session ہو گا تو اس میں ہم 1-30 at

break کر لیں؟ and then we will start at 4-00

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! آپ continuously چلا لیں کیونکہ کل یہاں پر

جس وقت آپ تشریف فرماتے آپ کی موجودگی میں بھی اور اس سے پہلے سپیکر صاحب کی موجودگی

میں بھی یہ طے ہوا تھا کہ ہم نے اجلاس کو بہت طویل کر لیا ہے تو سارے ممبران کا خیال یہ تھا کہ

یہاں پر تو کوئی مناسب پلانے کا انتظام ہے اور نہ کھانے کا انتظام ہے تو رات کو یہ بات میں چیف

منسٹر صاحب کے نوٹس میں لایا تھا اور آج چیف منسٹر صاحب نے پورے اس ایوان کے لئے سٹینکس کا

بندوبست کیا ہوا ہے اور جب تک یہ اجلاس جاری رہے گا ہمارے کمیٹی روم میں سٹینکس پلانے اور

کافی وغیرہ کا بندوبست ہے۔ اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں break بھی ملتی رہے گی تو

اگر آپ اس کو چار ساڑھے چار بجے تک ویسے جس طرح کل ہم نے چلایا ہے چلا لیں تو مناسب ہو گا

کیونکہ اگر اس میں break کریں گے تو پھر علیہ ممبران کے لئے جا کر پھر واپس آنا ذرا مشکل ہو

جانے گا۔

ایک آواز، کورم کا مسند پیدا ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، کورم کا تو ویسے بھی میرے خیال میں general discussion

میں کسی ممبر نے مسند نہیں اٹھایا اور نہ ہی میرے خیال میں اس قسم کی کوئی بات ہو گی۔ اس کو

چلنے دیں۔ درمیان میں جس طرح نماز کے لئے وقف ہو گا وہ بھی اور ویسے سٹینکس کا بھی بندوبست

ہے اور ممبران کے لئے refreshment بھی ہوتی رہے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو چلنے دیں

تو بہتر ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! سیشن چاہے جتنی لیت بھی چلے سب ممبروں کو آج بولنے کا

موقع ملنا چاہیے۔ ہمیں یہ اعتراض نہیں ہے۔ میری راجا صاحب سے صرف یہ گزارش ہے کہ متعلقہ وزراء

یہاں پر تشریف لے آئیں کیونکہ بات ان کو سنانی ہے۔ اگر انجیل کیڈری سے بھی کسی نے جواب

دینا ہے تو وہ بھی آج تشریف نہیں لائے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، ٹھیک ہے۔ جی فرمائیں!

جناب جاوید اختر، جناب سیکرٹری! میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور وزیر خزانہ حسنین بہادر دریشک صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن اور جسے غریبوں کا بھٹ کھانا چاہیے وہ پیش کیا ہے۔ اس بحث میں ترقیاتی فنڈ میں ریکارڈ اضافہ کیا گیا ہے۔ تعلیم جو کسی بھی معاشرے کا اہم ستون ہے اس کے لئے کئی مقدار میں فنڈز رکھے گئے ہیں لیکن میں اس کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہوں گا کہ فنڈز صحیح طریقے سے خرچ نہیں ہو رہے۔ جو تجاویز ہم نے انہیں دی تھیں انہیں نظر انداز کر کے اپنی طرف سے ڈیپارٹمنٹ نے کچھ تجاویز دی ہیں ان پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے اور تعلیم میں صرف فنڈز دینے سے بہتری نہیں آنے گی بلکہ تعلیم کے معاملے میں زیادہ سختی سے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے ڈھانچہ میں بحث میں پیسہ رکھنے سے زیادہ اس میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔ ویسے تو وزیر تعلیم کی کئی اہمگی performance ہے لیکن میں ان سے آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کے ساتھ جو وہ بے ضابطگیوں کر رہے ہیں ذرا آہنی ہاتھ سے نمٹیں۔ تعلیم کا قہد ایسے درست نہیں ہو گا اس کے لئے منسٹر صاحب کو کوئی خاص توجہ دینی ہو گی۔

جناب والا! اس حکومت نے پانچ مرے کے مکانات پر ٹیکس میں بھٹ دے کر بہت بڑا اقدام کیا ہے۔ جائیداد کی خرید و فروخت پر ڈیوٹی پار فیصد سے کم کر کے دو فیصد کی گئی ہے۔ اس سے غریبوں کو بہت فائدہ ہو گا کیونکہ مڈل کلاس یا لوئر مڈل کلاس کے لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ تنخواہوں میں پندرہ فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اضافہ منگانی کے حساب سے کرنا چاہیے۔ ہر سال جتنا بھی منگانی میں اضافہ ہو اس تناسب سے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کرنا چاہیے۔

جناب والا! زراعت ہمارے ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ جہاں بھی جس ملک نے بھی ترقی کی ہے وہاں پر سب سے پہلے زراعت نے ترقی کی ہے۔ ہمیں یہ سن کر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اس کے باوجود ہمیں چیزیں

بہر سے import کرنی پڑتی ہیں۔ امریکہ یا انگلینڈ میں چھ فیصد آبادی زراعت میں involve ہے اور اس کے باوجود وہاں پر ہر چیز وافر مقدار میں ہوتی ہے اور وہ دوسرے ممالک کو export کرتے ہیں۔ ہماری زیادہ تر آبادی زراعت کے پیشے سے منسلک ہے اس کے باوجود ہمیں چیزیں بیرون ممالک سے منگوانی پڑتی ہیں۔ یہاں پر مزید اچھے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ موجودہ حکومت کی زراعت کے حوالے سے پالیسی بہت اچھی ہے لیکن اس شعبے کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں inputs کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں۔ میرے ایک فاضل دوست نے گل کہا تھا کہ انڈیا سے موازنہ کر لیں۔ وہاں پر D.A.P کھاد کی قیمت 400 اور کچھ روپے بے جبکہ یہاں پر 900/- روپے فی بوری کی قیمت ہے۔ یعنی آدمی قیمت کا فرق ہے۔ ہمارے ہاں کپاس کے نرخوں میں fluctuations ہوتی ہیں۔ کبھی وہ 900/- روپے من ہوتی ہے اور کبھی 1500/- روپے من میں فروخت ہوتی ہے تو کوئی ایسی پالیسی مرتب کی جائے جس سے قیمتوں میں stability ہو۔ زراعت ہماری معیشت کا ایک بہت اہم حصہ ہے۔

جناب سپیکر! میں محکمہ آبپاشی کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا۔ وزیر آبپاشی بھی اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔ ہمارے علاقے میں چشمہ راتن بنک کینال آتی ہے۔ ڈی۔جی۔خان تحصیل میں صرف دو distributories canals ہیں۔ وہاں موجود فصل کے لئے اسی تک پانی نہیں پہنچا جبکہ یہ لوگ آبیانہ متواتر وصول کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جتنی وہاں پر نہریں ہیں ان کا پانی tail تک نہیں پہنچ پاتا۔ ان کی حالت بہت خستہ ہے، ان پر بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس موجودہ بجٹ میں ذیرہ غازی خان کے لئے کوئی خاطر خواہ فنڈز نہیں رکھے گئے۔ یہ اعلان بڑا خوش آئند ہے کہ دس لاکھ بے روز کار نوجوانوں کو روز کار میا کیا جانے کا اگر اس پر عملدرآمد ہو جاتا ہے تو یہ بہت اچھی خبر ہے۔ ویسے چودھری پرویز الہی صاحب جیسا کہتے ہیں ویسا ہی کرتے بھی ہیں اور انشاء اللہ 10 لاکھ بے روز کار لوگوں کو روز کار ملے گا۔ 10 لاکھ نوکریاں دینے کے باوجود بے روز کاری ختم نہیں ہو سکے گی۔ میری یہ تجویز ہے کہ ایسے نوجوان جنہوں نے میٹرک یا ایم۔اے تک تعلیم حاصل کی ہوئی ہے اور وہ بے روز کاری کا شکار ہیں انہیں حکومت کی طرف سے ایک بے روز کاری الاؤنس دیا جائے۔ جیسا کہ دیگر ممالک میں ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کے فنڈز میں

سے بے روزگاری کی ایک مدد قائم کی جائے جس سے بے روزگار نوجوانوں کو بے روزگاری الاؤنس دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری: وزیر خزانہ صاحب! ذرا اس point کو نوٹ کر لیں۔ سردار جاوید اختر صاحب! آپ بے روزگاروں کے حوالے سے اپنی تجویز کو ذرا دہرا دیں۔

جناب جاوید اختر، جناب سیکریٹری! موجودہ بجٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ 10 لاکھ بے روزگار لوگوں کو روزگار مہیا کیا جائے گا۔ یہ بہت اچھا قدم ہے، امید ہے کہ عملدرآمد بھی ہو جائے گا لیکن اس سے بے روزگاری ختم نہیں ہو سکے گی۔ میں یہ چاہتا ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ میٹرک تا ایم۔ اے پاس بے روزگار نوجوانوں کو بے روزگاری الاؤنس دیا جائے جیسا کہ ترقی یافتہ ممالک میں دیا جاتا ہے۔

جناب سیکریٹری! میں آخر میں اپنے ضلع ڈی۔ جی۔ خان اور خاص طور پر اپنے ضلع کے حوالے سے بات کروں گا کہ یہ بجٹ بڑا متوازن ہے لیکن ڈی۔ جی۔ خان اور بالخصوص میرے ضلع میں بارہا گزارشات کے باوجود کوئی بھی ترقیاتی سکیم نہیں دی گئی ہے۔ میرا ضلع پنجاب کے backward ترین ضلعوں میں سے ایک ہے۔ وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔ وائس سپلانٹ سیکریٹری کے حوالے سے میری ان سے بات ہوئی تھی اور انھوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا۔ میرے ضلع میں تقریباً 9 وائس سپلانٹ سیکریٹری ہیں جو کہ اس وقت بند پڑی ہوئی ہیں۔ میں نے وزیر صاحب سے اس بات درخواست کی، انھوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا اور امید ہے کہ وہ اپنے وعدے کا پاس بھی کریں گے۔

اس کے علاوہ ایک سڑک ٹلانڈ ٹاؤن تا حسین آباد اور پل کے حوالے سے بات کروں گا۔ اس سڑک اور پل کی تعمیر میں بہت زیادہ کرپشن ہوئی ہے۔ میں نے اس بات ایک تحریک بھی پیش کی تھی جس پر وزیر صاحب نے انکوائری کرنے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن آج تک کوئی انکوائری رپورٹ آئی ہے اور نہ ہی کوئی کارروائی کی گئی ہے۔ وہاں پر کروڑوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بات مکمل تحقیقات کی جائیں اور جو لوگ ذمہ دار ہیں انھیں سزا ملے۔ یہاں تقریباً 25 ہزار کی آبادی ہے اور جب بھی پانی آتا ہے تو لوگ چار چار فٹ پانی میں سے گزر کر پیدل جاتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے چودھری مہیر، وزیر مواصلات و تعمیرات سے گزارش کروں گا کہ وہ

اس جانب مخصوص توجہ دیں۔ میں بھی ان کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ اس حوالے سے مکمل تحقیقات کرانی جانی چاہئیں اور اس پل اور سڑک کی تعمیر کا حکم صادر فرمایا جائے۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے مجھے بت کرنے کے لئے وقت عنایت فرمایا ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ اب چودھری زاہد پرویز صاحب!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

MINISTER FOR PUBLIC HEALTH ENGINEERING: Before the closing of this year we have to manage to get about 20 crore rupees for the rehabilitation of some of the schemes.

توانشاء اللہ یکم جولائی تک 20 کروڑ روپے release ہو جائیں گے ان سکیم کے لئے کہ جن میں تھوڑے تھوڑے کام رہتے ہیں۔ باقی ہمارا منصوبہ ہے کہ after first of July we shall have

some budget انشاء اللہ تعالیٰ personally I am sure کہ تقریباً 409 کے قریب بند پڑی ہوئی سکیموں کو ہم rehabilitate کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر اپوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ عام بحث کے دوران وزراء صاحبان اسی وقت اٹھ کر جواب دینا کیوں شروع کر دیتے ہیں؟ کیا یہ وقفہ سوالات ہے کہ اسی وقت اٹھ کر جواب دینا شروع کر دیتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ صرف ایک ذاتی وضاحت کر رہے تھے۔

جناب جاوید اختر، جناب سپیکر! یہ 9 واٹر سپلائی سکیمز user کمیٹیوں کے پاس ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ user کمیٹیوں سے لے کر T.M.A یا محکمہ پبلک ہیلتھ کو دی جائیں۔ اس سے ایک لاکھ 25 ہزار کی آبادی متاثر ہو رہی ہے۔ لہذا انہیں سرکاری تحویل میں لے کر چالو کیا جائے۔

جناب ذہنی سیکر: اگلے مقرر مسز زاہد پرویز ہیں۔ جی، چودھری زاہد پرویز!

چودھری زاہد پرویز: جناب سیکر میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ سیشن میں اظہار خیال کرنے کا موقع فراہم کیا۔ مجھ سے پہلے اس معزز ایوان کے اراکین نے بجٹ پر بہت سیاری گفتگو کی ہے۔ بجٹ پر تنقید بھی ہوتی ہے اور تعریف بھی ہوتی ہے۔ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں بہت سے شعبوں، زراعت، صنعت، معدنیات، سروسز، تعلیم، صحت اور امن عامہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ میں بھی انہی شعبہ جات کے حوالے سے اظہار خیال کروں گا۔

جناب سیکر! ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ ہمارے ملک کے چار صوبے ہیں اور ان میں سے

صوبہ پنجاب سب سے زیادہ زرعی حیثیت رکھتا ہے بلکہ میں کہوں گا کہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے یہ بات افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہی ہے کہ پاکستان بنے 57 سال ہو چکے ہیں لیکن آج تک ہمارا ملک زراعت اور خوراک میں خود کفیل نہیں ہو سکا۔ ہم گندم یا باقی اجناس باہر سے منگواتے ہیں۔

ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی اجناس باہر export کریں جبکہ ہمیں تو import کرنی پڑ رہی ہیں۔ اس کی وجوہات ہیں، ایسا کیوں ہے؟ تو مجھ سے پہلے بات کرنے والے کئی مقررین نے گل بھی یہ بات کی تھی کہ ہماری فی ایکڑ پیداوار بہت کم ہے۔ ہمارے صوبہ پنجاب کی بہت زیادہ زمین ابھی قابل کاشت ہونے والی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کاشتکار یا کسان نے زراعت کے لئے جو چیزیں استعمال کرنی ہوتی ہیں وہ اسے بہت ہلکے داموں ملتی ہیں۔ خواہ وہ

زرعی آلات ہوں، ٹریکٹرز یا زراعت سے متعلق دوسری چیزیں، بیج اور کھادیں کسان کو بہت زیادہ ہلکی مل رہی ہیں۔ یہاں حکومت نے اعلان کیا ہے کہ D.A.P. کھاد کی بوری کی قیمت ایک سو روپے کم کر دی گئی ہے جبکہ زمینی حقائق اس کے برعکس ہیں۔ صرف 25/- روپے کھاد کی قیمت کم ہوتی ہے۔ پہلے ایک ہزار روپے میں ملتی تھی اب 975/- روپے میں مل رہی ہے۔ تو یہ بھی ایک مذاق کی

طرح ہی ہے۔ زراعت میں جو پانی استعمال ہوتا ہے، میرا تعلق گوجرانوادر ضلع سے ہے۔ اب مونجی، چاول کی فصل کاشت کرنے کا وقت ہے لیکن آپ یقین جاسیے کہ جس ایکڑ میں پہلے 8/8 دھہ بل چلا کر اسے تیار کرتے تھے لیکن اب کاشتکار اس قابل بھی نہیں رہا کہ وہ پانچ دھہ بل چلا کر چاول کی فصل لگانے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذیل منگابے، آلات منگے ہیں۔ جب تک ہم اپنی زمین ابھی طرح

تیار کر کے فصل نہیں بیچیں گے تو اس کی فی ایکڑ پیداوار پوری نہیں لے سکیں گے۔ انڈیا میں کسان کو بجلی مفت ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں اگر بجلی مفت نہیں ملتی تو کم از کم کسان کو کم قیمت پر ملنی چاہیے تاکہ وہ اہمگی طرح اپنی زمین تیار کر کے فصل بیج سکے اور پوری پیداوار لے سکے۔ ہماری فی ایکڑ پیداوار 30/35 من ہے جبکہ انڈیا کی 50 من سے بھی اوپر ہے اور اب ہمارے لئے یہ بات باعث شرم ہے کہ ہم انڈیا سے گندم لے رہے ہیں۔ میں اس کی بہتری کے لئے یہ عرض کروں گا کہ ان چیزوں کی قیمتیں کم رکھی جائیں۔

جناب والا! اب میں اپنے ملک کی صنعت کی طرف آتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک بڑا عندیہ دیا ہے کہ ہم فیصل آباد میں ایک بہت بڑی صنعتی سٹیٹ بنا رہے ہیں۔ جہاں یہ بڑی بڑی صنعتی سٹیٹ بنا رہے ہیں وہاں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کی کئی ایسی صنعتیں ہیں جو بند پڑی ہیں یا بند ہو رہی ہیں۔ جیسے گوجرانوالہ میں سلک کی ایک بہت بڑی انڈسٹری ہے لیکن آج کل وہ انڈسٹری تقریباً بند ہونے کو ہے۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ House is not in order. اگر کسی ممبر یا وزیر نے بات کرنی ہے تو وہ لابی میں چلے جائیں۔ Honourable member is giving very good suggestions.

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے جھگلت، معزز ممبر کی تقریر کی سمجھ نہیں آ رہی۔

رانا آفتاب احمد خان، آپ خاموش ہوں گے تو سمجھ آنے گی۔ There should be a pin drop silence. ان کی بات سمجھ آ جائے گی۔

چودھری زاہد پرویز، جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ نئی صنعتیں لگانے کی بات کی جا رہی ہے لیکن بے شمار صنعتیں بند ہو رہی ہیں۔ گوجرانوالہ ایک بہت بڑا صنعتی شہر ہے وہاں سلک کی بڑی بڑی صنعتیں بند ہو چکی ہیں اور اس کے ہنرمند مزدور بالکل فارغ ہو گئے ہیں۔ جو اب مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ

صنعتوں کا کام بھوز کر کہیں ریڑھیں لگائیں یا چاند کاڑیاں چلائیں۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ بجلی بہت مہنگی ہے۔ چائے میں صنعت کے لئے بالکل مفت بجلی مل رہی ہے لیکن ہمارا صنعت کار بجلی اور سوئی گیس کے بل دے دے کہ اس قابل نہیں رہا کہ وہ مارکیٹ میں اپنی بجائی ہوئی چیزوں کا دوسرے ملکوں سے competition کر سکے۔ یہاں W.T.O کا ذکر ہو رہا ہے اگر وہ اگلے سال نافذ ہو گیا اور دوسرے ملکوں کی چیزیں کھلے عام پاکستان میں آنا شروع ہو گئیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہماری صنعت ان کا مقابلہ کر سکے گی۔ جہاں ہم بات کر رہے ہیں کہ ہم لوگوں کو روز کار دیں گے لیکن جو لوگ already روز کار پر لگے ہوئے ہیں اگر وہی بیکار ہو گئے تو پھر دوسرے لوگوں کو روز کار دینے کا کیا فائدہ؟ آپ نے کہا کہ دس لاکھ لوگوں کو روز کار دیں گے لیکن اگر 20 لاکھ صنعتی کارکن فارغ ہو گئے تو حکومت ان کا کیا کرے گی؟ آج کل کے منگنی اور lawlessness کے دور میں وہ طریب کیسے زندگی گزاریں گے؟ میں آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے بھی استدعا کروں گا کہ کم از کم بجلی سستی کریں تاکہ پاکستان میں صنعتوں کو فروغ حاصل ہو۔ سرکاری شعبوں میں اتنے لوگ ملازم نہیں ہو سکتے جتنا کہ صنعت میں کھپ سکتے ہیں۔ ایک کارخانے میں 100/100 آدمی کام کرتے ہیں وہ 100 غائبانہ کو پالتے ہیں لیکن گورنمنٹ کے پاس اتنے وسائل نہیں آسکتے کہ وہ تمام لوگوں کو روز کار فراہم کرے۔

جناب والا! اب میں سروسز کے متعلق آتا ہوں۔ آپ نے بجٹ میں فرمایا ہے کہ سرکاری ملازموں کی 15 فیصد تنخواہیں بڑھادی گئی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف 15 فیصد تنخواہیں بڑھانا کافی نہیں ہیں۔ کئی لوگوں کی -2000 روپے بڑھی ہے اور بعض افسران کی -3000 روپے تنخواہ بڑھ گئی ہے۔ ان لوگوں کی بھی اتنی ہی ضرورتیں ہیں جن کی تنخواہ -2000 روپے بڑھی ہے اور ان لوگوں کی بھی اتنی ہی ضرورتیں ہیں جن کی تنخواہ -3000 روپے بڑھی ہے۔ میری استدعا ہے کہ اگر آپ اس میں منگنی الاؤنس بڑھائیں اور ہر بندے کو -1000 یا -1500 روپے منگنی الاؤنس دیں تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب والا! اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ میں نے بجٹ تقریر غور سے پڑھی ہے۔ اس میں تعلیم کے فروغ کے لئے 65۔ ارب سے زیادہ رکھے گئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پہلے ہی پاکستان

کے جو لاکھوں بچے جنھوں نے ایف۔ اے۔ پی۔ اے اور پوسٹ گریجوایشن کی ہے وہ بے چارے فارغ پھر رہے ہیں۔ ان کی ڈگریاں ایسی ہیں کہ انھیں رڈی کی نوکری میں ڈال دیا جائے تو میری استدعا ہے کہ حکومت ان کی اہلیت کے مطابق انھیں روزگار فراہم کرے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے بے شمار پڑھے لکھے ایسے نوجوان ہیں جن کو پاکستان میں روزگار نہیں ملتا اور وہ باہر کے ملکوں میں جانے کے لئے در بدر کے دھکے کھا رہے ہیں اور انھوں نے جو صلاحیتیں حاصل کی ہوتی ہیں وہ اپنے ملک کے لئے بروئے کار نہیں لاسکتے۔ اگر ان کو روزگار ملے گا تو یہ لوگ باہر نہیں جائیں گے۔ ڈاکٹر باہر نہیں جائیں گے، انجینئرز باہر نہیں جائیں گے، پڑھا لکھا طبقہ باہر نہیں جائے گا جو ہنرمند طبقہ ہے وہ باہر نہیں جائے گا اس سے اپنے ملک کی ترقی ہو گی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے پڑھا لکھا پنجاب کا خواب دیکھا ہے میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ واقعی پڑھا لکھا ہونا چاہیے۔ جبکہ تعلیم کا تو ہمارے مذہب میں بھی بڑا ذکر ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ تعلیم حاصل کرو خواہ تمہیں مہین بنانا پڑے۔ یہ بڑی اچھی نوید سنائی گئی کہ بچوں کو کچی سے لے کر پرائمری تک مفت کتابیں نہیں ملی لیکن آپ یقین جانے کہ میں نے اپنے حلقے کے 5/6 سکول visit کئے ہیں وہاں پرائمری تک کے بچوں کو مفت کتابیں نہیں دی گئیں اور اکثر کو نہیں ملیں۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ 25 فیصد بچوں کو مفت کتابیں نہیں ملیں۔ اگر وزیر تعلیم صاحب یہاں بیٹھے ہیں تو چنا کر لیں جو نکدے یہ ground realities ہیں اور بازار میں بھی کتابیں نہیں مل رہیں۔ اس سے بچوں کے تعلیمی سال کے کم از کم پانچ مہینوں کا حرج ہو رہا ہے۔ یہ ساری غالی باتیں ہیں عملی طور پر کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ وزیر تعلیم مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ کئی ایسے سکول ہیں جن کی پیمائش نہیں، چار دیواری نہیں، جن میں اور کئی کام ہونے والے ہیں۔ تعلیم کے لئے جو اتنا پیسہ رکھا گیا ہے اگر یہ تعلیم پر لگ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر واقعی بہتری آ سکتی ہے۔ پچھلے سال بھی یہ سما گیا تھا لیکن نہ تو تعلیم اتنی عام ہوتی ہے نہ لوگوں کو اتنا روزگار ملا اور نہ ہی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ حل ہوا ہے۔ ہم تو اس بجٹ کو تب ہی اچھا کہیں گے جب سال کے آخر میں یہ بات دیکھیں گے کہ واقعی یہاں پر لاء اینڈ آرڈر بہتر ہوا ہے، یہاں پر تعلیم کی پوزیشن بہتر ہوتی ہے۔ یہاں پر لوگوں کو روزگار بھی ملا ہے اور یہاں پر لوگوں کو سکون بھی ملا ہے وگرنہ جس طرح پہلے 50 سال سے بجٹ پیش ہوتے

رہے ہیں اسی طرح یہ بھی کھاؤں میں دفن ہو کر رہ جانے گا۔

جناب والا! صحت کی مد میں بھی بہت زیادہ پیسے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے دنوں جناب گورنر صاحب گوجرانوالہ کے الرائیں ہسپتال کے ایک بلاک کا افتتاح کرنے گئے تو وہاں گورنر صاحب نے ایک آدمی سے سوال کیا کہ آپ سرکاری ہسپتالوں سے علاج کیوں نہیں کرواتے، تو اس نے کہا کہ جناب سرکاری ہسپتال میں تو ڈاکٹر ملتے ہی نہیں اگر ملتے ہیں تو سیدھے منہ بت نہیں کرتے اور نہ ہی وہاں فری ادویات ملتی ہیں۔ یہ سرکاری ہسپتالوں کی پوزیشن ہے۔ گوجرانوالہ میں ایک ہی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے وہاں بھی صحیح طرح سے مریضوں کا علاج نہیں ہوتا جب بھی کوئی serious مریض ہوتا ہے تو وہ فوراً اسے لاہور refer کر دیتے ہیں بے شک وہ راستے میں ہی مر جاتے۔ یہاں میرے بڑے بھائی جو دھری اقبال صاحب بیٹھے ہیں۔ میں ان سے بھی یہ عرض کروں گا کہ ان کو اپنے شہر کے لئے اپنے ضلع کے لئے ترقیاتی کاموں میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ یہ صرف اپنے ضلع کے وزیر نہیں ہیں بلکہ پورے گوجرانوالہ کے وزیر ہیں انھیں چاہیے کہ جا کر اپنے شہر میں کھلی کچھری لگائیں لوگوں کے مسائل سنیں اور ان کو حل کرانے کی کوشش کریں۔

جناب والا! پہلے دور میں جو وزیر تھے چاہے وہ ذوالفقار علی بھٹو کے زمانے میں تھے وہ لوگوں کے درمیان جاتے تھے، ان کے دکھ درد سنتے تھے اور پھر ان کے مسائل حل کراتے تھے۔ میں آج کے دور میں دکھ رہا ہوں کہ ہمارے اتنے وزیر ہیں لیکن ہم نے کبھی دیکھا ہے، سنا ہے اور نہ ہی اخبار میں پڑھا ہے کہ ہمارے معزز وزیر کسی heinous crime کے موقع پر گئے ہوں یا انھوں نے جا کر اپنے اضلاع میں کھلی کچھریاں لگانی ہوں یا لوگوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی ہو۔ میں کم از کم اپنے بھائی راجہ بشارت صاحب سے یہ توقع ضرور کروں گا کہ جب پنجاب میں کہیں بھی کوئی heinous crime ہوتا ہے، کہیں دہشت گردی ہوتی ہے، کہیں ریپ کا کیس ہوتا ہے یا بڑے بڑے murder ہوتے ہیں تو یہ موقع پر ضرور جائیں اور ان کے جانے سے لوگوں کو انصاف مل جانے گا۔ وہاں کی پولیس موقع پر آجانے گی اور وہ مجرموں کے خلاف صحیح پرچہ درج کریں گے اور انھیں گرفتار کرنے کی کوشش کریں گے لیکن اگر یہ یہاں اپنے ڈرائنگ روم اور اپنے ٹھنڈے دکاتر میں بیٹھے رہے تو پھر لوگوں کا کوئی پرسلن حال نہیں ہو گا۔ چونکہ گورنمنٹ کہہ رہی ہے کہ ہم

غربوں کے لئے بحث لائے ہیں اس لئے میں اپنے بھائیوں کو یہ مشورہ دے رہا ہوں اور یہ بات ان کے فائدے میں بھی رہے گی۔ لاہ اینڈ آرڈر پر 20۔ ارب روپے سے زیادہ رکھے گئے ہیں لیکن آپ روز اخبارات میں پڑھتے ہیں اور آپ کو روزانہ قتل، ذکیتوں اور گینگ ریپ جیسی خبریں پڑھنے کو ملتی ہیں۔ میں نے آج بھی اخبار میں پڑھا ہے کہ ایک ایم۔ پی۔ اے کی بہن کے گھر ذکیتی ہوئی ہے اور ذاکو لاکھوں روپے لوٹ کر لے گئے۔ کبھی تو چوریاں ہوتی تھیں اور ایک محل مشہور تھی کہ ”گلہ بیا تے چور چلیا“ لیکن اب تو سینہ زوری سے ذکیتی کر کے لے جاتے ہیں اگر میں یہ کہوں کہ جنرل ضیا الحق کے دور میں اس ملک اور صوبہ پنجاب میں بیرون اور کلاخکوف آئی۔ اب عام لوگوں کے پاس اتنا آٹو مینک اسلحہ آ گیا ہے کہ لوگ انکار کی جرأت ہی نہیں کرتے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ نکال کر دے دیتے ہیں۔ یہ امن عام سے متعلقہ بات ہے کہ جن لوگوں کے پاس لائسنس اسلحہ بھی ہو ان کو تو پولیس پکڑ لیتی ہے لیکن جن کے پاس ناجائز کلاخکوفیں ہیں جی۔ تھری ہے اور جو بڑا بڑا اسلحہ ہے ان پر پولیس والا کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا۔ آپ نے کھنٹی بجا دی ہے میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ ہم تو ان لوگوں میں سے ہیں اور یہ سولہواں اجلاس ہے اور تقریباً پونے دو سال ہو گئے ہیں لیکن ہم کو کبھی اتنا وقت نہیں دیا گیا جتنا دوسرے ساتھی لے لیتے ہیں۔ ہمیں بھی ٹائم دیں ہم بھی پانچ منٹ اپنے دل کی باتیں آپ سے اور ایوان سے یہاں پر کر لیں۔

جناب ذہنی سپیکر، میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو کافی وقت دیا ہے۔

چودھری زاہد پرویز، مہربانی۔ جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ۔۔۔

جناب محمد لطیف پنوار راجپوت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، فرمائیں!

جناب محمد لطیف پنوار راجپوت، جناب والا! کل بھی کافی ممبران اس بات کی شکایت کرتے رہے ہیں کہ بعض ممبران تو دو دو گھنٹے تک بات کرتے رستے ہیں اور باقی لوگ اسی انتظار میں مغرب تک بیٹھے رستے ہیں اور ان کو ٹائم نہیں ملتا۔ دوسری میری یہ گزارش ہے کہ معزز رکن ایک ہی پوائنٹ پر اتنی لمبی بحث کر رہے ہیں اگر تو کوئی reasonable point ہو اس پر تو بات کرنی

چاہتے ہیں لیکن کسی ایک point پر لمبی کہانیاں سنا دینا اور اس کی تعریف کرنا اس سے وقت ضائع ہوتا ہے۔

جناب ذمہٹی سپیکر، درست ہے۔ تعریف رکھیں۔ آپ نے تجویز دے دی ہے وہ اب wind up کر رہے ہیں۔

جناب محمد لطیف ہنوار راجپوت، جناب والا! House کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب ذمہٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ تعریف رکھیں۔

چودھری زاہد پرویز، جناب سپیکر! میں یہاں سپورٹس کے متعلق عرض کروں گا کہ میں نے بھٹ تقریر سنی بھی ہے اور پڑھی بھی ہے لیکن سپورٹس کے لئے اس بھٹ میں کوئی بیسٹ نہیں رکھا گیا۔ میں بھی اپنے وقت میں player رہا ہوں۔ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں اور چودھری شجاعت پاکستان کبڈی فیڈریشن کے صدر ہیں۔ یہ صوبہ پنجاب ہی ہے جس نے دنیا میں players میں نام پیدا کیا ہے، کشتیوں میں کیا ہے، کبڈی میں کیا ہے، وین لفٹنگ میں کیا ہے، باڈی بلڈنگ میں کیا ہے اور اٹھلینکس میں کیا ہے لیکن صوبہ پنجاب ایک ایسا صوبہ ہے کہ یہاں سپورٹس کی ویٹیفیکیشن کے لئے کوئی بیسٹ نہیں رکھا گیا۔ اس کے وزیر نسیم اللہ شاہانی صاحب ہیں بڑا سنتے رہے ہیں کہ وہ بے چارے اغوار ہو گئے تھے لیکن وہ اپنے شے کو بھول ہی گئے ہیں۔ player کی بھی کوئی خدمت کر دی جانے تاکہ وہ بھی اپنے ملک کا نام روشن کر سکیں۔ ہاکی کے میدان میں بھی پنجاب سے ہی زیادہ player پیدا ہوتے ہیں جو دنیا میں مقام حاصل کرتے ہیں اور گولڈ میڈل لے کر آتے ہیں۔

دوسری کرکٹ ہے جو دوسرے صوبوں اور پنجاب کی بھی گیم ہے لیکن پنجاب نے ہاکی اور دوسری گیموں میں بھی نام پیدا کیا ہے وہ پنجاب کے سپورٹس ہی تھے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کی ویٹیفیکیشن کے لئے فنڈز ضرور رکھے جانے چاہئیں۔ میں اب اپنی تقریر کو wind up کرنے کی طرف آ رہا ہوں۔ گورنمنٹ کا یہ اقدام پانچ مرلے کے مکانات پر پراپرٹی ٹیکس معاف کیا ہے میں اس سلسلے میں گورنمنٹ کی تعریف کرتا ہوں۔ ہم سب نے بھی اس کے متعلق تجاویز دی تھیں اگر کوئی حکومتی شیڈ والا اپنے نمبر بنانے یا کوئی دوسرا بنانے تو یہ سارے ایوان

کے دل کی آواز تھی کہ غریب لوگوں کی مدد کی جانے اور پراپرٹی ٹیکس معاف کیا جائے۔ لیکن اس میں جو categories بنادی گئی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ تمام categories ختم کر دی جانی چاہئیں کیونکہ اگر یہ categories رہیں تو راشی آئیسر لوگوں کو بلیک میل کریں گے کہ آپ کا مکان "اے"، "بی"، "سی" یا "سی" کیٹیگری میں آتا ہے۔ جو ان کو پیسے دے دے گا ان کو وہ "بی" کیٹیگری میں کر دیں گے اور جو پیسے نہیں دے گا اس کو وہ ٹیکس لگا دیں گے۔ کیونکہ وزیر ایکسائز یہاں پر موجود ہیں اور راجر بشارت صاحب بھی بیٹھے ہیں wind up تو انہوں نے کرنا ہے اس لئے میری یہ بات نوٹ کر لیں اگر انہوں نے ٹیکس معاف کرنا ہے تو تمام categories کا معاف کریں۔ آدھا تیر آدھا بیئر نہ کریں سارا ہی معاف کریں۔ یہ گورنمنٹ کا اچھا اقدام ہے۔ اس کے علاوہ جائیداد کی منتقلی پر بھی دو فیصد ٹیکس کر دی ہے اس سے بھی لوگوں کو relief ملے گا۔ جو اچھے اقدامات ہیں ہم اس کی تعریف کریں گے۔

جناب سپیکر! لیکن آخر میں میں یہ بات بھی کہتا چلوں کہ میں اس بحث کے بارے میں ابھی یہ رائے دینے سے قاصر ہوں کہ یہ اچھا ہے یا برا۔ جو پچھلا سال گزرا ہے اس کی تو میں تعریف نہیں کر سکتا کیونکہ پچھلے سال میں منگانی بھی بڑھی ہے، بے روزگاری بھی بڑھی ہے اور lawlessness بھی بڑھی ہے اگر تو اس بحث سے سال کے آخر میں منگانی کم ہو جائے، لوگوں کو relief مل جائے، بے روزگاری کم ہو یا امن عامہ کا مسئلہ صحیح ہو پھر تو ٹھیک ہو گا ورنہ پھر الفاظ کی ہیرا پھیری ہے۔ شکریہ

جناب ذہنی سپیکر، شکریہ۔ اب میں مسز شہناز سلیم کو دعوت خطاب دوں گا۔

محترمہ شہناز سلیم، شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آج کل بجٹ بابت سال 2004-05 زیر بحث ہے۔ budget documents ملک اور عوام کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ پورے سال کی مشکلات کے بعد عوام اس اہم document کو امید بھری نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ بجٹ ہر طبقے کے لوگوں کے لئے اہم ہے چاہے عورت ہو، مرد ہو یا امیر ہو، غریب ہو، چڑا سی یا افسر۔ تقریباً تمام بجٹ پر بات ہو چکی ہے۔ میں جناب کی وساطت سے حکومت سے اور وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا ضلع ذیرہ غازی خان پنجاب کا حصہ نہیں ہے یا پنجاب کا شہر نہیں ہے؟

کیونکہ وہاں کے لئے کوئی funds allocate نہیں کئے گئے۔ تعلیم کے لئے اہلیتہ کے لئے اور نہ ہی infrastructure کے لئے جبکہ کسی ضلع کی تعلیمی، زرعی اور تجارتی ترقی کے لئے ذرائع آمدورفت بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ڈی۔ جی۔ خان کے بہت سے پہاڑی علاقوں میں روڈ کوہیاں چلتی ہیں۔ ان روڈ کوہیوں کا پانی ضائع ہوتا ہے۔ اس پانی کو کارآمد بنانے کے لئے منصوبہ بندی کی جاسکتی ہے۔ اس پانی کو محفوظ کر کے اس پانی سے کئی ایکڑ بخر زمین آباد کی جاسکتی ہے۔ فورٹ منرو جنوبی پنجاب کا مری کہلاتا ہے۔ یہ جنوبی پنجاب کے غریب عوام کے لئے منی مری ہے اور یہ غریب عوام کی بہترین تفریح گاہ ہے لیکن اس خوبصورت مقام کی ترقی کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے جبکہ اس کے لئے کئی دفعہ ایوان میں بات ہو چکی ہے۔ گرمیوں میں فورٹ منرو میں پانی کی انتہائی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ 1400/- روپے کا ایک ٹینک پانی کا مٹا ہے جو کہ مقامی لوگوں کی ضروریات کے لئے بہت کم ہوتا ہے۔ تعلیم کے حوالے سے میں ذیرہ غازی خان کے متعلق بات کروں گی۔ ذیرہ غازی خان کی عوام کب سے انتظار میں ہے کہ بوائز کالج میں موجود چند مضامین کی ایم۔ اے کلاسز والی یونیورسٹی بلاک کو کب باقاعدہ یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے گا؟ شہر کے وسط میں بسنے والی مانکا کینال جو گندگی اور بیماریوں کے پھیلاؤ کا باعث ہے جس کی صفائی اور خوبصورتی کا حکم جناب گورنر نے دو سال پہلے اپنے دورہ ذیرہ غازی خان کے موقع پر صادر فرمایا تھا۔ اس کے لئے بھی کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے اور اس پر عمل بھی نہیں کیا گیا۔ ذیرہ غازی خان کے ہسپتال کے لئے کوئی فنڈ نہیں ہے جبکہ اس ہسپتال میں علاج کے لئے دور دراز کے قریبی گاؤں دیہات کے لوگ علاج کرانے کے لئے آتے ہیں، لورالائی ٹیک سے لوگ علاج کے لئے آتے ہیں۔ بجٹ میں رقم بہت کم مختص کی گئی ہے آپ خود سوچیں کہ دور دراز کے علاقوں کے علاج کے لئے کتنے فنڈز نہیں گئے؛ صحت جیسی اہم ضرورت کے لئے باقاعدہ سہولیات بھی میسر نہیں ہیں۔ اگر عوام تین مزدور بچوں اور غریب طبقے کے لئے پچھلے سال کے بجٹ کی طرح امن و امان، صحت، تعلیم بے روزگاری، غربت اور صاف پانی کی فراہمی جیسی سہولیات میسر نہ کی گئیں تو یہ بجٹ بھی سرکاری document بن کر رہ جانے گا۔ بجٹ تقریر میں کہا گیا ہے کہ افرادی قوت کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لئے ریسرچ اور ٹریننگ سٹرز بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے

ملک کو اپنی قوت بنایا ہے اور ملک کے دفاع کو مضبوط کیا ہے ان کا کیا حشر ہو رہا ہے؟ اس بجٹ میں عوام کو کچھ زیادہ ہی غوش فمیں میں بتلا کیا گیا ہے۔ اگر بجٹ کو صحیح طور پر استعمال نہ کیا گیا تو یہ document ترتیب یا تقریروں کا بلندا بن کر رہ جائے گا جو عوام کو تختہ دیا گیا ہے۔ اب میں عواتین کے بجٹ کے بارے میں بات کروں گی اور کچھ تجاویز آپ کے گوش گزار کروں گی۔ عواتین کے لئے یہ بجٹ استثنائی مایوس کن ہے۔ عواتین ملک کی آبادی کا تقریباً نصف ہیں۔ ملک کی اس نصف آبادی کی علاج و بہبود کے لئے 20 کروڑ روپے کے فنڈز آنے میں تک کے برابر ہیں۔ کیا یہ 20 کروڑ کے فنڈز صوبے کی عواتین کے لئے صحت، تعلیم، ٹریننگ یا روزگار کے مواقع پیدا کر سکیں گے؟ عواتین جو مہنگائی کے ہاتھوں تنگ ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیر۔

محترمہ شہناز سلیم، بجلی کے ریٹ 10 پیسے کم ہو گئے ہیں لیکن ساتھ ہی ٹی وی لائسنس فیس کی صورت میں 25 روپے اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ایسے غریب گھرانے جہاں روٹی کے لئے پڑے ہوں سو روپے کے بجلی کے بل میں دس روپے کمی کے ساتھ چکیس روپے اضافی دیں یہ سراسر زیادتی ہے۔ جناب والا! عام طور پر پھولے شہروں اور دیہاتوں میں دس دس گھروں کے لئے ایک ٹی۔وی استعمال ہوتا ہے۔ سب ایک ہی گھر میں اکٹھے ہو کر ٹی۔وی دیکھتے ہیں۔ ایسے غریب دیہاتوں کے لئے مسئلہ ہے کہ وہ 25/- روپے فیس ادا کریں یا بتائیں کہ ان کے گھر ٹی۔وی نہیں اور واپڈا آفس کے چکر کاٹیں۔ اس بجٹ کو عواتین دوست بجٹ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ غیر ترقیاتی منصوبوں کو ترقیاتی منصوبوں پر ترجیح دی گئی ہے جبکہ اس فنڈ سے سرکاری ہسپتالوں میں غریب عواتین کے لئے مفت ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکتا تھا۔ دیہی علاقوں میں عواتین کے لئے زچہ پچ سنٹر بنانے جائیں اور ان بنیادی مراکز صحت میں مستند ڈاکٹروں کی تعیناتی کو یقینی بنایا جانے اور ادویات مہیا کی جائیں۔ ملازم عواتین اور عواتین اساتذہ کو ان کی جانے رہائش کے نزدیک تعیناتی کو ضروری قرار دیا جائے اور دور دراز سے آنے والی عواتین ٹیچرز کو تنخواہ کے علاوہ ٹریونگ الاٹمنٹ دینے جائیں۔ شہری اور دیہی آبادیوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیمی سہولتوں میں امتیاز کا خاتمہ کیا

جانے۔ لڑکیوں کی تعلیمی سہولیت کے لئے ان کی رہائش کے قریب تعلیمی ادارے بنائے جائیں۔
شکریہ

جناب ذہنی سیکرٹری، مسز راجہ ترین!

محترمہ ماہا راجہ ترین، جناب سیکرٹری! بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اعداد خیال کا موقع دیا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں بجٹ ملک و قوم کی امنگوں کا ترجمان ہوتا ہے اور past budget سے ہم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جناب چیف منسٹر پنجاب چودھری پرویز الہی پورے طریقے سے عوام کی امنگوں پر پورے اثر سے ہیں اور انشاء اللہ العزیز اس سال بھی جو بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ عوام کی امیدوں کے عین مطابق ہے۔ میں چیف منسٹر پنجاب اور ان کی able team کو 2004-05 کے ایک بیلنس بجٹ پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بجٹ کو بیلنس اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس بجٹ میں اگر ہیومن اور اکنامک ریسورسز دونوں پر equal investment and opportunity دی جائے تو اسے بیلنس بجٹ کہنا چاہیے۔ میں اپنے پوائنٹ کی وضاحت اس طرح سے کرنا چاہوں گی کہ human aspect کو پاکستان میں ignore کیا گیا ہے۔ ہمیں independent ہونے پانچ دہائیوں سے زیادہ ہو گیا لیکن ہیومن ریسورس میں invest کرنا محمود دیا گیا حالانکہ یہاں اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ میں یو۔ این۔ ڈی۔ پی کی ایک ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کی رپورٹ میں recently رہی تھی اور اس میں ہم لوگ ہیومن ڈویلپمنٹ انڈیکس کے لحاظ سے 144th level پر آتے ہیں۔ یہ کیوں ہوا کیونکہ ماضی کی حکومتوں میں سے کسی نے تو آئی۔ پی۔ ہیز کو invite کر لیا اور کسی نے موڈریز پر invest کر لیا لیکن ہیومن ریسورس پر کسی نے invest نہیں کیا۔ لیکن اگر آپ اس بجٹ کا مطالعہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ خواتین کے لئے خصوصی طور پر آپ کی آدمی آبادی کے لئے بیس کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ میرے خیال میں یہ شروعات ہو سکتی ہیں کم فنڈنگ دی گئی ہے اس کو enhance کرنا چاہیے لیکن initiative بہت اچھا ہے۔ آج سے پہلے کسی حکومت نے ہمیں کوئی اہمیت نہیں دی اور کسی نے بھی یہ مقام نہیں دیا۔ اسلام نے تو خواتین کو بہت عزت دی ہے لیکن بجٹ میں آج تک کسی حکومت نے ہمارے لئے کچھ نہیں کیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں پر ہمارے ایوزیشن کے اراکین بیٹھے ہیں اور پاکستان کی ایک ایسی پارٹی بھی

یہاں موجود ہے جو تاریخ میں سب سے زیادہ اقتدار میں رہی اور ان کی ایک قانون لیز رہیں لیکن انہوں نے ایک روپیہ تک بجٹ میں عوامین کے لئے specific نہیں کیا۔ (نمبر ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکر، جی، محترمہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سیکر، شکر۔ میری بہن امنی بہت اچھی تقریر میں وزیر اعلیٰ سے اپنے لئے نمبر بڑھانے کی کوشش کر رہی تھی مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ وہ بالکل ٹھیک کر رہی تھی لیکن میرا خیال ہے انہیں تاریخ سے کوئی زیادہ آگاہی نہیں ہے۔ انہیں شاید علم نہیں ہے کہ محترمہ کے دور میں ہی وومن بنک بنانے گئے، انہیں شاید علم نہیں ہے کہ وومن پولیس سٹیشن محترمہ کے دور میں بنانے گئے۔ صرف ایک بیس کروڑ روپیہ papers پر طالع نہیں کیا گیا بلکہ constructive کام کیا گیا۔ وومن بجز کس دور میں لگائی گئیں، میرا خیال ہے اگر بہن ہماری ہسٹری پڑھ لیتیں تو شاید آج اس طرح سے ان کو کئے کا موقع نہ ملتا۔

محترمہ شازیہ چاند، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکر، جی، محترمہ شازیہ چاند

محترمہ شازیہ چاند، جناب سیکر، ہمیں تو صرف یہ بتا ہے کہ یہ محترمہ کن کی وجہ سے اسمبلی میں بیٹھی ہیں۔

محترمہ ماہاراجہ ترین، جناب سیکر، ہماری ایجوکیشن کی بہنیں بڑا mind کر رہی ہیں تو میں نے یہ بات پہلے اس تقریر میں mention کر دی تھی کہ ہیومن ریسورس میں investment کی گئی ہے اور یہ ماننے کی بات ہے کہ grape gender reform action programme gross root level تک، 'غریب قانون تک، 'غریب عورت تک، 'اس ماں اور بہن تک پہنچنے کا جو آج تک غریب اور جمالت کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ بنک بنانے سے اس غریب کو کوئی فائدہ نہیں ہوا جس کے پاس پیسہ ہی نہیں ہے، جس کے پاس تعلیم کا زیور ہی نہیں ہے اس کو بنک بنانے سے کیا فائدہ ہوگا، آپ اس بجٹ کا دوسرا ہیلو دیکھیں تو جہاں ہیومن ریسورس میں عوامین کے لئے allocation

کی گئی ہے وہاں پر متوسط طبقے کے لئے پانچ مرد کے گھر کو پر اپنی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے لیکن بجٹ میں 'میں نے کچھ کیٹیگریز پڑھی ہیں کہ کچھ کیٹیگریز کو دیا گیا ہے تو میری آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب اور فنانس منسٹر صاحب تو مجھے نظر نہیں آ رہے، میری request ہے کہ kindly note کر لیں کہ ان کیٹیگریز کو ختم کرنا چاہیے کیونکہ غریب غریب ہوتا ہے وہ ان کیٹیگری میں نہیں ہوتا۔

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Housing should take a notice of this.

محترمہ ماہا راجہ ترین، جناب سپیکر! اس بجٹ میں سب سے اہم point Agriculture Reforms پر focus کیا گیا ہے اس کے لئے واقعاً چیف منسٹر صاحب اور ان کی able team فریج تحسین کی مستحق ہے۔ آپ لوگ بجٹ کو کچھ ایسا دیکھ رہے ہیں کہ 737 ملین ایگریکلچر ریٹائرمنٹ کے لئے رکھا گیا ہے no doubt ہم اریٹیشن سسٹم کی بحالی سے اپنے کسان کو ریٹائرمنٹ دے سکتے ہیں اور 8 ملین روپے کی رقم ٹارم نو مارکین روڈز links کے لئے رکھی گئی ہے اور 745 ملین روپے کی رقم صرف بیرونی کو rehabilitate کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ آپ لوگ یہاں بات کرتے ہیں کہ جی ٹی ایل ڈیم بنا دیں اور ٹی ایل ایک نیا ڈیم کھڑا کر دیں۔ یہ بات نہیں کرتے کہ جو already بنے ہوئے ذخائر ہیں ان کی saltation کو کیسے روکا جائے گا؟ وہ ہمارے honourable چیف منسٹر صاحب نے اپنے Vision 2020 میں ایک provision provide کی ہے اور اس بجٹ میں خصوصی طور پر 19 ملین روپے کی رقم اریٹیشن سسٹم کی بحالی کے لئے رکھی گئی ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! دوسرا important aspect educational reforms کا ہے جو نہ صرف اس بجٹ میں بلکہ جس دن چیف منسٹر صاحب نے oath لیا تھا تو انہوں نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ غربت اور جہالت کے اندھیروں سے پنجاب کے عوام کو نکالیں گے۔ اس کے لئے انہوں نے education reform missing facilities کے پروگرام کا آغاز کیا تھا جس کے ذریعے میٹرک تک تعلیم مفت کر دی گئی ہے۔ ہم اس بات کو اس طرح سے دیکھ سکتے ہیں کہ پنجاب میں غریب اور جہالت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب تک آپ جہالت کو نہیں مٹائیں گے تب تک غربت ختم نہیں

ہو گی۔ جمالت کو ختم کرنے کے لئے جو پراجیکٹس شروع کئے گئے ہیں ان کے لئے پچھلے سال کی نسبت 34% education کے بجٹ میں increase کی گئی ہے جو بہت بڑا قدم ہے اور ایجوکیشن ریفارمز کے لئے 12 بلین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ میرا تعلق ایک پسماندہ علاقے ضلع چکوال سے ہے اور وہاں پر جب چیف منسٹر صاحب نے tour کیا تھا تو انہوں نے میری ذاتی گزارش پر پانچ سکولوں کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا تھا اور اب وہ implement بھی ہو رہا ہے جس کے لئے میں ان کی ذاتی طور پر شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایجوکیشن کی بھی بات ہو گئی، ایگریکلچر کی بھی بات ہو گئی لیکن یہاں پر میں یہ بات کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ ضلع چکوال پنجاب کا وہ واحد ضلع ہے جس میں سب سے زیادہ medal gaming Olympic کھلاڑی پیدا ہوئے اور اب بھی اولمپک یول کے کھلاڑی وہاں پر موجود ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ بجٹ 2003-04 فیڈرل گورنمنٹ نے میری اپنی تحصیل چوہا سیدن شاہ کے لئے ایک سپورٹس سٹیڈیم کے لئے ڈیڑھ کروڑ کے قریب donation دی تھی اور اس یول کی سپورٹس ڈیپارٹمنٹ آف پنجاب کو جتنی بھی funding provide ہونی تھی وہ وہاں تو لگ گئی ہے لیکن چوہا سیدن شاہ پانچ نہیں کیوں محروم رہ گیا ہے؟ میرا خیال ہے کہ سپورٹس منسٹر صاحب interested بھی نہیں ہیں کیوں کہ انہیں شاید بجٹ میں کوئی funding بھی نہیں ملی اور وہ یہاں موجود بھی نہیں ہیں اس لئے میری حسنین بھائی سے گزارش ہو گی کہ وہ یہ نوٹ کر لیں کہ وہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ آخر کہاں گیا کیا اس حوام کا کوئی حق نہیں بچتا؟ کیا چوہا سیدن شاہ کے لوگ انسان نہیں ہیں؟ وہاں انٹرنیشنل یول کے اتنے اٹھلیٹ پیدا ہو رہے ہیں تو وہاں کے حوام کا سپورٹس سٹیڈیم کا حق بٹنا ہے اور وہ حق ان کو دلویا جانا چاہیے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے سب سے پہلے محکمہ زراعت کی reforms کی بات کی تھی۔ یہاں پر یہ کہنا بھی ضروری ہو گا کہ کسان جو Agro based economy میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کسان کے لئے سائے بارہ ایکڑ زمین پر فیکس فری کر دیا گیا ہے اور فیکس مے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔ یہ اس حکومت کا ایک تاریخی قدم ہے جو آج تک تاریخ میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ میں نے یہاں حاکم دیکھے ہیں جو فیکس لگاتے ہیں، فیکس منانے والا کوئی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

محترمہ ماہراجہ ترین، جناب سپیکر ابات تو بہت کرنے کی ہے لیکن آپ بار بار مجھے یہ یاد دلا رہے ہیں کہ وقت کم ہے لیکن مسائل بہت زیادہ ہیں۔ میں نے چکوال کی بات کی ہے تو وہاں پر میں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی شفقت فرمائی اور تین کروڑ کی لاگت سے جو ہماری تحصیل چو اسیدن شاہ میں ہر سال سیلاب سے جانی و مالی نقصان ہوتا تھا تو انہوں نے ایک relief فراہم کیا اور چو اسیدن شاہ کے نالے کی rehabilitation کے لئے فنڈز رکھوائے۔ میں امید کرتی ہوں کہ اس منصوبے پر بڑی جلدی عملدرآمد بھی ہو گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی بی بی اے

پوائنٹ آف آرڈر

معزز ممبران حزب اختلاف کو اسمبلی

کے اندر آنے میں دشواری کا سامنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، جناب سپیکر میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ جس کی اطلاع ہمیں ابھی ملی ہے کہ ہماری اسمبلی کے باہر پتا نہیں ناگزیر وجوہت کی بنا پر یا کس بنا پر ہمارے ایم۔ پی۔ ایز کو باہر روکا گیا ہے اور ہماری ایک لیڈیز ممبر نے ہمیں فون کر کے بتایا ہے کہ انہیں اسمبلی کے اندر آنے کی اجازت نہیں دی جا رہی اس لئے میری راجہ بشارت صاحب سے یہ درخواست ہو گی کہ دیکھیں کہ ہمارے ایم۔ پی۔ ایز کو باہر کیوں روکا جا رہا ہے اور انہیں اسمبلی میں کیوں نہیں آنے دیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کون سی ایم۔ پی۔ اے کو روکا گیا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، ہماری فیصل آباد سے ایم۔ پی۔ اے نور النساء ملک ہیں، ان کو باہر گیت پر روکا گیا ہے باقی اور ایم۔ پی۔ ایز بھی باہر کھڑے ہیں جن کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں یہ بات آگئی ہے۔ ان کو آنے دیا جانے کا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح ہے۔ Nobody can stop M.P.A.۔ جی، کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو صاحب!

سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05 پر عام بحث

(--- جاری)

پارلیمانی سیکرٹری، جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بحث پر بونے کا موقع دیا۔ بحث کے حق میں اور خلاف بہت کچھ کہا جا چکا ہے میں دہرانا نہیں چاہتا۔ میں مختصراً عرض کروں گا کہ بحث قوم کی امانت ہوتا ہے۔ اس کو امانت کے طور پر ہینڈل کیا جانا چاہیے۔ اس سے پہلے بھی بحث بنتے رہے اور عوام کو سبز باغ دکھانے گئے لیکن ملک ترقی نہ کر سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ پینسا غلط طریقے سے استعمال ہوا، لوگوں کے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کیا گیا، کرپشن اور لوٹ مار ہوتی رہی۔

جناب والا! یہی حکومتوں کی کارکردگی پر مجھے ایک شعر یاد آتا ہے کہ،

کھلی آنکھ جب سے اندھیرے ہی دیکھے

میری نسل نے تو نیرے ہی دیکھے

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے جو شعر سنایا ہے کہ سابقہ حکومتوں میں انھوں نے نیرے دیکھے تو اس میں سے اکثریت ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ انھیں کسی کے

متعلق ایسی بات نہیں کرنی چاہیے۔ یہ کم از کم یہ تو دیکھیں کہ ہمارے ساتھ کون بیٹھا ہے؟
جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

پارلیمانی سیکرٹری، جناب علی! میں یہ حجت کروں گا کہ اس وقت کی حکومت اور پہلے کی
حکومتوں میں کیا فرق تھا؟
جناب ڈپٹی سپیکر، آپ فی الحال بحث پر بات کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری، جناب علی! بات یہ ہے کہ میں مختصر بات کروں گا اور وہ facts and
figures پر ہوگی۔ پہلی بات آبپاشی کے حوالے سے ہے۔ میرا تعلق بارانی علاقے سے ہے اور وہاں
پر پانی کی حدت سے کمی محسوس کی جاتی رہی ہے۔ ہمیشہ سے حکومت کو یہ درخواست کی جاتی رہی ہے
کہ بارشوں کا پانی ضائع ہو رہا ہے اس کو روکا جائے لیکن اس طرف بہت کم توجہ دی گئی تھی۔ اب
میرے دوستوں کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ پہلی دفعہ اس بحث میں راولپنڈی ڈویژن کے لئے 23
سال ڈیم پلان کئے گئے ہیں اور ان کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب والا! پچھلے پچاس سالوں میں راولپنڈی ڈویژن میں کل دس ڈیم بنائے جاسکے اور اس دفعہ
حکومت نے 23 سال ڈیم بنانے کا پروگرام بنایا ہے اور اس کے لئے بجٹ allocate کر دیا گیا
ہے۔ کیا یہ کارکردگی واضح نظر نہیں آرہی؟ اس کے علاوہ میرے حلقے میں پچھلے دس سالوں سے
کوئی سال ڈیم نہیں بنایا گیا تھا لیکن ابھی دو مہینے پہلے سات کروڑ روپیہ مختص کر دیا گیا ہے اور نیاز
ڈیم کے نام سے ایک ڈیم شروع ہو چکا ہے۔ میں جناب چیف صاحب اور حکومت پنجاب کا شکر گزار
ہوں کہ انھوں نے میرے علاقے پر یہ مہربانی کی۔

جناب والا! میرا ضلع پکوال میں پچھلے سال 210 ٹربائٹرز یعنی یوب ویز کی لائٹ میٹیریل
اور یوب ویز کا سٹلن کاشتکاروں کو مفت فراہم کیا گیا ہے۔ یہ ریکارڈ پر ہے۔ آج تک چالیس سالوں
میں پکوال میں کبھی بھی ایک یوب ویل کسی کاشتکار کو مفت فراہم نہیں کیا گیا تھا۔ یہ حکومت
کی کارکردگی ہے اور اس حقیقت سے کوئی آنکھ نہیں چرا سکتا۔

جناب سپیکر! میرے علاقے کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے جو شاید حکومت کی نظر میں نہیں ہے کہ مونگ پھلی کی پیداوار پورے پاکستان میں راولپنڈی ڈویژن میں اسی فیصد ہوتی ہے اور اس میں سے میرا ضلع چکوال ساٹھ فیصد مونگ پھلی پیدا کرتا ہے۔ اس طرح کوئی ریسرچ نہیں کی جاتی اور کاشتکار کو کوئی سہولت فراہم نہیں کی جاتی، کوئی بیج فراہم نہیں کیا جاتا، وہ اپنی محنت سے مونگ پھلی پیدا کر کے منڈی تک لے آتا ہے لیکن منڈی میں آنے کے بعد اس کے مسائل بڑھ جاتے ہیں۔ وہاں پر آڑھتی صاحبان قیمت اپنی مرضی سے دیتے ہیں اور دوسرا مختلف قسم کی کٹوتیاں اور کمیشن لگانی جاتی ہے۔ اس کے بعد آڑھتی چند دن تو اس کو cash دیتے ہیں، اس کے بعد ادھار پر مونگ پھلی لینا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ کاشتکار جو پورے پاکستان کو مونگ پھلی مہیا کرتا ہے، وہ اپنی محنت کی قیمت وصول کرنے کے لئے۔۔۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ، جناب والا معزز رکن جو مسائل بتا رہے ہیں وہ بالکل حقیقت پر مبنی ہیں۔ انھوں نے جو بات کی ہے کہ منڈی میں جا کر کسان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، میں اکثر اس پر بات کرتا رہتا ہوں مگر حسب سابق ان کی بد قسمتی ہے کہ منسٹر مارکیٹنگ اس وقت بھی یہاں پر موجود نہیں ہیں اور وہ بارہ بجے تک آئیں گے اس لئے میری درخواست ہے کہ آدھے گھنٹے کے بعد ان کو تقریر کا موقع دیا جائے تاکہ وہ ان کے مسائل سن کر پھر جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آئیں میں مل کر بنا دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری، جناب سپیکر! مہلی بار پچھلے ملتے میرے ضلع میں مونگ پھلی پر سیمینار منعقد کیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اور ہمارے منسٹر ایگریکلچرل مارکیٹنگ کاسم نوٹن صاحب وہاں تشریف لائے انھوں نے زمینداروں کے مسائل سنے۔ انھوں نے وعدہ کیا لیکن مجھے نہیں لگتا کہ یہ عمل ہوگا کیونکہ جب تک ہمارے وزیر خزانہ اور وزیر خوراک اس طرف توجہ نہ دیں۔ ایک زمیندار مونگ پھلی بیج کر چھ مہینے نہیں اٹھا کر پھر تا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر خزانہ، وزیر خوراک اور وزیر زراعت صاحب خصوصی شفقت فرمائیں۔
پارلیمانی سیکرٹری، جناب سپیکر، میں اس کے لئے عرض کروں گا کہ اگر حکومت گندم خریدنے کے لئے۔۔۔

وزیر زراعت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت، ہمارے معزز ممبر کہہ رہے ہیں لیکن میں تو کسی سیمینار میں نہیں گیا لیکن میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ اگر وہ مجھے ابھی دیں تو We will take appropriate action immediately.

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، میں صرف اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا جو محکمہ خوراک مونگ پھلی میں deal نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود کوئی problem ہو تو میری خدمات حاضر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد ہے کہ محکمہ خوراک اس پر فور ضرور فرمانے۔ جیسے ہمارے علاقے میں پیاز ہے، اس سلسلے میں بھی میں نے مارکیٹنگ منسٹر کو عرض کی تھی۔ جی، کرنل صاحب! پارلیمانی سیکرٹری، میں نے منسٹر ایگریکلچرل مارکیٹنگ قاسم نون صاحب کی بات کی ہے۔ وہ تشریف لائے تھے تو ان کو بتایا گیا تھا۔ میں اب دوبارہ درخواست کروں گا کہ اگر حکومت گندم خریدنے کے لئے ہزاروں مراکز قائم کر سکتی ہے تو مونگ پھلی کے لئے اگر ہر تحصیل میں ایک خریداری کا مرکز قائم کر دیا جائے اور اس مونگ پھلی کی قیمت مقرر کی جائے تاکہ زمیندار کو مستقل معاوضہ مل سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد تنخواہوں کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 15 فیصد تنخواہیں بڑھانی گئی ہیں لیکن یہ حکومتی ملازمین کے لئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ نجی اداروں کے ملازمین کی تنخواہوں کی طرف بھی دھیان دیا جائے کیونکہ ان کا استحصال ہو رہا ہے اور حکومت نجی اداروں کو

باند کرے کہ وہ بھی اپنے ملازمین کو ریلیف فراہم کریں۔

اگر حکومت چاہتی ہے کہ گاؤں سے شہروں کی طرف شفٹ کرنے کا رجحان کم ہو تو وہاں یہ بنیادی سولتیں فراہم کی جائیں۔ بہت سے دیہات ایسے ہیں جہاں پر بجلی ہے نہ سوئی گیس ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر بنیادی سولتیں دے دی جائیں 'بی۔ ایچ۔ یو اور آر۔ ایچ۔ سی کو اگر اپ گریڈ کیا جائے اور شمال انڈسٹریز لگائی جائیں تو شہروں کی طرف شفٹ ہونے کا رجحان کم ہو سکے گا ورنہ شہروں کی آبادیاں unmanageable ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد میں جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد دوں گا کہ پہلی دفعہ ہمارے پسماندہ علاقوں پر توجہ دی گئی ہے اور بڑی محنت سے balance بجٹ تیار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں ایک گزارش کروں گا کہ صحت کے حوالے سے حکومت دوائیوں کے لئے، مشینری کے لئے، ہسپتال اپ گریڈ کرنے کے لئے تو بہت کچھ کر رہی ہے لیکن disease preventive measures کی طرف دھیان نہیں دیا گیا۔ ایسے اقدام جس سے کہ بیماری کم ہو بلکہ لوگ بیمار نہ ہوں اور وہ یہ ہے کہ ورزش کے موقع فراہم کئے جائیں۔ لوگوں کو کھیلوں کے میدان اور پارکس وغیرہ مہیا کئے جائیں۔ کیونکہ جس قوم کے گراؤنڈ، کھیلوں کے میدان اور پارکس ویران ہوتے ہیں ان کے ہسپتال آباد ہوتے ہیں۔ پارکس اور کھیلوں کے میدان آباد ہوں گے تو ہسپتالوں میں رش کم ہو گا۔ اس کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا۔ خدا حافظ۔

یوانٹ آف آرڈر

سید ناظم حسین شاہ، یوانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی 'شاہ صاحب!'

ٹریفک پولیس لاہور کا چائنہ چوک اور پلازا چوک

میں معزز رکن اسمبلی کو بلا جواز روکنا

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر اہل بات یہ ہے کہ میں آج اسمبلی کا اجلاس attend کرنے کے لئے آیا تھا۔ تقریباً پونے گیارہ بجے مجھے پلازا چوک میں روکا گیا۔ یہاں سے واپس پلازا چوک بھیجا وہاں پر ایک کانسٹیبل تھا He was not speaking proper language اس نے مجھے پھر واپس پلازا چوک پر بھیج دیا اور ساڑھے گیارہ بجے میں اسمبلی میں آیا ہوں یعنی پونے گیارہ سے لے کر ساڑھے گیارہ بجے تک 45 منٹ بنتے ہیں۔ میں یہ آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم اسمبلی کے ممبر ہیں، کیا ہمارا یہ استحقاق نہیں ہے۔ ایک طرف تو ہماری یہ عزت افزائی ہوتی ہے کہ گورنمنٹ ایوان میں جو بھی V.I.Ps ہیں ان کے ساتھ ہماری ملاقات کا اہتمام ہوتا ہے اور یہاں پر ہمیں publically insult کیا جاتا ہے اس لئے میں یہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور اس پر میں تحریک استحقاق بھی پیش کروں گا کیونکہ یہ اسمبلی کے ممبر کے استحقاق کے خلاف ہے کہ اس کو اس کی اسمبلی کی کارروائی سے روکنا اس کا استحقاق مجروح ہونے کے برابر ہوتا ہے اس لئے حکومت کو کم از کم اتنی تو ہدایات دینی چاہئیں کہ ایک ممبر جو وی۔آئی۔پی ہے، آپ بتائیں کہ order of precedent کیا ہے؟ ایک ایم۔پی۔اے کا order of precedent یہ ہے کہ وہ کسٹمر سے above ہے 'He is equal. I don't say he is above the Judge of Hight Court But he is equal. منسٹر بیٹھتا ہے پھر منسٹر بیٹھتا ہے اور اس کے بعد جنرل پیچھے آتا ہے، سینٹ کے چیئرمین اس میں آتے ہیں اس لئے یہاں پر اسمبلی کے ممبر کا یہ استحقاق ہے کہ پہلے گورنر، چیف منسٹر، سپیکر، ڈپٹی سپیکر اور اس کے بعد منسٹر ہیں پھر ممبر کا استحقاق ہے اس لئے اس چیز کا نوٹس لینا چاہیے اور کم از کم ان کو یہ ہدایات ہونی چاہئیں کہ ایک اسمبلی کے ممبر کو اسمبلی کی کارروائی سے روکنا یہ استحقاق کا مسند بنتا ہے۔ یہی میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں تاکہ سب لوگوں کو پتا چلے کہ اس حکومت نے یہاں پر کس طریقے سے کیا پالیسی اپنائی ہے؟ ڈیموکریٹک انسٹیٹیوشن کا کیا استحقاق ہے؟ میں ڈیموکریٹک انسٹیٹیوشن کا ایک ممبر ہوں۔ کیا ڈیموکریٹک انسٹیٹیوشن کا کیا استحقاق ہے؟ ایک طرف تو ہم

we make the law even of the judiciary and they are bound to law maker ہیں
and this execute whatever we make it? اس کے لئے میں تحریک استحقاق بھی پیش کروں گا

matter should be decided once for all Thank you, Sir.

جناب ذہنی سپیکر، شاہ صاحب! already the matter has been taken up and Law

and he will reply Minister on the direction from the Chair. وہ موقع پر گئے تھے
چیز میرے نوٹس میں آئی تھی اور I have taken already notice of that میں نے لاہ منسٹر
صاحب کو درخواست کی تھی اور وہ تشریف لے گئے تھے۔ اب وہ اس سلسلے میں آپ کو بتائیں گے۔
سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! آپ ہمارے custodian ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: We are going to take action about that.

لاہ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، شکر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ کچھ دیر پہلے محترم نے یہاں پر پوائنٹ
آؤٹ کیا اور آپ نے مجھے حکم دیا تھا تو میں نے یہ چیک کیا ہے کہ اسمبلی میں آنے سے کسی ممبر
کو روکا نہیں گیا۔ تھوڑی سی جو inconvenience پیدا ہوئی ہے چونکہ مال روڈ پر آج ایک
وی۔وی۔آئی۔ پی movement تھی اور جیسا کہ معزز ایوان کے سارے ممبروں کو بھی معلوم ہے
اور آپ کو بھی معلوم ہے کہ سنگاپور کے وزیر اعظم آج لاہور میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور ان کی
movement تھی۔ ان کی movement کے باعث تھوڑا سا ٹریفک کو ریگولین کیا گیا تھا اور کچھ دیر
کے لئے ٹریفک کو روکا گیا تھا کیونکہ انہوں نے مال روڈ سے گزرنا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کا
اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اگر ہمارے شہر میں ایک بین الاقوامی شخصیت آئی ہوئی ہے، پھر سے ہمارے
معزز مہمان آنے ہونے ہیں تو ان کی سکیورٹی کے پیش نظر اور ان کی facilitate movement کو
کرنے کے لئے تھوڑا سا ٹریفک کو divert کیا گیا تھا۔ اس کے لئے اگر معزز رکن کو کوئی
inconvenience ہوئی ہے تو اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ لیکن یہ deliberately نہیں
کیا گیا ہے اور نہ ہی اس نظریے یا اس مقصد کے تحت کہ کسی معزز ممبر کو اسمبلی میں آنے سے

روکا گیا ہے۔ ان کو جو inconvenience ہوئی ہے اس کے لئے میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سیکرٹری میں نے آپ کے سامنے یہ issue raise کیا ہے کہ It should be settled once for all and it should be decided. ایک ممبر کا استحقاق ہے، آپ اس ایوان کے custodian ہیں، استحقاق کے بارے میں پڑھ لیں کہ ایک ممبر کا کیا استحقاق ہے؟ جب وی۔آئی۔میز آتے ہیں تو کیا ہمیں ایئرپورٹ پر جانے کی اجازت نہیں ہوتی، وہاں پر ہم ان سے نہیں ملتے؟ یہاں پر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ There should be given this instruction to the Police Department کہ ممبر چاہے کہیں بھی ہو وہ ممبر ہے، جیسے ہائیکورٹ کا جج ہے حتیٰ کہ اگر وہ ہاتھ روم میں بھی ہے تو وہ ہائیکورٹ کا جج ہے۔ Member is a member and all the time he is a member. اگر اس کو کسی طریقے سے بھی روکا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس طرح پورے ایوان کا استحقاق پامال کیا جاتا ہے۔ آپ ایسی precedent نہ بنائیں کہ ایک ممبر اور بستہ الف کے بد معاش میں کوئی فرق نہ رہے۔ اگر ایک ممبر کا یہ استحقاق ہے کہ وہ وی۔آئی۔پی ہے تو پھر He must be treated as a V.I.P. میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پونے گیارہ سے ساڑھے گیارہ بجے یہ 45 منٹ بنتے ہیں۔ میرے ساتھ یاور زبان صاحب بھی تھے وہ ابھی تک نہیں آئے ان کو بھی چائنہ چوک میں روکا ہوا تھا اس لئے یہ جو ایک طریقہ بن چکا ہے کہ ممبر کی insult کرنی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ This should be decided once for all. شکر ہے۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سیکرٹری، جی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سیکرٹری ناظم شاہ صاحب نے بڑا valid پوائنٹ اٹھایا ہے۔ راجہ بھارت صاحب نے کہا ہے اور یہ بالکل درست ہے کہ وی۔وی۔آئی۔پی movement ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں پرائم منسٹر پاکستان کے ساتھ ٹود سنگاپور گیا تھا وہاں پر جب وی۔وی۔آئی۔پی movement ہوتی ہے تو ٹریفک کبھی بلاک نہیں کی جاتی۔ کیونکہ اگر آپ ایک ترقی یافتہ ملک کے وزیر اعظم کو پروٹوکول دے رہے ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ اسے پروٹوکول نہ دیا جائے۔ مگر یہ سب

سے پہلے ٹریفک پلان بنتا ہے اور وہ یہ بنتا ہے کہ اگر movement ہے تو ٹریفک کو divert کر کے وہاں پر پہنچایا جائے۔ اس کے لئے He should take notice کہ آپ کے پاس ڈی۔آئی۔جی ٹریفک ہیں، ایس۔ایس۔ پی ٹریفک ہیں، ڈی ایس میز ہیں، آپ ٹریفک کے flow کے لئے انتظامات کریں نہ کہ معزز ممبران کی تھیک کی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ جو معاملہ شاہ صاحب نے raise کیا ہے یہ ایک مستقل درد سر ہے اور ظاہر ہے کہ جو وی۔وی۔آئی۔ میز باہر کے ملک سے آتی ہیں ان کی ہمیں عزت مطلوب ہوتی ہے لیکن میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ جتنی بھی وی۔وی۔آئی۔ میز آتی ہیں انہوں نے مخصوص جگہوں پر جانا ہوتا ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے، کیونکہ ماٹا، اللہ 35,35 کروڑ کے ایسی کا پٹر خریدے جاتے ہیں، جہاں جہاں انہوں نے جانا ہے۔ وہاں پر ایسی پیڈ بنا دیں پانچ چھ مقامات لاہور شہر کے ہیں وہاں سے اڑائیں اور وہاں لے جائیں تاکہ عوام کی مشکل تو حل ہو جائے۔ وزیر تحفظ ماحولیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحولیات، جناب سپیکر! اسمبلی کا اجلاس آج صبح دس بجے شروع ہوا اور حکومت یہ توقع کرتی ہے کہ سب ممبران دس بجے تک اسمبلی کے اندر تشریف لے آئیں۔ اس کے بعد یہ V.I.P movement ہوتی تھی۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ تخریب کاری کے پیش نظر اور بہت سی چیزوں اور حفاظت کے پیش نظر ٹریفک روکنی پڑتی ہے تاکہ وی۔آئی۔ پی کی movement ہو سکے۔ اگر آپ کے کہنے کے باوجود کہ آپ ایم۔پی۔اے ہیں کسی اہلکار نے یہ فعلی کی ہے تو اس سے پوچھ گچھ کی جانے گی اور اس کو تنبیہ کی جائے گی۔ میں آپ کے ساتھ ہوں بے شک آپ تحریک دیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے لیکن توقع یہ تھی کہ دس بجے سارے لوگ ایوان میں ہوں گے اس وقت یہ movement ہو گی۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے تو پہلے یہ بات نہیں کی تھی کہ میں دس بجے سے بہت پہلے تقریباً سونو بجے اسمبلی کی طرف آ رہا تھا اس وقت بھی یہ رکاوٹیں موجود تھیں اور ہمیں مال روڈ پر نہیں آنے دیا گیا۔ میں نے تو بات نہیں کرنی لیکن انہوں نے جو کہا کہ دس بجے آ جانا جیسے تھا مگر دس بجے سے بہت پہلے یہ کام شروع ہو گیا اور جب میں مال روڈ پر چڑھنے لگا تو انہوں نے مجھے روک کر چاند چوک کی طرف بھیج دیا۔ یعنی کافی دور سے چکر لگا کر یہاں آنا پڑا۔ میں نے تو نو بجے move کیا تھا۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ بے شک حکومت کی نائنٹی گمی کریں ان کا حق بھی بنتا ہے اور بلاشبہ ننگ حلالی کریں مگر میری گزارش یہ ہے کہ کیا یہ ہر ممبر کے لئے mandatory ہے کہ He has to be here at 10' O clock یہ ایک ممبر کا استحقاق ہے کوئی ممبر دس بجے آتا ہے، کوئی نو بجے آ جاتا ہے اور کوئی ساڑھے دس بجے آتا ہے اس لئے یہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ باقی میں نے یہ کہا ہے کہ ایک ممبر کو اسمبلی کی کارروائی سے روکنا breach of privilege بنتا ہے یا نہیں؟ اگر بنتا ہے تو پھر میں اس کے خلاف تحریک استحقاق دوں گا اور اسے آپ کو منظور بھی کرنا پڑے گا۔ اگر یہ ممبر کا استحقاق نہیں ہے تو پھر آپ اس پر روٹنگ دے دیں کہ یہ ممبر کا استحقاق نہیں ہے تو پھر ہم کوئی بات نہیں کریں گے۔ یہ صرف میرے ساتھ نہیں ہونا چاہیے بہت سے دیگر ممبران کے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے۔ میرے ان بھائیوں میں سننے کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اکثریت میں ہیں خواہ وہ جس طریقے سے بھی اکثریت میں ہیں مگر ہم اسے مانتے ہیں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ ایک ممبر کا استحقاق ہے کہ اگر وہ وی۔ آئی۔ پی ہے تو اسے روکا نہیں جا سکتا۔ اسے اسمبلی کی کارروائی سے روکنا breach of privilege ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! یہاں یہ میں نے آپ سے ایک سوال کرنا ہے کہ انہوں نے آپ کو روکا ہے 'پد تمیزی کی ہے یا آپ کو divert کیا ہے۔ یہاں پر نظروں میں فرق ہے۔ ایک diversion ہے کہ اگر ایک روٹ پلان بن گیا ہے اور انہوں نے اخلاقاً آپ کو کہا ہے کہ بجائے اس طرف کے اس طرف جائیں تو میرے خیال میں اس میں آپ کا استحقاق breach نہیں ہوتا۔ ہاں!

اگر انہوں نے آپ سے ہتھیاری کی ہے اور آپ کو روکے رکھا ہے تو وہ آپ کا استحقاق ضرور بناتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کی بات کا جواب دوں گا۔ جناب والا! میں پہلے پلانے گیارہ بجے پلازا چوک میں آیا انہوں نے روکا اور مجھے کہا کہ جناب آپ divert ہو کر چائنہ چوک سے ہو کر ادھر جائیں۔ میں وہاں پر گیا تو وہاں پر عبدالجید نامی کنشیل تھا۔ میں نے اس کو بتایا کہ مجھے انہوں نے بھیجا ہے میں نے اسمبلی میں جانا ہے۔ He was rude to me کیونکہ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: OK. If he was rude to you then it is the breach of your privilege and I take up that matter against Mr Abdul Majeed, Constable and refer the matter to the Privilege Committee. I have given the ruling. Please sit down now.

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! اس نے صرف مجھے ہی rebuke نہیں کیا بلکہ اس نے پورے زمانے صاحب کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا۔ وہ بھی ممبر ہیں اور پھر انہوں نے کہا کہ آپ واپس جائیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: When you are talking as a member whether it is A, B and C he has the privilege and his privilege has been breached and I have taken the notice of that. You can move a privilege motion for that.

سالانہ میزانیہ بابت سال 2004-05 پر عام بحث

(--- جاری)

RANA ATFAB AHMAD KHAN: Mr. Speaker! There is a saying that money does not grow on trees if it did some one else would own the orchard. The only place where success comes before work is only

dictionary.

ہمارے معزز کاغذی وزیر نے یہاں پر بڑے تحمل سے بحث پیش کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ

The volume of the budget is 180 billion.

اگر آپ اس میں سپلیمنٹری کو شامل کر لیں تو یہ 186 بلین سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ جس کسی financial economy میں غیر ترقیاتی بجٹ زیادہ ہو گا اس صوبے میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے کوئی new taxes نہیں لگانے۔ ان کے پاس صرف دو طریقوں سے پیسے آنے ہیں۔ ایک from the federal divisible pool اور دوسرا انہوں نے خود ٹیکسز لگانے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جانے کہ جب یہ نئے ٹیکس نہیں لگائیں گے فیڈرل divisible pool سے این ایف سی ایوارڈ کے علاوہ last allocation کے متعلق ان کے پیسے آئیں گے تو

How would they meet the gap between the income and the expenditure.

یہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں لائیں گے۔

جناب سیکرٹری سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر آپ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کا سیکشن 4

پڑھیں تو اس میں یہ ہے کہ The local Government will adhere to the policies of the Province. مگر اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ دیکھیں تو اس میں یہ آتا ہے کہ

Taxes to be Levied: District Council, Tehsil Council, Town Council, and Union Council may levy taxes, cess, fee, rates, rent, toll charges etc.

جناب سیکرٹری آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگا رہے ہیں۔ ٹیکس کو روکنے کے لئے حکومت پنجاب کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ یہ جو پلان بنا تھا۔ میں پہلے دن کی بات کرتا ہوں کہ یہ دو different forms of government ہیں اور دو مختلف حکومتیں کبھی آپس میں نہیں چل سکتیں۔ ایک لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے جس میں سسٹم یہ تھا کہ آپ کو Provincial powers مرکزی حکومت دے گی اور آپ کا اختیار ہے کہ آپ decentralize کر کے ڈسٹرکٹ کو دے دیں گے۔ ڈسٹرکٹ کے پاس جانے سے یہ ہوا ہے کہ They are not under the ambit of this control 115 پڑھیں تو

The Punjab Govt and the Assembly is not authorized to go for the audit of those local councils also.

جناب! آپ دیکھیں کہ آپ ایک major chunk دے رہے ہیں جو ان کو development کے لئے جا رہا ہے۔ مگر اس کے بعد اختیار نہیں ہے۔ اس کے بعد اگر آپ نے legislation کرنی ہے تو آپ وہ بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ issue شیڈول 6 میں چلا گیا ہے اس کے لئے آپ کو صدر پاکستان کی اجازت کی ضرورت ہے کیونکہ repeal اور amend کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ ہمارے محترم قابل احترام قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب نے میری اسی جگہ 1995 میں 18-جون کو ایک تقریر کی تھی۔ میں اس کا تھوڑا سا اقتباس پڑھتا ہوں۔ اب میں ایک اور اہم نقطہ block allocation کا بیان کرتا ہوں اس پر ذرا غور فرمائیں۔ سب کی نظریں اس پر لگی ہوتی ہیں کیونکہ یہ چور دروازے صوابدیدی فنڈ کا استعمال ہیں اور اس میں 263 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب! تو یہ block allocation ہے یہ Stock Exchange ہے۔ یہ اس بلاک پر allocation سے حشر کریں گے کیونکہ block allocation اور صوابدیدی فنڈ سے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہو سکتی۔ منصوبے بنتے ہیں تو پہلے جتنے ہیں۔ پی اینڈ ڈی کا محکمہ کس لئے یہاں ہے وہاں بیٹھے ہونے سرکاری افسران کو کیوں تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔ اگر آپ نے block allocation کرنی ہے تو آپ پی اینڈ ڈی کے محکمہ کو ختم کر دیتے اور major chunk اگر آپ نے اپنی جیبوں میں رکھنا ہے تو یہ اپنے ہاتھ میں رکھیں تو آپ صوبے کے لئے پلاننگ کیا کر رہے تھے اس صوبے کے لئے منصوبے خاک بنائیں گے۔

جناب سپیکر! یہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب کے الفاظ ہیں۔ اگر آپ Annual Development Programme میں دیکھیں تو abstract میں دیکھیں تو صفحہ 324 to 325 block allocation

جناب سپیکر! financial discipline میں تین چیزیں بڑی اہم ہوتی ہیں۔

one is the block allocation, the second is the suspense and the third is the miscellaneous...so the miscellaneous.

سب سے خطرناک چیز ہوتی ہے جسے آپ متفرق لکھتے ہیں تو ایک باپ نے اپنے بیٹے کو جو کہ ہاسٹل میں رہنا تھا اور اسے -5000 روپے ملتے تھے اسے کہا گیا کہ بیعنام نے جب جانا ہے اور پیسے خرچ کرنے ہیں تو متفرق نہیں لکھنا بلکہ اگر شیو کرائی ہے تو لکھنا -21 روپے شیو کرائی، اگر آپ نے بال کٹوانے ہیں تو لکھنا کہ -10 روپے بال کٹوائی، بنیان لیا ہے تو لکھنا -51 روپے کا بنیان۔ یہ جو متفرق ہے جسے In official financial language we call it a financial crime. آپ دیکھیں کہ block allocations کے ساتھ یہ ہو گیا۔ جتنے یہ معزز اراکین اسمبلی بیٹھے ہیں انہیں وزیر اعلیٰ صاحب بلائیں گے اور یہ کہیں گے کہ جناب "اسیں مر گئے آن لے گئے آن سلائے علاقے وچ کم کوئی نہیں"۔ وزیر اعلیٰ صاحب کہیں گے کہ ان کو 2 واٹر سپلائی دے دیں، ان کے سکولوں کی repairs کا کام کریں، ان کو ایک سڑک دے دیں۔ کسی بھی financial discipline میں جب block allocations ہو گی تو اس کا بنیادی مقصد financial discipline ختم ہو جانے گا۔ اگر آپ A.D.P میں دیکھیں تو آپ کا major chunk جو جاتا ہے that goes to the unfunded schemes and under the financial rules جتنی دیر کوئی سکیم approve نہ ہو اس کے نئے آپ token allocation بھی نہیں کر سکتے۔ جتنی دیر آپ کی سکیم approve ہو گی اس کے بعد آپ مینڈر کریں گے اس کے بعد اس پر کام شروع ہو گا لیکن اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ کام مکمل ہوا جا رہا ہے، سکیم approve نہیں ہونی اور اس کی payment ہو گئی ہے۔ اسی طریقے سے اگر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو دیکھیں تو ان کے پاس مختلف اضلاع کے کروڑوں روپے کے ایسے cases آنے ہیں جہاں پر ابھی تک وہ سکیمیں approve نہیں ہوئیں، میٹھلا دور تھا جو بھی تھا مگر وہ payment ان کو کر دی گئی ہیں۔

جناب سیکرٹری میں اپنے معمولے بھائی حاصل وزیر خزانہ حسین بہادر دریشک صاحب سے کہوں گا یہ جو block allocations ہیں اس کو totally ختم کریں۔ آپ ایک financial discipline بنالیں کہ ہم نے یہ سکیم کہاں شروع کرنی ہے۔ جناب سیکرٹری آپ یہاں دیکھیں کہ محل کے طور پر roads and bridges کا آتا ہے تو حاصل وزیر صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں تو آپ دیکھیں کہ disparity کتنی ہے کہ رنگ روڈ

لاہور بہت ضروری ہے تو آپ ضرور بنائیں، میں اس کی favour میں ہوں۔ اس کا پراجیکٹ 20 thousand ملین روپے کا یہاں پر depict ہو رہا ہے مگر اس کے لئے 2004-05 میں allocation is only of 1 percent آپ دیکھیں کہ by the time آپ اس کو start کریں گے price escalation اور انفراسٹرکچر اس کے لئے کیا ہو جائے گا؟

جناب سپیکر! second پر جو آپ نے block allocations کی ہیں 1900 that is million rupees for the roads and bridges میرے دوست بات کر رہے تھے جن کا تعلق ذیہ غازی خان سے ہے۔ disparity دیکھیں کہ آپ نے نوٹل 7- ارب روپیہ جنوبی پنجاب کے لئے رکھا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ I am from the central Punjab ہم چاہتے ہیں کہ ترقی ہو مگر یہ احساس عمومی اس وقت پیدا ہوتا ہے جب یہ اقدار متفرد قوتوں کی وجہ سے ایک شخص کے پاس چلا جاتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ممبران اپنے اندر اخلاقی جرأت پیدا کریں اور ان میں سے کوئی نہیں چاہتا کہ disparity ہو۔ آپ اس disparity کو ختم کرنے کے لئے on the needs, on the basis of development اس پر روابط پیدا کریں۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایجوکیشن کی بات ہو رہی تھی تو ایجوکیشنل ریٹائرمنٹ کی بڑی ضرورت ہے۔ آپ دیکھیں کہ ذیہ سال ہو گیا ہے کہ ورلڈ بینک نے آپ کو قرضہ دیا ہے اور جب قرضہ آتا ہے تو آپ اپنا ایک نیا سسٹم بنا لیتے ہیں۔ ایڈن ہائٹس میں ایک دفتر بن گیا ہے، شیشے کے میز لگ گئے ہیں وہاں پر افسر آکر بیٹھ گئے ہیں 8 x 8 کا کمرہ ہے، ذیہ ٹن کا اسے سی چل رہا ہے اور بے شک سردی لگ جانے، ان کو کہا یہ گیا ہے کہ امریکہ میں وہاں coffee percolators ہیں آپ کافی خود نہیں، آپ کو جو کیدار یا میچر اسی نہیں دیا جانے گا، آپ کو یہ نہیں دیا جانے گا۔ آپ کام double کریں مگر جناب! ان کی efficiency دیکھیں کہ اس A.D.P میں اس سال بھی کوئی بھی ایک اسکیم accelerated education reforms سے نہیں لی۔ میں ان کو one district of the Faisalabad کا پورا data دیتا ہوں کہ جس میں ہر پرائمری سکول، ہر مڈل سکول اور ہر ہائی سکول میں کیا کیا missing facilities ہیں۔ میرے گاؤں میں بچوں کے مڈل سکول میں 227 students ہیں، وہاں اساتذہ کی 8 strength ہے لیکن 1 posted ایک ٹیچر ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن میں آپ کو جو سب سے important چیز چاہیے۔ آپ سکول زیادہ نہ کھولیں، آپ means of communication بڑھائیں، ٹرانسپورٹ مہیا کریں اور existing schools کا انفراسٹرکچر بہتر کریں۔ آپ بیوروکریسی کا حال دکھیں کہ یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ میرا ایک کلاس فیلو سول سرونٹ ہو گیا تو میں اسے ملنے کے لئے اس کے دفتر میں گیا تو اس وقت ہم پاک ٹی ایوان میں بیٹھ کر بڑے نظریات کی بات کرتے ہوتے تھے تو میں نے اس کو کہا کہ یارا کیا بات ہے؟ تو اس نے کہا کہ یارا تم ایم۔ پی۔ اے لوگ ویسے ہی شور مچاتے رہتے ہو۔ میں نے اسے کہا کہ میری بات سنو۔ تم نے اس وقت Gorgio to Armani کا سوٹ پہنا ہوا ہے، تم نے YSL کی ٹائی لگائی ہوئی ہے Bally کے شوز پہنے ہوئے ہیں تو میں نے کہا کہ تمہارا وہ نظریہ کہاں گیا؟ اس نے کہا کہ "یہ تے بٹک ننگ دے ویلے دی گل سی Now I am a boss of the Province that I should bother یہ جو بیوروکریسی ہے یہ اپنے بہن بھائیوں کو بھول جاتی ہے اور یہ آپ لوگوں کا یہاں مذاق اڑاتے ہیں because why you don't put efficient and proper people on the right jobs

جناب سپیکر! آپ بجٹ کی بات کر رہے ہیں تو میں ایگریکلچر کی طرف آتا ہوں۔
 لودھی صاحب بیٹھے ہیں there is programme of new initiatives of social sectors جناب! اس میں کیا ہو رہا ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ ان کے سیکرٹری صاحب جو بھی ہوں گے وہ competent ہوں گے۔ آج specialization کا دور ہے اور specialization جو ہوتی ہے وہ that is through the education and training آپ کا ایک آفیسر ہوتا ہے جو پہلے اسسٹنٹ کمشنر لکنا ہے، پھر ذہنی کمشنر لکنا ہے، پھر کمشنر لکنا ہے اور اس کے بعد ایجوکیشن میں چلا جاتا ہے۔ جب وہ ایجوکیشن میں ہوتا ہے تو وزیر تعلیم عمران مسعود صاحب انہیں کہتے ہیں کہ آپ انکھینڈ جائیں اور یہ کورس کر کے آئیں تو جب وہ انکھینڈ سے واپس آتے ہیں تو اسے ٹرانسفر کر کے سیکرٹری C & W لگا دیتے ہیں۔ جب وہ سیکرٹری C & W جاتے ہیں تو پھر وہ ملائیشیا میں ٹریننگ کے لئے چلے جاتے ہیں اور پھر وہاں سے وہ واپس آتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ انہیں ایگریکلچر کا سیکرٹری لگا دیں۔ جسے ربیع اور حریف کا پتا نہیں اور جس کا زراعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ زمیندار

کیوں نہیں رہا ہے؟ آپ دیکھیں کہ آپ نے allocations کی ہیں تو سب سے important چیز آپ کے لئے agriculture ہے جس سے 70% of the population is related to the agriculture اور یہاں پر کل بھی بات ہوئی تھی کہ زمیندار کو آپ کیا دے رہے ہیں؟ آپ سب کچھ چھوڑ دیں۔ زمیندار ایک واحد ایسا طبقہ ہے جو کبھی بھی اپنی لبر اس میں count نہیں کرتا۔ وہ صرف بیج count کر لیتا ہے، آبیانہ count کر لیتا ہے، وہ ٹریکٹر count کر لیتا ہے اور وہ کبھی بھی اپنی personal labour count نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کیزا بنانے والی مڑکے مالک سے زبردستی کسی نے کیزا خرید لیا ہو۔ لیکن جب زمیندار کی فصل آجاتی ہے تو اس کو کبھی pay نہیں کیا جاتا۔ اس کے لئے میری تجویز یہ ہے آپ زمیندار کے لئے crop insurance کا بندوبست کریں۔ آپ extension programme دیں، extension programme یہ نہیں ہے کہ جیب پر بیٹھ کر فیلڈ آفیسر گھوم پھر کر آجانے۔ آپ جو بیج زمینداروں کو دیتے ہیں وہ جیسے اب 1970 والا بیج آج اس کو initiate کر رہے ہیں تو یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔ یہاں پر آپ نے ایک انفارمیشن ٹیکنالوجی کا وزیر بنا دیا ہے تو کیا آپ کو پتا ہے کہ پاکستان میں آج تک ایک بھی انفارمیشن ٹیکنالوجی میں پی۔ ایچ۔ ڈی نہیں ہے؟ اور یہ دور کس کا ہے۔ یہ وزیر سپورٹس بیٹھے ہیں تو سپورٹس سیکٹر میں آپ نے کیا کیا ہے؟ آپ نے ان کو ایک سیکشن آفیسر کا وزیر بنا دیا ہے۔ میرا خیال ہے جتنے پیسے آپ اس معزز وزیر پر خرچ کر رہے ہیں تو بہتر ہوتا کہ آپ اس کے لئے ایک سلیڈیم بنا دیتے۔ یہاں پر وزیر نورازم بیٹھے ہیں تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ نورازم کے پورے سیکٹر میں ایک سکیم initiate ہو رہی ہے اور وہ کون سی ہے؟ This Province is full of nature. یہاں پر دیکھیں کہ کوآپریٹو کی بات کی ہے تو Minister is doing good and I must appreciate him مگر اس سیکٹر کے لئے آپ نے کیا allocate کیا ہے؟ وزیر انوائٹمنٹ بیٹھے ہیں، انوائٹمنٹ یہ نہیں ہوتی کہ انڈسٹری انوائٹمنٹ، یہ noise pollution بھی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اریگیشن کے حوالے سے بات کروں گا تو زمیندار کا کہنا ہے کہ زمین میری ملکیت نہیں ہے بلکہ پانی میری ملکیت ہے تو میں نے اپنے حاصل وزیر صاحب کو کل ایک document دیا کہ مین آبلو جو کہ ایک معمولی سی تحصیل ہے جس میں آپ کے محلے کے ایک ایکسٹینشن نے تقریباً 31 موٹے tampered کئے ہیں۔ وہ اس سے اتفاق کریں گے اگر انہوں نے اس کی انکوائری کروائی ہو۔ پانی کے لئے آپ کے بڑے اچھے پراجیکٹس ہیں۔ federal funded ہیں۔ نیشنل ڈریجنگ پروگرام ہے۔ this is a federal funded drainage project فیڈرل پراجیکٹ میں سب سے اہم چیز ہے کہ آپ desalting کراتے ہیں، بند بنواتے ہیں اور بارش ہوتی ہے تو پھر یہ ہو جاتی ہے تو اس کے لئے میں وزیر موصوف کو تجویز دیتا ہوں کہ آپ سٹورج ڈیمز بنائیں۔ آپ ریگولیری سٹرکچر بنائیں اس کے لئے improvement کریں، اس کا مل یہ نہیں ہو گا کہ اریگیشن کے لئے آپ کے پاس پانی ہو گا تو lining of canals کا ہو گا۔ آپ کو چاہیے کہ Taming of the Rivers کریں اور میں آپ کو documents دوں گا۔ ایک دفعہ چائینہ میں سیمینار ہوا تھا How to Tame the Rivers? اس کے میں آپ کو documents دوں گا آپ اس کی study کریں۔ سب سے اہم چیز ریسرچ ہوتی ہے آپ زراعت کے متعلق ہی دیکھیں لودھی صاحب کے محلے میں اس وقت پنجاب میں ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں گریڈ 17 میں P. Ph.d Scientist مہرتی ہوتا ہے وہ گریڈ 17 میں ہی ریٹائرڈ ہو جاتا ہے یہ آج تک ڈیڑھ سال میں ایک ڈی۔ جی ایوانٹ نہیں کر سکے تو اس محلے کی کیا ریسرچ ہو گی؟ ان کو incentive دینے چاہئیں۔ University of Southern California میں ریسرچ سٹوڈنٹ کی تنخواہ that is more than the Senator of the United States کریں گے تو آپ کا بہتر concept آنے کا۔ اس کے لئے آپ کو ایگریکلچر سیکٹر کے لئے allocation زیادہ کرنا ہو گی۔ یہاں پر بات ہوتی تھی Human resource of development یہاں رضوی صاحب بیٹھے ہیں ان کے محلے کے لئے ایک سکیم دی گئی ہے آپ کہتے ہیں کہ Human resource of development کے لئے ہم نے مزدور کو دینا ہے۔

Mr Speaker! I am supposed to present my party if you think I am not relevant, I will not speak. The House is giving me very patient hearing.

جناب سپیکر! یہ پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کو یہاں emphasis کیا گیا ہے This is a very good concept آپ دیکھیں کہ ان کے پاس ایک محکمہ سوشل سکیورٹی ہے جو سب سے بہتر facility مہیا کر رہا ہے۔ انہوں نے اب "پنجاب سوشل سکیورٹی میڈیکل ہیلتھ کینی" بنا دی ہے۔ اس میں یہ ہوگا کہ کمپنی بننے کے بعد حکومت پنجاب ان کو 45 کروڑ روپے ایک مشن دے دے گی۔ جب یہ رقم یکمشت دے دی گئی تو وہ ایک ایکڑ میں ہسپتال بنائیں گے اور جو سوشل سکیورٹی connect کریں گے استعمال بھی وہ کریں گے۔ unfortunately جس آدمی کو یہ چیز مین بنا رہے ہیں وہ خود اس محکمے کا 23 لاکھ روپے کا ڈیفالٹر ہے۔ یہ competition کا دور ہے اس سے پہلے بھی آپ کو TEVTA کے اچھے رزلٹ نہیں ملے ہیں آپ کو چاہیے کہ اخبارات میں اس کی advertisement کریں کہ یہ ہم پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس کے لئے بہتری آسکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر وزراء کے گھروں کی بات ہوتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اس ملک میں گریڈ 1 کے ملازم کو 1991 کے مطابق 2807 روپے کرایہ مہینے کا مل رہا ہے۔ اس سے اوپر والے کو 495 روپے مل رہے ہیں آپ تو کہتے ہیں کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے اگر کسی غریب کو آپ house purchase کے لئے پچاس ہزار روپے قرض دیتے تھے تو وہ بھی وزیر خزانہ نے بند کر کے اس پر صرف نو کن ایک ہزار کی allocation رکھی ہے۔

جناب سپیکر! میں لودھی صاحب کی توجہ چاہوں گا کہ پاکستان میں اس وقت بڑی import edible oil کی ہوتی ہے۔ آپ کو import edible oil کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اگر آپ سن 2004 اور پروڈکشن کو بہتر کر لیں اور unfortunately ان کے محکمے نے کسی کو بھی سن 2004 کا بیج موقع پر مہیا نہیں کیا۔ اگر آپ ان کو edible oil کی اچھی price دے دیں تو آپ کا یہ معاملہ حل ہو سکتا ہے۔ دوسرا ہے کہ You have to divert to the short term cropping آپ کو لمبی crops کے بعد short term cropping پر جانا پڑے گا۔ میں اپنے محترم بھائیوں کو ایک اور چیز

جتاؤں کے ادھر بڑا شور ہے کہ ہمیں آنے کے لئے روکا جاتا ہے مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ آپ کے لئے رستے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ کی اسے ڈی۔ پی میں اسمبلی کے لئے

Extension of this Building, Renovation of the Pipals House and Construction of the Phase-II of the M.P.As Hostel.

یہاں پر اس A.D.P میں ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا which is very unfortunate جو لوگ یہ بجٹ پاس کر رہے ہیں جنہوں نے جہاں جا کر رہتا ہے آپ نے گریڈ 1 سے 22 تک کے لئے کالونی announce کر دی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے مگر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سلسلے میں وزیر قانون information دینا چاہتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے نوٹس میں ہے اور میں معزز رکن کی خدمت میں بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ آج سے چند دن پہلے وزیر صاحب نے ایک میٹنگ کی تھی اور اس میں اس ہال کی extension کا concept منظور ہو گیا ہے اور اس کی ڈرائنگ بن رہی ہے اور انشاء اللہ تعلقہ ہم اسی سال میں اس کو شروع کریں گے اور اسی سال میں fast project کے تحت مکمل کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! مجھے اس چیز کا تو پتا نہیں مجھے جو اس معزز ایوان کی طرف سے document دی گئی ہیں میں اس کے مطابق ہی بات کر سکتا ہوں۔ اگر انہوں نے کہا تو ضرور کہا ہو گا۔ اس طرح تو انہوں نے access to justice programme اس میں بھی total block allocation ہے اور Progress expected is zero percent میں نے تو ایک نظام ہی کی ہے I am giving you the suggestions also۔ دوسری یہاں پر poverty کی بات ہو رہی تھی۔ پاکستان میں ہر روز بارہ ہزار آدمی below poverty line جا رہے ہیں۔ ایک کمانے والا اور سو کمانے والے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ آپ کی unemployment, inflation and infrastructure کی کمی these are basic factors آپ پی۔ ایچ۔ ڈی پیدا کر لیں مگر آپ کا جو اصل brain grain تھا وہ سب باہر settle ہو گیا ہے۔ اگر آپ کا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ ہے یا آئی ٹی ہے یا کوئی

بھی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے اگر کوئی باہر پڑھنے کے لئے گیا تو وہاں جا کر absorb ہو گیا ہے۔

You have to give extra special incentive to the people to come back who can create the job

یہاں پر بات ہوئی کہ ہم دس لاکھ نوکریاں دیں گے تو آپ یہاں سے نوکریاں دیں گے؟ آپ دیکھیں

کہ modernization میں لیبر کی کمی آتی ہے یہاں ہمارے شہر میں جب ایک مل میں دس ہزار مزدور

کام کرتا تھا اب وہاں پر دو سو کرتے ہیں کیونکہ سپیشلائزیشن میں ان کو ٹیکنالوجی کی ٹرانسفر میں ایک

window operation جسے ہم one window operation کہتے ہیں وہ one button

operation کے ساتھ ہو رہی ہیں اور آپ لیبر کے لئے کون سا incentive دے رہے ہیں۔ مجھے

بتائیں کہ لیبر کے لئے کون سی کالونیز بنا رہے ہیں؟ بلکہ یہ تو پینٹے سے ہی موجود لیبر کو بھیج رہے

ہیں۔ میری رضوی صاحب سے درخواست ہو گی کہ آپ قانون کے مطابق آئی۔ ایل۔ او 1962 جنیوا

کنونشن میں جو طے ہوا تھا یہ سیکشن 46 کو quote نہ کریں بلکہ پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کے لئے

employee کا سوچیں employer کا نہ سوچیں defaulter کا نہ سوچیں۔

جناب سیکرٹری! جب یہ wind up کریں تو extra P.F.C disbursement کی بھی

وضاحت بیان کر دیں۔ یہاں پر لائیو سٹاک کی بات ہو رہی تھی اگر آپ لائیو سٹاک کا سیکٹر دیکھیں تو

میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف نے صرف اپنے ضلع کے لئے ایک پراجیکٹ رکھا ہے وہ بھی

camel breeding آپ کے ملک میں دودھ کی کمی ہو رہی ہے اس کے لئے ان کا کوئی نیا پراجیکٹ

نہیں آ رہا ہے۔ اگر یہ کہیں تو میں ان کو پڑھ کر سادیتا ہوں۔

وزیر لائیو سٹاک، جناب سیکرٹری پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، وزیر لائیو سٹاک!

وزیر لائیو سٹاک، جناب سیکرٹری! انہوں نے camel breeding کی بات کی ہے۔ پہلی بات تو یہ

ہے کہ یہ ضلع مظفر گڑھ میں ہو ہی نہیں رہا ہے میں مظفر گڑھ سے belong کرتا ہوں میں کوئی

بھاوپور اور اس طرف سے belong نہیں کرتا۔ اگر آپ بخت کو دیکھیں تو ہم اس میں نئی پالیسیاں

اور نئے initiative لے کر آئیں ہیں اور اگر آپ پر انا بھٹ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو پتا چلے کہ الحمد للہ لائیو سٹاک کا گراف اوپر جا رہا ہے نیچے نہیں جا رہا۔ اگر آپ average نکالیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ اگر آپ پچھلے آٹھ نو سال کا بجٹ نکال کر دیکھیں تو آپ کو فرق صاف نظر آنے کا کہ یہ گراف اوپر گیا ہے اور یہ ٹھکر صرف اور صرف عوام کی بہتری کے لئے ان کو یہ چیز جاتا ہے کہ جانور کی آپ نے کس طرح سے care کرنی ہے اس کو کیا کیا دیکھیں دینی ہے اور وہ کس طرح بیماری سے بچے گا آپ کو کس طرح سے ابھی کو اپنی کا گوشت مل سکتا ہے؟ آپ کو دودھ ملے دودھ سے کئی چیزیں بنتی ہیں جب کت موئن آئیں گی تو میں اس کا مکمل جواب دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر ا مجھے تو نہیں پتا تھا یہ ماشاء اللہ فوج ظفر موج ہیں۔ ہم تو دو چار کو جانتے ہیں۔ ہمارے تو ساتھ رہے ہیں یا ان کی شناخت پریڈ کرا دیں ہمیں بتا دیں۔

I don't know whether he is from Bhakkar or Muzafargarh.

مگر صفحہ 36 میں ہے کہ۔

There is one scheme of Live Stock Production, camel breeding and research station Kaloorkot.

اس کی progress بھی 4 فیصد ہے۔ اس کے بعد پولٹری پروڈکشن اور جینیٹکس بھی دیکھیں ہیں یہ ساری unapproved ہیں۔ جب آپ اپنے ٹکٹے میں ایک timely scheme approve نہیں کر سکتے ہیں، What result you can here to that? ابھی تو devolve ہونے کے بعد یہ نہیں پتا کہ سپورٹس کا ٹکٹہ ان کے پاس ہے یا devolve ہو گیا ہے؟ آپ ایک سنڈی گروپ بنائیں جس میں آپ یہ دیکھیں کہ devolve ہونے کے بعد ان ٹکٹوں کے پاس رہ گیا ہے؟ دوسرا یہ تھا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی، لاہ منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کو interrupt نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔ چونکہ وہ figures کے حوالے سے بات کر رہے تھے تو میری آپ سے استدعا ہو گی اور معزز

پریس اراکین سے بھی کہ figures کے حوالے سے ان کی کوئی اتنی authenticated باتیں نہیں ہیں۔ اس لئے totally ان پر rely نہ کیا جائے۔ انہوں نے ابھی صوبائی اسمبلی کے متعلق فرمایا کہ کچھ نہیں رکھا گیا۔

Extension of Punjab Assembly Building Lahore 250 million, addition alteration and refurnishing of Pipals House Lahore 8.124 million, construction of New M.P.As Hostel again 250 million.

اس لئے اگر ان کی نظر سے یہ نہیں گزرا تو کم از کم یہ نہ کہیں کہ رکھا ہی نہیں گیا۔ رکھا گیا ہے۔ میری اسناد معاصر یہ تھی کہ اس کو ذرا غور سے پڑھ لیں۔

رانا آفتاب احمد خان، Before thumping listen to me، پنجاب اسمبلی کا میں نے یہ دیکھا

سے کہ The problem is that progress percentage expected during 2004-05, اب یہ اس کالم میں دیکھ لیں اور یہ خود ذرا پڑھیں کہ اس میں extension of building Addition/alteration and refurnishing جو progress expected zero percent of Pipals House ہے اس کی one percent ہے۔ میں نے تو اس سال کا جو بجٹ پیش ہوا ہے، اس کی سال میں development کیا ہونی ہے؟ میں تو اس پر جا رہا ہوں۔ اگر راجا صاحب اس سے اتفاق کریں کہ کیا یہ expected progress نہیں ہے جو انہوں نے depict کی ہے۔

What is allocation? Allocation does not mean...

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سیکرٹری بالکل ہے۔ ہم نے allocation رکھی ہے۔ پراجیکٹ جو ہے اس کے متعلق جیسے میں نے عرض کی ہے کہ concept approve ہوا ہے۔ ابھی اس پراجیکٹ نے approve ہونا ہے۔ allocation موجود ہے۔ جب کام شروع ہو گا تو اس کی allocation بھی ہو گی۔

جناب ذہنی سیکرٹری، راجا صاحب کی یہ بات تو صحیح ہے کہ progress کی جو بات کر رہے ہیں۔ جب کام شروع ہو گا تو progress ہو گی نل۔ How can you have a progress before

that بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی allocation کر دی ہوئی ہے۔
 رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! reappropriation دوسرے head میں جانے کا کیونکہ یہ
 خود کہہ رہے ہیں کہ پورے سال میں ایک percent نہیں ہو گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: But statement is being given on the floor of the House.

یہ غلط statement تو نہیں ہو سکتی۔

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ ضرور مناسب سمجھوں گا کہ آپ نے جیسے
 خواتین کے لئے 20 کروڑ روپیہ رکھا ہے، میرے خیال میں یہ بہت کم ہے۔ اگر آپ ایوان میں 33
 فیصد representation دیتے ہیں تو You should have at least same on the basis
 of 33% for the women also.

(نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سپیکر! دوسرا minorities کے لئے یہاں پر بات ہوئی ہے ' I would

آپ recommend that 10 crore rupees is a very meagre amount for the minorities
 دیکھیں کہ minorities کا Christians کا اس ملک کے بنانے میں کتنا ہاتھ ہے؟ آپ دیکھیں کہ
 جتنے Missionary schools تھے convent schools تھے یا ہسپتال تھے میری یہ گزارش ہو
 گی کہ اس کے لئے بھی اس کو بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر! چونکہ اب باقی دوستوں نے بھی بات کرنی ہے میں آخر میں صرف استغابی
 کہوں گا کہ اس بجٹ میں جب تک آپ غیر ترقیاتی اخراجات کو کم نہیں کریں گے development
 کو نہیں بڑھائیں گے اس وقت تک ترقی نہیں ہو گی۔ بس آخر میں استغابی کہوں گا کہ
 اشکوں کے جگنوؤں سے اندھیرا نہیں جانے کا
 شب کا جھاد توڑ کر کوئی آفتاب لاؤ

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی لیبر منسٹر صاحب!

وزیر محنت، جناب سیکرٹری میں آپ کے توسط سے رانا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں بھی انھوں نے یہاں ایوان میں فرمایا تھا کہ سوشل سیکورٹی کا ادارہ پرائیویٹ سیکٹر میں جا رہا ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوشل سیکورٹی کا ادارہ ویسے ہی موجود ہے اور ویسے ہی کام کرتا رہے گا، ہم نے صرف ایک سوشل سیکورٹی ہیلتھ ٹیمٹ کمیٹی بنائی ہے جس میں آجر ایجر گورنمنٹ کے نمائندے ہوں گے۔ اس کا چیئر مین بالکل ڈیپالٹر نہیں ہے۔ میں یہ بھی ان کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہیلتھ ٹیمٹ کمیٹی ہو گی یہ پانچ ہسپتال جا رہی ہے۔ ان میں سے تین ہسپتال ہم ابھی شروع کر رہے ہیں۔ اس میں یہ کمیٹی زمین ہمیں مفت دے گی اور وہ زمین سوشل سیکورٹی کے نام ہو گی۔ اس پر supervision سوشل سیکورٹی کی ہو گی۔ سوشل سیکورٹی کوئی پرائیویٹ سیکٹر کی طرف نہیں جا رہی۔

جناب سیکرٹری! دوسری بات انھوں نے یہ کی ہے کہ لیبر کے لئے کوئی کالونیاں نہیں بن رہیں۔ سیالکوٹ میں 705 گھروں کی کالونی بنی ہے۔ رحیم یار خان میں کالونی بنی ہے۔ میاں چنوں میں ہم کالونی شروع کر رہے ہیں۔ رانا ناؤں میں 1400 گھروں کی کالونی بنی ہے۔ یہ سب مزدور کی ویلفیئر کے لئے بنی ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے منجانب گورنمنٹ مزدور کی ویلفیئر کے لئے دن رات کام کر رہی ہے۔ شکریہ

رانا آفتاب احمد خان، I am point of clarification. جناب سیکرٹری! انھوں نے جو فرمایا ہے میں نے کب کہا ہے کہ یہ پرائیویٹ ہے؟ میں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ جو منجانب سوشل سیکورٹی ہیلتھ میڈیکل کمیٹی بن رہی ہے اس کا جو چیئر مین ہو گا وہ ایک پرائیویٹ آدمی ہو گا اور وہ ڈیپالٹر ہے۔ یہ آپ کی کمیٹی کے تجویز کردہ ہیں، میری تجویز کردہ نہیں ہیں۔ یہ میسرز کوہ نور ویونگ لاہور سافٹو کا ہے۔ 23 لاکھ 59 ہزار 390 روپے کا ڈیپالٹر ہے۔ مارسیال، یہ آپ کے ٹکے کا کالڈ ہے۔ یہ میرا کالڈ نہیں ہے۔ دوسرا under the company's order یہاں پر کوئی نہ کوئی وکیل ٹھنٹے ہوں گے۔ جب 1984 کمپنیز آرڈیننس کے بعد یہ کمیٹی بن جانے کی، آپ کی representation ہو گی مگر

That will be 'part' نہیں ہو گا وہ آپ کا purview of that.

under the company's ordinance وہ اسمبلی کے purview سے باہر ہو جائے گا۔

وزیر اقلیتی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے!

وزیر اقلیتی امور، شکریہ سپیکر صاحب! میرے فاضل رکن نے minorities کے بجٹ کے حوالے

سے جو تجویز پیش کی ہے میں اس بات کی تائید کرتی ہوں کہ مشنری اداروں کی اس بجٹ میں سے

مدد کی جانے لیکن میں ان پر یہ بات واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ تمام انگلش میڈیم ادارے Jesus

and Merry Convent, Saint Anthony Schools بڑے بڑے کیتھیڈرلز، یہ ادارے

minority مشنری کو لکھ کر دے دیں کہ یہ 50 فیصد سینیٹیں غریب کرپشن بچوں کو دے دیں گے

تو میں انہیں فڈز دینے کو تیار ہوں۔ (نمبر ہائے تحسین)

جناب پرویز رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! معزز مشنری امور نے اسی ایوان میں بات کی ہے کہ

Jesus and Merry Convent, Saint Anthony اور جتنے بھی مشنری ادارے ہیں وہ

minority مشنری پنجاب کو لکھ کر دے دیں کہ پچاس فیصد طلباء minority کے ہوں گے۔ میں

یہاں پر مشنری صاحبہ کو واضح کر دوں کہ یہ سرکاری ادارے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ ادارے پابند ہیں کیونکہ

یہ مختلف churches and denominations کے ادارے ہیں۔ ہر ادارے اور ہر طرح کی ایک

اپنی پالیسی ہے کہ وہ کس طرح admission دیتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں! آپ جو فڈز مانگ رہے ہیں وہ ان کے بارے میں کہہ رہی ہیں۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! مشنری صاحبہ کا point invalid ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ سرکاری فڈز کی بات کر رہی ہیں جو پرائیویٹ فڈز ہیں وہ تو آپ کے اپنے

ہیں۔ اب میں جناب امجد حمید دستی صاحب کو request کروں گا۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! پھر منسٹر صاحبہ کو یہ کہنا چاہیے کہ اگر وہ اقلیتی منسٹر ہیں کہ پنجاب میں جتنے بھی اقلیتی ادارے تھے، منسٹری ادارے تھے ان کو واپس کیا جائے۔ جیسے مرے کالج ہے، 'Gordon College Rawalpind' ہے، جیسے اس حکومت نے ایف۔ سی کالج واپس کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے جو ادارے رہ گئے ہیں وہ بھی ہمیں واپس کئے جائیں۔

وزیر اقلیتی امور، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذمینی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر اقلیتی امور: جناب سپیکر! ابھی منسٹری اداروں کی بات کی گئی ہے تو میں اپنے بھونے بھائی پرویز رفیق صاحب، جو پیپلز پارٹی کے بچوں پر بیٹھے ہونے ہیں کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ جتنے بھی منسٹری ادارے تھے پیپلز پارٹی نے انہیں nationalize کر لیا تھا اور اس nationalization کی وجہ سے مسیحی قوم پر تعلیم کے دروازے بند کر دیئے گئے اور میری مسیحی قوم sweepers اور labourers کے روپ میں سڑکوں پر جھاڑو پھیر رہی ہے۔ جب انہوں نے پیپلز پارٹی join کی تو اس وقت یہ خیال کیوں نہیں آیا؟ پیپلز پارٹی کو join کرنے سے پہلے میرے بھائی اس پارٹی کی پالیسی کو تو بنور دکھ لیتے کہ کس طرح انہوں نے nationalization کر کے ہماری مسیحی قوم کو تباہیوں میں دھکیل دیا ہے۔ جو اردو میڈیم سکولز تھے وہ تو فیڈ مارشل ذوالفقار علی بھٹو نے nationalize کر لئے لیکن انکس میڈیم اداروں کو کیوں بھوز دیا گیا تھا؟ کیا بے نظیر بھنو وہاں کی طالب علم تھی اور اس نے اپنے پیانا سے کہا تھا کہ یہ ادارے بھوز دیئے جائیں، اس چیز کو بے نقاب کیا جانے کہ کس طریقے سے مسیحی اداروں کے خلاف یہ سازش کی گئی تھی؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیں)

جناب ذمینی سپیکر: آرڈر بیڑ۔ آرڈر بیڑ۔ آپ ابھی تشریف رکھیں۔ جب آپ کو تفریر کا موقع ملے گا تو اس وقت بات کر لیجئے گا۔ ابھی میں امجد محمد خان دستی صاحب کو floor دیتا ہوں۔

راجا ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر: راجا صاحب! I will give you the floor later on! ابھی ہمارے محترم بزرگ

محمد سعید دستی صاحب کھڑے ہیں مہربانی کر کے ان کو تفریر کرنے دیں۔ Don't disturb him۔ راجا ریاض احمد: جناب سپیکر! ہماری پارٹی کے حوالے سے بات ہوتی ہے۔ ہم نے اس کا جواب دینا ہے۔ یہ تو سب لوٹے ہیں۔ اگر پیپلز پارٹی اتنی بری تھی تو انہوں نے اپنے غاوند کو پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں وزیر کیوں بنوایا ہوا تھا؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر: بی بی! I will give you the floor later on!

وزیر اقلیتی امور: جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہتی ہوں کہ یہ ضیاء الحق کے دور میں جداگانہ انتخابات ہوئے تھے۔ مسیحی لوگ اپنے علیحدہ نمائندے چنتے تھے۔ پاکستان مسیحی اتحاد ایک سیاسی جماعت تھی اور میں اس کی چیف آرگنائزر تھی۔ میری پارٹی سے ٹکٹ لے کر میرے غاوند نے الیکشن لڑا۔ ہمارا نشان سبز می تھا۔ اسی پارٹی سے عادل شریف صاحب چار مرتبہ اسی ایوان کے ممبر رہے ہیں۔ ان کا نشان بھی سبز می تھا۔ پیپلز پارٹی اگر یہ بات حجت کر دے کہ ہم نے کبھی تیر یا تلوار کے نشان پر الیکشن لڑا ہے تو میں اسی وقت استغفیٰ دے دوں گی۔ میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔ میں ایک اور بات ان کی گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔

جناب والا! جب ہم جداگانہ الیکشن لڑتے تھے تو ballot paper پر ہمارے علیحدہ نشان آتے تھے اور جو بھی پارٹی سیاسی طور پر اقتدار میں آتی تھی ہم اپنے لوگوں کی فلاح و بہبود اور کام کروانے کے لئے اس پارٹی کو join کرتے تھے۔ ہم لوگ علیحدہ الیکشن لڑ کر آتے تھے اپنی پارٹی کے بیٹن ٹارم پر الیکشن میں حصہ لیتے تھے 'اپنے نشان کے تحت الیکشن لڑتے تھے اور جو بھی پارٹی اقتدار میں آتی تھی اسے ہم join کر لیتے تھے۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر: جی بی بی! آپ بات کریں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی شکر یہ۔ جناب سپیکر! محترمہ نے بہت اہمگی تقریر کی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ انصوں نے ہماری بات کا جواب خود ہی اپنی تقریر میں دے دیا ہے کہ اس پارٹی کا مقصد ہمیشہ ایک پریشر گروپ build کرنا ہوتا تھا۔ یہ پریشر گروپ build کرتے تھے اور اس کے بعد ہر اس حکومت کو join کرتے تھے جس میں ان کا فائدہ چھپا ہوتا تھا۔ جناب والا! میں ان سے پوچھتی ہوں کہ جب ایک حکومت کی پالیسی سے آپ کو اتفاق نہیں ہے تو آپ اس کی کابینہ میں وزیر کیسے رہ سکتے ہیں؟ اگر آپ کو nationalization کی اس وقت بہت شکر تھی تو آپ کے معاون کو اس وقت وزارت سے استعفیٰ دے دینا چاہیے تھا جبکہ یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ (قطع کلامیں)

MR DEPUTY SPEAKER: Now I will not give the floor to any body.

اب امجد حمید دستی صاحب بحث پر بات کریں گے۔ میزب تشریف رکھیں۔ محترمہ تشریف رکھیں۔ This is not a debate. اب میں کسی کو floor نہیں دوں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے اور اہمگی بہت معزز اراکین نے بات کرنی ہے۔ جی امجد حمید دستی صاحب!

سر دار امجد حمید خان دستی، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! آج یہ پوچھا دن ہے۔ ہماری حکومت نے جو بحث پیش کیا ہے اس کے محاصل: غویاں اور نقائص یہاں ایوان میں بیان کئے جاتے رہے ہیں۔ اگر ان مسئلوں یا کاموں کا بار بار ذکر کیا جائے تو یہ repetition ہو جاتی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا ذکر کرنے میں حرج نہیں ہے۔ اہمگی خبر کو سننے کے لئے ذہن ہر وقت خواہش مند رہتا ہے اور کلن اسے سننے کے لئے بے تاب رستے ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے جواں سال وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انصوں نے بڑے حوصلے اور ہمت سے یہ بحث پیش کیا اور جن باتوں پر زور دینا تھا ان پر زور دیا۔ میں اس سے آگے چلنا ہوں کہ ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں جو سب سے بڑی بات ہے وہ آپ کو ذہن نشین کرنی چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ ترقیاتی کاموں کے لئے پہلے سے 47 فیصد زیادہ رقم مختص کر دی گئی ہے۔ سب سے زیادہ زور شعبہ تعلیم پر دیا گیا ہے۔ I need not to repeat it but just telling تاکہ یہ آپ کے ذہن نشین ہو جائے اور آپ بھولیں نہیں۔ بحث تقریر میں کہا گیا ہے کہ "پہلی سے پانچویں جماعت تک کورس کی کتابیں مفت مہیا کی گئیں اور اگلے سال اس سولت کا دائرہ

انہوں نے جماعت تک بڑھایا جا رہا ہے۔ "یہ آج تک کبھی نہیں ہوا۔ This is only first time. تعلیمی میدان میں جو بہت بڑی پیشرفت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کے لئے 7- ارب 20 کروڑ روپے مخصوص کئے گئے ہیں۔ جناب والا! تعلیم کے میدان میں ایک دوسرا بڑا قدم یہ اٹھایا گیا ہے۔ اگر یہ repetition تصور نہ ہو تو میں اس خوشخبری کو پھر آپ کے ذہن نشین کراؤں کہ آئندہ مالی سال میں ایک اہم قدم تعلیمی اداروں کا درجہ بڑھانا ہے۔ پرائمری سکولوں کو ڈل اور ڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا جانے کا اور اس کے لئے بجٹ میں 2- ارب روپے مخصوص کئے گئے ہیں۔ سپیشل ایجوکیشن کے لئے صرف 49 ادارے کام کر رہے تھے اب اس کے لئے مزید رقم دی گئی ہے اور اساتذہ کی تنخواہوں کو دگنا کر دیا گیا ہے اور ہر معذور سپیشل بچے کے لئے دو سو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح صحت کے شعبے میں طبی سہولتوں کے لئے 3- ارب 50 کروڑ روپے کی گرانٹ دی گئی ہے۔ جو آنے والے سال میں ساڑھے پانچ ارب کر دی گئی ہے۔ نکاسی آب کا جو پروگرام بنایا گیا ہے اس سے 10 لاکھ سے زائد افراد کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب والا! زراعت کے میدان میں پانچ ایکڑ سے ساڑھے بارہ ایکڑ تک کے زمینداروں کو زرعی ٹریکس کی دعوت دی گئی ہے یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ صوبہ کے 7 ہزار مزارعین میں ساڑھے بارہ ایکڑ فی غنہ ان کے حساب سے سرکاری زمین دی جائے گی۔ اسی طرح دیہی علاقوں میں پانچ مرے کے ایک لاکھ ہزار پلاٹ تقسیم کئے جائیں گے۔ پانی کی قلت کا ایک بڑا مسئلہ ہے اور آئندہ مالی سال میں اس مسئلہ کے لئے 3- ارب 70 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں لیکن یہ مسئلہ چھوٹے ذہنوں سے حل نہیں ہو گا۔ اس مسئلہ کا ایک ہی حل ہے کہ بغیر توقف کے کلاباغ ڈیم کی تعمیر شروع کی جائے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

یہاں پر چاہے حکومتی پنجر یا ایوزیشن کے ممبران ہوں یہ سارے محب وطن لوگ ہیں۔ جتنے بھی خواتین و حضرات یہاں بیٹھے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ اس ایوان میں کوئی ایسا ممبر ہے جو کلاباغ ڈیم شروع کرنے کے مخالف ہو؟ آوازیں، نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، اگر نہیں ہے تو آج میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اجازت دی جائے۔ اگر یہ ایوان بھی میری ہاں میں ہاں ملا دے تو ہم پنجاب حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے وفاقی حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے کیونکہ صدر بھی کئی دفعہ کہ چکے ہیں کہ اس ملک کی بھلائی کے لئے کلاباغ ڈیم کا بننا بہت ضروری ہے۔ یہ کتنے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ بھارت اب تک 50 سے زائد ڈیم بنا چکا ہے اور چین جو ہم سے دو سال بعد آزاد ہوا تھا انہوں نے 100 ڈیم بنائے ہیں لیکن ہم نے دو ڈیم بنانے اور انہی پر اکٹھا کرتے رہے۔ اب وہ بھی silt up ہو گئے ہیں۔ آپ میرے ساتھ ہاں میں ہاں ملائیں اور جناب سپیکر کو بتائیں اور اگر وہ اجازت دیں تو یہ ایوان وفاقی حکومت اور صدر کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے متفقہ طور پر ایک قرار داد لانے کہ اس نیک کام کو شروع کیا جائے۔ آپ میں سے کوئی آدمی نہ تو ولی خان کے خاندان سے ہے نہ بیجو کے خاندان سے ہے اور نہ ہی ولی خان کے بلا کی طرح کسی کے بزرگ نے کبھی یہ سوچا عبد الغفار خان نے کہا تھا کہ یہ پاک سر زمین ایسی نہیں ہے کہ مجھے اس میں دفن کیا جائے لہذا مجھے جلال آباد میں دفن کیا جائے۔ یہ جتنے بھی کلاباغ ڈیم کے مخالف ہیں یہ پاکستان کے مخالف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جو قائدہ اس ملک کو ہو گا وہ ان کی پالیسی کے خلاف ہو گا۔ اگر آپ اس ضمن میں کچھ کہنا چاہتے ہیں یا ہمارے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو بیک ذہن کہیں کہ کلاباغ ڈیم بن کر رہے گا۔

(اس مسئلے پر پورے ایوان کی طرف سے کلاباغ ڈیم بن کر رہے گا کا نعرہ بلند ہوا)

سردار امجد حمید خان دستی، اس کی تعمیر میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کی جائے گی۔ بہت کچھ ہو چکا ہے۔ یہ وعدے وعدے کا وقت ختم ہو گیا لہذا اب اس پر اختلاف نہیں ہونا چاہیے۔ جناب 101 سرکاری ملازمین ہماری ریزرو کی ہڈی ہیں۔ ہم تو آئے اور چلے گئے۔ کبھی اس ایوان میں ششے ہیں اور کبھی جیل میں لیکن اس ملک کو پور و کریسی نے، سرکاری ملازمین نے اپنے طریقے سے چلایا ہے۔ غلط طریقے سے بھی چلایا ہے اور اچھے طریقے سے بھی چلایا ہے۔ باوجود اس کے کہ چیز اس سے لے کر سیکرٹری تک ہر جگہ رشوت کا بازار گرم ہے ماسوائے چند ایک لوگوں کے جو صاحب ضمیر ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت نے ان کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا ہے کہ تم

نے ہمیشہ حکومت کرنی ہے ہم آنے جانے والے لوگ ہیں اور ہم تمہاری تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کرتے ہیں۔ ہماری حکومت نے فوج والوں کی بھی تقصید کی۔ ہماری حکومت نے فیصد کیا کہ جو سول ملازمین ریٹائر ہوں گے ان کو مفت مکان بنا کر دینے جائیں گے۔ جناب! میں گزارش کرتا ہوں کہ سیاستدانوں میں سے جو لوگ ریٹائر ہوں ان کو بھی مکان دیئے جائیں۔ ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ انہیں صرف فوجیوں اور سول ملازمین تک محدود نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہمیں بھی سر بھیمانے کے لئے جگہ دیں۔

جناب والا! ابھی میرے پاس چٹ آئی ہے کہ آپ خواتین کے بارے میں کوئی بات نہیں کر رہے۔ میں بھولا نہیں میں کرتا ہوں بات۔ یہاں دونوں اطراف سے خواتین بڑے زور شور سے تقریریں کرتی ہیں لیکن میری بہنوں نے، بیٹیوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ، [*****]

MR DEPUTY SPEAKER: I expunge these remarks

سردار امجد حمید خان دستی، اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس پر کارو کاری لاگو نہیں ہوتا۔ اسے مارنے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ وہ جو مرضی ہے ساری عمر کرتا رہے۔

جناب ذہنی سپیکر: وہ بزرگ آدمی ہیں ان کے الفاظ کو میں نے expunge کر دیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں پرانا آدمی ہوں اس لئے دھیرے دھیرے چل رہا ہوں۔ مجھے وقت زیادہ دینے کا۔ میں خواتین سے یہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے میدان میں آئیں۔ ہمارے دیہاتوں میں خواتین کی ناگفتہ بہ حالت کو بہتر جاننے کے لئے شہروں میں خواتین کی حالت بہتر جاننے کے لئے کوئی ایسا پروگرام جائیں کوئی ایسا قانون لائیں اور حکومت کو مجبور کریں کہ وہ کوئی ایسا قانون جاننے کے لئے اگر کارو کاری نہیں کر دوں تو اگر یہ رعایت دینی ہے کہ وہ قتل کر کے سال دو سال کے بعد باہر آجائیں تو یہ رعایت ہمیں بھی دی جائے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ خواتین کے سلسلے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے باقی انہوں نے از خود کرنا ہے۔ میرے پاس

* محکم جناب ذہنی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ساری باتیں لکھی ہوئی ہیں کہ کیا کیا کس کس میدان میں ہم نے کیا کیا تیر چلائے ہیں؛ لیکن جو اصل مسئلہ ہے جس کے لئے میں آج کھڑا ہوا ہوں وہ یہ ہے۔ جناب سپیکر! آپ میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ بجٹ جو ہے یہ صرف پنجاب تک محدود نہیں ہے۔ پنجاب کا تعلق وفاق سے ہے وفاق کا تعلق ملک سے ہے اور جو مسئلہ بھی ملک کا پیدا ہو گا وہ ہمارا مسئلہ ہو گا۔ یہ امن و امان کی صورت حال ناگفتہ بہ ہے۔ میں نے پچھلے سال اکبر بگٹی کے متعلق ذکر کیا تھا کہ یہ بار بار گیس پائپ لائن کو بم دھماکے سے اڑاتا ہے۔ اس کو اڑانے کا بھی کوئی بندوبست کیا جانے۔ تو مجھ سے حکومت کے کارندے ناراض ہو گئے کہ یہ تمہارا اپنا خیال ہے ہم اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب بم سوئی انریورٹ پر گرسے ہیں۔ سوئی گیس کا انریورٹ ختم ہو گیا، انریورٹ پر گزسے پڑ گئے اس کی بلڈنگ گر گئی۔۔۔

راجا محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، یوانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

راجا محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، شکر یہ جناب سپیکر! ہم دستی صاحب کا بے پناہ احترام کرتے ہیں لیکن بجٹ تقریر میں جو انہوں نے یہ کہا ہے اور پنجاب اسمبلی میں اگر یہ باتیں ہوں گی کہ اکبر بگٹی کو بھی بم سے اڑا دیا جانے تو کیا پیغام دے رہے ہیں ہم بلوچستان کے لوگوں کو، دوستوں کو، بلوچستان کے صوبے کو؛ بلوچستان کے لوگ اکبر بگٹی کو مانتے ہیں۔ اس لئے ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں کہ بم بلاٹ سے اس کو اڑا دیا جائے۔ اگر اتنے بزرگ آدمی یہاں پنجاب اسمبلی میں کہیں گے اور ویسے بھی ہمارے جو مجموعے صوبے ہیں ان کی عمر وہیں ہیں اور پنجاب کے حوالے سے ان کا ایک اپنا نقطہ نظر ہے۔ کبھی وہ اسلام آباد آئیں تو ان کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج ہوتی ہے اور پنجاب اسمبلی سے اتنے بزرگ پارلیمنٹریں یہ تجویز دے رہے ہوں کہ ان کو بم سے اڑا دیا جائے۔ اس کو حذف کر دیا جانے اور ان سے کہیں کہ وہ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔ کل کو کوئی ان کو بھی بم سے اڑا دے گا۔ پنجاب کے اور بھی لوگ ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: I think we should not get into this issue.

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے بڑے محترم بزرگ دستی صاحب نے جس context میں اور جس سیاق و سباق میں بات کی ہے اس کو میرے خیال میں عباسی صاحب نے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اس پاکستان کی یہ tragedy ہے کہ اگر کوئی مظلوم ہے تو اس کو ایک بات کا حق نہیں ہے کہ وہ بھی دس قتل کر دے۔ اگر کوئی ایک غریب ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ پورے شہر کو جو امیروں کا شہر ہو اور اس کو بلڈوز کر دے۔ نہ اسلام میں نہ اطلاق نہ تہذیب اور نہ تمدن کوئی چیز بھی اس چیز کی اجازت نہیں دیتی اور یہ بلوچستان کے اندر محدود لوگ ہیں۔ صوبہ بلوچستان، صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد کے اندر یہ لوگ قلیل تعداد میں ہیں۔ آج اگر سرانیکستان کی یہاں پر بات ہوتی ہے اور جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات ہوتی ہے تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ چند جاگیر دار اور سرمایہ دار اور وڈیروں نے اپنے علاقوں کو پسماندہ رکھا ہے۔ وہاں کے لوگ محب وطن ہیں وہاں کے لوگ پاکستان سے محبت کرنے والے ہیں۔ اب وہ وہاں پر سوئی گیس کا ہر تیسرے دن بلاسٹ کریں اور پورے پاکستان کی مصیبت کا بیڑہ غرق کریں تو اس پر تو کسی کو یہ چیز یاد نہیں آتی کہ یہ غلط ہے۔ اگر امجد دستی صاحب ایک درد دل کے ساتھ یہ بات کریں کہ ایک مجرم کہ جو واقعتاً مجرم ہے ہمیں اس کے حلقے سے اس کے صوبے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی جرم کرتا ہے اور سوئی کا ہوائی اڈہ تباہ کرتا ہے تو اس کو سزا ملنی چاہیے۔

جناب سمیع اللہ خان، جناب! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ۔

سر دار امجد حمید خان دستی، انہوں نے ضمانت کی ہے اس پر Arguments are not required. (اس مرحلے پر اپوزیشن کے کئی ارکان احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ دستی صاحب بزرگ آدمی ہیں ان کا ایک اپنا point of view ہے اور وہ اپنے انداز میں بات کرتے ہیں۔ پلیز! انہیں بات کرنے دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! یہ مجھے جواب دیں۔ میری بات سنیں میری بات ختم ہونے کے بعد اپنا زور لگائیے جتنا شور مچا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، دستی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب سیکرٹری میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، بی بی! میں نے آپ کو floor نہیں دیا آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔ ایسی کوئی بات نہیں بحث کو سمیٹنے دیں۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ سب نے بات کرنی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید، جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گی۔

سردار امجد حمید خان دستی، بڑی بی بی! میں تو آپ کے خلاف نہیں ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، کس معاملے پر آپ بات کرنا چاہتی ہیں۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔ دستی صاحب! آپ wind up کرنے کی کوشش کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! یہ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔ آرام سے تھل سے سنیں۔ چار دن ہو گئے آپ تقریریں کرتے رہے ہیں میں نے کسی کے متعلق کوئی بات نہیں کی میں نے کسی کی مخالفت نہیں کی۔ میری بات سنیں اور مجھے حق ہے کہ میں اپنی بات سناؤں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ سوئی ائز پورٹ تک نہیں رہا۔ اس سے چیئرمین دنیا میں ہمارا عزیز ترین دوست عین جس نے گواہ کی بندرگاہ جانے میں ہمارے لئے اپنے انجینئر بھیجے۔ ہم نے ان کا کیا کیا؟ ہم نے ان کے انجینئرز کو مار دیا۔ جو مزدور کام کر رہے تھے ان کو بھی مار دیا۔ تو یہ کیسے ڈومیسٹ ہوگی؟ کہ جو اچھے لوگ ہیں ان کو مار دیا جانے اور جو شریک ہیں ان کو سپورٹ کیا جانے۔ اس طرح سے یہ سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، دستی صاحب! اب آپ wind up کریں تاہم کافی ہو گیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! ایک بات اور اہم مسئلہ جو ہے۔

رانا تجمل حسین، یوانٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں آپ کو ناٹم دیتا ہوں۔ یہ wind up کر لیں۔ میں

آپ کو ناٹم دیتا ہوں۔

رانا تجمل حسین، جناب والا! اسی سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں بات کو لمبا نہیں کرنا چاہتا بلکہ آپ انہیں wind up کرنے دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، میری بات سنو! ہم نے یہ بہت بڑی پیش رفت کی ہے کہ کنٹرول لائن پر باز لگانے کی اجازت ہے۔ یہ مسئلہ حل کر دیا۔ جس طرح بمونوموم کہتے تھے کہ "ادھر تم ادھر ہم" یہ ہمیشہ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دستی صاحب! اذان ہو رہی ہے اور اجلاس کی کارروائی نماز گھر کے لئے 1-30 تک کے لئے متوی کی جاتی ہے۔

(نماز گھر کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری

1-40 پر کرسی صدارت پر منتقل ہونے)

جناب ڈپٹی سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ Now we start راجا ریاض صاحب!

راجا ریاض احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ بجٹ 2004-05 پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے اس دن اپنی بجٹ تقریر کے دوران 10 لاکھ نوکریاں دینے کا سب سے اہم اعلان کیا تھا کہ وہ اگلے سال کے دوران صوبہ پنجاب کے عوام میں 10 لاکھ نوکریاں دیں گے تو جناب سپیکر! میں یہاں پر چیلنج سے یہ بات کہتا ہوں کہ موجودہ حکومت ایک سال کے عرصہ میں 10 لاکھ نوکریاں کسی بھی صورت میں صوبہ پنجاب کے عوام کو نہیں دے سکتی اور اگر ایک سال میں یہ 10 لاکھ نوکریاں صوبہ پنجاب کے عوام میں تقسیم کریں تو میرے ساتھ یہ مناظرہ کر لیں کہ ایک سال بعد یہ ثابت کر دیں تو میں استعفیٰ دے دوں گا اور اگر وزیر خزانہ

صاحب 10 لاکھ نوکریاں نہ دے سکے تو میں یہ مطالبہ کروں گا کہ وزیر خزانہ اگلے سال کی تقریر پڑھنے کی بجائے اپنے استغنے کا اعلان کریں۔

جناب سپیکر! آپ نے آج مجھے تقریر کرنے کا اس وقت موقع دیا ہے جس وقت نہ تو وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں نہ وزیر زراعت صاحب تشریف رکھتے ہیں نہ وزیر اریگیشن بیٹھے ہیں اور نہ ہی تعلیم کے وزیر ہیں۔ میں ہوں اور آپ ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے منسٹر راجا صاحب اور کیلانی صاحب تو آگئے ہیں۔ اس بجٹ میں لوکل گورنمنٹ میں ہماری ضلعی حکومتوں کو جو پیسے دینے گئے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان پیسوں کا مکمل طور پر زیاں ہے |*****|

جناب سپیکر! زراعت ہمارے ملک کی ریزرٹ کی بڑی ہے تو اس زراعت کے لئے اس صوبے میں پانی نام کی کوئی چیز نہیں ہے، یہاں پر اریگیشن منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم پانی میل تک دیں گے لیکن میں دعوے کے ساتھ کہ رہا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں نہ تو میل پر پانی مل رہا ہے اور نہ ہی صوبہ پنجاب کے ان علاقوں میں جہاں زمینیں اچھی ہیں وہاں پر پانی پہنچانے کے لئے کسی قسم کا کوئی بندوبست کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے تو تعلیم کے بارے میں ہم یہاں پر تقریریں سن رہے ہیں کہ اس کے لئے بڑی تبدیلیاں لانی جا رہی ہیں لیکن تعلیم کے بارے میں جو ground realities ہیں تو ہم تعلیم کے میدان میں ترقی کرنے کی بجائے پسماندگی کی طرف جا رہے ہیں۔ تعلیم کے حلقے میں جہاں پر 8 اساتذہ بھرتی ہیں لیکن وہاں پر صرف ایک اسٹاڈیونٹی دے رہا ہے۔ آپ صوبہ پنجاب کے کسی بھی گاؤں میں چلے جائیں اگر ان سکولوں میں فرنیچر نام کی کوئی چیز ہو تو اس کے لئے آپ جو بھی مجھے سزا دیں میں وہ قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ نہ تو تعلیمی اداروں میں اساتذہ پورے ہیں نہ ہی سکولوں میں فرنیچر پورا ہے، یہاں پر کتابوں کا بڑا شور مچا ہوا ہے کہ تڑنکا لکھا پنجاب، تو جناب سپیکر! یہ سب کلغذوں کی حد تک تو ہے لیکن ground realities پر میں آپ کو

جینج کے ساتھ کہ رہا ہوں کہ صوبے کے دور دراز علاقوں میں نہ تو اساتذہ پورے ہیں نہ فرنیچر ہے اور نہ کتابیں دی جا رہی ہیں۔ وہاں پر تعلیم کا مسئلے سے بھی برا حال ہے۔ جس جگہ 8,10 اساتذہ کی گنجائش ہے تو وہاں پر بھرتی تو ضرور 8,10 میں لیکن ڈیوٹی پر صرف ایک استاد جاتا ہے۔ یہ ہماری تعلیم کا حال ہے اور اس کے بعد ایک پڑے لگے پنجاب کی خواہش کی جا رہی ہے 'ایک پڑے لگے پنجاب کا ڈھنڈورا بیٹا جا رہا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی اور فراڈ ہے۔

جناب سپیکر! لاہ اینڈ آرڈر ہمارے صوبے کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس وقت صوبے میں لاہ اینڈ آرڈر کی صورتحال سنگین مسئلہ بنی ہوئی ہے تو اس کے بعد اگر ہم یہاں کہیں کہ صوبے میں لاہ اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہونی ہے تو یہ ہماری عام خیالی ہو گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت صوبے میں انتظامیہ نام کی کوئی چیز وجود میں نہیں ہے۔ جس صوبے میں صوبائی وزیر انجمن ہو تو اس صوبے میں یہ کہنا کہ یہاں پر لاہ اینڈ آرڈر کی پوزیشن بہتر ہے 'جس صوبے میں تھانوں پر محلے ہو رہے ہوں 'جس صوبے میں دن دہاڑے ڈکیتیاں کی جا رہی ہوں 'ہمارے شہر فیصل آباد میں ایک ایک دن میں 16'16 ڈاکے مارے جا رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جناب! لاہ اینڈ آرڈر کی پوزیشن کو ہم بہتر کریں گے اور اس کے لئے ہم فنڈز دے رہے ہیں اور پچھلے سال ہم نے بہتر کیا ہے تو میں یہاں پر جینج کے ساتھ کہتا ہوں کہ لاہ اینڈ آرڈر کی پوزیشن پچھلے سال جو سال گزر چکا ہے رواں سال میں گزرتے سالوں کی نسبت بہت زیادہ خراب ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! جب کسی قوم نے پرمیل پر عمل کیا تو اس نے کہا تھا کہ کیا میرے ملک کے عوام کو انصاف مل رہا ہے؟ تو اس کے وزیر نے کہا کہ 'ہاں' انصاف مل رہا ہے تو اس نے کہا کہ اگر انصاف مل رہا ہے تو پھر ہم پر جو بھی عمل کرے گا تو میری قوم اس کا مقابلہ کرے گی [*****] اس لاہ اینڈ آرڈر کو جسے بہتر کرنے کے لئے اسٹے فنڈز رکھے گئے ہیں اور نئی جو کیاں بنائی جا رہی ہیں۔ میں یہاں پر برملا کہوں گا کہ جو جو کیاں بنائی جاتی ہیں یہ ڈکیتوں کے گروہ

ہوں گے، ذکیوں کے اذے ہوں گے لہذا میں یہاں پر مطالبہ کرتا ہوں کہ اس صوبہ پنجاب میں آپ پولیس کو بالکل ختم کر دیں اگر جرائم میں کمی نہ ہو تو آپ مجھے پکڑ لیں کیونکہ 90 فیصد ایسے جرائم ہوتے ہیں جن کے پتھے پولیس کا ہاتھ ہوتا ہے۔ آپ اس صوبے میں ہر آدمی کو اسلئے کالائسنس دے دیں اور پولیس کو ختم کر دیں اگر امن و امان نہ ہو تو آپ مجھے اس کا ذمہ دار ٹھہرائیں۔

[*****] ان حالات میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبے میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی کسی شریف شہری کی عزت محفوظ ہے۔ [*****] جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے موجودہ حکومت کو یہ کہنا چاہوں گا۔

جناب نجف عباس سیال، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب نجف عباس سیال پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب نجف عباس سیال، جناب سپیکر! میرے محترم راجا ریاض صاحب نے ضلعی حکومت کے ناٹموں کو [*****] کہا۔ موصوف نے خود ضلعی حکومت فیصل آباد contest کیا تھا اور انہوں نے بست اچھا مقابلہ کیا لیکن میچس دونوں سے ہار گئے اگر موصوف خود ضلعی ناٹم ہوتے تو پھر ان کے کیا خیالات ہوتے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب سپیکر! راجا ریاض نے باتیں کہیں as usual انہوں نے تقریر بڑی روانی سے کی ہے میری آپ کی وساطت سے عرض ہے کہ اگر یہ اتنے disappointed ہو ہی گئے ہیں کہ شروع سے لے کر آخر تک پورا پاکستان بک گیا ہے تو ان کا بھی پھر باہر جانے کا انتظام فرما دیجئے کیونکہ یہ ملک ایسے شریف آدمی کے قابل نہیں ہے۔ بس ایہ اکیلے ہی شریف رہ گئے ہیں۔ on the floor of the House بنیر کسی ثبوت کے اس قسم کے دعوے کرنا صرف اس لئے کہ حکومت

* حکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 651 کا روائی سے حذف کئے گئے۔

کی بیچ پوری موجود نہیں ہے اس طرح موقع کا فائدہ اٹھانا، میں اس قسم کے attitude کو condemn کرتی ہوں کہ کیا بیچ، کیا ناظم، کیا صدر اور کیا کچھ بیئر کسی تصدیق اور بیئر کسی گواہی کے اس قسم کی statement کو allow کرنا I thoroughly condemn شکر ہے۔

محترمہ شہینہ نوید، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترمہ!

محترمہ شہینہ نوید، جناب سپیکر! کل یہ ہوا کہ جس وقت میں تقریر کر رہی تھی تو اس وقت کورم کا مسئلہ اٹھایا گیا تو مجھے reasonable وقت نہیں دیا گیا میری تقریر میں ایک پوائنٹ بہت اہم اور ضروری تھا جو رہ گیا تھا میں اس پر بات کرنا چاہوں گی کہ حکومت نے پچھلے سال 2003-04 کے بجٹ میں دس کروڑ روپیہ house purchasing کے سلسلے میں ملازمین کے لئے رکھا تھا وہ دس کروڑ روپیہ کسی بھی ملازم کو نہ دوسرے سرکاری ملازم کو اور نہ اسمبلی کے ملازم کو دیا گیا تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ دس کروڑ روپیہ کہاں اور کس کھاتے میں گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی ایہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ ابھی کوئی اور بات کرنے دیں آپ کو بات کرنے کا کل موقع دے دیا گیا تھا۔ اب کسی اور کو بات کرنے دیں۔ اگر آپ نے یہ بات کرنی تھی تو کل کر دیتیں۔ اب میں آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دے سکتا۔ راجا صاحب! اپنی تقریر کو wind up کریں۔

راجا ریاض احمد، شکر ہے جناب سپیکر! میری خوش قسمتی ہے کہ وزیر خزانہ صاحب تشریف لے آئے ہیں اور میں اپنا چیلنج ایک دفعہ پھر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس قسم کے تمام الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! میں یہاں ایوان میں وزیر خزانہ صاحب کو کہوں گا کہ دس لاکھ نوکریوں کا جو اعلان کیا ہے اگلے سال 30۔ جون تک اگر یہ دس لاکھ نوکریاں صوبہ پنجاب کے عوام کو دیں دے تو میں استعفیٰ دے دوں گا اور اگر یہ نوکریاں نہ دے سکیں تو کیا یہ یہاں اعلان کریں گے کہ یہ استعفیٰ دیں گے؟

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آپ اپنی تقریر کر لیں وہ اپنی تقریر میں جواب دیں گے۔

راجا ریاض احمد، جناب سیکرٹری میں استغنیٰ لکھ کر دیتا ہوں اور یہ بھی استغنیٰ لکھ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، چلیں! آپ اپنا استغنیٰ دے دیں وہ ہم رکھ لیتے ہیں باقی جب وہ wind up کریں گے تو اس کا جواب دے دیں گے۔ (قہقہے)

راجا ریاض احمد، جناب سیکرٹری یہ نہیں لکھ کر دے سکتے کیونکہ ان کی کھانی ابھی نہیں ہے۔

سید عبدالعلیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی سید عبدالعلیم شاہ!

سید عبدالعلیم شاہ، جناب سیکرٹری! راجا ریاض صاحب بار بار استغنیٰ کی بات کرتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ بہت زیادہ دلبرداشتہ ہیں اور ہماری ابھی پالیسیوں کے سامنے ان کی بے بسی اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ بار بار اپنی عوام کا استحصال کرتے ہیں کہ میں استغنیٰ دیتا ہوں، استغنیٰ دیتا ہوں۔ ہماری ان سے گزارش ہے کہ یہ لوگوں کی خدمت کریں اور ہماری اہمائیوں کی تعریف بھی کریں یہ اتنے دل برداشتہ نہ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ! اگلے بجٹ تک یہ خود ہی بھاگ جائیں گے۔

راجا ریاض احمد، جناب سیکرٹری! میں اپنے بھائی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑا نیک مشورہ دیا ہے لیکن میں ان کے کوش گزار کروں گا کہ حالات یہ بنا رہے ہیں کہ انہوں نے اگلے سال تک نہیں ہونا اور اگر یہ رہے تو یہ جو مجموعے وعدے کر رہے ہیں اور سبز باغ دکھا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، راجا صاحب! مجھے حیرانگی ہوتی ہے کہ آپ ایک سسٹم کے بارے میں بار بار کیوں یہ رائے دیتے ہیں کہ اگلے سال یہ نہیں ہوں گے جب یہ نہیں ہوں گے تو آپ بھی نہیں ہوں گے۔ ایسی بات بار بار کیوں کرتے ہو۔ (نعرہ ہانے تحسین)

آپ اس سسٹم کو چلنے دیں اور اس سسٹم میں آپ بھی موجود ہیں اور سب موجود ہیں یہ سارے ایوان کا استحقاق ہے۔ یہ بار بار ایسی بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے لیکن جہلی حکومت کو ہم نہیں گرا رہے ہیں بلکہ ہم تو جہلی حکومت کا ساتھ دینے کا اعلان کر رہے ہیں یہ خود جہلی حکومت ختم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔

جناب ذمئی سپیکر، یہ آپ کی رائے ہو سکتی ہے لیکن یہ ایوان کی رائے نہیں ہے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ذمئی سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ، جناب سپیکر! میں راجا ریاض صاحب سے دست بستہ عرض کروں گا کہ بجٹ پر جتنی بھی تقریریں ہو رہی ہیں۔ اس میں سب سے پہلے یہ فرماتے ہیں کہ معاشی استحکام اس وقت آنے کا جب سیاسی استحکام ہو گا۔ جب ملک میں سیاسی استحکام کی بات ہوتی ہے تو جیسا کہ یہ ابھی فرما رہے تھے کہ اگلے سال آپ نہیں ہوں گے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ political forces کو آگے لانے والی طاقتیں پیچھے کھڑی ہوتی ہیں۔ اب ان طاقتوں میں سے کسی ایک کا حوالہ دے دیں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ نظام نہیں رہے گا۔ اگر کوئی حوالہ دینا ہے تو ہمارے یہ سیاسی بھائی ہی دیتے ہیں۔ اگر یہ ملک میں political stability نہیں ہونے دے تو اس کے بعد یہ معاشی استحکام کی بات کس طرح کریں گے؟ ہم بھی ان کی خدمت میں یہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ صحیح کہتے ہیں کہ جب تک political stability نہیں ہو گی اس وقت تک economical stability نہیں ہو گی تو political stability قائم کرنا ہمارا اور ان کا مشترکہ فرض ہے۔ یہ اس معزز ایوان میں بیٹھ کر جب خود ہی یہ بات کریں گے کہ political stability نہیں ہے، آپ نہیں ہوں گے، ہم نہیں ہوں گے تو کیسے stability آنے گی؟ یہ کوئی پریذیڈنٹ تو نہیں کہہ رہے، یہ کوئی فوج والے تو نہیں کہہ رہے کہ اس نظام کو لپیٹ دیا جانے گا۔ یہ خود ہی نظام لپیٹنے کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ذمئی سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ ڈاکٹر صاحب! جی، اب اگلے سپیکر ہیں۔۔۔

آوازیں، وہ جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تو ابھی استعفیٰ دے رہے تھے، آپ جا رہے ہیں۔

• راجا ریاض احمد، جناب! میں بحث پر تقریر کر رہا تھا، وہ تو انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی تو آپ استعفیٰ دے کر جا رہے تھے۔

راجا ریاض احمد، جناب! انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

راجا ریاض احمد، دیکھیں جی! وہ پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں تو میرا کیا قصور ہے؟ میری آپ نے

تقریر ختم کر دی ہے۔ (تہنّے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! میرے نہایت ہی معزز اور محترم دوست راجا ریاض صاحب

نے یہ کہا تھا کہ جمالی حکومت کا ہم اس لئے ساتھ دے رہے ہیں کہ یہ سسٹم چلتا رہے تو انہوں نے

فوراً ہمیں یہ طعنہ دیا تھا کہ یہ حکومت کی ”بی“ ٹیم ہے اس لئے یہ جمالی حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں

آج یہ خود اعلان فرما رہے ہیں کہ ہم جمالی حکومت کو بچانے کے لئے اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔ در

اس کی مجھے وضاحت اور رہنمائی فرمادیں۔ (تہنّے)

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کا مشکور ہوں |*****|

جناب ڈپٹی سپیکر، Please expunge from the record ایسی statement جس کا کوئی

وجود نہیں اس کے بارے میں statement نہیں دینی چاہیے۔

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ ہمارا پاکستان مسلم لیگ کا

internal معاملہ ہے۔ میرے دوست راجا ریاض صاحب ہمارے پرانے منشر کے بارے میں کیوں اتنے

پریشان ہیں؟ یہ ہمارے گروپ کا فیصلہ ہو گا۔ It is a part of democracy. اگر within the party

* محکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کوئی change آتی ہے، نہیں آتی، یہ ہمارا معاملہ ہے۔ یہ اتنا درد کیوں لے رہے ہیں؟ کبھی ہمیں بددعائیں دیتے ہیں۔ ایک طیغہ ان کو سنا تا ہوں۔ عرض کرتا ہوں کہ،

”ایک گاؤں کا نمبر دار مر گیا تو بیٹا بھاگا بھاگا ماں کے پاس گیا۔ اہل اہل!۔۔۔“

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ نمبر دار کون بنے گا؟ نمبر دار کون بنے گا؟۔۔۔ (قہقہے)

جناب نجف عباس سیال، اہل اہل! میں نمبر دار بن سکتا آں۔ اوسنے کیا! نہیں پتر، اودھا پتر بنے گا۔ اوسنے کیا نہیں۔ اہل اہل! اودھا پتر اگر مر جائے تہاں۔ اوس آکھیا نہیں پتر، اودھا پتر بنے گا۔ آکھیا اہل اہل! اودھا پتر کوئی نہیں۔ فیر اوس آکھیا میرا پتر سارا جہاں مر جائے توں نمبر دار نہیں بندا۔“ (قہقہے)

میں تے عرض کیتی اسے کہ ہائے اندھ دس سال انتظار کرو، سکون کرو۔ کیوں بددعواں دیندے او، کدی حکومت نوں، کدی سانوں۔ مہربانی

جناب پرویز رفیق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پارٹی کے اندر اگر کوئی تبدیلی آ رہی ہے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں وہ تو ان کی ایک بات ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ان کے تمام الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

راجا ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! آپ بولنا چاہتی ہیں؟ راجا صاحب پھر کہتے ہیں کہ مجھے بولنے نہیں دیتے۔

محترمہ عابدہ جاوید، جی میں بولنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، آپ بولیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر
 بلدیات سے گزارش کرتی ہوں کہ میری طرف متوجہ ہوں۔ میں بات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ بہت ہی اہم
 اور سنگین مسئلہ ہے کہ ہمارے علاقے میں جو چکر چل رہے ہیں وہ آپ اس کو اہم ہی طرح جانتے ہیں۔
 آوازیں، ناؤن شپ، ناؤن شپ۔

محترمہ عابدہ جاوید، ایک تو میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ (شور و غل)
 جناب ڈپٹی سپیکر، کیا جی؟

محترمہ عابدہ جاوید، وہاں پر علاقے میں جو چکر چل رہے ہیں۔
 جناب ڈپٹی سپیکر، کیا چل رہے ہیں؟ آپ کی آواز سمجھ نہیں آ رہی۔
 محترمہ عابدہ جاوید، وہاں پر نالے کے قبضے کی میں بات کر رہی ہوں۔
 جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ذرا وضاحت کریں۔ آپ کیا کہ رہی ہیں؟
 آوازیں، ناؤن شپ، ناؤن شپ۔

محترمہ عابدہ جاوید، چلو میں ناؤن شپ کی بات نہیں کرتی۔ میں یو۔سی 75 کی بات کرتی ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Please order the House.

آوازیں، ناؤن شپ، ناؤن شپ۔

محترمہ عابدہ جاوید، نہیں، نہیں۔ نصہریں۔ میں ناؤن شپ کی بات کروں گی۔ جناب سپیکر! پلیز آپ
 میری بات ذرا غور سے سنیں۔ داتا گنج بخش ناؤن پور سے لاہور میں واحد ناؤن ہے جہاں کے ناظم کا
 اپوزیشن سے تعلق ہے۔ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ وہ دیانتداری سے وہاں پر کام کرنا چاہتے ہیں اور
 وہاں کے جو اپوزیشن کے نمائندے ہیں ان کو کام کرنے نہیں دیا جا رہا۔ وہاں پر کوآرڈینیٹر کو بٹھا
 دیا گیا ہے۔ یو۔سی 75 سے میرا تعلق اس لئے ہے کہ وہاں میرا میکہ ہے۔

آوازیں، ناؤن شپ۔ ناؤن شپ۔

محترمہ عابدہ جاوید، پلیز! میری بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، نہیں۔ بات کرنے دیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، بات تو سنیں نل۔ مسند تو دیکھیں نل۔ ماؤن ٹپ کی بات بھی کرتی ہوں۔
یو۔ سی 75 میرا میکہ ہے۔ وہاں کی بد قسمتی یہ دیکھیں کہ میرے تمام سمن بجائی امریکہ میں ہیں۔
یو۔ سی 75 پر میرے گھر کا نمبر بدل دیا گیا ہے۔ میرے گھر کا نمبر 6-6 ایپرس پارک 'بی' بی
پاکہ اس ہے۔ وہاں کا نمبر بدل کر 6-8 کر کے 9-9 ہزار روپے کا پانی کا بل میرے بجائیوں کے نام
بھیج دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ گھر کا ایڈریس بھی بدل دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، ٹھیک ہے جی۔ Minister for Public Health ان کی آپ satisfaction
کرا لیں۔ (خور و غل)

محترمہ عابدہ جاوید، ہماری ایوزیشن کے جو ناظم ہیں اس وقت ہمارا ماؤن جو ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آپ کے بل کے بارے میں میں نے کہہ دیا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید، میں داتا گنج بخش ماؤن کی بات کرتی ہوں کہ اس وقت جو اس کی شہرت ہے
وہ پوری دنیا میں ہے کہ جو وہاں ماؤن کے ناظم ہیں وہ پوری دیانداری سے کام کر رہے ہیں وہ
وہاں پر معائنہ پیدا کر رہے ہیں لیکن جہاں پر جو بھی ایوزیشن کا بندہ دیانداری سے 'ایانداری سے'
مخلص نیت سے کام کرنا چاہتا ہے تو اس کے راستے میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کو پریشان کیا
جاتا ہے۔ آپ یہ پتا کریں کہ کن وجوہات کی بنا پر میرے ٹیکے کے نمبر کو بدلا گیا ہے؟
جناب ڈپٹی سیکرٹری، ٹھیک ہے بی بی انٹیک ہے۔۔۔

محترمہ عابدہ جاوید، یہ معمولی بات نہیں ہے۔ یہ بہت سنگین جرم ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آپ نے جو بات کی ہے وہ میں نے منسٹر پبلک ہیلتھ کو کہہ دیا ہے۔ اگر کوئی
مزید شکایت ہے تو لاہ منسٹر صاحب سے آپ مل لیں۔

محترمہ عابدہ جاوید، میری بات سنیں۔ دہشت گردی کی بات ہوتی ہے، کیا یہ دہشت گردی نہیں؟
دہشت گرد کو آپ جانتے بھی ہیں۔ آپ پہچانتے بھی ہیں۔ آپ کے درمیان بھی ہے۔ قانون کہاں

ہے؟ امن عامہ قائم نہیں ہو سکتا۔ بیڑا میری بات سنیں۔ امن عامہ قائم نہیں ہو سکتا جب تک آپ دہشت گردوں کو نہیں پکڑیں گے، جو آپ کے ارد گرد دہناتے پھرتے ہیں۔ بددیانت ہیں اور آپ کو سب کچھ چاہے۔ آپ پھر بھی خاموش ہیں۔ میں وزیر قانون سے پوچھتی ہوں کہ آپ کا قانون کمال ہے؟ کمال ہے آپ کا قانون؟

آوازیں، ٹاؤن شپ کے گیت۔

محترمہ عابدہ جاوید، میں آپ سے بھی بات کرتی ہوں۔ وہ جو گیت ہیں۔ جو غیر قانونی طور پر لگانے جاتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری، ٹھیک ہے بی بی۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ (قطع کلامیں)

دیکھیں نال بی بی اب کسی اور کو بھی بولنے دیں نال۔ میں نے آپ کو ٹائم دے دیا ہے۔ اب دوسروں نے بھی بولنا ہے۔ اب آپ کی بات ہو گئی ہے۔ منسٹر پبلک ہیلتھ آپ کی بات سنیں گے۔ آپ ان سے مل لیں وہ آگے بات کر لیں گے۔ جی راجا ریاض صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ بس بی بی! ٹھیک ہے۔ آپ کی بات ہو گئی ہے۔ بی بی! آپ کی بات طے ہو گئی ہے۔ اب کسی اور کو بھی بولنے دیں نال۔ آپ کی بات ہو گئی ہے۔ بیٹھ جائیں۔ (قطع کلامیں)

راجا ریاض احمد، جناب سیکریٹری لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے لئے صوبے میں ایک بڑی رقم رکھی گئی ہے اس بارے میں میں صرف اتنا کہوں گا کہ میں اپنے شہر فیصل آباد کی مثال دیتا ہوں کہ فیصل آباد پولیس میں پنجاب کے کریم ترین افسر ہیں ان کو فیصل آباد میں پولیسنگ دی گئی ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی یہ پوزیشن ہے کہ ایک دن میں سو سو ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ فیصل آباد شہر میں ریکارڈ نوٹ کیا ہے کہ سو سو ڈاکے ایک دن میں پڑ رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کا خواب ہمیں دکھا رہے ہیں اور جو نئی پولیس پوسٹیں بنا رہے ہیں وہ ڈاکوؤں کی آماجگاہ بنیں گی۔ اس صوبہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنا ہے تو اس پولیس کے محکمے کو ختم کر دیں، لاء اینڈ آرڈر کا نظام بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور بھی ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب نے کہا ہے کہ 10 لاکھ نوکریاں دی جائیں گی تو میں امید کروں گا کہ اگلے سال یہ بجٹ تفریح کرنے کی بجائے اپنا استعفیٰ دیں گے۔ میں آخر میں یہ کہہ کر اجازت چاہوں گا کہ،

تم نے تو یہ کہا تھا کہ اجالا کریں گے ہم

تم نے تو سب چراغ گھروں کے بجھا دیئے

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر: ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب! کیا آپ کوئی شعر کہنا چاہتے ہیں؟ بس شعر فرمائیے، پوائنٹ آف آرڈر رستے دیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! ایک ضروری اور اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اتوار کے دن وقافتی وزیر خزانہ شوکت عزیز صاحب ملتان تشریف لے گئے تھے۔ جب وہ گلشن میں شریک ہونے کے لئے پریس کلب کے سامنے سے گزر رہے تھے تو اس وقت وہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی کی ضلعی اور سٹی تنظیم کے حامیوں نے ایک پرائمری احتجاجی کمیٹی لگایا ہوا تھا۔ وہاں پر منور سروردی کے انیسویں میں ایک احتجاجی کمیٹی لگا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ سرانجی تحریک والوں نے بھی پریس کلب کے سامنے ایک احتجاجی کمیٹی لگایا ہوا تھا۔ ضلعی انتظامیہ نے ایک گھنٹہ پہلے روٹ کو چیک کیا اور انیسویں نے ہدایت کی کہ شوکت عزیز صاحب کو اس روٹ سے لانے کی بجائے نئے شہر کے راستے ہائیڈے ان ہوٹل میں لے کر آئیں تاکہ یہاں پر کوئی بد مزگی نہ ہونے پائے۔ اس کے باوجود ضلعی انتظامیہ شوکت عزیز صاحب کو اسی پریس کلب والے راستے سے لائی۔ جب وہ وہاں سے گزرنے لگے تو پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے اٹھ کر نعرے بازی شروع کر دی۔ اس پر ہمد سے ضلعی اور سٹی حامیوں نے اپنے کارکنوں کو فوراً پیچھے ہٹا کر بھاڑ دیا اور شوکت عزیز صاحب کے لئے خود راستہ بنا کر دیا۔ چنانچہ شوکت عزیز صاحب گزر کر ہائیڈے ان ہوٹل میں چلے گئے۔ پریس کے لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ جناب یہ آپ کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ تو انیسویں نے جواب دیا کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جمہوریت ہے اور جمہوریت میں بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ سب کچھ پرائمری تھا۔ دو دن بعد

خدا جانے کس کے کہنے پر کل رات پیپلز پارٹی کے عہدیداروں اور کارکنوں کے گھروں میں چھاپے مار کر 13 افراد کو گرفتار کر کے تھانے میں بند کر دیا ہے، ان پر غاصباقتد کیا جا رہا ہے اور کسی کو ان سے ملاقات کی اجازت نہیں ہے۔ چونکہ وزیر قانون یہاں تشریف رکھتے ہیں تو میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب امن و امان کا کوئی مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوا تو پھر ایسی زیادتی کیوں کی جا رہی ہے؟ غواہ غواہ اس معاملے کو ایک تحریک کی شکل دی جا رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حالات پر امن رہیں لیکن اگر وہ ہمارے عہدیداروں کے ساتھ اس طرح زیادتی کریں گے تو پھر لازماً بد مزگی ہوگی اور ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کی کوئی بد مزگی پیدا ہونے پائے۔ تو میں وزیر قانون صاحب سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس مسئلے کو فوراً حل کروائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب سے رابطہ کریں۔ ان کے جمیئر میں ان سے ملیں۔ اب میں ارشد بگو صاحب کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

میاں محمد لطیف ہنوار راجپوت، جناب سپیکر اپوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمانے!

میاں محمد لطیف ہنوار راجپوت، جناب سپیکر! یہ سب بوائتھا کہ دو آدمی حکومتی بیجز سے بات کریں گے اور دو آدمی اپوزیشن بیجز کی طرف سے بات کریں گے لیکن جو یہ رہا ہے کہ ایک آدمی حکومتی بیجز کی طرف سے بات کر رہا ہے اور دو آدمی اپوزیشن کی طرف سے بات کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ حکومتی بیجز کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ جس طرح سے سب بوائتھا اسی طریقے سے بات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیجز کے بعد اسی طرف ایک سپیکر بولے ہیں، دوسرے اسی بات کریں گے۔ اس کے بعد پھر آپ کی باری آنے گی۔ پہلے راجا صاحب نے بات کی ہے اور اس کے بعد اب ارشد محمود بگو صاحب کو موقع دیا جا رہا ہے۔

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر اپوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، اسلم صاحب فرمائیں!

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر الاہور کے ایک روز نامے میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جو کہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ میں یہ خبر پڑھ دیتا ہوں۔

"وفاقی اور صوبائی بجٹ میں سرانجی علاقے کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ ملتان کے لئے انٹرنیشنل ایئر پورٹ، چنڈرن، کیلیکس، ملتان، ڈیرہ غازی خان، موڑوے، انجینئرنگ یونیورسٹی، نسر کھاٹ، ہینڈ محمد والا سمیت آٹھ دریائی ٹلوں کی تعمیر۔ فیکس فری زون ایریا کا قیام، زرعی میڈیکل یونیورسٹی، کینٹ کالج، نیلی ویرن سٹیشن اور رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان اور میانوالی میں ریڈیو سٹیشن کے اعلانات کے باوجود کسی ایک منصوبے کے لئے بھی رقم نہیں رکھی گئی۔"

جناب سپیکر! اس میں اہم بات یہ لکھی ہوئی ہے کہ

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرانجی وسیب کے ساتھ بنگالیوں سے بھی بدتر سلوک کیا جا رہا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ تقریر کر رہے ہیں یا اخباری خبر پڑھ رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! یہ اخباری خبر ہے۔ ابھی میں یہ اخبار آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ ابھی تھوڑا سا حصہ رہ گیا ہے۔

"حکومت سرحد کو بجلی اور حکومت بلوچستان کو گیس کی پیداوار پر معاوضہ دیا جا رہا ہے تو سرانجی علاقے کو 20 کھرب روپے کی کپاس، 10 کھرب کی گندم، آم اور مہینی کی رانجی کیوں نہیں دی جاسکتی؟"

جناب سپیکر! یہ ایک حساس نوعیت کا معاملہ ہے۔ اس خبر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بجٹ

اگر پنجاب بجٹ ہے۔ جنوبی پنجاب کے علاقوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس بارے میں وضاحت کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے

مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے موقع فراہم کیا ہے۔ بجٹ کے دوران اکثر دوستوں نے یورو کرپسی پر بڑی سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ اس ملک کو یورو کرپسی نے پٹری سے اُتارا ہے۔ جناب والا! میرا نظر نظر اپنے ان دوستوں سے تھوڑا مختلف ہے۔ یورو کرپسی میں کون لوگ ہیں؟ یہ ہمارے بیٹے یا بھائی ہی ہیں جو ہم سے نکل کر یہاں تک پہنچے ہیں اور وہ اس ملک کو چلا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کی تیاری یورو کرپسی نے ہی کی ہے لیکن اس بجٹ کی Vision اس بجٹ کے جو issues ہیں وہ ہمیشہ سیاسی حکومتیں ہی دیتی ہیں۔ چونکہ یہ ایک ٹیکنیکل کام ہوتا ہے اور یورو کرپس پروفیشنل لوگ ہوتے ہیں لہذا وہی اس کو سرانجام دیتے ہیں۔ صرف چند لوگ ایسے ہیں جنہوں نے یورو کرپسی کو بدنام کیا ہے۔ اس ملک میں یورو کرپس کا سب سے بڑا سرغنہ جس نے اس پاکستان میں جمہوریت پر سب سے بڑا ڈاکا ڈالا، وہ غلام محمد تھا اور اسی کی وجہ سے ہم یورو کرپسی کے منطقی طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے بھائی حسین دریشک، وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان یورو کرپس کو جنہوں نے یہ بجٹ بنایا ہے مبارکباد دیتا ہوں۔ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو کروڑوں نگاہیں اس طرف لگی ہوتی ہیں۔ وہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ ان میں امیر لوگ نہیں ہوتے، سرمایہ دار نہیں ہوتے۔ ان میں مزدور، کسان، تنخواہ دار لوگ، صحافی اور وہ طبقے ہوتے ہیں جن کا تعلق ذل کلاس سے ہے۔ اس ملک میں 70/80 فیصد وہ لوگ ہیں جو کہ ذل کلاس سے تعلق رکھتے ہیں، غریب لوگ ہیں۔ بجٹ ایک طرح کی منصوبہ بندی ہوتی ہے کہ ہم نے اس صوبے یا ملک کو کس طرح چلانا ہے؟ میں mathematics کے حوالے سے تھوڑا کمزور ہوں۔ میں زیادہ figures تو بیان نہیں کروں گا لیکن چند موٹی موٹی چیزیں آپ کی خدمت میں ضرور پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ جو 180-ارب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں دیکھنا تو یہ ہے کہ ہمارے پاس کیا ہے، صوبہ پنجاب کے پاس کیا ہے؟ اگر ہم نے 180-ارب روپے کا بجٹ پیش کیا ہے تو کیا ہمارے پاس اتنی رقم ہے؟ اتنا سرمایہ ہے؟ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے پاس 180-ارب روپے نہیں بلکہ ہمارے پاس تو 50-ارب روپے بھی نہیں ہیں۔ ہم نے جتنا بجٹ بنایا ہے وہ سب ہم نے مرکز پر depend کرتے ہوئے بنایا ہے۔ اس ملک کو بنے ہوئے 56

سال ہو گئے ہیں اس ملک کو جس نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے وہ مرکز ہے۔ اس وقت صوبوں میں جتنی علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں مثلاً سندھ، بلوچستان اور اب تو پنجاب میں بھی آوازیں بند ہو رہی ہیں اس لئے کہ مرکز نے تمام وسائل اپنے قبضے میں کئے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب سپیکر! مجھے ایشیائی افسوس ہے کہ یہ مرکز کو involve کرتے ہیں۔ انہوں نے مرکز پر تنقید کرنے کا ایک نیا حربہ شروع کیا ہے۔ جناب! آپ چیک کر لیں کہ انہوں نے اس ملک کی ہر چیز کو condemn کرنے کے علاوہ کوئی بات نہیں کی۔ ادھر سے عظمیٰ صاحب نے اقلیتوں کی بات کی تھی۔ آپ یہ سمجھنا دیکھ لیں کہ سبز کے ساتھ سفید حصہ بھی ہے۔ اقلیت یہاں پر پریشر کر رہے ہیں کہ نہیں آئی تھی۔ وہ پاکستان کی آزادی میں اتنی ہی جدوجہد کر کے آئے تھے۔ جناب والا ہماری صوبائی حکومت اپنا کردار ادا کر رہی ہے، وفاقی حکومت اپنا کردار ادا کر رہی ہے، پولیس اپنا کردار ادا کر رہی ہے اور فوج کا اپنا function ہے۔ آپ اسے اس طرح مت allow کیجئے یہ تو ایک trend بنتا جا رہا ہے۔ یہ تو اب مرکز کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ یہ تنقید کریں لیکن صحتمند تنقید ہو لیکن مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ ایڈزیشن کی کیا پالیسی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی فرمائیے!

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PARLIAMENTARY AFFAIRS:

There is discussion on Budget and every speaker has the right whatever he says and somebody has to take the point of order that is to be relevant.

آپ کسی بھی سپیکر کو interrupt کر کے بھا دیں۔ There should be a valid point اور اس میں حکومت پر کوئی اعتراض بھی نہیں تھا۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان، جناب والا ملک احمد خان صاحب نے بڑا rightly point out کیا ہے

This is a free He is incharge of the Parliamentary Affairs. آپ نے خود کہا تھا کہ

speech. ہم ستر سے powers derive کرتے ہیں۔ and my honourable friend

Mr Baggu was very much relevant جناب آپ رولنگ دیں اور پوائنٹ آف آرڈر بند کر

دیں اور پھر یہ محترمہ تو تقریر کر چکی ہیں۔ اس طرح تو آپ کا نام ختم ہو جائے گا۔ and this is

very unfair.

ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی! تشریف رکھیں۔ بات یہ ہے کہ بحث پر تقریر ہے اگر ہم نے ان کو

interrupt کیا تو پھر کسی اور کو موقع نہیں ملے گا۔ آپ کی بات بالکل درست ہے اور جہاں غلط

بات ہوتی ہے تو ہم اسے کارروائی سے حذف کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی عام بات ہوتی ہے That

does not mean that it is against somebody. جی، بگو صاحب! آپ اپنی بات جاری

رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب سپیکر! عجیب صورت حال ہے کہ جب سے ہماری ایک محترمہ وزیر مستغنیٰ

ہوتی ہیں اس وقت سے حکومتی بچہ کی خواتین کو چین ہی نہیں آتا۔ یہ کسی کو بھی تقریر نہیں

کرنے دیتیں۔ یہ تو صرف آئندہ وزیر بننے کے پلک میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وقاص صاحب اوہ پوائنٹ آف آرڈر پر تھیں۔

سید احسان اللہ وقاص، جناب والا یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنا ہی نہیں ہے۔ ہڈا کے لئے کسی

ایک قانون کو وزیر بنائیں تاکہ اس مصیبت سے تو ہماری جان بچو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آخر خواتین اس ایوان کی معزز ممبرز ہیں۔

They have every right to speak and raise a point of order. We can not condemn them because of being women. I am to safeguard the

interests and rights of the women over here. They have every right to speak and raise a point of order whether it is valid or not invalid, they are allowed.

بیگم زینت خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترم!

بیگم زینت خان، جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے مایک دیا۔ میں اپنے معزز ممبر سے صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ یہ بھی بار بار اسمبلی برنس میں غلط ڈالنا چھوڑ دیں۔ میرے خیال میں ساجد دنوں میں یہاں پر جو بھی حالت ہونے لگے تھے انہیں ان سے سبق سکھ لینا چاہیے۔ یہ عمر رسیدہ شخص ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ میں یہ بھی کہہ دوں کہ کوئی بھی وزیر بنے کم از کم یہ تو نہیں بنیں گے اس لئے ان کو آرام سے بیٹھ جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

It is a very healthy sign at least women folk over here are very much alert and pondering over every issue.

جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، شکر یہ جناب سپیکر! میں نے جتنے points اٹھائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، Order in the House please، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! ہمارے ممبر ان اسمبلی جنموں نے یہاں بجٹ پر تقریر کی تھی اور اپنے سینئرز دوستوں کی تقریر سے اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باہ نہیں ہے پچھلے دس سالوں میں جو بجٹ پر تقریریں ہوئی ہیں اور جو میں نے سنی ہیں میں نے ان سے یہ points note کئے ہیں۔ چونکہ میں نو وارد ہوں اور میں نے ان سے سیکھا ہے۔ میں ان دوستوں اور عواتین کا مشکور ہوں جنموں نے تقریریں کی ہیں۔ میں نے یہ سارے points ان سے اٹھ کئے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ 180-ارب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں 141.88-ارب روپے اثراہات ہیں۔ 38.14-ارب روپے

سرپس ہے۔ بیرونی سرمدیہ کاری 8۔ ارب روپے کی ہے۔ انھوں نے ضلعی حکومتوں کو 68۔ ارب روپے دینے ہیں۔ حکومت نے جو اپنی ترجیحات بیان کی ہیں ان میں امن و ملحدہ کافرورج 'انصاف کی فراہمی'، تعلیمی اور طبی سہولتوں تک رسائی اور صاف پانی کی دستیابی یہ ان کے مومنے مومنے نکات ہیں۔ جناب والا! پچھلے سالوں میں جتنے بھی بجٹ پیش ہوئے ہیں۔ یہاں پر حکومت کی طرف سے جو ہمارے بھائی کھڑے ہوتے ہیں وہ اکثر یہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت پہلی حکومت ہے جس نے تعلیم پر اتنے زیادہ پیسے خرچ کئے ہیں جس نے خواتین کی ویلفیئر پر اتنے وافر پیسے خرچ کئے ہیں۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دس سالوں میں مختلف تعلیمی منصوبوں پر ایک کھرب سے زیادہ خرچ ہوا ہے۔ missing facilities کا جو منصوبہ شروع کیا ہے میں اس پر چودھری پرویز اہلی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں آپ کی وساطت سے ان سے صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ کام اس وقت تک نہیں چلے گا جب تک اس ضلع کے ایم۔ پی۔ اے کو involve نہ کیا جائے۔ چاہے ان کا تعلق ایوزیشن سے ہے یا حکومتی پارٹی سے۔ اگر ان کے ضلع میں missing facilities کے متعلق سکولوں میں reform کا کام ہو رہا ہے تو ان ایم۔ پی۔ ایز کو اس میں شامل کیا جائے پھر ہی حکومت اپنی بہتر تجاویز اور بہتر منصوبوں میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! انھوں نے کہا کہ ہم نے ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا ہے۔ میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ انھوں نے جو اضافہ کیا ہے یہ اونٹ کے منہ میں زیرے سے بھی کم ہے۔ میں نے اس میں تموزا سا لکھا ہے کہ 250/- روپے سے لے کر تین ساڑھے تین ہزار روپے سے زیادہ کسی ملازم کی تنخواہ میں اضافہ نہیں ہوا۔ آپ منگائی دیکھیں کہ پچھلے سال پٹرول کی قیمت میں دس مرتبہ اضافہ ہوا۔ بجلی کی قیمتیں بڑھیں، سونی گیس کی قیمتیں بڑھی ہیں اور آج لوگوں کو روزمرہ استعمال کی چیزیں خریدنی بھی مشکل ہیں۔ انھوں نے یہ 15 فیصد اضافہ basic تنخواہ پر کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملازمین کے ساتھ بڑی نا انصافی ہے اور ان لوگوں کے ساتھ جو بے چارے سرکاری ملازم آس لگانے بیٹھے ہیں کہ حکومت پنجاب بجٹ میں ہمارا خیال رکھے گی۔ ہمدی سہولتوں پریشانیوں اور ہمارے دکھوں کا مداوا کرے گی لیکن اس حکومت نے ان کے دکھوں کا کوئی مداوا نہیں کیا۔ جناب والا! حکومت نے Punjab Government Servant Housing Scheme

Foundation کا بل پیش کر کے بڑا اچھا قدم اٹھایا تھا۔ جناب والا! آرمی نے جو اپنی سکیمنیں شروع کی ہوتی ہیں انہوں نے یہ اس سے اٹھ کیا۔ جس طرح آرمی اپنے آفیسرز کو اپنے ملازمین کو جب وہ فارغ ہوتے ہیں تو وہ ان کو گھر دیتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن آرمی روز اور سول روز میں بہت بڑا فرق ہے۔ آرمی میں اگر کوئی سپاہی بھرتی ہوتا ہے یا کوئی آفیسر بھرتی ہوتا ہے تو وہ پندرہ سے بیس اور بائیس سال کے درمیان ریٹائر ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ جوان بھی ہوتا ہے اور جب باہر آتا ہے تو کام بھی کر سکتا ہے اور نوکری بھی کر سکتا ہے لیکن ہمارے ملازمین جو گریڈ 1 سے لے کر 16 تک یا 17 گریڈ سے 22 گریڈ تک کے آفیسرز ہیں۔ جناب سیکرٹری سیکرٹری اسمبلی جناب سعید صاحب سامنے بیٹھے ہیں جب یہ ریٹائر ہونے لگے اور ان کو گھر لے کا تو انہیں اس عمر میں گھر لے گا جناب والا یہ بہت بڑا علم ہے۔ اس میں اس طرح amend rules کریں کہ جب کوئی سرکاری ملازم اپنی تنخواہ سے کٹوتی شروع کروا دیتا ہے تو اسے گھر دے دیا جائے۔

جناب سیکرٹری ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا جانے کہ ان کو ایک خاص وقت میں گھر مل جائے۔ اس وقت جو زیادہ سے زیادہ عمر ہے وہ 60 سال ہے اور 60 سال کے بعد جب کوئی سول سرونٹ ریٹائر ہوتا ہے تو وہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ فوجی تو ماشاء اللہ جب ریٹائر ہوتے ہیں تو سٹے کئے بھی ہوتے ہیں اور صحت مند بھی ہوتے ہیں اور صحت کے لحاظ سے ان میں کافی گنجائش ہوتی ہے کہ وہ کام کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے سول سرونٹ اس حالت میں نہیں ہوتے کہ ساٹھ سال کے بعد وہ باہر نکل کر کوئی کام کر سکیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس میں جب روز جانے جائیں تو یہ خیال کیا جانے کہ ان کو مکمل اس وقت دینے جائیں جب یہ سروس میں ہوں۔ جب یہ کرانے کے مکالموں میں رہ رہے ہوں اس وقت ان کو مکمل نہ دینے جائیں اور جب یہ قبر میں جانے کی تیاری کر رہے ہوں اگلے جہاں میں جانے کی تیاری کر رہے ہوں۔ اس سلسلے میں میری یہی گزارش ہے۔ دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ ایجوکیشن سیکٹر جو یہاں بڑا discuss بھی ہوا ہے۔ میں نے تعریف کی ہے کہ حکومت نے missing facilities کا جو منصوبہ بنایا ہے۔ یہ ان کا بڑا اچھا منصوبہ ہے لیکن میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ میں جن سکولوں سے پڑھ کر

آیا ہوں اور یہاں پر اکثریت جن لوگوں کی بیٹھی ہوئی ہے وہ عام سکولوں سے پڑھ کر آئے ہیں۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ میں 1852 کا ایک گزٹ دیکھ رہا تھا ایک انگریزی سی سرولیم نے لکھا کہ جب ہم نے ہندوستان پر قبضہ کیا تو اس وقت ہندوستان کی شرح خواندگی کاریت 90+ تھا اور وہ خود کہتا ہے کہ اس وقت استاد کا کردار کیا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ میں ایک گاؤں میں گیا میں نے دیکھا کہ ایک استاد کھیت میں بیٹھا چلا رہا ہے اور اس کے ارد گرد طالب علم بیٹھے ہیں اور ان کو وہ پڑھاتا جا رہا ہے۔ آج جناب سیکرٹری ہمیں یہ ضرورت نہیں کہ ہم missing facilities وہاں پر دیں اور پھر بھی تعلیم کا وہ میڈل نہ بنے۔ لوگوں کو کتابوں کی ضرورت نہیں ہے۔ میری بہنوں اور میرے دوستوں نے یہاں پر بڑا شور کیا ہے کہ اس حکومت نے فری کتاہیں دی ہیں اور تعلیم کو فری کر دیا ہے۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ پچھلے سالوں میں سرکاری سکولوں میں کوئی فیس نہیں لی جاتی تھی۔ جو فڈ لیا جاتا تھا وہ فروغ تعلیم کے نام پر لیا جاتا تھا اور وہ ایک روپیہ لیا جاتا تھا اور 25 پیسے لئے جاتے تھے جو آج بھی لئے جا رہے ہیں۔ آج ہی میں نے محکمہ تعلیم سے confirm کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک روپیہ ہم فروغ تعلیم کے نام پر لیتے ہیں اور 25 پیسے ریڈ کر اس کے نام پر لیتے ہیں۔ وہ جو فیسیں تھیں آج بھی اتنی ہیں۔ اس کے باوجود کیوں بچے سرکاری سکولوں میں نہیں جاتے؟ یہاں ایوان میں بیٹھے ہونے لوگوں میں سے میں کہتا ہوں ایک شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے بچے کسی سرکاری سکول میں پڑھتے ہیں۔ میں بھی اتنا امیر آدمی نہیں ہوں متوسط طبقے سے میرا تعلق ہے لیکن میں نے بھی یہ پسند نہیں کیا کہ میں ان پر اتنی سرکاری سکولوں میں جن سے پڑھ کر آیا ہوں وہاں پر تعلیم حاصل کروں، کیوں؟ اس چیز کو ہمیں ڈھونڈنا پڑے گا۔ اس کے متعلق ہمیں سوچنا پڑے گا کہ کیوں لوگ ان تعلیمی اداروں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ آج حالت یہ ہے کہ ہمارا پرائیویٹ سیکرہٹ استی تعلیم دے رہا ہے، بڑی اچھی تعلیم دے رہا ہے اس کی خدمت بھی بہت ہے لیکن اس میں جو پیشہ ور لوگ ڈاکو ہیں۔ وہ بھی تعلیم کے نام پر لوٹ مار کر رہے ہیں۔ اس حکومت نے ان پرائیویٹ سکولوں کے متعلق کوئی قانون وضع نہیں کیا۔ کوئی رولز ٹیک نہیں بنائے۔ یہاں پر سنی سکول ہے لیکن ہاؤس سکول ہے یا چھتے بڑے بڑے یہاں پر سکول ہیں وہ پانچ پانچ ہزار سے لے کر دس دس ہزار روپے فیس لے رہے

ہیں۔ جناب سیکرٹری کہتے ہیں کہ ہم نے مفت تعلیم کر دی ہے۔ میں اس floor پر کہتا ہوں کہ یہ بالکل بھٹ ہے۔ جب تک لوگ ان مفت سکولوں میں داخل نہیں ہوں گے، لوگ تو کھائیں بھی نہیں لینا چاہتے۔ میرے گھر میں ایک عورت کام کرتی تھی اس نے کہا کہ میں اپنا بچہ داخل کروانا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا کہ یہ گورنمنٹ کا سکول ہے بڑا اچھا سکول ہے skilled teachers میں اس بچے کو وہاں پر داخل کروا دیتا ہوں۔ اس نے مجھے جواب دیا کہ میں وہاں پر بچہ داخل نہیں کرواؤں گی۔ یہاں ایک کانٹ سکول ہے میں وہاں پر بچہ داخل کرواؤں گی، پبلک سکول میں داخل کرواؤں گی۔ کیا وجوہات ہیں کیوں لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے؟ آپ کو یاد ہوگا کہ جونجو دور میں نئی روشنی سکیم ایک چلی تھی اور اربوں روپے کا آج تک پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے؟ یہ جو 2۔ ارب روپیہ برآمد ہوا تھا وہی ghost سکول تھے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر حکومت نے اس سلسلے میں نظر ثانی نہ کی کوئی بیٹھ کر پلاننگ نہ کی تو یہ 7۔ ارب روپے جو تعلیم کی مد میں خرچ کرنا چاہتے ہیں وہ ضائع ہو جائیں گے اور یہ قوم کا سرمایہ ہے، ہمارا سب کا سرمایہ ہے اس لئے ہمیں اس کی وجوہات ڈھونڈنی چاہئیں کہ یہ سارے مسائل کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ کیوں لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے؟

جناب سیکرٹری انڈسٹری کی طرف میں آتا ہوں۔ حکومت کے پاس sources بڑھانے چاہئیں۔ زراعت میں ہمیں ذرائع بڑھانے چاہئیں۔ ہمیں اپنی مددیت کو اپنی انڈسٹری کو، آپ کو یاد ہوگا جونجو دور میں چونین کو فری زون قرار دیا گیا تھا اور وہاں پر ٹیکس اور فیکٹریاں لگی تھیں۔ آج حالت یہ ہے کہ میرا سیالکوٹ سے تعلق ہے اہل چیمبر صاحب بھی صنعت کار ہیں۔ میں آپ کو یہ بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ آج ایک انڈسٹری بھی نہیں لگ رہی۔ یہ بے روزگاری پھر کس طرح ختم ہو گی؟ یہ اس طرح ختم ہو گی کہ جب ملک میں انڈسٹری تھے گی۔ چھوٹی اور بڑی انڈسٹری تھے گی۔ لوگوں کو روزگار ملے گا اور لوگ روزگار حاصل کرنے کے بعد خوشحالی محسوس کریں گے۔ یہ انڈسٹری کیوں نہیں لگی؟ کیونکہ حکومت صنعت کاروں کو کوئی سولت دینے کے لئے تیار نہیں۔ جناب جونجو مرحوم اللہ تعالیٰ ان کو طریق رحمت کرے۔ انہوں نے چونین کو فری زون بنایا تھا اور جو کام دو سال میں ہونا تھا وہاں پر صنعت کاروں نے چھ مہینے میں وہ کام کر دیا۔ چونین ایک بہت بڑی زون بن گئی لیکن یاسین ونو مرحوم آنے تو انہوں نے وہ تمام سولتیں واپس لے لیں۔ نتیجہ کیا ہوا کہ

جو سرمایہ کار تقاضا کرتا وہ وہیں پر رک گیا۔ یہ ضرورت ہے کہ ہم پنجاب لیول اور مرکزی لیول پر کوئی ایسی حکمت عملی بنائیں ایسا کوئی ماحول بنائیں کہ صنعت کار اس طرف تامل ہوں اور ہمارے ملک میں انڈسٹری گئے۔ ہمارے ملک میں چھوٹے چھوٹے یونٹ لگیں۔ دیہاتوں میں شہروں میں کام ہو اور حکومت نے جو دس لاکھ کا جو target دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک بات نہیں ہے۔ یہ کسی صورت میں target achieve نہیں کر سکتے۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم پرائیویٹ سیکٹر کو promote کریں اس کو سہولتیں دیں۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ wind up کریں۔

جناب ارشد محمود بگلو، جناب سپیکر! ایجوکیشن جو یہ کہتے ہیں کہ ضلعی حکومتوں کو یہ 68 ارب روپے دے رہے ہیں۔ جس طرح رانا آنکب صاحب نے صبح کہا کہ ہم یعنی پنجاب گورنمنٹ ان کا صرف آڈٹ کروا سکتی ہے۔ یہ ہمارا لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہے۔ اس کے روز ہیں اور وہ جو آڈٹ رپورٹ ہو گی وہ وزیر اعلیٰ کو نہیں آنے گی۔ یہ روز ہیں لکھا ہے کہ وہ واپس ناظم کو ہی بھیج دی جانے گی۔ آڈٹ گورنمنٹ آف پنجاب کروا سکتی ہے لیکن اس پر کوئی ایکشن نہیں لے سکتی۔ اس لئے کہ ان کو ایکشن لینے کے لئے جو پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس دیکھنے کے لئے صدر پاکستان سے اجازت لینے پڑے گی اور پھر اس کو discuss کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! ناظم بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ تعلق ہے۔ سیاسی لوگ ہیں۔ لیکن جناب سپیکر جتنے ہم ان سے تنگ ہیں یا اسمبلی کے ممبران ان سے تنگ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ان سے اتنا تنگ نہیں ہے۔ وہ ہمارے کام تو نہیں اپوزیشن کے ہی نہیں بلکہ گورنمنٹ کے جو لوگ ہیں ان کے کام کروانے کے لئے وہ تیار نہیں ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر پنجاب گورنمنٹ ان کو 68 ارب روپے دے رہی ہے اور تعلیم کی مرہمیں 4 ارب روپے اگے سال اور دے رہی ہے تو اس پر چیک اینڈ بیلنس ہونا چاہیے اور اراکین اسمبلی کو بھی اس میں involve کرنا چاہیے۔ آپ کو چاہیے کہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کا کردار متعین کریں۔ اگر ہم ان کو 68 ارب روپے دے رہے ہیں تو ہمیں اس میں involve کرنا چاہیے یا تو ہم انہیں چیک کریں یا پھر ان کمیشنوں میں ہمیں شامل کیا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اس طرح ہوا تو جس طرح راجا صاحب بات کر رہے تھے

اور میں یہ حقیقت عرض کر رہا ہوں۔ اگر ان کا آڈٹ پانچ سال کے بعد ہوا یا کوئی اور حکومت آئی اور اس نے آڈٹ کیا تو یہ سارے ناظم سوانے چند لوگوں کے جیلوں میں پھلے جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صیب جالب کا شعر عرض کروں گا۔ میری بڑی بہن نشاط بیگم نے کل شعر بولا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ یہ آپ کے دور میں ہوا ہے۔ جو شاعر ہوتا ہے وہ کسی دور کا شاعر نہیں ہوتا۔ شاعر ہر دور کا شاعر ہوتا ہے۔ میں سردار حسنین بہادر دریشک کی خدمت میں ایک شعر عرض کرتا ہوں۔

جناب ذہنی سپیکر، میں نے یہ کہا تھا کہ جس دستور کی آپ بات کر رہے ہیں وہ دستور اس زمانے میں بنایا گیا تھا اور میں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! این ایف سی کی دو تین مینٹلز ہوتی ہیں۔ ایک میٹنگ میں میں نے بھی دیکھا ہے اور مجھے جناب حسنین دریشک کو داد دینی پڑتی ہے کہ غازی برو تھا ہمارے پنجاب میں موجود ہے اور بلوچستان والے ہم سے راضی مانگتے ہیں لیکن میں اس نوجوان وزیر خزانہ کو خرچ تحسین پیش کروں گا کہ اس نے پنجاب کا کس وہاں پر اس طرح پیش کیا۔ اس نے کہا کہ غازی برو تھا ذمہ پنجاب میں ہے۔ ہمیں اس کی تین کروڑ روپیہ راضی دی جانے اور اس پر حکومت نے اپنا stand رکھا اور اب بھی ان کا یہی stand ہے۔ یہ وہاں پنجاب کا کس بڑی خوبی کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ positive معاملات میں ان کے ساتھ ہماری دعائیں بھی ہیں۔ آخر میں میں صیب جالب کا شعر حسنین دریشک صاحب کی نذر کرتا ہوں۔

بھول باغوں میں کھنے گے تم کو
چاک سینوں کے سنے گے تم کو
اور جام رندوں کو مٹنے گے تم کو
اس کھلے بھوت کو ذہن کی لوٹ کو
میں نہیں مانتا میں نہیں مانتا

جناب ذہنی سپیکر، مسز گل ہا مین!

محترمہ قلم ہما عثمان، جناب سیکرٹری کلر۔ آپ نے مجھے اس اہم موقع پر بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں naturally اپنی حکومت کی تعریف کروں گی کہ جو دھری پرویز الٹی صاحب نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ اس کے بعد میں reasons دوں گی کہ یہ کس طرح سے اچھا ہے I hope people do not mind. کیونکہ میرے پاس figures ہیں وہ میں papers سے پڑھ کر آپ کو دوں گی۔ میں سب سے پہلے اس چیز کی وضاحت کرتی چلوں کہ ہمیں کہا گیا کہ جو بجٹ دیا گیا وہ دیوانے کا خواب ہے۔ تو میں کہوں گی کہ اگر دیوانگی ہے تو ہے یہ جنون ہے تو ہے۔ یہ دیوانگی ہے تاکہ ایک بندے کا تصور ایک vision پیش کرتا ہے کہ 2020 میں 'میں چاہتا ہوں کہ پنجاب کا بچہ بچہ پڑھا لکھا ہو' میں چاہتا ہوں کہ پنجاب میں جدید خطوط پر استوار انفراسٹرکچر آنے، زراعت کا سسٹم جدید خطوط پر استوار ہو۔ ہر بندے کو روزگار ملے۔ ہاں یہ دیوانگی ہے یہ جنون ہے اور میں کہتی ہوں کہ اللہ کرے یہ جنون ہمارے سب لیڈروں میں آجائے۔

جناب سیکرٹری اس کے بعد میں یہاں ذکر کروں گی کہ جب ہم نے حکومت سنبھالی ہمارا mid term budgetary frame work آیا اس میں ہمارا اہم issue غربت کا تھا۔ ہم آنے تو ہم پر الزام لگا کہ غربت increase ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں 'میں آپ کو figures دیتی چلوں کہ 1990 سے 1993 تک 58 فیصد ہو چکا تھا۔ ہمارے پنجاب میں غربت سب سے زیادہ ہے۔ اس کو ختم کرنے کے لئے ہم نے ایک بجٹ پیش کیا۔ جس کے اوپر یہاں اتنی تنقید سنی اس کے لئے میں ایک شعر یہاں ضرور پیش کروں گی اور یہی شعر سی ایم صاحب کی نذر بھی کروں گی۔

کیا پوچھتے ہو مجھ سے تم میرے کام کا

آئینے بیچتا ہوں اندھوں کے شہر میں

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سیکرٹری ہم نے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام پیش کیا۔ اس کو بار بار یہاں repeat کیا گیا اس کا حجم 43۔44 کروڑ تھا جو کہ روٹوں ملی سال سے 30۔35 کروڑ روپے نسبتاً 42 فیصد زیادہ تھا۔ اس میں 'میں یہ بتاتی چلوں کہ ہمارا صوبائی پروگرام 21۔25 کروڑ روپے سال میں

اس دفعہ 34۔ ارب 44 کروڑ روپیہ رکھا گیا اور ہمارے اگراہت 34۔ ارب 70 کروڑ روپے تھے۔ اس بجٹ میں ہم نے اس پر focus کیا کہ غربت کو کم کیا جانے، سماجی شعبہ جات کی بہتری، عوام کی تلاح و بہبود، صحت کی سہولت اور سیوریج کا بہترین نظام دیا جانے۔ ترقیاتی پروگرام کے لئے 30 فیصد عہدہ نے سماجی شعبہ جات کے لئے رکھا۔ انفراسٹرکچر کی ترقی کے لئے کل بجٹ کا 37 فیصد حصہ ہم نے مقرر کیا اور اس میں ہم نے پی۔ پی کی ایک پالیسی اپنائی، یہ پالیسی مشینز پارٹی کی نہیں بلکہ پارٹنرشپ کی ایک پالیسی تھی۔ جس کا ایک جزوی اونی جی ہے اور اس کی ایک کامیاب مثال میں عرض کرتی ہوں، ہمارا انیر پورٹ بھی اس کی ایک مثال ہے یہاں میں وہ quote کروں گی۔ اس کے بعد یہاں پر issue ایک آیا تھا کہ ہمیں subsidy raise کر کے دس ارب کئی چاہیے۔ ڈیبیٹی او کا ذکر کیا گیا تو میں ایگریکلچر کے شعبے سے related تھوڑا سا detail بتانا چاہوں گی کیونکہ ڈیبیٹی او میرا سبجیکٹ ہے اور میں اس پر ریسرچ کر رہی ہوں۔ ڈیبیٹی او کوئی نئی چیز نہیں، پاکستان میں 2005 میں نہیں آنے کا 1995 سے ڈیبیٹی او پاکستان میں آچکا ہے۔ 2005 کا جو ذکر ہے کہ ڈیبیٹی او آنے کا تو کیا ہوگا؟ just ٹیکس کا ایک کوٹا ختم کیا جانے کا اور اس میں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ یہ آپ کی اپنی disposal پر ہے اگر آپ کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ڈیبیٹی او آپ کے لئے useful نہیں، just آپ ایک درخواست دیں، within six month آپ اس کی ممبرشپ کو ختم کر سکتے ہیں۔ subsidies کا دس ارب روپیہ ہونا چاہیے۔ اس میں ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ ہم 66۔ ارب کی subsidies already ایگریکلچر میں کسانوں کو دے چکے ہیں۔ ہمارے پریذیڈنٹ صاحب نے 66۔ ارب روپے کا جو بیج دیا وہ subsidy ہی تو ہے۔ subsidy in cash کبھی بھی ایک developing country کے لئے favourable نہیں ہو سکتی۔ ہم نے جو بیج دیا اس میں 87 ہزار آبی گزر گاہوں کی تعمیر کا ایک پروگرام تھا جس میں 30 فیصد پانی کو save کیا گیا۔ اس subsidies سے کم از کم ایک لاکھ افراد کو اگلے چار سالوں میں روزگار مہیا کیا جانے گا۔ اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ہم نے ٹیکس میں adjustment کے بعد ڈی۔ اے۔ پی کھلا کی قیمتوں میں سو روپے فی بوری کمی کی ہے۔ اس کے علاوہ زرعی آلات پر ڈیبیٹی معاف کی گئی اور سب سے ٹیس پوائنٹ یہ ہے کہ زرعی ترقیاتی بنک کی طرف سے جو تحصیلدار کا threat ہوتا تھا کہ وہ قرضے وصول نہیں کر

پاتے تھے تو وہ arrest کر لیتے تھے اس میں انہیں پھونٹ دی گئی کہ وہ انہیں arrest نہیں کر سکتے اور جن قرضوں کی مدت 2000 میں ختم ہو چکی ہے اگر وہ اپنا 50% pay کر دیتے ہیں تو اس صورت میں وہ اس قرض سے مستثنیٰ ہو جاتے ہیں اس طرح سے کم از کم ایک لاکھ کسان اس سے بچ جاتے ہیں۔

جب سپیکر ایجوکیشن سیکٹر میں ہماری گورنمنٹ کی پالیسیز آپ کے سامنے ہیں۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایجوکیشن میں کیا reforms کیں۔ جب ہم نے اپنے اس سفر کا آغاز کیا تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پنجاب میں ایجوکیشن کے کیا حالات تھے؟ جب یہ بتایا جاتا ہے کہ پچھلے 56 سالوں میں ایجوکیشن سے متعلقہ 9 پالیسیز آئیں لیکن اس میں ہمارے پاس جو facts and figures آئے، اس سے پنجاب میں 1,41,000 سکول بنیادی سولتوں سے محروم تھے۔ 3,522 سکولوں میں سرے سے عمارتیں موجود ہی نہیں تھیں۔ 19,748 سکولوں میں چار دیواری نہیں تھی۔ 29,000 سکولوں میں بجلی سرے سے موجود ہی نہیں تھی۔ یہ وہ figures تھے کہ جب ہماری حکومت آئی تو ہمیں ملے۔ جس میں ہم نے اپنی اولین ترجیح تعلیم کو دی۔ اسی طرح سے رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کا 19 فیصد یعنی 8۔ ارب 23 کروڑ روپیہ ہم نے تعلیم کی مد میں رکھا۔ فوراً ایک جواب آ جاتا ہے کہ ایجوکیشن devolve sector کو جا چکی ہے۔ اس کے بعد تاہم آپ کو ایک excuse دیتے ہیں تو ہم اس میں جلتے چلیں کہ It is true. یہ devolve sector کے پاس جا چکا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اس کو جو extra programme دے رہے ہیں اس میں وفاقی حکومت کی مدد سے 50% contribute کرتے ہیں۔ 515 سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم اور لیبارٹریز فراہم کی گئی ہیں۔ 3,70,00,000 روپے کی رقم سے میرٹ پر وظائف دینے گئے ہیں۔ 410 ملین روپے ایجوکیشن اور 450 ملین روپے ہائر ایجوکیشن کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ سپیشل ایجوکیشن، ذہنی اور جسمانی طور پر معذور بچوں کے لئے 40 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ آج ڈاکٹر فرزانہ نذیر نہیں ہیں۔ میں ان کے ٹکے سے متعلقہ معلومات دستی چلوں کہ میٹری ملج کی فراہمی کے لئے دو ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ 132 فیصد رواں مالی سال سے زیادہ ہیں۔ بے شک ہیلتھ devol sector کے پاس جا چکی ہے۔ بنیادی سولتوں devol sector سے ہی حاصل کی جائیں گی لیکن اس کے

باوجود سم ریسی ہسپتالوں کے لئے ایک ارب روپیہ، میڈیکل تعلیم کے لئے پندرہ کروڑ اور preventive health care کے لئے 45 کروڑ 65 لاکھ روپے وزیر اعلیٰ کی priorities پر ہے۔ اس میں ہم جاتے ہیں کہ جنوبی پنجاب سے کہ تھا کہ ہمیں کوئی سوت نہیں دی گئی تو جنوبی پنجاب سے میرے جو ساتھی تعلق رکھتے ہیں، ان کے لئے میں جتنی چلوں کہ ہم نے سیشنل ہیلتھ کی سوتوں کی فراہمی کے لئے بجٹ کا 43 فیصد ہیلتھ کے لئے رکھا ہے۔ اس میں ہمیں یہ بھی جٹاؤں گی کہ B.V Hospital میں 77 ملین روپے کام نے ڈائیس یونٹ بھی فراہم کیا ہے، ٹیڈ آپ کل اس کا ذکر بمول گئے۔ فنی تعلیم کو ابا کر کرنے کے لئے اس شعبہ کو آئندہ ملی سال کے بجٹ میں 12 کروڑ 40 لاکھ روپے دینے گئے ہیں۔ انصاف کی فراہمی کے لئے مدتوں میں جب تک انصاف نہیں ہوگا۔ اس وقت تک کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ انصاف کی فراہمی کے لئے ہم نے 500 ملین روپے رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ ہائیکورٹ کی ساریج میں پہلی مرتبہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے شعبے قائم کئے گئے ہیں۔ اس میں ہائیکورٹ کا 37 سے 40 فیصد فنڈ increase کیا گیا ہے۔ سیشن کورٹ کا 21 سے 26 فیصد، سول کورٹس کے 10 سے 14 فیصد فنڈ increase کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! سب سے اہم چیز جس کا میں یہاں ذکر کروں گی وہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے متعلقہ وزیر اعلیٰ کا بہت اہم پلان ہے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہماری ڈویلپمنٹ سے متعلقہ جتنے بھی پلان ہیں ان کو باقاعدہ حوام کمیونز پر مانیٹر کر سکے۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے متعلقہ جتنے بھی ہمارے منصوبے چل رہے ہیں۔ ان کو باقاعدہ حوام کے لئے open کیا جانے۔ کمیونز پر اس کا ratio چیک کیا جانے کہ اس کی stage کیا ہے؟ اس کے لئے ہم لوگ انٹرنیٹ پر اس کو down load کریں گے۔ انشاء اللہ ستمبر تک وہ حوام کے سامنے ہوگا۔

اس کے لئے میں دوبارہ اپنے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور سیکرٹری فنانس کو بھی مبارکبادوں کی کہ جنھوں نے وزیر اعلیٰ صاحب کے vision کو اتنے خوبصورت طریقے سے layout کر کے حوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

بیگم زینت خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترم!

بیگم زینت خان، جناب سپیکر اہم ہمارے پی اینڈ ڈی کی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ تقریر فرماری تھیں اور بڑی وضاحت سے جاری تھیں اور ہم سن بھی رہے تھے لیکن ایک معمولی سا نکتہ ہمیں سمجھ نہیں آیا۔ انھوں نے کہا تھا کہ جنوبی پنجاب کے لئے 53 فیصد جو B.V Hospital کے لئے رکھا گیا ہے۔ انھوں نے کس کو مخاطب کیا ہے کہ شاید آپ کو سمجھ نہیں آیا؟ اس میں انھوں نے کیا آپ کو مخاطب کیا ہے؟ ایوزیشن کو کیا ہے یا ہمیں مخاطب کیا ہے؟ ہمیں اس کی توضیح سی وضاحت کر دیں۔

محترمہ ظل ہما عثمان، جناب سپیکر! میں توضیح سی نہیں میں بہت سی وضاحت کر رہی ہوں۔ اس علاقے سے جو بھی تعلق رکھتا ہے، میں نے اس کو بتایا ہے۔ شکریہ
 شیخ اعجاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک اہم معاملے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور خاص طور پر وزیر قانون صاحب کا میں بڑا مشکور ہوں گا کیونکہ بددیانت کا چارج ان کے پاس ہے اور یہ مفاد عامہ کی بات ہے کہ فیصل آباد کے اندر صرف ایک تفریح گاہ ہے جسے باغ جناح کا نام دیا جاتا ہے۔ پورے فیصل آباد کے اندر ایک تفریح گاہ ہے جس میں ایک پارک بنا ہوا ہے جس میں پورا فیصل آباد سیر کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بننا۔

شیخ اعجاز احمد، جناب سپیکر! علم یہ ہو رہا ہے کہ وہاں پر میدان لگا دیا گیا ہے۔ جو عام پبلک کو پارک میں جانے کے لئے ٹکٹ خریدنا پڑتی ہے۔ وہاں پر تعمیر قائم کر دینے لگے ہیں اور اس کی سرسبزی ختم ہو رہی ہے اور تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ وزیر بددیانت مہربانی فرمائیں اور سٹی ناظم صاحب کو سمجھائیں کہ انھوں نے جو لوٹ مار کرنی ہے اس کے اور بڑے طریقے ہیں۔ اس پارک کو خدا کے واسطے وہیں پر رستے دیں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آپ لاہ منسٹر صاحب سے پیجبر میں ملاقات کر کے بتادیں۔ جی، ٹکو صاحب! جناب محمد وارث کلو، جناب سیکرٹری شیخ امجد صاحب کی طرح جو مقرر پہلے تیار کر چکے ہیں۔ وہ اب اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ یہ بجٹ اجلاس ہے اور ہر کسی کو بولنے کا موقع ملنا چاہیے۔ شیخ امجد صاحب کوئی تحریک لے آئیں۔ (قطع کامیوں)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، میں روٹنگ دے رہا ہوں۔ یہ آپ سن لیں۔ جس بیج کی طرف سے ٹائم ضائع کیا جانے کا ان کے ممبر کا اتنا ٹائم کم کر دیا جانے گا۔ if you start point of orders جو valid نہیں ہیں۔ جیسے جہانزیب صاحب بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ بھی وہیں سے بولیں گے تو پھر ان کا ٹائم کٹ جانے گا۔ اس لئے آپ یہ ذہن میں رکھیں کیونکہ سب کو بولنا ہے۔ جی، جہانزیب صاحب!

جناب جہانزیب امتیاز گل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکرٹری شکر یہ۔ "قسم ہے کرتے ہوئے وقت کی کہ بیشک انسان خسارے میں ہے" یہ ارشاد باری مجھے یوں لگا کہ ہمارے بجٹ ہی کے بارے میں ہے۔ میں اس سال کے میزانیے کو irrational budget کہوں گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

The flaws and the bottlenecks which I have identified are not built in by default but they are there because of the irrational fiscal management policies of the Government.

سب سے پہلے حکومت کی معاشرتی حکمت عملی جو کہ میرا نمبر 5 میں بیان کی گئی ہے۔ اس کی طرف آپ کی توجہ لے کر جاؤں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 8 فیصد growth rate کے حساب سے 2020 تک فی کس آمدن دو ہزار ڈالر بنتی ہے۔ جب ہمارا Trade gap is widening to 7 billion low کرنا پڑے، جب ہمیں external loans کی pre-mature repayment کرنی پڑے،

when we are having difficulties in raising cheap capital cheap borrowing from domestic banks تو اس طرح کی projection میں سمجھتا ہوں کہ بالکل void ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جب 'Federal Government' کی policies جو G.D.P growth کو regulate کرتی ہیں۔ جن میں taxation, micro economic policies, resource allocation policies and other regulatory policies میں نہ ہوں تو میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ 8% growth rate کو بالکل attain نہیں کیا جاسکتا۔

Mr Speaker! latest economic research shows that growth rate is not a sufficient condition for reduction in poverty, unemployment and literacy. We have a test case. Look at India. It has achieved 8% growth rate. But it did not help at all in reducing poverty and unemployment.

جناب سپیکر! ان باتوں کی رو سے دیرین 2020 کو دیکھیں اس کے صفحہ نمبر 3 پر جائیں۔ وہاں لکھا ہے کہ Punjab fully literate, fully employed. میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں وہ ایک بالکل خواب ہوگا اور میں یہ نہیں کہوں گا کہ رانا محمد اللہ صاحب اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں اب آپ کی توجہ Debit Management and Contingent Liabilities Strategies کی طرف لے کر جاؤں گا۔

Punjab has unsustainable debit burden. Punjab alone has drawn up Rs. 83.74 billion expensive cash development loan which is 57.18 % of the entire debit stock of Rs. 146.45 billion by the year 2003-04.

جناب ڈپٹی سپیکر، ناٹم مزید 2 گھنٹے بڑھایا جاتا ہے۔ جی!

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ white paper کے 'I would call it a black paper. صفحہ نمبر 82 پر جائیں۔ اس سے 84 صفحہ نمبر 7 کو fudge کیا گیا ہے۔ میں نشانہ ہی کرتا ہوں کہ وہ کیسے fudge کیا گیا ہے؟ انہوں نے یہاں پر Weighted average cost of interest کی بات کی ہے جس کو 8.49 فیصد show کیا

گیا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہم برائے نام قرضے۔ میں برائے نام 1 فیصد کو 2 فیصد کو 3 فیصد کو کہتا ہوں۔ اس کو بھی محمود نے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پہلے head میں Loan received from Federal Government which is Rs.68.449 million اس پر ہم 14.4% interest pay کر رہے ہیں۔ میں rational figures آپ کو دیتا ہوں کہ Pakistan Investment Bond Tenure 15 years - the interest rate is 7% میں کہتا ہوں کہ سات فیصد کے ساتھ آپ آٹھ فیصد کا cushion لے لیجئے۔ 8% that comes to اس پر اگر آپ weighted average cost of interest دیکھیں تو 5.62% that will come to اگر میری calculation کے ساتھ دیکھا جائے تو we will have a net saving جس کو یہ کہتے ہیں کہ fiscal space پیدا ہوگی۔ - that will be created of additional 4.408 billion rupees. دو بلین ان کی طرف سے جو ان کی calculation ہے 'چار بلین اس میں' میں اضافہ کرتا ہوں that comes to 6 billion. اگر ٹائم کی کمی نہ ہوتی تو جو یہ fiscal space تین سال میں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں آپ کو ایک سال میں اس کا نمونہ بتاتا اور انشاء اللہ میں بتاؤں گا۔ I will go to Chamber and give him a formula. اس کے بعد اتنی باتیں کرنے کے بعد انہوں نے نیچے خود ہی لکھا ہے۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Mr. Speaker! Tell this honourable Minister to listen these figures. He is so much relevant. I think this will help the honourable Finance Minister.

یہ بڑا اہم معاملہ ہے، خواتین بھی باتیں کر رہی ہیں۔ اگر کسی نے بات کرنی ہے تو لابی میں چلے

جائیں۔ He is the most relevant speaker at the movement.

MR DEPUTY SPEAKER: The Finance Minister is always sitting there and he is taking down the notes.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, if somebody does not want to listen the speech, then he should go and sit in the lobby.

MR DEPUTY SPEAKER: It is the Finance Minister who is going to reply and he is taking down the notes.

Sir, if it is only for the Finance Minister جناب جہانزیب امتیاز رگل، جناب سیکرٹری!

concerned ہے۔۔۔ then I will send him my speech later on۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آپ بات کریں۔ I can't force any member to hear it.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir! they should go and sit in lobby and they should not sit here.

MR DEPUTY SPEAKER: if any body wants to go to lobby then he is welcome to go but I can't stop any body to sit here and listen the speech.

جناب جہانزیب امتیاز رگل، جناب سیکرٹری اس کے بعد صفحہ 83 کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا وہاں پر لکھا ہے کہ۔

Although debit servicing as a portion of current expenditure is decreasing but at the same time interest liability on G.P Funds accumulation is increasing thereby negating the effect of reduced debit servicing cost.

جناب سیکرٹری! یہی یہ contradiction آ رہی ہے اس کے بعد ٹیبل 6.3 پر دیکھنے کہ Interest

servicing cost as proportion of current expenditures. figures کو اس

fudge کیا گیا ہے۔ صرف C.D.Ls and Foreign Loans کی بات کی گئی ہے اور

percentage کو 9.54 اور دکھایا گیا ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ باطل چھپایا گیا ہے اور یہ

percentage نہیں ہے۔ ایک طرف ہم پلان Vision 2020 دے رہے ہیں اور دوسری طرف

foreign loans and general provident fund are ہم خود ہی یہ بنا رہے ہیں کہ ہمارے اوپر

Rs.156,220 million ہم اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ ہم کنکول توڑ رہے ہیں مگر یہاں پر ہم 2026-27 تک بتا رہے ہیں کہ ہم interest کے تلے دے رہے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کی توجہ جی۔ پی فنڈ liability کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ صفر 84 پر دیکھیں تو انہوں نے خود ہی لکھا ہے کہ

All the employees if they were to retire in 2003 would be Rs. 127.17 billion net present value.

اگر تمام employees کو 2000 میں retired assume کر لیا جائے تو ہم پر 127-ارب روپے کی liability بنتی ہے۔ میں اس میں positive criticism کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ جی۔ پی فنڈ کو proper فنڈ مینجمنٹ سے manage کروائیں۔ آپ proper فنڈ مینجمنٹ رکھیں۔ foreign companies کو consult کریں، آپ آڈیٹرز رکھیں تاکہ ہمارے اوپر جو liability بن رہی ہے یہ ہمیں ہر آنے والے سال میں haunt نہ کرے۔ جہاں تک میں نے یہ criticism کیا ہے، میں اس کی ایک اہمی مثال بھی دیتا ہوں جس کا میں سمجھتا ہوں کہ credit goes to the Finance Minister، بینک آف پنجاب کی مثال دیکھ لیجئے، بینک آف پنجاب کو پروفیشنل مینجمنٹ کے حوالے کیا گیا تو آپ دیکھیے کہ 33.74% increase share holders equity ہوئی۔

Deposits has increased to 36.676%.. Total assets have increased 41.77%. Post tax profit has been increased to 407%. Mr Speaker 407% has been increased and I again say that whole credit goes to the Finance Minister.

جناب سپیکر! اب میں این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کی طرف جانا چاہتا ہوں۔

I will discuss the bottlenecks in the fiscal management.

ایک بہت اہم مسئلہ جس کی میں نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

That is one of the most important issues in collection of G.S.T on services especially on provision of electricity, telecommunication and air-travel fall within the Constitutional domain of the Provincial Government. The

Federal Government has, however, decided to take over the G.S.T function from the Provincial Government through an Administrative Order.

جانب سیکرٹری میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ اس issue کو وہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ سنجیدگی سے take up کریں اور انشاء اللہ اگلے بجٹ تک اس کو resolve کرنے کی کوشش کریں۔ اس Flaw کی وجہ سے جو complications ہو رہی ہیں اس کی میں نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ Divisible Pool Transfers کی بات کرنا چاہوں گا کہ۔

There is a shortfall of 387 billion rupees that is 38.6% as compared to our projections.

اس کے ساتھ ساتھ ٹوٹل فیڈرل۔

There is a shortfall of Rs. 410 billion in Total Federal Transfers that comes to 34.1%.

Mr. Speaker! Provincial A.D.P Resources. There is a shortfall of Rs. 134.9 billion in Provincial A.D.P Resources as compared to our projections. In 1997-98, there was a shortfall of (Negative) Rs. 39.5 billion that has dramatically increased in the year 2001-02 to (Negative) Rs. 135.9 Million.

Mr Speaker! the Provinces are aware of the fact as how massively are they dependent on transaction from the Federal Government while preparing their own Budget. The dependency ratio which is around 1 to 5 is too high as compared to the same financial structure of the countries like Brazil and Argentina. Sir, In Brazil this ratio is 1-3 and in Argentina this ratio is 01-01-03. Mr Speaker! Pakistan is an extreme case of vertical fiscal imbalance.

میں وزیر خزانہ کو کہوں گا کہ اس طرف خصوصی توجہ دیں۔

جناب سپیکر! ہماری بحث تقریر میں poverty کے سلسلے میں بات کی گئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں غریبوں کی مجلسی کا مذاق اڑایا گیا تھا۔ سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں کچھ facts پیش کرنا چاہوں گا۔

No of people below the poverty line increased by 42 percent, growth of poverty in Punjab is increasing 51 percent. 58.7 percent people live in Punjab below poverty line. That is very alarming. The latest statistics show that C.P.I rose to 7.13% in May 2004 as against in 2003.

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو بتانا چاہوں گا کہ

This is the largest year to year increase in C.P.I since 1998 which is very alarming.

جناب سپیکر! غریب کے گھر کا چولہا جلنا مشکل تھا۔ اب بجلی کا بلب جلنا مشکل ہو گیا ہے۔ پنجاب کے غریب عوام کے ساتھ پچھلے سال جو بحث میں مذاق کیا گیا تھا اس کو اس دھڑ بھر دہرایا گیا ہے۔ ان کی آئیں میرے کانوں میں گونجتی ہیں تو میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کے لئے ایک شعر کہنا چاہوں گا۔

شہر اگر طلب کرے تم سے علاج میری
صاحب اختیار ہو آگ لگا دیا کرو
(نعرہ ہانے حسین)

جناب سپیکر! میں آپ کو پچھلے سال کی بحث تقریر کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جس میں میرا نمبر 12 میں حکومت نے T.M.A's کے ذمہ 4-ارب روپے کے قرضہ جات میں ایک incentive سکیم دینے کے تحت معاف کرنے کا اعلان کیا تھا۔ آپ دیکھنے ہماری بہ قسمتی 'ہماری fiscal mismanagement دیکھنے کہ ایک طرف ہم قرضے معاف کرنے کا incentive دے رہے ہیں۔ جب قرضے معاف کئے جاتے ہیں تو ان کمپنیوں کا financial structure دیکھا جاتا ہے کہ ان کی pay back capacity کیا ہے' revenue generation کے ذرائع کیا ہیں؛ لیکن ہم نے اس سال

ان تمام چیزوں کو نظر انداز کرتے ہوئے تین ارب سے زیادہ کے قرضے T.M.A's کو جاری کئے۔
 fiscal management کی انتہا کر دی گئی۔ Road Transport Corporation which was
 bankrupt last year ہم نے اس قدر mismanagement کی کہ ان کو اس دفعہ
 اڑھائی کروڑ روپے کا قرضہ دے دیا۔ ایک بند کھٹی کو قرضہ دے دیا گیا اس کے علاوہ incentive
 سکیم کے تحت چار WASA's نے اپنے قرضے معاف کروانے لیکن ہم نے اس سال کمال کرتے
 ہوئے گوجرانوالہ و اسما کو قرضہ دیا، لاہور ڈیپٹمنٹ اتھارٹی / اسما کو قرضہ دیا۔
 loans to T.M.A چھوٹی اور loans to گورنمنٹ لاہور اتنی mismanagement۔
 جناب سیکرٹری! اب میں ایجوکیشن سیکٹر کی طرف جانا چاہتا ہوں۔

19 percent is the largest chunk of total outlay in the A.D.P, it is 38 %
 higher than that of the fiscal year 2003-04. The Punjab Education
 Department has claimed that it has spent Rs. 7 billion during financial year
 2003-04. I question that spending?

کیونکہ جو facts میں بیان کرنا چاہ رہا ہوں وہ ان spendings کو justify نہیں کرتے۔ ہمارا حال
 دیکھیے کہ ہمارے پاس 360 ہزار سکول ہیں جن میں سے تین ہزار سے زیادہ سکول shelterless ہیں۔
 چار ہزار پانچ سو چونسٹھ سکولوں کی dangerous بلڈنگز declare کر دی گئی ہیں۔
 without drinking water جہاں پر 11723 سکولوں میں پینے کا پانی مہیا نہیں ہے، جن میں چار دیواری نہیں
 ہے ان کی تعداد 38 ہزار ہے، جہاں پر لٹرین نہیں ہے ان کی تعداد 20356 ہے اور جہاں پر فریجیر
 نہیں ہے ان کی تعداد 40850 ہے۔ I question that spending again Sir?

جناب سیکرٹری! میں زراعت کے facts کی بات کرنا چاہتا ہوں مگر لودھی صاحب یہاں
 پر موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

میاں محمد لطیف منوار راجپوت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت، جناب سپیکر! یہ بات روز کے خلاف ہے کہ جو مقررات کر رہا ہو اسے چاہیے کہ وہ سپیکر کو مخاطب کر کے بات کرے نہ کہ cross talking کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، گل صاحب! ختم کریں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! میں Agriculture sector کی طرف جانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گل صاحب! آپ تقریر کریں جذباتی نہ ہوں۔ آپ بڑی متاثر کن تقریر کر رہے ہیں مگر جذباتی نہ ہوں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل، جناب سپیکر! میں emotional نہیں ہو رہا۔ میں agriculture facts کی طرف جانا چاہتا ہوں۔

Agriculture contributes 26% of our G.D.P. More than 60% of foreign exchange is earned by this sector and 68% of the rural population depends on the agriculture. It deploys 46% of labour. The average Agriculture growth during the decade of 1990 was 4.54% and in 2001-02, during first two years we had a negative growth of 2.64%

جناب سپیکر! 2002 میں ہماری بدقسمتی دیکھیں کہ ہماری پالیسیوں کی وجہ سے ہمارے زراعت کے شعبے میں منفی growth 07 رہی۔ اب میں مالی سال 2003 کی بات کرتا ہوں۔ growth was 4.15%۔

اب مالی سال 2004 میں دیکھیں کہ ٹارگٹ کے 26% against actual growth is 26% ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف اور صرف ہم نے agriculture sector کو 787 ملین روپے دیئے ہیں جبکہ

گورنمنٹ آف پنجاب نے Annual Development Programne میں ایک single penny

بھی increase نہیں کی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ قابل افسوس بات ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں

کہ Annual Development Programne کا جو بجٹ increase کیا گیا ہے that has

increased to 242% but for agriculture not a single penny میں چاہوں گا کہ وزیر

خزانہ اس سلسلے میں کچھ غور کریں۔

جناب سپیکر! ہماری ایک اور بد قسمتی دیکھیں کہ پاکستان میں 5 لاکھ پچاس ہزار ٹوب ویل ہیں جن میں 87 فیصد ٹوب ویل پنجاب میں ہیں۔ 34 percent were operated on diesel۔ پچھلے چار سال کا ریکارڈ دیکھیں کہ ڈیزل کی قیمتیں دگنا ہو چکی ہیں مگر قسمتی سے زرعی شعبے کو کوئی relief نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں سوشل سیکٹر کے حوالے سے کچھ کہنا چاہوں گا۔ A noble laureate

said concept of capital to cover human capital. ignore کر دیا۔

Primary Education and health care are the core issues of our social sector.

Education, according to economic survey published by the Ministry of Finance, Public expenditure on education is only 1.8% of the G.D.P which is very alarming. As compared to Iran and India their rate is 4%. Public expenditure on health is at the same level of .9% of the G.D.P. India and Iran have 2.5% of its G.D.P. Population Welfare Programme : allocation has marginally increased from Rs. 2.5 billion in 2003 to 2.6 billion for this fiscal year.

جناب سپیکر! آپ دیکھیں گے کہ آج سے 350 دن بعد اگر یہ حکومت ہونی جسے میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کے بعد کوئی جواز نہیں تو یہ figures جو fudge کی گئی ہیں ان کو ضرور شرمندہ کریں گی۔ اس بجٹ کے بعد اس حکومت کا مستقبل مخدوش ہے انشاء اللہ ہمارا مستقبل روشن ہے۔

بقول ناصر

قریب تر ہے نمود جس کا

اسی کا مشتاق ہے زمانہ

شکر یہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک محمد احمد خان صاحب!

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PARLIAMENTARY AFFAIRS: Thank you very much Mr Speaker! I must say that we have to believe in some conventional sayings and on the record of the history we have a precedent that since the creation of Pakistan every year either in the Parliament or just by the Finance Division itself the budgets have been passed. Every year we have been congratulating and will do the same. I will congratulate my Finance Minister, I will say praising words for the Chief Minister Punjab. Definitely there are provisions in the budget for which we must be congratulating on that. But it is a matter of fact that the things which haunt, the things which are like taking us back to the times where we came from, those have to be analysed. We will keep on giving budgets, opposition will keep on criticising then, Govt. benches will keep on praising the Finance Minister and giving the Vision what the Chief Minister has given. What we returned? Has the social reforms taken up? After 47, 48, 49 and 50 budgets in Pakistan, has the life of the poor changed? Can we look into it? There have been governments headed by the Ex-Prime Ministers, the Chief Ministers and the Presidents. Has everybody, anyone of us, have ever thought that where we are heading to the petty interests we have, the reasons we have, the sense of belongings we have, are these too strong to say that what the truth is. I say one thing and it is a fact, it is a recorded fact that in 1897 a cobblers myth implemented it. Mr Mahateer Muhammad gave this vision. He got it

implemented because the parliamentarians had the courage to say it on his face that yes his vision is right but there is a problem we do not have infrastructure to implement your vision. Has anybody of our ministries gone up with the vision that these Vision 2020 has such drawbacks of the infrastructure?

1897 میں ایک موچی کی مثال ہے یہ

He was the representative of the Chinese Government in the British Colony and the question was of annexation of Hong Kong that was the most integral, that was the most controversial, that was the most glamouring point between the two countries and that cobbler went up to the then Viceroy of India and said that he has an annexation letter, Sir, that Hong Kong is part of China. Then the Viceroy thought he is just cobbler having a diplomat letter in his hand and asking for Hong Kong. He said that OK. Talk it about after hundred years. The Chinese cobbler accepted it and in 1997 we saw the planning of hundred years succeeding.

سوسال بعد ہانگ کانگ چین کے ساتھ ایک موچی کے diplomatic خط پر

We have seen history doing these things. Are we planning for a better future. We have seen the vision 2020 of Chief Minister Punjab and I must admire it. The glossary of the words, the vision given by the Chief Minister, honestly speaking as a Pakistani. I feel proud that at least there is a Chief Minister who has started thinking ahead. But the question remains who is going to implement it? Are we the people, the parliamentarian sitting in the Pakistani Houses, in Provincial Assemblies,

in National Assembly, are these the gentlemen?

دس لاکھ ملازمتیں ہم ایک سال میں دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کا یہ political credential ہے کہ ایک قدم آگے تو بڑے۔ ایک سال ہو گیا تھا، ڈیڑھ سال ہو گیا تھا، تین سال ہو گئے تھے، دن رات ہم پیٹے کہ devolution plan آ گیا ہے۔ آپ کے پاس opportunity ہے، یونین کونسل کی سطح پر job centres جانے جائیں۔ ایک practical analytical data اکٹھا کریں اور پتا کریں کہ آپ کے پاس اس وقت job centre کی کمی کی وجہ سے کتنے لوگ اس وقت نو کریوں سے دور ہیں؟ heed was paid to it. چیف منسٹر صاحب نے اپنا Vision دے دیا، yes جب تک ہم ایک سال کے اندر 10 لاکھ آدمیوں کو منجانب میں ملازمت نہیں دیں گے، بے روزگاری کا quantum نیچے نہیں آ سکتا now i ask the Labour Department Punjab, I request the Finance Munster کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے vision وہ دیا جو کہ درحقیقت انہیں دینا چاہیے۔ اس Vision کے مطابق 10 لاکھ افراد کو نوکری ملنی چاہیے۔

جناب سیکرٹری صوبہ منجانب کی آبادی آج تقریباً 8 کروڑ ہے تو 10 لاکھ آدمی کو سالانہ نوکری دیں تو 15 سال میں 10 لاکھ آدمیوں کو آپ نے نوکریاں دیں۔ Vision جانتے وقت atleast چیف منسٹر کے آگے تو یہ گوش گزار کر دیتے کہ یہ تو آبادی سے accelerate کر جانے کا۔ کیا اتنا laboures منجانب میں بیٹھا ہے؟ اب ساڑھے آٹھ لاکھ پرائیویٹ پبلک سیکٹر کے اندر آنا چاہیے this is again a great idea of the Chief Minister چیف منسٹر فائنل مینجر نہیں ہیں، وزیر اعلیٰ منجانب کوئی اکاؤنٹنٹ نہیں ہیں؟ وزیر اعلیٰ منجانب نے اپنا Vision دینا ہے۔

Ministers are responsible for this, these Departments are responsible for this. They have to come up with the ideas, they have to give support to their Chief Minister, they have to tell him...

کہ آپ نے جو vision دیا ہے اس کی practicability کتنی ہے؟ اب یہ بحث ہمارے پاس ہے

This will be a repetition, I think the members who have spoken from the treasury benches and the members who have spoken from the Opposition

benches Rs. 180 billion? This is the total figure for the budget. We can call it a tax free budget because the Provincial Government does not has any taxes collateral in their ambit, we cannot enforce them, we have to make it straight, we are going for the devolution plan and the big support for the devolution plan.

میں سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ معاملات نیچے کی سطح تک منتقل نہیں ہوں گے، جب تک ہم اپنے آپ کے ساتھ honest نہیں ہوں گے تب تک ہم صحیح سمت میں نہیں جا سکتے۔ provincial ambit میں taxation کیا ہیں؛ ایکسائز منسٹر جنہیں ہم سمجھتے دنوں criticize بھی کرتے رہے۔

but I recommend him, I praise him Excise Minister has increased this taxation. For what?

کس چیز کے لئے revenue receipt میں اضافہ کیا ہے؟ I do have the figures work انہوں نے compactibility with the revenue کی divisibile pool سے جو پیسے لئے ان کو اس کی receipts of the Punjab Government کے ساتھ کبھی compare کر کے دیکھا ہے؟ Its a hectic effort to come up where we are going down کہاں جا رہے ہیں؟ with the budget اس بجٹ کے ساتھ پورا ایک سال آپ نے اس صوبے کی تقدیر کو چلانا ہے اس صوبے کو آپ نے لے کر چلانا ہے۔

and that is a saying again that money makes the mare go. We tell again 68 billion rupees to the District Governments, the jor chunk of the budget is with the District Governments. We claim that we have given the tax free budget. No new taxes. Budgets of the District Governments are independent. They have got even not a single compulsion to come up to the Provincial Finance Commission. Why do not we educate ourselves? Why do not we talk of it? What can a political leader give you? The

political leader can give you an idea, the political leader can give you a direction.

لیکن پچھلے '50 '55 سال سے اپنی پہلی بات کی طرف آتا ہوں اور فیض کا ایک شعر بھی یاد آتا ہے
'50 '55 سال سے میری حکومت سمیت اور باقی گزری ہوئی حکومتوں سمیت ہم میں سے کس آدمی نے
اس قوم کا حق ادا کیا ہے؟

None of us. I can claim it that even from those 24 hours of the day which I have, I can hardly give 5-6 hours to the people of my constituency, I can hardly sit on Budget and prepare documents because we are fixed into a system.

یہاں پر یہ بات ہونی کہ پارلیمنٹیرین کا role کیا ہے کہ وہ بجٹ کے اندر اپنا حصہ ادا کرے؟

Let's be honest. Since 1985 I have gone through the records of the Provincial Assembly Punjab, I have not seen a single recommendation of any Finance Committee? Why today?

nobody bothering. جب ایک practice ہی نہیں ہے 'جب ایک precedent ہی نہیں ہے
جس کی گورنمنٹ آنے گی اس نے haphazard activity کے ساتھ چلنا ہے تو

Let's it, where it is. Why we are here to praise the budget? Yes I can simply say two words.

وزیر خزانہ آپ کو مبارک ہو، وزیر اعلیٰ پنجاب آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے بہت اچھا بجٹ دیا۔

Thank you very much and I can sit because this is what where I will start and this is where I will end.

میں جناب یہ گزارش کرتا ہوں کہ۔

ہم خستہ تنوں سے محتسب

کیا مال سال کا پوچھتے ہو

عمر بھر سے جو ہم نے بھر پایا
 سب سامنے لائے دیتے ہیں
 دامن میں ہے خاکِ حشت بگر
 نون میں ہے ساغر و مینا نے ہر

یہاں مال، منال، بجٹ، بجٹ

Everything is fair. We can talk of it and talk for ages. I have seen the speeches that carried on for more than five or six hours.

یہاں پر ایسے لوگ بھی تھے۔

I regret. Qasim Zia is my dear brother but I could not stop my impulse when he was talking here as an Opposition Leader when he just gave his speech and went away. I was really disappointed with that. I praise Rana Aftab, I praise Rana Sanaullah Khan, I praise Hussain Bahadar Dreshak for delivering deliberate speeches. I am praising my younger Jahanzeb Imtiaz Gill.

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ بجٹ کے اندر اہم باتیں کیا ہیں تعریف کن کی کریں؟ تو پوری پوری لٹ ہے۔

We have worked on it. We can definitely say that A.D.P 43.44% is a record. Yes! it is a record but it has to be implemented. Who will implement? Was Tehsil Council will bent upon them again, was District Government will bent upon them.....

اسی سسٹم میں رہ کر آپ چاہتے ہیں کہ یہ 43.44% آپ کو اچھا رزلٹ دے دے۔

Out of question. First and last we have to stand up and look into our own armpits, we have to check upon.

کہ 43 بلین میں سے تو 40 فیصد 1985 سے دیکھ رہے ہیں کہ کمیشن کھایا جا رہا ہے ہر کوئی کمیشن کھاتا ہے آج بھی کھایا جائے گا۔

This is no question of thumping desks for anybody. I am not criticizing the Government here. I am criticizing the system for which we all are responsible.

ہم سب نے اس کا مل دینا ہے اہم بات ہم کہیں گے کہ پانچ مرلے سے لیکس پمز اڈیا۔

It is good budget point. It was very much appreciated in the publics.

اب یہ کیٹیگری کے جھگڑے میں پڑ کر اس پر کوئی گزربز ہو تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ وزیر اعلیٰ کا Vision بڑا واضح ہے منسری اس میں supportive ہو تو اچھے معاملات اس سے نکلے جاسکتے ہیں۔ Stamp duty on transfer deeds ختم کر دیں اہم بات ہے اب یہ تو پوری لسٹ ہے اس کو پڑھتے چلے جائیں تو میرا خیال ہے کہ ٹائیڈ ہم چوبیس گھنٹے بھی بولیں تو کم ہو گا بجٹ کا document تو میرا خیال ہے کم از کم ہزاروں پر محیط ہے جس میں Vision بھی ہے۔ white paper بھی ہے۔ سب کچھ دیکھتے چلے جاؤ اور اس پر بات کرتے چلے جاؤ۔ میری صرف ایک گزارش ہے کہ کیا deficit یا surplus بجٹ کو دیتے وقت۔

Any time I say that Finance Minister has been quarrelling day after day, day after day, Chief Minister has been going to Islamabad meetings on National Finance Commission Award

کیسے ہو گا؟

I was of my view that once when we will come up with the Budget that is deficit budget. It was in all economical senses to prove our claim.

کہ پنجاب جب اپنے حق کی بات کرتا ہے۔ N.F.C میں جا کر یہ کوئی stereotype جملہ نہیں ہے۔ This is very right. کہ جس چیز پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے N.F.C پر stand لیا تو پورے پنجاب کو ان کی سپورٹ کرنی چاہیے تھی کیونکہ یہ پنجاب کا موقف ہے اور جب ہم وہاں جا کر یہ بات claim

کہتے ہیں کہ ہمارا N.F.C Award اس version کے مطابق دیا جائے تو honestly speaking
with all facts and figures آج ہمیں deficit budget کے ساتھ اس floor پر آنا چاہیے تھا۔

We are again with the surplus budget. Who is responsible? Should I blame my Chief Minister? No, Sir. I can't. There is Finance Division sitting here. Minister Finance is responsible for that.

کہا کہ اگر deficit budget نہیں دے سکتے ہو تو N.F.C میں اپنے claim کو justify کیسے کرو
گئے؟ Things come up again. ذومینٹ کے لئے پیسہ رکھ دیا ہے یہاں پر لائیو سٹاک کی بات

نہیں کریں گے کہ ہمیں دو۔ سسٹم اچھا ہو جائے گا، نہیں These are all those old

things. جو ہم ایک عرصے سے کرتے آ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ میں بھی آج کسی نئی

proposition کے ساتھ pin up نہیں کر سکتا I know that as a matter of fact I can

not come up with some sort of solution here. ایک دن اپنے وزیر آپاشی کے

ساتھ بات کی۔ میں قسم کھا کر اس جگہ پر کہہ سکتا ہوں کہ آج تک کسی ulterior motive کے تحت

اپنے کسی بھائی کو اپنے کسی honourable elevated member of Parliament who sits

here as a Minister کے ساتھ ہم نے ulterior motive embarrass کرنے کی کبھی کوشش

نہیں کی لیکن بعض اوقات There is a conscience which just speaks something.

بات کرنی پڑ جاتی ہے۔ آج میں ہزار دفعہ مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ بجٹ بہت اچھا ہے مگر مدارا

اس بجٹ کو اور Vision 2020 کی روح کو سمجھ کر اگر آپ چلیں گے آج کون سا وہ dynamic

leader sitting controlling the departments جو اس Vision 2020 کو سامنے رکھ کر اس

پروگرام کو لے کر آئے ہیں پڑے گا Let's talk of the Education. وزیر اعلیٰ کیا کر سکتا

ہے؟ bargain with the World Banks to get up the money into the country.

پیسے لانے اور اس حد تک پیسے لانے جب پہلے ان کو سنا تو ناقابل یقین تھا ہم نے نہیں مانا But

when we actually saw the document we believed it. ہم نے کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب

کی جو خواہش تھی اس کی تکمیل کا وقت آیا ایک بڑھا لکھا پنجاب ضرور آجانے گا اب یہ بڑھا لکھا پنجاب

اتنی دھڑسا، اتنی دھڑسا کہ اس کے بعد خود اس خواب کو خواب نہیں کہا بلکہ خواہش کہہ دیا۔ گزارش یہ ہے کہ جتنا مرضی فنڈ Whatever sort of sources آپ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ اور متعلقہ ای۔ ڈی۔ اوز کو بھیجتے بائیں Nothing will happen. It will demise. It will go to gangs. یہ جب صدر جنرل پرویز مشرف نے آکر کہا تا کہ یہ قبرستان ہے ترقیاتی منصوبوں کا، یہ ملک پھر اس روش کی طرف شاید پل پڑے۔ آپ کو جب تک professional managements نہیں ملیں گی devolution plan کے بغیر مل نہیں ہے۔

We should admit as a member of the Provincial Assembly, I should admit that I have to interact with the District Nazim, I have to interact with the D.C.O of the concerned district.

کیونکہ devolution میں independent District Govt. دے دی گئی ہے اور اس کا وجود تسلیم کرنا پڑے گا اور یہی مہذب دنیا کا آج طریقہ کار ہے اگر میں کہوں کہ میں صوبائی اسمبلی کا ممبر ہوں اور تمام پاورز کو خود ہی consolidate کر کے ان کے اوپر بیٹھا رہوں اور نیچے کوئی چیز نہ جانے تو This will be unfair to this nation. جن کے پاس جو چیز چلی گئی ہے اور صحیح spirit

میں گئی ہے We should applaud it and the budget allocation made for the districts میں سمجھتا ہوں کہ،

This is the very wise decision of the Provincial Government Punjab to give them the budget allocations to define their own budgets.

یہ ایک صحیح سمت کے اندر پہلا قدم ہے اور جس کو بار بار repeat ہونا چاہیے تاکہ یہ پراونشل فنانس کمیشن کے understanding کے مطابق یہ اسی روح اور تشریح کے مطابق نیچے تک پہنچے۔ میری جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ،

Law and Order, Police Order 2002, Access to justice fund given by Asian Development Bank, Gender equality

خواتین کے لئے بے تحاشہ پیسا پولیس آرڈر 2001 پر جو اتنا شور مچا رہا ہے آج تک سمجھ نہیں آیا کہ ہے کیا؟

I have gone through the details of Police Order, I have read it and thrashed it. I have just come to one conclusion that this is the question of sharing powers

جب تک آپ specified unit investigating نہیں جائیں گے ہم اس سائٹڈ کو اس سائڈ پر نہیں لے کر جائیں گے theft کا theft یونٹ نہیں جائیں گے جب تک آپ robbery control کے robbery control unit نہیں جائیں گے جتنا مرضی ترمیم پولیس آرڈر کے اندر کرتے جائیے لہ اینڈ آرڈر کبھی ٹھیک نہیں ہو گا۔ You have to come up with professional policing آپ کا پرو فیشنل policing کے بغیر آپ کا Access to justice fund پھر انہی عملتوں پر لگے گا کچھ نہیں کی۔ کچھ گریں گی۔ credential as a nation ہم نے لے لیا ہے۔ نجی حکومت پر تو سارا بوجھ نہیں ڈال سکتے بات تو وہ کرنی ہے جو اس نے نیچے grass root level تک پہنچانے۔ اب اگر ہم اس بجٹ کو سامنے رکھیں تو I must say that given circumstances میں توجہ بہت زیادہ نہیں جاسکتے since 1985 evaluation decrease خود analyse کر لیں۔

In 1985 one US dollar, I believe was of 35 rupees, in 1990 it went to 45 rupees, in 1995 it came to 50-55 rupees, in 2000 it was of 62 rupees, in 2007 it will be of 100 rupees.

اس بات کو ذہن میں رکھ کر 'decreasing evaluations کو سامنے رکھ کر ان چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ جو بجٹ اس وقت mandatory grants اسی vision کے مطابق true letter and spirit میں نیچے جانے اور وہاں جا کر implement ہو۔

Control of the Provincial Government is what matters. District Governments are by design inferior Governments. Provincial Governments can force their writ over them.

اور اپنے معاملات کو سیدھے طریقے سے چلا سکتے ہیں۔ کچھ اس کے اندر ایسی چیزیں ہیں جیسے ابھی نئی تحصیل بنی ہیں کسی کو سمجھ ہی نہیں لگ رہی کہ کون سا فنڈ، کس نے، کس کو دینا ہے؟ S.M.B.R summary چیف سیکرٹری کے پاس چلی جانے ضلعی حکومت کے کہ فنانس ڈویژن سے لے کر آئیں اور فنانس ڈویژن کے کہ جی ہمارے پاس تو ابھی کوئی ایسا سسٹم ہی نہیں ہے ابھی تو ہے۔ پانچ چھ آپ کی notified تھی تحصیلیں ہیں۔ ان کے پاس ڈویژن نچے جانے کے لئے module تو طے نہیں ہو رہا۔

The thing is that you have to crystallized things. We have to crystallize the things Unless we crystallize the things

اس وقت تک ہمارے معاملات کسی صورت بھی right track پر نہیں چل سکتے

I must congratulate the Chief Minister Punjab on giving a wonderful Vision and conscious my colleagues here that for if this time this Vision is denied, we do not come upto to the expectations of our leader, the Departments do not work into the right direction, there will be a failure. I am indicating it.

شکریہ

جناب ذمہ سیکرٹری، محترمہ بشرنی نواز گردیزی صاحبہ!

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HOME AFFAIRS: Thank you Mr. Speaker! so much has been said about the budget so far in the previous three days but i will try to discuss issues which have not been discussed in detail before. Sir, the Budget for the year 2004-05 has been carefully prepared with due consideration for all the classes of the society. After consultations with the members of the Assembly, substantial

allocations have been made for education, health, agriculture, irrigation and law and order. Throughout the year the Chief Minister has been touring and holding district-wise meetings with the M.P.As and the stake holders from all walks of life. I am sure the proper utilization of these funds as in the previous fiscal year, would bring about development and improvement in various sectors.

Sir, it is the responsibility of the Govt to provide security, education and health facilities to its people. Realizing this, the Govt of Punjab has passed a bill to consolidate the law for the rescue, protection, care and rehabilitation of destitute and neglected children in the Punjab.

(Interruption)

MR DEPUTY SPEAKER: Order please order. Order please

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HOME AFFAIRS: Sir, It would be unfair not to mention the efforts and the diligence of Dr Faiza Asghar, the Chief Minister's Advisor on Children Rights who has been working on this Bill for almost a year.

Mr. Speaker! Sir, beggary is a menace in our society. Most of the homeless and orphaned children are forced to beg in busy streets in extreme temperatures. Such children who become the victims of violence adopt anti-social behaviour and their self image is distorted. These children, especially, boys become aggressive and could grow up as hard core criminals and terrorists whereas the girls lose confidence and become introvert.

Sir, it is the right of every child to be looked after and to be protected from all kinds of abuse. Therefore, the Punjab Government would establish Child Protection and Welfare Bureaus where neglected and destitute children would be provided accommodation, education and vocational training so that they could earn respectful livelihood. The Government would take strict action against people who would force a child into beggary.

Sir, maintenance of law and order is one of the primary duties of the Government. The Chief Minister Punjab accords high priority to the maintenance of law and order and therefore has allocated a hefty amount in the Budget. Establishment of 175 fully equipped Police Patrolling Post by July 2004 is the first step to eliminate the "Thana Culture". There are four dimensions to preventing and fighting crime; (1) Pre-emption of crime (2) deterrent security deployment (3) post crime actions and (4) dispensation of justice. We can combat crime by efficient intelligence, improvement in deployment patterns and by providing the Police with essential equipment. In order to increase the efficiency of the Police we will have to reduce their working hours. I would request that special attention may be given to the problems of women in the Police Force. Preference should be given to the female officers for the allotment of residences. The Police should be specially trained to be courteous and it should be a symbol of care and service to the people. According to a recent Economic Survey of Pakistan, continued urbanization has placed

immense stress on the water resources of the country. The emissions from the factories and motor vehicles are highly polluting the air. Noise pollution is higher than the permissible limit of 85 decibels in the big cities. The overall quality of water is deteriorating due to effluents discharged by industrial units. The Government should take stern action against all responsible for it.

Mr. Speaker, violations of human rights is absolutely against the charter of our religion, Islam which calls for mutual respect and tolerance. Our Government is committed to upholding human rights of all citizens and especially women. The Government of the Punjab has allocated a large amount for the betterment of women folk;

1. A Modern Burn Unit at Jinnah Hospital, Lahore has been established to provide burn care services to victims most of whom are poor women.
2. Sixteen thousand village based lady Health Workers will be added to the existing 35000 Lady Health Worker in the Province and Mr. Speaker, the list goes on. I would request the Government to start orientation and capacity building programme for the legislators and therefore, allocate some funds for this purpose. I am grateful to President Pervez Musharraf for safeguarding the rights of the women in Pakistan.

Pakistan, unfortunately, has one of the largest gender gaps in the world terms of literacy. There exists a wide disparity between literacy

levels in the cities and the rural areas. After indentifying poverty missing infrastructure and poor teacher-student ratio, as the root cause of low literacy rate, our Government took the following effective steps.

1. The Provision of free education:
2. The Provision of free text books and
3. Stipends for poor students.

Consequently, enrollment in schools has increased which is quite an achievement. Sir! great responsibility rests upon the teachers as builders of a nation, therefore, they should deal patiently with the children and understand their psychology.

The remoteness, lack of communication or transport and the extreme temperature are the main reasons of teacher abstention in schools.

We cannot achieve the goal of 100% literacy rate in Punjab unless we redress the problems of the teachers. In the rural areas the Government should make an arrangement of D-type lodges in the school premises so that the teachers do not have to travel far distances. In order to make higher education affordable, the Government should give soft loans especially to the students of science and Information Technology and facilitate them in purchasing personal computers.

Sir! Chief Minister Punjab has removed regional disparities in the province by allocating hefty amounts for the development schemes in south Punjab. Therefore, I would like to request the Honourable Chief Minister to consider allocation of funds for the following development schemes.

1. Establishment centre of Excellence for Advance studies in Science for which land has been designated in Tehsil Hootwala in Bahawalpur.
2. Government Degree College for women, Riaz Colony, Bahawalpur, may be given the status of Women University, Bahawalpur.
3. Allocation may kindly be made for the maintenance of Central Library, Bahawalpur. The offer made by the Pakistan Book Foundation for the construction of multipurpose Hall and Book Display centre may kindly be materialized.

Sir! in the end I would like to thank the Chief Minister personally and on the behalf of the people of Bahawalpur for the approval of construction of an over head bridge near the Bahawalpur, Industrial Estate, establishment of I. C. U/C. C. U and for other improvements in the Bahawalpur Victoria Hospital. I am also grateful for the budgetary allocation for the improvement of Bahawalpur zoo. Than you Mr. Speaker.

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you. Next Speaker is

مسز پرویز مسود بھٹی۔ ہم خواتین کو اس لئے پہلے وقت دے رہے ہیں کیونکہ وہ یہاں زیادہ نہیں بیٹھ سکتیں۔

محترمہ پروین مسود بھٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ ہم نے اسی درخواست کی تھی کہ خواتین اتنی زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتیں لہذا آپ ہمیں پہلے وقت دے دیں۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے ہماری درخواست منظور فرمائی ہے۔ پچھلے تین دنوں سے بجٹ پر سیر حاصل بحث ہو رہی ہے۔ حکومت اس بجٹ کو عوام دوست بجٹ کا نام دے رہی ہے۔ عوام دوست بجٹ وہ ہوتا ہے جس میں عوام کی فلاح و بہبود یا عوام کے لئے کوئی relief ہو۔

یہ بجٹ تو صرف نظروں کا ہیر مہیر ہے جس میں غریب عوام کو کوئی بھی relief نہیں دیا گیا۔ جناب سیکرٹری اہل سے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے روزگاری، تعلیم اور صحت کا ہے لیکن حکومت نے اس حوالے سے کوئی بھی عملی یا انقلابی قدم نہیں اٹھایا۔ یہاں اس بجٹ میں کوئی بھی ایسی مدد نہیں رکھی گئی کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ بے روزگاری ختم ہو جائے گی۔

جناب سیکرٹری ہمیں بڑی خوشی ہے کہ پنجاب کے بجٹ میں بہت سی رقم تعلیم کے لئے مختص کی گئی ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ اسی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر تعلیم شاید چلے گئے ہیں۔

(اس مرحلے پر وزیر تعلیم ایوان میں داخل ہوئے)

ابھا آپ آگئے ہیں تو شکریہ۔ جناب سیکرٹری اظہار تعلیم پر بہت زیادہ رویہ خرچ ہو رہا ہے۔ نئی یونیورسٹیاں بھی بن رہی ہیں، نئے سکولوں کے لئے اساتذہ بھرتی کئے جا رہے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ معینی جماعت سے لے کر میٹرک تک بچیوں کے لئے دو سو روپے ماہوار وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ پوچھوں گی کہ کیا آپ نے صرف طالبات کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے یہ قدم اٹھایا ہے؟ کیا وہاں پر اساتذہ بھی پورے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے جو standard manual دیا ہے اس کے صفحہ نمبر 8 کے سیریل نمبر 1 میں یہ لکھا گیا ہے کہ ٹیچرز خود بطور ماڈل ایکسٹرنل کروائیں گی۔ بچیوں اور بچوں کو انکس بونا سکھائیں گی۔ اردو کے پیپرڈ میں اردو میں تعلیم دیں گی اور انکس کے پیپرڈ میں انکس پڑھائیں گی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ پالیسیاں تو اسلام آباد اور لاہور میں بنتی ہیں۔ کیا دیہی علاقوں کے بچوں اور اساتذہ کا یول اتنا ہوتا ہے کہ وہ انکس میں تعلیم دے سکیں گے اور بچے سمجھ سکیں گے؟ میں کہتی ہوں کہ اگر وہ اردو میں بھی انہی تعلیم دے دیں تو یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ کیا آپ کے پاس کوئی بلاو ہے کہ آپ ان اساتذہ کو اتنی جلدی انکس بونا سکھا دیں گے تاکہ وہ بچوں کو بھی پڑھائیں۔ جنوبی پنجاب کے سکولوں کے لئے نئے اساتذہ کی بھرتی کی خاطر کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔ میرا تعلق بہاول پور سے ہے۔ مجھے علم ہے کہ وہاں پر چند کان جیننگ فیکٹریاں کئے کی صرف ایک مل اور آنے کی چند ملیں ہیں۔ اس علاقے میں بہت زیادہ بے روزگاری ہے۔ جب کپاس یا گنے کا سیزن ہوتا ہے تو مزدوروں کو روز کار دیا جاتا ہے اس کے بعد پھر ان کو بے روز کار کر دیا جاتا ہے۔ حسین دریشک صاحب میز

متوجہ ہوں۔ مجھے بتایا جانے کہ حکومت نے بجٹ میں کوئی ایسی دیکھی کہ ان نوجوان بے روزگاروں کو روزگار مل سکے؟ میرے خیال میں پورے بجٹ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں بتایا گیا ہے کہ ریٹائرڈ ہونے والے سرکاری ملازمین کے لئے گھر بنانے جائیں گے۔ یہ تو ایسے ہی ہوا کہ "کون بیٹا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔" ریٹائرڈ ہونے والے ملازمین کے لئے تو گھر کم نہیں گے لیکن جو بنانے والے ہیں ان کے ہنگے پہلے تیار ہو جائیں گے۔ اصل بات grass root کی ہے جب تک آپ جڑوں کو نہیں پکڑیں گے اس وقت تک ترقی نہیں کر سکیں گے۔ وزیر تعلیم صاحب نے بہت سارے ایسے سکولوں کا سروے کروایا ہو گا کہ جہاں پر بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں لیکن ایچی ایم میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ ضلع بہاولپور میں بہت سارے ایسے سکول ہیں جہاں پر کوئی بنیادی سہولت میسر نہ ہے۔ لائبریری ہے نہ سائنس لیبارٹری ہے۔ یہاں تک کہ جانٹ کی سہولت بھی موجود نہیں ہے۔ آپ ایک طرف کہتے ہیں کہ جی ایم نے پرائمری تعلیم مفت کر دی ہے۔ فری کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ جب تک آپ بچوں کو صحیح تعلیم نہیں دیں گے اساتذہ پورے نہیں ہوں گے تو پھر تعلیم فری ہونے کا کیا فائدہ ہوگا۔ آپ نے یہ نعرہ تو بنایا کہ "پڑھا لکھا پاکستان اور پڑھا لکھا پنجاب ہوگا" لیکن آپ صرف بچوں کی تعداد میں اضافہ کر کے پڑھا لکھا پنجاب نہیں بنا سکتے۔ مہراں مسعود صاحب جانتے ہیں کہ پرائمری سکولوں میں تین اساتذہ ہوتے ہیں۔ آپ کی پالیسی کے مطابق پرائمری سکولوں میں تین اساتذہ ہوں گے۔ اب جہاں پر پانچ کلاسیں ہوں گی وہاں تین اساتذہ کیسے پڑھا سکتے ہیں؟ لہذا میں کہوں گی کہ آپ صرف بچوں کی تعداد میں اضافہ کرنے پر زور نہ دیں بلکہ میڈیا تعلیم کو بھی بہتر بنائیں۔ اساتذہ کی تعداد پوری کی جانے اور ان کی حاضری یقینی بنائی جائے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے بات کرتے ہوئے اپنے علاقے کی بات کروں گی کہ ہمارے بہاولپور میں صرف ایک بہاولپور و کنوریہ ہسپتال ہے جس کے ساتھ قائد اعظم میڈیکل کالج بھی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بار بار گزارشات کرنے کے باوجود وہاں پر ڈیپنٹل ہسپتال کے لئے ایچی ایم تک کوئی فنڈ مختص نہیں کئے گئے۔ کیا یہ زیادتی نہیں ہے؟ حسین دریشک صاحب! آپ ہمارے علاقے کے ہیں۔ میں پچھلے دو سال سے ایک فاتون کی امداد کے لئے کہہ رہی ہوں۔ یہ

قانون چمکنے کیلئے اس کا فائدہ بیدار رہتا ہے۔ اس کے تین معمولے معمولے نچے ہیں۔ میں نے اس کی امداد کی خاطر پچاس ہزار روپے کی معمولی رقم کے لئے بہت دھن آپ سے کہا لیکن آپ تو ریٹائرڈ ہیں، آپ کے پاس تو میرے خیال میں کوئی اختیار ہی نہیں ہے۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پچاس ہزار روپے کی معمولی سی رقم بھی اس قانون کو نہیں مل سکی۔ تو آپ پھر عوام کی کیا بات کرتے ہیں؟ آپ نے غریبوں کو کون سا بھٹ دیا ہے؟ آپ نے پنجاب کے لوگوں کے لئے کونسی علاج و بہبود کی ہے؟ غریب عوام کے لئے کون سی آسائش یا سہولت مہیا کی ہے؟ علاج تو ایسے ہوتی ہے جیسا کہ میں نواز شریف صاحب نے ہمارے علاقے میں سائیکل رکھنے ہٹا کر انھیں موٹر سائیکل رکھنے دے دینے تھے اور نوجوانوں کے لئے بیو کیپ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، جناب سیکرٹری ایوان آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری: جی، فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی، جناب سیکرٹری محترمہ میں نواز شریف اور کٹھوں کی بات کر رہی ہیں۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بھٹ کے حوالے سے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری: وہ جاری ہیں کہ انھوں نے سائیکل رکھنے کی جگہ موٹر سائیکل رکھنے دینے اور وہ تجویز دے رہی ہیں کہ آپ بھی کچھ دیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سیکرٹری! کسی حکومت کی جو چیز اہم ہے اس کی تعریف کرنی چاہیے۔ میں نے میں نواز شریف کے کاموں کا اس لئے ذکر کیا ہے کہ وہ نظر آتے ہیں۔ ان کے اس اقدام سے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار ملے گا۔ جناب والا! اس بھٹ میں انھوں نے نوجوانوں کے لئے کون سی پالیسی بنائی ہے اور انھیں روزگار مہیا کرنے کے لئے کون سا بھٹ دیا گیا ہے؟ میرے بھائی ایک اہم بات بھی برداشت نہیں کر سکے اور کمزے ہو کر اعتراض کر دیا ہے۔ جناب سیکرٹری! میں نواز شریف نے معمولی معمولی ریزمیوں والے لوگوں کے لئے بغیر کسی معاوضہ کے کمو کے دینے تاکہ وہ آسانی سے اور باعزت طور پر اپنی روزی کما سکیں۔ میں کہتی ہوں کہ کام وہ

ہے جو نظر آنے جبکہ اس بجٹ میں ہمیں تو کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی بے شک آپ حکومت کی جتنی مرضی خوشامد کرتے رہیں۔

جناب والا! میری حکومتی بیگز کی بہنوں نے ابھی بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے عواتین کے لئے یہ یہ کچھ کیا ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ پڑھا لکھا پاکستان ہو لیکن خواب تب پورا ہو گا جب یہ سب باتیں grass root سے شروع ہوں گی۔ جب یہ مد نظر رکھا جائے گا کہ جو امیر ہے وہ امیر تر نہ ہوتا جائے۔ پاکستان میں صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ امراء اور وزراء ہی یہاں کے عوام ہیں۔ حکومت کی طرف سے بجلی میں 10 پیسے فی یونٹ کی رعایت دی گئی ہے جبکہ عام لوگوں سے 25 روپے بل کے ساتھ ٹی۔وی لائسنس کی فیس کے طور پر کٹ لئے جائیں گے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جنوبی پنجاب میں شاید آپ کو لوگوں کی حالت کا پتا نہیں ہے۔ مزاری صاحب بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہاں پر کئی ایسے گھر ہیں کہ جہاں پر ٹی وی نہیں ہے۔ اگر حکومت نے کوئی رعایت دینی تھی تو بڑے شہروں میں یہ ٹیکس لگا دیا جاتا اور معمولی شہروں میں اس کی مہموت دے دی جاتی۔ جناب والا! پی۔سی۔ او غریب لوگوں کی سہولت کے لئے لگانے لگے ہیں کہ وہاں سے وہ ٹیلیفون کر سکیں۔ اگر حکومت کو غریب عوام کی اتنی فکر ہوتی تو وہ ٹیلیفون کے بلوں میں 10 کال کے نرخوں میں ضرور کمی کرتی۔ چونکہ غریب لوگ ان پڑھ ہوتے ہیں جب وہ پی۔سی۔ او پر جا کر اپنے کسی رخصتے دار سے بات کرتے ہیں تو پی۔سی۔ او والے منہ مانگے پیسے وصول کرتے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ٹیلی فون کال کی قیمت میں کمی کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری، بی بی ایلی فون فیڈرل subject ہے وہ پنجاب میں نہیں ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، جی یہ مرکز کا معاملہ ہے لیکن مرکز کا بجٹ بھی پنجاب میں آیا ہے۔

میں نے کوئی غلط بات نہیں کی بلکہ یہ حقائق پر مبنی باتیں ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سیکریٹری، آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن وہ فیڈرل subject ہے۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سیکریٹری میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے یہ درخواست کرنا چاہتا

ہوں کہ میں کل سے اپنا نام لکھوا کر بیٹھا ہوں لیکن ابھی تک میری باری نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، بالکل آپ کا نام ہے لیکن میں تمام male members سے درخواست کروں گا کہ پہلے خواتین کو بولنے دیں پھر آپ کو نام دیں گے۔ اب میں زیب النساء قریشی صاحبہ کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

بیگم ستارا فیاض، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیے!

بیگم ستارا فیاض، جناب سپیکر! میری محترم بہن نے جو امی فرمایا کہ سوال پورے سکولوں میں پھرز نہیں ہیں۔ آپ یقین کیجئے کہ میں نے خود visit کیا ہے وہاں پر سٹاف پورا ہے لیکن بچے کم ہیں۔ چونکہ وہاں سولیات کم تھیں جن کے لئے امی ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر تعلیم نے یہ سولیات دینے کا وعدہ کیا ہے تو اب لوگ وہاں پر پڑھنے کے لئے آئیں گے۔ وہاں ایک چھوٹا سا سکول تھا جس میں پانچ پھرز تھے لیکن 25 بچے تھے۔ وہاں پر بالکل پھرز موجود ہیں امی دس ہزار لوگ بھرتی کئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

محترمہ حمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں اور میری یہ دو ساتھی کل بھی ساڑھے چھ بجے تک جناب کے ساتھ ہی یہاں بیٹھے رہے۔ آج بھی لوگوں کو out of turn بولنے کے لئے باری دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جس طرح لسٹ میں نام ہے اسی حساب سے آرہے ہیں کسی کو out of turn باری نہیں دی گئی۔ آپ آکر لسٹ چیک کر لیں۔ اگر اس میں کوئی شک و شبہ ہو تو دیکھ لیں۔ محترمہ حمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں نے لسٹ چیک کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انشاء اللہ آپ کی باری بھی آ رہی ہے۔ جی محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ! میں out of the way specially خواتین کو زیادہ موقع دے رہا ہوں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی، پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عابدہ جاوید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، پبلسٹکس اور محترمہ زیب النساء کو بات کرنے دیں۔ جی، محترمہ

محترمہ زیب النساء قریشی، شکرہ: جناب سیکرٹری

ہم نے ہی تو ہر دور میں غورخید تراشے

صبح کی کجلائی محسوس کرن سے

تھیر بدلتے پر جو آنے کبھی ہم تو

تھیر بدل دیتے ہیں ماتے کی شکن سے

جناب سیکرٹری عاتون وہ ہستی ہے جو کسی ملک کا نظام بدلنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

معاشرے میں کلنگلی، ملک، تراث اور قربانی عاتون ہی کی مرہون منت ہے۔ ملت کا مستقبل

خواتین کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ انبیاء، اولیاء، بادشاہ، مکران عاتون ہی کی گود میں پروان پڑتے ہیں۔

شکر ہے کہ اس بحث میں خواتین کا بھی ذکر آیا۔ یہ ایک اہم اقدام ہے کہ خواتین کے لئے 20 کروڑ

روپے رکھے گئے ہیں لیکن یہ رقم بہت محدود ہے۔ اس کو بڑھایا جائے۔ پنجاب کے 34 اضلاع ہیں

لیکن یہ کہاں کہاں خرچ ہوں گے؟ میں اس حوالے سے کچھ تجاویز دوں گی۔ خواتین کے لئے ہر سطح

پر تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے۔ تعلیم سے مراد پڑھنا لکھنا نہیں بلکہ ان کو علم دینا ہے تاکہ

وہ اپنی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری کو بہتر انداز میں ادا کر سکیں۔ ایک مرد کی تعلیم ایک فرد کی

تعلیم ہے اور ایک عورت کی تعلیم ایک کنبے کی تعلیم ہے۔ ہم ٹیلی ویژن کو اس مقصد کے لئے بہتر

طور پر استعمال کر سکتے ہیں کہ وہاں ان کو تربیت دی جائے۔ معمولی گھریلو صنعتیں لگان جائیں تاکہ

خواتین وہاں کام کریں اور ان کو روزگار حاصل ہو۔ مدیہ پولیس اور جیل فلڈ جات پر 20-ارب روپے

مختص کئے گئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ہر تھانے میں خواتین پولیس آفیسرز کو تعینات کیا جائے

تاکہ خواتین وہاں جا کر اپنا مسند بیان کر سکیں اور یہ لازم کیا جائے کہ ہر عورت کی رہنمائی کی

جائے۔ خواتین کے لئے ایسی عدالتیں قائم کی جائیں جہاں صرف انہی کے کیس سنے جائیں تاکہ

جلدی سے یہ کیس نیٹ جائیں۔ اہم شخصیات کی سکورٹی پر دو کروڑ خرچ ہو سکتا ہے لیکن لوگوں کے برتن صاف کر کے روٹی کھانے والی کسی بوزمی بوہ یا کسی محنت کش یتیم خانوں کی زندگی یا عزت کو کوئی تھنڈا حاصل نہیں۔ وزیروں اور مقننوں لوگوں کی خواتین تو گھر سے باہر سکورٹی والوں کی بندوقوں کے پھرے میں نکلتی ہیں اور عوام کی ہوبیہیں بندوق کی نالی پر ایٹامل و صناع لٹوا بیٹھتی ہیں۔ یہ لہ کر یہ ہے۔

جناب سیکرٹری اب میں تعلیم کے بارے میں بات کروں گی۔ کسی بھی معاشرے کی ترقی کے لئے تعلیم انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ تعلیم کی مد میں 8-ارب 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں لیکن اس کے ثمرات اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے جب تک پورے پنجاب میں پورے ملک میں نظام تعلیم ایک نہ ہو اور ذریعہ تعلیم ایک نہ ہو۔ ملک کو ایک ایسا نظام چاہیے جو ملکی اور قومی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔ یہ مختلف سسٹم ہمارے معاشرے کو مختلف طبقوں میں تقسیم کر رہے ہیں اور بچوں میں احساس کمتری پیدا ہو رہا ہے۔ میں گزارش کروں گی کہ ووکیشنل کی زیادہ سے زیادہ تعلیم دی جانے اور تعلیم کا پیسا جو اشتہارات پر خرچ کیا جا رہا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ پیسے کا زیاں ہے اب سب لوگوں کو پتا ہے کہ یہاں تعلیم مفت ہے۔

جناب والا! پانچ مرلے کے گھر پر اپنی پکس سے مستثنیٰ قرار دینے گئے ہیں لیکن ملی طور پر اس کا اطلاق صرف کچی آبادیوں تک محدود رکھا گیا ہے جبکہ کسی بھی آبادی میں جس کسی کا پانچ مرلے کا گھر ہو وہ زیادہ امیر نہیں ہوا کرتا۔ میں یہ عمارت کروں گی کہ ہر پانچ مرلے کے گھر کے لئے پراپرٹی ٹیکس صاف کیا جائے۔

بڑے وثوق سے دنیا فریب دیتی ہے

بڑے خلوص سے ہم اعتبار کرتے ہیں

پاکستان بنے ہوئے 57 سال گزر گئے ہر بار عوام کو خوشخبریوں سنائی جاتی ہیں وہ سوچتے ہیں

کہ ہمارے حالات اب بدلے کہ اب بدلے لیکن جو جو ہے جو کم نہیں ہوتا بلکہ وقت کے ساتھ بڑھتا ہی رہتا ہے لیکن،

وہ جو پھاڑوں پر رہا کرتے ہیں
منزلیں ان کو راہ دستی ہیں
عزم و ہمت کے آستانوں پر
بجلیاں بھی بناہ دستی ہیں

جناب سپیکر! اگر ہمارے حوصلے جوان ہوں! اگر ہمارے مقصد واضح ہوں! اگر ہم نیک نیتی کے ساتھ کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ کامیابی ہمارے قدم نہ چومے۔ بہت شکریہ۔
جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ! ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ نہیں ہیں۔ اچھی مقرر صبیحہ بیگم!

محترمہ صبیحہ بیگم، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ شکریہ، جناب سپیکر! تعلیم کے نئے وزیر اعلیٰ صاحب کے خیالات بہت اعلیٰ ہیں۔ وہ اس میں بہت دلچسپی بھی رکھتے ہیں لیکن اس وقت تعلیم کے حالات اتنے اتر ہیں کہ تعلیم کے نئے جو مقاصد set کئے گئے ہیں ان کو حاصل کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ جناب سپیکر! اس وقت پرائمری تعلیم کی یہ حالت ہے کہ پرائمری سکول دو کروں پر مشتمل ہیں۔ ان میں پڑھانے کے نئے دو پیر دیئے گئے ہیں۔ اگر ان پرائمری سکولوں کو 5 کمرے مہیا نہیں کئے جاسکتے ان کو 5 پیر مہیا نہیں کئے جاسکتے تو ان کو ڈل بنا کر سٹاف اور عمارت کھل سے دیں گے؛ یہ مارا کام مرعہ وار کرنا ہو گا۔ موجودہ صورتحال میں objective صرف سیاسی نعرہ نظر آتا ہے۔ اگر آپ نے تعلیم کے مقاصد حاصل کرنے ہیں تو میں گزارش کروں گی کہ آپ پرائیویٹ شعبے کو آگے لائیں۔ ان پر ہر طرح کی بندشیں ختم کریں۔ ان پر رجسٹریشن اور recognition جیسی تکلیف دہ بندشیں ختم کریں۔ ان سے لیکس کا بوجھ ہٹائیں اور ان سے جھلملہ دھل اندازی ختم کر دیں تو پھر پرائیویٹ شعبہ تعلیم کے میدان میں صوبے کو آگے لے جانے کا۔۔۔

محترمہ ماہاراجہ ترین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

محترمہ ماہاراجہ ترین، جناب سپیکر ایز سے لکھے پنجاب کاہر گزیہ مطلب نہیں ہے کہ بحث پر پڑھ کر اعہاد خیال کیا کریں۔ یہ گھر سے تیزی کر کے آیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پڑھی لکھی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ان کے قول و فعل میں بڑا واضح تضاد نظر آتا ہے۔ خود ان کی عواتین چار چار سو صفحات کا رد لگا کر آتی ہیں اور پھر بھی دیکھ کر پڑھتی ہیں اس وقت کوئی problem نہیں ہوتا۔ لیکن اگر آج ہماری قانون کھڑی ہوئی ہیں تو ان کو یہ اعتراض ہو رہا ہے۔ یہ رولز سب کے لئے ہیں۔ یہاں سب معزز ممبر ہیں۔ اگر ہماری ایک معزز قانون تفریح کر رہی ہیں تو جنہوں نے پہلے تقریریں کی ہیں ان کو بھی اجازت نہ دی جاتی۔ ویسے بھی پڑھنے میں کیا

problem ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، ان کا اپنا point of view ہے۔ اگر وہ اپنا view دینا چاہتی ہیں تو اس میں کیا problem ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ عواتین کو موقع دیا جاتا ہے تاکہ وہ وقت کو پوری طرح سے استعمال کریں۔ آپس میں بحث و تھیس سے یہ وقت ضائع نہ کریں اور بحث پر بات کریں۔ کیونکہ بحث پر عام بحث ہو رہی ہے اور باقی ممبران نے بھی بولا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وقت ضائع نہ کریں۔ معزز رکن کو بات کرنے دیں۔ بی بی امی آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ کی بادی آ رہی ہے پھر اپنی بات اس تقریر میں کہہ دیں کسی کو interrupt نہ کریں۔

جناب ارشد محمود بگوانہ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگوانہ، جناب سپیکر! آپ نے یہ رولنگ دی تھی کہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کہ اس کا وقت کاٹ لیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگوا، لہذا میری یہ گزارش ہے کہ ان کا وقت کاٹ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں۔ لیکن دونوں طرف سے دوست بول رہے ہیں۔

محترمہ صدیقہ بیگم، شکر یہ جناب سپیکر! 14 کروڑ عوام کو بچت کا انتظار تھا لیکن یہ صرف گونگا اور مخصوص لوگوں کے لئے مراعات لے کر آیا ہے۔ اس طرح یہ بچت عوام کے لئے مایوس کن ثابت ہوا ہے۔ اس میں عام آدمی اور کسانوں کو کوئی relief نہیں دیا گیا۔ اس بچت سے بے روزگاری میں کمی آنے لگی اور نہ ہی منگانی ختم ہوگی۔ زراعت کے شعبے کو زیادہ ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ کھلا بجلی اور ذریعہ کی قیمتوں میں کمی کی جاتی تو اچھا ہوتا۔ عوام آٹے کے بھاؤ میں کمی دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن غریب آدمی کا گیس، بجلی، پٹرول اور عام اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے برا حال کر دیا گیا ہے۔ جب تک حضور کے ارشادات پر عمل نہیں کیا جاتا اسلامی معاشرہ حل میں نہیں آسکتا اور ملک میں معاشی استحکام بھی نہیں آسکے گا۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکر یہ۔ بی بی اب آپ کی باری ہے۔

محترمہ تمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، جناب والا! میرا نام تمینہ جدون ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تمینہ جدون صاحبہ!

محترمہ تمینہ جدون (ایڈووکیٹ)، شکر یہ جناب سپیکر! میری بہن جو یہاں بیٹھی ہیں انہوں نے عود دیکھ کر تقریر کی اور بعد میں ہماری بہنوں کو کہا کہ آپ دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔ لکھ کر آنے سے ایک تو ٹائم بچ جاتا ہے اور دوسرا آپ جو کچھ بھی کہنا چاہتے ہیں آپ to the point رستے ہیں اور اس سے باہر نہیں نکلتے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ اور چودھری پرویز الہی صاحب کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر شکر یہ ادا کرتی ہوں اور ان کو مبارکباد بھی پیش کرتی ہوں۔ عالیہ بجٹ چودھری پرویز الہی اور وزیر خزانہ کی ایک کامیاب اقتصادی حکمت عملی کا آئینہ دار ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا Vision 2020 مسلم لیگ کی حکومت کی ایک قابل تحسین کاوش ہے۔ عالیہ بجٹ پنجاب

کے محام کے لئے ایک بہتر مستقبل کی ضمانت ہے۔ جس میں عوامی علاج و بہبود کے پروگراموں کو مگی بلر پہنایا گیا ہے۔ 2004-05 کا بجٹ جو دھری پرویز الہی صاحب کے اسی تصور کو اپنے تکمیل تک پہنچانے کے سلسلے میں ایک اہم قدم کی حیثیت رکھتا ہے۔ حکومت پنجاب نے ایک ایسی حکمت مگی وضع کی ہے۔ جس میں جی۔ ڈی۔ پی کی growth rate یعنی شرح نمو میں 8 فیصد سالانہ اضافہ اور 2020 تک فی کس آمدن کا ہدف 2 ہزار ڈالر کے برابر مقرر کیا گیا ہے جو کہ ایک احسن قدم ہے۔ حالیہ بجٹ میں اس اقتصادی تصور کے تحت حکومت میں ہر سال دس لاکھ روزگار کے نئے مواقع پیدا کئے جائیں گے۔ جس سے ملک میں بے روزگاری کا فائدہ ہوگا۔ نجی اور سرکاری شعبہ کی شراکت کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بجٹ کے کیپٹیل اکاؤنٹ میں 9 ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے۔ اس رقم کو بھی سرمدیہ کاری کی حوصلہ افزائی اور سرکاری اور نجی پارٹنرشپ کو فروغ دینے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس حشر کہ سرمدیہ کاری سے لاہور رنگ روڈ نیو مری جلو پارک جیسے منصوبوں کی تکمیل ہوگی۔ نجی شعبوں اور پبلک سیکٹر کے اداروں کی انتظامی باگ ڈور سنبھالنے کے لئے پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ منیجمنٹ کمپنی کا قیام عمل میں لانا ایک مثبت قدم ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے امن و امان کی بنیادیں رکھنا ہے۔ پر امن ماحول شہریوں کے بلن و مال اور ترقیاتی کاموں کے تحفظ کی ضمانت ہوتا ہے۔ حالیہ بجٹ میں عدلیہ پولیس اور جیل فنڈنگ کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے خاطر خواہ رقم رکھی گئی ہے۔ حکومت پنجاب کا انصاف تک رسائی کا پروگرام ایک خوش آئند قدم ہے جس سے صوبے میں عدلیہ اور پولیس میں بہتری آنے کی لیکن یہاں یہ کہنا ضروری سمجھوں گی کہ میرے بھائی شہت عباس صاحب پیٹھے ہیں اور ہر وقت وہ کہتے ہیں کہ میں ممبر پنجاب بار کونسل ہوں لیکن انہوں نے کبھی نہیں کہا آئین میں لکھا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر بیگز آرڈر۔

محترمہ تمینہ جہون (ایڈووکیٹ)، آئین میں لکھا ہے کہ پنجاب بار کونسل کے لئے یا بار کونسلوں کے لئے صوبے بجٹ میں کچھ حصہ رکھیں۔ آج میری جناب سے یہ گزارش ہے کہ وکلاء جو cream

of the nation ہوتے ہیں ان کے لئے اس بجٹ میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں رکھا گیا۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہوگی کہ وہ وکلاء کے لئے اور پنجاب بار کونسل کے لئے اس بجٹ میں حصہ مختص کریں یا پھر آئندہ بجٹ میں اس کو ضرور مد نظر رکھا جائے۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں اس سال 178 نئی پولیس پٹرولیم پوسٹیں قائم کی جا رہی ہیں۔ ان پوسٹوں کے قیام سے ہماری شہر ایسے مختلف قسم کے جرائم سے پاک ہوں گی۔ بلکہ یہ قدم تھانہ کچھ کے خاتمے کا نکتہ آغاز ثابت ہوگا۔ اس احسن قدم پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس بجٹ کی کچھ امتیازی خصوصیات ہیں جو کہ پچھلے بجٹ سے بہتر ہیں۔ کم ترقی یافتہ علاقوں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ ہر شعبے میں پچھلے سال کے بجٹ کے مقابلے میں زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ ایسی سرمایہ کاری تجویز کی گئی ہے جس سے غریب طبقے کو فائدہ ہوگا۔ عالیہ بجٹ میں صحت کے شعبے کے لئے ایک خطیر رقم بھی رکھی گئی ہے جس سے ہسپتالوں کی حالت بہتر ہوگی اور لوگوں کو صحت کی بہتر سہولیات میسر ہوں گی۔ میں توجہ چاہوں گی جناب کی بھی اور فنانس منسٹر کی بھی۔ راولپنڈی جیسے بڑے شہر میں جیسے میں نے اس دن بھی اسمبلی میں سوال دیا تھا کہ وہاں پر ایک سٹی سکین مشین ہے اور راجہ صاحب نے کہا تھا کہ وہ مشین ہم R.I.C سے ٹرانسفر کر کے D.H.Q کو دیں گے لیکن میں نے معلومات حاصل کی ہیں کہ وہ مشین وہاں سے اٹھادی نہیں جاسکتی کیونکہ وہ اپنی مدت پوری کر چکی ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہوگی کہ عالیہ بجٹ میں یا پھر اگلے سال کے بجٹ میں ہمیں راولپنڈی شہر کے لئے D.H.Q ہسپتال کے لئے سٹی سکین مشین دی جانے تاکہ عوام کی مشکلات میں وہاں پر کمی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

محترمہ تمینہ جہون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ نام نہیں لوں گی دو منٹ میں ختم کرتی ہوں۔ جناب والا صحت کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ دور دراز علاقوں میں میڈی ڈاکٹرز وہاں پر جانا گوارا نہیں کرتیں۔ حکومت کو چاہیے کہ اس طرح سے رقم مختص کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جب تک کہ ان لوگوں کو پانڈ نہ کیا جائے کہ یہ اپنے B.H.U اور R.I.C میں جائیں اور وہاں پر کم از کم جو نیا ڈاکٹر بھرتی کیا جائے اسے ایک سال یا

دو سال دیسی علاقوں میں بھیجا جانے تاکہ وہاں کے عوام کے مسائل کا حل ممکن ہو سکے۔ صحت میسر بنیادی سہولیات ان کو میسر ہوں۔ بجٹ میں ان لوگوں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جانے ان کو خاطر خواہ رورل الاؤنس دیا جانے پر کٹس تنخواہ دی جانے تو وہ لوگ ضرور وہاں پر جائیں گے۔ اس سے وہاں کی عوام کی مشکلات کا خاتمہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکرپور۔

محترم ٹھینڈ جردون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔ میں کل ساڑھے چھ بجے سے بیٹھی ہوں اور ابھی مجھے صرف پانچ منٹ ہونے ہیں۔ جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی اسب کو ناٹم دینا ہے۔ باقی نواتین بھی بیٹھی ہوتی ہیں۔

محترم ٹھینڈ جردون (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر میں کل ساڑھے چھ بجے کی بیٹھی ہوں میرا حق زیادہ بنتا ہے۔ عالیہ بجٹ میں Education Sector Reforms Programme کے تحت ابتدائی تعلیم کے لئے 7۔ ارب روپے سے زیادہ کی رقم رکھی گئی ہے جس سے شرح خواندگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ میں اپنی اس تقریر کو wind up کرتی ہوں۔ 15 فیصد جو تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے وہ ایک خوش آئند قدم ہے اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں لیکن گریڈ ایک سے لے کر پندرہ تک کے جو نٹن گریڈ ملازمین ہیں ان کا میڈیکل الاؤنس نہیں بڑھایا گیا۔

جناب سپیکر یقین کریں کہ ڈیزہ سو روپیہ ان کا میڈیکل الاؤنس ہے اور میں فنانس منسٹر سے بھی یہ کہوں گی کہ اس پوائنٹ کو نوٹ کریں کہ سرکاری ملازمین گریڈ ایک سے پندرہ تک کو ڈیزہ سو روپیہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اس کو بڑھایا جانے کیونکہ ڈیزہ سو روپے میں ایک ٹائم کی دوائی نہیں آتی۔ اسی طرح سے اگر ہاؤس رینٹ کی بات کریں تو نٹن گریڈ ملازمین کو 420 روپے ہاؤس رینٹ دیا جاتا ہے لہذا یہ ہاؤس رینٹ بھی بڑھایا جانے۔

جناب سپیکر آخر میں وزیر تعلیم سے میری یہی استدعا ہوگی کہ انہوں نے تعلیم کے حوالے سے بہت رقم رکھی ہے جو ایک خوش آئند قدم ہے لیکن راولپنڈی شہر کے حوالے سے میں بات کروں گی اور میں نے کتنی دفعہ منسٹر صاحب سے یہی بات کی اور راجہ صاحب سے بھی بات ہوتی

ری۔ راولپنڈی شہر کے پرانے سکولوں کی حالت یہ ہے کہ آمدنی یا تیز ہوا چلتی ہے تو بچوں کو مہمئی دے دی جاتی ہے کہ بڈنگ گرنہ جانے۔ جناب سیکرٹری وزیر تعلیم سے میری یہ گزارش ہو گی کہ راولپنڈی میں آئیں اور خاص طور پر شہر میں بنے ہوئے سکولوں کا visit کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سیکرٹری، محترمہ فائدہ منصور!

محترمہ فائدہ منصور، جناب سیکرٹری تین دن سے مسلسل بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور مشکل سے مجھے یہ وقت ملا، اس نوازش کا بہت شکریہ۔ مضمون بڑا serious ہے لیکن ممبران کے موڈ بڑے non-serious ہیں۔ مجھ سے پہلے بہت کچھ کہا جا چکا لیکن میں اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ پر اپنے خیالات کا ضرور اظہار کروں۔

جناب والا! پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کا بجٹ بظاہر تو ٹیکس فری سما گیا لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اگر اس کو غور سے دیکھا جائے تو یہ سمجھ آتی ہے کہ اس بجٹ میں جو اخراجات پلاننگ، پروگرام، موام کی علاج و بہبود اور ان کے مسائل کا حل مل کچھ نظر نہیں آتا۔ موجودہ بجٹ میں ترقیاتی کی بجائے غیر ترقیاتی اخراجات کو ترجیح دی گئی ہے اور اس بجٹ میں کوئی ایسی گنجائش نہیں رکھی گئی کہ ترقیاتی مہ پر کچھ گنجائش رکھی جائے تاکہ اس پر اخراجات کئے جاسکیں۔ جناب والا! موام کی علاج و بہبود ترقیاتی مہ میں ہی ہوتی ہے۔

جناب سیکرٹری وزیر خزانہ نے بڑے احمق اور بڑی خوش اسلوبی سے لکھا ہوا بجٹ ایوان میں پیش کر دیا۔ شاید ان کے علم میں نہیں تھا کہ اس بجٹ میں کیا ہے؟ اپنی لکھی ہوئی تقریر میں انہوں نے اس بجٹ میں چار ستون بنائے۔ زراعت، مہدنیات، صنعت اور سرورسز۔ ہم سب جانتے ہیں کہ پاکستان اور پنجاب کی معیشت کی ترقی زراعت کی ترقی پر ہے۔ اگر زراعت ترقی کرتی ہے تو پنجاب کی معیشت بھی بہتر ہوتی ہے لیکن میں اتنا ہی کہنا چاہوں گی کہ اس بجٹ میں زراعت کے لئے کیا پلاننگ کی گئی ہے؟ کوئی ایسا منصوبہ دیا گیا ہو جو زراعت میں ترقی کے لئے ہو۔ زراعت کی ترقی کے لئے دو چیزیں پانی اور بجلی بہت ضروری ہیں۔ اس بجٹ میں معمولی ڈسٹرکٹڈ کیا گیا ہے حالانکہ ہمارا تجویز یہ کہتا ہے کہ پاکستان میں معمولی ڈسٹرکٹڈ کو کامیابی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اس وقت پنجاب کی سب سے بڑی ضرورت بے آب زمینوں کو پانی فراہم کرنا ہے اور وہ پانی ہم کس طرح فراہم کر

سکتے ہیں، کہ جب ہم کوئی بڑا ڈیم بنائیں۔ وہ کالا باغ ڈیم بھی ہو سکتا ہے، کوئی اور ڈیم بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ جنوبی پنجاب کی بے آب زمینوں کو پانی کہاں سے آنے کا دوسری چیز یہ ہے کہ اگر آپ زراعت کی ترقی کے لئے serious ہیں اور جہاں پانی کی کمی ہے وہاں آپ کاشت کاروں کو مفت بجلی فراہم کر کے پانی مہیا کر سکتے ہیں۔ اس بجٹ میں کوئی ایسی پلاننگ نہیں کی گئی کہ جہاں پانی نہیں ہے وہاں کے کاشت کاروں کو ان کی بخر زمینوں کے لئے ٹوب ویلوں کے لئے مفت بجلی دی جائے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے مال ہی میں پولستان میں ایک نئی tunnel کا ارادہ کیا لیکن اس بجٹ میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ اس tunnel کے لئے پانی کہاں سے آنے کا زراعت کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ نئی ٹیکنالوجی رائج کی جائے۔ کسانوں کو نئی چیزوں کی ٹریننگ دی جائے۔ میں یہاں مین کی مثال دینا چاہتی ہوں جنہوں نے زراعت میں انقلاب برپا کر دیا۔ میں مثال دینا چاہتی ہوں سعودی عرب کی جنہوں نے ریگستانوں میں باغات بنا دیئے۔ ہمارے پاس کیا کمی ہے؟ ہمارے پاس سب کچھ ہے۔ ضرورت صرف پلاننگ کی ہے کہ ہم پلاننگ نہیں کرتے۔ ہمارے پاس ریسرچ اکیسٹرز ہیں، ہمارے پاس ریسرچ انسٹی ٹیوٹس ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ اس بجٹ میں کیا کوئی ایسی پلاننگ کی گئی کہ ان اکیسٹرز سے کیسے اور کیا کام لینا ہے؟

جناب نجف عباس سیال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال، جناب سپیکر! ہماری فاضل رکن نے یہ فرمایا ہے کہ سعودی عرب میں زراعت میں بڑی ترقی ہوئی اور وہاں پر باغات بن گئے ہیں۔ کسی ایک حشر کا نام بنا دیں جس میں باغ ہوں تاکہ ہم بھی دیکھ آئیں۔

محترمہ خالدہ منصور، جناب سپیکر! طائف ہے، الجبر ہے۔

جناب نجف عباس سیال، جناب سپیکر! کھجور کے باغات کی بات تو ٹھیک ہے کہ سعودی عرب میں کھجور کے باغات تو رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے دور سے تھے اور کھجور میں انہوں نے

develop ضرور کیا ہے۔ لیکن ماوانے حد بسلسلہ حد کہ ہم نے پنجاب میں زراعت میں ترقی نہیں کی اور سودی عرب میں باغات لگ گئے ہیں تو یہ بات غلط ہے۔ اگر میری بہن بتائیں کہ کون سے باغات ہیں مثلاً آم، سیڑس یا کس قسم کے باغات انہوں نے لگانے ہیں؟

محترمہ خالدہ منصور، جناب سپیکر! میں ان سے الجھنا نہیں چاہتی تاکہ میرا نام کم نہ ہو جائے۔ میں اپنی پلت کو مکمل کرنا چاہتی ہوں۔ میں ایک اور بات کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ پاکستان میں کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں کچھ فصلیں اتنی ہوتی ہیں کہ ہم ان سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن اس بحث میں ایسی کوئی پلاننگ نہیں کی گئی۔ میں آکو اور مکئی کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ پنجاب میں ایسے علاقے ہیں جہاں آکو کثرت سے پیدا ہوتا ہے، مکئی بہت ہوتی ہے۔ ہم دیسی علاقوں میں معمولی صنعتی یونٹ لگا کر ان سے کاشت کاروں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور حکومت کو بھی فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر پیکر میں اس بحث میں ہمیں ایسی کوئی بھی پلاننگ نظر نہیں آتی تو کیا ہم سمجھیں کہ حکومت باتوں ہی میں ترقی کرنا چاہتی ہے؟ یہ جب تک عمل نہیں کریں گے پلاننگ نہیں کریں گے، کوئی پراجیکٹ نہیں بنائیں گے تب تک ترقی نہیں ہو سکتی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذہنی سپیکر، جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! محترمہ تقریر فرما رہی ہیں اور فنانس منسٹر صاحب اپنے نوٹس تیار کر رہے ہیں۔ ان سے کہیں کہ آگے آجائیں اور ان کے نوٹس لیں۔

جناب ذہنی سپیکر، فنانس منسٹر صاحب ایوان میں موجود ہیں اور ہر بات کو سن رہے ہیں۔ جی، محترمہ! فرمائیے۔

محترمہ خالدہ منصور، جناب سپیکر! میں ایک اور بات کی نشاندہی کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ وزیر فنانس نے اپنی بحث تقریر میں دس لاکھ اسیوں کا ذکر کیا ہے۔

سید عبدالعلیم شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم شاہ، کیا ہم برقمہ ہیں کر آجائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا بڑا دل ہونا چاہیے۔ پہلے خواتین کو موقع دیں۔ جب آپ لوگ بولتے ہیں تو وہ بے چاریاں خاموش بیٹھی ہوتی ہیں۔ اس لئے انھیں بھی کوئی حق ہے کہ بولیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ خالدہ منصور، جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ House is non-serious ہے اور مضمون بڑا serious ہے۔ براہ مہربانی آپ قومی غائد سے ہیں، اگر کسی کو بات کرنے کا کوئی موقع ملے تو کوشش کر لیں کہ اس کو سن لیا جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر خزانہ نے دس لاکھ اسامیوں کا ذکر کیا ہے۔ آج تک تو پاکستان میں ہمیشہ سرکاری سطح پر نو کریاں دی گئیں لیکن اس دفعہ وعدہ کیا گیا ہے کہ نجی شعبے میں 85 فیصد نو کریاں پیدا کی جائیں گی۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ قوم کو کیوں سبز باغ دکھا رہے ہیں؟ جن پر عمل نہیں ہو گا اور پھر قوم کو اور مایوسی کے اندھیروں میں دھکیل دیں گے۔ یہ ناممکن سی بات ہے کہ اتنی اسامیاں آپ کہاں سے لائیں گے؟ جبکہ پاکستان میں بے شمار صنعتی یونٹ بند پڑے ہیں اور نئے ادارے کھولنے کا کسی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ بجلی بہت مہنگی ہے اور لوگ اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب والا! اب میں تعلیم پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ وزیر تعلیم یہاں موجود نہیں ہیں لیکن ان کی غیر موجودگی میں میں بات کرتی ہوں کہ جیسا تو بہت دکھا گیا ہے اور تعلیم کے متعلق بہت حور شرابہ ہے لیکن بجٹ میں آپ دیکھیں تو زیادہ زور یونیورسٹیوں پر ڈالا گیا ہے جب کہ قوم کی ضرورت نجی سطح پر شرح خواندگی کو بڑھانا ہے۔ اس کی بجائے کہ یہ یونیورسٹیوں پر خرچ کرتے، ان کو چاہیے تھا کہ وہ سکول جن میں سولتیں نہیں ہیں جن کو یہ خود مانتے ہیں کہ چار دیواری نہیں ہے، پینے کا پانی نہیں ہے اور فرنیچر نہیں ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بی بی اے اس کے لئے پہلے ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے 15 کروڑ روپیہ فی ضلع دینے ہیں۔

محترمہ خالدہ منصور، جناب سپیکر! میں دوسری بات کہنا چاہوں گی کہ انہوں نے جو دو سو روپیہ ملانے بیچوں کو دینے کا کہا ہے، وہ شروع ہی ہو چکا ہے۔ یہ بہت اہم بات ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر یہ بیچوں کے لئے کیا گیا ہے تو بہت اچھا ہے لیکن ایک دن وزیر تعلیم بڑے حصے میں آرہے تھے کہ آپ دو سو روپے کا کیوں ذکر کرتے ہیں؟ میں صرف اس سہلو پر نظر ڈالنا چاہتی ہوں کہ کیا انہوں نے مائیزنگ ٹیم بنائی ہے؟ کوئی ایسا سسٹم بنایا ہے کہ وہ دو سو روپیہ بیچوں کو جانے کہ دوسروں کی جیبوں میں جانے گا۔

جناب سپیکر! میں عواتین کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے 20 کروڑ روپیہ عواتین کے لئے رکھا ہے۔ میں وزیر خزانہ سے کہوں گی کہ بجٹ بناتے وقت وہ کیوں اس عورت کو بحال کئے جو مردوں کے برابر آٹھ گھنٹے کی مزدوری کرتی ہے لیکن اجرت اس کو آدھی ملتی ہے۔ آپ کیوں ان عورتوں کو بحال کئے جو ملازمتیں لینا چاہتی ہیں لیکن کونا نہیں دیا گیا۔ آپ کیوں ان عورتوں کو بحال کئے جو بیوہ اور یتیم ہیں، جن کا حق دینے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ نے عورتوں پر 20 کروڑ کا احسان کیا ہے یہ اونٹ کے مزے والی بات ہے۔ ہم اتنی زیادہ عواتین اس ایوان میں فائدہ ہیں اور ہم اپنی عواتین کی فائدگی کا حق ادا نہیں کر سکیں۔ یہ 20 کروڑ کچھ ہی نہیں ہے۔ میں ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں کہ۔

بدن جاتا رہا سر رہ گیا
ہو نیزے کے اوپر رہ گیا
منانے جس کو سالانہ حکومت
بجٹ وہ رسم بن کر رہ گیا

چودھری خضر الیاس ورک، جناب سپیکر! ایک معمولی سی بات ہے کہ ہماری معزز رکن عواتین ہماری بہنیں ہیں، ہم ان کا احترام کرتے ہیں اور یہ جو موقف کہنا چاہیں وہ ہم سنیں گے لیکن بعد میں

یہ سب بھائی بھی ہیں جنہوں نے بھی بات کرنی ہے۔ اس سلسلے میں میری مہمونی سی گزارش ہے کہ اگر آپ نے stories of one thousand nights سنی ہے تو آپ اس کی وضاحت کر دیں، نہیں تو میں کر دیتا ہوں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے عادی کرنے کا ارادہ کیا تو اس میں شرط یہ تھی کہ اگر کوئی عورت اسے باتوں میں مطمئن کرے تو ٹھیک ہے وگرنہ وہ اس سے عادی نہیں کرے گا۔ ایک عورت آئی تو اس نے ایک ہزار رات کہانی سنائی، وہ کتب بھی پھپھکی ہے تو یہاں سب بہنیں اتنی لائق ہیں کہ یہ ایک ہزار رات سے بھی آگے تک بیان کر سکتی ہیں۔ اس نے آپ پانچ منٹ ہر ایک کے لئے مختص کر دیں تاکہ ہمیں بھی موقع ملے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، مسز شاہینہ امجد صاحبہ!

محترمہ شاہینہ امجد، جناب سپیکر! شکریہ

محترمہ صفیرہ اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، بی بی!

محترمہ صفیرہ اسلام، میرے بھائی نے جس طریقے سے بات کی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عواتین کوئی افسانے ساری تھیں یا کہانیاں ساری تھیں۔ میں اپنے معزز بھائی سے یہ عرض کروں گی کہ جس بحث پر تمام عواتین اور میرے بھائی رانا زام نگا کر آئے تھے اسی بحث کے اوپر میری بہنیں بول رہی تھیں، یہاں پر کوئی افسانوی بات نہیں ہو رہی تھی۔ ویسے تو جو بحث پیش کیا گیا ہے وہ بھی کسی افسانے سے کم نہیں ہے۔ وہ لوریاں ہی ہیں جو دی جا رہی ہیں جو آپ سادے سونے ہوتے ہیں۔ کوئی ایک منٹ بتا دیں جس نے یہ بحث فور سے سنا ہو۔ تمام وقت سادے منٹرز آپس میں باتیں کرتے رہے ہیں۔ لودھی صاحب تو لگاتار سو رہے ہیں، میرے بھائی ہیں اور بڑے قابل احترام ہیں اور کیانی صاحب بھی منٹ چلاتے رہتے ہیں یا سونے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لودھی صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر زراعت، محترمہ! بات یہ ہے کہ جو آپ نے کتنا تھا وہ ہمیں پہلے ہی پتا تھا کہ آپ نے کیا کہا

جناب ڈپٹی سپیکر، نجف عباس سیال صاحب اور ویسے بھی جو ماحول سوراہا تھا وہ جاگ اٹھا ہے۔

جناب نجف عباس سیال، جناب سپیکر! میں اپنی بہن صفیرہ اسلام صاحبہ کی خدمت میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے منسٹر نہیں سوتے۔ کیانی صاحب ہمارے بھائی ہیں۔ یہ ان کا معاملہ ہے۔ آپ نے جو بات کی ہے کہ سونے ہونے ہوتے ہیں، وہ پٹھے ہونے جاگتے ہیں اور وہ ہر چیز observe کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا بیٹھنے کا یہ معاملہ ہے لہذا یہ مت سمجھا کریں کہ یہ سونے ہوئے ہیں۔ شکر یہ جناب ڈپٹی سپیکر، جی، محترمہ فائرہ صاحبہ!

محترمہ فائرہ احمد، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی نجف سیال صاحب سے کہنا چاہوں گی کہ ہم صبح سے دیکھ رہے ہیں کہ یہاں پر کون کون سو رہا ہے۔ ہم صرف فاموشی سے دیکھ رہے تھے کہ کون کتنا serious ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم صبح سے یہاں بیٹھے ہیں اور ہم سب بہت serious گفتگو کر رہے تھے۔ اسمبلی میں سونا نہیں چاہیے اس سے ایوان کا تقدس پامال ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، صبح بات ہے۔ جی، مسز شاہینہ اسد!

محترمہ شاہینہ اسد، شکر یہ، جناب سپیکر! جب کسی چیز کی پلاننگ کی جاتی ہے تو اس کی ایک base بھی ہوتی ہے۔ جب قوموں کے لئے بجٹ بنایا جاتا ہے تو اس کی بھی کوئی base ہوتی ہے، کوئی environment ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے یہاں پر add کرنے دیں کہ جب میں خواتین کو موقع دیتا ہوں، وہ اس لئے دیتا ہوں کہ بجٹ کی ماہرین خود خواتین ہیں۔ اس لئے وہ بہتر سمجھ سکتی ہیں۔

محترمہ شاہینہ اسد، جناب سپیکر! بہت شکر یہ۔ جب بجٹ بنایا جاتا ہے تو اس کی پلاننگ ہوتی ہے اور وہ کسی پلاننگ پر base کر رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! economical stability position دیکھنی پڑتی ہے۔ ہمیں political

stability دیکھنی پڑتی ہے۔ ہمیں دیکھنا پڑتا ہے کہ ہم پر انٹرنیشنل pressure کیا ہیں؟ ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ internal اور external کیا پوزیشن ہے؟ جب بجٹ بنتا ہے تو ان تمام پوزیشنوں کو دیکھتے ہوئے تیاری کی جاتی ہے۔ ہم فی زمانہ انٹرنیشنل سطح پر جو pressure ہے، مذہبی

نفاذ سے دیکھیں تو ملت اسلامیہ پر ہی نہیں بلکہ پاکستان کو بھی اس وقت کنھن حالات سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ ان حالات میں جب بجٹ ہمارے سامنے آتا ہے اور بجٹ بھی ایسا جس میں زیادہ سے زیادہ کوشش کی جانے کہ بجٹ عوام کی ظلم و سبوت کی بنیاد پر تیار کیا جانے تو کیا بجٹ جانے والے کو ہم مبارکباد دیں۔ یہ مشکل ترین حالات کا بجٹ ہے۔ ان حالات میں جب ایک خوبصورت ایک اچھا ایک عوام کی ظلم و سبوت پر base کرتا ہو بجٹ ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم وزیر اعلیٰ کو مبارکباد دینے کے مستحق ہیں۔

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر، میں اگر غلط نہیں کہہ رہی تو یہ پاکستان کی تاریخ کا ایک مشکل ترین بجٹ تھا اور یہ پہلا بجٹ نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ دوسرا بجٹ ہے۔ میں اس کو دوسرا بجٹ کیوں کہتی ہوں پہلا بجٹ میں اس بجٹ کو کہوں گی جب پاکستان معرض وجود میں آیا تھا پاکستان میں لے پے ماہرین کے قافلے آرہے تھے اور اس وقت جب پہلا بجٹ آیا تھا تو اس کی بنیاد بھی یہی تھی۔ آج ہم ایک ایسی قوت بن چکے ہیں۔ ایسی قوت بننے کے باوجود آج کے مشکل ترین حالات میں خوشحالی کی نوید عوام کو سنانا اور اس میں ایک ایسا بجٹ لے آنا یہ بھی تاریخ کا دوسرا عظیم ترین بجٹ ہے۔ یہ عام بجٹ نہیں ہے۔ یہ عام حالات کا تیار کردہ بجٹ نہیں ہے۔ یہ بجٹ جانے والے کا ایک Vision ہے۔ یہ بجٹ ایک visionary بجٹ ہے یہ پاکستان کی خوشحالی کا بجٹ ہے۔

جناب ارشد محمود بگلو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذمہ سپیکر، جی۔

جناب ارشد محمود بگلو، جناب سپیکر، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ صبح جو چیئرمین کے ہینڈل کا اعلان ہوا تھا اس میں رانا آفتاب احمد خان صاحب کا بھی نام ہے۔ آپ صبح سے بیٹھے ہیں اور مجھے یہ احساس ہے کہ آپ شک گئے ہیں۔ اگر ہینڈل میں ان کو موقع دے دیا جائے تو یہ ایک تو ہتھیاری بات ہوگی۔ رانا صاحب conduct کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، رانا صاحب، جی ہمارے بھائی ہیں ان کو ہم موقع کیوں نہیں دیں گے؟ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بالکل موقع دیں گے۔

محترمہ شاہینہ اسد، جناب سیکرٹری اس دفعہ کچھ عجیب سی بات دیکھنے میں آ رہی ہے کہ بجٹ تقاریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کچھ زیادہ ہی ہونے لگے ہیں۔ چار دن سے ہم بھی یہ دیکھ رہے ہیں اور یہ ایک بہت ہی اہم topic ہے جو ہمارے پنجاب کے صوبے کی عوام کے لئے اور ان کے مستقبل کے لئے یہ ناٹم ہے لیکن پتا نہیں کیا وجہ ہے کہ اس دفعہ کچھ مزاح کے حالات زیادہ ہی پیدا ہو رہے ہیں کچھ غیر سنجیدگی بھی زیادہ ہو رہی ہے۔ حلیہ اس میں ہمارے ہی کچھ اعمالوں کی کارستانیوں ہوں۔

جناب سیکرٹری! میں Vision کی بات کر رہی تھی۔ یہ شخص جو خواب دیکھتا ہے اس خواب کی بنیاد 2020 تک رکھتا ہے۔ خواب جب دیکھے جاتے ہیں تو پھر ان کی تعبیر ملتی ہے۔ ہمارے کچھ بہن بھائی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پتا نہیں خواب کا رزلٹ کب آنے کا؟ آپ آج کی بات کریں۔ شاید وہ اپنے طور پر ٹھیک کہتے ہوں لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ پہلے ذہن میں ایک خیال نہ لے کر آئیں، ایک تصور نہ لے کر آئیں اور اس تصور کے بغیر کسی تعبیر تک پہنچ جائیں؟ اگر نتائج دیکھنے ہیں تو اس کے لئے ہمیں کچھ ناٹم چاہیے۔ یہ Vision پاکستان کی خوشحالی کا Vision ہے۔ یہ وہ شخص دیکھ رہا ہے جس نے 20 سال اس سیاست کو دینے ہیں۔ یہ وہ شخص دیکھ رہا ہے جو اس کرسی پر بھی بیٹھا اور آج اس کرسی پر بیٹھ کر اپنے صوبے کی خدمت کر رہا ہے۔ کیا اب بھی 20 سالوں کے تجربے کا نچوڑ ایک Vision نہیں دیکھ سکتا، کیا وہ یہ نہیں دیکھ سکتا کہ مزدور کا پینشن شکستہ ہونے سے پہلے اس کو معاوضہ دے دیا جائے، کیا وہ یہ نہیں دیکھ سکتا کہ کسان جب مل چلاتا ہے اور وہ سردی، گرمی، بارش، تمام موسموں کی بدتوں کو برداشت کرتا ہے تو کیا وہ یہ نہیں دیکھ سکتا کہ اس کو اس کا اجر دیا جائے؟ جراثیم کی حالت کو اگر ہم مد نظر رکھیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ ممالک بچھ دیش کو لیں، سری لنکا کو لیں، بھارت کو لیں وہاں جو خواندگی کی شرح ہے وہ کتنی high ہے؟ کیا وہ شخص یہ دیکھنے کا حق نہیں رکھتا کہ وہ بے روزگاری پر قابو پائے اور 2020 میں خواہ وہ نہیں ہو گا، خواہ وہ اس سینٹ پر نہیں ہو گا۔ میں یہ یقین دہانی سے نہیں کہہ سکتی کہ آیا وہ اس جگہ بیٹھا ہو گا یا نہیں ہو گا، ہو سکتا ہے وہ ادھر ہو۔ لیکن وہ

اس قوم کو ایک بنیاد تو دے رہا ہے۔ وہ اس قوم کو خوشحالی کی بنیاد تو دے رہے ہیں تو ہم کیوں نہ appreciate کریں؟ آپ بھی اس چیز کو appreciate کر رہے ہیں، میں بھی کر رہی ہوں۔ آپ نے تسلیم نہیں کرنا، میں نے تسلیم کرنا ہے۔ اس بارے میں، میں ایک اور بات بھی کروں گی کہ سوسائٹی کے کچھ شے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو یہ کام تفویض کیا جاتا ہے کہ وہ تنقیدی تجزیہ نگار ہوں گے۔ پریس والے لوگ ٹٹھے ہونے ہیں ان کے بھی شے ہیں۔ کچھ لوگ simple ریورنگ کرتے ہیں، کچھ لوگ تنقیدی ریورنگ کرتے ہیں۔ یہی ڈیوٹی میرے ان ساتھیوں کو اب ملی ہوئی ہے۔ اس میں پریٹنی کس چیز کی ہے؟ ان کو یہ ڈیوٹی ملی ہوئی ہے کہ انہوں نے تنقیدی تجزیہ کرنا ہے، انہوں نے مثبت تجزیہ نہیں کرنا تو ہمیں اس میں کوئی پریٹنی نہیں۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، شاہ صاحب! میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ جب عواتین بول رہی ہوں تو تھوڑا سا انہیں ناگم دیا کریں۔ کیونکہ آپ ایک آل رسول ہیں، آپ کو ذرا احترام کرنا چاہیے۔ بیٹریا بیٹھیں، عواتین کو بولنے دیں۔

محترمہ شاہینہ اسد، بیٹھ جائیں میرے بھائی! تموزی سی بات سن لیں۔

سید مجاہد علی شاہ، میں کہہ رہا تھا کہ کچھ حد کا خوف کریں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، میں یہ نہیں کہہ رہا۔ میں نے کہا ہے کہ جب ایک عاتون بول رہی ہوں تو ان کو بھی بولنے دیں، کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔

محترمہ شاہینہ اسد، جناب سیکرٹری! میں اس حیثیت سے ان سے کوئی سوت نہیں لینا چاہوں گی کہ یہ مجھے اس وجہ سے بھوز دیں کہ میں ایک عورت ہوں۔ نہیں میں ایک انسان ہوں۔ ایک انسان بات کر رہا ہے۔ انہیں بولنے کی اجازت دیں، یہ کیا بولتے ہیں؟ (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، شاہ صاحب! فرمائیے۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سیکرٹری! میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے معزز رکن کو عورت کہا۔ میں یہی کہہ رہا تھا اب انہوں نے خود اپنے منہ سے ہی کہہ دیا ہے کہ وہ عورت نہیں ہیں، مرد ہیں۔

محترمہ شامینہ اسد، مرد نہیں کہا۔ میں انسان ہوں۔

- جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے یہ بات نہیں کی۔ انہوں نے اپنے حق کی بات کی ہے اور اسلام میں عورت کو یہ حق دیا جاتا ہے۔ وہ اپنی بات کر سکے۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ عورت سر پر دوپٹہ رکھ کر بات کرتی ہے۔ جب عورت اپنے بھائیوں کے درمیان بیٹھتی ہے تو اس کا اپنا ایک احترام ہوتا ہے۔ ہم ان کا احترام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مہربانی کریں یہ بہنیں بن کر بیٹھیں بھائی بن کر نہ بیٹھیں۔

• جناب ڈپٹی سپیکر، احترام نگاہوں اور دل میں ہوتا ہے۔

سید مجاہد علی شاہ، احترام دل میں ضرور ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! ہم نے وزیر خزانہ صاحب کی winding up تقریر بھی سنی

ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ seriously ہو، ورنہ ہم نے تو speech کر لی ہے۔ ہم صح اخبار میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ as a matter of goodwill ہم بیٹھے ہیں تاکہ وہ بات کریں۔ we are talking

to the very non-serious way میری آپ سے ذاتی گزارش ہے کہ یہاں پر میری بہنیں بیٹھی ہیں جس کسی نے بھی بولنا ہے اس کو موقع دیں مگر interruption نہ ہو۔

• جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی طرف سے interrupt ہو رہا ہے۔ میں نے تو کہا ہے کہ آپ براہ

مہربانی پوائنٹ آف آرڈر پر نہ بولیں تاکہ تمام ممبران کو وقت دیا جاسکے۔ مگر ممبر پوائنٹ آف

آرڈر پر اٹھ کھڑا ہوتا ہے حالانکہ اصول کی بات ہے کہ آپ لوگ آرام سے بیٹھیں۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہم نے قاضی ممبران ایوزیشن کی تقاریر بڑے

انہماک سے سنی ہیں اور ہمارے وزراء نے ان کے باقاعدہ پوائنٹ نوٹ کئے ہیں۔ ہماری ایک قانون ممبر

بول رہی ہیں اور بڑی اعلیٰ تقریر کر رہی ہیں تو یہ آرام سے سنیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو خود ہی کرتے ہیں اور خود ہی کہتے ہیں کہ جی serious نہیں ہے۔

جناب فیاض الحسن چوہان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چوہان صاحب! میں آپ کو ابھی وقت دیتا ہوں پہلے شاہ صاحب کو مکمل کر لینے دیں۔ جی شاہ صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ معزز رکن صاحبہ اپنی تقریر میں فرما رہی تھیں کہ کچھ لوگوں کا کام تنقید کرنا ہے۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ تنقید کرنا پارلیمنٹ کا حق ہے، جمہوریت کا حق ہے، اگر ہم تنقید نہیں کریں گے تو یہ سب اچھا کئے والے تو حکومت کو برباد کر دیں گے۔ سب اچھا کئے والوں نے ہی ہمیشہ حکومتوں کو برباد کیا ہے۔ جمہوری سسٹم میں تنقید کرنا ایک احسن اقدام ہے اور یہ ہمارا حق ہے اور اگر ہم تنقید نہیں کریں گے تو ان کو اپنی خامیوں کا کیسے پتا چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! جب کو تقریر کا موقع دیا جاتا ہے اس وقت آپ تنقید ہی تو کرتے ہیں یہ تو نہیں ہے کہ آپ تعریف کرتے ہیں۔ آپ کو پورا پورا موقع دیا جاتا ہے۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! یہ ہمارا حق ہے۔ جو بات ہمیں محسوس ہو گی کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں ہم اس پر تنقید کریں گے یہ ہمارا حق ہے۔ یہ تو سب اچھا کئے والے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ جناب سب اچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تقریر کا ایک طریقہ ہوتا ہے کہ جب ٹریژری رپورٹیں بولتے ہیں تو آپ ہدف تنقید ہوتے ہیں اور جب آپ بولتے ہیں تو ٹریژری رپورٹ ہدف تنقید ہوتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں آج اس معاملے کو چھوڑیں اور بحث کو چلنے دیں۔

جناب فیاض الحسن چوہان، جناب سپیکر! شاہ صاحب کی طرف سے خواتین کے اوپر پانچویں مہینے دفعہ objection لگایا گیا ہے کہ جب بھی کوئی بات ہوتی ہے کہ جناب! آپ اپنا پردہ مکمل کریں اور پھر بات کریں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اسلام میں کسی چیز کی زبردستی نہیں ہے۔ آپ

کسی کو زبردستی پردہ نہیں کروا سکتے۔ اگر عواتین پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے پردہ نہیں کیا۔ میں ان عواتین کا دفاع نہیں کر رہا کہ جو پردہ نہیں کرتیں لیکن کیا وہ عواتین مردوں سے یہ سوال پوچھ سکتی ہیں کہ اسلام میں ایک گٹھ لمبی ڈاڑھی رکھنا تاڑے تم نے وہ ڈاڑھی کیوں نہیں رکھی؟ کیا یہ عواتین پوچھ سکتی ہیں کہ اسلام میں ٹخنے سے اوپر شلوار ہونی چاہیے وہ کیوں نہیں رکھی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ baseless باتیں ہیں۔ اسمبلی میں اس قسم کی باتوں پر ایسا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے اور کسی کی ایک مثبت بات کو اور کسی کی streamline synchronize قسم کی تقریر کو interrupt نہیں کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب پھر وہی بحث شروع ہو گئی ہے۔ شاہ صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔

سید مجاہد علی شاہ، جناب سپیکر! یہ اتھانی غلط بات ہے کہ اس ایوان میں کھڑے ہو کر ایسے فتوے دینے جائیں۔ میں نے ختم کرنے کی بات نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ کم از کم اپنے سر پر دوپٹے لیں۔ دوپٹے لینا کوئی جرم نہیں ہے۔ دوپٹے لینا سنت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ پورا الحاف لے کر آئیں اور برقعہ پہن کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! جو آپ کہ رہے ہیں اس کو کوئی مسلمان deny نہیں کر سکتا۔ سید مجاہد علی شاہ، میرے معزز رکن اس بات کو مذاق میں نال رہے تھے کہ ٹیڈیہ مذاق کر رہے ہیں۔ ہم قطعاً یہ بات مذاق سے نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں کہ احرام ہونا چاہیے۔ ہم ان کا احرام کریں گے۔ یہ یہاں پر اپنی مرضی سے ایسے فتوے نہ دیں کہ اسلام میں یہ نہیں ہے، وہ نہیں ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا اسلام میں یہ نہیں ہے کہ عورت سر پر دوپٹے کرے۔

(اس مرحلے پر دونوں اطراف سے اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے)

MR DEPUTY SPEAKER: I will not allow any point of order further.

مخترہ! میں آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ میں کسی پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دوں گا۔ شاہ صاحب، مخدوم صاحب! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ پھر وہ بات ہو

کی اور یہ وقت کا حیاغ ہے۔

مخدوم سید محمد مختار حسین، جناب سیکرٹری میری عرض یہ ہے کہ یہ جو بات کی گئی ہے کہ حلو اور اوپر کرنی ہے اور ڈاڑھی کے متعلق کہہ رہے تھے میری عرض صرف اتنی ہے کہ۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، مخدوم صاحب ام نے کوئی فتویٰ نہیں دینا۔ فتویٰ نہیں دینا یہ صرف معنی فتویٰ دے سکتا ہے۔

مخدوم سید محمد مختار حسین، جناب سیکرٹری میں فتویٰ کی بات نہیں کر رہا میری عرض صرف اتنی ہے کہ جو کلام پاک میں آجانے اور جس کا واضح حکم ہو۔ ہمیں اس کا احترام کرنا چاہیے اور اس پر بحث نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، میں وہی تو کہہ رہا ہوں کہ اس پر بحث نہیں ہونی چاہیے۔

مخدوم سید محمد مختار حسین، پردے کا حکم قرآن پاک میں واضح ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، پردے کا حکم بھی واضح ہے۔

(اس مرحلہ پر بہت سی آوازیں آئیں کہ ڈاڑھی رکھنا سنت نبوی ہے)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی ہاں ڈاڑھی رکھنا سنت نبوی ہے۔

سید مجاہد علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، یہ بحث پر بحث ہو رہی ہے۔ میں کسی پوائنٹ آف آرڈر کی اہلیت نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، محترمہ! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں اور جلدی wind up کریں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔

محترمہ شامینہ اسد، جناب سیکرٹری ابھی چیز جو ہوتی ہے اس کو طلق کائنات praise کر رہی ہوتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم اس کو تسلیم نہ کریں۔ میں بھی جانتی ہوں کہ ماضی میں کیا ہوتا رہا۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ آج کیا ہو رہا ہے؟ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم میں تسلیم کی غرض سے ہمیں تسلیم کی

ملات نہیں، ہم تسلیم کرنا جاتے ہیں۔ یہ قوم جو پاکستانی قوم ہے وہ کیوں پیچھے رہ گئی صرف اسی وجہ سے اور آج ایک عوام دوست وزیر اعلیٰ جب آتا ہے اور یہ میرے ساتھی جب یہ کہتے ہیں کہ پانچ مرد کی سکیم ہماری مثال کی جانے۔ مجھے یہ بتائیں کہ تجویز دینے والا تو واقعی بہت اعلیٰ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس کی وجہ سے تجویز آ رہی ہے اور اتنی اہمی تجویز جو عوام کی نفع کی تجویز ہے۔ واقعی یہ تو بہت اہمی تجویز ہے لیکن اس انسان کی عظمت کو ہم سلام نہیں کریں گے جو اقتدار کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، جس کے ہاتھ میں اس وقت قوت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے power دی ہے وہ ان لوگوں کی بات مان رہا ہے جو اس کے مخالفین ہیں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جن کی سوچ کی سمت ہم سے علیحدہ ہے، جن کا چلنا ہم سے علیحدہ ہے، جو ہم سے بالکل opposite ہیں۔ یہ کریڈٹ بھی میرے وزیر اعلیٰ کو جاتا ہے کہ انہوں نے مخالفین کو یہ نہیں دیکھا کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے تجویز آئی ہے انہوں نے صرف یہ دیکھا ہے کہ ایک اہمی تجویز آئی ہے۔ پانچ مرلے کے کمروں پر جو ٹیکس معاف ہوا ہے اسی کے بارے میں ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ categorize کیا گیا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended for further one hour.

محترمہ شاہینہ اسد، جناب سپیکر! categorize اس لئے کیا جاتا ہے تا کہ مستحق اور ضرورت مند لوگوں کو براہ راست فائدہ پہنچے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر میز، آرڈر میز۔

محترمہ شاہینہ اسد، اگلے مالی سال 2004-05 کے لئے وزیر اعلیٰ نے اپنے 2020 Vision کی روشنی میں یقینی طور پر ایک بہترین بجٹ دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس سال تقریباً دو کھرب روپے کے بجٹ میں تعلیم کے شعبے کے لئے 8-30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ تعلیم ایک بہت important issue ہے، قوم کے لئے، ہماری ترقی کے لئے، ہمارے Vision تک جانے کے لئے میں اس میں مبارکباد چودھری پرویز الہی صاحب کو تو دونوں ملی لیکن میں ساتھ ہی مبارکباد دینا چاہتی ہوں میں عمران مسعود کو بھی میں انہیں

کیوں مبارکباد دینا چاہتی ہوں اس لئے کہ وہ جس طرح کام کر رہے ہیں، جس طرح وہ دکھا رہے ہیں، جس طرح وہ جدوجہد کر رہے ہیں، پنجاب کے ہر بچے کو تعلیم دلانے کے لئے ان کی کوششوں کو اور ان کی کاوشوں کو میں سلام پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات ضرور کہوں گی عمران مسعود صاحب! آپ اپنی عوشی کو تھوڑا سا کم کر کے میری ایک بات پر غور ضرور کیجئے گا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تعلیم ہماری نسلوں کی ذہنی آبیاری کا معاملہ ہے۔ بہت شکریہ جناب سپیکر!

MR DEPUTY SPEAKER: Next speaker is Kanwal Naseem.

محترمہ کنول نسیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بحث پر بولنے کا موقع دیا۔ میری کوشش ہو گی کہ میں کم سے کم وقت میں اپنی بات کو کہ سکوں۔

جناب سپیکر! بجٹ 2004-05 میں زندگی کے تمام شعبوں کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں اگلے مالی سال کا بجٹ 43-ارب 44 کروڑ روپے ہے۔ یاد رہے کہ مالی سال 2002-03 کا ترقیاتی بجٹ 30-ارب 50 کروڑ روپے تھا اور ہماری حکومت نے رواں مالی سال میں 43-ارب 44 کروڑ روپے تک پہنچا دیا ہے اور حکومت کی یہ بھرپور کوشش ہے کہ آئندہ درمیانی مدت میں ترقیاتی بجٹ کے حجم میں مزید اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! صدر مملکت پرویز مشرف نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کو بھرپور نمائندگی دی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ وہ مردوں کے شانہ بشانہ چلیں گی لیکن بجٹ 2003-04 میں خواتین کے لئے کوئی سکیم نہیں رکھی گئی۔ پچھلے بجٹ میں یہ کہا گیا کہ خواتین کے لئے سینیٹیم جایا جانے کا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی مبارکباد کے مستحق ہیں لیکن میں اور پنجاب کی خواتین ان سے یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ جس طرح ان کی 33 فیصد نمائندگی ہے تو خواتین کو ترقیاتی فنڈ میں حصہ دیا جائے اور ضلعی حکومت سنبھلنے کے بعد وہ جس طرح نمائندگی کر رہی ہیں تو اسی طرح انہیں 33 فیصد حصہ بھی دیا جائے۔ اگر آج اسمبلی میں موجود ہیں تو وہ صرف نیچلی سطح پر منتقلی کی وجہ سے ہیں اور ضروری ہے کہ سالانہ ترقیاتی بجٹ جس میں 33 فیصد حصہ ہمارا بنتا ہے تو اس طرح سال کے ترقیاتی بجٹ میں 14-ارب 33 کروڑ روپے حصہ

ہنا ہے۔ ہم 14۔ ارب روپے نہیں ملکتے بلکہ ہم صرف 4۔ ارب روپے کی بات کرتے ہیں تاکہ خواتین کے لئے زیادہ سے زیادہ سیکس بنائی جائیں ان کا shelter home بنایا جانے۔ (نعرہ ہانپتے حسین)

جناب سپیکر ایہ بات بڑی اہم ہے کہ ہمارے لئے 20 کروڑ روپے مخصوص کئے گئے ہیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اگر آپ اس کا اندازہ لگائیں کہ خواتین کی آبادی کے حساب سے فی عاتون کے حصے میں 2 روپے 66 پیسے آتے ہیں تو مجھے یہ بتانیے کہ اس سے ہماری علاج کے لئے کیا کام ہو سکے گا۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ پنجاب سال انڈسٹری کارپوریشن کے ذریعے دسپنڈ جانے والے قرضوں میں منصوبے کے تحت 33 فیصد قرضے صوبے کی خواتین کو دینے جائیں اور اس بات کو یقینی بنایا جانے کہ وہ اس سے گاؤں میں معمولی انڈسٹری لگائیں گی اور کاروبار کریں گی۔

جناب سپیکر جب امن و امان کی بات ہوتی ہے تو غربت کے حالتے کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پنجاب کی عورت معاشی طور پر بد حال ہے، خواتین میں صلاحیتوں کی کمی نہیں ہے۔ وہ ہنرمند ہیں لیکن ان کی ترقی کے لئے کوئی پروگرام نہیں بنایا گیا۔ کیا سوشل ویلفیئر کے زیر اہتمام صنعت ذاریسے ادارے قائم کر کے خواتین کی ترقی ممکن نہیں ہے۔ آنے دن اخبارات میں آتا ہے کہ کلاں عورت کو اس کے شوہر نے قتل کر دیا یا جہیز نہ لانے کی وجہ سے مادی گنی جو ہماہمت کیا لیکن اصل بنیاد یہ ہے کہ ہماری عورت معاشی طور پر خوش حال نہیں ہے۔ اس کے لئے کسی بھی حکومت نے کوئی پروگرام نہیں دیا اور 20 کروڑ روپے کی رقم آنے میں لگ کے برابر ہے۔

جناب سپیکر موجودہ بجٹ میں کہا گیا کہ 5 مرے کے گھروں کو پرائیویٹ لیکس کی محنت دی گئی ہے جو کہ بڑی اہم بات ہے لیکن دوسری طرف دیکھنے کہ سٹیپ ڈیوٹی جو 2.4 فیصد تھا تو وہ 2 فیصد کر دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں اور یہ بات میرے دل میں کھکتی ہے کہ اس سے غریبوں کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا جو کہ جتنے جاگیردار لوگ ہیں وہ تو اپنے عزیز و اقارب دوستوں کو ہی تحفے میں دے دیتے ہیں اور پہلے وہ 5 فیصد لیکس ادا کرتے ہیں اور اب وہ 2 فیصد ادا کریں گے؟

جناب سپیکر میں ڈاکٹروں کی بات کر رہی ہوں جو شہری علاقے میں ہیں consulted ہیں اور پیٹنٹ ڈاکٹر ہیں کہ پہلے ان کے لئے 5 ہزار سے لے کر 7 ہزار روپے لیکس ادا کرتے تھے اور اب ان کا پروفیشنل لیکس وکیلوں کے برابر کر دیا گیا ہے۔ آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہو گی کہ

لاہور پیسے شہر جہاں سپیشلسٹ ڈاکٹر بیٹھتے ہیں اور ان کے ہاں مریضوں کی ایک لائن لگی ہوتی ہے ایک مریض سے پانچ سو روپے سے لے کر ایک ہزار روپے تک فیس لی جاتی ہے اور جن کا روزانہ کا تخمینہ 30 ہزار روپے سے لے کر ایک لاکھ روپے تک ہے تو وہ ایک لاکھ روپے کی آمدنی کھاتے ہیں اور وہ رات کے 12، 12 بجے تک مریضوں کو دیکھتے ہیں اور پیسے کھاتے ہیں تو مجھے جائیں کہ کیا جواز ہے کہ ان پر ماہ ٹیکس کو کم کر کے ایک ہزار کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر! بت معذور بچوں کے حوالے سے کروں گی اور یہ بڑی اہم بات ہے کہ معذور بچے ہماری محبتوں کے مستحق ہیں اور ماحمی میں انہیں نظر انداز کیا جاتا رہا۔ صرف صدر عیاد الحق کے دور میں ان کے لئے کام ہوا اور یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کے لئے ایک اگ ٹھکانہ بنا دیا ہے اور چالیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے اور ہماری بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس کی وزیر قانون ہیں جو بڑی سوشل اور سماجی کارکن ہیں میں امید کرتی ہوں کہ وہ سیاست کو جدالت سمجھتے ہوئے معذوروں کی علاج و بہبود کے لئے کام کریں گی لیکن یہ کام صرف شہروں تک محدود نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ہمارے دیہاتوں میں بھی بہت لوگ ہیں جو معذور ہیں اور وہ نظر انداز ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک صحافی بھی ہوں اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد دیتی ہوں اور میں نے پچھلی تقریر میں کہا تھا کہ صحافیوں کے لئے کالونی بننی چاہیے اور میری تقریر رنگ لائی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس میں غاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ ان کے دور حکومت میں ہی ان صحافیوں کی کالونی کا مسئلہ حل ہو جائے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ میرے صحافی بھائی کس طرح زندگی گزارتے ہیں اور وہ کن معاشی حالات سے دوچار ہیں؟ میں اس کی مبارکباد بھی دیتی ہوں کیونکہ یہ فیڈرل کا معاملہ ہے اس لئے میں شیخ رشید صاحب کو بھی appreciate کرتی ہوں کہ وہ Wage Board کے نفاذ کے لئے صحافیوں کا ساتھ دے رہے ہیں اور جس طرح پرویز مشرف نے کہا کہ میں پہلے کارکنوں سے طوں گا۔ ان کے مسائل سنوں گا اور بعد میں مالکان سے طوں گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ پرویز مشرف بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہاں ایوان میں بات کسی جا رہی ہے کہ۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، محترمہ ابراہ مہربانی اپنی تقریر wind up کریں۔

محترمہ کنول نسیم، ٹھیک ہے جناب سیکرٹری! یہ بات کسی جا رہی ہے کہ بجٹ بڑے شہروں میں خصوصاً لاہور جیسے شہروں میں فرج کیا جاتا ہے لیکن اس دفتر وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبائی بجٹ میں جنوبی پنجاب کو زیادہ حصہ دیا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھی صوبائی اسمبلی میں جنوبی پنجاب ہی کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

جناب سیکرٹری میں آخر میں یہ بات ضرور کروں گی کہ ہر چیز میں اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے گذشتہ تین روز سے بجٹ پر بحث جاری ہے اپوزیشن اور حکومتی اراکین بہت اہمگی تجاویز دے رہے ہیں اور انہوں نے بڑی اہمگی تقاریر کی ہیں دونوں طرف سے اصلاح کی بات ہوئی ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کی تجاویز کو صرف تقاریر کا ہی حصہ نہ سمجھا جائے بلکہ اس پر عملدرآمد بھی کیا جائے۔ شکر ہے جناب ڈپٹی سیکرٹری، بہت شکر ہے اگلی ہیں۔ محترمہ افضل فاروق!

محترمہ افضل فاروق، شکر ہے جناب سیکرٹری! آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ سالانہ بجٹ ایک ایسا event ہے جس کا عوام کو سارا سال انتظار رہتا ہے۔ ہماری حکومت بجٹ سے پہلے ہی عوام کو اتنے سبز باغ دکھانا شروع کر دیتی ہے کہ ہمارے مصوم اور بھولے بھالے عوام ایسے دنوں کے خواب دیکھنا شروع کر دیتے ہیں لیکن ہماری یہ بد قسمتی ہے کہ جب بجٹ آتا ہے تو وہ مصوم جن کو ہماری حکومت خواب دکھاتی ہے پھر خود ہی ان کو چکنا چور بھی کر دیتی ہے۔ اس بجٹ میں بھی یہی کچھ ہوا ہے یہ بجٹ صرف الفاظ کا ہیر مہیر ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے جو حکومتی پنجر پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ بجٹ۔۔۔۔

(اذان عصر)

لیکن اس بجٹ میں غریب عوام کو کوئی relief نہیں دیا گیا اس بجٹ میں اگر کسی کو relief دیا گیا ہے تو وہ امیر طبقہ ہے اسی کو پھر سے نوازا گیا ہے اگر اس بجٹ میں غریب عوام کو relief دیا گیا ہوتا تو موٹر سائیکل پر ڈیوٹی نہ لگائی جاتی بلکہ بیچارہ اور مر سڈیز پر لگائی جاتی کیونکہ بیچارہ اور مر سڈیز امیر طبقہ استعمال کرتا ہے غریب بیچارے اس کا صرف خواب دیکھ سکتے ہیں اس کو استعمال کرنے کا

نہیں سوچ سکتے۔ پھر مجھے بتائیں کہ وزیر خزانہ صاحب کیسے کہتے ہیں کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے؟ انہوں نے کس طرح سے on the floor بر ملا کہا کہ یہ بجٹ عوام دوست بجٹ ہے؟ کم از کم وہ اتنا جھوٹ تو نہ بولیں۔

جناب سپیکر! حکومت کے اولین فرائض میں سے عوامی خدمت، تعلیم اور صحت ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ صحت کے بارے میں ہماری حکومت کی پالیسی بہت ہی ناقص ہے۔ صحت کے لئے انہوں نے جو رقم رکھی ہے وہ بہت ہی ناکافی ہے اور جو رکھی بھی ہے وہ میں کارنتی سے کہہ سکتی ہوں کہ اس کا پانچ فیصد بھی خرچ نہیں کریں گے غریبوں کو اس کا کچھ بھی نہیں ملے گا وہ ہمارے افسر اپنی میبوں میں بھر لیں گے اور غریب عوام، اسپتالوں میں جا کر اسی طرح سے ذلیل ہوتے رہیں گے۔ ہمارے سیٹلٹ ڈاکٹرز کلڈزات میں سرکاری اسپتال میں ہیں اور تنخواہیں تو وہ سرکاری اسپتال سے لے رہے ہوتے ہیں لیکن میں نے فیصل آباد خود جا کر دیکھا ہے کہ کوئی سیٹلٹ ڈاکٹر ہمیں مہیا نہیں ہوتا تو آپ مجھے بتائیں کہ وہ غریب عوام کو کہاں avail ہوگا اور انہیں کہاں سے طبی سہولتیں ملیں گی۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی مہیا نہیں ہے۔ فیصل آباد میں ہی دیکھ لیں کہ لوگ گندہ پانی پی کر بیمار ہوتے ہیں اس سلسلے میں حکومت نے کوئی اچھا اقدام نہیں کیا اور کوئی واضح پالیسی نہیں اپنائی۔ تنخواہوں میں جو پندرہ فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سہانگی کے دور میں آپ خود سوچیں کہ ہمارے جو غریب عوام ہیں وہ دالیں ہی مشکل سے لیتے ہیں وہ گوشت اور فروٹ کا سوچ بھی نہیں سکتے اور انہوں نے ان کی تنخواہوں میں کتنا اضافہ کیا ہے صرف پندرہ فیصد۔ بجٹ سے پہلے یہاں ایک تھریک آئی تھی کہ وزراء کی تنخواہوں میں لا محدود اضافہ کیا جائے۔ وزراء کی تنخواہوں میں لا محدود اضافہ اور غریب عوام کے لئے پندرہ فیصد اضافہ۔ اس کو بھی ہماری حکومت مانا، اللہ بہت بڑا کارنامہ سمجھتی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں وزیر تعلیم سے پوچھتی ہوں کہ نئی یونیورسٹیاں ضرور کھولیں بہت اہم بات ہے لیکن دیہاتوں کے سکولوں میں تو فرنیچر بھی نہیں ہے ایک ایک کمرے میں سو سو بچے ہیں۔ ہمارے ملنے کے گاؤں میں ایک بچوں کا سکول ہے جس میں ایک ایک کمرے میں سو سو بچے

ہیں اور اس سکول کی چاد دیواری بھی نہیں ہے۔ اسی طرح ایک سکول ہی نہیں بلکہ پورا پنجاب اس طرح کے سکولوں سے بھرا پڑا ہے وہاں پر ہاتھ روم تک نہیں ہیں۔ بچیوں کے سکولوں میں ہاتھ رومز کا ہونا سب سے ضروری ہے۔ نئی یونیورسٹیاں بعد میں کھولیں جن سکولوں میں فرنیچر نہیں ملے وہاں فرنیچر مہیا کریں۔ نئی یونیورسٹیاں کھولنے کی ضرورت بعد میں ہے۔ سب سے پہلے بنیادی ضرورت شرح خواندگی میں اضافے کی اور نجی سطح پر تعلیم عام کرنے کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ افسان فاروق، جناب سپیکر! صرف ایک منٹ۔ قوم کو نجی اور کمرشل سکولوں کی منگنی تعلیم سے نجات دلانے کی سخت ضرورت ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اگر واقعی پنجاب میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ بجٹ کے استعمال پر سختی سے عملدرآمد کروائیں تاکہ جو رقم شخص کی گنی ہے وہ بڑے افسروں کی بیویوں میں جانے کی بجائے عوام کی ضرورتوں کے لئے خرچ ہو۔ میں مسکائی پر ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

قیمت آنے کی ہو رہی ہے کم، ایسا کسنا تو صاف دھوکا ہے

اور کسنا کہ کم ہوتی طرہت، ایسا دھوئی بھی کتنا بھوکا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ہی، اگلی سپیکر ہیں یکم لینا مہدس صاحبہ! یہ کسی کامو بائیل فون on ہے اسے بند کر دیا جائے۔

MISS LAILA MUQADDUS: Thank you, Mr Speaker, for giving me the chance. I am waiting for the last three days.

MR DEPUTY SPEAKER: And finally you got the chance.

محترمہ لیلیٰ مہدس، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارک دینا چاہوں گی کہ انہوں نے دوسرا successful بجٹ پیش کیا یہ ایک اچھے حکم کی نشانی ہے کہ وہ اگراجات سے زیادہ ہمیشہ کچھ وہ بجٹ کی بھی سوچتا ہے۔ اس کے لئے 34۔ ارب 65۔ کروڑ کی جو فاضل رقم رکھی گئی ہے اور 9۔ ارب کی جو محاصل میں زائد وصولی ہے وہ بہت ہی appreciating

بات ہے۔ میں صرف چند شعبوں کے بارے میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گی اور امید کرتی ہوں کہ وہ آپ اپنے اس بحث میں جب wind up کریں گے تو ان کو include کریں گے۔

تعلیم کے شعبے میں ہماری حکومت نے ملٹا، اللہ کلاں ایچے کام کئے ہیں۔ اتنا بڑا پروجیکٹ لے کر آئی ہے اور missing facilities اور مختلف نصاب کی فراہمی کلاں قابل ستائش ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اساتذہ جو کہ تعلیم فراہم کرتے ہیں ان کی بحالی کے لئے ان کی بہتری کے لئے بھی اس پیکیج میں ان کا حصہ رکھا جائے۔ تعلیم فراہم کرنے میں سب سے بنیادی کردار اساتذہ کا ہے۔ ان کے لئے پچھلے چند سالوں سے ایک routine بن گئی ہے کہ contract پر ہمرتیاں کی جاتی ہیں۔ کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ اگر ہماری حکومت کے پاس اصلاحی فنڈز میر ہیں تو ان کو contract کی بجائے regular بنیاد پر ہمرتی کیا جائے تاکہ وہ بھی پوری دلچسپی کے ساتھ اپنے شعبے میں کارکردگی دکھاسکیں اور اپنے فرائض کو احسن طریقے سے نبھاسکیں، نہ کہ ان کو ہر حکومت کے دور میں دوسرے تیسرے سال یہ ہڈ شہ رہے کہ کسی بھی وقت ان کی ملازمت ختم کر دی جانے گی۔

صحت کے شعبے میں بھی حاصل رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے لئے بہت زیادہ جس شعبے میں concentrate کرنے کی ضرورت ہے وہ جیٹا ٹائٹس کے کنٹرول کی بات ہے۔ ہمارے ضلع میں کم از کم 30 سے 40 فیصد آبہی اس کا شکار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کے لئے بھی ہمارے ضلع کو اصلاحی فنڈز میا کئے جائیں گے تاکہ اس کو جنگی بنیادوں پر حل کیا جاسکے۔

تجاویزوں کے بارے میں میں بھی میں کہنا چاہوں گی کہ کیا یہ کوئی mathematically formula ہے کہ گریڈ ایک سے لے کر 22 تک کا اضافہ ایک ہی routine میں کر دیا جاتا ہے کہ Just they have got fifteen percent اس کو proportionate کیا جائے۔ گریڈ ایک سے گریڈ 15 تک جن کی تنخواہیں کم ہیں ان کو زیادہ اضافہ دینا چاہیے اور اس سے آگے گریڈ 16 سے گریڈ 22 تک ان کو ان کی نسبت کم دینا چاہیے۔ اس کے لئے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس کو review کیا جائے۔ ان کا اضافہ کم کیا جائے۔ گریڈ 1 سے گریڈ 15 کو زیادہ دینا چاہیے لیکن اگر ان کو نہیں دینا تو اس کو کم از کم ماسٹرز میں adjust کیا جائے۔ ماسٹرز کی جویشن ہے جو وسائل

بچیں ان کو اس میں adjust کیا جائے۔

- زراعت کے متعلق بھی ہماری حکومت کے کئی ایسے اقدامات ہیں۔ آپاشی کے لئے پانی کے لئے اور کسان کو اس کی پیداوار کی بہتر قیمت فراہم کرنے کے لئے بہت ایسے اقدامات ہیں لیکن سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ گندم کی قیمت میں استحکام آنا چاہیے۔ میرا اپنا ضلع بنیادی طور پر agro based ہے ' agriculture پر انحصار کرتا ہے۔ گندم اور چاول کے لحاظ سے سب سے اچھا اور بہتر produce Indus ہے لیکن میں یہ کہنا چاہوں گی کہ producer سے زیادہ consumers ہیں۔ گندم کی قیمت میں اضافے سے عام انسان بہت زیادہ متاثر ہونے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس کی پیداواری لاگت کو بڑھایا جائے۔ پانی کی ارزیاں نرخوں پر فراہمی کی جائے۔ ادویات کھاد اور جو بیج ہیں وہ بھی کسان کو ارزیاں نرخوں پر فراہم کئے جائیں تاکہ اس کی پیداواری لاگت کم ہو۔ اس طرح عام انسان جو ہے اس کے بجٹ میں قیمتوں میں اضافے سے زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

پانچ مرے کے مکان پر جو ٹیکس کی بمٹ دی گئی ہے اس کے لئے بھی میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ اچھا قدم ہے لیکن اس کو محدود رکھا گیا ہے۔ کیٹیگری ڈی تا کیٹیگری جی تک کے مکانات شامل کئے گئے ہیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ اگر اس سال نہیں تو کم از کم اگلے سال It will

be equally on all the 5 marla houses, not only few limited categories.

جناب ڈپٹی سیکرٹری، شکرہ بی بی۔

- محترمہ لیڈی 'مقدس، جناب سیکرٹری اس ایک point میں کہنا چاہوں گی۔ میں یہ وضاحت چاہوں گی کہ پنجاب انڈسٹریل سٹینڈ ڈولپمنٹ فیمنٹ کمپنی کے loan صفر 138 پر ہیں ' کیا یہ صرف جہاں پر انڈسٹریل سٹینڈ بنائی جائیں گی وہاں تک limited ہوں گے یا جہاں پر بھی کوئی انڈسٹری قائم کرنا چاہے ان کو یہ سہولت میسر ہو گی؟ پھر این۔ ایف۔ سی ایوارڈ کا ایسی تک اجراء نہیں ہوا۔ وفاق کے پاس جو اضافی وسائل ہیں اس کے لئے میں کہوں گی کہ ہماری حکومت زیادہ زور دے کہ ان وسائل کو کلاباغ ڈیم کی تعمیر کے لئے استعمال کیا جائے۔

جناب سیکرٹری میں آخر میں اپنے ضلع کے کچھ مسائل پیش کرنا چاہوں گی کہ وہاں پر آبادی آٹھ لاکھ ہے لیکن ایک کرلڈ گری کلچ ہے جس کی عمارت انتہائی ناقص ہے۔ اس میں

بی۔ ایس۔ سی اور ایم۔ اے کی کلاسز کا اجراء شروع ہوا ہے لیکن وہاں پر کلاس روز میسر نہیں ہیں۔ وہاں پر ڈسٹرکٹ کمپلیکس اور ڈسٹرکٹ کورٹس کی نئی عمارتوں کی تعمیر کے لئے اس دفعہ فنڈز رکے گئے ہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ یو ڈگری کالج کے لئے بھی آئندہ اسے ڈی۔ پی میں فنڈز رکے جائیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now I give the floor to Miss Nighat Perveen!

محترمہ نگہت پروین میر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ جیسے ایوان کا ماحول بنا ہوا تھا میں پوچھ رہی تھی کہ شاید آج بھی مجھے ٹائم نہ دیا جائے۔

جناب والا! اسمبلی میں عوام دوست بجٹ کا اعلان کیا گیا جو آج تین دن سے زیر بحث ہے۔ بجٹ کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی۔ عوام دوست بجٹ میں ایک عام غریب شہری کو کوئی relief نہیں دیا گیا۔ پچھلے چار سالوں میں ملک میں تین گنا مسکائی بڑھی اور عام آدمی کے لئے اس بجٹ میں اس کی بنیادی ضروریات جن میں سرفہرست کھانے پینے کی روزمرہ کی احمیاء ہیں جن میں آٹا، دالیں، گوشت اور فروٹ وغیرہ ہیں۔ معزز اراکین نے یہاں گوشت کی قیمتوں کو quote کیا لیکن میں سمجھتی ہوں کہ میرے معاشرے کا ایک غریب اور عام آدمی دال کھانے کی بھی استطاعت نہیں رکھتا۔ میں اس وقت تک اس بجٹ کو عوام دوست بجٹ نہیں کہوں گی بلکہ جموٹ کا پیندا کہوں گی جب تک کہ ان بنیادی احمیاء کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی نہ کی جائے۔

جناب سپیکر! دوسرا بڑا گھمبیر مسئلہ بے روزگار نوجوانوں کا ہے۔ ملک میں بے روزگاری دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں آنے دن سینکڑوں ذکیٹیں دہشت گردی کی وارداتیں اور قتل و غارت ہو رہا ہے۔ اس بجٹ میں بے روزگار نوجوانوں کے لئے کوئی جامع پالیسی وضع نہیں کی گئی۔ جیسا کہ میں محمد نواز شریف صاحب نے ییلو کیپ سکیم کا اجراء کر کے بہت سارے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار مہیا کیا تھا۔

جناب سپیکر! عواتین جو اس ملک کی آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ ہیں ان کو خود کفیل بنانے کے لئے بھی اس بجٹ میں کوئی واضح پالیسی نہیں ہے۔ عواتین کو روزگار مہیا کرنے کے لئے آسٹن شرائط پر قرضے دیئے جاتے جن کے حصول کے بعد وہ معمولی معمولی مگر یلو صنعتیں کا کر

اپنے حالات کو بہتر بنا کر غربت کو ختم کر سکتیں۔

- جناب سپیکر! 10 لاکھ ملازمتیں دینے کا اعلان کیا گیا۔ یہ ملازمتیں میں اس سرے کی نذر کرتی ہوں کہ "کون جیتتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک" ملازمتیں تو تب ملیں گی کہ پہلے ان غالی اسامیوں کو fill کیا جائے جو کہ ban کی نذر ہو چکی ہیں۔ ہر جگہ میں غالی اسامیوں موجود ہیں۔ وہ عوام تعلیم کا محکمہ ہو، صحت کا ہو، زراعت کا ہو یا جنگلات کا محکمہ ہو اگر غالی اسامیوں پر ban ختم کر دیا جائے تو بہت سارے لوگوں کو روزگار مل سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں جہلم کے حوالے سے بات کروں گی۔ جہلم D.H.Q ہسپتال میں اس وقت لیڈی ڈاکٹرز کی چار سینیئر غالی ہیں جن پر صرف ایک لیڈی ڈاکٹر کام کر رہی ہے۔ اگر ان اسامیوں کے aganst ملازمتیں دے دی جائیں تو لیڈی ڈاکٹرز کو روزگار بھی ملے گا اور بہت ساری خواتین کو یہ پٹائی سے نجات بھی ملے گی۔ صحت ہی کے حوالے سے بات آگے بڑھاتے ہوئے میں کہوں گی کہ کسی بھی صحت مند معاشرے کے لئے افراد کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔ صحت کے لئے صاف ستھرا ماحول، آب و ہوا اور پینے کا پانی صاف ہونا ضروری ہے۔ میرا تعلق جہلم کے شہری علاقے سے ہے۔ میں پینے کے پانی کے حوالے سے بات کرتی ہوں۔ ہمارے شہر میں اس وقت جو پینے کا پانی میسر ہے وہ صحت مند ہے کیونکہ پانی کی پائپ لائن اور گھروں کی پائپ لائنیں زنگ آلود ہونے کی وجہ سے آہل میں مل گئی ہیں اور پانی خلافت آمیز ہو چکا ہے۔ اس پانی کے نمونے بوتلوں میں بھر کر بدلی ضلعی حکومت اور تحصیل ایڈمنسٹریٹیشن کے پاس لوگ لے کر گئے لیکن کہیں یہ کوئی شہوانی نہ ہو سکی ہے۔ میں آپ کی وسالت سے وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ پیغام پہنچانا چاہتی ہوں کہ اس پینے کے پانی کو صاف کرنے کی خاطر کوئی ترقیاتی سکیم مہیا کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ اگلی مقرر محترمہ مدیجہ نسرین فاروقی!

محترمہ مدیجہ نسرین فاروقی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! شکریہ آپ نے مجھے بحث پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! بحث کسی ملک یا صوبے کے آنے والے سال کی مالی پوزیشن اور پلاننگ کو ظاہر کرتا ہے۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہٰی اور وزیر خزانہ کو بحث 05-2004 پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ حکومت پنجاب نے نہ صرف ایک balance اور

لیکس فری بجٹ دیا بلکہ کچھ لیکسوں میں مزید کمی بھی کی گئی ہے۔ جس سے ایک آدمی کو relief ملے گا۔ اس بجٹ میں زندگی کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے میں بے شمار اعلیٰ اقدامات کئے گئے ہیں۔ پچھلے ملی سال کے دوران تعلیمی بجٹ میں سکولوں کے لئے 6 ارب 92 کروڑ روپے مختص کئے گئے اور اس سال اس میں 22 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور میاں عمران مسعود، وزیر تعلیم صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پانچویں جماعت تک مفت کتابیں مہیا کرنے والا اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور انشاء اللہ آئندہ آنے والے دو سالوں میں پہلی سے دسویں جماعت تک بھی مفت کتابیں مہیا کی جائیں گی۔ بچیوں میں تعلیم کے فروغ کے لئے تعلیمی وظائف اور food supplement وظائف بھی رکھے گئے ہیں۔ انشاء اللہ وزیر اعلیٰ کا پڑھے لکھے پنجاب کا خواب ضرور پورا ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کی بہترین تربیت کے لئے طالب علموں میں ایسے اقدامات کئے جائیں کہ جس سے بچوں کی character building کو مضبوط بنایا جائے اور ان کے اندر nationalism کی spirit پیدا کی جائے۔ حکومت نے خصوصی تعلیم کے لئے ایک علیحدہ محکمہ create کیا ہے تاکہ یہ بچے سوسائٹی کا کارآمد حصہ بن سکیں، نہ کہ عزیز و اقارب اور معاشرے پر بوجھ بنیں۔ موجودہ حکومت نے اس محکمے کی ترقی کے لئے 40 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام طالب علموں کو 200 روپے ملانے کا فیصلہ بھی دیا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خصوصی تعلیم والے اداروں کے اساتذہ کی تنخواہیں بھی دگنی کر دی گئی ہیں جو کہ انتہائی خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! یہ انفرمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک علیحدہ محکمہ create کیا گیا ہے۔ کمپیوٹر کا دور ہے اور کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے سب سے اہم شعبہ انفرمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کی ترقی ہے۔ اس شعبے کے لئے بھی ایک خطیر رقم 366 ملین روپے رکھی گئی ہے تاکہ ہمارا صوبہ بھی بین الاقوامی میدان کے مطابق اس شعبے میں پیچھے نہ رہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری: نگریہ بی بی۔

محترمہ خدیجہ نسرین فاروقی: جناب سیکرٹری ایچ بی تو پانچ منٹ پورے نہیں ہوئے۔ ایسی تو میرے خیال میں صرف دو منٹ ہونے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری: بی بی پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اور بہت سے ساتھیوں نے ایسی بات کرنی ہے۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب میں سیدیہ ہمایوں کو floor دینا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سیکرٹری انار کے لئے وقفہ کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری: سیدیہ ہمایوں کے بعد ناز کا وقفہ کیا جائے گا۔ جی بی بی 1

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکرٹری! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب، چودھری پرویز الہی صاحب اور وزیر خزانہ، سردار آجین درینک صاحب کو مبارک باد پیش کروں گی کہ جنھوں نے اتنے دگرگوں حالات میں ایک متوازن، معیاری، تعلیم دوست، غریب دوست، کلن دوست اور پنجاب دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ جس میں زندگی کے تمام شعبے، تعلیم، زراعت، آبپاشی، صحت، سیاحت اور ترقیاتی کاموں میں عوام کو مدد ممکنہ ریٹیف دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ بجٹ میں معاشی ترقی کو دور کرنے کے اقدامات کئے گئے۔ ہیلتھ اور ایجوکیشن سیکٹر کو کافی مدد تک مزید promote کیا گیا ہے۔ ایجوکیشن میں 9۔ ارب 20 کروڑ روپے کی ایڈیشنل گرانٹ دی گئی اور ساتھ فری کتابوں کی فراہمی وزیر اعلیٰ کا خواب پڑھا کھا پنجاب کا آئینہ دار ہے۔ ایک لاکھ 75 ہزار طلبہ کو وظائف دیئے جانا یہ دکھاتا ہے کہ وزیر اعلیٰ چاہتے ہیں کہ صوبے میں خواتین سو فیصدی تعلیم یافتہ ہوں۔ پنجاب کی تاریخ میں ایک نیا مولود شعبہ کو خصوصی تعلیم کے نام سے متعارف کروایا گیا ہے جس میں ignored, special بچوں کو معاشرے کا حصہ سمجھتے ہوئے ان کی تعلق و وجود کے لئے 40 کروڑ کی خطیر رقم مختص کی گئی اور ان بچوں کے لئے 200 روپے ماہوار وظیفہ مقرر کیا گیا۔ ایسا قدم ماضی میں کبھی کسی حکومت نے نہیں اٹھایا۔ نہ صرف ignored بچوں کو دیکھا گیا بلکہ

Child Protection Bureau کے نام سے ایک ادارہ بنایا گیا جس میں لا وارث بچوں کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لئے اور ان کو صحیح مسنون میں protection دینے کے لئے حکومت نے قدم اٹھایا ہے۔ میرے نزدیک یہ ایک بہت بڑا step ہے۔ ایسے steps پہلے کبھی کسی گورنمنٹ نے نہیں لئے۔

جناب والا 15 فیصد تنخواہوں میں اضافہ پانچ مرے کے گھروں پر ٹیکس کی مجموعت کوئی مجموعت نے اقدامات نہیں ہیں۔ نہ صرف پانچ مرے کے مکان پر پراپرٹی ٹیکس معاف کیا بلکہ منجانب گورنمنٹ سرونس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ جس میں آئندہ دو برسوں میں ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کو 7 ہزار گھر دینے جائیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کوئی بھی حکومت اس سے بڑا step نہیں لے سکتی۔ اگر ہماری حکومت نے چودھری پرویز الہی کی سرپرستی میں ایسے steps اور ایسے incentives لئے ہیں تو ہم ان کو appreciate کیوں نہ کریں۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ بی بی اے اب 20 منٹ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ اب اجلاس کی دوبارہ کارروائی 6:00 بجے شروع ہوگی اور 6:00 بجے کے بعد ایوان کا نام مزید ایک گھنٹہ extend کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر برائے نماز عصر 20 منٹ کے لئے ایوان کی کارروائی متوی کی گئی)

(جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری بعد از نماز عصر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہونے)

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ صبح سے لے کر اب تک اسے سی بڑا تیز چل رہا ہے۔ ایک تو اس کو کم کروائیں اس طرح لگتا ہے کہ جیسے ہم کولڈ سنور میں بیٹھے ہیں۔ یہاں کا اور باہر کا موسم بالکل مختلف ہے۔ آپ نے تو کاؤن پہنا ہوا ہے۔ ہم جو اس حالت میں آنے ہوئے ہیں ہمارا بڑا برا حال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، معززہ سعیدہ ہمایوں صاحبہ!

Bibi not more than one minute. I have just one minute and please wind it up. I request to other lady members, I will give you time.

اس کے بعد پھر male members شروع ہوں گے۔

Please do not mind because I have already given a lot of time to the ladies. Now after this lady member, male members will start.

جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات، شکرپور۔ جناب سیکرٹری میرا تعلق شمالی لاہور سے ہے۔ پی پی۔ 138 شہدرہ ٹاؤن سے میں belong کرتی ہوں۔ شہدرہ دریائے راوی کے کنارے آباد ہے، میری شناخت، میری پہچان شہدرہ ہے۔ نہ صرف تاریخی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی اس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کل ہماری ایک معزز بہن نے مقبرہ جہانگیر کی renovation کے لئے بہت زور دیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے لیکن اس سے بھی زیادہ وہاں پر ایک مسئلہ ٹریٹنگ کا ہے۔ جی ٹی روڈ میرے علاقے کے ساتھ گزرتی ہے۔ میں منسٹر سی اینڈ ڈپٹی کو مخاطب کر کے کہہ رہی ہوں کہ گورنمنٹ لاہور میں اتنے انڈر پاس بنا رہی ہے تو ایک انڈر پاس نیازی جو کہ پر بھی رواں سال میں اسے ڈی پی میں شامل کیا جائے۔ میرے علاقے کے لاکھوں لوگوں کو اور وہاں سے گزرنے والوں کو یہ بڑی دقت ہے۔ آزادی جو کہ پر تو بنایا ہے، نیازی جو کہ پر بھی بنا دیا جائے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سیکرٹری نور ازم منسٹر سے مجھے اتنا کہنا ہے کہ ہمارے اتنے بڑے علاقے میں صرف ایک راوی پارک ہے۔ اگر اس پر غور کیا جائے اور بلو پارک کے بعد اس کو consider کیا جائے تو میرے علاقے کے لوگوں کو شدید اپنا علاقہ چھوڑ کر اتنی دور دور اور دو دو گھنٹے کے فاصلے پر بلو پارک، سوزوپارک شہد نہ جانا پڑے۔ بہت شکرپور۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، شکرپور۔ راجہ شہت عباسی صاحب! لیکن بیگز پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لینے۔ کیونکہ پھر wind up کرنا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، شکرہ۔ جناب سپیکر پہلی بات یہ ہے کہ اس حوالے سے بہت اہم بات کسی دوست نے کی تھی کہ پنجاب میں جو پاپولیشن کے base پر ہمیں وسائل ملتے ہیں وہاں رقبے کے لحاظ سے بھی، وسائل کے لحاظ سے بھی ریونیو کہاں سے زیادہ collect ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ہٹ کر ہم پاپولیشن کو base جاتے ہیں اور پنجاب اپنا حصہ پاپولیشن کے حوالے سے کرتا ہے۔ میری آج وزیر خزانہ صاحب اور حکومت سے تجویز ہے کہ جس طرح پاپولیشن کو base پر وہ ٹارگٹ ہوتا ہے اسی طرح پنجاب کا وہ ریونیو جو تقسیم ہوتا ہے۔ اس میں بھی پاپولیشن کو بنیاد بنایا جائے۔ اس لئے کہ 80 فیصد لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ اگر پاپولیشن کے حوالے سے یہاں پنجاب اپنے ریونیو کو distribute کرے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ احساس محرومی کا شکار ہو جانے کا جیسے کل ڈاکٹر صدیقی صاحب نے facts and figures دینے تھے وہ اس بات کا ثبوت تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے خزانے کا منہ جنوبی پنجاب کی طرف موز دیا ہے لیکن بجٹ کے facts and figures سے لگتا ہے کہ وہ معاملات نہ ادھر گئے ہیں اور نہ پٹوہار کی طرف گئے ہیں۔ اس لئے میری پہلی تجویز یہ ہے بلکہ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح پنجاب پاپولیشن کی base پر این۔ ایف۔ سی ایوارڈ میں اپنے وسائل کے حساب سے حصہ لیتا ہے اس کی تقسیم بھی اسی طرح ہونی چاہیے۔

دوسری بات میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ آئین کا آرٹیکل 161 یہ کہتا ہے کہ کسی بھی صوبے میں اگر سوئی گیس کے وسائل ہوں گے، اگر بجلی کا کوئی مسئلہ ہو گا، اس کی ایکسٹرنڈیوٹی فیڈرل کے پاس نہیں جانے گی، فیڈرل consolidated fund میں نہیں جانے گی بلکہ صوبہ اس کا حصہ لے گا۔ جس طرح صوبہ سرحد بجلی کی مدد سے اور صوبہ بلوچستان سوئی گیس کے حوالے سے اپنے ریونیو میں اضافہ کرتا ہے۔ میرا آج سوال یہ ہے کہ ہاڈی برو تھا پراجیکٹ جو پاکستان کا تربیلا ڈیم کے بعد ایک بہت بڑا منصوبہ تھا۔ پندرہ سو سے زیادہ میگاواٹ وہاں بجلی پیدا ہوتی ہے جو محترم بے نظیر بھٹو صاحب کے زمانے میں شروع ہوا تھا۔ جسے پچھلے ایک سال سے production دینی شروع کر دی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ وزیر خزانہ اس حوالے سے بھی جواب دیں کہ اس سال اور پچھلے سال ہمیں کتنا حصہ اپنے اس پراجیکٹ کو جو انک میں واقع ہے، ہاڈی برو تھا پراجیکٹ جو صوبہ

پنجاب میں واقع ہے، تقریباً 4 یا 5 ارب روپے بنتا ہے ہمیں وہ حصہ مرنے دیا ہے یا نہیں دیا؟ اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے حوالے سے 69 ارب روپے رکھا گیا ہے۔ یہ کہتے ہیں

کہ ہم نے 9 فیصد اخلاف کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ ناکافی ہے۔ اس لئے کہ Devolution Plan کے بعد سڑکیں، ایجوکیشن، سکولوں کی اپ گریڈیشن اور تمام تر معاملات ہم نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے حوالے کر دیئے۔ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ سارے معاملات دیکھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ 9 فیصد اخلاف تھوڑا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ ایوان جو ایک سیریم ایوان ہے، ہماری بالادستی تب قائم ہوگی، ہم یہاں تھارڈ کر رہے ہیں، ایک دوسرے کی تھارڈ کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس کا impact کیا ہونا ہے، اس کا effect کیا ہونا ہے، زیادہ بہتر بات ہوتی کہ بجٹ کی تیاری سے پہلے مئی کے مہینے میں پندرہ بیس دن کے لئے بیٹھتے تو ہم یہ باتیں کرتے اور شاید کچھ نہ کچھ اس کا اثر ہوتا۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ایک صاحب بیٹھے ہیں اگر اور کوئی لوگ بھی بیٹھے ہوتے۔ اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے ہماری سوچ، ہماری feelings، ہماری ترجیحات حکومت کے مختلف محکموں تک جاتیں تاکہ وہ محکمے آئندہ سال کے لئے اپنے معاملات کو جس طرح ایم۔ پی۔ اے حضرات سمجھتے ہیں ان کو A.D.P میں ڈالتے۔ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے یہ سوائے نشان ہے۔ ترقی کے لئے سب سے زیادہ ضروری بات اداروں کو مضبوط کیا جانا ہے۔ آج اسمبلی کے بارے میں پارلیمنٹ کے حوالے سے سوائے نشان ہے۔ آپ نے مج صحیح observe کیا تھا کہ ہم ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں جس سے خطرے والی بات ہو۔ خطرے والی بات تو ہے اس لئے کہ آج پارلیمنٹ سے اوپر کوئی اور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو ہر روز اخبارات میں آتا ہے کہ جمالی جا رہے ہیں۔ حالت تو یہ ہے کہ مگر ان جماعت کے سربراہ جب وہ یہ کہیں کہ ہمارے پاس پیچاس لوگ سنجیدہ پرائم منسٹر بننے کے لئے لائن میں لگے ہوئے ہیں۔ اگلے دن مارکیٹ crash ہو جاتی ہے۔ تیسرے دن جب بجٹ آتا ہے تو اس بجٹ کی وجہ سے کراچی کی ساری مارکیٹ crash ہو جاتی ہے۔ اس لئے ملک میں stability کی بہت ضرورت ہے۔ جن اداروں کو زیادہ مضبوط ہونا چاہیے تھا وہ ادارے مضبوط نہیں۔ وہ ادارے سب سے زیادہ کمزور ہیں۔ اس لئے دنیا بھر کے پارلیمانی نظام میں جمہور طاقتور ہوا کرتے ہیں، پارلیمنٹ طاقتور ہوا کرتی ہے، معاملات پارلیمنٹ کے اندر ہوتے ہیں۔ مجھے

اس حوالے سے بھی تکلیف ہوئی ہے کہ جب 2020 کا Vision چیف منسٹر صاحب نے دیا، وہ زیادہ بہتر بات ہوتی کہ پارلیمنٹ کے ایوان میں آ کر دیتے۔ بجٹ تو پہلے اخبارات میں آچکا تھا، وزیر خزانہ کی تقریر سے پہلے کئی بار پریس کانفرنس کے ذریعے بجٹ کے تمام خس و فاشاک اخبارات میں آگئے تھے۔ جو secret باتیں تھیں میں سمجھتا ہوں اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے، اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جب ہم اپنے ہاتھوں سے اس ایوان کے تقدس کو پامال کریں گے تو معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔

جناب سیکریٹری کل لودھی صاحب نے W.T.O کے حوالے سے کہا کہ ہم پوری طرح تیار ہیں لیکن میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ہم کس طرح تیار ہیں؟ اگر کوئی مہلوانی کا معاملہ ہو یا کشتی کا معاملہ ہو تو اس کے لئے تو لودھی صاحب تیار ہیں ورنہ تو سوائے سیمینار کرنے کے نہ مرکزی حکومت میں اور نہ ہی پنجاب حکومت میں کوئی معاملات صحیح نظر آرہے ہیں۔ اس لئے کہ اگلے سال جب free trade ہو گا، باسٹی پاول جب نوے فیصد پاکستان میں پیدا ہوا کرتے تھے، پنجاب میں پیدا ہوا کرتے تھے، اس باسٹی پاول کی جو royalty ہے اس کے جو copy rights ہیں۔ آج میکسیکو اور لیکساس کی جو امریکن اسٹیٹ ہے ان کے پاس ہے۔ کل جب یہاں فصل پیدا ہو گی، کل جب seeds ہو گا اس کی royalty لیکساس اسٹیٹ لے گی، امریکہ لے گی۔ اسی طرح لیر قوانین کے حوالے سے، بیجوں کی لیر کے حوالے سے، ماحول کے حوالے سے ہم نے کیا تیاریاں کی ہیں؟ وزیر ماحولیات نے اس دن مذاق ہی کیا تھا کہ ہم اس ملک میں treatment plants لگا رہے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق سوائے قصور اور ایک آدھے شہر کے کسی انڈسٹری میں بھی treatment plants نہیں لگے۔ جب treatment plants نہیں ہوں گے اور وہ انڈسٹری جو پہلے ہی جواب دے چکی ہے اس انڈسٹری سے پیدا ہونے والی چیزیں، اس انڈسٹری کا گندا پانی جو پینے کے قابل نہیں ہو گا۔ اسی بنیاد پر ہماری وہ تمام products مارکیٹ میں نہیں آسکیں گی۔ پوری دنیا کی products کی مارکیٹ ہو گی۔ ہماری زراعت اور pesticides تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گی۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ یہاں ہم نے W.T.O کے حوالے سے کوئی تیاری کی ہے۔ کیا ہم نے W.T.O کے تحت کوئی تیاری کی ہے؟ یہ ہمیں بتائیں کہ کیا انہوں نے تیاری کی ہوئی ہے؟ ایک بات اور مجھے کچھ نہیں آئی کہ

12 تاریخ کو اسلام آباد میں بجٹ پیش ہوا اس کے ایک دن بعد وزیر خزانہ نے اپنی پریس کانفرنس میں صاف کہا کہ کالا باغ ڈیم کا ابھی تک فیصد نہیں ہوا اس لئے ہم نے ابھی تک پیسے نہیں رکھے۔ لیکن ہم نے جو 50 کروڑ روپے جو کالا باغ ڈیم کے لئے رکھے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیاسی سببہ بازی ہے۔ اس لئے کہ جنہوں نے کالا باغ ڈیم بنانا تھا انہوں نے فیصد نہیں کیا، انہوں نے ایک پیسا بھی نہیں رکھا تو ہم 12 یا 15 دن کے بعد جو بجٹ دے رہے ہیں تو ہم نے کہا کہ ہم نے 50 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوانے سیاسی نعرے کے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے اور کوئی مقصد حاصل نہیں ہو گا۔ [*****]

جناب ذہنی سیکرٹری، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سیکرٹری میں تو جنرل ضیاء کی بات کر رہا تھا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جنرل ضیاء کی زبان سے نکلا ہوا لفظ قانون ہوا کرتا تھا۔

جناب سیکرٹری! 2020 کے Vision کا بہت پرچا ہے۔ ہم کل تک تو کروڑوں روپے کے اخراجات کے اشرہات دیکھتے رہے جس میں یہ کہا جاتا تھا خواب انہوں نے دیکھا میں تعبیر کر رہا ہوں۔ یہ 2020 کا Vision اپنا تک کیسے پورا ہو گا؟ 85 فیصد سے زیادہ شرح ہم اپنے رویوں پر کیسے لیتے ہیں۔ Vision تو مرکز کا چلنا ہے، وفاقی حکومت کا چلنا ہے ان کے منصوبے اور ان کے Vision کو آگے نہیں لے کر چلیں گے تو ہم خود کس طرح مکمل کریں گے۔

جناب سیکرٹری! یہاں پر یہ بات کی گئی ہے کہ جناب ہم نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا۔ میں یہ کہوں گا کہ جناب ٹیکس آپ نے کیسے لگانا ہے؟ ٹیکس تو مرکز کے ذمہ ہے سوانے professional duties کے آپ ٹیکس لگا نہیں سکتے۔ باقی ماندہ ٹیکس ضلعی حکومتوں کے حوالے سے ہیں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ٹیکس لگا رہی ہیں۔ پانی پر لگا رہی ہیں، مال ٹیکس پر لگا رہی ہیں اور پرائیویٹ کے حوالے سے لگا رہی ہیں۔

* حکم جناب ذہنی سیکرٹری الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تعلیم کے حوالے سے بہت بات کی گئی مگر میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ضلعی حکومتوں نے اپنا بجٹ خود بنانا ہوتا ہے۔ راجہ بھارت صاحب کو زیادہ معلوم ہو گا کہ ضلع راولپنڈی میں پچھلے سال تعلیم کی ترقی اور ترویج کے لئے ڈیولپمنٹ فنڈ یا ترقیاتی بجٹ میں ایک پیسہ بھی نہیں رکھا گیا اس لئے آپ ضلع کو پابند نہیں کر سکتے کہ جناب! یہ ہمارے اہداف ہیں اور یہ ہماری priorities ہیں اگر وہ ان پر عمل نہیں کریں گے تو ہم جو یہاں ہدف دے رہے ہیں ان کو کیسے پورا کریں گے؟

جناب سپیکر! Punjab Minister Salaries Act کے تحت میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بے زبان لوگ ہیں ہمیں ان کے حقوق کی بھی بات کرنی ہے۔ ہم نے ان کو بھی طاقتور بنانا ہے۔ یہ طاقتور ہوں گے تو میری طاقت ہو گی۔ جناب والا 1975ء میں تین لاکھ کی discretionary گرانٹ رکھی گئی تھی۔ مجھے یہ پتا نہیں کہ وہ ان کو ملتی ہے یا نہیں ملتی۔ وزیر اعلیٰ کا اتنا بڑا بجٹ discretionary گرانٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے منسٹرز کی discretionary گرانٹ میں تین لاکھ سے زیادہ اضافہ ہونا چاہیے تاکہ یہ اپنے سیکرٹریوں کے سامنے اور اپنے ڈیپارٹمنٹ میں زیادہ مضبوط ہوں تو یہ اسمبلی مضبوط ہو گی، میں مضبوط ہوں گا، پنجاب کے عوام مضبوط ہوں گے۔ اس کے علاوہ غربت کے حوالے سے بات کی گئی۔ تو جناب سپیکر! وزیر خزانہ جانتے ہوں گے کہ پورے پاکستان میں سب سے زیادہ غریب لوگ پنجاب میں آباد ہیں۔ باقی صوبوں میں جو poverty لائن ہے وہ 19 فیصد، 18 فیصد اور 36 فیصد بنتی ہے۔ اس لئے بیت المال میں قحوظے سے پیسے رکھنے سے 'زکوٰۃ کے قحوظے سے پیسے رکھنے سے یا ازحالی ہزار خواتین کو امداد دے دینے سے یا ساڑھے تین ہزار خواتین کو زکوٰۃ فنڈ سے جہیز فنڈ دینے سے معاملات حل نہیں ہوں گے۔ جب تک ہم ان معاملات کو exchange نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! ہم روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ "پڑھا لکھا پنجاب" میری تحصیل کوٹلی سنتیں میں آج بھی لڑکیوں کا کلچ نہیں ہے۔ وہاں پر لڑکوں کا ڈگری کلچ نہیں ہے۔ وہاں پر تحصیل ہیڈ کوارٹرز نہیں ہے۔ پوری تحصیل مری میں ایک ہیڈ ماسٹر، پوری تحصیل کوٹلی میں ایک ہیڈ ماسٹر۔ 160 ایسے سکول ہیں جہاں ایک ایک استاد کام کر رہا ہے، 170 سکول ایسے ہیں کہ جہاں

سائنس لیبارٹری کا نام و نشان نہیں ہے۔ لیکن جب فیڈ میں دیکھتے ہیں تو وہ خواب پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔ شکرہ

جناب ڈپٹی سیکرٹری، شکرہ عباسی صاحب۔ اگلے مقرر میں محمد اسلم صاحب ہیں۔

میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)، شکرہ جناب سیکرٹری کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ وزیر خزانہ نے ایوان میں اپنی بحث تقریر پڑھی جس پر تین چار روز سے بحث جاری ہے۔ میرے کچھ دوستوں نے یہ کہا کہ یہ بحث عوام دوست ہے، غریب دوست ہے، پنجاب دوست ہے اور متوازن ہے۔ کچھ دوستوں نے جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد دی۔ کچھ نے وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد دی۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ بحث نہ غریب دوست ہے، نہ عوام دوست ہے اور نہ متوازن ہے۔ اس بحث میں بڑی بات یہ ہے کہ غریب عوام کی تعلق و بہبود کے لئے، غریب عوام کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ نہ ہی مسکنی کو ختم کرنے کے لئے خورد و نوش کی اشیاء کی قیمتیں کم کرنے کے لئے کوئی بات کی گئی ہے۔ متوازن بحث اس لئے نہیں کہوں گا کہ حسب سابق جناب وزیر خزانہ نے سابق روایات کے مطابق اپر پنجاب کے لئے بحث بنایا ہے۔ جس میں ترقیاتی کاموں کے لئے منڈی بہاؤ الدین، گجرات اور لاہور کا ذکر ہے، رنگ روڈ کا ذکر ہے، جھلو پارک کا ذکر ہے، نیو مری کا ذکر ہے حالانکہ ہمارے وزیر خزانہ کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور یہ فورٹ منرو کو بھول گئے ہیں، مظفر گڑھ کو بھول گئے ہیں، ملتان ڈویژن کو بھول گئے ہیں، ڈی۔ جی خان ڈویژن کو بھول گئے ہیں اور بہاولپور ڈویژن کو بھول گئے ہیں یہ قلعہ ڈراور کو بھول گئے ہیں، لال سوہانرا پارک کو بھول گئے ہیں۔ میں اپنے ضلع کی طرف ان کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ جو انہوں نے ایک کھرب 80۔ ارب کا بجٹ دیا ہے اس میں سے ہمارے ضلع کے حصہ میں جو on going scheme قحی، ایک سڑک مہلے ہی سے زیر تعمیر قحی جو بہاولپور میں بن رہی قحی اس کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں کہیں بھی محکمہ تعلیم میں باقی محکمہ جات میں کہیں بھی بجٹ میں سے کوئی حصہ نہیں ملا۔

جناب والا! میں غاص طور پر اپنے حلقے میں چولستان کا ذکر کروں گا جہاں پانی کی کمی ہے۔ پینے کا پانی نہیں ہے۔ وہاں انسان اور جانور پیاسے رستے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب کو اور ہمارے ضلع رحیم یار خان کے تین وزراء، صاحبان اور وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ

عرض کروں گا کہ کم از کم پینے کا پانی تو مہیا کر دیں اور کوئی ایک منصوبہ دے دیں۔ اس کے علاوہ نہ ہی پولٹن کے لئے کوئی cattle farm اور نہ ہی کوئی ڈیری فارم اور نہ ہی کینڈ کالج نہ ہی کسی سکول کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ یہ بجٹ نہ تو عوام دوست ہے اور نہ ہی غریب دوست اور متوازن بھی نہیں ہے۔ اس کا توازن صرف اہر پنجاب میں ہے۔ اس بجٹ کو میں اہر پنجاب بجٹ کہوں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھے مقرر جناب ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام تر تعریفیں اس رب کائنات کے لئے ہیں کہ جو ہم سب کا پروردگار ہے اور تمام تر درود و سلام اس ہستی کے لئے ہے کہ جس نے ہم سب کی آسمانی اپنے رب سے کردوائی دنیا میں زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا اور اپنی حقیقی منزل آخرت کی آگاہی فرمائی۔

سب سے پہلے تو میں مختصراً اس حوالے سے اپنی گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں بجٹ تقاریر میں بہت سارے معزز ممبران نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ یہ جو بجٹ formulation ہے اس میں اسمبلی کا کوئی حصہ نہیں اور یہ بات کافی حد تک بجائے۔ اس ایوان کے وزراء کو محمودتے ہونے باقی سب ممبران بجٹ کے حوالے سے کسی بھی process کے اندر involve نہیں ہوتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ Rules ہمیں permit نہیں کرتے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قسم کے روز کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں دو متبادل تجاویز ہو سکتی ہیں۔ یہ بات محکمے کی طرف سے آتی ہے۔ Budget proposals secret document ہوتا ہے لیکن میں یہ اتناں کروں گا کہ یہ pre-budget proposals ایوان کے اندر departments کی سینڈنگ کیوں موجود ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اس بات کا تذکرہ کیا تھا کہ ہم ان سینڈنگ کمیٹیوں کو فضل کریں گے تو یہ ایک بہت ہی مثبت طریقہ ہو گا کہ ہم pre-budget proposals ان سینڈنگ کمیٹیوں کے حوالے کریں اور جو معارضات وہ مرتب کریں اس میں سے پھر budget proposals تیار کر لی جائیں۔

جناب سپیکر! ایک دوسرا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح باقی bills ایوان کے اندر introduce ہوتے ہیں اور اس کے فوراً بعد سینیٹنگ کمیٹیوں کو refer ہو جاتے ہیں تو روز کو amend کر کے یہ کیا جا سکتا ہے کہ فنانس بل پیش ہو اور اس کے بعد ایک دو روز کے لئے respective departments کی سینیٹنگ کمیٹیوں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ کچھ نہ کچھ touch اس بحث کے اندر عوامی نمائندگان کا بھی آسکے۔

جناب والا! آغاز سے قبل ایک دو باتیں میں بہت مسرت سے کرنا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ صوبہ سرحد کے اندر جو مجلس عمل کی حکومت ہے، پنجاب میں تو وزیروں کی مراعات کے حوالے سے اختلاف کا بل پیش کیا گیا، مجلس عمل کی حکومت کو یہ کریڈیٹ جاتا ہے کہ پورے ملک کے اندر پوری پارلیمانی تاریخ میں یہ unique مثال قائم کی ہے کہ انہوں نے اپنے پہلے ہی بجٹ میں وزراء کی تنخواہوں اور مراعات میں کمی کی تھی۔ انہوں نے 50 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک revolving fund قائم کیا ہے جس کے ذریعے سے بنی پاس سرجری کے مریضوں کے لئے، کینسر کے مریضوں کے لئے، بی۔بی کے مریضوں کے لئے اور وہ مریض جو گردوں کی بیماریوں میں مبتلا ہیں اور گردے کی تبدیلی کی ضرورت ہے، گردوں کے لئے ڈائلیزس کی ضرورت ہے، اس کا انہوں نے free treatment کرنے کا اعلان کیا ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ خوشی کی بات ہے کہ قائد ایوان کا تعلق اس حوالے سے جنوبی پنجاب سے بنتا ہے کہ وہ رحیم یار خان سے منتخب ہو کر آئے ہیں اور بجا طور پر جنوبی پنجاب کے عوام اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ ماضی کے اندر جو سلوک جنوبی پنجاب کے اضلاع کے ساتھ ہوتا رہا ہے وہ آئندہ نہیں ہوگا۔ اس حوالے سے اور بھی ممبران اور میری طرف سے بھی وقتاً فوقتاً مختلف چیزیں آتی رہیں مثلاً میں نے دو تین دفعہ Adjournment اور Motions کے ذریعے سے یہ بات رکھی تھی کہ کھجور کی ریسرچ کا ایک ادارہ بہاولپور کے اندر بنتا ہے۔ جہاں 18 محلوں نے ملازمین رکھے جاتے ہیں جن میں مالی ہیں، کھر گس ہیں اور اس طرح کی جتنی بھی اسمیں ہیں تو 18 میں سے 17 فیصل آباد سے، منڈی بہاؤالدین اور گجرات سے پڑ جاتی ہیں اور بہاول پور سے اگر کوئی بندہ لیا جاتا ہے تو وہ ایک محمدار ہے جسے بہاولپور سے

ملازمت ملتی ہے۔ اسی طرح میں نے 1991 میں ایک سوال ایس اینڈ جی۔ اے۔ ڈی کے حوالے سے دیا تھا کہ 1985 سے لے کر 1990 تک پنجاب سول سیکرٹریٹ کے اندر کہ جہاں پر معمولی ملازمین سکیل ایک سے 11 سکیل کے لئے تمام district کی equal representation ہوتی ہے تو میں نے یہ سوال بھیجا کہ 1985 سے لے کر 1990 تک کتنے لوگوں کو ملازمت دی گئی؟ ضلع وار اس کی تفصیل دی جانے تو آپ کو یہ سن کر بڑی حیرت ہو گی کہ 1447 ملازموں کو سول سیکرٹریٹ کے اندر ملازمت فراہم کی گئی اور اس میں سے صرف ایک کا تعلق بہاولپور سے تھا۔

جناب والا! اسی طرح مختلف ترقیاتی کاموں کے حوالے سے مثلاً بہاولپور کے اندر ملتان روڈ پر بہاولپور اور لودھراں کو ملانے والا ایک ریلوے کراسنگ ہے جس پر ریلوے کی ٹریک چلنے سے 24 گھنٹے میں سے کم از کم 6/5 گھنٹے یہ ریلوے کراسنگ بند رہتی ہے۔ اس کے لئے بار بار یہاں مطالبہ کیا گیا 'Adjournment Motions' لانے اور 'معمولی دفعہ چودھری میر صاحب نے یہاں پر یہ بات بتائی تھی کہ 1996 میں 45 لاکھ آیا' اس کے اوپر کام نہ ہوا اور واپس چلا گیا۔ withdraw ہو گیا لاہور کے اندر لیکن اس کے بعد ہمیں اس سے دوبارہ کوئی حصہ نصیب نہ ہوا۔ تو جو اس قسم کا سلوک ہمارے ساتھ کیا جاتا رہا ہے اسی کی وجہ سے یہاں پر جنوبی پنجاب کی بات ہوتی ہے اور جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے ہمارے مختلف دوست و اویلا بھی کرتے رہتے ہیں اور اس حوالے سے آپ دیکھ لیں کہ محکمہ انہار بہاولپور اور جنوبی پنجاب بالخصوص cotton crop کے حوالے سے مشہور ہے اور یہ کسانوں کی بھی اور پاکستان کی بھی cash crop ہے لیکن آپ دیکھیں کہ بہاولپور، بہاول نگر اور جھنگ کے اندر اربوں روپے کی لائٹنگ کے حوالے سے یہاں پر اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں کہ ہم کروڑوں اربوں روپے اس حوالے سے خرچ کر رہے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے ان تین اضلاع کے لئے تو صرف 60 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور لاہور سیالکوٹ اور قصور کے لئے ایک ہزار ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب والا! یہاں پر بات ہوتی ہے کہ ہم 10 لاکھ ملازمتیں فراہم کریں گے اور اس میں انہوں نے کہا کہ 15 فیصد ملازمتیں ہم گورنمنٹ سیکٹر کے اندر فراہم کریں گے اور باقی ملازمتیں پرائیویٹ سیکٹر کے اندر generate کرنے کی کوشش کریں گے لیکن حالت یہ ہے کہ بہاول پور میں

کسی زمانے میں ایک سال انڈسٹریل اسٹیٹ بنی تھی 1988 میں سیلاب آیا 35 کے 35 یونٹس بند ہو گئے۔ گزارش یہ ہے کہ 16 سال گزر گئے ہیں وہاں اب بھی صرف 13/12 یونٹ revive ہو چکے ہیں۔ بلڈ میری طرف سے یہ تحریک پیش ہوتی ہے کہ یہ جو بند یونٹس ہیں ان کے ذریعے کچھ نہ کچھ بے روزگاری اس حلقے سے کم ہو سکتی ہے۔ حد درجہ اس کے لئے تو کچھ سوچا جانے لیکن یہ بحث اس حوالے سے بھی بالکل خاموش ہے۔

جناب والا! ملتان بہت بڑا شہر ہے اور وہاں پر ٹیئریز کا بڑا کاروبار ہے لیکن یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں ملتان کی ٹیئریز کے لئے ایک ملین روپے رکھے گئے ہیں اور سیالکوٹ کی ٹیئریز کے لئے 781 ملین رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح دیکھ لیں کہ صرف لاہور شہر کے اندر سڑکوں اور پلوں کے لئے 4668 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی اور دوسری طرف پورے جنوبی پنجاب کے لئے محض 800 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ یہاں پر بل پیش ہونے میں نور ازم کے حوالے سے باتیں ہونیں کہ نور ازم کے spots ہم نے develop کرنے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکریٹری، ڈاکٹر صاحب! پانچ منٹ ہو گئے ہیں بلکہ اس سے زیادہ ہو گئے ہیں اور باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ نے major points کرتے ہیں اب نور ازم کے بارے میں باقی لوگ کر لیں گے۔ ایک منٹ میں مکمل کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب سیکریٹری فورٹ منرو کے لئے مطالبوں اور قراردادوں کے باوجود کچھ نہیں رکھا گیا۔ بہاولپور کے اندر ایک Centre of Excellence of Advanced Studies کا اعلان ہوا اس کے ری ایکٹریڈمرل سروہی کو مقرر کیا گیا۔ ساہا سال گزر گئے ہیں لیکن اس کے لئے کوئی مزید فنڈ اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے فراہم نہیں کیا گیا۔

جناب والا! جناب وزیر خزانہ صاحب سے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نوجوان ہیں اگر ان کے والد محترم یہ بجٹ جانتے تو وہ یقیناً پینشنرز کو ignore نہ کرتے۔ وفاقی حکومت نے 1994 سے پہلے جو ریٹائر ہونے والے ہیں ان کے لئے 16 فیصد اور 1994 onward کے بعد جو ریٹائر ہونے والے ان کے لئے 8 فیصد کا اضافہ کیا ہے۔ صوبہ سرحد کی حکومت نے 15 فیصد کا اعلان کیا ہے۔ یہ پینشنرز حضرات جو چالیس چالیس سال تک و قوم کی خدمت کرتے ہیں اور عمر کے اس حصے میں ریٹائر ہوتے ہیں کہ

وہ مزید کچھ نہیں کر سکتے اس لئے ضروری تھا کہ ان کے لئے بھی احاطے کا اعلان کرتے۔ میں ہاتھ جوڑ کر دردمندانہ اہماس کرتا ہوں کہ برائے مہربانی مہنٹرز کے لئے بجٹ کے اندر کچھ نہ کچھ رقم فراہم کریں اور جو یہ بجٹ تقریر کریں گے یہ وعدہ کریں کہ اس کے اندر مہنٹرز کو خاطر خواہ اس حوالے سے شامل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جناب فیاض الحسن جوہان!

جناب فیاض الحسن جوہان، اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ آمِنُوا لَنَا تَقَوُّوا لَوْ نَآلَا تَقَعُلُوْنَ۔ صدق العظيم۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اسے ایسا والوں! جو تم کہتے ہو وہ کرتے کیوں نہیں؟ جناب سپیکر! آج بجٹ اجلاس کے حوالے سے پورے floor کے اندر مختلف قسم کی تھاریر، مختلف قسم کی بحث، مختلف قسم کی رائے لوگوں نے رکھی۔ کچھ لوگوں نے net in put and net out put کے حوالے سے اپنی رائے رکھی، کچھ لوگوں نے net tax and net subsidy کے حوالے سے اپنی رائے رکھی، کسی نے جنوبی پنجاب کا رونا رویا، کسی نے شمالی پنجاب کا رونا رویا، کوئی خط پڑھو ہار کاروناروتارہا میں ایک اکٹا کس کا طالب علم ہونے کے ناتے اتنی بات جانتا ہوں کہ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ کسی ملک کا بجٹ یا کسی ملک کی معیشت محض دو سالوں سے، محض تین سالوں سے، محض چار یا پانچ سالوں میں boom ہو جانے کی یا procession or recession کا شکار ہو جانے کی تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ قوموں کی معیشت کے اتار اور پڑھاؤ میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ بیس اور تیس اور چالیس سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ آج پاکستان کی معیشت کے حوالے سے میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ پاکستان کے بجٹ کے حوالے سے میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ وفاق کے اندر اگر 986۔ ارب کا بجٹ پیش ہوا تو شاید یہ 9 ہزار 86۔ ارب کا بجٹ ہو سکتا تھا اگر ہماری پچھلی 26 سال کی سیاسی تاریخ دیکھنا ہی پر مشتمل ہوتی۔ اگر ہماری پچھلی 26 سال کی سیاست مخصوصاً اور پچھلے 56 سال کی سیاست خصوصاً صلاحیت، دیانت اور امانت پر مشتمل ہوتی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے پچھلے 56 سال اور پاکستان کی پچھلی 26 سال کی سیاست کرپشن کی سیاست، وہ بددیانتی کی سیاست، وہ نکلے ماری کی سیاست، وہ افراطی کی سیاست، وہ

ماراماری کی سیاست، وہ چھینا جھینپی کی سیاست، وہ طوائف الملوکی کی سیاست، وہ معاشرت کی سیاست، وہ پارٹی کے نام پر اپنے لیڈر کی ہرائی اور سیدھی باتوں کے اشاروں پر ناپتنے کی سیاست، اور وہ اپنی پارٹی کے کہنے پر اس ملک کے مفاد، اس ملک کی معیشت، اس ملک کی معاشرت کے خلاف جدوجہد کرنے کی سیاست پر مشتمل ہے جس کی بنیاد پر مجھے آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب جیسا بڑا صوبہ صرف ایک سو 86 ارب کا بجٹ پیش کر رہا ہے۔ یہ بجٹ ایک ہزار 86 ارب کا ہونا چاہیے تھا لیکن اگر اس ملک کے سیاستدان، اس ملک کے یوروکریٹ، اس ملک کے جرنیل، اس ملک کے صحافی اور اس ملک کے عالم دین اگر دیانت دار ہوتے، باصلاحیت ہوتے اور احساس ذمہ داری کا شکار ہوتے۔ میرے نہایت ہی قابل احترام جناب سیکرٹری میں صرف یہ کہنا چاہوں گا میں یہاں پر زراعت پر تنقید نہیں کروں گا، میں صنعت کے حوالے سے بات نہیں کروں گا، میں اپوزیشن کو تنقید کا نشانہ نہیں بناؤں گا، میں ٹریڈری پنجر والوں کو تعریف کا نشانہ نہیں بناؤں گا میں تو صرف اتنی بات پوچھوں گا کہ یہاں پر کہا گیا کہ ہم پاکستان کو ایشین ٹائیگر بنائیں گے لیکن پاکستان کو ایشین ٹائیگر بنانے والوں نے اپنے برسرِ اقتدار آنے کے دو مہینے بعد اس ملک کو گندم کے ایک ایسے صحرائے ایسے برے سکینڈل کا شکار کیا کہ پاکستان کی معیشت کا بیڑہ غرق ہو گیا۔ اس ملک کے اندر ایسے برسرِ اقتدار لوگ بھی آئے جنہوں نے کہا ہر گاؤں میں بجلی جانے لگی لیکن اسی پاکستان کی عوام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ پچاس پیسے یونٹ سے بننے والی پاکستان کے اندر ہائیڈرو پاور بجلی آج تھرٹل پاور بجلی پاکستان کی بجلی کی کمپنیاں اور پاکستان کا واپڈا چھ روپے یونٹ کے حساب سے بنانے پر مجبور ہے۔ آج جنوبی پنجاب والے روتے ہیں، آج اپوزیشن والے تنقید کا نشانہ جاتے ہیں، کوئی جنرل مشرف پر تنقید کرتا ہے، کوئی چودھری پرویز الہی صاحب پر تنقید کرتا ہے، کوئی جہلی پر تنقید کرے گا، کوئی نواز شریف پر تنقید کرے گا لیکن کوئی یہ سوچے گا کہ ہم نے پچھلے 56 سالوں میں ہم نے ایک سیاست دان ہونے کے ناطے سے، ہم نے ایک politician ہونے کے ناطے سے، ہم نے ایک ایم۔ این۔ اے، ایم۔ پی۔ اے، ایک وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ ہونے کے ناطے سے اس پاکستان کی معیشت کے لئے، معاشرت کے لئے اور ثقافت کے لئے کیا کیا اور ہم نے اس سے کیا حاصل کیا؟ جہاں تک اس بجٹ کی بات ہے تو تعریف کی بات ہے کہ اس پاکستان کے اندر یہ واحد

صوبہ ہے جس کے وزیر اعلیٰ نے Vision 2020 کا concept دیا لیکن ایوزیشن والوں نے اس کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ مجھے احسن اقبال کا وہ کوآرڈینیٹر پروگرام بھی یاد آتا ہے جو 2010 پر مبنی تھا لیکن اس کے اوپر ہمیں بھی کچھ نظر نہیں آیا۔ ہمیں بھی کوآرڈینیٹر 2010 پروگرام کے بعد سپریم کورٹ کے اوپر مد نظر آیا اور پھر طیاروں کے ذریعے کونڈ میں بچوں کو نوٹوں کے بریف کیس جاتے ہوئے نظر آنے۔ وہ کون سا کوآرڈینیٹر پروگرام 2010 تھا جس کے حوالے سے لوگ سینڈ تھن کر چلتے تھے اگر آج 2020 کا Vision پروگرام دیا ہے تو میں چودھری پرویز الہی کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ صرف زمیندار ہی نہیں، وہ زراعت کے شعبے سے تعلق رکھنے والے ہی نہیں بلکہ وہ صنعت کی ایسی بیچی کو بھی جانتے ہیں اور وہ معیشت، معاشرت، ثقافت اور تمدن کی تمام ضروریات کو اور تمام requirements کو جانتے ہیں جن کی بنیاد پر انہوں نے ایک Vision دیا ہے اور اس Vision کی بنیاد پر میں ایک Computer Software Engineer ہوں۔ میں یہ بات جانتا ہوں کہ اس پاکستان کے اندر آج حالت یہ ہے کہ پچھلے 26 سال کی سیاست کی وجہ سے پاکستان کا Computer software Engineer پاکستان کا Marketer اور پاکستان کے اکاؤنٹس کے شعبے سے تعلق رکھنے والا فرد پاکستان کو چھوڑ کر جا رہا ہے۔ آج پاکستان کا نوجوان پچھلے 56 سال کی جاگیرداری سے تنگ آ کر، پچھلے 56 سال کی سرمایہ داری سے تنگ آ کر، پچھلے 56 سال کی مٹھت کی سیاست سے تنگ آ کر، پاکستان کے ان بچوں کی ہیرا پھیریوں سے تنگ آ کر آج پاکستان کا نوجوان پاکستان کے متعلق یہ نعرے لگاتا ہے میں نے اپنے کانوں سے ان نوجوانوں کو کتے سنا ہے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری ہاتھ میں لے کر وہ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ

اس شر سنگ دل کو جلا دینا چاہیے

پھر اس کی خاک کو بھی اڑا دینا چاہیے

مٹی نہیں اٹان ہمیں جس زمین پر

اک حشر اس زمین پر اٹھا دینا چاہیے

اک ایسے معاشرے کے اندر چودھری پرویز الہی صاحب! میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے Vision 2020 دیا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

آپ نے کہا کہ ہم نے اس پاکستان کے نوجوانوں کو تعلیم یافتہ کرنا ہے، آپ نے کہا کہ ہم نے اس پاکستان کے اندر میٹرک تک تعلیم مفت کرنی ہے، آپ نے کہا ہم نے پاکستان کے کھیتوں کو سڑکوں تک ملانا ہے، آپ نے کہا پاکستان کے اندر دس لاکھ نوجوانوں کو روزگار دینا ہے، آپ نے کہا پاکستان کی تعلیم پر بجٹ کو دگنا کرنا ہے تو خراج تحسین پیش کرنا چاہیے لیکن پاکستان کی سیاست بڑی عجیب ہے، مہارت سے بھری سیاست ہے جو ایلوڑین کے اندر ہو گا اس کو امن و امان نام کی چیز نظر نہیں آتی جو ایلوڑین کے اندر نہیں ہو گا اس کو امن و امان کی چیز نظر آتی ہے۔ تنقید برائے تنقید کی روایت ہے اور پھر یہاں پر ایک بڑی عجیب و غریب مہارت ہے۔ یہاں پر دکھایا کچھ اور، کیا کچھ اور جاتا ہے۔ یہاں پر ایک دوست نے مجھے کہا اور floor پر کہا کہ ہمارے لیڈر محترم قاضی حسین احمد صاحب نے جمالی صاحب کو یہ کہا ہے کہ اگر آپ کو گرانے کی کوشش کی گئی تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں اس بجٹ تقریر کے اندر یہ کہوں گا کہ آج اگر پاکستان کا 956-ارب روپے کا بجٹ آیا ہے تو یہ 956-ارب کا بجٹ اگر میں ایک ذیل ایم ایس سی ہونے کے ناتے سے کہوں تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ آج ہم ترقی یافتہ دور کے اندر ہیں ہمارا 9 ہزار 56-ارب کا بجٹ ہونا چاہیے تھا۔ وہ بجٹ نہیں آیا تو اس کی وجہ پاکستان کے اندر political instability ہے۔ ہم نے دھرنے دینے، ہم نے لانگ مارچ کئے، ہم نے کارگل کے issue پر لوگوں کی حکومتوں کو بچنے گرایا۔ میں آج اس بات کا واضح اعلان کرتا ہوں کہ ہم نے پچھلے پچیس سالوں میں یہاں پر کسی کے کہنے پر بھی، جیسے پیپلز پارٹی کی حکومت کو گرا کر، نواز شریف کی حکومت کو گرا کر، اس ملک کی معیشت کا بیڑہ غرق کیا تھا۔ اگر آج ہم سب لوگ یہاں پر بیٹھ کر اس بات کا اہم کر لیں کہ ہم نے کبھی بھی کسی حکومت کے خلاف agitation کی سیاست نہیں کرنی۔ ہم نے پانچ سال کا دور پورا ہونے دینا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید پاکستان کی معیشت، پاکستان کا بجٹ، پاکستان کی معاشرت، پاکستان کی ثقافت مضبوط ہو جائے۔ میرے دوستوں میرے ساتھیوں اور میری بہنوں اور آج شاید میرے وہ ایم۔ ایم۔ اے کے دوست اور میرے وہ ایم۔ ایم۔ اے کے لیڈر اس وجہ سے جمالی حکومت کو سپورٹ کرنے کے لئے مجبور ہونے ہیں کہ آج کسی کی بیٹی اس قومی اسمبلی کی ممبر

ہے تو کسی کا بیٹا اس قومی اسمبلی کا ممبر ہے۔ کسی کی سالی اس کی ممبر ہے تو کسی کی بیوی اس کی ممبر ہے۔ میرے دوستو اور ساتھیوں کی یہ مخالفت کی سیاستیں ہیں۔ ہمیں اس مخالفت کی سیاست کو بھونکانا ہو گا۔

میرے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ لونا ہے۔ میں نے پہلے دن سے یہ بات کہی تھی۔ 10۔ اکتوبر کے ایکشن سے لے کر آج تک رب کعبہ کی قسم میرا اس بات پر ایہاں ہے کہ وتغز من تشاء وتزل من تشاء بیدک الخیر۔ انک لکل شیء قدیر۔ جو تم لوگ بات کہتے ہو وہ کرو۔ میں نے پہلے دن سے جو موقف رکھا آج پورا پاکستان جانتا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER:- Time is extended for further one hour.

جناب فیاض الحسن چوہان، پوری اسمبلی جانتی ہے کہ ہم اس focus پر قائم ہیں۔ میں اپنی بات کو صرف اسی پیغام محبت پر ختم کروں گا۔ میں آخر میں معذرت کروں گا اگر میرے کسی (ن) لیگ کے ساتھی کو، کسی (ق) لیگ کے ساتھی کو، کسی پیپلز پارٹی کے ساتھی کو میری کسی گفتگو سے ان کو کوئی ٹھیس پہنچی ہو تو میں معذرت چاہوں گا لیکن یہ میرے جذبات ہیں۔ میں ایک نوجوان ہونے کے ناستے سے اس پاکستان سے محبت کرتا ہوں اور اسی محبت کی بنیاد پر میں اپنی بات کو اسی پیغام محبت پر ختم کروں گا کہ،

میرے وطن کے باسیوں جو تو اس طرح جو
زندگی تراش دے دوا تمہیں سلج دے
یہ راستے کے بیچ و غم بڑھو تو چوم لیں قدم
ہر اک گھڑی کا پیار لو یہ مباشرہ سدا لو
یہ وقت کھو رہے ہو تم جو فضل بو رہے ہو تم
کسی کو کائنی بھی ہے یہ آگ پائنی بھی ہے
ہواں کس کو دے دینے نہ اپنی نسل کے لئے

تباہیں ادھار لو یہ معاشرہ سدھار لو
یہ معاشرہ سدھار لو یہ معاشرہ سدھار لو

(نعرہ ہانے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب میں سید علیم شاہ صاحب سے گزارش کروں گا۔ سید علیم شاہ صاحب! سید عبدالعلیم شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بڑی مہربانی جناب سپیکر! مجھ سے قبل یہاں بہت سارے دوستوں نے جذباتی انداز میں بہت ساری باتیں کہیں۔ کسی نے بجٹ پر اپنی سیاسی تقریر کے حوالے سے بات کی اور کسی نے اپوزیشن میں سے اپنے view کے حوالے سے بات کی۔ بجٹ کی کاسیالی اور ناکامی جو ہم نے ماضی کے ادوار میں دیکھی ہے اس کی سب سے زیادہ مثالیں اس طرح سے پائی جاتی ہیں کہ جب بھی کسی گورنمنٹ نے بجٹ پیش کیا تو اس کے بجٹ پیش کرنے کے ساتھ ہی پاکستان کی عوام نے سڑکوں پر آ کر اپنا بھرپور احتجاج کرنا شروع کیا لیکن یہ واحد بجٹ ہے کہ جس کی کاسیالی کی دلیل خود حکومتی ٹیچوں کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کے ٹیچوں نے بھی اس چیز کا اقرار کیا اور اپوزیشن نے کسی قسم کا کوئی بائیکاٹ نہیں کیا۔ عوام نے بھی کسی قسم کا کوئی احتجاج نہیں کیا جو اس بات کی نشاندہی ہے کہ یہ بجٹ ایک بہترین عوام کے مفاد کا بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے یہاں پر جو ریٹا کس استعمال کئے گئے ہیں اپنے ارکان اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے وہ ایک دوسرے کی قیادت پر اور ایک دوسرے کے کامیاب پر جس قسم کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں آج ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ کم از کم ہمیں اپنے رویے کو اور اپنے سلوک کو اتنا تبدیل ضرور کر دینا چاہیے کہ ہمیں اگر ماضی میں کوئی غلط فیصلہ یا غلط اقدامات ہونے ہیں تو ان کی اصلاح کرنی چاہیے اور آنے والے وقت کے لئے اپنی قوم کو ایک بہترین اور اچھا مستقبل دینا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اس بجٹ میں تعلیم کے حوالے سے ضرور بات کروں گا کہ تعلیم سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو اپنا ایک Vision دیا ہے اور 15 اضلاع کے اندر جو انھوں نے ٹری ایجوکیشن سسٹم شروع کیا ہے تو اس میں اگر وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہم پنجاب کا سرسید نہ کہیں تو یہ زیادتی ہو گی کہ انھوں نے پنجاب کی تعلیم کے حوالے سے آج سرسید کا وہ موقف اپنایا جو تحریک

پاکستان سے قبل تھا۔ پنجاب کے 15 اضلاع کے اندر یہاں پر بات کی گئی کہ کیا صرف تعداد بڑھانے کے لئے ہی آپ فری ایجوکیشن کر رہے ہیں۔ میں ایک پیمانہ ضلع سے تعلق رکھتا ہوں میں عرض کروں گا کہ ان چھ مہینوں کے دوران تقریباً 80 ہزار طلب علم بچوں کا اضافہ ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس موجودہ بجٹ میں اور آپ کو یاد ہو گا، میں محترم جناب منسٹر ایجوکیشن کی توجہ چاہوں گا کہ جب پچھلی بجٹ تقریر میں میں نے اپنی بات کی تھی تو اس وقت بھی خوش قسمتی سے آپ چیئر کر رہے تھے اور آج بھی آپ چیئر کر رہے ہیں، تعلیم کے حوالے سے جو پالیسی دی گئی اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہ ایک انتہائی خوبصورت اور قوم کے مزاج کے مطابق ہے۔ ہمیں آنے والے وقت میں اپنی قوم کو خواندہ کرنا پڑے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر اس ایک پالیسی کو بھی اپنانا پڑے گا کہ ہمارے ملک کے پرائیویٹ تعلیمی ادارے جو کثرت سے بن رہے ہیں، جن کا کسی بھی قسم کا کوئی سسٹم نہیں ہے، جن کو کسی بھی قسم کا کوئی کام نہیں ہے کہ ان کو کس انداز میں ایک ڈیڑھ مرلے کے مکان کے اندر اور ایک مرلے کی جگہ کے اندر ایک پرائیویٹ سکول بنا دیا جاتا ہے اور اس کی سو روپے اور تین سو روپے فیس رکھ دی جاتی ہے، اس کا کوئی میڈان نہیں، اس کا کوئی سلیبس نہیں۔ میں نے پچھلے اجلاس میں بھی گزارش کی تھی اور آج بھی ضرور کروں گا کہ اگر ہم اپنے ملک سے طبقاتی نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان اور پرویز مشرف واقعی ہی پاکستان میں بسنے والے برہنچے کو یکساں تعلیم دینا چاہتے ہیں تو پاکستان میں یکساں نصاب کو رائج کیا جائے اور اسی طریقے سے ایک یونیفارم سسٹم کو رائج کیا جائے۔ اگر ایسی سن کلج میں پڑھنے والے لوگ جو یونیفارم پہن سکتے ہیں تو یہ 'ذیرہ غازی خان' راجن پور اور پیمانہ ضلع کے بچے کو بھی اسی طرح کا یونیفارم ملنا چاہیے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

تعلیم کے حوالے سے پچھلے بجٹ میں پنجاب کے آٹھ اضلاع میں سے سات میں یونیورسٹیز گفٹ کی گئیں جس میں گجرات، گوجرانوالہ، سرگودھا، لاہور، راولپنڈی، ایک ڈویژن واہ۔ پچھتا ہے جو پنجاب کا پیمانہ ترین ضلع ہے اور اس کا نام ذیرہ غازی خان ہے۔ وزیر تعلیم صاحب نے پچھلے دنوں لاہور میں ایک پریس کانفرنس کی اور انہوں نے اس میں اعلان کیا کہ ذیرہ غازی خان کے اندر یونیورسٹی کے قیام کا فیصلہ کر لیا گیا ہے لیکن جب بجٹ پڑھا تو اس چیز کا افسوس بھی ہوا کہ جب سات ڈویژنوں

کے پوسٹ گریجویٹ کالج کو آپ upgrade کر کے یونیورسٹی کی سطح پر لاسکتے ہیں تو کیا ذیہ
غازی خان ڈویژن جس کا catchment area بلوچستان تک پھیلا ہوا ہے اور جو آدمے سے زیادہ
بلوچستان کو cover up کرتا ہے جس کے چاروں اضلاع کے اندر تعلیم کی سہولیات کا فقدان ہے
ایک واحد ڈگری پوسٹ گریجویٹ کالج ہے جہاں پر تیرہ چودہ ایم۔ ایز ہو رہے ہیں کیا اس کو آپ
upgrade نہیں کر سکتے؟ کیا آپ اس کو یونیورسٹی کا level نہیں دے سکتے؟ اگر آپ اس کو نہیں
دے سکتے تو پھر اس اسمبلی سے جس قسم کی آوازیں ہم محسوس کر رہے ہیں کہ جنوبی پنجاب کے
ساتھ جو زیادتیوں کی ایک بات پورے پنجاب میں پھیل رہی ہے تو ہم اس کو کیسے روک سکیں گے؟
(نعرہ ہانے تحسین)

محترم جناب سیکرٹری اسی طریقے سے میری آپ سے گزارش ہو گی کہ یہاں پر جتنی بھی
سزائیں دی گئیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں لاہور ہمارا صوبائی ہیڈ کوارٹر ہے آپ لاہور کو جتنا
خوبصورت بنائیں گے ہمیں اتنا ہی اس میں خوشی اور فخر ہو گا۔ آپ پنڈی کو خوبصورت بنائیں آپ
اسلام آباد کو خوبصورت بنائیں آپ مری کو خوبصورت بنائیں یہ سب ہمارا ہے۔ پاکستان کا حصہ ہے
پنجاب کا حصہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہماری آپ سے گزارش ہو گی کہ ترقی کا ایک تعلق بھی اور
ایک تسلسل بھی ہوتا ہے کہ جب آپ نے دیہاتوں کی آبادی کو روکنا ہے آپ ان کا شہروں پر
بوجھ روکنا چاہتے ہیں تو جب تک آپ اپنے دیہاتوں اور چھوٹے شہروں کو facilitate نہیں کریں
گے تو اس وقت تک اس دباؤ کو کم نہیں کر سکتے۔ آج شہروں پر دباؤ بڑھ رہا ہے یہاں پر لوگوں
میں ذہنی frustration بڑھ رہی ہے۔ اس طریقے سے تو آپ اس کو کبھی کم نہیں کر سکتے۔ یہاں
صوبائی وزیر مواصلات و تعمیرات بیٹھے ہونے میں ان سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ آج لاہور
میں جو فروٹ فروخت ہوتا ہے راولپنڈی میں جو فروٹ بیٹھا ہے لاہور یا ملتان کی منڈی میں جو فروٹ
آتا ہے وہ روزانہ تین ہزار ٹرک بلوچستان سے گزر کر سفر کرتے ہوئے لاہور کی طرف آتے ہیں۔ وہ
ٹرک ساری ساری رات پنجاب کے پل پر کھڑے رستے ہیں۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ اس
پل کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ میں حیران ہوں کہ اتنے اہم معاملے کی جانب نہ تو آج تک وزیر
مواصلات و تعمیرات نے توجہ دی اور نہ ہی سیکرٹری C&W نے اس جانب توجہ دی ہے جو کہ اپنے

آپ کو اتھانی ذہین اور extra curricular سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ میری Vision 'بات یا ideology سب سے اہم ہوتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس اہم ترین bridge کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! صحت کے حوالے سے میں گزارش کروں گا۔ یہاں پر وزیر صحت صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں۔ ہمارے موجودہ بجٹ میں صحت کے شعبے کے لئے بہت زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ چھ سات تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کو upgrade کیا گیا ہے جو کہ اتھانی ٹوش آئند بات ہے۔ یہ جس علاقے میں بھی ہیں ان لوگوں کو صحت کی بہتر سہولتیں میسر آئیں گی۔ وقت کی کمی کے باعث میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں۔ ہمارے پاس پورے ڈویژن میں کوئی F.C.P.S ڈاکٹر نہیں ہے۔ آپ بھی اسی ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں پر آپ رہتے ہیں آپ کی تحصیل کا جو ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے۔ حسنین درینک صاحب بھی اسی ضلع سے تعلق رکھتے ہیں۔ آیا وہاں پر تحصیل ہیڈ کوارٹر روجھان کے اندر کوئی F.C.P.S ڈاکٹر موجود ہے؟ راجن پور DIHQ کے اندر کوئی F.C.P.S ڈاکٹر موجود ہے؟ ذیرہ غازی خان کے ہسپتال کے اندر F.C.P.S کی کوئی پوسٹ ہی نہیں ہے۔ ذیرہ غازی خان ڈویژن پاکستان کے دل میں موجود ہے۔ جغرافیائی طور پر یہاں سے تمام صوبوں کے لئے سڑکیں نکلتی ہیں۔ اس موجودہ بجٹ میں ہمارے علاقے کے لئے ہیلتھ کے شعبے میں کوئی گرانٹ ظاہر آدھائی نہیں دے رہی۔ اس ایوان میں متعدد دفعہ میں وزیر قانون اور وزیر نور ازم کے نوٹس میں ایک بات لایا ہوں لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اس وقت وزیر تعلیم صاحب تشریف رکھتے ہیں انھوں نے ایک پریس کانفرنس کی تھی۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ جناب! آپ ان کو ضرور اٹھائیں، میں ان سے ضرور پوچھوں گا کہ جب آپ نے لاہور میں بیٹھ کر پریس کانفرنس کی تھی اور آپ کے ٹکے کی طرف سے لیزر گیا تھا کہ ذیرہ غازی خان کے کلچ کو upgrade کر کے یونیورسٹی بنایا جا رہا ہے اور اس مقصد کے لئے دس کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ اس کا PC-1 بھیجیں۔ انھوں نے یہ سب کچھ ایک پریس کانفرنس میں کہا اور اس کے نتیجے میں ہمارے شہر اور ضلع کے لوگوں میں ایک عویشی کی لہر پیدا ہوئی لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس کو موجودہ بجٹ میں شامل نہیں کیا گیا۔ میں اپنی تقریر کو روکتے ہوئے وزیر تعلیم صاحب سے آج

گزارش کروں گا کہ اگر وہ کسی لینکل وجوہت کی بنا پر رگ گئی ہے تو مہربانی کر کے آج اس ایوان میں یقین دہانی کروادیں کہ وہ اسی بجٹ کے دوران ڈیرہ غازی خان کے کالج کو upgrade کر کے یونیورسٹی بنانے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کریں گے۔ میں وزیر تعلیم صاحب کی اس بارے میں وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کر لیں بعد میں وزیر صاحب جواب دے دیں گے۔
سید عبدالعلیم شاہ: وزیر تعلیم یہاں پر تشریف رکھتے۔ وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ لہذا وہ میری اس بات کا جواب ابھی دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خزانہ اپنی wind up speech میں اس بات بتائیں گے۔ اس میں آپ ایک بات بحول گئے ہیں۔ Dual carriage way between Multan and Dera Ghazi Khan via Muzaffargarh یہ بہت اہم issue ہے۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب والا! میں ابھی اسی طرف ہی آ رہا ہوں۔ جب آپ ملتان سے آگے سفر کرتے ہیں تو ڈیرہ غازی خان کا سفر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ شاید آپ جو میٹھلا ٹول لیکس دے کر آئے ہیں وہ تو آپ جا تزد سے کر آئے ہیں لیکن یہ جو ٹول لیکس دے رہے ہیں یہ آپ پر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! وزیر قانون، وزیر خزانہ اور وزیر نوازیم بھی یہاں موجود ہیں۔ انہوں نے یہاں پر کہا تھا کہ آپ فورٹ منرو کی قرارداد کے بارے میں development authority بجائے صرف اتنا کریں کہ اس کے لئے ترقیاتی فنڈز مختص کرنے کی گزارش کر دیں۔ ہم نے وزیر قانون کے کہنے پر اس کو withdraw کیا۔ آج اس بجٹ میں نوازیم کے حوالے سے فورٹ منرو کے لئے ایک بیڈی پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شاہ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جنوبی پنجاب کے لئے، خصوصاً ملتان کے لئے جو برن یونٹ، کارڈیالوجی سنٹر بنانے کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح قنٹر ہسپتال کے لئے C.T.Scan مشین اور دوسرے اقدامات بھی کئے جا رہے ہیں۔ ان کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جناب! میں اپنی گفتگو کو wind up کرتے ہوئے آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ ایک تو فورٹ منرو کے لئے آپ آج کوئی روٹنگ دیں۔ دوسری یونیورسٹی کے حوالے سے جو statement وزیر تعلیم صاحب نے دی ہے ذرا اس کا جواب لے دیں۔ شاید ان کی گفتگو سے آج ہمارا مددوا ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بعد میں کر لیں گے۔ ابھی ہم نماز مغرب کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔ نماز کے بعد پھر continuc کر رہے ہیں۔ میں نے آٹھ بجے تک وقت extend کیا تھا۔ تو اب نماز مغرب کے لئے 15 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لئے ایوان 15 منٹ کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر (سر دار شوکت حسین مزاری)

7 بج کر 45 منٹ پر کرسی صدارت پر مستکن ہونے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! ابھی ہم یہ یہ انکشاف ہوا ہے کہ پنجاب میں ایک حصہ ایسا بھی ہے جہاں پر آبادی کنٹرول اور decrease ہو رہی ہے۔ ہمارے معلقہ انتخاب میں آبادیاں بڑھیں اور وہاں سے ڈیزہ ڈیزہ ملتے نکلے۔ اگر کسی ضلع میں آٹھ ایم پی ایز تھے تو دس ملتے بن گئے۔ پنڈی میں کوئی ستائیس اور مری تحصیل دو ملتے تھے وہ کم ہو کر ایک رہ گیا ہے۔ فارمولا راجہ شفقت عباسی صاحب کے پاس ہے۔ ابھی انہوں نے یہ انکشاف کیا ہے اور بحث کے حوالے سے اس وقت یہ بہت ہی important ہے کیونکہ فنانس منسٹر صاحب نے ابھی closing speech

دینی ہے۔ اب پارلیمنٹ ڈیفینڈر کی صوبائی منسٹری بھی موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ آبادی کیوں کم ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ عباسی صاحب بتا سکتے ہیں اور یہی تو پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر! میرا خیال تھا کہ یہ بہت سنجیدہ بات ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ میں ایوان میں انہیں بتا دوں کہ کس طرح کم ہوتی ہے یا مجھے الگ نام دے دیں تو میں انہیں بتاؤں گا کہ یہ کیا کرتے ہیں اور ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ مخدوم مختار حسین صاحب!

مخدوم سید محمد مختار حسین، شکریہ۔ سپیکر صاحب! مجھے بجنٹ کے حوالے سے عرض کرنا ہے کہ اس بجنٹ کے بارے میں claim کیا جا رہا ہے کہ یہ عوام دوست اور متوازن بجنٹ ہے تو محترم! زراعت کے متعلق میں عرض کروں گا کہ زراعت کو بالکل ignore کیا گیا ہے۔ ہمارا ملک اسی فیصد زراعت پر rely کرتا ہے۔ اس وقت سب سے پہلے تو جنگلات environment کے لئے بہت ضروری ہیں اور ہمارے ملک میں جنگلات تقریباً 2/3 فیصد کے درمیان ہیں۔ جبکہ اچھے اور صحت مند معاشرے اور معیشت کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ پندرہ فیصد جنگلات ایک ملک میں ہونے چاہئیں تو میری عرض یہ ہے کہ ہمارے ضلع میں یہ صورتحال ہے کہ غازیوال میں انیس ہزار ایکڑ پر گورنمنٹ کا فاریسٹ تھا۔ ایک ادارے نے Ammunition Depot کے لئے ادھر سے دو ہزار ایکڑ لے لیا۔ اس کے بعد پھر انہوں نے پانچ ہزار ایکڑ مانگا کہ ہم اس میں ماڈل فاریسٹ بناتے ہیں۔ انہوں نے لکڑی کاٹ کر بنانے ماڈل فاریسٹ بنانے کے وہ زمین ٹھیکے پر دے دی ہے اور وہاں زراعت ہو رہی ہے۔ اب پھر ان کا تقاضا ہے کہ اس ماڈل فاریسٹ کے لئے پانچ ہزار ایکڑ اور ہمیں دے دیا جائے۔ تو یہ صورتحال ہے کہ انیس ہزار ایکڑ سے کم ہو کر اس وقت وہ فاریسٹ تقریباً سات ہزار ایکڑ رہ گیا ہے۔ اس میں انہیں کوئی initiative دینا چاہیے تھا کہ اگر ایک کسان اپنی زمین پر فاریسٹ لگانے تو اس کو تین فیصد پر قرض ملے گا کیونکہ انڈسٹری میں تین فیصد پر قرض ملتا ہے تو اسی طرح جنگلات کو initiative

دینا چاہیے تھا لیکن اس کو ignore کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شیشم میں ایک بیماری آئی ہے اس وقت اس پر کوئی ریسرچ نہیں ہوئی۔ دن بدن ہمارے ملک میں شیشم ختم ہو رہی ہے۔ بغلات میں آم پر بھی بیماری آئی ہے۔ جس طرح لودھی صاحب نے کہا تھا کہ ڈبلیو او آر ہے تو ہمیں بغلات کو promote کرنا چاہیے تھا۔ اسے زرعی ٹیکس یا دیگر واجبات میں کوئی کمی کر کے ایسا initiative دینا چاہیے تھا کہ لوگ بغلات زیادہ لگائیں تاکہ ایکسپورٹ بڑھے اور ملک کا اس میں فائدہ ہو۔

جناب سپیکر! اریگیشن کے بارے میں عرض کروں گا تو ہمارے ملک میں پانی کی کمی ہے اور اس کا بہتر حل نکالنے کے لئے ایگریکلچر والوں کو ایسی اجناس لانی چاہئیں جنہیں ہمیں اور خاص کر ہم باہر سے جو edible oil منگواتے ہیں تو پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اس بار سن غلار کا بیج دستیاب نہیں تھا۔ انمول ریا آئل سیڈ ہے اور صرف 75 دن کی فصل ہے اور پانی بھی ایک لیتھی ہے تو ایگریکلچر والے خاص کر اس پر ریسرچ کریں۔ میں اس کے بعد لائیو سٹاک کے متعلق عرض کروں گا کہ اس وقت ہمارے ملک میں گوشت کے ریٹس بڑھ رہے ہیں تو اس میں انہیں چاہیے تھا کہ ان لوگوں کو کوئی initiative دیں۔ زرعی بینک سے لائیو سٹاک کے لئے جو قرضہ ملتا ہے اس پر شرح سود اب نو فیصد ہوا ہے۔ انہیں چاہیے کہ خاص کر لائیو سٹاک میں دودھ اور گوشت کے لئے loans ہوں۔ اسے بطور انڈسٹری declare کر کے تین فیصد پر loan دیں۔ انہیں چاہیے تھا کہ ہیریوین کونسل ہیڈ کوارٹر پر اپنے animals لائیں جو زیادہ گوشت produce کرنے والے ہوں۔

جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کے بارے میں عرض کروں تو میرے حلقے میں خاص کر اس وقت بچوں کے 22 ہل سکول ہیں جن میں کوئی عمدہ نہیں ہے اور پھر ہائر سیکنڈری سکول ہے جس میں 350 بچیوں پر زحمتی ہیں جہاں چار پانچ سال سے بجلی نہیں ہے۔ جب تک ہم اچھا سٹاف نہیں لائیں گے، اچھی سہولتیں نہیں دیں گے اور تربیت یافتہ سٹاف نہیں لائیں گے اس وقت تک تعلیم کا معیار بند نہیں ہوگا۔ تعلیم کا معیار تب ہی بند ہوگا جب اچھا سٹاف ہوگا اور ایسے بڑھانے والے ہوں گے۔

جناب سپیکر! لاہ اینڈ آرڈر کی صورت حال کے بارے میں عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں دس روز میں آٹھ گاڑیاں چوری ہو چکی ہیں۔ یہ صورت حال ہمارے حلقے میں لاہ اینڈ آرڈر کی ہے۔

بہر حال ہم سب بہتری کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ صحت کے لئے R.H.Cs بنے ہوئے ہیں لیکن وہاں پر عمل نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ انہیں پالیسی کہ ڈاکٹروں کے لئے کوئی initiative رکھیں کہ وہ R.H.Cs اور B.H.Us میں جائیں اور ان کو آباد کریں۔

جناب سپیکر! گئے میں اچھی ریکوری والی ورائٹیاں لانی چاہئیں اور وہ متعارف کرانی چاہئیں تاکہ باہر جو 12 سے 14 فیصد شوگر ریکوری ہے اور ہمارے پاس 5 سے 6 فیصد تک ریکوری ہے۔ ہمارے پاس ملک میں ایسی ورائٹیاں ہیں کہ اگر وہ متعارف کرائیں تو ہم 10/12 فیصد تک جا سکتے ہیں لیکن اچھی ورائٹی بیچنے والے کو بھی وہی قیمت ملتی ہے اور اس کو کوئی پر مسلم نہیں ملتا اور جو عام ورائٹی 7 فیصد والی کاشت کرتا ہے تو اس کو بھی وہی قیمت ملتی ہے۔ اس لئے یہ initiative دینا چاہیے تھا۔ اس صورتحال میں ہم مہموریت کے لئے جو کوشش کر رہے تو خدا کرے یہ چلتی رہے۔

جناب سپیکر! یہ روائتی بحث ہے یہ کوئی انتظامی بحث نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب عامر عثمان صاحب!

جناب عامر عثمان عادل، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر! ایک تہمتی جھلمتی دوپہر میں جب میں اجلاس میں شرکت کے لئے گجرات سے لاہور آ رہا تھا تو راستے میں ورکنگ پر گاڑی رکی سامنے جو منظر تھا کسی ماں کا لال، کسی ماں کا بچہ گوشہ اپنے مالک کی جھڑکیں کھا کھا کر دن بھر کی مشقت سے تنک کر اسی بیچ پر لیٹ گیا تھا اور وہیں اس کی آنکھ لگ گئی تھی اس کے پاؤں کا رخ میری جانب تھا اور اس کے میل سے اٹنے پاؤں دیکھ کر بے اختیار میرا جی چاہا کہ میں بڑھ کر اس کے پاؤں کو چوم لوں۔ میری آنکھوں کے سامنے یہ سوال اس نئے وجود سے نکلے کہ کیا میری حالت بدلنے کا تم اسمبلی میں مداخلت کر سکتے ہو؟ کیا تم میرے شب و روز کو بدلنے کی کوئی تدبیر کر سکتے ہو؟ آج میں اس بات پر فخر محسوس کرتا ہوں اور میرا ضمیر مطمئن ہوتا ہے کہ جب میں وزیر اعلیٰ کے اقدامات دیکھتا ہوں کہ انہوں نے پہلے تعلیم مفت کی پھر کتابیں مفت فراہم کر دیں اور پھر جب وہ یہ پالیسی بنا رہے ہیں کہ پنجاب کے اندر قانون لایا جا رہا ہے کہ تعلیم حاصل کرنا لازمی قرار دیا جائے گا تو مجھے خوشی ہوتی اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہاں بیٹے! اب ہم اس قابل ہو چکے ہیں۔ ہم نے

صحیح سمت پہلا قدم اٹھایا ہے کہ ہم تیری تلخ کے لئے تیرے شب و روز کو بدلتے کے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔

جناب سیکرٹری بجٹ کو ہم دیکھتے ہیں تو بجٹ اپنی امتیازی خوبیوں کے حوالے سے پانچ مرے کی سکیم ہو، بھکاری بچوں کے لئے قانون ہو، تحصیل کی سطح پر اسپیشل بچوں کے لئے اداروں کے قیام کا اعلان ہو اور سرکاری رہائشوں کا اعلان ہو۔ یہ وہ خوبیاں ہیں جو بجٹ کو باقی بچوں سے ممتاز کرتی ہیں اور اگر تھب کی صینک اتار کر دیکھا جائے تو ان خوبیوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور میں یہ کہتا ہوں کہ ہم یہ فیصلہ آنے والے مورخ پر جموزتے ہیں، وقت پر جموزتے ہیں وقت خود یہ ثابت کرے گا کہ یہ بجٹ عوام کے لئے کس قدر عوام دوست تھا، کس قدر غریب دوست، بجٹ تھا لیکن صورت حال ہم سے ایک سوال بھی کرتی ہے، ایک تھا تاہم بھی کرتی ہے۔ وہ تھا اور سوال یہ ہے کہ،

دھرتی نگر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
بے عمل لازمی تکمیل تھا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے
(نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سیکرٹری! آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ کا ایک ایک لفظ غلوں میں ڈوبا ہوا لفظ ہے، جذبے میں ڈوبا ہوا لفظ ہے۔ وزیر اعلیٰ کا Vision بالکل clear Vision ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ الفاظ صرف نظروں کی مدد تک خوبصورت کیوں لگتے ہیں، یہ بجٹ کے اثرات عام آدمی تک کیوں نہیں پہنچ پاتے وہ کون سے نلادیدہ ہاتھ ہیں؟ آج وزیر خزانہ کو ان ہاتھوں کو تلاش کرنا ہو گا۔ وہ کون سے نلادیدہ ہاتھ ہیں جو بجٹ کے اثرات کو عام آدمی تک پہنچنے نہیں دیتے ہیں، جو وزیر خزانہ کے تمام اہلاس کو تکمیل تک پہنچنے نہیں دیتے ہیں؟ آج ہمیں ان ہاتھوں کو تلاش کرنا ہو گا۔ افسوس اس وقت ہوتا ہے جب کمیشن مافیا عوام کے خون پینے کی کمانی سے جاری کئے گئے تمام ترقیاتی کاموں میں بھی لوٹ کھسوٹ کا راج شروع کر دیتا ہے۔ میرے ملتے میں 56

لاکھ کی لاکھ سے بننے والی ایک معمولی سی سڑک ابھی تکمیل کو نہیں پہنچتی ہے تو اس میں جان بچا گزے پڑ جاتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یہ وہ نذیبہ ہاتھ ہیں جو ہماری ترقی کے عمل کو تکمیل تک نہیں پہنچنے دیتے۔

جناب سپیکر! غریبوں، مظلوموں، یواؤں، یتیموں کی دادرسی کے لئے بنانے جانے والے ادارے بیت المال کا یہ مال ہے کہ میرے ملنے کی ایک غریب یتیم بھی ایک انتہائی جان لیوا بیماری میں مبتلا ہوتی ہے اور اس کا کس میڈیکل اسسٹنٹ کے لئے گجرات سے کھل ہو کر لاہور آتا ہے اور میں خود وہ کائل لے کر جاتا ہوں تو مجھے جواب دیا جاتا ہے کہ وہ کائل کم ہو چکی ہے یلہ بند ہونا چاہیے۔ یہ غریبوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے ان کے زخموں پر ٹک بھرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر! آج وقت کی ضرورت ہے کہ ہمیں ان باتوں کو تلاش کرنا ہے جو وزیر اعلیٰ کے Vision کو clear نہیں ہونے دیتے، جو ترقی کے اس عمل کو پیہ تکمیل پر پہنچنے نہیں دیتے۔ بجٹ کے حوالے سے میری جو تجاویز ہیں کہ امن و امان کے حوالے سے جو 20-ارب رکھے گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر بجٹ میں امن و امان کے حوالے سے خاطر خواہ رقم تو ضرور رکھی جاتی ہے لیکن کیا بھلا ہو کہ ہم ہر بجٹ میں کچھ لے، کچھ پہلو ایسے بھی رکھ لیں کہ ہم یہ سوچ سکیں، احتساب کر سکیں کہ جو پچھلے برس ہم نے اتنے 20-ارب امن و امان کے حوالے سے رکھے تھے۔ ان کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا آج تھانے دار اللہ بن چکے ہیں؟ افسوس اس وقت ہوتا ہے، شرم سے نکالیں اس وقت جھک جایا کرتی ہیں جب میرے معاشرے کی کوئی ماں بہن کسی کے ظلم سے ستانی ہوئی دادرسی کے لئے تھانے میں جاتی ہے تو اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے، اپنی عصمت گنوا بیٹھتی ہے۔ آخر وردی میں چمپے ہونے ان بھیزیوں کا احتساب کیوں نہیں ہوتا؟ ان سے یہ کیوں نہیں پوچھا جاتا کہ تمہارے لئے ہم نے 20-ارب روپے رکھے ہیں لیکن تم نے غریبوں کے لئے کیا کیا ہے؟ آج تک یہ وردی امن و امان کی حفاظت کا symbol کیوں نہیں بن سکی؟ میں یہ مطالبہ کرنا چاہوں گا کہ ہم یہ جو کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کے تمام اقدامات انتہائی اچھے ہوا کرتے ہیں لیکن وہ ہاتھ اب تلاش کرتے جانے چاہئیں۔ محال کے طور پر وزیر اعلیٰ اعلان کرتے ہیں کہ غریبوں کو سستا آنا

ملے گا۔ کیونکہ غریب کاسب سے بڑا مسئلہ آتا ہوا کرتا ہے لیکن اس وقت بھی نکالیں شرم سے جھک جایا کرتی ہیں جب سستے آنے کی فراہمی کو ہم اپنی نمود و نمائش کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ محض اپنی لیڈری ممکنہ کے لئے تصویریں بنوانے کے لئے میری وہ عزت مآب مائیں ہنسیں جن کو ہم ذلیل و رسوا کرتے ہیں اور انہیں سدا سدا دن بھانے رکھتے ہیں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کی دلہیز پر آغا عاوشی سے فراہم کر دیا جائے۔

جناب سیکرٹری کھیلوں کے فروغ کے لئے اس بحث میں خاطر خواہ رقم نہیں رکھی گئی۔ مہنشرز کو ریٹیف دینا چاہیے۔ وزیر خزانہ سے التماس کروں گا کہ جب وہ wind up کریں تو ان دونوں پہلوؤں پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب سیکرٹری اپنی تحصیل اور ضلع کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ میری تحصیل کھاریں جہاں کے لوگ بیرون ملک جاتے ہیں وہ سب سے زیادہ زرمبادلہ بچھتے ہیں، وہاں ضرورت ہے کہ میگا پراجیکٹ کے نام پر کوئی پراجیکٹ بنایا جائے، وہاں بڑا وسیع علاقہ پڑا ہے تو وہاں فری انڈسٹریل سٹیٹ قائم کر دی جائے۔ وہاں نوجوانوں کو روزگار بھی ملے گا اور کلاشکوف کچر کا خاتمہ بھی ہوگا۔

جناب سیکرٹری تحصیل ہینڈ کو آرڈر ہسپتال کھاریں مریضوں کے لئے بہت تنگ دستی سے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ وہاں ضرورت ہے کہ اس ہسپتال کو اپ گریڈ کر دیا جائے۔ صحت کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہیپاٹائٹس کے خلاف پولیو کی طرح مہم چلائی جائے۔ ہر غریب کے لئے علاج اس کی دلہیز تک پہنچانے کا کام سرانجام دیا جائے۔ میں اپنی تقریر کو wind up کرتے ہوئے ایک اہم بات اس ایوان کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ہم نے بجٹ پر تقاریر کے حوالے سے جنوبی پنجاب کی باتیں سنیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، ایوان کا نام مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب حاصر عثمان عادل، ان کی محرومیوں کا تذکرہ سنا۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ ہمارے بھائیوں نے کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ہمارا ماضی ہماری تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حادثے یوں رونما نہیں

ہوتے وقت ان کی پرورش برسوں کیا کرتا ہے۔ مشرقی پنجاب میں بھی یہی ہوا تھا کہ تصب کا بیج بویا گیا تھا، اس کو زہر کے پانیوں سے سینچا گیا تھا اور وہ بڑھ کر ایسا نفرت کا تناور درخت بن گیا تھا جس نے ہمارا بھائی ہم سے جدا کر دیا تھا۔ آج ضرورت ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بخت میں ان کے لئے بہت کچھ کیا ہے تو وہ اپنی محرومیوں کا ردنا کیوں روتے ہیں؟ میری تجویز یہ ہے کہ تانموزرا، کرام ایک دورہ رکھیں، جنوبی پنجاب میں پلے جائیں، وہیں تمام مکاتب فکر کے لوگوں سے ملیں اور ان کو بتائیں کہ ہاں! ہماری حکومت تمہاری محرومیوں کے ازالے کے لئے یہ کام کر رہی ہے۔ جب میں یہ سبز ہلالی پرچم دیکھتا ہوں تو مجھے اس کے پس منظر میں اپنے ان لاکھوں کروڑوں آباء اجداد کی رومیں پکارتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، جنہوں نے تحریک تکمیل پاکستان کے لئے اپنے ابو کا نذرانہ دیا تھا۔ آج وہ پکار پکار کر مجھ سے سوال کہتے ہیں، میری وہ عزت مآب ہسٹیں، ہائیں جنہوں نے اپنی عصمتوں کی قربانیاں دی تھیں، جنہوں نے مقدس دھرتی میں دفن ہونے کے ثواب دیکھے تھے اور راستے ہی میں پیوند خاک ہو گئے تھے۔ آج وہ ہم سے سوال کرتی ہیں، ان کا ہم سے یہ سوال تھا کہ۔

ہمیں بھی یاد کر لینا ہمیں میں جب بہار آنے

ہو اپنا بھی شامل ہے تڑپیں گلستاں میں

آج میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 55 برس گزر جانے کے بعد کیا ہم نے اس ضمن کو گلستاں بنایا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اچھے سپیکر ملک نذر فرید کھوکھر صاحب ہیں۔ جی، کھوکھر صاحب!

ملک نذر فرید کھوکھر، شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بخت پر چوتھا روز ہے اور معزز اراکین اسمبلی اعداد خیال کر رہے ہیں۔ اکثریت نے یہاں پر 2004-05 کے بخت کو سراہا اور اس کی تعریف کی۔ ہمارے حزب اختلاف کے دوستوں نے اس پر تنقید بھی کی جو کہ ان کا فرض بنتا ہے۔ میں اکثریت کا ساتھ دیتے ہوئے، میں خود بھی یہ محسوس کرتا ہوں کہ یقیناً جو بخت اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے یہ قابل تعریف ہے۔ اسے کچھ لوگوں نے عوام دوست کہا، کچھ لوگوں نے کسان دوست کہا لیکن جو لفظ کسی اور نے استعمال نہیں کیا اگر میرے دوستوں کو اعتراض نہ ہو تو میں اسے عاتون دوست بھی کہوں گا۔ (نعرہ ہانے تمہیں)

جناب سیکرٹری ایہ پہلا بجٹ ہے جس میں اس ملک کی نصف آبادی کے متعلق سوچا گیا اور ان کے لئے ایک رقم مختص کی گئی۔ یہ رقم زیادہ یا کموزی ہے اس سے سروکار نہیں ہے۔ بہر حال یہ ضرور ہے کہ یہ ایک اچھا ٹکون ہے، ایک اچھی پیش رفت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب پرویز الہی صاحب اور ہمارے نوجوان وزیر خزانہ جناب حسین دریشک صاحب یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک اچھا متوازن اور بہترین بجٹ پیش کیا۔ ہمیشہ وہ بجٹ اچھا ہوتا ہے جس بجٹ میں ملک کی 'موام کی اکثریت کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی گئی ہو۔ اس بجٹ کے ذریعے غربت کے خاتمے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری گورنمنٹ کو اس مقصد میں کامیاب کرے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس بجٹ کے ذریعے یہ ایک جدوجہد عمل شروع کیا گیا ہے اور انشاء اللہ جیسا کہ جناب پرویز الہی صاحب نے فرمایا ہے کہ 2020 تک ہمارا growth rate بھی 2000 ڈالر تک پہنچ جانے کا اور ہمارا یہ پنجاب خوشحال بھی ہو جانے کا اور پڑھا لکھا بھی ہو جانے کا۔ اس بجٹ میں جیسا کہ سب دوستوں نے ذکر کیا ہے۔ ایسے لوگ جو معمولی مکانوں میں رہتے ہیں جن کی رہائش تین مرلے یا پانچ مرلے کے مکانوں میں ہے ان لوگوں کی اس معاشرہ میں اکثریت ہے۔ یہ تجویز اگرچہ اپوزیشن کی طرف سے آئی تھی لیکن یہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی بڑائی ہے کہ انہوں نے اچھی بات جہاں سے بھی آئی اس کو اختیار کیا۔ موامی مٹاد میں یہاں کی اکثریت کے مٹاد میں پانچ مرلے کے مکانوں تک ڈی اور جی گریڈ کے مکانوں پر فیکس مٹاد کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یقیناً عربوں کی متوسط طبقے کے لوگوں کو مٹاد پہنچا ہے اور ان کی مدد ہوتی ہے۔

جناب سیکرٹری اس کے علاوہ اس ملک میں ایک گریڈ سے 22 گریڈ تک بہت بڑی تعداد ملازمین کی ہے ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔ میں یہ نہیں کہتا یہ اضافہ کافی ہے۔ بہر حال یہ اچھی شروعات ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک اچھا کام کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے مزاد میں 'ہمارے دیہات میں رہنے والے لوگ جن کے پاس اپنے مکانات نہیں ہیں' اپنی زمینیں نہیں ہیں۔ جو زمینوں کو کاشت کرتے ہیں لیکن آج تک ان زمینوں کے مالک نہیں بن سکے ہیں ان کے لئے بھی اس گورنمنٹ نے وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ احسن اقدام کیا ہے اور ان کو زمینوں کا مالک بنایا ہے۔ ان کے لئے پانچ مرلے کے مکانات پہلے ہی دینے لگے ہیں لیکن اب مزید اس میں جو جتایا

لوگ تھے ان کو دینے گئے ہیں۔ اس کے لئے بھی میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! تعلیم ہمیشہ ہر ملک کی priority رہی ہے اور اس بات پر اہل ذہن کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا، ان کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہوگا کہ اس گورنمنٹ نے یقیناً اس میدان میں بہت زیادہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ لیکن اس میں ایک چیز جو میں سمجھتا ہوں کہ جس پر ہماری گورنمنٹ نے یا ہمارے وزیر تعلیم صاحب نے شاید توجہ دی ہو لیکن میرے خیال میں ایجوکیشن کے لئے سٹاف ہے، آپ کتابیں دے دیں، سکول بنا دیں، ان کو فیسیں مہیا کر دیں لیکن جب پڑھانے والے ناکافی ہوں گے اس وقت تک میاں تعلیم بہتر نہیں ہو سکے گا۔ میرے ضلع اوکاڑہ میں کم از کم 2800 اساتذہ کی ضرورت ہے جب کہ آئندہ سال میں صرف 300 اساتذہ بھرتی کئے جائیں گے جو بالکل ناکافی ہیں۔ ہر ایم۔ پی۔ اے کے حلقے میں یہی صورت حال ہے، ہر ضلع میں یہی صورت حال ہے۔ اگر ایجوکیشن سٹاف کو مکمل نہ کیا گیا، اسے بڑھایا نہ گیا تو ہمارے یہ تمام اخراجات اور ہماری یہ تمام کوششیں جو تعلیم کے سیکٹر میں کی جا رہی ہیں وہ ناکافی اور ناقص رہ جائیں گی۔

جناب والا! کہا جا رہا ہے کہ ان خواتین پر روشنی ڈالیں۔ یہاں پر اس خوبصورت اسمبلی میں بڑی خوبصورت باتیں خواتین کے حوالے سے، کسان کے حوالے سے اور عام آدمی کے حوالے سے کی گئی ہیں۔ میں اس اسمبلی کو اس بات پر فراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ چند روز میں ایسا اچھا بجٹ پاس کرنے والی ہے جس سے ہماری عوام کو ہمارے صوبہ پنجاب کو بہت فائدہ پہنچے گا اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میں اپنا اعلان خیال کر سکا اور اپنے ہر دلہیز وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو اور اپنے پنجاب کی ساری کابینہ کو ان کے اس نیک عمل پر اس اچھے کام پر مبارکباد پیش کر سکا۔ شکریہ۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب ذہنی سپیکر، اب میں جناب فضل حسین سرا کو دعوت دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ دیر بہت ہو چکی ہے اس لئے پہلے خواتین کو وقت دے دیا جائے۔

جناب ذہنی سپیکر، میں نے وقت بڑھا دیا ہے۔ سب کو وقت مل جائے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر، میری ایک گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے پوائنٹ آف آرڈر allow نہیں کیا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے یہ کچھ اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ)، جناب سپیکر، ملک نذر فرید کھوکھر صاحب نے اس بجٹ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ یہ صرف عوام دوست نہیں بلکہ یہ قانون دوست بھی ہے۔ میں ان سے وضاحت چاہوں گا کہ ان کا مقصد کیا تھا ذرا یہ اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا مقصد یہ تھا کہ خواتین کی بہبود کے لئے یہ بجٹ ہے اور ان کے احترام اور ان کی عزت کے لئے ہے۔ (نعرہ ہانے تمسین)

جی، سر صاحب!

پارلیمانی سپیکر ٹری برائے جیل خانہ جات، جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ بجٹ کے حاصل اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے اقدامات کی اگر میں تعریف نہ کروں تو یہ شوریٰ بددیانتی ہو گی لیکن میری مشکل کا اندازہ لگائیں کہ میں اس بڑے بجٹ کے موقع پر اپنے سرانگی و سبب کی محرومیوں کا رونا رونے پر مجبور ہوں۔ یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سرانگی و سبب کو فوکس کیا ہے اس کے لئے وسائل بھی میاں لگے ہیں لیکن ایک نصف صدی کی محرومیوں کا ازاد ایک، بجٹ سے نہیں ہو سکتا۔ یہ بات ہمارے لئے باعث اطمینان ہے کہ ہماری محرومیوں کا ازاد جناب وزیر اعلیٰ کی سوچ میں شامل ہے۔ ہر پور مشاوری نہ ہونے کی وجہ سے کافی علاقے disparity کا شدید شکار ہیں۔

اس بارے میں میری ایک تجویز ہے کہ سرانگی و سبب کے لئے حکومت پنجاب ایک ٹاسک فورس قائم کرے جو ہماری محرومیوں کو دیکھے اور ان کے لئے اقدامت تجویز کرے۔ جب میں روپی نقل کینال کا لفظ استعمال کرتا ہوں تو واقعہ مال لوگوں کے سامنے اس محلے کی تصویر آجاتی ہے جس محلے میں خطہ غربت سے بہت نیچے زندگی بسر کرنے والے لوگ رہتے ہیں اور جہاں ہزاروں لوگ بارش

جوہڑوں کا پانی پینے پر مجبور ہیں۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ کیسی زند گی بسر کرتے ہیں؟
 تلید انہی لوگوں کے لئے کسی شاعر نے کہا تھا۔

جو گزارا نہ جا سکی ہم سے ہم نے وہ زند گی گزارا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری عمر میں کی کہانی بڑی طویل ہے آپ نے وقت توڑا مقرر کیا ہے
 یہ کہانی پھر سی آج صرف میں قتل کے اضلاع کے ایک بڑے مسئلے کی طرف اس ایوان کی اور انہی
 حکومت کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ وہ مسئلہ ہمارے قتل اور گمشدگی سسٹم کا ہے۔ برصغیر میں علاقہ قتل
 واحد محال ہے جہاں حکومت پنجاب نے آب پاشی کا نظام دے کر ہم سے تین چوتھائی اراضی لے لی
 تھی اور ہم سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آپ کو دس ہزار ایکڑ پانی دیا جائے گا۔ مختلف سکیموں میں ہم
 سے لاکھوں ایکڑ اراضی حاصل کر کے پنجاب حکومت نے فروخت کی ہے اور ہمارے وعدے کا یہ حال
 ہے کہ آج ہم بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔

جناب والا! ہمارے وعدے کی تکمیل میں قتل کینال کی remodeling کا مسئلہ رکاوٹ بنا
 ہوا ہے اور ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہے کہ اس سے پہلے یعنی قتل کینال کی remodeling کے لئے
 آنے ہوئے وسائل کو لوزر پنجاب کی remodeling پر فریج کر دیا گیا اور ہمیں محروم کر دیا گیا۔
 آپ بجٹ کی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں کہ میرے قتل کے کسی ضلع کا نام نہ تو روڈ سیکٹر میں نظر
 آنے کا اور نہ اور گمشدگی کے کسی پروگرام میں نظر آنے کا، میں وزیر خزانہ صاحب اور وزیر آب پاشی کو یہ
 بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ہماری قتل کینال کی remodeling کا مسئلہ نکالا گیا تو ہم اعلان کر دیں گے کہ
 ہم جج دریانی یا بیج آبی نہیں ہیں۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، یگم کول چودھری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں سپیکر کے لئے وہی تو کمپیوٹر
 لگ گیا ہے اور وہی First come first serve کی بنیادوں پر بلایا جاتا ہے۔ لیکن جب سے ہماری

یہ اسمبلی آئی ہے اس میں 'میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں پر یہ جو آپ نے پت سٹم شروع کیا ہے اس میں ہوتا یہ ہے کہ کہیں آپ کسی کی priority لگا دیتے ہیں، کہیں کوئی اور لگا دیتا ہے، کہیں غلطی سے لگ جاتی ہے۔ جو لوگ صبح سے بیٹھے ہیں اور میں شوگر کا مریض ہوں میں کل بھی انتظار کرتا رہا اور آج صبح سے اس آس پر بیٹھا ہوں کہ ابھی میری باری آجانے کی لیکن میرے خیال میں آخری باری میری ہوگی۔ آپ روٹنگ دیں کہ ملک مقصود صاحب یا سید صاحب ایک لسٹ بنایا کریں اور ان کے پاس First come first serve کی بنیاد پر ہر آدمی صبح اپنا نام لکھوانے اور وہ جو لسٹ میں نام ہے اس حساب سے آپ بلائیں۔ یہ پت سٹم کا طریقہ جو ہے اس میں بالکل favouritism ہو رہا ہے اور یہ بہت زیادتی ہے اور ناانصافی اگر کسی بھی یول پر ہو تو اس کو پوائنٹ آؤٹ کرنا بہتر حق ہے۔ صبح سے ہم بیٹھے ہیں کہ ابھی ہماری باری آرہی ہے، ابھی ہماری باری آرہی ہے۔ اس اذیت سے ہم صبح سے گزر رہے ہیں اس کے لئے آپ ایسا کریں کہ آئندہ کے لئے روٹنگ دیں کہ یہاں پر لسٹ بنے گی اور جو آدمی نام لکھوانے کا اس کو بلایا جانے کا یعنی First come first serve کی بنیاد پر بلایا جانے کا۔ شکریہ

جناب ذہنی سپیکر، I think میرا جہاں تک خیال ہے تو کلو صاحب کی آبروریشن بالکل صحیح ہے کیونکہ چار دن سے speeches ہو رہی ہیں اب جب چار دن سے speeches ہو رہی ہیں تو جو ممبر صاحبان اگر موجود نہیں تھے اور کسی وجہ سے ان کا نام لسٹ میں نہیں آسکا تو اس میں میری مجبوری ہے کیونکہ میں نے تو وہ کرنا ہے جو میرے پاس اس وقت لسٹ موجود ہے اور چھٹیں بھی میں نے لینی ہیں کیونکہ آج آخری دن ہے اور سب کی خواہش ہے کہ وہ آج تقریر کرے۔ میں خود صبح سے لے کر اس وقت تک آخر میں بھی انسان ہوں، میں یہاں بیٹھا ہوں، اور میں اکیلا اس ایوان کو face کر رہا ہوں تو آپ بجانے appreciate کرنے کے الفاظ پر یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ میں نمبر بنا رہا ہوں۔ مجھے حیرانگی ہوتی ہے کہ آپ لوگ یہ تو ذہن میں رکھیں کہ کم از کم خواتین کا بھی حق ہے جو میں ان کو دے رہا ہوں تو کوئی غلطی نہیں کی۔ آپ نے لسٹ کی بات کی ہے تو لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ یہ لسٹیں روز بنتی ہیں۔

I will not give the floor like that. This is my prerogative I will call myself and I will not take dictation from anybody. This is not the way. Please sit down.

اس نے اب محترمہ قمر عامر چودھری بات کریں گی۔

محترمہ قمر عامر چودھری، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کو بتانا چاہتی ہوں کہ میں نے کل کا نام دیا ہوا ہے اور۔۔۔

جناب ذمہ سپیکر، کیونکہ انہوں نے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے اس لئے انہوں نے مجھ سے request کی ہے اس لئے میں نے انہیں نام دیا ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری، جناب سپیکر! میرے لئے یہ بات باعث مسرت ہے کہ مجھے اس معزز ایوان کے سامنے بجٹ 2004-05 پر۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان، پروانٹ آف آرڈر۔

جناب ذمہ سپیکر، جی رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان، شکریہ۔ جناب سپیکر! under the Rules and Precedents اور اس کی

traditions ہیں کہ کبھی بھی سپیکر کے conduct کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ this is your prerogative مگر آپ اپنے prerogative کو یہ دیکھیں کہ جس آدمی نے پانچ دن سے نام دیا ہوا ہے تو اس کی تھوڑی سی priorities کو رکھ لیں کہ یہ نہ ہو کہ صرف یہاں آئے اور ایک منٹ

میں چٹ بھیجے اور وہ تفریر کر کے چلا جانے۔ ہماری آپ سے یہ request ہے کہ kindly کو آپ نام دے رہے ہیں اور جیسے اعجاز سہاں بھی وہاں بیٹھا ہے تو ہم نے یہ نہیں کہا تو وارث کو

صاحب بھی بیٹھے ہیں انہیں موقع دیں اور میں انہیں صرف یہ کہوں گا کہ یہ never challenge the traditions یہ traditions کے خلاف ہے سپیکر کے conduct کو چیلنج نہیں کرنا چاہیے۔

جناب ذمہ سپیکر، جی محترمہ قمر چودھری صاحب!

محترمہ قمر عامر چودھری، جناب سپیکر میرے لئے یہ بات باعث مسرت ہے کہ مجھے اس ایوان کے سامنے بجٹ 2004-05 پر اظہار خیال کا موقع ملا۔ بجٹ کو اعداد و شمار کے حوالے سے دیکھنے سے پیشتر یہ دیکھنا چاہیے کہ موجودہ صورتحال میں میسر وسائل کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مستقبل کے لئے کیا پیش بندی کی گئی ہے اور پنجاب کی عوام کو زندگی کی بنیادی سولتوں کی فراہمی اور مختلف شعبوں میں ترقی کی رفتار کو تیز کرنے اور بے روزگاری کو ختم کرنے، صنعت اور زراعت کے فروغ کے لئے کیا نصوص اقدامات کئے گئے ہیں، اس سلسلے میں وزیر خزانہ حسنین بہادر درینک صاحب نے بہترین بجٹ پیش کیا ہے جس میں نجی شعبے کے تعاون سے سالانہ 10 لاکھ بے روزگار افراد کو روزگار کی فراہمی کے مواقع مہیا کئے جائیں گے۔ یقیناً یہ ایک ایسا اقدام ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کے کارناموں میں شمار ہو گا اور اس سے روزگار کی فراہمی کے ساتھ ساتھ صنعتی اور اقتصادی ترقی کے دروازے بھی کھلیں گے۔

جناب سپیکر ترقیاتی بجٹ 45-ارب 44 کروڑ روپے تجویز کیا گیا جو کہ واقعتاً پنجاب کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے اور سابقہ سال کے اعلان کردہ ترقیاتی بجٹ سے 21-ارب 25 کروڑ روپے زیادہ ہے۔ دو سال میں 100 فیصد اضافہ موجودہ صوبائی حکومت کے سربراہ کی انتظامی صلاحیتوں اور مدبرانہ قیادت کا نتیجہ ہے۔ بلکہ پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تصور کے تحت پنجاب انڈسٹریل اسٹریٹجی ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی اور پنجاب سوشل سکیورٹی ہیلتھ مینجمنٹ کمپنی کا قیام بھی دور رس نتائج کا حامل ہے۔ جس طرح صدر مشرف صاحب کی اقتصادی پالیسیوں کے تسلسل سے ملکی معیشت کو استحکام نصیب ہوا اور پاکستان جلد ہی I.M.F سے نجات حاصل کرے گا۔ اسی طرح حکومت پنجاب نے فیکس وصولیوں میں 24 فیصد اضافہ اور دیگر صوبائی محاصل میں 47 فیصد اضافے سے 9-ارب روپے کی زائد وصولی سے اپنے صوبے کی عوام کے لئے بہتر سولتوں کی فراہمی کے قابل بنایا۔ تعلیم کے شعبے میں انقلابی تبدیلیوں سے ہماری آنے والی نسل، صوبہ اور ملک کے روشن مستقبل کی ضامن ہو گی کیونکہ کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے اس ملک کے لٹریسی ریٹ کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ سینٹیل بچوں کی نگرانی و بہبود اور گداگری رجحان کے سدباب کے اقدامات بھی وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب کے انسان دوستی اور نئی نسل کے وقار اور اچھے مستقبل کی تڑپ رکھنے کی

آئینہ دار ہے۔

جناب سیکرٹری ای ایکٹس فری بٹ ہے جو کہ قابل تحسین ہے۔ پراپرٹی ٹیکس میں پھوٹ اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ بھی متوسط اور غریب طبقہ کو رعایت دینے کی عکاسی کرتا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سرکاری ملازمین کو گھروں کی فراہمی تیار سخی اقدام ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب نے پنجاب کا Vision پیش کرتے وقت پنجاب کے انسانی سرمائے کو اصل سرمایہ قرار دے کر اس سرمائے کو استعمال میں لانے کا جو آئیڈیا دیا ہے یہ ان کی حقیقت پسندانہ سوچ اور صوبے کے روشن مستقبل کی نوید ہے۔ (نعرہ ہانپتے تحسین)

جناب سیکرٹری مختصر وقت میں بٹ کے ہر پہلو پر تبصرہ کرنا ممکن نہیں ہے لیکن بٹ 2004-05 کا جائزہ لیتے جائیں تو پتا چلتا ہے کہ سرکاری ملازمین ہوں، کسان ہوں، تاجر، سینا مالکان ہوں ڈاکٹرز ہوں یا خواتین کسی بھی شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد ہوں ہر ایک کے لئے بٹ میں سوچا گیا ہے اور ان کے لئے مراعات کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔

جناب سیکرٹری ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ بیت المال زکوٰۃ فنڈ اور اس طرح کے دیگر فنڈز کی تقسیم پر انحصار کرنے کی بجائے ان فنڈز کو اس طریقہ سے utilize کیا جانے کہ یہ مستحق افراد کے فائدہ انوں کی بحالی کا باعث بنے تاکہ ان فنڈز سے مستحق افراد اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکیں اور موجودہ کمیٹیوں کی تشکیل نو کی جانے جن کی کارکردگی سے لوگ مطمئن نہیں ہیں۔ آج سے پہلے ہر دور میں خواتین کو پسا ہوا پیمانہ طبقہ تو کہا گیا لیکن کیا آج تک کسی نے اس کے بارے میں کوئی سوچا۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گی اور اچھا ہے کہ ایوزیشن کی کوئی کمی یہاں پر قانون موجود نہیں لیکن میں کہنا چاہوں گی کہ بے نظیر صاحبہ جو خود تو وزیر اعظم بن گئیں لیکن انہوں نے کبھی خواتین کے بارے میں نہیں سوچا۔ میں یہاں پر یہ فقرے کے ساتھ کہوں گی کہ یہ اعزاز ہماری حکومت کو اور ساتھ ہی سب سے زیادہ یہ کریڈیٹ پرویز مشرف صاحب کو جاتا ہے جن کی یہ دانشمندانه سوچ کا نتیجہ ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you, Bibi. Now next Speaker is Ijaz Summa. I would ask the honourable member of the opposition

کہ جہاں آپ کی speeches سارے ممبران نے سنی ہیں تو آپ کا یہ اعلیٰ فرض ہے کہ ان speeches کے بعد جب منسٹر صاحب کی تقریر wind up ہو تو he should be sitting there. this is what I want جی 'سماں صاحب!

چودھری اجاز احمد سماں، شکر یہ۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ دو لحاظ سے بڑا اہم ہے کہ ایک تو آبادی کے لحاظ سے پنجاب بڑا صوبہ ہونے کی وجہ سے اور دوسرے آج تک 30 بجٹ فوجی حکمرانوں نے اور 27 واں بجٹ سول حکومت میں کر رہی ہے۔ پاکستان کی کل آبادی خط غربت سے 40 فیصد نیچے گزارہ کر رہی ہے۔ اسی تناسب کے حساب سے خط غربت سے نیچے پنجاب کے 2 کروڑ لوگ ہیں۔ اسی طرح پنجاب کی کل آبادی سات کروڑ ہے جس میں سے اٹھارہ سال کی عمر تک 54 فیصد لوگ ہیں ان کی پڑھائی جیسا کہ وزیر تعلیم صاحب فرما رہے تھے کہ انہوں نے جو سلیبس دینا ہے وہ ایک طالب علم کے لئے پندرہ سو روپے کا ہے وہ بجٹ کے حساب سے کبھی بھی پنجاب میں نہیں دے سکتے۔ پنجاب میں بلوچستان اور صوبہ سرحد سے زیادہ غریب لوگ بستے ہیں۔ پورے بجٹ میں لوگوں کی تلاح و بہبود کے لئے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ نہ سکول نہ روزگار۔

جناب سپیکر! جس حساب سے سینٹ اور سر یا منگا ہوا ہے اس لحاظ سے مزدور کی تنخواہ نہیں بڑھی۔ کیونکہ بڑی بڑی فیکٹریوں کے مالکان جس طرح مافیا کے لوگ فیصد اپنی مرضی سے کروا لیتے ہیں اور اس بجٹ میں مزدور کا کوئی دھیان نہیں رکھا گیا۔ میں نے ایک مرتبہ وزیر تعلیم سے عرض بھی کیا تھا کہ میرے حلقے کا ایک گاؤں رام گڑھ وہاں پر ایک سکول ٹیچر بھینسوں کا کاروبار کرتے ہیں منگل کے روز گوجرانوالہ کے نزدیک کوٹ شاہاں کی منڈی ہے جہاں اس سکول کے طالب علم بھینسوں کے منگل پکڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کاروبار میں ساہتہ ای ڈی او ایجوکیشن بھی ملوث رہے ہیں۔ آج بھی منگل کے روز جا کر دیکھ لیں سکول میں بھینسی ہوگی اور تمام طالب علم اپنے ماسٹر صاحب کے ساتھ بھینسوں کے کاروبار میں ان کا ہاتھ بنا رہے ہوں گے۔ میرے حلقے میں پھلن والی ایک سکول ہے وہاں بلڈنگ تو موجود ہے لیکن طالب علم ہے نہ اسناد ہے۔ دوسرا سکول دوہنی امیر سنگھ اس میں ایک اسٹافی پہلی سے پانچویں تک کے بچوں کو پڑھاتی ہے اور وہ اسٹافی چھٹے پھر مہینوں سے بھینسی پر ہے اس سکول کی بڑی بچیاں سارے سکول کو کنٹرول کرتی ہیں۔ میں نے ای ڈی او ایجوکیشن کو

متعدد بار عرض کیا کہ آپ میرے حلقے کے سکولوں کے نظام کو چیک کریں۔

جناب سیکر! میرے حلقے میں ہر مہینے میں تقریباً دس کروڑ کے مویشی چوری ہو رہے ہیں۔ چھ ٹرک ابھی بھی تھانہ صدر وزیر آباد میں کھڑے ہیں۔ ان میں ایسے ٹرک جو for cattle lifting specially well-designed ہیں وہ چھ ٹرک کھڑے ہیں۔ آج تک کسی غریب آدمی کا مویشی واپس نہیں ملا ہے کہ وہاں چور بھی پکڑے گئے ہیں۔ پنجاب میں اس حکومت کے لئے سب سے بڑی ناکامی cattle lifting بھی ہوگی کیونکہ چور بھی سامنے ہے ٹرک بھی سامنے کھڑے ہیں لیکن کسی غریب آدمی کو اس کے مال کی واپسی نہیں ہو رہی۔ دوسرے بجٹ میں نجی سرمایہ کاری کا ذکر ہے کہ 9-ارب روپیہ نجی اور سرکاری شراکت کاری میں دیا جانے کا اور 27-ارب یا 3 فیصد اس ریشو سے زیادہ ہوگا۔ یہ اسی طرح بدعنوانی کو جنم دے گا جس طرح پی آئی اے ٹیکسٹائل کارپوریشن کے نام پر ایک کمپنی رجسٹرڈ ہوئی اس کمپنی کا 250 ڈالر حصہ ہے اس میں جو آدمی ایک ڈالر کا مالک ہے وہ پی۔ آئی۔ اے کو جہاز بیچ رہا ہے۔ اس طرح یہاں پر 9-ارب روپے میں سے 3-ارب روپے حکومت دے گی 9-ارب بنک اس کو دیں گے سارا سرکاری روپیہ ہوگا اور پرائیویٹ آدمی اس سے فائدہ لے گا۔ بجٹ میں جس طرح بی یو بی جانیں گے چلائیں گے اور بعد میں واپس کریں گے۔ یہ لاہور رنگ روڈ کیا feasible projects ہیں جو پیسے آپ حکومت کی طرف سے دئے رہے ہیں بلکوں کو تو پیسے دینے میں کوئی اعتراض نہیں مگر یہ کہیں نہیں کھلا کہ یہ پیسے کب واپس کریں گے یا عدالتیں ان کو stay جاری کرتی رہیں گی۔

جناب سیکر! مورخہ 7-جون کے اجلاس میں میرے سوال کے جواب میں محکمہ جنگلات نے بتایا تھا کہ پورے پنجاب میں 70 درخت لگانے گئے ہیں 61 درخت دوسری قسم کے اور ضلع گوجرانوادر میں پورے ایک سال میں صرف 2 درخت لگائے۔ حالانکہ دو درخت تو خود ہی اگ جاتے ہیں یہ کسی کو اگانے کی ضرورت نہیں ہے یہ بھی محکمہ بصوت بولتا ہے۔

جناب سیکر! ابھی جس طرح ملک میں گندم کا بحران ہے رفیع احمد جو پنجاب کے وزیر خوراک تھے جب پاکستان بنا تو وہاں پر ضلع کی سخت کمی تھی یہاں پر ایک روپے میں پانچ کوگیوں تھا وہاں پانچ روپے میں صرف ایک سیر تھا۔ یہ تمام باتیں رپورٹ ہیں انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں اپنی

غذائی اجناس کو پورا کرنے کے لئے پاکستان سے سمگلنگ کرانا پڑے گی جب تک ہم اس میں خود کفیل نہیں ہوں گے ہمیں ان چیزوں کو سہارا دینا پڑے گا انہوں نے انہی دس سالوں میں وہاں پر زمینداروں کے لئے بجلی مفت کی 'ٹریکٹروں میں سولتیں دیں اور تمام inputs رعایت کی۔ جو کبھی ہماری خوراک پر مرہون منت تھے آج ایک کروڑ نین ان کے پاس اضرائی گندم پڑی ہے۔ ہمارے زمیندار دن بدن مفروض ہو رہے ہیں اگر کوئی آدمی زرعی بنک کی مشابہہ جیب لے کر کسی دیہات میں کسی دوست کو سنے جانے تو وہاں کا زمیندار بھپ جانے کا وہ نہیں ملے گا۔ ہمیں inputs سستے کرنے پڑیں گے اور زمیندار کو رعایت دینا پڑے گی۔ لیکن نہ ہم وہ رعایت دے رہے ہیں نہ ہم fertilizer سستا کر رہے ہیں نہ سپرے ہے اور جس حساب سے آبادی بڑھ رہی ہے نہ فیکٹیل کراچ ہیں 'صرف ایک زرعی یونیورسٹی ہے۔ جس وقت بچے صاحب ایوب خان کے دور میں وزیر خوراک تھے انہوں نے میکسی پاک کا ایچ import کیا تھا اور صرف دو آدمی trained کئے تھے اس کے بعد ہم گندم میں خود کفیل ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر! میں آپاشی کی بت کروں گا۔ یو پی میں چودہ کروڑ آبادی ہے وہاں کوئی ٹیل ایسا نہیں جہاں پانی نہ پہنچتا ہو۔ یہ ہریانہ، پنجاب اور یو پی تینوں میں ریگھارمز کی تھیں۔ جس آدمی نے نیپال میں ڈیم بنایا اور اس کی پوری سپروائز کی آج وہ کرانے کے ممکن میں رہتا ہے۔ ایک بھائی ان کا پاکستان میں بھی ہے جس طرح رفیع احمد کامی نے ذکر کیا وہ وزیر خوراک تھے۔ ان کے بچا ہماری فوج کے جنرل ہیں اور کسی ایٹمی پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ آپ محکمہ آرگینیشن کے کسی بھی انجینئر کو چیک کر لیں لاہور میں 80 فیصد سے زیادہ گھر ان لوگوں کے ہیں۔ زمیندار یا سیاست دان کے وسائل اتنے نہیں ہو سکتے جتنے ان لوگوں کے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم پبلک کے نمائندے ہیں ہمارا یہ اختیار ہے کہ جو بھی پبلک کا فنڈ استعمال ہو ہم اس کو چیک کریں۔ ضلعی حکومتوں کو آپ نے آٹھ ہزار آٹھ سو کروڑ روپے مختلف بجٹ کی اقسام میں دینا ہیں لیکن یہ پنجاب اسمبلی اتنی بے بس ہے کہ ہم کسی ضلعی ناظم، کسی تحصیل ناظم کو چیک نہیں کر سکتے۔ اس پنجاب میں آج تک تین بڑے ڈاکے پڑے ہیں۔ پہلا ڈاکا محمود غزنوی کا ہے جس نے لاہور شہر سے چار بلین پاؤنڈز کا ڈاکا مارا، دوسرا نادر شاہ کا اور تیسرا تحصیل ناظم وزیر آباد

کا ہے۔ (قتضے)

اگر آپ اس کی کرپشن پر کوئی کہانی لکھنا چاہیں تو اس کے بارے میں میں نہیں کہہ سکتا لیکن اگر ناول لکھنا چاہیں تو میں کارٹی سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ناول کارڈ کلار کے محتاطیہ پر چلے گا۔ جناب ڈپٹی سیکرٹری، شکر یہ اب میں وارث کو صاحب کو کون کا کہ وہ بات شروع کریں۔ وزیر جنگلات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی فرمائیں!

وزیر جنگلات، جناب سیکرٹری! میں ان کی ایک correction کرنا چاہ رہا تھا کہ یہ جو انہوں نے figures دیئے ہیں وہ بول اور پٹیل کے درخت کے ہیں وہ سایہ دار درخت consider کئے جاتے ہیں اور اگر کوئی ذاتی طور پر اسے لگانا چاہے تو ایک دو پودے ہم دیتے ہیں اس لئے یہ جو تعداد انہوں نے بتائی ہے یہ ہمارے محکمے کے مطابق نہیں ہے۔ دوسرا شاہ صاحب نے جو feed back shisham die back کے بارے میں کہا تھا۔ اس بجٹ میں ہم نے چھ کروڑ روپیہ رکھا ہے جو اس کی ریسرچ کے لئے ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، چودھری صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سیکرٹری! ہم جو وسطی پنجاب کے لوگ ہیں باہمتی چاول پر ہماری دنیا میں ہمیشہ سے اجارہ داری رہی ہے۔ یہ کسی سے بی۔ بی۔ سی شخص کی نہیں بلکہ یہ ہماری زمین اور ہمارے ماحول کی ہے۔ یکم جنوری سے پاکستانی باہمتی چاول پر یورپی یونین نے 250 یورونی ٹن یا سات سو روپیہ فی ٹن ڈیوٹی لگا دی ہے۔ اس میں یہ چاہیے کہ ہماری حکومت اس کو ٹوڈ کرے۔۔۔

مخدوم سید محمد مختار حسین، جناب سیکرٹری! جو منسٹر صاحب نے کہا ہے میرا کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ حکومت کی زمینیں بہت بڑے ادارے میں تقسیم ہو رہی ہیں۔ اب پرائیویٹ سیکٹر میں بھی تقسیم ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، ٹھیک ہے۔ جی، وارث کو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سیکرٹری شکرہ کیجئے کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ آمدن اور خرچ کا سالانہ میزانیہ ہوتا ہے اور موجودہ بجٹ کو میں پنجاب میں موجود وسائل کے اندر رستے ہونے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب، وزیر خزانہ دریشک صاحب اور ان کی ٹیم کی بہترین استطاعت کار اور بہترین کاوش بہوں گا۔ جتنے بھی وسائل ہمارے پاس میسر ہیں۔

(اذانِ عشاء)

جناب سیکرٹری اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ پرانے وسائل کو exploit کر کے اور debt management کر کے اس طریقے سے اپنے پنجاب کے محدود وسائل کو بڑھایا گیا اور اس کے اندر رستے ہونے بہترین ترجیحات fix کر کے اس بجٹ کو بنایا گیا۔ وسائل کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو اس حوالے سے میں یہ بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے پنجاب کے وسائل کے علاوہ سب سے زیادہ رقم ہمیں وفاقی میسر کرتا ہے۔ وفاقی سے پچھلا ہمارا جو ایوارڈ آیا تھا اس میں آبادی کے لحاظ سے پنجاب کو ایوارڈ نہیں ملا تھا۔ ہماری آبادی ملک کی کل آبادی کا 57/58 فیصد بنتی ہے جبکہ ہمیں پچھلا وفاقی ایوارڈ 48 فیصد ملا تھا۔ اس قدر ایوارڈ میں کافی بحث و تھیس ہوتی رہی، میں چودھری پرویز الہی صاحب کو داد دینے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انھوں نے پورا stand لیا اور انھوں نے آبادی پر وفاقی ایوارڈ کو مقرر کرنے کے لئے استدعا کی جبکہ اس سے پہلے ایوارڈ میں بڑے بھائی ہونے کا نمبر لگا کر وفاقی ایوارڈ میں جو پنجاب کا حصہ تھا، اس کو کم کر دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں میں امید کرتا ہوں کہ چودھری پرویز الہی صاحب، جناب جمالی صاحب اور جناب صدر پرویز مشرف صاحب ہمیں آبادی کے لحاظ سے ہمارا پورا حصہ دلوائیں گے کیونکہ اس وقت جو صورت حال بڑے بھائی کی ہو چکی ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارا پنجاب 57 فیصد below poverty line چلا گیا ہے جبکہ سندھ 18 فیصد، سرحد 17 فیصد اور بلوچستان 30 فیصد ہے۔

جناب سیکرٹری! جب کوئی بھی family ہوتی ہے تو family میں بانٹ کر روٹی کھائی جاتی ہے۔ ایسے نہیں ہوتا کہ کوئی ایک بھائی سیر ہو کر کھانے اور بدھمنی کا شکار ہو جائے اور دوسرا

بھوک سے مر جانے تو میں امید کرتا ہوں اور demand کرتا ہوں کہ ہمارا وفاق سے حصہ آبادی کے مطابق ہونا چاہیے۔ (نعرہ ہانپنے تحسین)

جناب سپیکر! میں پنجاب کے بارے میں یہ کہوں گا کہ

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

پنجاب میں بہترین وسائل ہیں، بہترین زرعی زمین ہے، نہریں ہیں، پہاڑ ہیں، جنگلات ہیں، سب کچھ ہے لیکن اس وقت پنجاب میں بھی بہت زیادہ غود کشیاں ہو رہی ہیں، آخر کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری معیشت بہت کمزور ہو چکی ہے اور اس معیشت کی کمزوری کا ذمہ دار میں اپنے سابق سیاسی ادوار کو گردانوں گا لیکن اس سے پہلے میں یہاں یاد دلانا چاہوں گا کہ 1955 میں ایک منصوبہ بندی کر گئی تھی اور پانچ سالہ منصوبے شروع کئے گئے تھے۔ اس کے بعد 1960 کی دہائی میں یہاں پاکستان میں ایک سبز انقلاب آیا تھا اور اس سبز انقلاب کی وجہ سے نہروں کا جال بچھا تھا اور کھیت لہاتے تھے۔ کہیں گندم کا بیج تیار کیا گیا، کہیں پتے کا بیج تیار کیا گیا، اسی طرح صنعتیں لگانے لگیں اور ہمارا ملک پاکستان ترقی کی طرف گامزن ہوا لیکن "یادداشت بخیر" 1970 کے الیکشن کے بعد یہاں سُرخ انقلاب لانے کی کوشش کی گئی اور ہوا یہ کہ زراعت کو بھی تباہ کر دیا گیا، صنعت کو بھی تباہ کر دیا گیا اور اس کے ثمرات اور وہ کاٹے آج تک ہم سمیٹ رہے ہیں۔ اس کے بعد 1980 کی دہائی میں ایک status quo اور adhocism کا دور شروع ہوا۔ اس میں جتنی حکومتیں تھیں وہ ایک دوسرے کو گرانے میں لگی رہیں۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔ (قطع کلام میں) آوازیں، غوثاب کی بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنے حلقے کی بات کریں۔

پارلیمانی سپیکر ٹی برانے کالونیز، جناب سپیکر! اس وقت ہماری گورنمنٹ کی جو ترجیحات ہیں، اس میں ہماری موجودہ پنجاب حکومت نے بھی اور مرکزی حکومت نے بھی زراعت کے شعبے کو اول کے طور پر لیا ہے اور اس سلسلے میں زراعت میں جتنے اقدامات کئے گئے ہیں، وہ میرے سارے دوست پہلے بیان کر چکے ہیں۔ میں repetition میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں ایک بات یہاں ضرور

کوں کا مرکز سے جو 80- ارب روپے قرضہ جات کے لئے رکھے گئے ہیں۔ چونکہ اب بنکوں کو قرضہ جات کے mandatory targets دے دینے گئے ہیں۔ اس میں 37- ارب سے بڑھا کر 80- ارب روپے کر دینے گئے ہیں۔ بنک اس طرح کرتے ہیں کہ صنعتی اداروں کو قرضہ جات دے کر اپنے targets پورے کر لیتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ بات جانا چاہتا ہوں کہ یہ 80- ارب قرضہ جات بالواسطہ کسوں تک پہنچنے چاہئیں۔ یہ کسی صنعتی ادارے یا کسی شوگر مل کے ذریعے نہیں جانے چاہئیں۔ میں ایک ضروری بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے زرعی قرضوں پر ٹیکس 14 فیصد سے کم کر کے 9 فیصد کر دیا ہے۔ مارک آپ کافی کم کیا گیا ہے لیکن اس وقت جو K.I.B.R ہے، جو Karachi Inter Bank Rate ہے وہ 3 فیصد اور ساڑھے 3 فیصد چل رہا ہے۔ اس پر اگر اڑھائی فیصد بھی اضافہ کر دیا جائے تو زیادہ سے زیادہ چھ فیصد بنتا ہے تو میری یہ استدعا ہے کہ زرعی قرضوں پر مارک آپ کی شرح 9 فیصد سے کم کر کے 6 فیصد کر دی جائے۔ یہ money market کے عین مطابق ہوگا۔

جناب ذمہ سیکرٹری بہت شکریہ۔ Now I give the floor to Mr Pervaz Raftique

جناب پرویز رفیق: شکریہ جناب سیکرٹری۔

شیشے اُتے دُموڑاں بھیاں کندھاں جھاڑی جانے سے نیں
 جِداں ساہو رہ نے محلے ورتے پازی جانے سے نیں
 چنیاں دے گل پیراں بییاں اُونہاں وُل ایہہ تھکے سے نیں
 قبراں اُتے تیلے جڑیاں چادراں چاڑھی جانے سے نیں
 رتنی کتھوں بیک کریں گا ڈھلی اُونہاں لوکاں دی
 چیزے اک سوہیلی بڈے بھگیاں سازی جانے سے نیں
 (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سیکرٹری میں پودھری پرویز الہی صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کا نہایت ہی مشکور ہوں

کہ انھوں نے ایسا بجٹ پیش کیا جس کو قاف لیگ میں بیٹھے ہونے اقلیتی ارکان نے تار سخی بجٹ

قرار دیا ہے میں بھی اس کو تاریخی بحث قرار دیتا ہوں اس لئے کہ اس بحث میں اقلیتوں کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ ماہوانے اس کے کہ وزیر خزانہ کی تقریر کے صفحہ نمبر 9 کو ڈیکس تو جزی 25 پر لکھا ہے کہ "ہماری حکومت کو اقلیتوں کا ترقیاتی فنڈ بحال کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا ہے" یعنی یہ ایک جملہ ضرور رکھا گیا ہے۔ 2002 میں 'جب یہ ایوان معرض وجود میں آیا تھا اور چودھری پرویز الہی قائد ایوان بنے تھے تو اس وقت انہوں نے اس جھنڈے کی طرف جو کہ ہمارے ملک کا پرچم ہے' پاکستانی پرچم ہے اشارہ کر کے کہا تھا کہ یہ سفید رنگ اقلیتوں کی ترمیمی کرتا ہے اور ہم اقلیتوں کو ساتھ لے کر چلیں گے' یہاں پر 180۔ ارب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے لیکن نہایت ہی دکھ کی بات ہے کہ اقلیتوں کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا تو میں کہوں گا کہ اقلیتوں کے حوالے سے یہ تاریخ کا سیاہ ترین بحث ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کی سب سے بڑی اقلیتی مسیحی آبادی جو کہ ضلع لاہور میں واقع ہے۔ میں آپ کو ادھر لے چلتا ہوں۔ اگر آپ 10 کروڑ روپے میں اس کی ٹالیاں، سڑکیں، سیوریج سسٹم، سونی گیس کا سسٹم ٹھیک کروادیں تو میں سمجھوں گا کہ یہ بہت بڑا معرکہ ہے۔ میں مالی امور میں اتنا ماہر نہیں ہوں لیکن اگر آپ religious harmony کو فروغ دیں گے۔ یہاں پر بات ہونی کہ political stability ہونی چاہیے تو پھر economical stability آنے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ آپ یہاں پر religious harmony کو فروغ دیں اگر آپ مذہبوں میں انسانوں کو تقسیم کریں گے اگر آپ انصاف کرنے کے لئے مذہبوں کو تقسیم کریں گے تو پھر یہاں پر کبھی بھی ترقی نہیں ہو سکے گی۔ وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں آج میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے یہ حمد کیا تھا کہ پنجاب میں ہماری جس ماں: بن یا بیٹی سے زیادتی ہوگی تو وہ وہاں خود چل کر جائیں گے۔ میں نہایت دکھ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میں وزیر قانون کے پاس چہ تراشے لے کر گیا۔ تین تراشے وہ تھے کہ جس میں ہماری مسلمان بچیوں کے ساتھ زیادتی کی گئی تھی اور تین تراشے وہ تھے کہ جس میں ہماری مسیحی بچیوں کے ساتھ زیادتی کی گئی تھی۔ جن مسلمان بچیوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ان کی مدد کے لئے تو وزیر اعلیٰ صاحب خود گئے، وزیر قانون صاحب بھی گئے، ارشد لودھی صاحب بھی گئے اور انہوں نے ان کے مقدمات کو حکومتی سطح پر لڑنے کے لئے

کہا۔ انہوں نے ان کے لئے ملی امداد کا بھی اعلان کیا۔ جبکہ ہماری بیچوں کے لئے آج تک کچھ نہیں کیا گیا۔ یہاں پر ہماری اقلیتی وزیر صاحبہ بیٹھی ہیں میں ان کی بھی توجہ چاہوں گا۔

جناب والا! گورنر انوار میں ہماری ایک ازحالیٰ سلسلہ بیچ کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ ماں، بہن اور بیٹی سب کی سانھی ہوتی ہے عزتوں اور عزتوں کے تحفظ کے لئے مذہبی تفریق نہیں کی جا سکتی۔ ہم نے بارہا گزارشات کیں، اقلیتی ممبران اسمبلی نے وزیر اعلیٰ کے دفتر میں 'tax' بھیجی، وزیر قانون کو fax پر مطلع کیا، کیونکہ یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ جس سے انسانیت کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس ملک میں پہلی دفعہ اتنی کم عمر بیچ کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی۔ ایک طرف تو حکومت کہتی ہے کہ اقلیتوں کو تحفظ دیا جائے گا اور دوسری طرف ہماری کوئی شنوائی نہیں ہے۔ ہم تحفظ نہیں مانگتے ہم اپنا حق مانگتے ہیں کیونکہ ہم اپنا تحفظ کرنا خود جانتے ہیں۔ پاکستان کو بنانے اور خصوصاً partition of Punjab میں ہمارا ایک کردار ہے۔ ہم نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تھا اور فیصد کن ووٹ اقلیتوں کا ووٹ تھا اس لئے یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اس ملک اور اس صوبے میں اپنے حکمرانوں سے آئین پاکستان کے مطابق اپنا حق مانگیں۔ جب کسی اقلیتی بیچ کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں ریگلتی۔

جناب سپیکر! زیر دفعہ C-295 کے ایک کیس میں سمونیل مسیح کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج ہوئی اور وہ سنٹرل جیل میں قید رکھا تھا۔ وہاں پر وہ بیمار ہو گیا اور اسے لی بی ہسپتال لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔ جناب! وہ لوگ جو اس کے تحفظ کی خاطر تعینات تھے اسی نے ہی جوش و جذبہ میں آکر کہ وہ جنت میں جانے کا اس پر وار کر دیا۔ وہ زخموں کی تاب نہ لاسکا اور ہلاک ہو گیا۔ وزیر اعلیٰ، وزیر قانون یا حکومت کے کسی بھی فرد نے کوئی ذمہ داری بیان دینا تک گوارا نہیں کیا۔

جناب سپیکر! اگر آپ پڑھے ہوئے طبقات کو اگر آپ محروم طبقات کو اسی طرح پیچھے چھوڑتے جائیں گے تو پھر نفرتیں پیدا ہوں گی۔ امی ہمارے جنوبی پنجاب والے بات کر رہے تھے کہ اگر انہیں اسی طرح نظر انداز کیا جاتا رہا تو وہ نیا صوبہ بنا سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ Vision ہے تو ہماری apprehensions ہیں اگر آپ معلوم قوموں کے ساتھ، معلوم طبقوں کے ساتھ یہی علم روار کہیں گے، یہی سلوک روار کہیں گے تو پھر اظہاب آنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

This is more on the law and order speech than the Budget speech.

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ میری گزارش ہے کہ اگر حکومت واقعی اقلیتوں کے مسائل حل کرنا چاہتی ہے تو صوبے میں کل بجٹ کا کم از کم 5 فیصد اقلیتوں کے ترقیاتی کاموں کے لئے دے۔ اس کے علاوہ سرکاری ملازمتوں میں جو 10 لاکھ کا دعویٰ کیا گیا ہے اس میں 5 فیصد کو نا اقلیتی لوگوں کو دے۔ اب میں ایجوکیشن کے حوالے سے عرض کروں گا کہ نصاب میں ایسی چیزیں رکھ دی گئی ہیں جن سے دوسرے مذاہب کی توہین ہوتی ہے۔ ہمارے ادارے واپس لگے جائیں اور نصاب میں دوسرے لوگوں کے لئے بھی گنجائش رکھی جائے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور آج بھی کہتا ہوں کہ اگر ہمارے مسلمان بچائیوں کا بچہ اسلامیات پڑھ سکتا ہے تو مسیحوں کا بچہ مسیحی تعلیم کیوں نہیں پڑھ سکتا؟ ہمارے لئے اخلاقیات رکھ دی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اخلاقیات کی جتنی ضرورت مسیح کو ہے اتنی ہی غیر مسیح کو ہے۔ اتنی ہی ضرورت مسلمان کو بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended for further one hour

جناب پرویز رفیق، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اگر شعر کہنا ہے تو جلدی سے کہہ دیں۔

جناب پرویز رفیق، پنجابی کا شعر ہے ملک محمد احمد خان نے وزیر اعلیٰ کے Vision کی بات کی تھی تو میں اس کی ٹیم کے حوالے سے کہہ رہا ہوں،

انے نہ ہوں کئے سجاکے بدل کے دیکھ

کچھ نور توں اج میرے آکے بدل کے دیکھ

کمانڈی نہ ہونے تیری فضل نون واڑ ای ضیا

کچھ دن توں اپنی فضل دے راکے بدل کے ویکھ

نہیں تو ایسا ہو گا کہ آپ 2020 سے 1600 تفریق کر کے دکھیں تو 420 ہو گا تو یہ بخت

اور یہ Vision 420 ہے۔۔۔ بست شکر یہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب لطیف ہنوار صاحب!

جناب عامر جو نیل سوترا، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسی طرح controversy شروع ہو جانے گی۔ I am not allowing point

of order.

جناب عامر جو نیل سوترا، جناب سپیکر! پرویز رفیق صاحب نے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is not way I am not allowing it Please sit down. This is no way. You cannot address me like that

آپ اخلاق سے بات کریں۔

You are addressing the Chair. You cannot shout at me. Please sit down. I will not allow like that. Please sit down

لطیف ہنوار صاحب!

میاں محمد لطیف ہنوار راجپوت، بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو

میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور وزیر خزانہ جسین بہادر درینک کو 180- ارب کا surplus

بخت پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بخت کو اس لحاظ سے بھی کامیاب بخت سما جا

سکتا ہے کیونکہ اس بخت میں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے ہر امیر و غریب کو cercle

کیا گیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے اندر وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو ہمیشہ اپنی افرادی قوت

پر ریسرچ پر اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے پر انحصار کرتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا Vision 2020 اسی سوچ

کی عکاسی کرتا ہے۔ حکومت پنجاب نے جس طریقے سے تعلیم کے لئے ایجوکیشن reforms کے

لئے اتنے ہماری فنڈز رکھے ہیں اس سے نہ صرف ہماری پاکستانی قوم کا پوری دنیا کے اندر ایک نام ہو گا بلکہ دنیا کی ترقی یافتہ قوموں میں بھی ہمارا شمار ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

میں محمد لطیف پنوار راجپوت، جناب والا! حکومت نے معذور بچوں کے لئے 40 کروڑ روپے کے فنڈز رکھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معذور بچے ہماری بہت زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔ اس کیٹیگری سے تعلق رکھنے والے زیادہ بچوں کا تعلق غریب طبقے سے ہوتا ہے اور ان کے والدین کو حکومت کی ان facilities کا پتا نہیں ہوتا۔ میری ایک تجویز ہے کہ حکومت کو چاہیے کہ یونین کونسل کی سطح پر کیڈیاں بنائی جائیں اور ان بچوں کا data collect کر کے وہ کیڈیاں ان تمام بچوں کو لازمی تعلیم دیں اور ان کے تمام اخراجات حکومت خود afford کرے۔

جناب والا! زراعت ہماری معیشت کے اندر ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن زراعت کا سب سے زیادہ انحصار بہترین ارمیشن سسٹم پر ہے لیکن قسمتی سے اس شعبے کو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا ہے۔ موجود حکومت نے اس کے لئے کافی بجٹ رکھا ہے جس میں ان کی re-modelling, lining and rehabilitations of the canals شامل ہیں لیکن اس سے کام نہیں چلے گا کیونکہ اس وقت ہماری زراعت جس خطرناک موڑ پر کھڑی ہے اس کے لئے جب تک ہم ڈیمز نہیں بنائیں گے اس وقت تک زراعت کو سنبھالا نہیں دے سکیں گے۔ کالا باغ ڈیم اور بھٹا ڈیم ہماری معیشت کے لئے بہت ہی ضروری ہو گئے ہیں۔ اس کے لئے کل ہمارے ایوزیشن کے ممبران تجاویز دے رہے تھے۔ ایم۔ ایم۔ اے والے کہہ رہے تھے کہ حکومت پنجاب اس کے لئے قرارداد لائے۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمیشہ پنجاب کی عوام نے ان پراجیکٹس کی حمایت کی ہے۔ حکومت پنجاب نے کبھی بھی بھٹا ڈیم یا کالا باغ ڈیم کی مخالفت نہیں کی لہذا سندھ یا سرحد کے اندر جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ذیوائی بنی ہے کہ سب سے پہلے وہ اس کے لئے قرارداد لے کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز۔

میں محمد لطیف بنوار راجپوت، جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں تو یہ انہی کا فرض بنتا ہے کہ یہ اس کے لئے قرار داد لے کر آئیں۔ پھر ان ڈیمز کو ہر حال اور ہر صورت میں بننا چاہیے۔ یہ لوگ consensus کی بات کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طریقے سے consensus کرانے جائیں تو یہ ڈیم کبھی بھی نہیں بن سکتے۔ اگر آج بجلی اور سونے گیس کی رائٹھی پر consensus ہوتا شرع ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی عوام کو بجلی اور سونے گیس سے بھی محروم کر دیا جائے گا اس لئے حکومت کو ایک bold step لے کر ہر حال میں ان ڈیمز کو بنانا ہو گا۔ اگر اس ملک میں اس کے مخالفین موجود ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی پاکستان کے اندر کروڑوں کی تعداد میں اس کے حمایتی بھی موجود ہیں۔ جس طریقے سے حکومت دوسرے bold steps اٹھا رہی ہے اسی طریقے سے اس میں بھی bold step اٹھانا چاہیے۔ میں پنجاب اسمبلی کے اس معزز ایوان کے floor پر کھڑا ہو کر وفاقی حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ ہر پندرہ دن بعد ڈیزل کی قیمتیں بڑھا کر جو کسانوں کے زندہ جسموں سے کھالیں ادھیرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ چونکہ اس وقت یوب ویل ڈیزل پر چل رہے ہیں لیکن ہر پندرہ دن بعد ڈیزل کی قیمت ڈیزل دو روپے فی لیٹر بڑھا دیتے ہیں اور پھر پانچ چھ ماہ بعد دو پیسے کم کر دینے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ کسانوں کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ حکومت کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور وفاقی حکومت کو اس کے لئے steps اٹھانے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جی۔ اب میں مہر اعجاز احمد صاحب کو دعوت خطاب دوں گا۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم، شروع اس پاک نام سے جس کے قبضہ قدرت میں میری اور تمہاری جان ہے۔ شکریہ جیسا کہ پورے ایوان کو معلوم ہے کہ بجٹ 2004-05 میں غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے 141 ارب 88 کروڑ اور ترقیاتی کاموں کے لئے صرف 43 ارب 44 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترقیاتی کاموں کے لئے رقم بہت کم رکھی گئی ہے اور غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کرنے میں کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ اسی طرح مختلف شعبوں کے لئے رقم تو زیادہ مختص کی گئی ہے لیکن ہر شعبہ میں scheme-wise رقم مختص کرنے

کی بجائے block allocation یا وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز کے لئے block allocation کی گئی ہے۔ اس سے ظہر ہوتا ہے کہ یہ حکومت صحیح منصوبہ کرنے میں ناکام رہی ہے۔ بجٹ پر بحث کرنے کے ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں حکومت کی سابقہ کارکردگی کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ یہ حکومت جہات میں اضافہ کرنے، غربت میں اضافہ کرنے اور بے روزگاری میں اضافہ کرنے کے علاوہ کوئی کام نہیں کر سکی۔ امن و امان کی صورتحال کو دیکھیں جس میں یہ حکومت بری طرح سے ناکام رہی ہے۔ اس حکومت میں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے پیسے تو بڑھا دینے ہیں لیکن کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی اس لئے میں کہوں گا کہ

جن کی ہتھیلی میں ہوں سوراخ ہزار

وہ دینا بھی چاہیں گے تو کیا دیں گے

جناب سپیکر! تعلیم کو ہی لیں، تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ پنجاب حکومت نے تعلیم سب کے لئے کانفرہ تو بند کیا ہے۔ یہ اچھا نمبر ہے۔ میں اسے welcome کہتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر تعلیم سب کے لئے کانفرہ بند کرنا ہے تو اس میں سب کو ساتھ لے کر چلنا بھی ہوگا۔ خواہ وہ اپوزیشن کی طرف سے ممبران اسمبلی ہوں خواہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے ممبران اسمبلی ہوں۔ ان کی مثبت تجاویز ان کی مثبت آراء کو welcome کرنا ہوگا۔ یہ نہیں دیکھنا ہوگا کہ کون کہہ رہا ہے یہ دیکھنا ہوگا کہ کون کیا کہہ رہا ہے؟ پچھلے سال education reforms کے تحت 17۔ ارب 20 کروڑ روپے سے زائد رقم رکھی گئی تھی۔ جس سے ہر ضلع میں 15 کروڑ روپے دینے گئے۔ اس خطیر رقم کا استعمال میں کہوں گا کہ صحیح نہیں ہوا۔ جس کی مثال میں اس طرح سے دینا چاہوں گا کہ اگر 15 کروڑ روپے کا استعمال سب کے مشورے سے خواہ وہ اپوزیشن والے ہوں خواہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے ارکان اسمبلی ہوں۔

جناب ذہنی سپیکر، شکریہ۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ، جناب سپیکر! میں نے ایک اہم بات کہنی ہے۔ اس کے بعد میں wind up کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، جی، کر لیں۔ مگر جلدی کر لیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ، جناب سیکرٹری، جس طرح سرانٹیکس بینک سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اپنی محرومیوں کا اظہار کیا ہے اور خصوصاً قتل کے لوگوں کا میں ذکر کرنا چاہوں گا جنہوں نے پہلے بھی اس floor پر مختلف اوقات میں یہ بتایا ہے کہ قتل کینال ایک ایسے معاہدے کے تحت بنائی گئی تھی جس میں حکومت کو لوگوں نے رقبہ دینے سے لاکھوں کروڑوں اور اربوں روپے کی اپنی اراضیاں دی گئی تھیں لیکن ان کے ساتھ انصاف نہ ہوا ہے۔ قتل کینال کے سلسلے میں، میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، شکریہ۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ، جناب والا! یہ میرا آخری پوائنٹ ہے اس کے بعد میں wind up کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، اب آپ مہربانی فرمائیں۔ اگلے سیکرٹری جناب تنویر اشرف کا رہا!

مہر اعجاز احمد اچلانہ، جناب والا! یہ بہت ضروری بات ہے۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، بس پھر آپ آدھے منٹ میں بات ختم کریں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ، بس ایک منٹ میں مکمل کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سیکرٹری، آدھے منٹ میں مکمل کر لیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ، جناب والا! میں گزارش کرنا چاہوں گا re-modelling of Thal

canal project کے لئے۔ پچھلے بجٹ میں جو figures دینے گئے تھے جو estimate cost میں جٹائی گئی تھی وہ 2420 ملین تھی لیکن اس دفعہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں یہ estimate cost 1390.870 ملین رکھی گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو پہلے انہوں نے figures دینے تھے وہ صحیح تھے یا یہ صحیح ہیں۔ میں آخر میں اس ضمن میں یہ شعر کہوں گا کہ۔

وہ جموں بول رہا تھا بڑے سلیقے سے
میں اعتبار نہ کرتا تو اور کیا کرتا
ان سے ضرور ملنے سلیقے کے لوگ ہیں
سر بھی قلم کریں گے بڑی احتیاط کے ساتھ

شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ تنویر اشرف کاڑھ صاحب!

جناب تنویر اشرف کاڑھ، شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے آج بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ضرور دینا تھا۔

جناب تنویر اشرف کاڑھ، ایک دفعہ دوبارہ شکریہ جناب سپیکر! یہ جو عوام دوست بھٹ جسے کہا گیا یہ represent کرتا ہے ایک فیصد عوام کو۔ 99 فیصد لوگ اس بھٹ میں نہیں آتے۔ میں پچھلے سات آٹھ دن سے کوشش کر رہا ہوں ایک بھٹ بنانے کی یہ بھٹ کسی صوبے کا تو نہیں لیکن ایک ورکر کے گھر کا ہے۔ یہ minimum wages جو پنجاب گورنمنٹ نے مقرر کی ہیں اس کے مطابق ایک ورکر unskilled worker جو 2850/- روپے گھر لے کر جاتا ہے اور اس کے گھر کے سات افراد ہیں ایک وہ خود ایک اس کی بیوی، تین بچے اور اس کے ماں باپ۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ میں جس بھٹ کو بنانے میں ناکام رہا اس کو متوازن کرنے میں اس کو balance کرنے میں وہ اس میں سیری مدد کریں۔ ایک شخص صرف 2850/- روپے میں کیسے گزارہ کر سکتا ہے۔ وہ اس رقم میں اپنے بچوں کی تعلیم، کھانے پینے کی اشیاء اور ادویات کیسے پوری کر سکتا ہے؟ اس گورنمنٹ نے مہنگائی کا خود اعتراف کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مہنگائی الاؤنس کی شکل میں حکومت کے ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا ہے۔ یہ 15 فیصد اضافہ بھی بہت کم ہے۔ اگر ہم اس کو grade wise دیکھیں تو کچھ اس طرح سے ہے۔ گریڈ ون میں ایک شخص کی تنخواہ میں اضافہ صرف 2871/- روپے میں ہوتا ہے۔ گریڈ 10 میں 374/- روپے، گریڈ 15 میں 493/- روپے اور گریڈ 22 میں 2616/- روپے۔ یہ تو آنے میں تنگ کے برابر ہے۔ خاص طور پر وہ ملازمین جو گریڈ 15 سے نیچے ہیں۔

میری حکومت سے گزارش ہے کہ اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے گریڈ 15 تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں مزید اضافہ کیا جائے۔

اس کے علاوہ اس میں مزدور کے لئے کسی قسم کا کوئی اضافہ نہیں ہے۔ وہ مزدور جو ہمارے کھیتوں کو لہلاتے ہیں ہماری فیکٹریوں اور ہمارے کارخانوں کو چلاتے ہیں اور انہی کے دم سے فیکٹریاں چلتی ہیں اور ان کا دھواں نکلتا ہے۔ ان کے لئے قفسی کوئی relief نہیں دیا گیا۔ یہ ورکر آج بالکل اس طرح سے ہے جیسے ایک مریض ہسپتال کے بیڈ پر ہے اور اس کا سانس اکھڑ رہا ہے اور جب اسے آکسیجن ملتی ہے تو اسے نئی زندگی مل جاتی ہے۔ اسی طریقے سے اگر ورکر کو کسی قسم کا relief دیا گیا تو وہ اس کے لئے آکسیجن کی مانند ہوگا۔ کچھ دن پہلے سوشل سکیورٹی اور ویلفیئر کے منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ویلفیئر منسٹرز میں فری ایجوکیشن دی جاتی ہے۔ جو گجرات میں سنٹر ہے وہاں پر چار سو روپیہ ایک ورکر کے بچے سے ایجوکیشن کی فیس لی جاتی ہے۔ پنجاب وہ صوبہ ہے جسے بشمول میرے اور میرے ساتھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک بڑے بھلے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ واقعی باقی صوبوں سے ہمارے بہتر حالات ہیں۔ لیکن ہمارا پنجاب کا per capita resource باقی تینوں صوبوں سے کم ہے۔ پنجاب کا per capita resource 335 روپے ہے، این ڈیو ایف پی کا 544، سندھ کا 935 اور بلوچستان کا 1699 ہے۔ اس کے متعلق پنجاب گورنمنٹ کو سوچنا چاہیے اور اپنا resource بڑھانا چاہیے۔ ان resources کے ساتھ ہماری ایجوکیشنل facilities باقی تمام صوبوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ اگر ہم پیجز کو دیکھیں تو ہمارے سکولوں میں طلباء کے مقابلے میں پیجز بہت کم ہیں۔ اگر ہم ہیلتھ کو لے لیں تو ہیلتھ میں infant mortality rate باقی صوبوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر † Vision 2020 کے صفحہ نمبر 3 پر وزیر اعلیٰ صاحب نے لکھا ہے کہ Punjab would be fully literate and fully employed. آج تک کوئی ایسا ملک نہیں ہے کہ جو fully literate and fully employed ہو سکے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس اگر کوئی ایسا ملک fully literate and fully employed ہے تو وہ ایسی نکال لیں، اس کو رگڑیں اور ہمیں fully literate and fully employed کر دیں۔ ساتھ ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے لکھا ہے کہ He will make this province a

small and efficient government ایک طرف تو ڈاؤن سائزنگ، رائٹ سائزنگ اور گولڈن میڈیکس ہو رہے ہیں اور دوسری طرف یہی گورنمنٹ اس صوبے سے promise کرتی ہے کہ وہ ڈیڑھ لاکھ ملازمتوں کے مواقع دیں گے۔ ان کی اپنی ہی پالیسیز میں اتنا تضاد ہے کہ یہ ایک طرف ملازمت دے رہے ہیں اور دوسری طرف ڈاؤن سائزنگ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی۔ اب میں نوید عامر صاحب کو Floor دوں گا۔

جناب نوید عامر، جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے موقع دیا کہ آج ہم بجٹ 2004-05 کے اوپر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ بجٹ غریب اور مظلوم عوام کا نائدہ بجٹ ہو گا لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ بجٹ میں پنجاب میں بسنے والی لاکھوں کروڑوں اقلیتوں کو بالکل ignore کر دیا گیا ہے۔ سوانے ایک لائن میں کہ ہم نے میٹھلا دس کروڑ کا بجٹ بحال کر دیا ہے۔ پچھلے بجٹ کو بحال کرنے کے علاوہ موجودہ حکومت کے پاس اقلیتوں کے جان و مال اور ان کی عبادت گاہوں کے تحفظ کے لئے اور ان کی خوشحالی اور ترقی کے لئے کوئی نیا منصوبہ موجود نہیں ہے۔ میں اس بجٹ کو minority neglected budget 'کوں' minorities ignored budget کوں تو یہ بے جا نہ ہو گا۔ آج اس موقع پر ہم کسی سیاسی ایجنڈے کو promote کرنے کے لئے یہ اظہار خیال نہیں کر رہے ہیں۔ آج ہم اس موقع پر انتہائی افسوس اور انتہائی سنجیدگی کے ساتھ ان تمام باتوں پر concern ہیں۔ آج اس پنجاب کی دھرتی پر پچھلے 11-9 کے بعد یہاں پر ہمارے گرجا گھروں پر جس طریقے سے دہشت گردی کے واقعات ہونے ہیں، جس طریقے سے ہماری بیٹیوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔ جیسے میرے پہلے کا ضل ممبر اسمبلی نے یہاں پر بتایا میں اس پر بہت زیادہ بحث نہیں کرنا چاہوں گا۔ ان واقعات میں حکومت کا رویہ انتہائی غیر ذمہ دارانہ رہا ہے۔

جناب سپیکر! آپ میری طرف دیکھ رہے ہیں کہ میں اپنی speech کو wind up کروں تو میں اپنی چند تجاویز ضرور پیش کرنا چاہوں گا۔ میں خاص طور پر ایجوکیشن منسٹر کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت نے فیصد کیا ہے کہ جو مشنری ادارے نیشنلائز کر لئے گئے تھے انہیں دوبارہ ڈی نیشنلائز کر دیا جائے گا۔ اس کا اعلان کر چکے ہیں لیکن ابھی تک بہت

سے ایسے مشنری سکولز اور کالجز ہیں کہ جنہیں واپس نہیں کیا گیا۔ ہم نے مختلف مشنری اداروں سے رابطہ کیا ہے۔ ہم نے اپنے مذہبی رہنماؤں سے رابطہ کیا ہے اور ان سے پوچھا ہے کہ موجودہ حکومت نے جو فیصد کیا ہے تو آپ نے ابھی تک اپنے سکول اور کالج واپس نہیں لئے تو ان کا یہ جواب ہوتا ہے کہ حکومت نے ہم سے اتنے اخراجات ڈیمانڈ کئے ہیں جو ہم pay نہیں کر سکتے تو میں موجودہ حکومت سے آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ پیش کروں گا کہ ان تمام مشنری اداروں کی غیر مشروط اور فوری واپسی کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام تعلیمی اداروں، کالجز، یونیورسٹیوں اور پروفیشنل انسٹی ٹیوٹس میں دس فیصد کونڈیشنل طلباء کے لئے مخفص کیا جائے۔ شکر ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now, I will invite Honourable Finance Minister to take the floor.

وزیر خزانہ، شکر ہے، جناب سپیکر! مجھے آج 2004-05 کے بجٹ کی winding up speech کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ میں اس ایوان کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے budget speech کو انتہائی تحمل سے سنا، budget debate میں انتہائی گرمجوشی سے حصہ لیا، budget debate میں بے پناہ مفید تجاویز دیں اور بہت تعمیری آراء کا اظہار فرمایا۔ خاص طور پر ایجوکیشن کے اراکین کا دل کی اتھاہ کمرائیوں سے شکر ہے ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سال بجٹ تقریر میں اور بجٹ کی تمام بحث میں بھرپور شرکت کی۔ میں اپنی تقریر کو انتہائی مختصر اور to the point رکھوں گا۔ مختلف ممبرز نے مختلف اوقات میں بحث میں کچھ issues raise کئے، ان کا میں point by point دوں گا لیکن اس سے پہلے کچھ figures جو ابھی کاٹرہ صاحب نے quote کئے ہیں۔ وہ بہت مختصر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ ہم لوگ ہمیشہ اپنا موازنہ انڈیا کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں صرف پنجاب کی بات کر رہا ہوں کسی اور صوبے کی بات نہیں کر رہا۔

ہماری آبادی 57.36 فیصد ہے، ہمارے سکولوں کی تعداد 4.3 فیصد، ہسپتال کے بستروں کی تعداد 53 فیصد، infant mortality rate پورے ملک میں سب سے زیادہ ہے اور ہمیں جو وسائل دستیاب ہوتے ہیں وہ انڈیا کے غریب ترین صوبہ ہمارے بھی کم دینے جاتے ہیں۔ ہمیں جو وسائل

اپنے ایک شہری پر خرچ کرنے کے لئے مہیا ہوتے ہیں۔ میں 2003-04 کے figures پیش کر رہا ہوں کہ 1251 روپے فی کس حکومت ایک شہری پر خرچ کرتی ہے جو قبضتی سے انڈیا کے غریب ترین صوبہ بہار سے بھی کم ہے۔ ان وسائل کی موجودگی میں ہم لوگ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی کی dynamic leadership میں اپنے غیر ترقیاتی اخراجات کو کم سے کم کر کے ان کو ترقیاتی اخراجات کی طرف موڑ رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے عام آدمی کو زیادہ سے زیادہ سہولیات کم سے کم resources میں دے سکیں۔

جناب سپیکر! ایک issue جو تمام لوگوں نے اٹھایا کہ اپنی بجٹ تقریر میں ہم نے سرکاری ملازمین کے لئے صرف 15 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کیا۔ حکومتی اراکین نے اور ایوزیشن کے اراکین نے بجا طور پر فرمایا 'کابینہ کے ساتھی اور وزیر اعلیٰ صاحب اس بات سے سو فیصد اتفاق کرتے ہیں کہ 15 فیصد اضافہ اس بڑھتی ہوئی سہولتوں میں ناکافی ہے۔ اس میں قطعاً دو آرا نہیں ہیں لیکن ہمیں اپنے وسائل میں ہی گزارا کرنا ہے۔ پنشن سے متعلق تقریر میں ذکر نہیں تھا۔ یکم جولائی 2004 سے وہ ملازمین جو 1994 سے پہلے ریٹائر ہوئے ہیں ان کی پنشن میں 16 فیصد اضافہ اور وہ ملازمین جو 1994 کے بعد ریٹائر ہوئے ہیں ان کی پنشن میں 8 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کی سبڈی کے متعلق بہت mis-conception پایا جاتا ہے کہ عد انخواستہ گورنمنٹ سبڈی گھٹا رہی ہے۔ جی 'ہاں بیٹھنا حکومت سبڈی گھٹا رہی ہے لیکن صرف ان طبقات سے جو اس سبڈی کے مستحق نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر millers اگر ان کو ٹرانسپورٹ کی مدد میں کوئی پیسے دینے جاتے تھے جس سے ایک آلے کا تھیلہ جو غریب آدمی کو ملتا ہے اس کو کوئی فائدہ نہیں تھا تو وہ سبڈی جو ایک مراعات یافتہ طبقے کو مل رہی تھی۔ جی 'ہاں ہم اس سبڈی کو گھٹا رہے ہیں اور اس کو اپنے ترقی یافتہ بجٹ کا حصہ بنا رہے ہیں۔ Agricultural interest کے high rates کی بات کی گئی اور یہ فرمایا گیا کہ یہ بہت زیادہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زرعی ترقیاتی بینک واحد بینک ہے جو سب سے بڑا ادارہ ہے جو کسانوں کو سہولیات دیتا ہے اور ان کو زرعی قرضے فراہم کرتا ہے۔ اس کی انڈائنمنٹ اس وقت جنرل پرویز مشرف صاحب نے کی 'میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ ہماری حکومت نے تقریباً ایک سال پہلے سے زرعی قرضے بینک آف پنجاب کے

ذریعے سے تقریباً 9 فیصد کئے تھے جن کا interest rate اب گھٹا کر 8 فیصد کیا گیا ہے۔ جو اس وقت unprecedented ہے، پاکستان میں اور کوئی بنک اتنے کم interest پر قرضہ نہیں دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹس کو بے پناہ resources دیئے جا رہے ہیں۔ جن کے متعلق ابہام پایا گیا کہ وہ تقریباً 70/80- ارب کے لگ بھگ جو resources صوبائی حکومت سے ضلعی حکومتوں کو جائیں گے۔ ان کے اوپر کوئی چیک نہیں ہے۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان جس طرح صوبے کے باقی تمام صوبائی محکموں کا آڈٹ کرتے ہیں، اسی طرح ایک پراونشل ڈائریکٹر جنرل آڈٹ کا دفتر لاہور میں خاص طور پر لوکل گورنمنٹس کے لئے پچھلے 6/8 مہینے سے قیام پذیر ہو چکا ہے اور وہ سو فیصد تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کے آڈٹ کرے گا۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے میری مراد ضلعی حکومتیں ہیں۔ جہاں تک تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشنز کا تعلق ہے تو ان کا آڈٹ پراونشل لوکل فنڈ آڈٹ سٹاف کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! عواتین کے issue کے متعلق gender reforms action plan پر ہدای بہنیں زیادہ ملمن نہیں تھیں کہ 20 کروڑ روپے کا آبادی میں 50 فیصد عواتین کے حساب کے ساتھ کوئی موازنہ نہیں ہے۔ محکمہ خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب جس وقت کسی محکمے کی طرف سے کوئی تجویز آتی ہے تو اس کے مطابق resources allocate کرتے ہیں۔ ہم خود کسی کے پاس جا کر یہ نہیں کہتے کہ یہ پیسے ہیں اور آپ ان کو خرچ کریں۔ G.R.A.P programme کے تحت ہم نے فی الحال 20 initially کروڑ روپیہ مانگا گیا جو ہم نے مہیا کیا ہے۔ اس میں ضرورت کے مطابق اگر اضافہ کرنا پڑا تو ہمیں پورا یقین اور پورا اندازہ ہے کہ عواتین جو اس معاشرے کا 50/51 فیصد آبادی کا حصہ ہیں، جب تک ہم ان کو کارآمد نہیں جانتے تو ہمارا صوبہ ترقی نہیں کر سکتا۔

جناب والا! ہاؤس بلڈنگ فنانس کے متعلق یہ ہے کہ جو ہاؤس بلڈنگ ایڈوانس سرکاری ملازمین کو دیا جاتا تھا۔ اس پر کچھ ممبران نے اپنا point of view ظاہر کیا کہ وہ نہیں ملا یا ملنا چاہتے۔ آپ بخوبی واقف ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ سروسز اسمپلائز ہاؤسنگ سوسائٹی کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ اس کے تحت ہم گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 22 تک تمام سرکاری ملازمین کو مکانات بنا کر

دیں گے۔ جس میں آئندہ ایک سال میں تقریباً 6 سے 7 ہزار مکانات بنانے جائیں گے۔ جب تک ان مکانات کی تیاری شروع نہیں ہوتی، آپ تمام لوگوں کے علم میں ہے کہ 50 ہزار روپیہ ہاؤس بڈنگ ایڈوانس کی شکل میں سرکاری ملازمین کو دیا جاتا تھا جو ان کی تنخواہوں سے کٹا تھا۔ اب حکومت خود ان کے لئے سرکاری مکان بنا رہی ہے، ان کو جو 50 ہزار روپے ملتے تھے تو اس amount پر بہت سے لوگوں کو اعتراض تھا کہ اس کو بڑھایا جائے۔ جب تک سرکاری مکانات نہیں بنتے ہم بنگلوں سے رابطہ کر رہے ہیں کہ حکومت منجانب گارنٹی دے گی تاکہ اس 50 ہزار کی limit کو بڑھایا جائے اور وہ اس کو اپنے مکانات کی تعمیر کے لئے استعمال کر سکے۔

جناب سیکرٹری! D سے لے کر G نکاس نیک جو پانچ مرلے کے مکانات کو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اس میں ہمارے معزز اراکین کا خیال تھا کہ ایک bad taste create ہوا ہے کہ پانچ مرلے کے تمام مکانات کو across the board ہمیں یہ facility دینی چاہیے تھی کہ وہ پراپرٹی ٹیکس نہ دیں۔ ہمارے کئی دوستوں نے ایک طرف اس بات کا اعتراف کیا اور میں نے آپ کو خود گزارش کی کہ ہمارے وسائل بہت کم ہیں۔ ہمیں گورنمنٹ چلانے کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ اور ایک ہی طریقہ میسر ہے اور وہ ہے کہ لوگوں کو ٹیکس نکائیں۔ ٹیکس صرف ان لوگوں کو کریں جو ٹیکس ادا کرنے کی capacity رکھتے ہوں۔ ان لوگوں کو ٹیکس نکانا قطعاً نامناسب ہے جو already اپنے bread and butter کو بمشکل پورا کر رہے ہیں۔ مال روڈ پر پانچ مرلے کا کسی کا مکان ہے تو میرا نہیں خیال کہ وہ کسی بھی حوالے سے اس سہولت کا مستحق ہے۔ اس سہولت کے مستحق وہ لوگ ہیں جو گھبرگ سے بالکل ٹختہ کسی کچی آبادی میں رہتے ہیں، شاہدہ یاروی، اس قسم کے مختلف علاقے جہاں پر اسی طرح ہی لوگ رہ رہے ہیں جس طرح کسی بھی اجزے ہونے اور کسی بھی کم سے کم ترقی یافتہ علاقے میں لوگ رہتے ہیں۔ ہمارا logic ذی سے جی کیٹیگری ٹیکس کے لوگوں کو یہ سہولت دینا اس لئے تھا کہ وہ لوگ متوسط اور کم آمدنی والے طبقات ہیں جو اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

اب میں ایک issue جس کو میں کبھی بھی اس فورم پر address نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اتنا highlight ہوا کہ میں آپ تمام دوستوں کی توجہ چاہوں گا۔ منجانب حکومت قلعی طور پر south,

north, east, west کے کسی بھی ٹیکر سے باہر ہے۔ اس بات کو میرے تمام دوست اپنے ذہن میں واضح کر لیں۔ میں اس وقت فائنس منسٹر پنجاب ہوں اور south سے ہوں اور مجھ سے بہت ہی اعلیٰ اور بہتر منصب پر فائز ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ہیں وہ بھی اس وقت south ہی کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

ہم لوگ ایشیائی carefully اپنے ملنے اور اپنے لوگوں کے حقوق پر نظر رکھتے ہیں اور ہم قطعی طور پر اس چیز کے متحمل نہیں اور نہ ہی ہمارا ارادہ ہے کہ ہم کسی علاقے کا حق کسی دوسرے علاقے کو دیں۔ بخت تقریر میں ایک لائن یہ بھی تھی کہ جو کم ترقی یافتہ علاقے ہیں ان کو ہم ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لائیں گے۔ ساؤتھ کے لئے بہت ہی زبردست قسم کے یہاں پر figures دینے گئے۔ خاص طور پر ہمارے ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی بڑی ہی روح کرمانے والی تقریر تھی۔ یہ میرے ہاتھ میں ایک کانڈ ہے جو تمام ساؤتھ سے دوست خاص طور پر سردار محسن لغاری صاحب اور جتنے دوست اعداد خیال کرتے رہے ہیں جس میں تقریباً 44 فیصد ہمارے اس سال کے سالانہ ڈوٹیمینٹ پروگرام کا south میں خرچ کیا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! میں minor detail میں نہیں جاؤں گا جو موٹے موٹے کچھ پراجیکٹس ہیں۔ ان کا میں ذکر ضرور کروں گا۔ بہاولپور رورل ڈوٹیمینٹ پراجیکٹ جس میں تقریباً 100 کلومیٹر سڑکیں اور 100 دیہات میں تکلی ہے۔ اس کے لئے 3.1 بلین روپے ہیں ڈی۔ جی۔ گلن رورل ڈوٹیمینٹ پراجیکٹ کے لئے اڑھائی ارب روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ جس پراجیکٹ کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ یہ اس 44 فیصد کے over and above ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ سے پنجاب حکومت نے ایک پروگرام لیا جس کا نام "ساؤتھ پنجاب کے شہروں میں بنیادی سولتیں میسر کرنا" ہے۔ جس میں بہاولپور، ملتان، مظفر گڑھ، خانیوال، ڈی۔ جی۔ گلن اور راجن پور ہیں اور ان کی تقریباً 21 تحصیلیں شامل کی جائیں گی۔ واٹر سپلائی، سینیٹیشن، سیوریج اور اس قسم کی ان کی تمام ضرورتیں پوری کی جائیں گی۔ اس کے لئے allocation تقریباً 75 بلین روپے کی ہے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! صحت میں ملتان کارڈیالوجی کا ادارہ ہے، لودھراں میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے، اور ٹواتین کا ایک کلچ ہے۔ یہ سالانہ ڈوٹیمینٹ پروگرام کے کچھ salient feature تھے

جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ کوئی discrimination نہیں ہے گورنمنٹ کے بنیادی فرائض میں ہیلتھ اور ایجوکیشن ہے۔ ہمارے لاہور جیسے ضلع میں ایجوکیشن کے لئے پندرہ کروڑ روپیہ چیف منسٹر نے دیا، راجن پور اور بٹکر کے لئے بھی پندرہ کروڑ روپیہ across the board دیا گیا۔ یہ تفریق کئے بغیر کہ کس کی کتنی ضرورت ہے؟ across the board ہر ڈسٹرکٹ کو پندرہ پندرہ کروڑ روپیہ دیا گیا۔ (نعرہ ہانے تحسین)

روڈ انفراسٹرکچر میں جو نوئل allocation ہے اس کا 49 فیصد جو تقریباً چار ارب روپے بنتا ہے۔ to be very specific and 3.9 billion rupees صرف ساؤتھ کے تین ڈویژنوں کے لئے رکھا گیا ہے۔ ہیلتھ سیکٹر کا تقریباً 44 فیصد ساؤتھ کے لئے رکھا گیا ہے۔ قتل کی ری ماڈنگ کے لئے ابھی ہمارے ساؤتھ کے ایک صاحب نے تقریر کی اور انہوں نے کہا کہ اس کا مجھے ذکر نہیں ملتا۔ ADP کے صفحہ نمبر 56 آئیٹیم نمبر 125 میں پراجیکٹ کی نوئل کاسٹ 1.4 billion rupees ہے۔ اس کے لئے ایک notional figure ساٹھ لاکھ روپے کارکھا گیا ہے۔ برائے مہربانی میری تمام ساتھیوں سے گزارش ہوگی کہ اس ساٹھ لاکھ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ صرف ساٹھ لاکھ ہی رے کا بلکہ دوران سال کئی ایسے پراجیکٹس ہوتے ہیں جن کے اوپر spending نہیں ہو سکتی، کئی PC-1 کے مراحل میں ہوتے ہیں، کئی آپ کو A.D.P میں unapproved پراجیکٹس ملیں گے۔ اگر ہمارے ان ساتھیوں کے لئے قتل کی ری ماڈنگ کینال اتنی اہم ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ کینٹ میننگ میں سید اکبر نوانی صاحب نے اور دیگر لوگوں نے بہت زیادہ نشانہ دہی کی کہ یہ چار پانچ اضلاع کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ ہمارے آرگینیشن منسٹر صاحب نے آخری دن اس کا ذکر کیا اور اس کو confirm کیا کہ یہ پراجیکٹ ہے یا نہیں ہے؛ آئیے ہم سب اس کے bottlenecks کو دور کرتے ہیں، میں خود آپ کے ساتھ ہوں گا اور ہم یہ جو ساٹھ لاکھ کی allocation ہے، ہم اپنے P.C.1 اور تمام چیزوں کو مکمل کروا کر اگلے سال اس پراجیکٹ کو مکمل کروائیں گے۔ (نعرہ ہانے تحسین)

جناب سپیکر! سپورٹس ایک اہم issue ہے۔ سپورٹس اور پولیٹیشن ویلفیئر کا میں اکٹھا ہی ذکر کروں گا۔ پولیٹیشن ویلفیئر کی بھی allocation فیڈرل گورنمنٹ سے آئی ہے۔ تقریباً یہ 80 کروڑ روپے کے قریب ہے۔ اسی طرح سے تقریباً 29 کروڑ روپیہ مہلی دھو رکھا گیا ہے جب سے ہماری

منسٹری سپورٹس بنی ہے۔ وہ اپنے پروگرام لے کر فیڈرل منسٹری سپورٹس کے پاس گئے، انہوں نے اپنے P.C.I دینے اور اس میں ان کو 29 کروڑ روپیہ مختص ہوا۔ بہت لمبی لسٹ ہے جس میں تقریباً اٹھارہ انیس کے قریب پروگرام ہیں۔ آپ سب لوگ تجھے ہونے ہیں اس لئے میں اس کو بالکل مختصر رکھوں گا۔

جناب سپیکر! اب ہم اپنے Vision 2020 کی طرف آتے ہیں۔ Vision 2020 کے متعلق لوگوں نے بہت باتیں کیں۔ تین چار لائنوں میں 'میں 2020 پر بات کر کے اپنی winding up speech ختم کروں گا۔ چیف منسٹر پنجاب نے چار basic pillars defined کئے ہیں، 'ایگریکلچر، انڈسٹری، منرلز اور ہیومن ریسورس' ان چار pillars پر پنجاب prosper کرے گا۔ پنجاب گورنمنٹ ہر ضلع کی ایک رپورٹ بنا رہی ہے جس میں اس ضلع کا competitive advantage مجال کے طور پر وزیر آباد میں اگر پھر یہاں بہتر بنتی ہیں تو اس کو اس قسم کا انفراسٹرکچر دیا جائے جہاں پر وہ انڈسٹری prosper کرے۔ سیالکوٹ میں اگر سپورٹس کا سامان اچھا بنتا ہے تو وہاں پر سپورٹس کے مطابق سولتیں مہیا کی جائیں۔ اگر ملتان اور رحیم یار خان کے علاقوں میں آم بہتر پیدا ہوتا ہے تو آم کے ریسرچ سنٹر سیالکوٹ یا گجرات بنانے کی کوئی sense نہیں ہے۔ ہر ضلع کی competitive advantage کا ایک پورا data collect کیا جائے اور اس competitive advantage کو exploit کیا جائے۔ تین سالوں کا comparison نان ڈیولپمنٹ، مقابلہ ڈیولپمنٹ۔ 2002-03 میں جو ہمارا ڈیولپمنٹ بجٹ تھا۔ مقابلہ نان ڈیولپمنٹ بجٹ صرف اٹھارہ فیصد تھا جسے ہم نے 2003-04 میں 23 فیصد کیا اور اب اس سال تقریباً 30.6 فیصد کیا ہے۔ (نمرہ ہائے تحسین)

اور ہمارا ٹارگٹ اس کو نان ڈیولپمنٹ بجٹ کو پچاس پچاس کی ریشو پر لے کر جانا ہے کہ ہمارا ڈیولپمنٹ بجٹ کم از کم 50 percent of the non development budget ہونا چاہیے۔

ہمارے resources زیادہ تھے۔ ہمارا جو ڈیولپمنٹ بجٹ تھا اس کا ساڑھے چھٹے سال سے تقریباً 45 فیصد زیادہ تھا اور اس سال دو سالوں کے مقابلے میں 100 فیصد زیادہ ہے۔ ایک allegation ہمیشہ سے گورنمنٹ پر رہا ہے کہ آپ کو پیسے ملتے ہیں لیکن آپ spend نہیں کر پاتے اور آپ کے پیسے lapse ہوتے ہیں۔ بہت فخر کے ساتھ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اپنے اسے۔ ڈی۔ پی کے بارے

بہت efficient ہیں non development side پر خرچے کرنے میں ہمیشہ development side کا بجٹ lapse ہوتا ہے۔ پچھلے سال یعنی موجودہ مالی سال میں 45 فیصد بجٹ بڑھانے کے باوجود ہماری اپریل تک spending تقریباً 65 فیصد تھی اور آپ تمام لوگ اس بات کے شاہد ہیں کہ آخری دو مہینوں میں حکومتی محکموں کی spending بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہ on record ہے کہ اس سال پچھلے تمام سابقہ سالوں کے مقابلے میں ہمارے فنڈز کی utilization صحیح وقت پر اور صحیح مہد کے لئے unprecedented ہو گی اور ریکارڈ ہو گی۔

جناب سپیکر! میں ایک دفعہ پھر آپ کا اس معزز ایوان کا اور تمام ساتھیوں کا دل کی اتھاہ سہرا انہوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہانے تحسین)

MR DEPUTY SPEAKER: The House is adjourned till tomorrow at 10:30 am.

	Issue No.	Page No.
SHORT NOTICE QUESTION regarding- HEALTH DEPARTMENT		
-Appointment of Lady Doctors in B.H.U Bhera and T.H.Q Hospital in Bhalwal (<i>Short Notice No. 33</i>)	1	57
SIBGHAT ELLAH CHAUDHRY, MR ADVOCATE		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	328, 333, 334
SIFARA FAYYAZ, BEGUM		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	3, 6	284, 285, 707
SPEAKER		
<i>See under Muhammad Afzal Sahu, Chaudhry</i>		
T		
TAHIR ALI JAVED, DR. (Minister for Health)		
SHORT NOTICE QUESTION (Answer) regarding-		
Appointment of lady doctors in B.H.U Bhera and T.H.Q Hospital in Bhalwal (<i>Short Notice No. 33</i>)	1	57
TAHIRA MUNIR, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	3	222, 223
TAJAMMAL HUSSAIN		
GENERAL DISCUSSION ON-		
-Department of Labour	1	148, 149
TALIB HUSSAIN CH, MR.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	410, 412
TANVEER AHMAD, SHEIKH		
QUESTION regarding-		
Production of sugar cane and sugar in the Province and details of annual need (<i>Question No. 3599*</i>)	1	64
TANVIR ASHRAF KAIRA, MR.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	6	796
W		
WASEEM AKHTAR, DR SYED		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	751
The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004	1	126, 131
POINT OF ORDER regarding		
Anxiety among the people of the Punjab about Wana operation	1	15
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Mismanagement of the administration of the Bahawalpur Airport with the Public representatives	5	420
Z		
ZAHOOR AHMED KHAN DAIJA, MR.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	3	255
ZAH-UN-NISA QURESHI, MISS		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	708
QUESTIONS regarding-		
Number of registered Flour Mills in the province and related matters (<i>Question No. 2808*</i>)	1	63
Wheat purchase centres in Depalpur (<i>Question No. 1817*</i>)	1	61

	Issue No.	Page No.
SAMI ULLAH KHAN, MR.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5, 6	450, 454, 645
POINT OF ORDER regarding-		
-Improper behaviour of D.P.O Lahore with the residents of Shahdara	1	13
SAMIA AMJAD, DR		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	3, 6	196, 200, 650, 663
SAMINA JADUN, MISS ADVOCATE		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	707, 712
SHORT NOTICE QUESTION regarding-		
-Appointment of Lady Doctors in B.H.U Bhera and T.H.Q Hospital in Bhalwal (<i>Short Notice No. 33</i>)	1	57
SAMINA NAVIED, MISS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5, 6	549, 561, 566, 651
SANAULLAH KHAN, RANA		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
-Violation of rule 3 of the Punjab Local Government (Auction of Collection Rights) Rules 2003	1	109, 111, 112, 114-16
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	302, 318
The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004	1	120, 126, 127, 132, 133
PRIVILEGE MOTION regarding-		
-Government action against Doctor Nazir Ahmad Mithu Dogar, Member Punjab Assembly	1, 4	81, 298
SHAIQEENA ASAD, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	722, 724, 729, 730
SHAHNAZ SALEEM, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	604
SHAKEEL-U-R-REHMAN, L.A.L.A, ADVOCATE		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5	486, 487, 488
QUESTIONS regarding-		
-Detail of Gujranwala and Hafiz Abad, sugar mills (<i>Question No. 4557*</i>)	1	70
-Detail regarding Flour Mills of District Gujrat (<i>Question No. 4556*</i>)	1	78
SHAMIM AKHTAR, MS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	397
SHAZIA CHAND, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5	489
SHELA RATHOR, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	3	237, 240

	Issue No.	Page No.
Detail of flour mills, owners and cases of black marketing in district Lahore (Question No. 4088*)	1	66
Number of registered Flour Mills in the province and related matters (Question No. 3808*)	1	63
Particulars and report of performance of the employees of the Food Department (Question No. 874*)	1	16
Production of sugar cane and sugar in the Province and details of annual demand (Question No. 3599*)	1	64
Detail of sugar cess fund and projects completed by it (Question No. 3636*)	1	27
Wheat purchase centres in Depalpur (Question No. 1817*)	1	64
Wheat Production in the Province, details of Godowns and their Capacity (Question No. 1612*)	1	71
R		
RECITATION-		
From the Holy Quran and its translation in the session held on 16 th June, 2001	1	11
From the Holy Quran and its translation in the session held on 17 th June, 2001	2	157
From the Holy Quran and its translation in the session held on 20 th June, 2001	3	183
From the Holy Quran and its translation in the session held on 21 st June, 2001	4	293
From the Holy Quran and its translation in the session held on 22 nd June, 2001	5	419
From the Holy Quran and its translation in the session held on 23 rd June, 2001	6	587
REHANA JAMEEL, BEGUM		
QUESTION regarding-		
Detail of flour mills, owners and cases of black marketing in district Lahore (Question No. 4088*)	1	66
RIAZ AHMAD, RAJA		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	6	639, 647, 651, 653, 654
ROBINA NAZAR SULAHRI, MRS. ADVOCATE (Parliamentary Secretary for Texts)		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	3	203, 206
S		
SAADIA HAMAYUN, MRS. (Parliamentary Secretary for Environment Protection)		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	6	702, 714
SABA SADIQ, MISS.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	3, 4	224, 226, 331
SABHA BEGUM, MRS.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	6	710, 712
SAEED AKBAR KHAN, MR. (Minister for Prisons)		
DISCUSSION ON-		
Labour Department	1	112
SAGHURA ISLAM, MS.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	5, 6	520, 526, 527, 721

	Issue No.	Page No.
PARVEEN SIKANDAR GILL, MS.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	4	399, 401
PARVEEN MASOOD BIATTI, MRS.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	6	702, 705, 706
PERVAJZ RAFIQUE, MR.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	637, 638, 655, 787, 790
POINTS OF ORDER regarding-		
-Announcement of Presidential Package on the agriculture details	4	291
-Honourable M.P. As are stopped by Traffic Police in China Chowk and Plaza Chowk without any reason	6	617
-Hurdle faced by honourable Members, of opposition to enter the Assembly premises	6	614
Misbehaviour of Cantonment Board with public in Sialkot Cantt area	1	12
Misbehaviour of D.P.O Lahore with the residents of Shahdara	1	13
-Order to keep the Security Stall out of the Assembly Lobby	3	181
People of the worried about the Wana operation	1	14
PRIVILEGE MOTIONS regarding-		
Derogatory remarks of Secretary Communication and Works on Chief Minister's directive (. Contd.)	4	295
Government action against Member Punjab Assembly, Doctor Nazir Ahmad Mithu Dogar	1, 4	81, 298
Insulting behaviour of guard incharge Sub-Inspector Police with the female Member	1	76
Maltreatment of the administration of the Bahawalpur Airport with the Public representatives	5	420
Uncivilized attitude of D S P (Investigation) District Okara with the Member Assembly	1	89
Q		
QAMAR AMIR CHAUDHRY, MRS		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	6	778, 779
QASIM ZIA, MR (Leader of Opposition)		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	3	187, 196
The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004	1	118, 120, 121, 131
QUESTIONS regarding-		
FOOD DEPARTMENT		
Detail of sugar cess fund and its usage in Markaz Arbaan Hazara Jhang (Question No 3974*)	1	65
Details of cost and capacity of Food Department's wheat godowns (Question No 3761*)	1	50
Detail of Government efforts, to control the wheat price (Question No 4256*)	1	40
Detail of sugar cess fund and development projects of District Shekhupura (Question No 3769*)	1	35
Detail of recruitments, by Director and Deputy Director Food, Lahore (Question No 4260*)	1	48
Detail of quota released to flour mills in October 2003 (Question No 3934*)	1	65
Detail of sugar cess fund its members of Committee and use (Question No 1613*)	1	20
Details of sugar mills in Gujranwala and Hafiz Abad, (Question No 4557*)	1	70
Detail regarding the Flour Mills of District Gujrat (Question No 4556*)	1	52

	Issue No.	Page No.
NAZAR FARID KHOKHAR, MALIK		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	772
NAZAR HUSSAIN GONDAL, CHAUDHRY		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	319
NAZIM HUSSAIN SHAIK, SYED		
POINT OF ORDER regarding-		
-Stoppage of Honourable MP As by the Traffic Police in China Chowk and Plaza Chowk without any reason	6	617
NIGHAT PARVEEN MEER, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	739
NIGHAT SALEEM KHAN, MISS		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	3	264, 266
NISHAT AFZA, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5	455, 461
NOTIFICATION regarding-		
Presentation of the Annual Budget 2004-05 and Supplementary Budget for the year 2003-04	2	153
-Summoning of 16 th session held on 16 th June, 2004	1	1

O

OFFICERS-

-Of the House

1

10

P

PANEL OF CHAIRMEN-Announcement regarding for the 16th session commenced from 16th June, 2004

1

12

PARLIAMENTARY SECRETARIES

-Of the Punjab

1

8

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PARLIAMENTARY AFFAIRS*See under Muhammad Ahmed Khan, Malik, Advocate***PARLIAMENTARY SECRETARY FOR COLONIES***See under Muhammad Waris Kallu, Mr***PARLIAMENTARY SECRETARY FOR ENVIRONMENT PROTECTION***See under Saadia Hamayun, Mrs***PARLIAMENTARY SECRETARY FOR FORESTRY***See under Jwaaid Iqbal Khan Khushi, Mr***PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HEALTH***See under Farzana Nazir, Dr***PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PRISONS***See under Fazal Hussain Samra, Mehr***PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PROVINCIAL PROF: MANG; DEV:***See under Javed Akram, Brig. (Retd), Stawa-e-Imtiaz***PARLIAMENTARY SECRETARY FOR TEXTA***See under Rabina Nazir Sulahri, Mrs Advocate***PARLIAMENTARY SECRETARY FOR TOURISM***See under Lubna Tariq, Mrs.*

	Issue No.	Page No.
MUHAMMAD SHAFQAT KHAN ABRASI, RAJA, ADVOCATE		
CONDOLENCE- On the demise of father of Chaudhry Altaf Hussain M.P.A. the deaths in accident in Islamabad and Malik Abdul Qayyum Ex-Minister	2	158
DISCUSSION ON- -Annual Budget for the year 2004-05	6	644, 718, 745, 766, 775
MUHAMMAD SHAFIQUE ANWAR, CHAUDHRY		
DISCUSSION ON- -Annual Budget for the year 2004-05	4	335, 338, 340
MUHAMMAD WARIS KALILU, MR. (Parliamentary Secretary for Colonies)		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	6	677, 776, 785, 786
-Labour Department	1	143, 146
MUHAMMAD WAQAS, MR.		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	3	269, 273
MUJAHID ALI SHAH, SYED		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	5, 6	468, 469, 472, 481, 612, 514, 725
MUJTABA SHUJA UR REHMAN, MR.		
QUESTION regarding- Detail of recruitments by Director and Deputy Director Food, Lahore (<i>Question No 4260*</i>)	1	48
MUSITFAQ AHMED KIANI, GP CAPT (RETD) (Minister for Public Health Engineering)		
The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004	1	125
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	6	596
MUZAFFAR ALI SHEIKH, DR.		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	6	653
MUZAMMAL-UR-RASHID ABBASI, SAHIBZADA		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	5	581
N		
NAFEES AHMED ANSARI, BABU		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	3	280, 283
NAJAF ABBAS SIAL, MR.		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	5, 6	541, 650, 654, 717, 722
NAVEED AMMER, MR.		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	6	798
NAVEED JAHANIAN, MIAN		
PRIVILEGE MOTION regarding- Derogatory remarks of Secretary Communication and Works on Chief Minister's directive (<i>Contd.</i>)	4	295

	Issue No.	Page No.
MUHAMMAD HASSAN, BRIG (RETD)		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	3	274, 279
MUHAMMAD IQBAL CHANNER, MALIK		
QUESTION regarding-		
-Detail of sugar cess fund and projects completed by it (<i>Question No. 3636*</i>)	1	27
MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHRY (Minister for Food)		
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-		
-Detail of sugar cess fund and its usage in Markaz Athara Hazan Jhang (<i>Question No. 3974*</i>)	1	66
-Details of cost and capacity of Food Department's wheat godowns (<i>Question No. 4261*</i>)	1	50
-Detail of Government efforts to control the wheat price (<i>Question No. 4256*</i>)	1	41
-Detail of money of sugar cess and development projects in District Shekhupura (<i>Question No. 3769*</i>)	1	36
-Detail of recruitments by Director and Deputy Director Food, Lahore (<i>Question No. 4260*</i>)	1	49
-Detail of quota released to Flour Mills in October 2003 (<i>Question No. 3934*</i>)	1	65
-Detail of sugar cess fund its members of Committee and use (<i>Question No. 1613*</i>)	1	20
-Details of sugar mills in Gujarwala and Hafiz Abad (<i>Question No. 4557*</i>)	1	70
-Detail regarding the Flour Mills of District Gujrat (<i>Question No. 4556*</i>)	1	53
-Detail of flour mills, owners and cases of black marketing in district Lahore (<i>Question No. 4088*</i>)	1	67
-Number of registered flour mills in the Province and related matters (<i>Question No. 2808*</i>)	1	63
-Particulars and report of performance of the employees of the Food Department (<i>Question No. 874*</i>)	1	17
-Production of sugar cane and sugar in the Province and details of annual demand (<i>Question No. 3599*</i>)	1	64
-Sugar mills in the Province, money of sugar cess and the projects completed it (<i>Question No. 3636*</i>)	1	28
-Wheat purchase centres in Depalpur (<i>Question No. 1817*</i>)	1	62
-Wheat Production in the Province, details of godowns and their capacity (<i>Question No. 4612*</i>)	1	71
MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	5	448
MUHAMMAD JAVED SIDDIQUI, DR.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	5, 6	533, 542, 546, 659
MUHAMMAD LATIF PANWAR RAJPUT, MIAN		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	6	602, 660, 685, 791
MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI, MR.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	4	390
MUHAMMAD MUKHTAR HUSSAIN, MAKHDOOM SYED		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	6	729, 766, 784
MUHAMMAD RIAZ SHAHID, MR.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	3	241, 245

	Issue No.	Page No.
MINISTER FOR PUBLIC HEALTH ENGINEERING <i>See under Mushaq Ahmed Kiani, Gp Capt (Retd)</i>		
MINISTER FOR REVENUE, RELIEF & CONSOLIDATIONS <i>See under Gid Hameed Khan Rokhri, Mr.</i>		
MUFTI GIULAM FAREED HAZARAWI, MOULANA		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	4	322, 323, 377
MUHAMMAD AFZAL SAHII, CHAUDHRY (Speaker)		
DIRECTION regarding- Proper reporting by the Journalists	4	301
MUHAMMAD AHMED KHAN, MALIK, ADVOCATE (Parliamentary Secretary for Parliamentary Affairs)		
DISCUSSION ON- The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004	1	134
MUHAMMAD AJASAM SHARIFF, MR.		
QUESTIONS regarding- Details of cost and capacity of Food Department's Wheat Godowns (Question No. 4261*)	1	50
Detail of Government efforts, to control the wheat price (Question No. 4256*)	1	40
MUHAMMAD ARSHAD KHAN LODHI, MR. (Minister for Agriculture)		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2001-05	6	615, 721
MUHAMMAD ASHRAF KAMBOH, CIL		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	5	493
MUHAMMAD ASLAM, ADVOCATE, MIAN		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	6	660, 750
MUHAMMAD BASHARAT RAJA, MR. (Minister for LG & RD, ADD. CHG. Law & Parliamentary Affairs)		
ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding- Violation of rule 3 of the Punjab Local Government (Auction of Collection Rights) Rules 2003	1	110, 111, 112, 114
BILL regarding- The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004 (introduced in the House)	1	117, 121, 130, 132
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	6	592, 631, 633, 634, 663, 687, 765
POINT OF ORDER (Answer) regarding- Stoppage of Honourable M. P. As by the Traffic Police at Chana Chowk and Plaza Chowk without any reason	6	618
PRIVILEGE MOTIONS (Answers) regarding- Government action against Member Punjab Assembly, Dr Nazir Ahmad Mithu Dogar	1, 4	81, 299
Insulting behaviour of guard in charge Sub Inspector Police with the female Member	1	76
Uncivilized attitude of D.S.P (Investigation) District Okara with the Member Assembly	1	93
MUHAMMAD DARIYA KHAN FAYYAZ, SARDAR		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2001-05	5	498

	Issue No.	Page No.
KHALIDA MANSOOR, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	716, 717, 720
KHIZAR ILYAS VIRK, CH.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	720

L

LAILA MUQADDUS, MISS		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	736, 738
LEADER OF OPPOSITION		
<i>See under Qasim Zia, Mr.</i>		
LUBNA TARIQ, MRS. (Parliamentary Secretary for Tourism)		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5	527, 529, 532, 533
- Labour Department	1	140

M

MAITA RAJA TAREEN, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	607, 608, 611, 711
MANAZIR HUSSAIN RANJHA, MR. (Minister for Colonies)		
ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-		
-Illegal possession over state property by the land grabbers	1	101, 107
MEMONA NABEEL, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	403
MINISTER FOR AGRICULTURE		
<i>See under Muhammad Arshad Khan Lodhi, Mr</i>		
MINISTER FOR COLONIES		
<i>See under Manazir Hussain Ranjha, Mr.</i>		
MINISTER FOR EDUCATION		
<i>See under Imran Masood, Mian</i>		
MINISTER FOR FINANCE		
<i>See under Hasnain Bahadur Dreshak, Sardar</i>		
MINISTER FOR FOOD		
<i>See under Muhammad Iqbal, Chaudhry</i>		
MINISTER FOR FORESTRY		
<i>See under Ashfaq-ur-Rahman, Dr.</i>		
MINISTER FOR HEALTH		
<i>See under Tahir Ali Javed, Dr.</i>		
MINISTER FOR LABOUR & HUMAN RESOURCE		
<i>See under Akhtar Hussain Rizvi, Syed</i>		
MINISTER FOR, LG & RD, ADD. CHG. LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS		
<i>See under Muhammad Basharat Raja</i>		
MINISTER FOR LIVESTOCK & DAIRY DEVELOPMENT		
<i>See under Haroon Ahmad Sultan Bukhari, Syed</i>		
MINISTER FOR MINORITIES AFFAIRS		
<i>See under Joyce Rahn Jutus, Mrs.</i>		
MINISTER FOR PRISONS		
<i>See under Saeed Akbar Khan, Mr.</i>		

J

JAHANZEB IMTIAZ GILL, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

6

677, 680, 685

JALAL DIN DHAKOO, MALIK

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

5

576, 577, 580

JAVAID AHMED, CIL

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

5

509, 514, 516

QUESTION regarding-

Detail of quota released to flour mills in October 2003 (*Question No. 3934**)

1

65

JAVAID IQBAL KHAN KHICHI, MR. (Parliamentary Secretary for Forestry)

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

6

598

JAVED AKBAR DHILLON, ENGR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

5

501, 505, 509

JAVED AKHTAR, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

6

591, 593, 595

JAVED AKRAM, BRIG (RETD), SITARA-E-IMTIAZ (Parliamentary Secretary for Provincial Prof: Mang: Dev)

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

6

705

JAVED HASSAN GUJAR, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

3

266, 269

JOEL AMIR SAHUTRA, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

5, 6

463, 791

JOSEPH HAKIM DIN, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

4

378, 381

JOYCE RUFIN JULIUS, MRS. (Minister for Minorities Affairs)

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

6

637, 638, 639

DISCUSSION ON-

-Labour Department

1

141, 143

K

KANWAL NASEEM, MS.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

6

731, 734

QUESTION regarding-

Wheat production in the Province, details of godowns and their capacity (*Question No. 4612**)

1

71

KHADIIJA NASREEN FAROOQI, MRS.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

6

740, 742

KHALID MAHMOOD CHOHAN, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget for the year 2004-05

4

340

	Issue No.	Page No.
G		
GENERAL DISCUSSION ON- Labour Department	1	136
GHULAM HAIDER BARI, MIAN		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	5	482
GUL HAMEED KHAN ROKHRI, MR. (Minister for Revenue, Relief & Consolidations)		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	3	187
GULSHAN MALIK, MRS		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	4	386, 388
H		
HAROON AHMAD SULTAN BUKHARI, SYED (Minister for Livestock & Dairy Development)		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	6	632
HASNAIN BAHADUR DRESHAK, SARDAR (Minister for Finance)		
BUDGET- Budget speech for the year 2004-05	2	158
Presentation of Annual Budget for the year 2004-05	2	179
Presentation of Supplementary Budget for the year 2003-04	2	179
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	6	799
FINANCE BILL- Introduction to the Punjab Finance Bill 2004	2	180
HEALTH DEPARTMENT		
SHORT NOTICE QUESTION regarding- Appointment of lady doctors in B H U Bhera and T H Q Hospital in Bhalwal (<i>Short Notice No. 33</i>)	1	57
I		
IFTIKHAR HUSSAIN CHHACHHAR, MIAN		
PRIVILEGE MOTION regarding- Uncivilized attitude of DSP (Investigation) District Okara with the Member of Assembly	4	89
HASAN HILALI WAQAS, SYED		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	3, 6	245, 253, 654, 664
QUESTIONS regarding- Detail of sugar cess fund its members of Committee and use (<i>Question No. 1615*</i>)	1	20
Particulars and report of performance of the employees of the Food Department (<i>Question No. 874*</i>)	1	16
IJAZ AHMAD, SII		
DISCUSSION ON- Annual Budget for the year 2004-05	3, 4, 6	206, 313, 349, 373, 402, 414, 676
INIRAN MASOOD, MIAN (Minister for Education)		
DISCUSSION ON- Labour Department	1	140

	Issue No.	Page No.
FARZANA NAZIR, DR. (Parliamentary Secretary for Health)		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	3, 4	200, 203, 413, 415
FARZANA RAJA, MRS.		
CONDOLENCE-		
On the demise of Member Provincial Assembly Azma Zahid Bokhari's uncle	1	54
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	4	350, 355
PRIVILEGE MOTION regarding-		
Insulting Behaviour of guard in charge Sub-Inspector Police with lady Member of the Assembly	1	76
FATEH MUHAMMAD KHAN BUZZDAR, SARDAR		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	5	567
FAYAZ UL HASAN CHOHEAN, MR.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	6	645, 727, 755, 759
FAZAL HUSSAIN SUMRA, MEHR (Parliamentary Secretary for Prisons)		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	775
FINANCE BILL		
-Introduction to the Punjab Finance Bill 2004	1	180
FOOD DEPARTMENT		
QUESTIONS regarding-		
-Detail of sugar cess fund and its usage in Markaz Athaha Hazari Jhang (Question No. 3974*)	1	65
Details of cost and capacity of Food Department's wheat godowns (Question No. 4261*)	1	50
-Detail of Government efforts to control the wheat price (Question No. 4256*)	1	40
-Detail of sugar cess fund and development projects of District Sheikhpura (Question No. 3769*)	1	35
Detail of recruitments by Director and Deputy Director Food, Lahore (Question No. 4260*)	1	48
Detail of quota released to Flour Mills in October 2003 (Question No. 3934*)	1	65
Detail of sugar cess fund, its members of Committee and use (Question No. 1613*)	1	20
Details of sugar mills in Gujranwala and Hafiz Abad, (Question No. 4557*)	1	70
Detail regarding the Flour Mills of District Gujrat (Question No. 4556*)	1	52
Detail of flour mills, owners and cases of black marketing in district Lahore (Question No. 4088*)	1	66
Number of registered Flour Mills in the province and related matters (Question No. 2808*)	1	63
Particulars and report of performance of the employees of the Food Department (Question No. 874*)	1	16
Production of sugar cane and sugar in the Province and details of annual demand (Question No. 3599*)	1	64
Detail of sugar cess fund and projects completed by it (Question No. 3636*)	1	27
Wheat purchase centres in Depalpur (Question No. 1817*)	1	61
Wheat production in the Province, details of godowns and their capacity (Question No. 4612*)	1	71

	Issue No.	Page No.
CONDOLENCE-		
-On the demise of father of Chaudhry Altaf Hussain M.P.A., the deaths in accident in Islamabad and Malik Abdul Qayyum Ex-Minister	2	158
On the demise of Member Provincial Assembly, Azma Zahid Bokhan's uncle	1	54
For the Martyrs of Karachi and Wana	3	185
D		
DIRECTION BY MR. SPEAKER regarding-		
-Proper reporting by the Journalists	4	301
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	3, 4, 5, 6	186, 302, 421, 591, 612, 622
DURR-E-SHAHWAR NEELUM, MRS.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	3	220, 221
E		
EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOULATIA, MR.		
CONDOLENCE-		
-On the demise of father of Chaudhry Altaf Hussain M.P.A., the deaths in accident in Islamabad and Malik Abdul Qayyum Ex-Minister	2	158
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	365, 368
EJAZ AHMAD ACHLANA, MEMBER		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	793, 795
EJAZ AHMAD RAI		
QUESTION regarding-		
-Detail of sugar cess fund and development projects of District Shekhupura (<i>Question No. 3769*</i>)	1	35
EJAZ AHMED SAMMA, CIL		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	781, 784
EMBERSAT KHAN, MS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5	570, 573
-The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004	1	135, 136
F		
FAISAL HAYAT JABBOANA, MR		
QUESTION regarding-		
-Detail of sugar cess fund and its usage in Markaz Atthara Hazari Jhang (<i>Question No. 3974*</i>)	1	65
FAIZA AHMAD, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4, 6	382, 384, 386, 722
FARAH IQBAL KHAN, MRS		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	374, 376, 377

	Issue No.	Page No.
ANJUM AMJAD, DR.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5	554, 558
ARSHAD MEHMOOD BAGGU, MR.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	1	123
-The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004	6	661, 665, 670, 711, 723, 743
POINTS OF ORDER regarding-		
-Announcement of Presidential Package on the agriculture loans	4	294
-Misbehaviour of staff of Cantonment Board with public in Sialkot Cantt. Area	1	12
ASAD MUAZZAM, DR. MR.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	3	256, 259
ASGHAR ALI GUJJAR, CHAUDHRY		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5	422, 427, 429, 433, 437, 440
ASGHAR ALI QATSER, MALIK		
CONDOLENCE-		
On the demise of father of Chaudhry Altaf Hussam M.P.A. the deaths in accident in Islamabad and Malik Abdul Qayyum Ex-Minister	2	158
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	5	517, 519
ASHFAQ-UR-RAHMAN, DR. (Minister for Forestry)		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	6	784
AUTHORITIES-		
-Of the House	1	5
AZMA ZAHID BOKHARI, MS.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	3, 6	215, 219, 608, 640, 711
POINT OF ORDER regarding-		
-Hurdle faced by honourable Members of opposition to enter in the Assembly premises.	6	611
AZRA BANO, MRS.		
DISCUSSION ON-		
-Annual Budget for the year 2004-05	4	405

B

BILL regarding-		
The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004 (Introduced in the House)	1	117
BUDGET		
Presentation of Annual Budget for the year 2004-05	2	179
Presentation of Supplementary Budget for the year 2003-04	2	179
Speech of the Finance Minister for the year 2004-05	2	158

C

CABINET -		
-Of the Punjab	1	6

INDEX

	Issue No.	Page No.
ABDUL ALFEM SHAH, SYED		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	6	652, 760, 764, 765
MUSSAIN CHATTHA, MR.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	4	356, 363
ABIDA JAVID, MRS.		
CONDOLENCE-		
On the demise of father of Chandhry Altaf Hussain M.P.A. the deaths in accident in Islamabad and Malik Abdul Qayyum Ex-Minister	2	158
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	3, 6	208, 210, 646, 656, 658
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-		
Illegal possession over state property by the land grabbers	1	100
Violation of rule 3 of the Punjab Local Government (Auction of Collection Rights) Rules 2003	1	109
ADVOCATE GENERAL-		
Shabbir Raza Rizvi, Syed	1	10
AFSHAAN FAROOQ, MRS.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	6	734, 736
AFTAB AHMAD KHAN, RANA		
ADJOURNMENT MOTION regarding-		
Illegal possession over state property by the land grabbers	1	101
CONDOLENCE-		
Prayer for the Martyrs of Karachi and Wana	3	185
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2004-05	6	592, 598, 622, 631, 661, 679, 726, 778
The Punjab Ministers (Salaries, Allowances and Privileges) (Amendment) Bill 2004	1	128
POINT OF ORDER regarding-		
Order to keep the Security Staff out of the Assembly Lobby	3	183
AGENDA-		
For the session held on 16 th June, 2004	1	3
For the session held on 17 th June, 2004	2	155
For the session held on 20 th June, 2004	3	181
For the session held on 21 st June, 2004	4	291
For the session held on 22 nd June, 2004	5	417
For the session held on 23 rd June, 2004	6	585
AKHTAR HUSSAIN RIZVI, SYED (Minister for Labour & Human Resource)		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	6	636
DISCUSSION ON-		
Labour Department	1	137, 140, 141, 147, 150
AKTAR USMAN ADIL, MR.		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	6	768, 771
AMJID HAMEED KHAN DASTI, SARDAR		
DISCUSSION ON-		
Annual Budget for the year 2001-05	6	640, 642, 646, 647